NAWA-I-WAQT

نوائے وقت

69 سال اشاعت

ملی ایڈیشن

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف پاک

آپؐ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا

مجیب الرحمٰن انقلابی

"محسن انسانیت" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ شجاع و بہادر اور سب سے زیادہ سخی تھے، بردباری، قوت برداشت قدرت پا کر معاف کر دینا مشکلات و مصائب میں صبر کرنا، ایسے اوصاف ہیں کہ جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت فرمائی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ حیادار تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ کسی کے چہرے پر نہ ٹھہرتی تھی...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پردہ نشین کنواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ عادل، پاک دامن معاملات میں کھرے، اور قول و فعل میں سچے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ذاتی معاملات میں کسی سے انتقام نہ لیتے تھے یہاں تک کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کفار کی ایک قوم کے بارے میں بددعا کرنے کے لئے کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں "رحمت بن کر آیا ہوں عذاب بن کر نہیں آیا"...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک شہید کئے گئے مگر اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے ہدایت و مغفرت کی دعا فرمائی......

ایک مرتبہ کسی نے آپؐ سے سوال کیا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافروں کے لئے بھی رحمت ہیں؟ فرمایا یہ خوانِ رحمت تمام عالم کے لئے یکساں کھلا ہے...... جب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی چیز کا سوال کیا جاتا تو فوراً عطا فرما دیتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ اس میں آسان کام کو اختیار فرمایا تاکہ امت کے لئے سہولت ہو" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا البتہ اگر مرغوب ہوتا تو تناول فرما لیتے ورنہ چھوڑ دیتے، شہد اور تمام شیریں چیزوں کو طبعاً پسند فرماتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر والوں کے کاموں میں مدد کرتے اور مریضوں کی عیادت کرتے تھے جب کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت دیتا خواہ امیر ہوتا یا مفلس اس کے یہاں تشریف لے جاتے تھے کسی مفلس کو اس کے فقر کی وجہ سے حقیر نہ جانتے تھے اور کسی بڑے سے بڑے بادشاہ سے اس کی مالداری کی وجہ سے مرعوب نہ ہوتے تھے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے گھر والوں نے جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہ کھائی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں پر دو دو مہینے مکمل اس طرح گزر جاتے تھے کہ چولہے میں آگ جلانے کی نوبت تک نہ آتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری پر اپنے پیچھے اپنے غلام کو سوار کر لیتے تھے، موٹے کپڑے پہنتے تھے، سفید کپڑے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ پسند تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیض و غضب سے دور اور سب کے ساتھ جلد راضی ہو جاتے تھے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جود و سخا کے پیکر تھے شجاعت و بہادری اور دلیری میں بھی آپ کا مقام سب سے بلند اور معروف ہے، نہایت ہی مشکل اور کٹھن مراحل اور مواقع پر جبکہ بڑے بڑے جانبازوں اور بہادروں کے پاؤں اکھڑ گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جگہ ثابت قدم اور برقرار رہے......

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب زور کا رن پڑتا اور جنگ کے شعلے خوب روشن ہوتے اور بھڑک اٹھتے تو ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آڑ لیا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ابھی دس سال کے کمسن بچے تھے کہ ان کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کے لئے ان کے سپرد کر دیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ شب و روز خدمت کرتے معصوم عمر اور بے شعور بچے ہونے کی وجہ سے کئی کام بننے کے بجائے بگڑ بھی جاتے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کو ڈانٹنا تو دور کی بات ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور پر اس کی وجہ سے ناگواری کے آثار بھی نہیں آئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے مسلسل دس سال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں گزارے اس طویل مدت میں کبھی ایک بار بھی میں نے یہ نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجلس کے ساتھیوں اور ہم نشینوں کی طرف اپنے پاؤں پھیلائے ہوں نہ کبھی یہ دیکھا کہ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ کیا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے اپنے ہاتھ کھینچ لئے ہوں...... میں نے کبھی یہ بھی نہیں دیکھا کہ کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے خود بھی ہٹ گئے ہوں...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر کھڑے رہتے جب تک کہ وہ شخص خود ہی نہ ہٹ جاتا...... اور میں نے جو کام بھی کیا ٹھیک ہو گیا یا خراب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تم نے ایسا اور ایسا کیوں کیا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ ایسا اور ایسا کیوں نہیں کیا میں نے بارہا عطر سونگھا ہے اور اچھے سے اچھے عطر کو سونگھا ہے مگر آج تک میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر اور پسینہ کی خوشبو سے بہتر خوشبو نہیں سونگھی اور آج تک میں نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ کسی نے سرگوشی کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سر جھکایا اور اس شخص کے سر ہٹانے سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اپنا سر اٹھایا ہو۔!

حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مجلس میں سب سے زیادہ باوقار ہوتے اپنے پاؤں وغیرہ نہ پھیلاتے، بہت زیادہ خاموش رہتے بلا ضرورت نہ بولتے جو شخص نامناسب بات کہتا اس سے رخ پھیر لیتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہنسی مسکراہٹ تھی اور کلام دوٹوک واضح نہ فضول نہ ہی کوتاہ آپؐ کے صحابہ کرامؓ کی ہنسی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توقیر و اقتدا، میں مسکراہٹ ہی کی حد تک ہوتی (شمائل ترمذی)

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق سب سے زیادہ کشادہ اور اعلیٰ تھا، بدخلقی سے سب سے زیادہ دور تھے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ! بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کے بلند ترین مرتبہ پر فائز ہیں،، ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن مجید تھا، یعنی قرآن مجید میں جس قدر محاسن اخلاق کا ذکر ہے وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں پائے جاتے تھے، جس چیز کو قرآن پسند کرتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کو پسند فرماتے اور جس کو قرآن پسند نہ کرتا اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پسند نہ فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے لوگوں کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کو نمونہ اور مثال قرار دیا ہے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ کی ذات اقدس کے بارے میں فرماتے ہیں" درحقیقت تمہارے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی "سیرت و صورت" کو اپنانے اور "محسن انسانیت" صلی اللہ علیہ وسلم کے "اسوہ حسنہ" پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

محدود خواہشات لامحدود وسائل

اسلام کے اصول تجارت قیامت تک انسانوں کی رہنمائی کرتے رہیں گے

حسین محی الدین القادری

تجارت کے لئے وضع کردہ بین الاقوامی ضوابط اور مختلف کاروباری ماڈلز اپنا ارتقائی سفر جاری رکھے ہوئے ہیں مختلف مذاہب اور تہذیبوں کے حامل معاشرے بزنس کے لئے نئے نئے اصول وضع کر کے زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کی دوڑ میں شریک ہیں اس طرح مادیت کا غلبہ بھی واضح دیکھا جا سکتا ہے۔ اسلام واحد مذہب ہے جس نے تجارت کے بنیادی اصول ۱۴۰۰ سال قبل وضع کر دیے جو تبدیل نہیں کئے جا سکتے۔ یہ اصول انسانیت کو قیامت تک رہنمائی دیتے رہیں گے اور ان پر قائم رہتے ہوئے کوئی بھی معاشرہ اور تہذیب کامیابی کی معراج کو چھو سکتی ہے۔ اسلام کے کاروباری نظام پر بات کرنے سے قبل ہم موجودہ حالات کو دیکھتے ہیں تو آج ہمارا رول ماڈل مغرب کا بزنس مین، مغربی کارپوریشن، تنظیمیں اور مغربی پالیسیاں ہیں۔ مغرب نے ترقی کی منازل طے کر کے نیا نظام دیا اور آج دنیا اس کی پیروی کر رہی ہے۔ اسلام نے بزنس کے جو اصول وضع کئے اس کی اصل روح کو سمجھا نہیں گیا، نظر انداز کر دیا گیا یا کوئی سمجھانے والا نہ مل سکا۔ نتیجتاً مغرب کی تقلید کی گئی اور یہ کہہ دیا گیا کہ اسلام کا دیا ہوا بزنس ماڈل آج کے دور کے لئے قابل عمل نہیں رہا۔ سات آٹھ سو سال قبل جب مغرب کو رہن سہن کی خبر نہ تھی، لندن اور پیرس جیسے شہروں میں باتھ روم تک کا تصور نہ تھا، مسلم سپین کے بڑے شہروں قرطبہ اور گرینیڈا اور بغداد میں تین سے چار سو ریشم کی ملیں ہوا کرتی تھیں۔ ۸۰۰ سے زائد زیتون کے تیل کے Expellers تھے جو پورے عرب اور یورپ میں Olive Oil ایکسپورٹ کرتے تھے اور پوری دنیا میں مسلمان تاجروں کا چرچا تھا اور اس وقت ان کے سامنے West کا نہیں بلکہ اسلام کا عطا کردہ بزنس ماڈل تھا جس کے بانی حضور نبی اکرم ﷺ ہیں۔ مسلمانوں نے اس کاروباری ماڈل پر عمل کر کے کئی سو سال تک دنیا پر حکومت کی۔ آج Cost efficiency جیسی کا ماڈل لے کر آگے بڑھ رہا ہے مگر اس کا انداز اور حیثیت Copy cat کی ہو گئی ہے اور Copy cat کبھی سپر پاور نہیں بن سکے۔ اسلام کا اپنا اور یجنل بزنس ماڈل ہے جسے اپنا کر مسلمانوں نے ترقی کی اور بعد ازاں اسے ساری دنیا نے اپنایا۔

اسلامی بزنس ماڈل کے علاوہ دنیا میں رائج کچھ ماڈلز کا تذکرہ ضروری ہے جو وقت کے ساتھ پس منظر میں چلے گئے۔ ان میں سے ایک ماڈل Relativism تھا جس میں پہلے سے طے شدہ اصولوں کو ماننے کی بجائے یہ تصور دیا گیا کہ ہر فرد جو چاہے کر سکتا ہے اور ہر کسی کی رائے درست ہے اس طرح کوئی نظام نہ بن سکا اس لئے معاشرے نے اسے رد کر دیا۔ اس کے بعد Utilitarianism کی بات کی گئی جس کا بنیادی تصور اس بات کے گرد گھومتا تھا کہ اگر مقصد پورا ہوتا ہے تو طریقہ جو بھی اپنا لیا جائے درست ہے۔ یہ ماڈل بھی خلاف اسلام ہے اور اب مغرب کو بھی اس کے نقائص کا ادراک ہو چکا ہے۔ اگر مقصد پیسہ کماتا ہے تو بینک لوٹ کر بھی حاصل کیا جا سکتا ہے پراسس غلط ہے مگر مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ تیسرا نظام Universalism ہے جس میں دلچسپ امر یہ ہے کہ پراسس اور آخری نتیجہ کی بجائے ارادے کے صحیح ہونے کو اولیت دی جاتی ہے۔ چاہے پراسس بھی غلط ہو اور بھلے نتیجہ بھی درست نہ آئے۔ ایسا نظام بھی قابل عمل نہیں ہو سکتا۔ اسلام نیت، عمل اور نتیجہ تینوں کو دیکھ کر فیصلہ کرتا ہے کہ یہ نظام درست ہے یا غلط اس لئے یہ نظام بھی اسلامک بزنس ڈاکٹرین سے مماثلت نہیں رکھتا۔ چوتھا ماڈل Distributive Justice کا ہے جو اسلامی نظام تجارت کے قریب ہے اور کسی حد تک نافذ بھی ہے۔ پاکستان میں بھی یہ نظام چل رہا ہے مگر اس کو اس کی اصل روح کے ساتھ نافذ نہیں کیا جاتا کیونکہ یہ زیادہ منافع کے حصول میں مانع ہوتا ہے۔ یہ نظام مالک اور ملازم دونوں کے حقوق کی بات کرتا ہے اس لئے سرمایہ دارانہ نظام اور socialist economy دونوں اسلامی کاروباری نظام کے قریب نہیں ہیں۔ اول الذکر بزنس مین کے حقوق کو تحفظ دیتا ہے اور موخر الذکر صرف کارکنوں کے حقوق کی بات کرتا ہے جبکہ اسلام نے ہمیشہ میانہ روی کی بات کی ہے۔

Distributive Justice میں مالک اور ملازم دونوں کو محنت کا اجر ملتا ہے اور کسی کا حق نہیں مارا جاتا۔ اگر معاشرہ متاثر نہ ہو رہا ہو تو اسلام فرد کے حقوق کو تحفظ دے گا، اگر متاثر ہوتا ہو تو پھر تحفظ نہیں دے گا۔ اگر کئی فرمز مل کر کوئی ایسا کام کر رہی ہیں جس کا معاشرے کو فائدہ کی بجائے نقصان ہو رہا ہے اور کوئی ایک فرم معاشرے کو فائدہ دے رہی ہے تو اسلام اس ایک فرم کو فائدہ پہنچائے گا۔ اور اگر کئی فرم اچھا کام کر رہی ہیں اور کوئی ایک فرم معاشرے کو نقصان پہنچا رہی ہے تو اسلامی بزنس سسٹم ان فرمز کو فائدہ پہنچائے گا۔ کیونکہ اسلامی جمہوری نظام آنکھیں بند کر کے جمہوری نہیں ہے۔ اگر اکثریت کسی غلط بات پر جمع ہو جاتی ہے تو اسلام ایسی "جمہوریت" کو قطعاً Support نہیں کرتا، اسلام کچھ حدود و قیود لگا کے جمہوریت دیتا ہے۔

اسلامک بزنس Ethics کے کلچر کو کمپنیز اور کارپوریٹ لیول پر فروغ دینے کے لئے ضروری ہے کہ کمپنیز اہم اقدامات کریں جن میں سے ایک Moral Advocate کی صورت بھی ہے۔ Moral Advocate کی پوزیشن کو ہر کمپنی میں پیدا کیا جائے جو اس بات کو یقینی بنائے کہ کمپنی میں اچھا اخلاقی رویہ فروغ پا رہا ہے۔ Moral Advocate کمپنی کا مالک خود بھی ہو سکتا ہے۔ جس کی ذمہ داری ہو کہ وہ کمپنی کے اندر اسلامی اقدار اور تجارتی اخلاقیات کے ماحول کو یقینی بنائے اور کمپنی کے ملازمین کو اسلامی بزنس کی اخلاقیات سکھائے اور یہ کاوش تبھی کامیاب ہو گی جب کمپنی کا CEO ان اخلاقیات کو خود پر بھی لاگو کرے۔

اسلامی تجارتی نظام میں کسٹمر کا حق مالک کا فرض ہے۔ ایک مسلم آرگنائزیشن کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائے کہ کسٹمر کے ساتھ زیادتی نہ ہو کسٹمر کے حقوق میں پراڈکٹ کوالٹی اور Cost efficiency دونوں کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ اسلام Time اور Cost efficiency کی بات صرف کمپنی کے لئے نہیں کسٹمر کے لئے بھی کرتا ہے۔ یہ بات مغرب کو سالہا سال کے تجربات کے بعد اب سمجھ آئی ہے مگر اسلام چودہ صدیاں قبل اس کے اصول وضع کر چکا ہے۔

ویسٹرن بزنس ماڈل کی بنیاد لامحدود خواہشات اور محدود وسائل پر قائم ہے جبکہ اسلام کے بزنس ماڈل کی خوبصورتی یہ ہے کہ یہ محدود خواہشات اور لامحدود وسائل کا تصور دیتا ہے۔ ایسے معاشرے، ملک اور اُمت کو کون شکست دے سکتا ہے جو لامحدود وسائل کے لئے محنت کرے مگر خواہشات کو ایک حد سے بڑھنے نہ دے۔ اسلام کے اس ماڈل کو اپنا لیا جائے تو انڈسٹری اور ملک ترقی کرے گا اور منافع میں سے غریب عوام کو بھی حصہ ملے گا اور وہ بھی اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر معاشرے میں باعزت مقام حاصل کر سکیں گے۔ زیادہ بچت کرنے سے معاشرے کے پسے ہوئے غریب طبقوں کو خوشحالی دی جا سکتی ہے۔ اسلام کا بزنس کا تصور یہ ہے کہ سرمایہ مالک، ملازم اور غریب عوام تینوں میں تقسیم ہو اور معاشرہ ایک فلاحی ریاست کا نظارہ پیش کرے بزنس کے اسلامی ماڈل میں دیانت داری اور مستقل دیانت داری کا بنیادی تصور اور خواہشات کو محدود کر کے وسائل کو لامحدود کرنے کی محنت وہ سنہری اصول ہیں جن پر عمل کر کے مسلم بزنس مین دنیا میں ترقی کی معراج کو چھو سکتے ہیں۔

حضرت پیر شاہ جیونہؒ

دریائے چناب کے بیلے میں آپ تلاوت کلام پاک میں مصروف ہے

چودھری غلام رضا

جھنگ شہر سے شمال کی جانب تقریباً 30 کلومیٹر کے فاصلہ پر مشہور قصبہ شاہ جیونہ ہے۔ اس قصبہ سے جنوب کی طرف جال کے گھنے درختوں کے وسیع و عریض جنگل کے عین وسط میں ایک فقیر ولی اللہ تقریباً 450 سال سے ابدی نیند سو رہا ہے۔ لوگ اسے پیر شاہ جیونہ کے نام سے پکارتے ہیں لیکن ان کا اصل نام گرامی محبوب عالم ہے۔

آپ نقوی البخاری سید ہیں اور آپ کے جد امجد مخدوم سید جلال الدین سرخ بخاری خاندان غلاماں

اور آبادیوں میں دعوت حق کیلئے بھاگتے پھرتے تھے۔ کبھی ہم ان کو تھوچ کی گلیوں میں تلاوت کلام پاک کرتے دیکھتے ہیں کبھی دریائے چناب کے ویرانوں میں سورہ مزمل پھونکتے دیکھتے ہیں۔ کبھی تلہ پدھراڑ کی وادیوں میں توحید الٰہی کی صدا بلند کرتے دیکھتے ہیں کبھی سنگلاخ پہاڑوں میں ان کی ...... کبھی ہم ان کو ...... حق پڑھاتے دیکھتے ہیں۔ کبھی غریب و نادار لوگوں کو کفالت کرتے دیکھتے ہیں۔ کبھی طلباء کو شرعی اور فقہی مسائل کا حل بتاتے دیکھتے ہیں اور کبھی ......

خواجہ ثاقب غفور

امریکی صدر اوباما، وزیر دفاع گیٹس، وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن اور سنٹرل کمانڈ کے جنرل پیٹریاس نے ......

راستہ کھول دیا ہے۔ اربوں روپے لے کر پاکستانی قومی اداروں کو امریکی طرمان مارنے اور پکڑنے کے نتیجے میں بے پناہ نقصان پہنچایا۔ اب یہ غیر ملکی ایجنسیاں افغانستان اور پاکستان کے اندر سے اپنے ......

ہم کیسے جلا رہے ہے۔ قبائلی علاقوں میں 7 سال میں طالبان مارو مہم میں اربوں روپے سے "جاسوس" خریدے گئے اب ڈالر لینے والے لوگ ہر تحصیل میں موجود ہیں جن کو 5 سے 10 لاکھ روپے فی شخص ......

سے اسکو لے لیا تھا۔ امریکہ پاکستان میں نظام اسلام کی جانب پیش قدمی سے بہت خائف ہے وہ ایران، سعودی عرب کی طرح یہاں نظام عدل و اقتصادیات نافذ ہوتا برداشت نہیں کر سکتا جو ایک ......

حضرت پیر شاہ جیونہ رح

دریائے چناب کے بیلے میں آپ تلاوت کلام پاک میں مصروف ہے

جھنگ شہر سے شمال کی جانب تقریباً 30 کلومیٹر کے فاصلہ پر مشہور قصبہ شاہ جیونہ ہے۔ اس قصبہ سے جنوب کی طرف جال کے گھنے درختوں کے وسیع و عریض جنگل کے عین وسط میں ایک فقیر ولی اللہ تقریباً 450 سال سے ابدی نیند سو رہا ہے۔ لوگ اسے پیر شاہ جیونہ کے نام سے پکارتے ہیں لیکن ان کا اصل نام گرامی محبوب عالم ہے۔

آپ نقوی البخاری سید ہیں اور آپ کے جد امجد مخدوم سید جلال الدین سرخ بخاری خاندان غلاماں کے بادشاہ علاؤ الدین مسعود کے عہد میں برصغیر میں تبلیغ دین کی خاطر تشریف لائے اور اوچ شریف (بہاولپور) میں فقیرانہ ڈیرہ جما لیا۔ بعد میں اس خاندان کے کچھ افراد قنوج کی طرف ہجرت کر گئے جن میں حضرت شاہ جیونہ کے جد اعلیٰ سید صدر الدین محمد کبیر بن السید سعید بن سید صدر الدین محمد کبیر محمد غوث بن مخدوم جلال الدین سرخ بخاری بھی تھے۔ حضرت شاہ جیونہ بن سید صدر الدین شاہ کبیر بن سید زین العابدین قنوج میں 895ھ بمطابق 1493ء میں پیدا ہوئے۔

آپ پیدائشی ولی اللہ تھے۔ اوائل عمر میں ہی آپ نے حیران کن کرامات دکھانا شروع کر دیں۔ آپ کی دعا اور درویشانہ زندگی کی شہرت دور دور تک پھیل گئی اور آپ کی زیارت کیلئے برصغیر کے ...

امریکہ، طالبان اور پاکستان

وطن عزیز میں نظام اسلام کی جانب پیش قدمی سے امریکہ خائف ہے

خواجہ ثاقب غفور

امریکی صدر اوباما، وزیر دفاع گیٹس، وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن اور سنٹرل کمانڈ کے جنرل پیٹریاس نے پاکستان، طالبان، افواج پاکستان، ایٹمی اثاثوں، سوات میں معاہدہ و عدل ریگولیشن پر شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے اپنے شیطانی عزائم کو واضح کر دیا ہے۔ اول وہ پاکستان میں طالبانائزیشن کے پروپیگنڈا میں اتنا آگے چلے گئے ہیں کہ کبھی اسلام آباد پر قبضہ کی گمراہ کن خبریں چلاتے ہیں کبھی حکومت اور آرمی قیادت کے مابین قومی معاملات پر تضادات کے جھوٹے گمراہ کن پروپیگنڈے کرتے ہیں۔ کبھی طالبان یا صوفی محمد سے امن معاہدہ کو فوج اور حکومت کی دہشت گردی کی جنگ سے پسپائی کا رونا روتے ہیں اور ان کے سرکاری اہلکار، وزیر یا خصوصی نمائندے لگاتار پاکستان کے معاملات میں شرمناک مداخلت کے لئے اسلام ...

... ٹی وی پر تجزیہ نگار اسلام بیزار نظریات کا پرچار کر رہے ہیں۔ اس میں خصوصاً طالبان (جعلی ویڈیو فلم) کا عورت کو 40 کوڑے مارنے کی فلم ایک چینل سے چلانا شامل ہے جس کا مقصد طالبان ...

... کبھی "لشکر" تشکیل دے دیتے ہیں جو "طالبان" کو ماریں گے کبھی ان کی اسلحہ، راکٹ اٹھائے جعلی فلمیں بنوائی جاتی ہیں جو ٹی وی پر دکھائی جاتی ہیں کہ یہ طالبان ہیں یہ درست ہے کہ اصل طالبان ...

... اور اتوینسی کیغن کی پالیسی نے پاکستان میں شرمناک بزدلانہ کارروائیوں کا ...

نظام عدل ریگولیشنز کا مکمل نفاذ نقصان دہ ہوگا

عدل اجتماعی ریاست کی ذمہ داری ہے، ممتاز عالم دین حافظ ارشد حسن ثاقب کی خصوصی گفتگو

• ملاقات: شہزاد اقبال

حافظ ارشد حسن ثاقب ممتاز عالم دین اور عربی زبان کے مایہ ناز استاد ہیں۔ جامعہ اشرفیہ کے فاضل التحصیل اس نابغۂ روزگار شخصیت نے 1976ء میں دورہ حدیث مکمل کیا اور پھر 10 سال اسی جامعہ میں درس و تدریس سے منسلک رہے۔ آپ کے نام سے قائم کیا گیا ثاقب ٹرانسلیشن سنٹر جامعہ میں آج بھی کام کر رہا ہے۔ 1999ء میں انہوں نے پرائیویٹ سیکٹر میں دینی و دنیاوی نصاب کے حامل سکول سسٹم کی بنیاد رکھی۔ 20 سال تک خطابت کی لیکن عارضۂ قلب کے باعث انہیں گذشتہ دو سال سے یہ سلسلہ ترک کرنا پڑا۔ حافظ صاحب کا امتیاز یہ بھی ہے کہ 1980ء میں جس جاپانی کمپنی نے پہلی بار اذان والی گھڑی تیار کی تھی اس میں اذان حافظ ارشد حسن ثاقب کی تھی اس کے ساتھ ساتھ آپ نے خوبصورت رنگوں سے مزین قاعدہ اور قرآن پاک ترتیب دیا ہے جس میں عربی حروف کے اسی رنگ میں اردو معنی دیئے گئے ہیں تاکہ قرآن فہمی مزید آسان ہو۔

... ثاقب سے گذشتہ دنوں سوات امن معاہدہ اور نظام عدل ریگولیشنز کے حوالے سے خصوصی گفتگو ہوئی جو نذر قارئین ہے۔

س: اسلام کا تصور عدل کیا ہے؟

ج: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اسلام کا تصور عدل یہ ہے کہ اللہ پاک نے انسان کو دنیا میں بھیج کر دوسرے انسانوں کے ساتھ سکون، ایثار، ہمدردی اور دوسرے کی خیر خواہی کے ساتھ جینے کا درس دیا ...

س: عدل اجتماعی کیا ہے اور اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟

...

NAWA-I-WAQT
نوائے وقت
66
SPECIAL EDITION
اشاعت خاص

فلسفہ حج

پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری

سب سے پہلی مقدس عمارت جو روئے زمین پر عبادات خداوندی کے لئے تعمیر کی گئی اور جو گم کردہ راہ انسانیت کے لئے رشد و ہدایت کا مرکز اولین قرار پائی۔ قرآن حکیم کی نص قطعی کے مطابق کعبۃ اللہ ہے جس کی بنیاد منشائے ایزدی کی تعمیل میں ایک اولوالعزم اور جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند حضرت اسماعیلؑ کی مدد و معاونت سے جزیرہ نمائے عرب کے قدیم شہر مکہ میں اٹھائیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔

"بنی نوع انسان کے لئے جو سب سے پہلا گھر (عبادت) بنایا گیا وہ مکہ مکرمہ میں ہے اور تمام جہان والوں کے لئے برکت اور ہدایت کا سرچشمہ ہے۔" (آل عمران 96:3)

زمین پر آدمؑ کے بعد سرزمین مکہ کو بنی نوع انسان کی ہدایت کا پہلا مرکز ہونے کا شرف حاصل ہے تاریخی تناظر میں دیکھیں تو یہ بات قرین فہم معلوم ہوتی ہے کہ وہ خطہ زمین جسے خانہ خدا کی تعمیر کے لئے منتخب کیا گیا تو بے آباد اور ویران مقام نہ تھا بلکہ مدت سے یہ انسانوں کی بستی بن چکا تھا چونکہ اس کو آنے والی نسلوں کے لئے تہذیب و ثقافت اور علم و عرفان کا گہوارہ بننا تھا۔ اس لئے اس سے پہلے گھر (بیت اللہ) کی مقدس تعمیر کا فریضہ ان مقدس ہاتھوں سے سرانجام پایا جو اللہ کے انتہائی برگزیدہ اور محبوب بندے تھے۔

اللہ اللہ! وہ دیدنی منظر ہو گا جب انسانیت کے اولین معمار پتھر اور گارے سے وہ لافانی اور یادگار عمارت تعمیر کر رہے ہوں گے جسے جریدہ عالم پر ثبت دوام حاصل کرنا تھا۔ قرآن حکیم میں اس اولین تعمیر کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

"اور (اے محبوب) جب حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ بیت اللہ کی بنیادیں تعمیر کر رہے تھے (اور ساتھ یوں عرض کرتے تھے) اے ہمارے رب ہماری طرف سے (یہ خدمت) قبول فرما بے شک تو ہی سننے جاننے والا ہے۔" (البقرہ، 127:2)

تاریخی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کے اولین گھر کی تعمیر سب سے پہلے نسل انسانی کے باپ حضرت آدمؑ نے کی تھی اور قرن ہا قرن تک دعوت و تبلیغ حق کا مرکز بنا رہا یہاں تک کہ حضرت نوحؑ کے دور میں کفر و شرک اور الحاد کے غلبے کی بنا پر ان کی دعا سے عظیم طوفان نوحؑ میں کعبہ کو آسمان پر اٹھا لیا گیا اور روئے زمین پر اس کے کوئی آثار باقی نہ رہے۔

دعوت ابراہیمی کی ہمہ گیریت، نوع انسانی کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے خدائے واحد قدوس نے [illegible] حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ وہ سب جہان والوں کو اللہ کے گھر میں آنے کی دعوت دیں۔ اس عالمگیر دعوت اور پکار کا ذکر قرآن حکیم نے ان الفاظ میں کیا ہے "اور (اے ابراہیمؑ) [illegible]

ساڑھے چار ہزار سال پہلے ہوتا ہے اور یہی وہ زمانہ ہے جب حضرت ابراہیمؑ کی پیغمبرانہ دعوت کے جواب میں حرم کعبہ کی تعمیر کے بعد پہلے حج کا آغاز ہوا۔ انسانی محفوظ تاریخ HISTORY RECOR شروعات اسی دور سے ہوئیں اور اس سے پہلے کا زمانہ گوشہ گمنامی میں پڑے ہونے کے باعث قبل ازیں

تاریخ زمانے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ موجودہ انسانی تہذیب و تمدن کے بانی اور مؤسس اعلیٰ حضرت ابراہیمؑ ہیں جنہوں نے ظلم و جہالت کی تیرگی میں بھٹکنے والے قافلہ انسانیت کے اجالے بھر دیئے۔ اسلام (بطور دین فطرت) کے سلسلے داعی حضرت ابراہیمؑ [illegible]

حج کی تاریخ کا آغاز

تاریخ کے مطالعے سے یہ حقیقت ابھرتی دکھائی دیتی ہے کہ باقاعدہ سلسلہ حج کا آغاز بعثت نبویﷺ سے کوئی تین ہزار سال قبل ہوا اور یہ کسی نہ کسی شکل میں آنحضورﷺ کے دور مسعود تک جاری رہا۔ انقدار زمانہ کے ساتھ حج کے طور طریقے اور ضابطے بدلتے چلے گئے اور ان میں ایسے رسوم اور رواج شامل کر لئے گئے جو دین ابراہیمی کی روح کے منافی تھے۔ ان کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔

حضرت ابراہیمؑ کے بعد بنی اسرائیل کے ادوار میں حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ جیسے جلیل القدر پیغمبر منصب نبوت و حکومت پر متمکن ہوئے تو بنی اسرائیل کا قبلہ بیت المقدس قرار پایا۔ وہ حکم خداوندی کے تحت [illegible]

آنحضورﷺ اور آپؐ کے نام لیوا ایک عرصہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں ادا کرتے رہے۔ حتیٰ کہ خدائے ذوالجلال نے اپنے حبیبﷺ کی خواہش کی تکمیل میں بیت المقدس کی جگہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے تعمیر کردہ کعبہ کو مسلمانوں کا قبلہ قرار دیا۔

اس جذبہ عشق و مستی کی تسکین محسوس ہوتی ہے جسے مجبوری کی آنچ نے اور سوا کر دیا تھا۔ خانہ خدا میں قدم رکھتے ہی بندہ دیوانہ وار خشت و سنگ سے بنی ہوئی ایک عمارت کے گرد دوڑنا شروع کر دیتا ہے اور مجھے کچھ پتہ نہیں۔ یہ میرے محبوب کا گھر ہے جسے جاگتی آنکھوں سے دیکھنے کی آرزو مدت العمر اس کے نہاں خانہ دل میں پرورش پاتی رہی ہے اور اس کی زندگی کے لمحات عمر بھر کی تمنا کا حاصل ہیں جن کے لئے اس نے ہزاروں

حضرت اسماعیلؑ کو بہکانے کے لئے آ گیا اور ان سے کہنے لگا کہ تیرا باپ تجھے قتل کرنے کی نیت سے جا رہا ہے۔ حضرت اسماعیلؑ نے اس شیطانی بہکاوے کا ذکر حضرت ابراہیمؑ سے کیا تو انہوں نے کہا کہ اسے کنکریاں مارو تاکہ اسے پتہ چل جائے کہ اس کا کوئی

تقاضائے محبت کی تکمیل و تسکین کا ذریعہ صرف حج ہے

حج کا اگر تجزیہ کریں تو اس کے مناسک و ارکان [illegible]

اس شہر اس بلد امین میں یہ سمجھ کر قدم رکھتا ہے کہ میرے محبوب کا شہر ہے حرم کعبہ میں پہنچ کر وہ ابھی [illegible] نہیں ہوتا، رکوع و قیام اور نماز میں داخل نہیں ہوتا بس غلاف کعبہ کو دیکھتے ہی اس کی آنکھوں کے پیمانے اشکوں سے لبریز ہو جاتے ہیں اور پلکوں سے برسات کا سا سماں پیدا ہو جاتا ہے۔ کوئی اسے پوچھے

میل کی مسافت طے کی ہے اور طویل سفر کی صعوبتیں [illegible] فرزند خلیل کی یادیں ہیں۔ اگر ہم بنظر غائر مناسک حج کا جائزہ لیں تو ہم پر یہ حقیقت آشکار ہو گی کہ مناسک و ارکان کا کوئی نہ کوئی تعلق حضرت ابراہیمؑ اور ان کے فرزند رشید حضرت اسماعیلؑ کی ذات سے

وار ادارے کو متزلزل نہیں کر سکتا۔ حضرت [illegible] نظر میں اتنا محبوب اور پسندیدہ ٹھہرا کہ اسے تاقیامت امت مصطفویﷺ کے لئے مناسک حج کے ضمن میں جزو عبادت بنا دیا گیا۔ جب تک حاجی ان علامتی شیطانوں کو کنکریاں [illegible] حج کی تکمیل

خطبہ حجۃ الوداع

(منظوم)

"دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو"
اور دکھا عرفات کے اوقات صبح و شام تو
کھینچ دے نقشہ ذرا عرفات کے میدان کا
جو رہا شاہد ہماری دولت ایمان کا
اس نے دیکھے ہیں رسول اللہؐ کے جلوے حسیں
اور مسلمانوں کے سجدوں کے مناظر دل نشیں
اس نے دیکھا ہے یہ منظر خوش نما و خوش ادا
پشت ناقہ پر تھے بیٹھے شہسوار نور زا
ہے مری چشم تصور کے مقابل اونٹنی!
جس کے پاؤں کو رہی صدیوں سے امت چومتی
سجو نمرہ کے دل آویز منظر کا خیال
چشم تر کے سامنے ہے جبل رحمت کا کمال
ایک لاکھ افراد کا مجمع وہاں تھا منتظر
جن میں شامل تھے ابوبکرؓ و علیؓ عثمانؓ عمرؓ
تھے وہاں پر بو عبیدہؓ اور سلمانؓ فارسی
بو ہریرہؓ بو دجانہؓ بوذرؓ و بلالؓ بھی
گونج اٹھی پوری وادی میں صدائے دل نشیں
آج سن لو! میرے لوگو! ہے پیام آخریں
نہ ملوں شاید میں تم سے بعد اس کے پھر کبھی
اس جگہ اس شہر میں اور آج کے دن پھر کبھی
یہ لفظ سنتے ہی سناٹا ہر سو چھا گیا
سامنے آنکھوں کے لوگوں کے اندھیرا آ گیا
بو بکرؓ کے ذہن نے لفظوں کا مطلب پا لیا
"دل ربا محبوبؐ کا وقت جدائی آ گیا
غم کے آنسو ان کی آنکھوں سے ہوئے فوراً رواں
ہو گیا تاریک ان کے سامنے سارا جہاں
ایسے عالم میں رسولؐ پاک فرمانے لگے
"غور سے سن لو اقوال" دہرانے لگے
"کاروبار سود کا میں خاتمہ کرتا ہوں آج!
توڑ ڈالے جاہلیت کے سبھی رسم و رواج
میرے چچا حضرت عباسؓ کی جانب کا سود
میری جانب سے معاف و ختم ہے اس کا وجود
جاہلیت کے سبھی میں خون کرتا ہوں معاف
میری جانب سے عمرو کا خون ناحق بھی معاف
جو کرے گا خون ناحق دے گا بدلہ میں قصاص
اور شبہ عمد کا سو اونٹ کا ہو گا قصاص
"[illegible]
ہو نہیں سکتی ہے ان میں کوئی بیشی یا کمی
بے حیائی کا کوئی وہ کام کر سکتی نہیں
آئندہ خاوند کی وہ نیلام کر سکتی نہیں
توڑتی ہے گر کوئی عورت حدود اللہ کو

حضرت آدم نے ... کی تھی اور قرن با قرن تک ... کا مرکز رہا یہاں تک کہ حضرت نوح کے ... میں کفر و شرک اور الحاد کے غلبے کی بنا پر ان کی دعا سے عظیم طوفان نوح میں کعبہ کو آسمان پر اٹھا لیا گیا اور روئے زمین پر اس کے کوئی آثار باقی نہ رہے۔

دعوت ابراہیمی کی ہمہ گیریت، نوع انسانی کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے لئے خدائے واحد قدوس نے ... حضرت ابراہیم کو حکم دیا کہ وہ سب جہان والوں کو اللہ کے گھر میں آنے کی دعوت دیں۔ اس عالمگیر دعوت اور پکار کا ذکر قرآن حکیم نے ان الفاظ میں کیا ہے "اور (اے ابراہیم) لوگوں میں حج کا اعلان کر دو۔ لوگ تمہارے پاس پیدل اور دبلے پتلے جانوروں دور دراز سے چلے آئیں گے۔" (الحج 27:22)

موجودہ تاریخ انسانی کا آغاز آج سے کوئی تاریخ زمانے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ موجودہ انسانی تہذیب و تمدن کے بانی اور مونس اول حضرت ابراہیم ہیں جنہوں نے ظلم و جہالت کی تیرگی میں بھٹکنے والے قافلہ انسانیت کے اجالے بھر دیئے۔ اسلام (بطور دین فطرت) کے پہلے داعی حضرت ابراہیم تھے جن کی دعوت و تبلیغ حق سے دنیائے کفر و الحاد توحید سے آشنا ہوئی اور خود ساختہ جھوٹے خداؤں کا پندار مٹی میں مل گیا۔

تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔

حضرت ابراہیم کے بعد بنی اسرائیل کے ادوار میں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان جیسے جلیل القدر پیغمبر منصب نبوت و حکومت پر متمکن ہوئے تو بنی اسرائیل کا قبلہ بیت المقدس قرار پایا۔ وہ عم خداوندی کے تحت اپنی عبادات بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کرتے تھے جب خاتم الانبیاء فخر دو عالم ﷺ کی بعثت مبارکہ ہوئی تو دین ابراہیمی کے پیرو بیت المقدس کو ہی اپنا قبلہ مانتے تھے۔ خود

تقاضائے محبت کی تکمیل و تسکین کا ذریعہ صرف حج ہے

حج کا اگر تجزیہ کریں تو اس کے مناسک و ارکان سراسر شعائر اللہ کی تعظیم اور محبوبان الٰہی کی یاد میں عشق و محبت کے والہانہ پن سے عبارت ہیں۔ اللہ کے گھر میں داخل ہوتے ہی آنکھیں برسات کا منظر پیش کرنے لگتی ہیں اور آنسوؤں کی پہلی جھڑی سے ہی

اس شہر اس بلد امین میں یہ سمجھ کر قدم رکھتا ہے کہ میرے محبوب کا شہر ہے حرم کعبہ میں پہنچ کر وہ ابھی کوئی رکوع و سجود نہیں ہوتا رکوع و قیام اور نماز میں داخل نہیں ہوتا بس غلاف کعبہ کو دیکھتے ہی اس کی آنکھوں کے پیالے اشکوں سے لبریز ہو جاتے ہیں اور پلکوں کے برسات کا ساسماں پیدا ہو جاتا ہے۔ کوئی اسے پوچھے کہ یہ رقت اور گریہ وزاری کی کیفیت کیوں طاری ہو گئی تو اس کے پاس عقلی طور پر کوئی جواب نہ بن پائے گا۔ وہ بے ساختگی سے بس یہی کہہ پائے گا کہ

میل کی مسافت طے کی ہے اور طویل سفر کی صعوبتیں اور مشقتیں جھیلی ہیں مناسک حج خلیل اللہ و فرزند خلیل کی یادیں ہیں۔ اگر ہم بنظر غائر مناسک حج کا جائزہ لیں تو ہم پر یہ حقیقت آشکار ہو گی کہ مناسک و ارکان کا کوئی نہ کوئی تعلق حضرت ابراہیم اور ان کے فرزند رشید حضرت اسماعیل کی ذات سے ضرور نکل آئے گا۔ مثلاً رمی یعنی کنکریاں مارنے کی رسم اس واقعہ کی یادگار ہے جب باپ بیٹا فریضہ قربانی ادا کرنے کی خاطر جا رہے تھے راستے میں شیطان

وار ... ارادے کو متزلزل نہیں کر سکتا۔ حضرت ... کنکریاں مارنے کا عمل خدائے عزوجل کی نظر میں اتنا محبوب اور پسندیدہ ٹھہرا کہ اسے تاقیامت امت مصطفوی ﷺ کے لئے مناسک حج کے ضمن میں جزو عبادت بنا دیا گیا۔ جب تک حاجی ان علامتی شیطانوں کو کنکریاں نہ مارے فریضہ حج کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ اس عمل کی عقلی توجیہہ کرنا چاہیں تو عقل و منطق کا کوئی جواز نہ ڈھونڈ پائے گی۔

☆☆☆☆☆

حج ایک روحانی عبادت

صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی

یہ اس زمانے کی بات ہے جب ابھی ٹیلیفون ایجاد ہوا تھا اور نہ ٹیلی پرنٹر نہ میگافون تھا نہ لاؤڈ سپیکر نہ فیکس تھی نہ ٹیلکس نہ سوڈیم موجود تھی اور نہ لاسلکی سسٹم نہ اخبارات تھے اور نہ رسائل جرائد رسل و رسائل کے ذریعے تقریباً معدوم اور مواصلاتی نظام مفقود ایک شہر میں بیٹھ کر دوسرے شہر سے رابطہ کرنا گویا دو براعظموں کے فاصلے سمیٹنے کے مترادف تھا۔ یہ کرشمے اور سائنسی تجربے بہت بعد کی چیزیں ہیں کہ ریسیور اٹھایا اور لاہور کا نیو یارک سے رابطہ جڑ گیا ناشتے کی میز پر اخبار پہنچی اور دنیا بھر کی خبریں معلوم ہو گئیں۔ ٹی وی کا بٹن دبایا اور کسی بھی ملک کا پورا منظر آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ کاغذ کا ایک پرزہ فیکس میں فیڈ کیا اور صرف ایک منٹ میں ایشیا کا پیغام یورپ میں پہنچ گیا مائیکرو فون منہ کے سامنے آیا اور بات ہزاروں لوگوں کو سنائی دینے لگی آج دنیا سمٹ کر اکائی میں داخل ہو چکی ہے لمحوں میں صدیوں کے فاصلے طے ہو رہے ہیں۔ نماز پاکستان میں عمرانہ سعودی عرب میں عشائیہ لندن میں کسی اللہ دین کے چراغ کا رشتہ نہیں روزمرہ کا مشاہدہ بن چکا ہے۔

آج اپنی بات دنیا کے کسی بھی کونے میں پہنچانے کیلئے ٹی وی پر تھوڑا سا وقت خریدیے اور پیغام دنیا بھر کو بھیج دیجئے لیکن آج سے پانچ ہزار سال قبل ان میں سے کوئی بھی سہولت موجود نہ تھی۔ ایک آدمی زیادہ سے زیادہ چند آدمیوں کو مخاطب کر سکتا تھا۔ اس زمانے میں براہ راست سماعت کا رواج تھا کوئی ٹیلیفونی خطاب کا دستور نہ تھا اور نہ ہی قومی نشریاتی رابطے کی گنجائش تھی سیٹلائٹ کے ذریعے کوئی بھی منظر دوسری جگہ نہیں دیکھا جا سکتا تھا اور نہ ہی برقی رو آواز کا آہنگ اور حجم بڑھا سکتی تھی۔

جو بات میں کرنے چلا ہوں وہ صدیوں پہلے کی ہے۔ جب اللہ سے ... کے دو پیغمبروں نے دنیا کے بہت کونوں میں خدا کا ... بندے اور دو پیغمبر باپ بیٹا تھے باپ معمار بنا اور بیٹا مزدور، ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام دونوں نے مل کر بیت اللہ تعمیر کیا بیٹا اینٹیں ہاتھ میں تھماتا گیا باپ انہیں جوڑ کر دیوار اٹھاتا گیا جب بیت اللہ تعمیر ہو گیا تو حکم ہوا کہ میرے گھر کو طواف رکوع اور سجود کرنے والے کیلئے پاک صاف کرو اور منادی کر دو کہ لوگ میرے گھر کے طواف اور حج کیلئے آئیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ آخر میری کمزور سی آواز کہاں تک جائے گی اور کون میری آواز سن کر یہاں پہنچے گا ارشاد ہوا تم بلاؤ تو سہی وقت بتائے گا کہ لوگ کس طرح کشاں کشاں تمہاری آواز پر لبیک کہتے ہوئے دنیا کے ہر کونے سے چلے آئیں گے۔

تمہارے صدائے ابراہیمی میں کیا زور اور کتنا اخلاص تھا کہ ہر سال اتنے لوگ یہاں حاضر ہوتے ہیں کہ کسی ملک کے بلاوے پر بھی لوگوں کی اتنی بڑی تعداد جمع ہونی ... نہ ہو سکتی ہے۔

... کے دور سے لے کر جہازوں کے زمانے تک ... کی تعداد ہے کہ بڑھتی چلی جا رہی ہے ... کسی بھی جگہ پر انسانوں کا یہ سب سے بڑا اجتماع ... محض اجتماع ہی نہیں ہوتا بلکہ یہ تمام روحانی

نمونہ ہوتا ہے امت اگر ہر قدم پر اسی جذبہ عبودیت سے سرشار ہو جس کا مظاہرہ کعبہ کوہ صفا میدان عرفات اور منیٰ و مزدلفہ میں کیا جاتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت امت کو اپنے دام غلامی میں نہیں پھانس سکتی اسی زرق برق لباس کی بے محابا اور منہ زور خواہش نے عالم اسلام کو تن آسانی کا مریض بنا دیا ہے جس کے نتیجے میں ہم ایمان بڑی آسانی سے گروی رکھنے کو تیار ہو جاتے ہیں کفن پر قناعت کر لی جائے تو دریوزہ گری کی ذلت سے آدمی کو نجات مل سکتی ہے۔ آج امت کا ایک بڑا روگ نسلی وجاہت کا اظہار ہے۔ جس نے وجود امت کو ریزہ ریزہ اور اسلامی جمعیت کو پارہ پارہ کیا ہوا ہے۔ کسی زمانے میں اسلامی برادری کا رنگ الگ لیکن آہنگ ایک تھا۔ جغرافیائی خطے تو تھے مگر دینی رشتے پر استوار لفظ مختلف تھے مگر معنی مشترک تھا بول چال اور لہجے میں ضرور اختلاف تھا لیکن چال ڈھال اور رویے میں زبردست اشتراک تھا حج کے اجتماع میں مختلف رنگوں زبانوں اور علاقوں کی نمائندگی ہوتی ہے لیکن یہ سبھی ایک ہی رشتہ بندگی میں جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔

2- حج کے موقع پر آج تک کسی بھی زمانے میں یہ حادثہ نہیں ہوا کہ کوئی عربی طواف کے دوران کسی عجمی سے کندھا جوڑ کر چلنے میں عار محسوس کرے۔ کوئی گورا کسی کالے کو اپنے ساتھ نہ لگنے دے کوئی امیر کسی غریب کے ساتھ ایک صف میں نماز پڑھنے کو آمادہ نہ ہو۔ کوئی عالم حاجیوں کے ساتھ عرفات میں قیام نہ کرے اور کوئی شب زندہ دار اور زاہد مرتاض کی عاصی و خاطی کی موجودگی میں مناسک حج ادا کرنے سے گریز کرے لیکن یہ کیا کہ وہاں سے واپس ہوتے ہی کسی کی عربیت جاگ پڑتی ہے کوئی اپنے گورے رنگ پر دنگ رہ جاتا ہے کسی کی امارت میں فرعونیت آ جاتی ہے کوئی اپنی علمی برتری کو باقاعدہ صنعت آذری بنا کر بیٹھ جاتا ہے کہ لوگ آ کر اور پوجا کریں اور کوئی اپنی شب بیداری کو شاطر مردم آزادی میں بدل دیتا ہے۔ اگر حج کے موقع پر سب کسی کی ملکیت نہیں ہوتا کہ اپنے رب کعبہ کو اپنے فرقوں میں کیوں محصور کیا ہوا ہے؟ اگر مطاف وہ دوڑ میں سب برابر کے شریک ہوتے ہیں تو زندگی کی دوڑ میں ہم سب کو شریک کرنے سے کیوں گھبراتے ہیں؟ اگر حرم وہ مزدلفہ میں قیام و سجود ایک ساتھ ہو سکتا ہے تو عام مسجدوں میں ایک دوسرے کا وجود کیوں ناقابل برداشت ہو جاتا ہے؟

3- حج کے موقع پر جو چیز سب سے زیادہ نمایاں ہوتی ہے وہ ہے وفور عشق اور جذبہ جنوں اہل حیلہ تراش منطق نکتہ طراز اور فلسفہ گردن فراز کا وہاں کوئی شائبہ نہیں ملتا یہ وفور عشق اور جذبہ جنوں کسی فتور دہنی اور دیوانگی کا نتیجہ نہیں بلکہ حکم خدا کی تعمیل اور سنت رسولؐ کی پیروی کا مظہر ہوتا ہے۔ ایک سیاہ پوش کوٹھے کے گرد بار بار گھومنا آخر اس میں کیا منطق ہے؟ لیکن مسئلہ منطق کا نہیں بات وحی اور صاحب وحیؐ کے تعلق کی ہے۔ سیاہ پتھر (حجر اسود) سے لپٹنا اور بار بار چومنا لپکنے میں بے ساختگی اور چومنے میں وارفتگی آخر...... کعبے اور سیاہ پتھر میں کون سا حسن اترا ہے؟ اس بے کلی سے تو آدمی اپنی اکلوتی اولاد سے نہیں چمٹتا اور اس شوق سے اس کی پیشانی نہیں چومتا جس جنون اور خود سپردگی کے ساتھ ایک حاجی اور زائر حجر اسود کی طرف لپکتا اور اسے اپنی آنکھوں سے لگاتا ہے تو یہاں بھی بات حجر اسود کے حسن کی نہیں پیغمبر اسود احمر کے حسن ادا کی پیروی کی ہے کہ آپؐ نے ایسا کیا اور ہمیں ایسا کرنا چاہئے ورنہ

کون روتا ہے لپٹ کر در و دیوار کے ساتھ

یہ ساری باتیں اس امر کا پتہ دیتی ہیں کہ ایک مسلمان اپنی زندگی اور معمولات زندگی کا خود مالک نہیں ہوتا بلکہ وہ انہیں خدا اور رسول کی مرضی اور خواہش کے تابع سمجھتا ہے زندگی کا ڈھب کیا ہو؟ وہی جو اس کے رب نے سکھایا جینے کا اصول کیا ہو؟ وہی جو اللہ کے رسولؐ نے طے کیا دنیا میں رہنے کا اسلوب کیا ہو؟ وہی جو اللہ اور رسولؐ کو مرغوب ہے۔

4- قرآن مجید میں بار بار "ملت ابراہیمؑ" کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے ملت ابراہیمی کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے اور حضورؐ نے اپنے آپ کو ملت ابراہیمی کا فرد قرار دیا ہے اور قرآن مجید میں ایک جگہ حضرت ابراہیمؑ کو باقاعدہ "امت" کہا گیا ہے یعنی ایک فرد بذات خود "امت" ہے اس کی حکمت انسان پر حج کے موقع پر کھلتی ہے کہ ملت ابراہیمؑ کو کیوں اہمیت دی گئی ملت ابراہیمی کی پیروی کو کیوں لازم ٹھہرایا گیا۔

حضرت ابراہیمؑ نے بیت اللہ تعمیر کر کے اس کو "مثابہ للناس" انسانیت کا مرکز بنا دیا اور دوسرے "جائے امن" کا درجہ دیا کسی بھی ملت کیلئے اس سے بڑھ کر ضروری چیز اور کیا ہو سکتی ہے کہ اسے "مرکزیت" اور "امن" حاصل ہو جائے اور کعبہ اسی مرکزیت اور امن کا بہت بڑا بلکہ سب سے بڑا مظہر اور محسوس پیکر ہے پانچ ہزار سال سے نہ کعبے کی مرکزیت ختم ہوئی ہے اور نہ اس کے امن بخش کردار میں کوئی خلل آیا ہے اگر کوئی صاحب احرام فسق و جدال کا مظاہرہ کرے تو اس کا حج اور عمرہ مکروہ ہو بلکہ کسی درجے میں باطل ہو جاتا ہے قتل و غارت کا تو تصور ہی نہیں اور مرکزیت کا یہ عالم ہے کہ پانچ ہزار سال سے طواف کعبہ نہ رکا ہے نہ معطل ہوا ہے اور نہ موقوف ہوا ہے بجز ان چند حادثات کے جو انسانی دنیا میں ناگزیر ہوتے ہیں ورنہ کجھوروں اور اونٹوں کے دور سے لے کر ہوائی جہاز کے عہد تک لوگ برابر طواف کعبہ کیلئے جاتے اور ملی مرکزیت کا مشاہدہ کرتے ہیں جو شخصیت لاکھوں کروڑوں انسانوں کو ہر رنگ و بو سے بے نیاز کر کے اپنی رنگ اور وحدت کی خوشبو سے ہمکنار کر دے اسے بجا طور پر "امت" کا خطاب دیا جا سکتا ہے جو کام ایک امت کے ہاتھوں برپا ہو سکتا ہے وہ ایک شخصیت نے کر کے دکھایا۔

آج بھی ہر حاجی اور زائر "امت" کے منصب پر فائز ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہاں سے لوٹنے تو اس پر کسی نسل برادری گروہ فرقے ذات زبان علاقے اور رنگ کی چھاپ دور سے بھی دکھائی نہ دے اور وہ کام کرے جو امت کے کرنے کا ہے۔

حج ایک عالمگیر اجتماع

مولانا گلزار احمد مظاہری

دنیا کا یہ عالم گیر اجتماع اس بات کی روشن دلیل اور واضح ثبوت ہے کہ اسلام ہی ایک عالمگیر، ہمہ گیر دین ہے۔ اس کی ہمہ گیری نے دنیا کو اپنی آغوش میں لے رکھا ہے اور اس سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ اتحاد و یگانگت نظم و ضبط، وحدت و تنظیم یقین محکم اسلامی تہذیب کی قدریں ہیں جن کا مظاہرہ موسم حج میں ہوتا ہے ان کو اپنی عملی زندگی میں اپنا کر ہی مسلمان آج کی ٹیکنالوجی اور سائنس کی ترقی پذیر دنیا میں اپنا مقام و مرتبہ محفوظ رکھ سکتا ہے ورنہ محض مغرب کی اندھی تقلید اور بے سوچی سمجھی نقالی سے نسلیں بگڑتی اور خراب ہوتی ہیں نظریات تبدیل ہوتے ہیں دین سے بیگانگی اور اجنبیت پیدا ہوتی ہے

ان کا شمار نہیں۔ یہ وحدت ملی کا نشان ہے۔ یکجہتی و اتحاد کی علامت ہے مسلم اتحاد کا مرکز ہے تجارتی اور اقتصادی پہلو سب کے سامنے عیاں ہیں۔ دنیا کے سارے مسلمانوں کی سالانہ اجتماع گاہ اور کانفرنس ہے جس میں ساری دنیا کے مسلمانوں کی مشکلات اور مصائب کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ اس وقت اس دنیاوی منافع کے پہلو کی طرف زیادہ طویل بحث میں نہیں جانا چاہتا۔ اخروی نقطہ نظر سے اس کے منافع دیکھے جائیں تو ان کا احاطہ بھی مشکل ہے۔ اس کا یہ سب سے بڑا منفعت بخش پہلو ہے کہ آدمی اپنی پاک کمائی سے خلوص نیت کے ساتھ حج کے مناسک ادا کرتا ہے تو اس کے سارے گناہ ملیامیٹ کر دیئے جاتے ہیں اور وہ اس طرح ہو جاتا ہے جیسے ابھی بطن مادر سے جنم لیا ہے۔

اب زبان نسل و رنگ اور وطن کے بت پوجے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے ان کا شیرازہ تار تار ہو گیا ہے۔ اپنے اور غیر کی پہچان ختم ہو گئی ہے ایک دوسرے کے دشمن بن گئے ہیں سرحدی تنازعات میں الجھے ہوئے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر طرف سے غیر اسلامی نظریات کی یلغار ہو رہی ہے دشمن منہ کھولے انہیں نگل جانے کی سوچ میں ہے اسے نیست و نابود کرنے کی فکر کر رہا ہے ہم ہیں کہ اپنا گلا آپ کاٹ رہے ہیں اور اپنے دشمن کی گود میں گرنے کو باعث فخر سمجھتے ہیں۔ حقیقی دوست اور دشمن کی پہچان نہیں کرتے آج کا دشمن دوست کے بہروپ میں اقتصادی اور ثقافتی میدان میں سبز باغ دکھا کر سادہ لوح اور نادان مسلمانوں کو فریب اور دھوکے کے جال میں پھانس رہا ہے۔ میں اس اجتماع عظیم اور بے مثال بلکہ عدیم المثال اسلامی کانفرنس میں شریک ہونے والے مختلف ممالک کے مسلمانوں سے دردِ دل سے اپیل کروں گا کہ اپنے اپنے علاقوں میں اسلامی تعلیمات، اسلامی نظریات، اسلامی اقتصادیات اور اسلامی عبادات کے فروغ کے لئے اپنے تن من دھن کی بازی لگا دیں گے اور اپنے اپنے ممالک میں نظام اسلامی کے نفاذ کے لئے

تہذیب و تمدن میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اصول و نظریات کی معرکہ آرائی ہوتی ہے لادینیت اور الحاد پیدا ہوتے ہیں خودسری، خودنمائی اور بے جا خود اعتمادی جنم لیتی ہے جو اخلاق و کردار، تہذیب و آداب کے لئے موت کا پیغام بن کر آتی ہے۔

یہ محض اشارہ تھا دور جدید کی خرابیوں کی طرف بات چل رہی تھی۔ خانہ خدا کی خدا کا یہ گھر باوجود اس کے کہ نشیبی زمین میں واقع ہے لیکن اس کا نشیب اور نچلے حصے میں ہونا اس کے مقام و مرتبہ میں کسی قسم کی کمی کا موجب نہیں ہو سکا اور نہ ہو سکے گا۔ اس کی بلندی و سرفرازی اس پر مبنی نہیں ہے کہ اسے سطح زمین سے بہت بلند اور کسی بہت اونچے پہاڑ پر بنایا اور تعمیر کیا جاتا بلکہ اس کی سربلندی اور سرفرازی اس بات پر منحصر ہے کہ اسے بنوانے والا کون ہے کس سے بنوایا ہے کون اس کا محافظ ہے کس کا ذکر اس میں کیا جاتا ہے اس ذکر کی اہمیت اور مقام کیا ہے؟ اس بات سے تو واقف ہیں کہ یہ خدا کا گھر ہے اس لئے اس کو بیت اللہ کہتے ہیں اور خدا کے نام ہی نے اسے سرفرازی اور سربلندی عطا کی۔ دنیا میں اس کی مثال ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے گی۔ دنیا کا کونہ کونہ چھان ماریں کہیں ایسی عبادت گاہ نظر نہیں آئے گی جس کا شوق زیارت لوگوں کو کشاں کشاں اپنی جانب کھینچ لاتا ہو اور جس کی زیارت سے اس قدر اجر و ثواب ملتا ہو۔

"اس کے اندر کھلے کھلے نشانات اور واضح علامات ہیں اس میں مقام ابراہیم ہے۔"

دنیاوی لحاظ سے اس کے منافع دیکھے جائیں تو

حقیقی احساس و شعور کے فقدان کے نتائج:

اگر ہم اس کے تمام منافع کا احساس اور شعور اپنے دلوں میں جا گزیں کر لیں تو ہمارے دل کی دنیا بدل سکتی ہے۔ ہم جادہ مستقیم کی طرف پلٹ سکتے ہیں اس پر عمل پیرا ہو کر حقیقی کامیابی اور سرخروئی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں لیکن جب میں شماریات کے نقطہ نگاہ سے مسلمانوں کو دیکھتا ہوں تو ان کی تعداد ستر اسی کروڑ کے لگ بھگ دیکھتا ہوں تو حیران و ششدر اور انگشت بدنداں رہ جاتا ہوں کہ اتنی کثیر تعداد میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے موجود ہیں سجدوں کو آباد رکھنے والے شب و روز عبادت کرنے والے تبلیغی اور تعلیمی انجمنیں قائم کرنے والے جماعتیں اور پارٹیاں بنانے والے 27'28 سے زائد آزاد مملکتوں کی سربراہی کرنے والے اپنا اصل مقصد اور مقام کھو چکے ہیں۔ ایسا کیوں ہے اب یہ صنم پرستی حجر و شجر پرستی کوکب پرستی تو نہیں کرتے۔ تو پھر ان کی وہ شان عظمت و وقار اور رعب و دبدبہ کیوں باقی نہیں رہا۔ غور و فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

سرتوڑ کوششیں کریں ذہنی پراگندگی اور انتشار و افتراق کے سامنے اسلامی اخلاق و کردار کے زریں اصول پیش کریں اور نئی نسل کی فکری اور ذہنی تربیت اس سمت عملی اور خیر خواہی سے کریں کہ نسل جدید نظریات کی لپیٹ میں آنے سے محفوظ رہ سکے۔ میں اپنی آواز آپ حضرات تک پہنچا چکا ہوں اب آپ سب کا کام ہے کہ اس آواز کو عملی جامہ پہنائیں۔

خدائے بزرگ و برتر ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

کاروبار سود کا میں خاتمہ کرتا ہوں آج
توڑ ڈالے جاہلیت کے سبھی رسم و رواج
میرے چچا حضرت عباسؓ کی جانب کا سود
میری جانب سے معاف و ختم ہے اس کا وجود
جاہلیت کے سبھی میں خون کرتا ہوں معاف
میری جانب سے عمرو کا خون ناحق بھی معاف
جو کرے گا خون ناحق دے گا بدلہ میں قصاص
اور شبہ عمد کا سو اونٹ کا ہو گا قصاص
"یاد رکھو! مرد و عورت کے حقوق باہمی
ہو نہیں سکتی ہے ان میں کوئی بیشی یا کمی
بے حیائی کا کوئی وہ کام کر سکتی نہیں
آبرو خاوند کی وہ نیلام کر سکتی نہیں
توڑتی ہے گر کوئی عورت حدود اللہ کو
پھر کرو تم بند اُن کی خواب گاہ کی راہ کو
اُن کے خاوند "مار" بھی سکتے ہیں ان خواتین کو
نہ پڑے کوئی نشاں جسموں پہ ان خواتین کو
ایک گھر کے عوض گو نیک و نکار ہو
پھر بھی نیکی آپ کے اعمال سے اظہار ہو
ایک قیدی کی طرح وہ قید ہیں بے اختیار
اُن کے بارے میں رہو ڈرتے خدا سے بار بار
"ہر امانت اُس کے مالک کو کرو واپس ضرور"
ہے یہی حکم الٰہی ہے یہی حکم حضورؐ
حضرت آدمؑ کی ہیں اولاد یہ انس و بشر
اور مٹی سے بنے تھے حضرت آدمؑ مگر
اس لئے بالفعل سب انساں برابر جان لو
سب اخوت کی لڑی میں ہیں پروئے مان لو
میں نے باطل کر دیا ہے آج فخر رنگ و خوں
امتیاز حسب و نسب و رنگ ہے اب سرنگوں
کوئی عربی یا قریشی آج سے افضل نہیں
کوئی احمر کوئی گورا آج سے اکمل نہیں
کوئی عجمی آج سے کمتر نہ سمجھا جائیگا
امتیاز رنگ و خوں یکسر مٹایا جائیگا
میں نے اعزازات کے بت کر دیئے ہیں پاش پاش
ماننے والے رسوم جاہلیت "دور باش"
"تقویٰ" معیار فضیلت میں نے ٹھہرایا ہے آج
میں نے پاؤں سے مٹا ڈالے سبھی رسم و رواج
کھاؤ پیو ساری چیزیں جو ہیں جائز اور حلال
اور حرام اشیاء سے خود کو دور رکھو باکمال
اس زمیں پر آج سے پوجا نہ ہو شیطان کی
درحقیقت ہے حکومت ہر جگہ رحمان کی
حربۂ شیطان سے خود کو بچانا بھی ضرور
یہ دلوں میں ڈال دیتا ہے وساوس اور غرور
یاد رکھو! بعد میرے کوئی نبی نہ آئے گا
جو کوئی دعویٰ کرے کذاب وہ کہلائے گا
میں نبی ہوں آخری اور آخریں اُمت ہو تم
میں نبیوں میں ہوں افضل افضلیں ملت ہو تم
میں نے چھوڑے ہیں تمہارے واسطے دو رہنما
ایک میری سنتیں اور دوم قرآن الہدیٰ
ان کو مضبوطی سے پکڑو! ہے یہی حبل الورید
ہو نہیں سکتے کبھی گمراہ میری ہے نوید
میں جو کہتا ہوں اسی پر عمل بھی کرتا ضرور
بالیقیں ملتا رہے گا دین و دنیا کا سرور
میں نے پیغام الٰہی آپ کو پہنچا دیا
جو سنا جبریلؑ سے وہ آپ کو سنوا دیا
اب گواہ رہنا کہ میں نے فرض پورا کر دیا
اور خدا نے آج ہی دیں کو مکمل کر دیا
میرے مولا! بدر عاجزوں کی دعا بھی کر قبول
دور ہوں رنج و بلا اور بخش دے بہر رسولؐ
موت ہو شہر مدینہ میں قبر بھی ہو نصیب
ہوں رسولؐ پاک میرے قلب خستہ کے قریب

سعید بدر

حضرت امام محمد باقرؒ

ناصر حسین صدیقی

آپؒ کی ولادت باسعادت پیر کے روز یکم رجب 57ھ مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپؒ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت امام حسنؓ جنہیں ام عبداللہ کہتے ہیں اور والد ماجد امام زین العلدینؒ تھے۔

حضرت امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ جب میرے ماں باپ کو کوئی چیز مغموم کر دیتی تو آپؒ عورتوں اور بچوں کو جمع کر کے دعا مانگتے اور وہ آمین کہتے۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ میرے والد اکثر ذکر خدا کرتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم ان کے ساتھ چل رہے ہوتے یا ہم ان کے ساتھ کھانا کھا رہے ہوتے تو وہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ ہمیں اپنے پاس جمع کر کے فرماتے تھے کہ سورج نکلنے تک ذکر الٰہی کرتے رہو اور ہمیشہ اہل خانہ سے کہتے کہ قرآن پڑھیں۔

آپؒ اکثر اوقات میں خوف خدا سے گریہ کرتے اور آواز گریہ آپؒ کی بلند ہوتی تھی اور آپؒ مخلوق خدا میں سب سے زیادہ تواضع کرنے والے تھے۔ آپ کے کھیت املاک چوپائے چرواہے اور غلام زیادہ تھے۔ آپؒ خود اپنی زمین پر جا کر کام کرتے اور گرمی کے دنوں میں آپؒ کے غلام آپؒ کے ساتھ جاتے اور جو کچھ آپؒ حاصل کرتے اسے راہ خدا میں صرف کرتے آپؒ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔

آپؒ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں جب اسے بجا لاؤ گے تو سلطان و شیطان تم سے دور ہو جائیں گے۔ ابو حمزہ نے عرض کی ہمیں خبر دیجئے۔ آپؒ نے فرمایا تم پر لازم ہے کہ صبح کے وقت صدقہ دیا کرو کیونکہ صدقہ دینا شیطان کے منہ کو کالا اور بادشاہ کے قہر و غضب کو اس دن توڑ دیتا ہے۔ اور تم پر لازم ہے کہ راہ خدا میں رضائے حق کے لئے لوگوں سے دوستی اور محبت و مودت کرو اور تمہاری دوستی اس طریقہ پر ہو کہ نیک عمل پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اور آپس میں تعاون کرو۔ کیونکہ یہ کام بادشاہ کے ظلم اور وسوسہ شیطان کو جڑ سے اکھیڑ دیتا ہے اور جس قدر ہو سکے استغفار اور طلب بخشش کے لئے بارگاہ خداوندی میں الحاج و اصرار کرو کیونکہ یہ چیز گناہوں کو نیست و نابود کر دیتی ہے۔

آپ کے شاگردوں کی تعداد چار ہزار کے قریب تھی۔

امام جعفر صادقؒ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ جب میں عالم بقاء کی طرف رحلت کر جاؤں مجھے غسل دینا اور تین پارچوں میں کفن دینا کہ جن میں ایک یمنی چادر تھی جس میں آپؒ نماز جمعہ ادا کرتے تھے ایک قمیض تھی جسے خود پہنتے تھے اور فرمایا میرے سر پر عمامہ باندھنا اور عمامہ کو پارچوں میں شمار کرنا اور لحد کی جائے میرے لئے زمین کھودنا اور شق کرنا کیونکہ میرا جسم بھاری ہے اور مدینہ کی زمین میں میرے لئے لحد نہیں بنائی جا سکتی اور میری قبر زمین سے چار انگل اونچی رکھنا اور میری قبر پر پانی ڈالنا اور ان چیزوں پر اہل مدینہ کو گواہ بنانا۔ حاکم وقت کے حکم پر آپؒ کو زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔ آپؒ کی شہادت 7 ذی الحج 114ھ کو 57 سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ امام جعفر صادقؒ نے آپؒ کو غسل دیا اور نماز جنازہ پڑھائی اور آپؒ کو امام حسنؓ کے پہلو میں جنت البقیع مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا۔ امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ میں ہر رات اس حجرہ میں چراغ روشن کرتا تھا جس میں آپؒ نے شہادت پائی تھی۔

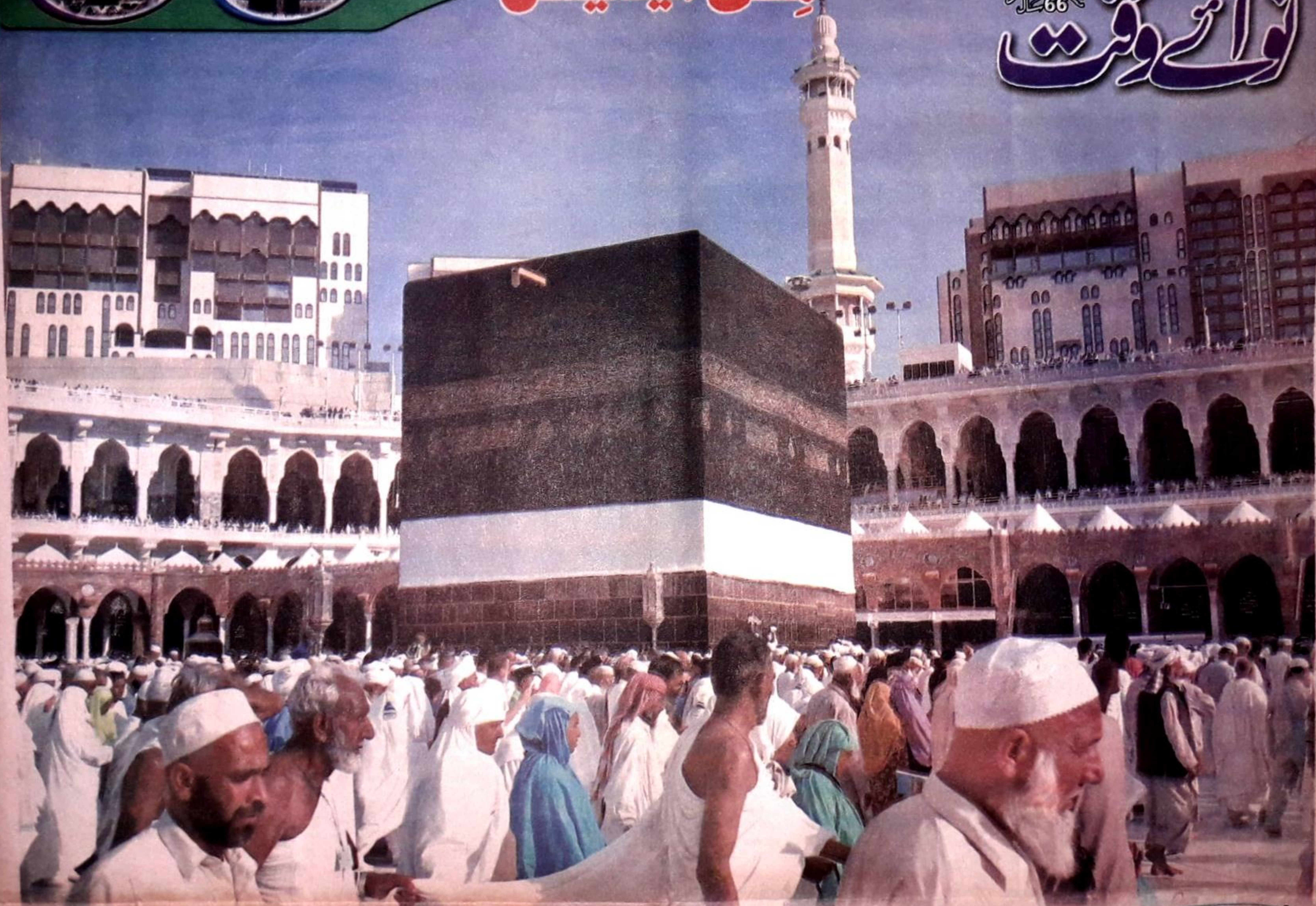
29دسمبر2006ء

NAWA-I-WAQT

نوائے وقت

اشاعت کے 66سال

ملّی ایڈیشن



تحریر:۔حافظ محمد ساجد ڈوگر

مکہ سے چند کلومیٹر عرفات کے جبل رحمت پر نوع انسان کے ابوالآباء حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام اور ان کی زوجہ محترمہ حضرت حوا رضی اللہ عنہا کی آپس میں ہمارے اس ارض پر اولین ملاقات ہوئی۔ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو روایت اسلامی کے تحت ان کو اشتیاق طبع

ایک صندوق کے اندر بند کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ جو کیف حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک عبادت گاہ تعمیر کی اور اس کو خدائے اللہ کا گھر یعنی بیت اللہ قرار دیا۔

قرآن حکیم میں اس کا ذکر یوں بیان کیا گیا ہے سورۃ آل عمران آیت نمبر 94 میں ہے "سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا سارے جہان کا۔"

فضیلت اور برکت کے بارے میں کچھ عرض کرتا ہوں۔ حج اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ اس کے بارے رب قدیر مطلق کا فرمان ہے سورۃ آل عمران کی آیت 98 میں ہے "اور اللہ عزوجل کے لئے لوگوں پر اس کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ عزوجل سارے جہان سے بے پرواہ ہے"

اس آیت کی اجمالی تفسیر "خزائن العرفان" میں کچھ اس طرح ہے

2۔۔۔ مدینہ کے تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "عمرہ سے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو درمیان میں ہوئے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے" (ابن ماجہ)۔

3۔۔۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حج و عمرہ محتاجی اور گناہوں کو ایسے دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے

تحریر: سید محمد جہاں زیب اسلم

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کنیت ابو الضیفان ہے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (ابو الضیفان) کا مطلب ہے مہمانوں کے باپ مرد کثرت سے مہمان نوازی کرنے والے تورات میں دو طرح سے آپ کا نام

تقریباً دو ہزار تین سو سال پہلے امام ابن کثیر لکھتے ہیں کہ جب آپ کی عمر پانچ سو ستر سال ہو گئی تو ان کے ہاں ابراہیم علیہ السلام ناحور اور ہاران پیدا ہوئے اور ہاران کے ہاں لوط علیہ السلام نے جنم لیا۔ اہل کتاب کے نزدیک ابراہیم علیہ السلام تارخ کے درمیانے ساحبزادے تھے اور ہاران کا وصال ان کے والد کی زندگی میں ہی

ذات ہے کائنات کی زندگی اور موت کے سارے قوانین کا مالک وہی ہے کسی بندے میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اس نظام حیات و موت کو بدل ڈالے یا اس میں کوئی تصرف بھی کر سکے نمرود انتہائی سرکش اور باغی سا ہوا تھا کہ اس نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے سوال کر دیا کہ اگر تو مجھے رب نہیں مانتا تو پھر بتا تیرا رب

وہی ربوبیت کے اس پھیلے ہوئے نظام کی پشت پر کوئی ایسی ہستی ہو جو اس کی صحت اور کارسازی کا کام کر رہی ہے جو خود بے اس کی زندگی کیلئے کسی کا محتاج نہیں ہے بلکہ ہر چیز اس کے حکم سے قائم ہے وہ اپنے قیام کیلئے کسی کا محتاج نہیں وہ غفلت سے منزہ اور نسیان سے پاک ہے۔ جس ذات نے اتنا بڑا نظام ربوبیت قائم کر رکھا ہے اس زندگی میں اول اور آخر ربوبیت بھی اسی کا حق ہے۔ نمرود کے ذہن میں قوت اقتدار کا خناس

تعارف بیت اللہ و فضائل حج

تحریر:۔ حافظ محمد ساجد بزدار

مکہ سے چند کلو میٹر عرفات کے جبل رحمت پر بنی نوع انسان کے اولین آدم حضرت صفی اللہ علیہ السلام اور ان کی زوجہ محترمہ حضرت حوا رضی اللہ عنہا کی آپس میں ہمارے اس ارض پر یوں ملاقات ہوئی۔ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو روایت اسلامی کے تحت ان کو انتشار طبع محسوس ہوئی۔ بہشت میں وہ دیکھتے تھے کہ ملائکہ عبادت للہیت کی غرض سے اطراف بیت المعمور طواف کیا کرتے لیکن کوئی بھی عبادت گاہ زمین پر موجود نہ تھی۔ انہوں نے رب قدیر تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے عبادت گاہ سے محروم نہ رکھا جائے۔ چنانچہ قدیر مطلق نے ملائکہ کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی مدد کی غرض سے بیت المعمور کی طرح زمین پر بھی ایک عبادت گاہ تعمیر کریں۔ حدیث پاک میں یہ الفاظ علامتی طور پر موجود ہیں کہ "اگر بیت المعمور سے کوئی پتھر پھینکا جائے تو سیدھا کعبے کی چھت پر گرے گا" یہ عبادت خانہ جو حضرت آدم علیہ السلام کے لئے بنایا گیا وہ زمین پر حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان تک قائم رہا۔ طوفان نوح علیہ السلام کے بعد اس کے آثار بالعموم لفظ کرہ پر آشوب رہا۔

بعد ازیں زمانہ نوح علیہ السلام میں اس کی تعمیر کا کوئی پتہ نہیں چلتا لیکن ان کے بعد والے پیغمبران حق میں سے بڑے پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ کو دوسری دفعہ دوبارہ تعمیر کریں۔ انہوں نے فرمایا کہ سر آنکھوں پر مگر اس کی بنیادیں ڈھونڈنا عدم محال ہے۔ اللہ عزوجل نے کہا یہ دیکھو جو تمہارے اوپر بادل حرکت کر رہا ہے تم اس کے سائے سائے چلتے رہو۔ جہاں پر یہ رک جائے تو سمجھ لو یہ وہی جگہ ہے جہاں کعبہ تھا۔ تو آپ علیہ السلام اس بادل کے سائے سائے چلتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ بادل ایک مقام پر رک گیا۔ آپ نے اس مقام پر کوئی پتھر یا اس کے طول و عرض پر کوئی نشان لگا دیا اور یہ تھا کہ بیت اللہ۔

بعد ازیں حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے اس کی تھوڑی سی کھدائی کی۔ خانہ کعبہ کی بنیادیں ظاہر ہو گئیں۔ اس وقت حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام بھی جوان ہو چکے تھے۔ دونوں صاحبان علیہم السلام نے اس منزل قدیم کی تعمیر کا آغاز کیا اور ایک نہایت ہی سادہ سی عمارت بنائی اور جب اس کی دیواریں قد سے بھی بلند ہوئیں تو انہیں سہارے کی حاجت ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے ایک پتھر پر چڑھ کر اس عمارت کے تشنہ کو ختم کیا۔

جس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چڑھ کر بیت اللہ کو مکمل کیا وہ آج بھی "مقام ابراہیم" کے نام سے موجود ہے۔ ایک زمانے میں وہ کعبہ کے عین سامنے دیوار کے پاس تھا جہاں کھڑے ہو کر خلیل خدا علیہ السلام عمارت بناتے تھے اسلامی مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ ایک زمانے میں شدید قسم کا سیلاب آیا اور اپنے ساتھ اس پتھر کو بھی بہا لے گیا اور طرق پر آشوب سے ملا۔ پھر اسے پہلے والی جگہ پر رکھنے کی جائے بیت اللہ کے اندر رکھ دیا گیا۔ پھر دیدہ کچھ زمانے کے بعد اسے بیت اللہ سے نکال کر کسی اور مقام پر رکھ دیا گیا اور زمانہ حصر میں یہ کعبے کے سامنے ایک صندوق کے اندر بند کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ بہر کیف حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک عبادت گاہ تعمیر کی اور اس کو خدائے واحد کا گھر یعنی بیت اللہ قرار دیا۔

قرآن حکیم میں اس کا ذکر یوں بیان کیا گیا ہے سورۃ آل عمران۔ آیت نمبر 94 میں ہے "سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے، برکت والا سارے جہان کا"۔

اگر ہم یہ بیان ان معنوں میں لیں کہ سب سے پہلے جو گھر اللہ عزوجل کی عبادت کی غرض سے تعمیر کیا گیا اس لحاظ سے اعتراض ہو گا کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام وغیرہ تشریف لا چکے ہیں۔ ان کے زمانے میں اللہ عزوجل کی عبادت ہوتی اور ان کے ہاں بھی کوئی عبادت خانہ ہو گا تو اگر ہم کعبہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مختص نہ کریں اور اس سے پہلے یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی بنائی ہوئی عبادت گاہ جانیں تو پھر قرآن مجید کے بیان میں کسی کو اعتراض نہ ہو گا۔

مکہ ایک اہم مقام تھا کہ عرب کے شمالاً جنوباً سے لوگ تجارت کی غرض سے آتے جاتے تھے اور انہیں مکہ سے گزرنا پڑتا۔ کہتے ہیں کہ یورپ کی تجارت ہندوستان سے مکہ کے ذریعے ہوتی۔ اس سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ مکہ کی جغرافیائی اہمیت کیا تھی۔

اسلامی ریاست

قارئین یہ تعارف بیت اللہ شریف کا اجمالی تعارف اور اب حج کی فضیلت اور برکت کے بارے میں کچھ عرض کرتا ہوں۔ حج اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ اس کے بارے رب قدیر مطلق کا فرمان ہے سورۃ آل عمران کی آیت 98 میں ہے "اور اللہ عزوجل کے لئے لوگوں پر اس کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ عزوجل سارے جہان سے بے پروا ہے"

اس آیت کی اجمالی تفسیر "خزائن العرفان" میں کچھ اس طرح ہے اس آیت میں حج کی فرضیت کا بیان ہے اور اس کا کہ استطاعت شرط ہے۔ حدیث شریف میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تفصیل زاد اور راحلہ سے فرمائی زاد یعنی توشہ کھانے پینے کا انتظام اس قدر ہونا چاہیے کہ جا کر واپس آنے تک کے لئے کافی ہو اور یہ واپسی کے وقت اہل و عیال کے نفقہ کے علاوہ ہونا چاہیے۔ راہ کا امن بھی ضروری ہے کیونکہ بغیر اس کے استطاعت نہیں ہوتی۔

حج کے فضائل و برکات کے بارے میں بہت سی احادیث مبارکہ بھی وارد ہیں۔ ان احادیث میں سے چند ایک پیش کرتا ہوں۔

1۔۔۔ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے جس نے حج کیا اور رفث (فحش کلام) نہ کیا اور فسق نہ کیا تو گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹا جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ (بخاری)۔

2۔۔۔ مدینہ کے تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "عمرہ سے عمرہ تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو درمیان میں ہوئے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے" (ابن ماجہ)۔

3۔۔۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حج و عمرہ محتاجی اور گناہوں کو ایسے دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے، چاندی اور سونے کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے" (ترمذی ابن ماجہ خزیمہ وابن حبان)۔

4۔۔۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "رمضان میں عمرہ میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے" (ابوداؤد)۔

5۔۔۔ حضرت سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ذیشان ہے کہ حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو کی شفاعت کرے گا اور گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسے اس کو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ (بزار)۔

6۔۔۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدنی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حاجی کی مغفرت ہو جاتی ہے اور حاجی جس کے لئے استغفار کرے اس کے لئے بھی (مغفرت) ہے۔ (بزار، طبرانی)۔

7۔۔۔ حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے جو حج یا عمرہ کے لئے نکلا اور راستے میں مر گیا اس کی پیشی نہیں ہو گی نہ حساب ہو گا اور اس سے کہا جائے گا تو

باقی صفحہ 11 پر

حضرت ابراہیم علیہ السلام

تحریر: سید محمد جمال زیب اسلم

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کنیت ابو الضیفان ہے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (ابو الضیفان) کا مطلب ہے مہمانوں کے باپ اور کثرت سے مہمان نوازی کرنے والے تورات میں دو طرح سے آپ کا اسم گرامی آیا ہے ابراہیم ابرام یعنی پہلا حصہ اب ہے جس کا معنی ہے باپ اور "راہیم" کلدانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں عوام اس لحاظ سے اس کا معنی لوگوں کا باپ یا قوموں کا باپ ہے۔ قرآن و حدیث میں بھی یہی ترجمہ بنتا ہے بعض محققین نے لفظ ابراہیم "اب راحم" سے مانا ہے یعنی مہربان باپ جو بعد میں ابراہیم ہو گیا اس طرح ابراہیم کا لفظ مکمل عربی قرار پائے گا۔

آپ کے والد کا نام تارخ بن ناخور بن ساروغ بن رعو بن تاقع ہے ہوتا ہوا آٹھویں پشت میں سیدنا نوح علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ تارخ اور آزر کے بارے میں معروف رائے یہی ہے کہ یہ دونوں ایک ہی شخصیت کے نام ہیں کہا جاتا ہے کہ تارخ کا مطلب ہے لکڑی کے بت بنانے والا۔ انہوں نے ایک بت آزر کے نام سے بنایا پھر اس کی پرستش شروع کر دی تو آزر کے نام سے مشہور ہو گئے۔ قرآن حکیم میں بھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر کہا گیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ کا نام "امیلہ" تھا جبکہ کلبی کے نزدیک آپ کی والدہ کا نام بونا بنت کرینا بن کرثی تھا یہ بھی حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد سے تھیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے سام کی اولاد سے دسویں فرزند ہیں آپ کی پیدائش کلدان کے شہر اور میں ہوئی جبکہ طوفان نوح علیہ السلام کو اٹھارہ سو نو سال گزر چکے تھے یعنی عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً دو ہزار تین سو سال پہلے امام ابن کثیر لکھتے ہیں کہ جب آپ کی عمر پانچ سو ستر سال ہو گئی تو ان کے ہاں ابراہیم علیہ السلام، ناحور اور ہاران پیدا ہوئے اور ہاران کے ہاں لوط علیہ السلام نے جنم لیا اہل کتاب کے نزدیک ابراہیم علیہ السلام تارخ کے درمیانے صاحبزادے تھے اور ہاران کا وصال ان کے والد کی زندگی میں ہی اس سرزمین پر ہوا جہاں ان کی ولادت ہوئی تھی اور وہ کلدانیوں کی سرزمین بابل تھی۔

نمرود چار سو سال حکومت کرنے کے دوران خدائی کا دعویٰ کر بیٹھا وہ اللہ کے وجود کا منکر نہ تھا اس کا دعویٰ یہ تھا کہ زمین و آسمان کا خالق اور کائنات کا مدبر وہ خود ہے اس کا کہنا یہ نہیں تھا کہ اسباب عالم کے پورے سلسلے پر اس کی حکومت چل رہی ہے بلکہ اس کا دعویٰ صرف اور صرف یہ تھا کہ اس ملک عراق پر اور اس کے باشندوں کا حاکم مطلق میں ہوں میری زبان قانون ہے میرے اوپر کوئی اقتدار بالا نہیں ہے اور عراق کا ہر باشندہ غدار ہے جو ملک میں میری ربوبیت نہ مانے یا میرے سوا کسی اور کی ربوبیت کو مانے بالکل آج کے اکثر حکمرانوں کی طرح۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں صرف ایک ہی ذات کو رب مانتا ہوں اور اس کے سوا سب کی ربوبیت کا منکر ہوں اللہ کی ربوبیت کو واضح کرنے کیلئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے وہی بات کہی جو سب سے زیادہ واضح تھی یعنی سارے نظام ربوبیت کا سرچشمہ اللہ کی ذات ہے کہ کائنات کی زندگی اور موت کے سارے قوانین کا مالک وہی ہے کسی بندے میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اس نظام حیات و موت کو بدل ڈالے یا اس میں کوئی ادنیٰ تصرف بھی کر سکے نمرود انتہا سرکش اور باغی بنا ہوا تھا کہ اس نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے سوال کر دیا گیا کہ اگر تو مجھے رب نہیں مانتا تو پھر بتا تیرا رب کون ہے؟ مشرکین نے ہمیشہ خدائی کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ایک مافوق الفطرت خدائی جو سلسلہ اسباب پر حکمران ہے اور جس کی طرف انسان اپنی حاجات اور مشکلات میں دستگیری کیلئے رجوع کرتا ہے اس خدائی میں وہ اللہ تعالیٰ کیساتھ ارواح، فرشتوں، جنوں اور سیاروں کو شریک کرتے ہیں ان سے دعائیں مانگتے ہیں ان کے سامنے مراسم پرستش بجا لاتے ہیں اور ان کے آستانوں پر نذر و نیاز پیش کرتے ہیں۔

روایات سے جو نمرود کے بارے میں جو معلومات ملتی ہیں ان کے مطابق وہ اپنی تعظیم اللہ ہی کی طرح کرتا تھا اور اپنے لئے اس نے عرش تیار کیا تھا جس پر وہ اجلاس کرتا تھا کلدانیوں کا ملکی اور قومی مذہب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں اصلاً شمس پرستی تھا نمرود کا اپنے آپ کو اس خدائے اعظم کا مظہر اور نائب سمجھتا تھا اور کل توحید کو اپنے حل کا بانی تصور کرتا تھا نمرود نے بھی فرعون کی طرح سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ تیرا رب کون ہے؟ تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا "میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے" یعنی میرے رب کے قبضہ و اقتدار میں موت و حیات کی تمام قوتیں ہیں یعنی احیاء اور لات کا یہ تمام نظام خود خود نہیں چل رہا حیات کے اس پھیلے ہوئے نظام کی پشت پر کسی ایک کارکن کی حکمت اور کارسازی کا کام کر رہی ہے جو زندہ ہے کسی کی زندگی کیلئے فنا نہیں القیوم ہے یعنی ہر چیز اس کے حکم سے قائم ہے اور اپنے قیام کیلئے کسی کا محتاج نہیں وہ غفلت سے منزہ اور نسیان سے پاک ہے۔ جس ذات نے اتنا بڑا خلاق ربوبیت قائم کر رکھا ہے اس زندگی میں قانونی اور حاکمانہ ربوبیت بھی اس کا حق ہے۔ نمرود کے ذہن میں قوت اقتدار کا خناس گھسا ہوا تھا اس نے اقتدار کے نشہ میں مست ہو کر جواب دیا زندگی اور موت تو میرے اختیار میں ہے۔ جس کا چاہوں سر قلم کر دوں اور جس کو چاہوں چھوڑ دوں۔ نمرود کا یہ معارضہ بالکل احمقانہ تھا اپنے سفاہت اور حماقت کا مظاہرہ کیا۔ لیکن سیدنا ابراہیم علیہ السلام تو داعی تھی مجادل نہ تھے دعوت کی راہ ہدایت اور خیر خواہی کی راہ ہوتی ہے داعی الی اللہ مخاطب کو دلیلوں کے الجھاؤ میں نہیں پھنساتا اس کی یہ چاہت ہوتی ہے کہ مخاطب کے دل میں کسی نہ کسی طرح سچائی اتر جائے اس لئے سیدنا علیہ السلام نے جب دیکھا کہ نمرود کا دماغ پہلی بات کو نہیں سمجھ سکا تو انہوں نے دوسری دلیل پیش کر دی۔ سیدنا علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تو سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے اور مغرب میں غروب کرتا ہے تو لے ذرا مغرب سے نکال لا "آفتاب کے غروب کو مرنا اور طلوع کو زندہ سے تعبیر کرنا محاورہ ہے حدیث میں "والشمس حیۃ" کی تعبیر آتی ہے یعنی اگر تیرا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ تو بھی احیاء و امات کا مالک ہے تو ذرا آفتاب کو مرتے ہی زندہ کر دے جس وقت آفتاب مر رہا ہو اور مغرب کے افق میں دفن ہو رہا ہے تو اسی وقت اس کو زندہ کر کے واپس لے آ...... یہ جواب سن کر کافر مبہوت ہو گیا کہہ سکتا تھا کہ میں اگر عاجز ہوں تو سچا اور اعجاز والا ہے تو تو کر دے مگر بتقاضا وہ سمجھ گیا تھا کہ قرب الی اللہ کی جس منزل پر ابراہیم علیہ السلام ہے اس کے اشارہ سے اللہ...... تعالیٰ ایسا کر دیں گے اب اس کیلئے مزید کچھ کہنے کی گنجائش نہ رہی وہ ..... جانتا تھا کہ آفتاب و مہتاب اس معبود کے زیر فرمان ہیں جس کو ابراہیم علیہ السلام رب مان رہا ہے وہ کہتا تو آخر کیا کہتا؟ نمرود کے سامنے جو حقیقت بے نقاب ہو رہی تھی اس کو تسلیم کر لینے کے معنی تھے کہ اپنی مطلق العنان فرمانروائی سے دستبردار ہو جائے لیکن نمرود اس کے لئے تیار نہ تھا لہٰذا وہ ششدر ہو کر رہ گیا خود پرستی کی تیرگی سے نکل کر حق پرستی کی روشنی میں نہ آیا۔

سفر حدیبیہ اور فتح مبین

(آخری قسط)

صاحبزادہ مظہر فرید سیفی

اس طرح مختلف لوگ جو کہ کاروان اسلام کا جائزہ لینے آتے رہے ان پر یہ بات واضح ہو گئی کہ مسلمان صرف عمرہ کی سعادت کے لئے ہی آ رہے ہیں تاکہ جنگ و جدل کے لئے اور پھر بطور خاص عروہ بن مسعود ثقفی کو قریش نے بھیجا اور معاملہ فیصلہ کن مرحلہ کی طرف بڑھ گیا۔ بد گمار رسالت میں ہونے والی گفتگو میں جب اس نے حضور کو مخاطب کر کے کہا کہ "میں آپ کے ساتھ ایسے اوباش لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو اسی لائق ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے جب یہ سنا تو آپؓ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور فرمایا لات کے فلیظ پیخڑے کو چوسنے والے تم نے کیا کہا کہ ہم حضور ﷺ کو چھوڑ کر چلے جائیں گے؟ عروہ یہ سن کر حیران و ششدر رہ گیا حتیٰ کہ وہ جذبہ محبت و عشق سے سرشار غلامان مصطفیٰ ﷺ کی کیفیات دیکھ کر واپس جا کر قریش کو یوں بتاتا ہے کہ کاروان اسلام تو صرف زیارت و عمرہ کی نیت سے آئے ہیں جنگ ان کا مقصد نہیں مگر جو جذبات دیکھنے کو ملے وہ تاریخ دنیا میں سنہری الفاظ سے لکھے جانے کے قابل ہیں وہ کہتا ہے کہ "اے قوم! خدا کی قسم میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے پاس جا چکا ہوں خدا میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد ﷺ کے ساتھی ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم وہ کھنکار کر تھوکتے تھے تو کسی نہ کسی آدمی کے ہاتھ پر پڑتا تھا اور وہ شخص اسے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا تھا اور جب وہ کوئی حکم دیتے تھے تو اس کی بجا آوری کے لئے سب دوڑ پڑتے تھے اور جب وہ وضو کرتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ اس کے وضو کے پانی کے لئے لوگ لڑ پڑیں گے اور جب کوئی بات بولتے تھے تو سب اپنی آوازیں پست کر لیتے تھے اور فرط تعظیم کے سبب انہیں بھرپور نظر سے نہ دیکھتے تھے اور انہوں نے تم پر ایک اچھی تجویز پیش کی ہے۔ لہٰذا اسے قبول کر لو۔

اس گفتگو کو سننے کے بعد کفار نے مسلمانوں کے کیمپوں پر شر انگیزیاں شروع کر دیں تاکہ جنگ کے شعلے بھڑک سکیں اور دیگر گرد و نواح کے قبائل قریش کے بارے برا خیال نہ کریں۔ ایک مرتبہ رات کی تاریکی میں چالیس کے لگ بھگ مشرکین نے کاروان اسلامی پر پتھروں اور تیروں سے حملہ کیا اور گرفتار بھی ہو گئے مگر رحمۃ اللعالمین نے عفو و درگزر سے کام لیتے ہوئے آزاد کر دیا پھر نماز فجر میں تقریباً 80 آدمیوں نے حملہ کیا مگر گرفتار کر لئے گئے وہ آپ نے آزاد فرما دیئے تو آیت نازل ہوئی کہ "وہی ہے جس نے بطن مکہ میں ان کے ہاتھ تم سے روکے اور تمہارے ہاتھ ان سے روکے اس کے بعد کہ تم کو ان پر قابو دے چکا تھا۔ اس طرح کفار کی سازش ناکام ہوتی رہی اور تمام سفیران کفار مسلمانوں کے رویہ امن پر اظہار اطمینان کرتے رہے مگر سرداران قریش کو مطمئن نہ کر پائے اسی اثنا میں آقا نے حضرت عثمان غنیؓ کو اپنا سفیر بنا کر کفار کی جانب بھیجنے کا فیصلہ کیا اور حضرت عثمانؓ کو بلا کر فرمایا کہ ابو سفیان اور دوسرے سرداران قریش کے پاس جا کر اپنا مقصد سفر بیان کرو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور کفار نے انہیں زیارت حرم کی پیشکش کی مگر ذوالنورینؓ نے آن واحد میں ہی یہ کہتے ہوئے ٹھکرا دی کہ میں اپنے آقا ﷺ کے بغیر طواف نہیں کروں گا" جس پر سب کفار غصہ میں آ گئے اور آپ کو اپنے پاس روک رکھا اور جانثاران مصطفیٰ ﷺ میں مشہور کر دیا گیا کہ حضرت عثمان غنیؓ کو دس مہاجرین کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔

حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کی افواہ سنتے ہی رحمت عالم ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ کو ایک درخت کے نیچے جمع فرمایا جہاں آپ ﷺ جلوہ افروز تھے اور اعلان فرمایا کہ جب تک ہم عثمانؓ کے خون کا بدلہ نہیں لے لیتے واپس جانا ممکن نہیں، مدینہ سے ڈھائی سو میل کی مسافت پر شمع رسالت ﷺ کے پروانوں کا اپنے مالک و آقا ﷺ کے حکم پر درخت کے سایہ میں بیعت کرنا ایک تاریخ ساز منظر نظر آ رہا تھا، شہادت کی آرزوؤں کے دیئے جلا کر میدان کارزار کی طرف رخت سفر باندھنے کا عہد وہ بھی اس حال میں کہ ہر لو کوئی خاطر خواہ اسلحہ موجود نہیں، قدسیان فلک بھی رشک بھری نگاہوں سے دیکھ رہے ہوں گے کہ کوئی موت کی بیعت کر رہا ہے تو کوئی تن من دھن کی بازی لگانے کو تیار ہے اور میدان جنگ سے نہ بھاگنے کا وعدہ ہو رہا ہے بلکہ راہ خدا میں عشق کی بازی کے لئے سب سے پہلے حضرت ابو سنان اسدیؓ نے بیعت کی اور پھر دیگر صحابہ کرامؓ نے بیعت کی، یہی بیعت رضوان ہے کہ جس کی سند رضائے الٰہی لے کر سردار الملائکہ حضرت جبرائیل امین تشریف لائے۔

"بے شک راضی ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ مومنین سے جب وہ درخت کے نیچے آپ ﷺ کے دست حق پرست پر سر دھڑ کی بازی لگانے کی بیعت کر رہے تھے" (القرآن)

جب بیعت کا عمل مکمل ہو چکا تو اطلاع ملی کہ حضرت عثمانؓ شہید نہیں ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "عثمانؓ غائب ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے کام گئے ہیں، میں نہیں چاہتا کہ وہ اس بیعت کی فضیلت و برکت سے محروم رہیں" پھر آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ہاتھ عثمانؓ کا ہاتھ ہے اور اپنے دوسرے ہاتھ کے اوپر دایاں ہاتھ رکھ کر حضرت عثمانؓ کی طرف سے بیعت لی، حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی بزرگی و فضیلت کا کیا کہنا کہ رحمت عالم ﷺ کا ہاتھ ان کا ہاتھ ہے، فقط جدی بن قیس نے اپنے اونٹ کی تلاش میں یہ کہہ کر بیعت نہ کی کہ "میں اپنے اونٹ کو بیعت سے زیادہ دوست رکھتا ہوں" جب اہل مکہ کو بیعت رضوان کے واقعہ سے آگہی ہوئی تو خوف و ہراس کے مارے انہوں نے فیصلہ کیا اور سہیل بن عمرو کو صلح و صفائی اور امن و امان کے مقاصد کے لئے آقا ﷺ کی طرف روانہ کیا۔ سہیل کو آتا دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا "اب کام آسان ہو گیا" سہیل بن عمرو نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اپنے قیدیوں کی بات عرض کیا جن کی تعداد 50 کے قریب تھی جو کہ مسلمان کے قافلہ عشق سے لوگوں کو گرفتار کرنے کی نیت سے آئے تھے مگر خود حضرت محمد بن مسلمہؓ کی قیادت میں گرفتار کر لئے گئے تو آپ ﷺ نے جواباً فرمایا کہ عثمانؓ سمیت دس افراد کو رہائی دیں اور اپنے لوگ لے جائیں، اس پر سہیل بن عمرو، حواطب بن عبدالعزیز اور مکرز بن حفظ نے باہمی مشورہ کر کے کسی کو مکہ بھیجا اور حضرت عثمانؓ کو ساتھیوں سمیت واپس بھیج دیا، جواباً حضور ﷺ نے بھی ان کے قیدیوں کی رہائی کا پروانہ جاری فرما دیا، بعد ازاں سہیل نے اہل مکہ کی طرف سے صلح کی بات ہو جانے اور شرط یہ رکھی کہ آپ ﷺ اس سال واپس چلے جائیں اور آئندہ سال سعادت عمرہ کے لئے تشریف لائیں، حالات و واقعات کے پیش نظر رحمت اللعالمین ﷺ نے صلح کی پیشکش قبول فرمائی اور یہ معاہدہ طے پایا کہ:

1۔ اس سال آقا ﷺ مع صحابہ کرامؓ واپس جائیں گے اور آئندہ سال واپسی عمرہ کے لئے تین دن کے لئے آئیں جبکہ اہل مکہ کو تین دن کے لئے خالی کر دیں گے، تلوار کے سوا کوئی ہتھیار پاس نہیں ہو گا اور وہ بھی میان میں رہے گی۔

2۔ کاروان مصطفیٰ ﷺ عمرہ کے بعد کسی بھی شخص کو ساتھ نہیں لے جائیں گے۔

3۔ دس سال تک ایک دوسرے سے جنگ نہیں ہو گی اور سرکو جراگوئی نازیبا حرکت نہیں ہو گی۔

4۔ ان دس سالوں میں اگر کوئی بھی شخص بلا اجازت ولی مدینہ گیا تو واپس کر دیا جائے گا مگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر مکہ آ گیا تو واپس نہیں ہو گا۔

5۔ قبائل عرب جس فریق کا چاہیں ساتھ دیں اور دوستی کریں اور وہ اسی فریق کا حصہ سمجھا جائے گا، اس کے ساتھ بھی معاہدہ کے مطابق رویہ رکھا جائے گا۔

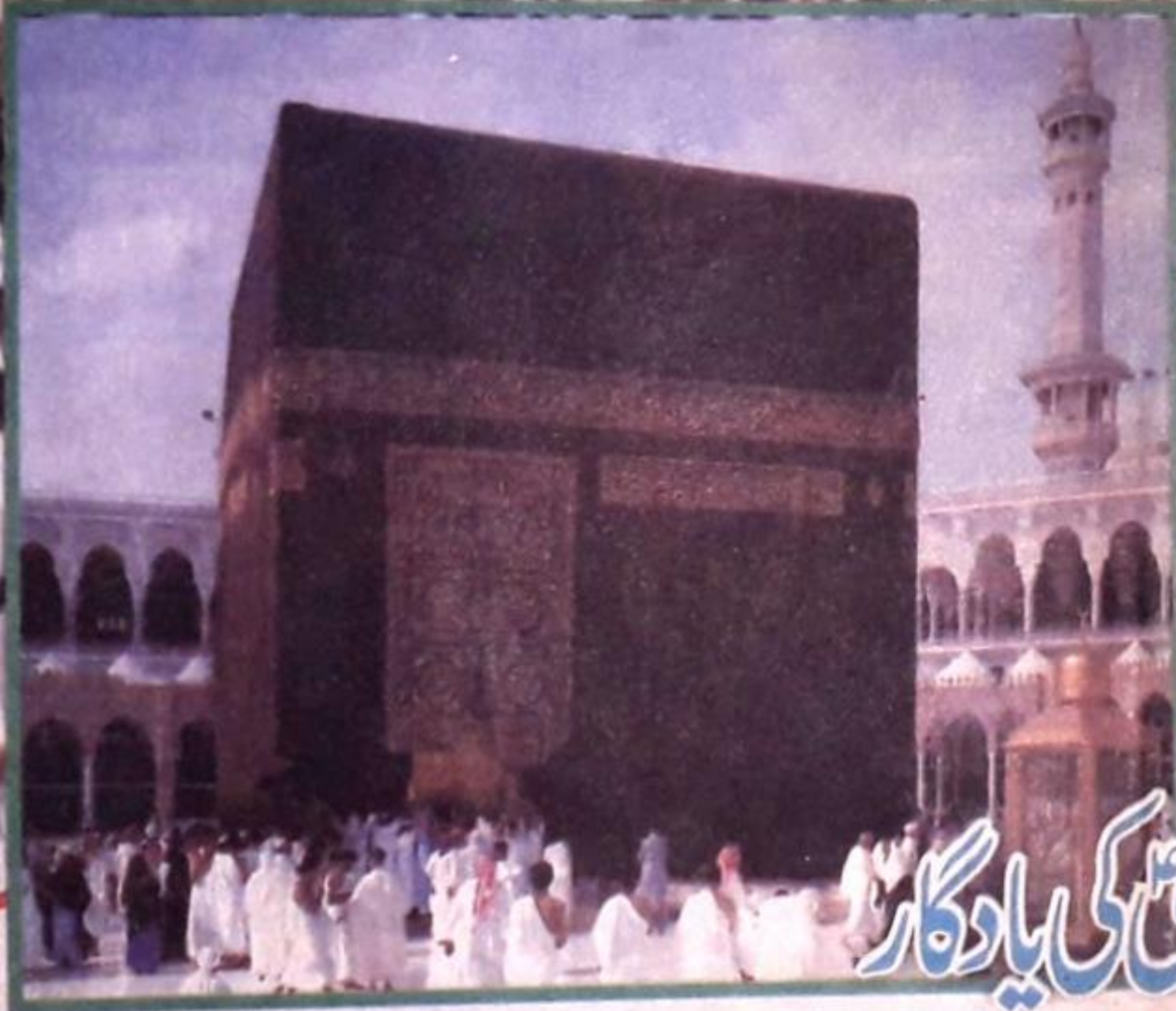
مندرجہ بالا شرائط معاہدہ امن جنہیں عرف عام میں "صلح حدیبیہ" کے نام سے جانا جاتا ہے جب مسلمانوں نے سنیں تو وہ پریشان اور حیران و ششدر ہو گئے بعد ازاں حضرت علیؓ کو بلا کر معاہدہ تحریر کرنے کا فرمایا تو سہیل بن عمرو نے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اور "محمد رسول اللہ ﷺ" کے الفاظ شامل ہونے پر اعتراض کیا تو حضور ﷺ نے مصلحت کے پیش نظر "باسمک اللھم" (اے اللہ تیرے نام سے) اور "محمد بن عبداللہ" کے کلمات تحریر کروائے اور حضرت علیؓ نے سوئے ادب گوارا نہ کیا کہ لفظ "رسول اللہ" کو مٹائیں تو پھر خود مدنی تاجدار ﷺ نے اپنے دست مبارک سے مٹا دیا، پھر معاہدہ امن کی تمام دفعات ضبط تحریر میں لائی گئیں اور اس طرح ہو بحر حلقہ قریش اور ہو خزاعہ سرور دو عالم ﷺ کے گروہ میں متصور کئے گئے اور اسی دوران حضرت ابو جندلؓ بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑے ہوئے قریش سے بھاگ کر قافلہ صبر و رضا یعنی حضور ﷺ کے گروہ سے آ ملے مگر وہ اسی امن اور ملیہ ... عہد وفا آقا ﷺ نے انہیں اخروی اور اجر و ثواب اور صبر و استقامت کی تسلیاں دے کر واپس مکہ والوں کے حوالے کر دیا جبکہ حضرت عمرؓ حضرت ابو جندلؓ کے ساتھ چلتے ہوئے فرماتے جا رہے تھے "ابو جندل! صبر کرو یہ لوگ مشرک ہیں اور ان کا خون تو بس کتے کا خون ہے"۔ حضرت ابو جندلؓ سہیل بن عمرو کے بیٹے تھے۔

بہر کیف یہ مسلمانوں پر ایک صبر آزما مرحلہ تھا اور سوائے حضرت ابو بکرؓ زود مصطفیٰ ﷺ کے تمام صحابہ کرامؓ پریشان تھے، حتیٰ کہ حضرت عمرؓ نے اپنی اطاعت کے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حق پر ہونے کا بڑی شد و مد کے ساتھ حضور ﷺ کے سامنے اظہار

باقی صفحہ 11 پر

NAWA-I-WAQT
نوائے وقت
61 سال
اشاعت خاص
Special Edition

لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد و النعمۃ لک و الملک لا شریک لک



سنت ابراہیمی کی یادگار

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا' زکوٰۃ دینا' رمضان کے روزے رکھنا اور حج کرنا جس کو اس کی استطاعت ہو"۔

لسان نبوت نے حج کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اسکے بلند درجہ کا بہت اہتمام اور تاکید کے ساتھ ذکر کیا ہے' اس لئے کہ اسی سے دل میں طلب' شوق اور ایمان و اخلاص کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور جب تک یہ دونوں چیزیں کسی عمل کے ساتھ وابستہ نہ ہوں اور اس کا محرک نہ بنیں۔ اس عمل کی اللہ کے نزدیک کوئی قیمت نہیں' حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "حج مبرور کا جنت سے کم کوئی بدلہ نہیں" حضرت ابوہریرہؓ سے ایک دوسری حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جس

تعالیٰ کے دربار عالی ہیں جبہ سائی اور ناصیہ فرسائی کے جذبات و کیفیات سے مست و سرشار کرنے میں تلبیہ کا بڑا حصہ ہے اس سے حاجی کے جسم و جان اور اعصاب میں ایمان و روحانیت کا کرنٹ اس طرح طاقت اور تیزی کے ساتھ دوڑ جاتا ہے۔ جس طرح برقی لہر تاروں میں' وہ اس کو اسلام کے اس رکن عظیم (حج) کے لئے تیار کرتا ہے جس کی طلب واستعداد' احساس و شعور اور اہتمام و تیاری کا موقع اس کو بعض اوقات نہیں ملتا جب وہ "لبیک اللھم لبیک' لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک" کی صدا لگاتا ہے تو حج کے بلند مقاصد اور اس کی روح اور اسپرٹ اس کے سامنے پوری رعنائی و دلربائی کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔ صبر و ضبط کا دامن اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور محبت و شوق کا ساغر بے ساختہ چھلکنے لگتا ہے۔ توحید کا شعلہ اس کی رگوں میں آتش سیال کی طرح دوڑ جاتا ہے' اور اس کے سارے وجود کو بیقرار و سیماب وش بنا دیتا ہے اور وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام اور حاملین دعوت کے ساتھ فکری و روحانی طور پر وابستہ ہو جاتا ہے اور ان کی جماعت میں گھل مل جاتا ہے۔

حد تک پہنچا سکتی ہیں' حاجی اس سفر میں بہت سی چیزوں سے تنگ دل ہوتا ہے' بعض اوقات کسی ناگوار بات سے اس کی طبیعت میں سخت اشتعال پیدا ہوتا ہے اور اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہونے لگتا ہے اور اس کے نتیجہ میں بعض اوقات اس سے ایسی باتیں سرزد ہو جاتی ہیں جن کو وہ اپنے وطن اور اپنے گھر میں بھی برا سمجھتا تھا اور حتی الامکان ان سے بچتا تھا۔ وہ بعض ایسی مصیبتوں اور اخلاق قبیحہ میں گرفتار ہو جاتا ہے جو حج کی روح اور مقاصد کے یکسر منافی ہیں' حج میں ان چیزوں کی ممانعت خاص طور پر اسی لئے آئی ہے کہ اس میں اس کا احتمال اور بڑھ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"اہم حج کے (چند) مہینے معلوم ہیں' جو کوئی ان میں اپنے اوپر حج مقرر کرے تو پھر حج میں نہ کوئی فحش بات ہونے پائے اور نہ کوئی بے حکمی اور نہ کوئی جھگڑا اور جو کوئی بھی نیک کام کرو گے' اللہ کو اس کا علم ہو کر رہے گا۔ اور زاد راہ لے لیا کرو' اور بہترین زاد راہ تقویٰ ہے۔ سو اے اہل فہم! میرا ہی تقویٰ اختیار کئے رہو۔ (بقرہ)

ان قوانین' احکام اور تعلیمات نے (جن کا تعلق قلب و جوارح' نیت و عمل اور زمان و مکان سے براہ راست ہے) حج کو تقدس و طہارت' تورع و زہد' مراقبہ و حضور' محاسبہ' نفس اور مجاہدہ و جہاد کی ایک ایسی خلعت عطا کی ہے جو دوسرے مذہبوں اور ملتوں

عبدالقادر شیخ

حضرت ابراہیمؑ بھی ایک جلیل القدر پیغمبر تھے اس لئے انہیں بھی مختلف آزمائشوں میں ڈالا گیا۔ مثلاً یہ کہ توحید کی تبلیغ کرنے کے جرم میں بادشاہ وقت نے انہیں آگ میں جھونک دیا۔ تاریخ کے صفحات گواہ ہیں کہ آپ نے ایک ساعت کیلئے بھی توحید کے دامن کو نہ چھوڑا تو پھر اس مرحلہ پر وہ ذات باری تعالیٰ آپ کو کیسے چھوڑ سکتی تھی۔ جب اس آگ سے بھی بچ گئے تو ایک دوسرا مرحلہ داخل ہوا کہ آپ کو اپنا گھر بار سب کچھ راہ خدا میں چھوڑنا پڑا یہاں تک کہ شفقت پدری سے بھی محروم ہونا پڑا۔ آپؑ کی ذات میں ایک دوسرا بڑا واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ جب حضرت ہاجرہ کے بطن سے اسمٰعیل تولد ہوئے تو ان دونوں ماں بیٹوں کو مکہ کے صحرا میں چھوڑا۔ یہ بھی کچھ کم امتحان تو نہ تھا اور جب چھوڑ کر جانے لگتے ہیں تو پلٹ کر نہیں دیکھتے کہ کہیں اہلیہ کی

(اپنی جگہ) اس میں اول نمبر پر احرام ہے یہ احرام حضرت ابراہیمؑ نے بھی تو باندھا تھا جو اس وقت کا بغیر سلا لباس ہوا کرتا تھا۔ یہ لباس عمرے اور حج کے دنوں میں پہن کر ہم عالمی دنیا کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم ملت حنیفیہ کے پیروکار ہیں جو خالصتاً توحید پرست ہے۔ اسلام سادگی کی تعلیم دیتا ہے تو سادگی اس لباس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے فضول خرچی اور نام نمود سے بیزاری کی جھلک اس میں صاف دکھائی دیتی ہے کیا محمود اور کیا ایاز سب میں یکسانیت اسی دین کا خاصہ ہے۔

(اب) فقہی کتب کے مطالعہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ عرفات بھی تشریف لے گئے تھے روایات میں آتا ہے کہ مسجد نمرہ آج جس مقام پر ہے اس کی بنیاد اس وقت حضرت ابراہیمؑ نے ہی رکھی تھی اور اسی جگہ جب ہمارے پیارے نبی ﷺ حج کے موقعے پر تشریف لے جاتے ہیں تو ایک ایسا فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرماتے ہیں جسے آج ہم منشور انسانیت کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس

ڈاکٹر لیاقت علی خاں نیازی

نبی اکرم ﷺ کا خطبہ حجۃ الوداع

1۔ لوگو! میں خیال کرتا ہوں کہ میں اور تم پھر کبھی اس مجلس میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔

2۔ لوگو! تمہارے خون' تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہیں جیسا کہ تم آج کے دن کی اس شہر کی اس مہینہ کی حرمت کرتے ہو۔ لوگو! تمہیں عنقریب خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال فرمائے گا۔

خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔

3۔ لوگو! جاہلیت کی ہر ایک بات کو میں اپنے قدموں کے نیچے پامال کرتا ہوں۔ جاہلیت کے قتلوں کے تمام جھگڑے ملیامیٹ کرتا ہوں۔ پہلا خون جو میرے خاندان کا ہے یعنی ابن ربیعہ الحارث

وقت) نبی ﷺ نے اپنی انگشت شہادت کو اٹھایا۔ آسمان کی طرف انگلی کو اٹھاتے تھے اور پھر لوگوں کی طرف جھکاتے تھے (فرماتے تھے) اے خدا سن لے (تیرے بندے کیا کہہ رہے ہیں) اے خدا گواہ رہنا (کہ یہ لوگ کیا گواہی دے رہے ہیں) اے خدا شاہد رہ (کہ یہ سب کیسا صاف اقرار کر رہے ہیں)۔

8۔ دیکھو جو لوگ موجود ہیں وہ ان لوگوں کو جو موجود نہیں ہیں۔ ان کی تبلیغ کرتے رہیں ممکن ہے کہ بعض سامعین سے وہ لوگ زیادہ تر اس کلام کو یاد رکھنے اور حفاظت کرنے والے ہوں جن پر تبلیغ کی جائے۔

(بحوالہ رحمۃ للعالمینؐ: قاضی محمد سلیمان منصور پوری جلد اول۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ لاہور (صفحات 305۔301)

حضور اکرم ﷺ اپنی اونٹنی پر تشریف فرماتے اور تقریر فرما رہے تھے۔ ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام کا مجمع تھا جو میدان عرفات میں انتہائی پر ادب انداز میں موجود تھے۔ ان کے کانوں تک خطبہ حجۃ الوداع کی دلنواز آواز پہنچ رہی تھی۔ حضور

ایسی رسمیں معاشرے کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہیں۔

آپؐ نے اعلان فرمایا:

"دیکھو! جاہلیت کی ہر بری رسم کو میں اپنے پیروں تلے روندتا ہوں۔"

آپؐ نے سود کے خاتمے کا اعلان فرمایا۔ سود معاشی اور معاشرتی استحصال کا سبب بنتا ہے۔ آپؐ نے ایک مکمل اور متوازن معاشی نظام کا تصور دیا۔ ایسے نظام کا نفاذ بھی کر کے دکھایا جب مدینہ منورہ ایک اسلامی فلاحی ریاست بنی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"جاہلیت کے دور کے سارے سود بھی ختم اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان سے عباس بن عبدالمطلب کا سود چھوڑتا ہوں۔"

حضور اکرم ﷺ نے اس خطبہ کے ذریعے تمام مسلمانوں کو اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جو اسلامی معاشرے کا بنیادی دستور ہے۔

آپؐ نے ختم نبوت کے عقیدے کی بھی وضاحت فرمائی۔ آپؐ کے بعد سلسلہ نبوت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔

اور حج کرنا جس کو اس کی استطاعت ہو"۔

لسان نبوت نے حج کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ کے یہاں اسکے بلند درجہ کا بہت اہتمام اور تاکید کے ساتھ ذکر کیا ہے اس لئے کہ اسی سے دل میں طلب، شوق اور ایمان، احتساب کے جذبات ابھرتے ہیں اور جب تک یہ دونوں چیزیں کسی عمل کے ساتھ وابستہ نہ ہوں اور اس کا محرک نہ بنیں۔ اس عمل کی اللہ کے نزدیک کوئی قیمت نہیں' حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "حج مبرور کا جنت سے کم کوئی بدلہ نہیں" حضرت ابوہریرہؓ سے ایک دوسری حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جس

والله لا شریک لک ... کی صدا لگاتا ہے تو حج کے بلند مقاصد اور اس کی روح اور اسپرٹ اس کے سامنے پوری رعنائی ودلربائی کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔ صبر وضبط کا دامن اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور محبت وشوق کا ساغر بے ساختہ چھلکنے لگتا ہے۔ توحید کا شعلہ اس کی رگوں میں آتش سیال کی طرح دوڑ جاتا ہے' اور اس کے سارے وجود کو بیقرار و سیماب وش بنا دیتا ہے اور وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام اور حاملین دعوت کے ساتھ فکری و روحانی طور پر وابستہ ہو جاتا ہے اور ان کی جماعت میں گھل مل جاتا ہے۔

... میں اپنے اوپر حج مقرر کرے تو پھر حج میں نہ کوئی فحش بات ہونے پائے اور نہ کوئی بے حکمی اور نہ کوئی جھگڑا اور جو کوئی بھی نیک کام کرو گے' اللہ کو اس کا علم ہو گا ... اور بہترین زاد راہ تقویٰ ہے۔ سوائے اہل فہم! میرا ہی تقویٰ اختیار کئے رہو۔ (بقرہ)

ان قوانین' احکام اور تعلیمات نے (جن کا تعلق قلب وجوارح' نیت وعمل اور زمان ومکان سے براہ راست ہے) حج کو تقدس وطہارت' تورع وزہد' مراقبہ وحضور' محاسبہ' نفس اور مجاہدہ وجہاد کی ایک ایسی طلعت عطا کی ہے جو دوسرے مذہبوں اور ملتوں کے اس قسم کے اعمال میں ہرگز نہیں ملتی' ان کی وجہ سے نفس انسانی اخلاق عامہ اور نظام زندگی پر جو اثرات پڑتے ہیں اس کو دیکھ کر حضور ﷺ کی اس حدیث قدسی کی تصدیق ہوتی ہے۔

کے صفات گواہ ہیں کہ آپ نے ایک ساعت کیلئے بھی توحید کے دامن کو نہ چھوڑا تو پھر اس مرحلہ پر وہ ذات باری تعالیٰ آپ کو کیسے چھوڑ سکتی تھی۔ جب اس آگ سے بھی بچ گئے تو ایک دوسرا مرحلہ داخل ہوا کہ آپ کو اپنا گھر بار سب ... چھوڑنا پڑا یہاں تک کہ شفقت پدری سے بھی محروم ہونا پڑا۔ آپؑ کی ذات میں ایک دوسرا بڑا واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ جب حضرت ہاجرہ کے بطن سے اسمٰعیل تولد ہوئے تو ان دونوں ماں بیٹوں کو مکہ کے صحرا میں چھوڑا۔ یہ بھی کچھ کم امتحان تو نہ تھا اور جب چھوڑ کر جانے لگتے ہیں تو پلٹ کر نہیں دیکھتے کہ کہیں اہلیہ کی محبت اور شفقت پدری غالب نہ آجائے۔ یہ دوایسے کٹھن مراحل تھے جن سے آپؑ کی ذات کو گزرنا پڑا۔ حضرت ابراہیم وہ نبی ہیں کہ جنہیں یہودی کہتا ہے کہ یہ ہمارے نبی ہیں اور نصرانی یعنی عیسائی کہتا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ ہیں مگر قرآن حکیم میں واشگاف

نام کہو سے بیزاری کی جھلک اس میں صاف دکھائی دیتی ہے کیا محمود اور کیا ایاز سب میں یکسانیت اسی دین کا خاصہ ہے۔

... فقہی کتب کے مطالعہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے ... حضرت ابراہیم عرفات بھی تشریف لے گئے تھے روایات میں آتا ہے کہ مسجد نمرہ آج جس مقام پر ہے اس کی بنیاد اس وقت حضرت ابراہیم نے ہی رکھی تھی اور اسی جگہ جب ہمارے پیارے نبی ﷺ حج کے موقعے پر تشریف لے جاتے ہیں تو ایک اپنا فصیح وبلیغ خطبہ ارشاد فرماتے ہیں جسے آج ہم منشور انسانیت کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس کے بعد طواف ہے جو آپ ﷺ سے ثابت ہے۔

حج کے 6 واجبات ہیں۔ ان میں رمی جمار ہے۔ یعنی شیطان کو کنکریاں مارنا روایات میں ہے کہ جب ابراہیم بیٹے کی قربانی کے لئے جارہے تھے تو منیٰ کے مقام پر 3 مرتبہ شیطان نے آپ کو بہکایا یہ تین علیحدہ

عزتیں ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہیں جیسا کہ تم آج کے دن کی اس شہر کی اس مہینہ کی حرمت کرتے ہو۔ لوگو! تمہیں عنقریب خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال فرمائے گا۔

خبردار! میرے بعد گمراہ ہونا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔

3۔ لوگو! جاہلیت کی ہر ایک بات کو میں اپنے قدموں کے نیچے پامال کرتا ہوں۔ جاہلیت کے قتلوں کے تمام جھگڑے ملیامیٹ کرتا ہوں۔ پہلا خون جو میرے خاندان کا ہے یعنی ابن ربیعہ الحارث کا خون جو بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور ہذیل نے اسے

کہ بعض سامعین سے وہ لوگ زیادہ تر اس کلام کو یاد رکھنے اور حفاظت کرنے والے ہوں جن پر تبلیغ کی جائے۔

(بحوالہ رحمۃ للعالمینؐ: قاضی محمد سلیمان منصور پوری جلد اول۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ لاہور (صفحات 305۔301)

حضور اکرم ﷺ اپنی اونٹنی پر تشریف فرما تھے اور تقریر فرما رہے تھے۔ ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام کا مجمع تھا جو میدان عرفات میں انتہائی پر ادب انداز میں موجود تھے۔ ان کے کانوں تک خطبہ حجۃ الوداع کی دلنواز آواز پہنچ رہی تھی۔ حضور اکرم ﷺ کا یہ خطبہ رہتی دنیا تک کے لئے عظمت

اپنے غلام کا کفارہ بھی کرنے کو ... جب مدینہ منورہ ایک اسلامی فلاحی ریاست بنی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "جاہلیت کے دور کے سارے سود بھی ختم اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان سے عباس بن عبدالمطلب کا سود چھوڑتا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ نے اس خطبے کے ذریعے تمام مسلمانوں کو اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جو اسلامی معاشرے کا بنیادی دستور ہے۔

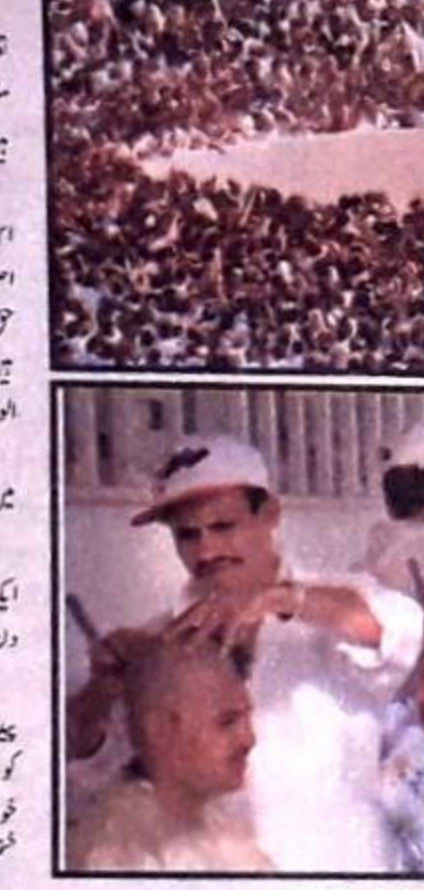
آپؐ نے ختم نبوت کے عقیدے کی بھی وضاحت فرمائی۔ آپؐ کے بعد سلسلہ نبوت ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔

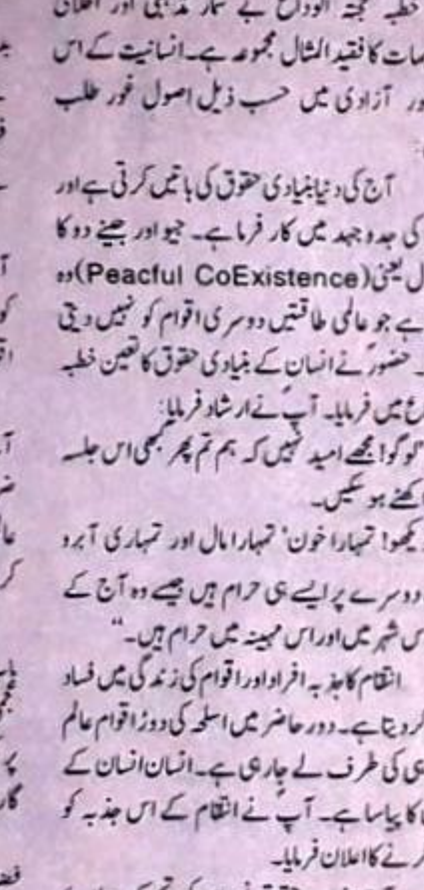
اسلام کا فلسفہ حج

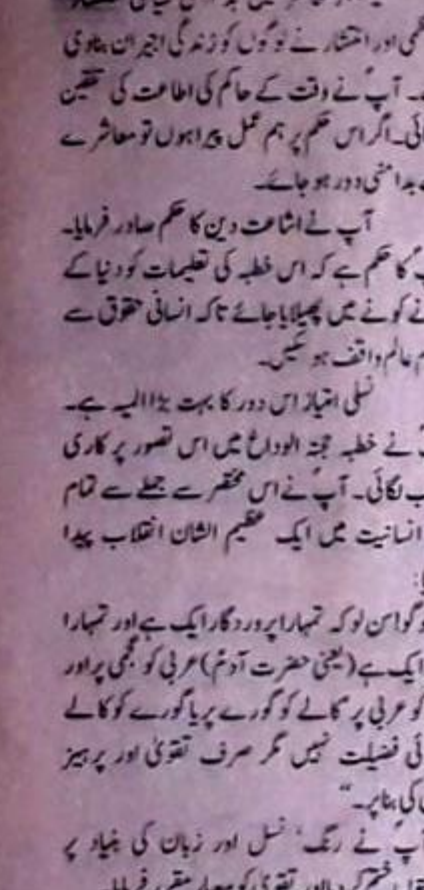












نے اللہ کیلئے حج کیا اور بدکلامی وبدگوئی اور فسق وفجور سے اپنے کو محفوظ رکھا تو وہ ایسا ہو جائے گا جیسا اس دن تھا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا" عبداللہ بن مسعودؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ کہ "حج اور عمرہ کے درمیان متابعت کرو' اس لئے کہ یہ دونوں گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے یا چاندی کے میل کو صاف کرتی ہے اور حج مبرور کا بدلہ جنت سے کم کوئی چیز نہیں۔ اور جب مومن احرام میں ہوتا ہے تو سورج غروب ہونے کے ساتھ اس کے تمام گناہ بھی زائل ہو جاتے ہیں" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اتنی بڑی تعداد میں جہنم سے آزاد کرتا ہو جتنا عرفہ کے دن"۔ (مسلم)

رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے' آپ نے فرمایا "اللہ اور اس کے رسول پر ایمان" اس کے بعد عرض کیا گیا اس کے بعد کونسا فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد' دریافت کیا گیا اس کے بعد کون سا' فرمایا حج مبرور"۔ (متفق علیہ)

جہاں تک احرام کا تعلق ہے وہ حاجی میں شعور اور بیداری پیدا کرنے اور غفلت وذہول دور کرنے کیلئے ہے' وہ اس کے اندر یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ وہ کسی بڑی مہم کو سر کرنے کیلئے جارہا ہے اور سب سے مقدس شاہی دربار میں حاضر ہو رہا ہے' اس کے علاوہ اس میں مظاہر اور مصنوعی آرائش وزیبائش سے بالکلیہ آزادی ہے۔ اس لحاظ سے یہ احرام حج کیلئے

اللہ تعالیٰ نے حج کو دو حرمتیں یا دو عزتیں اور خصوصیتیں عطا کی ہیں' زمان کی حرمت اور مکان کی حرمت' اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس رکن عظیم کی عظمت وجلال اور اپنی ذمہ داری اور فرض منصبی کا استحضار اور احساس حاجی کے اندر پوری قوت کے ساتھ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اپنی تمام نقل وحرکت اور قیام وسفر میں ذکی الحس' حاضر دماغ اور بیدار وہشیار رہتا ہے۔ اور ایک لمحہ کیلئے بھی اس روحانی فضا سے غافل اور بے پرواہ نہیں ہوتا جو اس کے گردوپیش میں محیط ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

بیشک مہینوں کا شمار اللہ کے نزدیک بارہ ہی مہینہ ہیں۔ کتاب الٰہی میں (اس روز سے) جس روز کہ اس میں آسمان اور زمین پیدا کئے اور ان میں سے چار (مہینہ) حرمت والے ہیں یہی دین مستقیم ہے سو تم ان (مہینوں) کے باب میں اپنے اوپر ظلم نہ کرو" حضور ﷺ نے فرمایا کہ "بیشک زمانہ اپنی اصل شکل پر لوٹ گیا ہے' جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کئے ان میں چار حرمت والے مہینے ہیں' ذوالقعدہ' ذوالحجہ' محرم اور رجب جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔" (مسلم)

جہاں تک مکان کی حرمت کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(آپ کہہ دیجئے) مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ میں عبادت کروں اس شہر کے مالک (حقیقی) کی جس نے اسے محترم بنایا ہے اور سب چیزیں اسی کی ملکیت ہیں اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں فرمانبردار رہوں"۔ (نمل)

"جس نے خالص اللہ کے لئے حج کیا اور پھر دوران حج نہ بری بات زبان سے نکالی نہ فسق وفجور اختیار کیا تو ایسا ہو کر لوٹا جیسا اس کی ماں نے اسے جنا تھا"۔ (بخاری ومسلم)

حج بیت اللہ کا عالمگیر اجتماع پوری دنیا کے مسلمانوں کو بھائی چارے کی شکل دیتا ہے' جس کی بنیاد شرف انسانیت وعقیدہ توحید پر ہے دوسرا مقصد دین حنیف کے امام وعلمبردار حضرت ابراہیمؑ سے تعلق کی تجدید اور ان کی میراث کی حفاظت کا عہد ہے تیسرا حضرت ابراہیمؑ کے روحانی فرزندان اور نام لیواؤں کے باہمی ارتباط میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ حج کا عالمگیر سالانہ اجتماع نسلی لسانی وطنی اور علاقائی قومیتوں کے خلاف اسلامی قومیت کا مظہر ہے جہاں تمام مسلمان ایک ہی لباس میں ایک ہی طرح اپنے رب کے حضور عرض کرتے ہیں کہ ہم حاضر ہیں۔

حج بیت اللہ کے ذریعے مسلمانان عالم کو یہ موقع ملتا ہے کہ وہ سر جوڑ کر بیٹھیں اپنے ملک توحید کی اشاعت وفروغ کیلئے لائحہ عمل تیار کریں کیونکہ اسی میں مسلمانان عالم ہی نہیں تمام دنیا کی بقاء سلامتی ہے۔

حج صرف ان لوگوں کا ہو گا جو صرف رضائے الٰہی کیلئے جاتے ہیں اور ان کیلئے ارشاد ہے کہ وہ ایسا ہے جیسے آج پیدا ہوا ہے اور اس کی جزا اللہ کے پاس جنت ہے۔

الفاظ میں کہا کہ "نہ تو یہ یہودی تھے اور نہ نصرانی البتہ وہ تو اللہ کی طرف جھکنے والے مسلمان تھے اسلام ہی کو اپنانے اور اختیار کرنے میں ہے۔ اب ایک حدیث بھی ملاحظہ کیجئے۔ "مجھے احمر واسود سب کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے پہلے نبی کسی ایک قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں تمام لوگوں کی جانب نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔ (صحیح بخاری' صحیح مسلم)

یہودی مذہب کی توریت اور عیسائی مذہب کی انجیل کے درمیان یہ نمایاں فرق کرنے والی واضح کتاب ہے جس میں دین حنیف جو کہ حضرت ابراہیم کا مذہب تھا وہی شریعت آنحضرت کو بھی ودیعت کی گئی جس کی نمایاں اور حتمی مثال اسلام کی بنیادی اساس کا پانچواں رکن اور اسلام کی عبادات کا چوتھا رکن ہے جس کا نام حج ہے حج کیا ہے؟ حج ایک مستقل عبادت کا نام ہے جو ہر صاحب نصاب پر فرض ہے اس کے ادا نہ کرنے والے پر سخت وعید آئی ہے اس عبادت میں بقیہ جو 3 عبادات ہیں ان کی بھی روح اس میں سمو دی گئی ہے یہاں مقصود صرف حج کا ذکر ہے۔

حج کے 3 ارکان ہوتے ہیں 1۔ احرام 2۔ وقوف عرفات 3۔ طواف زیارت یہ جس ترتیب سے لکھے ہیں انہیں اس ترتیب کے ساتھ ہی ادا کیا جانا چاہئے۔ اس کے بغیر فریضہ حج ادا ہو ہی نہیں سکتا اور اس کا نعم البدل بھی کچھ نہیں ہے (شرعی معذوری

علیحدہ مقام ہیں جہاں جمرات کی شکل میں وہ مقامات بنائے گئے ہیں۔ ابراہیم اور اسمٰعیل کی یاد میں آج بھی ہر حاجی رمی جمار کرتا ہے اور دور ابراہیمی کی یاد کو تازہ کرتے ہوئے یہ عہد کرتا ہے کہ ہمارے دلوں میں صرف خدائے واحد کی جگہ ہے اور شیطان سے بیزاری اور نفرت کا اظہار اس پر پتھر برسا کر کرتا ہے کہ وہی ہمارا معبود حقیقی ہے اور شیطان محض ایک دھوکہ ہے۔ یہ رمی جمار دونوں باپ بیٹوں کی ادا شریعت محمدی ﷺ میں واجب بن کر آگئی۔

یہاں سے آپ حضرت اسمٰعیلؑ کو قربان گاہ لے جاتے ہیں ان تمام مراحل سے گزرتے ہیں جو قربانی کیلئے ضروری عوامل ہوتے ہیں اچانک صدا آتی ہے ابراہیم تم نے تو اپنا خواب سچ کر دکھایا یہ ذبح عظیم ہے ہم ایسا ہی نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں۔

قربانی سے فارغ ہو کر بال کٹانا ہوتا ہے طواف زیارت ہوتا ہے پھر سعی کی جاتی ہے یہ سعی بھی حضرت ابراہیم کی اہلیہ ہاجرہ نے اپنے شیر خوار بیٹے اسمٰعیل کی پیاس بجھانے کیلئے کی تھی جو صفا ومروہ کے دوران سات چکروں کی شکل میں کی جاتی ہے اللہ نے آپ کی سعی کو قبول فرمایا اور رہتی دنیا تک وہاں سے زم زم کا تحفہ ہاجرہ کو دیا جس سے آج پوری دنیا فیض پارہی ہے۔ ہاجرہ کی یہ ادا اللہ کو اتنی پسند آئی کہ اسے بھی حج کا حصہ شریعت محمدی ﷺ میں قرار دیا گیا۔ گویا کہ ارکان اور واجبات "حج ابراہیم کے گھرانہ کی اداؤں کا نام ہے"

احرام حج کے لئے وہ حیثیت رکھتا ہے جو نماز کے لئے تکبیر تحریمہ

رسول اللہؐ نے بلند آواز کے ساتھ تلبیہ کہنے کو مستحب قرار دیا ہے

حج ایک مستقل عبادت کا نام ہے۔ جو ہر صاحب نصاب پر فرض ہے

وہ حیثیت رکھتا ہے جو نماز کیلئے تکبیر تحریمہ جو نمازی کو ایک نئی فضا میں پہنچا دیتی ہے اور آزادی سے نکال کر تھوڑی دیر کیلئے قید وپابندی میں ڈال دیتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے زیادہ بلند آواز کے ساتھ تلبیہ کہنے کو مستحب قرار دیا ہے۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا حج افضل ہے آپ نے فرمایا ... (...)

... اور ہوشیار اور مقاصد حج سے آگاہ ... اس کو ایمان ومحبت' ذوق وشوق اور اللہ

"اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو' لوگ تمہارے پاس پیدل بھی آئیں گے اور دبلی اونٹنیوں پر بھی جو دور دراز راستوں سے پہنچی ہوں گی"۔ (حج)

اس میں انسان کو مختلف حالات پیش آتے ہیں مختلف لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ نئے نئے لوگوں کی طویل عرصہ تک صحبت ورفاقت رہتی ہے' طرح طرح کی معاملات سامنے آتے ہیں اور یہ سب چیزیں بہت سے ممنوعات' غلط قسم کی ترغیبات اور ایک دوسرے کے ساتھ کشمکش اور لڑائی جھگڑے کی

خطبہ حجۃ الوداع: مذہبی واخلاقی پہلو

انسانیت کا اعلان کرتا ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع کے مذہبی اور اخلاقی پہلو:

خطبہ حجۃ الوداع بے شمار مذہبی اور اخلاقی تعلیمات کا فقید المثال مجموعہ ہے۔ انسانیت کے اس منشور آزادی میں حسب ذیل اصول غور طلب ہیں:

آج کی دنیا بنیادی حقوق کی باتیں کرتی ہے اور اس کی جدوجہد میں کارفرما ہے۔ جیو اور جینے دو کا اصول یعنی (Peacful CoExistence) وہ حق ہے جو عالمی طاقتیں دوسری اقوام کو نہیں دیتی ہیں۔ حضورؐ نے انسان کے بنیادی حقوق کا تعین خطبہ الوداع میں فرمایا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"لوگو! مجھے امید نہیں کہ ہم تم پھر کبھی اس جلسہ میں اکٹھے ہو سکیں۔

دیکھو! تمہارا خون' تمہارا مال اور تمہاری آبرو ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے وہ آج کے دن اس شہر میں اور اس مہینہ میں حرام ہیں۔"

انتقام کا جذبہ افراد اور اقوام کی زندگی میں فساد پیدا کر دیتا ہے۔ دور حاضر میں اسلحہ کی دوڑ اقوام عالم کو تباہی کی طرف لے جارہی ہے۔ انسان انسان کے خون کا پیاسا ہے۔ آپؐ نے انتقام کے اس جذبہ کو ختم کرنے کا اعلان فرمایا۔

آج مغرب حقوق نسواں کی تحریک چلائے ہوئے ہے۔ اسلام نے ایک متوازن نظام قائم کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے حقوق نسواں اس خطبہ میں متعین فرمائے۔ آپؐ نے مردوں پر بھی فرائض مقرر فرمائے۔

کوئی معاشرہ اس وقت تک ظلم وجبر سے پاک نہیں ہو سکتا جب تک اس میں خود احتسابی کا جذبہ نہ

۔ اس خطبہ کے ذریعے آپ نے ارکان اسلام کی ادائیگی کی تاکید فرمائی۔

۔ دور حاضر میں بدامنی' سیاسی انتشار' بدنظمی اور انتشار نے لوگوں کو زندگی اجیرن بنا دی ہے۔ آپؐ نے وقت کے حاکم کی اطاعت کی تلقین فرمائی۔ اگر اس حکم پر ہم عمل پیرا ہوں تو معاشرے سے بدامنی دور ہو جائے۔

آپ نے اشاعت دین کا حکم صادر فرمایا۔ آپؐ کا حکم ہے کہ اس خطبہ کی تعلیمات کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلایا جائے تاکہ انسانی حقوق سے اقوام عالم واقف ہو سکیں۔

نسلی امتیاز اس دور کا بہت بڑا المیہ ہے۔ آپؐ نے خطبہ حجۃ الوداع میں اس تصور پر کاری ضرب لگائی۔ آپؐ نے اس مختصر سے جملے سے تمام عالم انسانیت میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا:

لوگو! سن لو کہ تمہارا پروردگار ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے (یعنی حضرت آدمؑ) عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کالے کو گورے پر یا گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں مگر صرف تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنا پر۔"

آپؐ نے رنگ' نسل اور زبان کی بنیاد پر فضیلتیں ختم کر دیا اور تقویٰ کو معیار مقرر فرمایا۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"دیکھو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔" اس میں مسلمان امت کے لئے اسلامی اخوت اور بھائی چارے کا عظیم درس ہے۔

آپؐ نے گمراہی سے بچنے کا طریقہ بھی

مار ڈالا تھا' میں چھوڑتا ہوں۔

جاہلیت کے زمانہ کا سود ملیامیٹ کر دیا گیا۔ پہلا سود اپنے خاندان کا جو میں مٹاتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے' وہ سارے کا سارا چھوڑ دیا گیا۔

4۔ لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو۔ عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کو اچھی طرح کھلاؤ' اچھی طرح پہناؤ۔

5۔ لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر اسے مضبوط پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے' وہ اللہ کی کتاب قرآن ہے۔

6۔ لوگو! نہ تو میرے بعد کوئی اور پیغمبر ہے اور نہ کوئی جدید امت پیدا ہونے والی ہے۔ خوب سن لو کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور پنجگانہ نماز ادا کرو سال بھر میں ایک مہینہ رمضان کے روزے رکھو' مالوں کی زکوٰۃ نہایت دلی خوشی کے ساتھ دیا کرو' خانہ خدا کا حج بجا لاؤ اور اپنے اولی الامر (حاکم سردار وغیرہ) کی اطاعت کرو۔ جس کی جزا یہ ہے کہ تم پروردگار کے فردوس بریں میں داخل ہو گے۔

7۔ لوگو! قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی دریافت کیا جائے گا۔ مجھے ذرا بتا دو۔ کہ تم کیا جواب دو گے؟

سب نے کہا ہم اس کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے اللہ کے احکام ہم کو پہنچا دیئے۔ آپ نے رسالت ونبوت کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے ہم کو کھوٹے کھرے کی بات اچھی طرح بتا دی (اس

آپؐ نے معاشرے میں استحکام پیدا کرنے کے اصول مقرر فرمائے

انتقام کے جذبے کو ختم کرنیکا اعلان فرمایا تاکہ دنیا فساد سے بچی رہے

دیکھو! جاہلیت کی ہر بری رسم کو میں اپنے پاؤں تلے روندتا ہوں

پیدا ہو۔ حضورؐ نے معاشرے میں استحکام پیدا کرنے کے اصول متعین فرمائے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"دیکھو! تم اپنے رب سے ملو گے تو وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں باز پرس کرے گا۔ خبردار! میرے بعد گمراہ نہیں ہو جانا۔ کبھی آپس میں ایک دوسرے کی گردن نہ کاٹنے لگو۔"

آپ نے اتفاق اور اتحاد کا درس دیا۔ اسی میں اقوام کی بھلائی اور ترقی کا راز ہے۔

آپؐ نے جہالت کی رسموں کی بیخ کنی فرمائی۔

بتایا۔ کتاب اللہ سے رہنمائی ہدایت وسعادت کا سرچشمہ ہے۔ حضورؐ کی سیرت طیبہ اس کی عملی تفسیر ہے۔

اپنے ماتحت غلاموں کے خیال رکھنے کا حکم دیا۔ فرمایا: جو خود کھاؤ وہی انہیں کھلاؤ جو خود پہنو وہی انہیں پہناؤ۔

علماء کرام اور محققین اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ حجۃ الوداع میں حضورؐ نے ایک خطبہ نہیں بلکہ تین خطبے ارشاد فرمائے تھے۔

NAWA-I-WAQT

نوائے وقت

پھول کلیاں

بچوں کیلئے

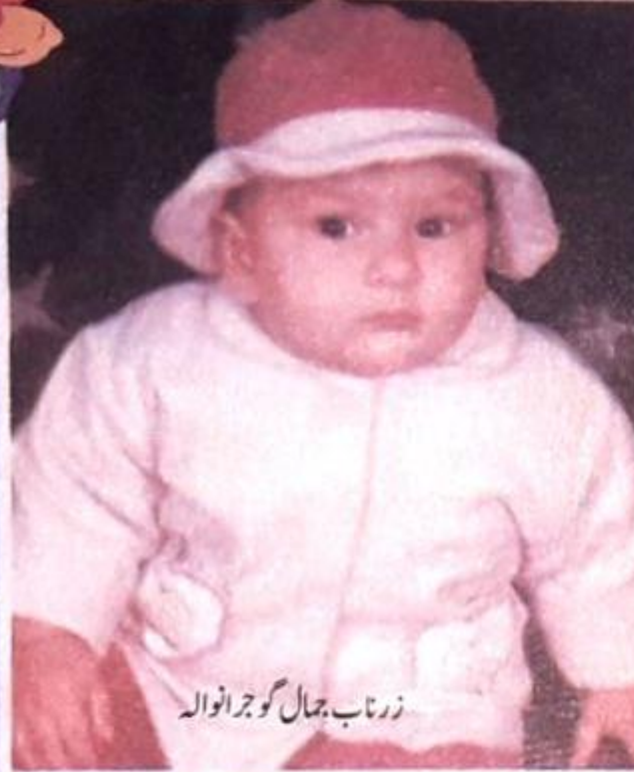


محمد انس سلیم لاہور



شاہ اور فیضان مقصود (لاہور)





زرتاب جمال گوجرانوالہ



ماہ رخ (لاہور)



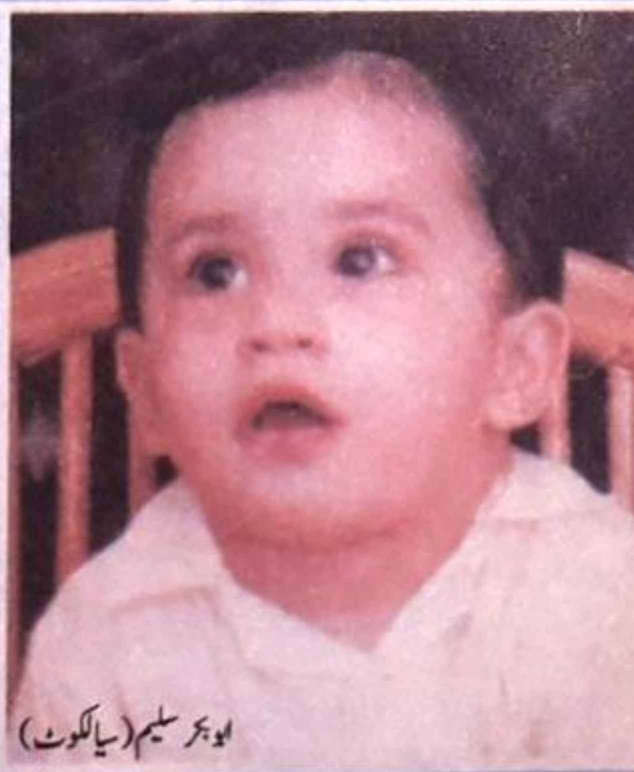
ماہ نور عثمان



طلحہ عثمان



مزمل فاروق



ابوبکر سلیم (سیالکوٹ)





سعد اور سعود (لاہور)

عید الاضحیٰ

مظہر حسین شیخ

عید الاضحیٰ جسے بڑی عید بھی کہا جاتا ہے کی آمد آمد ہے ننھے منے دوست یہ عید بڑے شوق سے مناتے ہیں۔ ویسے تو چھوٹی عید جسے ہم عید الفطر کہتے ہیں اس کی بھی بے حد خوشی ہوتی ہے۔ بچوں کو شاید بڑی عید کی زیادہ خوشی اس لئے ہوتی ہے کہ اس عید پر بکرے اونٹ گائے وغیرہ کی قربانی دی جاتی ہے اور ننھے منے دوست ان جانوروں کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ خاص طور پر وہ بکروں کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ وہ اس لئے کہ بکرا سنبھالنا ان کیلئے آسان ہے جبکہ گائے اور اونٹ کو بچے نہیں سنبھال سکتے۔

عید الاضحیٰ سے چند روز قبل تقریباً ہر گھر سے بکرے کی آوازیں آتی ہیں ننھے منے بچے انکو صبح سویرے سیر کیلئے اور ان کی خوراک کا بندوبست کرنے کیلئے باہر لے جاتے ہیں۔ جب ننھے منے دوست آپس میں بکروں کے متعلق باتیں کرتے ہیں تو بڑا مزا آتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ ہمارا بکرا بہت ماڈرن ہے جبکہ دوسرا کہتا ہے کہ ہمارا بکرا بہت بہادر ہے کل اس نے گائے کو ایک عدد ٹکر رسید کی اور گائے فوراً ہی دو گیارہ ہو گئی۔

یہ سننے کے بعد باقی بچے بھلا خاموش رہ سکتے ہیں تیسرا بچہ فوراً بولا ہمارے بکرے نے مالی بابا کو ایسی ٹکر ماری کہ وہ تیسرے محلے میں جا گرا۔ یہ سن کر چوتھا بچہ بھی خاموش نہ رہ سکا اور اس نے فوراً جواب دیا۔

دوستو! آپ تو بچوں جیسی باتیں کر رہے ہیں آپ نے جو ہاری ہاری قصے سنائے ہیں بھلا کوئی ان باتوں پر یقین کر سکتا ہے۔

اس قسم کی باتیں بچے اکثر کیا کرتے ہیں اگر وہ ایسی باتیں نہ کریں تو ان کو بچہ کون کہے گا؟

اچھا تو دوستو! بات ہو رہی تھی عید الاضحیٰ کی عید الاضحیٰ ہم کیوں مناتے ہیں آپ میں بہت سے کے بارے میں علم نہیں۔ بس انہیں صرف اتنا ہی علم ہے کہ ہم بکرا عید منا رہے ہیں۔

بڑی عید ہمارا مذہبی تہوار ہے اور یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کے طور پر منایا جاتا ہے۔ آپکو معلوم ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہی خدا کا پہلا گھر بنایا جسے ہم خانہ کعبہ کہتے ہیں اور اسی کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں حکم ہوا کہ وہ اللہ کی راہ میں اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کریں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام اس وقت بچے تھے بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی نبوت کے درجے پر سرفراز فرمایا۔

نیند سے بیدار ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا خواب اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو سنایا اور کہا بیٹے اللہ تعالیٰ نے تمہاری قربانی کا حکم دیا ہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے نہایت ادب سے جواب دیا کہ "ابا جان میں حاضر ہوں آپ اللہ کے حکم کی تعمیل کیجئے"

پیارے بچو اللہ کے نبی کبھی بھی اپنے رب کا حکم نہیں ٹالتے خواہ انہیں کتنی ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کی سعادت مندی اور فرمانبرداری سے بہت خوش ہوئے اور انکی قربانی دینے کیلئے ایک کھلے میدان میں چلے گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پیارے بیٹے کو زمین پر لٹا لیا اور چھری اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ آپ تو جانتے ہیں کہ باپ اپنے بچوں سے کتنی زیادہ محبت کرتے ہیں۔ آپ کے ابو بھی آپکو کسی تکلیف میں دیکھ کر تڑپ اٹھتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل کے گلے پر ابھی چھری نہیں چلائی تھی کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے سعادت مندی سے کہا ابا جان دیر نہ کیجئے اگر آپ میری محبت میں خدا کا حکم ماننے سے گریز کر رہے ہیں تو آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے۔

> قربانی کی حکمت یہ ہے کہ ہم سب ایک دوسرے کے کام آنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں

سعادت مند بیٹے تھے۔ ابھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے گلے پر چھری رکھی ہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مینڈھا (دنبہ) دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ بیٹے کی بجائے مینڈھے (دنبے) کی قربانی دیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انکے بیٹے اللہ کے امتحان میں پورے اترے اور اللہ کی راہ میں مینڈھے (دنبے) کی قربانی دے دی۔ ہم ہر سال اسی عظیم الشان قربانی کو سنت کے طور پر اللہ کی راہ میں اونٹ، گائے، بکرے اور دنبے وغیرہ ذبح کر کے سنت ابراہیمی زندہ کرتے ہیں۔

عید کے دن دو رکعت نماز باجماعت بھی ادا کی جاتی ہے۔ بچے عورتیں مرد جوق در جوق نماز عید کیلئے مساجد کا رخ کرتے ہیں اور امام کی اقتدا میں نماز عید ادا کی جاتی ہے۔ امام نماز کے بعد خطبہ ارشاد کرتا ہے اور پھر دعا ہوتی ہے۔ اب جس جس نے قربانی کا جانور ذبح کرنا ہوتا ہے۔ نماز عید کی ادائیگی کے بعد گھر کا رخ کرتا ہے اور جانور ذبح کر کے اس کے تین حصے کرتا ہے۔ یتیموں مسکینوں کیلئے ایک حصہ، دوسرا حصہ عزیزوں و رشتہ داروں کیلئے اور باقی خود اپنے استعمال میں لاتا ہے۔ عید الاضحیٰ کا دن بڑی خوشی کا دن ہوتا ہے۔ اس دن خوب چہل پہل ہوتی ہے۔ قربانی کے جانوروں کو خوب سجایا جاتا ہے اور پھر انہیں ذبح کر کے اللہ کے حضور نذرانہ پیش کیا جاتا ہے۔ قربانی کا جذبہ ایسا جذبہ ہے کہ قیمتی سے قیمتی جانور بھی بڑی خوشی سے ذبح کیا جاتا ہے اور اسے کار ثواب سمجھا جاتا ہے۔ دنیا میں جہاں جہاں مسلمان بستے ہیں، قربانی میں حصہ لیتے ہیں



محمد عمار راشد لاہور

علی وقار

مزمل فاروق

ابوبکر سلیم (سیالکوٹ)



کاشان اور کشمالا (لاہور)

سعد اور سعود (لاہور)

یہ سننے کے بعد باقی بچے بھلا خاموش رہ سکتے ہیں تیسرا بچہ فوراً بولا ہمارے بکرے نے مالی بابا کو ایسی ٹکر ماری کہ وہ تیسرے گملے میں جاگرا۔ یہ سن کر چوتھا بچہ بھی خاموش نہ رہ سکا اور اس نے فوراً جواب دیا۔

دوستو! آپ تو بچوں جیسی باتیں کر رہے ہیں آپ نے جو ہماری باری قصے سنائے ہیں بھلا کوئی ان باتوں پر یقین کر سکتا ہے۔

اس قسم کی باتیں بچے اکثر کیا کرتے ہیں اگر وہ ایسی باتیں نہ کریں تو ان کو بچہ کون کہے گا؟

اچھا تو دوستو بات ہو رہی تھی عیدالاضحی کی عیدالاضحی ہم کیوں مناتے ہیں آپ میں بہت سے بچے جانتے ہوں گے اور ایسے بچے بھی ہیں جنکو اس عید

ہوئے اور اپنی قربانی دینے کیلئے ایک کھلے میدان میں چلے گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پیارے بیٹے کو زمین پر لٹا لیا اور چھری اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ آپ تو جانتے ہیں کہ باپ اپنے بچوں سے کتنی زیادہ محبت کرتے ہیں۔ آپ کے ابو بھی آپکو کسی تکلیف میں دیکھ کر تڑپ اٹھتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل کے گلے پر ابھی چھری نہیں چلائی تھی کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے سعادت مندی سے کہا ابا جان دیر نہ کیجئے اگر آپ میری محبت میں خدا کا حکم ماننے سے گریز کر رہے ہیں تو آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے۔

دیکھا ساتھیو! حضرت اسماعیل علیہ السلام کتنے

لطائف

دماغی امراض کے ایک ہسپتال میں ڈاکٹر مریض سے بولا۔ جناب اگر آپ چاہیں تو اپنے گھر اپنی بیوی سے ملاقات کے لئے جا سکتے ہیں۔
مریض نے حیرانی سے پوچھا آپ مجھے اب تک پاگل سمجھتے ہیں۔
(محمد اصغر علی ۔۔۔ سوکن ونڈ)

☆☆☆☆

گاہک دکاندار سے:۔ یہ کپڑا کیا بھاؤ ہے۔
دکاندار:۔ 15 روپے گز۔
گاہک:۔ 10 روپے لگا لیجئے۔
دکاندار:۔ 10 روپے تو گھر پڑتا ہے۔
گاہک:۔ تو پھر گھر کا پتہ لکھ دیجئے۔
(محمد عثمان)

مالک نوکر سے:۔ میں نے تمہیں کہا تھا کہ چاول مرغی کے بچے کو کھلاؤ اور تم بلی کو کھلا رہے ہو۔
نوکر:۔ جناب مرغی کا بچہ بلی کے پیٹ میں ہے۔
(محمد عمران ۔۔۔ گن سٹی)

☆☆☆☆

ایک کانسٹیبل نے بچاؤ بچاؤ کی آواز سن کر کنویں میں رسی ڈالی تو ایک آدمی کا سر نظر آیا۔ اچانک دیکھنے پر معلوم ہوا کہ وہ ایس ایچ او ہیں۔ کانسٹیبل نے سیلوٹ کرتے ہوئے فوری طور پر رسی کو چھوڑ دیا اور کہا کہ السلام علیکم سر۔
(حافظ شہزاد علی ۔۔۔ حافظ آباد)

ماہر نفسیات سکول کا معائنہ

طنز و مزاح

☆ ۔۔۔ ایک ماہر نفسیات ایک سکول کے معائنے کو گیا۔ گراؤنڈ میں بہت دیر تک بچوں کو کھیلتے کودتے دیکھتا رہا۔ پھر استانی کے پاس گیا اور کہا "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بچوں میں صحیح دلچسپی پیدا کرنے اور ان کی توجہ کھینچنے کا کوئی اہتمام نہیں کیا۔ مجھے تو بچے منتشر الخیال لگتے ہیں۔ استانی نے حیران ہو کر پوچھا وہ کیسے؟

ماہر نفسیات نے کہا کہ بچوں کو کلاس روم میں لے آئیں پھر بتاؤں گا۔

استانی بچوں کو کلاس روم میں لے آئی بچے جب اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تو ماہر نفسیات ان سے مخاطب ہوا۔ بچو کوئی ہندسہ لکھواؤ ایک بچے نے کہا 53 لکھئے۔ ماہر نفسیات نے بلیک بورڈ پر 35 لکھ دیا۔ دوسرے بچے نے کہا 19 لکھیں انہوں نے 91 لکھ دیا تیسرے بچے نے 47 لکھوایا تو ماہر نفسیات نے 74 لکھ دیا۔ اس دوران کسی بچے نے بھی ماہر نفسیات کو نہ ٹوکا۔ ماہر نفسیات نے استانی سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نہ کہتا تھا کہ بچوں کا دھیان بٹا ہوا ہے۔ آخری نشست سے ایک بچہ اٹھا اور کہا 55 لکھو میں دیکھتا ہوں کہ آپ اسے کیسے لکھتے ہیں۔

☆ ۔۔۔ پانچ چھ سال کے ایک بچے نے باپ سے شکایت کی امی کو بچے پالنے کا ڈھنگ بالکل نہیں آتا۔

باپ نے حیران ہو کر پوچھا تمہیں یہ خیال کیسے آیا؟

بچہ بولا یوں کہ شام کو جب میری آنکھیں کھلی ہوتی ہیں اور میں جاگ رہا ہوتا ہوں امی مجھے زبردستی بستر پر لٹا دیتی ہیں اور صبح جب میں میٹھی نیند سو رہا ہوتا ہوں تو زبردستی جگا دیتی ہیں کیا بچوں کو پالنے کے یہی ڈھنگ ہوتے ہیں۔

☆ ۔۔۔ ڈاک کے ٹکٹ جمع کرنے کے بعض شوقین ایک ایک ٹکٹ لاکھوں روپے میں خریدتے ہیں ٹکٹ کی قیمت کا تعین دنیا میں موجود اس جیسے دوسرے ٹکٹوں کی تعداد سے ہوتا ہے عام طور پر وہی ٹکٹ زیادہ قیمت پاتے ہیں جن میں چھپائی کی کوئی غلطی رہ گئی ہو اور ان جیسے اور ٹکٹ خال خال ہوں۔

ایک غریب لڑکے نے اپنے شہر کے پوسٹ ماسٹر کو غربت دور کرنے کیلئے ایک تجویز ارسال کی جو پوسٹ ماسٹر نے ضابطے کی کارروائی پوری کرنے کیلئے اعلیٰ حکام کو بھیج دی۔ تجویز یہ تھی کہ دس دس پیسے کے ایک ہزار ٹکٹ ایسے شائع کئے جائیں جن میں کوئی غلطی ہو۔ غریب لوگ دس دس پیسے کے وہ ٹکٹ خرید کر انہیں شوقین حضرات کے پاس دس دس ہزار میں فروخت کر کے اپنی غربت دور کر سکیں گے۔

محمد اقبال شیخ سانگلہ ہل

☆ ۔۔۔ ایک آدمی کا سائیکل چوری ہو گیا۔ کافی چیخ و پکار کی۔ لیکن کسی نے ایک نہ سنی آخر کار اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی اس نے بلند آواز میں کہنا شروع کر دیا میرا سائیکل واپس کر دو ورنہ میں وہ کروں گا جو میرے باپ نے کیا تھا۔ سائیکل چور یہ سن کر گھبرا گیا۔ اس نے اسے سائیکل واپس دیتے ہوئے رازداری سے قریب جا کر پوچھا تمہارے باپ نے کیا کیا تھا؟ آدمی نے بھی رازداری سے اس کے کان کے قریب آ کر کہا میرے باپ نے نیا سائیکل لے لیا تھا۔

(حافظ سراج یونس میاں چنوں)

اقوال زریں

☆ ۔۔۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں احسان کرتے ہیں اور ان کی بھلائی چاہتے ہیں۔

☆ ۔۔۔ دانا بولنے سے پہلے اور بے وقوف بولنے کے بعد سوچتا ہے۔

☆ ۔۔۔ اگر کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہو تو مسلسل محنت کرو۔

☆ ۔۔۔ اچھا دوست وہ ہے جو مصیبت میں کام آئے۔

☆ ۔۔۔ کفایت شعاری ایک قومی فریضہ ہے۔

☆ ۔۔۔ علم تلوار سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔

☆ ۔۔۔ قرآن کریم کا صرف مطالعہ ہی نہ کرو بلکہ اس کو سمجھنے کی کوشش بھی کرو۔

☆ ۔۔۔ خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے۔

☆ ۔۔۔ جنت میں وہ شخص جائے گا جس نے ماں باپ کو راضی رکھا۔

☆ ۔۔۔ والدین کے چہروں پر محبت سے نظر بھی خدا کی خوشنودی کا موجب ہے۔

☆ ۔۔۔ بانٹنے سے خوشی اس طرح بڑھتی ہے جس طرح زمین میں بویا ہوا بیج فصل تیار کرتا ہے۔

☆ ۔۔۔ جس بات سے دوسروں کو روکتے ہو خود بھی نہ کرو۔

☆ ۔۔۔ ایسی بات نہ کرو جس سے بعد میں ندامت ہو۔

☆ ۔۔۔ کم بولنا دانشمندی اور زیادہ بولنا بیوقوفی ہے۔

☆ ۔۔۔ اللہ تعالیٰ فساد پھیلانے والے کو پسند نہیں کرتا اس لئے زمین پر فساد نہ کرو۔

☆ ۔۔۔ تکبر علم اور غصہ عقل کا دشمن ہے۔

☆ ۔۔۔ ہنر انسان کا سب سے بڑا دوست ہے۔

☆ ۔۔۔ اللہ کا خوف ہی سب سے بڑا ہے۔

☆ ۔۔۔ جو شخص کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

☆ ۔۔۔ خاموش رہو یا ایسی بات کہو جو خاموشی سے بہتر ہو۔

☆ ۔۔۔ مصیبتیں بیدار کرنے کے لئے آتی ہیں نہ کہ پریشان کرنے کے لئے۔

مانیں یا نہ مانیں

☆ ۔۔۔ ترکی کے شہر استنبول میں ایک ایسا درخت ہے جس کا تنا نہایت ہی چوڑا ہے اور وہ درخت ایک سڑک کے درمیان اگا ہوا ہے جس کے تنے کو درمیان میں سے کاٹ کر سڑک کا کام لیا گیا ہے۔

☆ ۔۔۔ جب انسان پہلی دفعہ چاند پر پہنچا تو اسے چاند پر سے نیچے زمین پر دیکھنے سے صرف عظیم دیوار چین ہی نظر آئی۔

☆ ۔۔۔ افغانستان میں ایک ایسا کنواں پایا جاتا ہے جس میں اگر کوئی چیز گرائی جائے تو وہ واپس اوپر آ جاتی ہے۔

1950ء میں برطانوی فضائیہ کے چند نوجوانوں نے دس منٹ تک ایک ایسے کمرے میں رہ کر عالمی ریکارڈ قائم کیا جس کا درجہ حرارت دو سو بیس (220) فارن ہائیٹ تھا۔ حال ہی میں محکمہ موسمیات کے چار رضاکاروں نے اپنے تمام کپڑوں کو اتار کر چار سو (400) درجہ فارن ہائیٹ کے ایک کمرے میں پانچ منٹ گزارے وہ بھیڑ کا ایک بچہ بھی ساتھ لے کر گئے تھے جب وہ باہر نکلے تو بھیڑ کے بچے کا گوشت پوری طرح سے بھن چکا تھا۔ جسے لوگوں نے مزے لے لے کر کھایا۔ رضاکاروں نے اس تجربے میں کسی بیرونی چیز سے مدد نہیں لی اور صرف اپنی برداشت کے بل بوتے پر شدید گرمی میں زندہ رہنے کا عالمی ریکارڈ قائم کیا۔
(نعیمہ نورین ۔۔۔ نارووال)

☆ ۔۔۔ انسان کے اعضاء میں سب سے زیادہ بیماریاں دانت کی ہوتی ہے۔

☆ ۔۔۔ دنیائے کرکٹ میں ون ڈے انٹرنیشنلز میں سب سے زیادہ رنز بھارتی بلے باز سچن ٹنڈولکر نے بنائے ہیں ان کے رنز کی تعداد 11 ہزار ہے۔

☆ ۔۔۔ پاکستانی بلے باز انضمام الحق سب سے زیادہ مرتبہ رن آؤٹ ہوئے ہیں۔

☆ ۔۔۔ ٹیسٹ کرکٹ میں کسی بھی بلے باز کا سب سے بڑا انفرادی سکور 375 ہے جو کہ ویسٹ انڈیز کے پلیئر برائن لارا کا ریکارڈ ہے۔

☆ ۔۔۔ ون ڈے انٹرنیشنل میں سب سے زیادہ ایل بی ڈبلیو زپاکستان باؤلر وقار یونس نے کئے ہیں۔

☆ ۔۔۔ ون ڈے کرکٹ میں سب سے زیادہ وکٹیں وسیم اکرم نے حاصل کر رکھی ہے۔

معلومات

انسانی جسم کے متعلق حقائق

☆ ۔۔۔ انسانی خون کے چار گروپ ہوتے ہیں اے، بی، اے بی اور او۔

☆ ۔۔۔ جسم کی سب سے کمزور ہڈی ہنسلی کی ہڈی ہوتی ہے۔

☆ ۔۔۔ صحت مند جسم کا درجہ حرارت 98.4 ڈگری فارن ہائیٹ ہوتا ہے۔

☆ ۔۔۔ انسانی مردہ جسم کا درجہ حرارت اتنا ہی ہوگا جتنا اس جگہ کا جہاں وہ رکھا جائے۔

☆ ۔۔۔ ٹانگ میں اکتیس 31 ہڈیاں ہوتی ہیں۔

☆ ۔۔۔ بچے کے منہ میں 20 (دودھ کے) دانت ہوتے ہیں۔

☆ ۔۔۔ ایک کھڑے ہوئے انسان کا دل ایک منٹ میں 81 بار بیٹھے ہوئے میں 72 بار اور لیٹے ہوئے میں 44 بار دھڑکتا ہے۔

☆ ۔۔۔ کلائی میں 8 ہتھیلی میں 5 اور انگلیوں میں 14 ہڈیاں ہوتی ہیں۔

☆ ۔۔۔ جسم پر اندازاً پانچ لاکھ اور صرف سر پر دو لاکھ بال ہوتے ہیں۔

☆ ۔۔۔ انسانی بال ساڑھے بارہ ہفتے میں تقریباً ایک انچ بڑھتے ہیں۔

☆ ۔۔۔ جسم میں سب سے بڑی ہڈی ران کی ہوتی ہے۔

☆ ۔۔۔ جسم میں ہڈیوں کی تعداد 206 اور پسلیوں کی تعداد 24 ہے۔

☆ ۔۔۔ چہرے پر 14 ہڈیاں ہوتی ہیں۔

☆ ۔۔۔ بال کئی دھاتوں کا مرکب ہوتا ہے اس میں سونا چاندی اور چودہ دوسری دھاتیں شامل ہیں۔

☆ ۔۔۔ او 'O' گروپ کا خون تمام انسانوں کو دیا جا سکتا ہے۔

☆ ۔۔۔ اگر خون کا دباؤ کم ہو تو نبض کی رفتار بڑھ جائے گی۔

☆ ۔۔۔ جسم میں نسوں کی تعداد 639 ہے۔

☆ ۔۔۔ دل اور نبض کی حرکت ایک سی ہوتی ہے۔

☆ ۔۔۔ انسان سونے کے دوران فی منٹ چودہ مرتبہ سانس لینے کی بجائے بارہ مرتبہ سانس لیتا ہے۔

آرٹ گیلری

فروا جاوید (جہلم)

مریم اعجاز (باگوال)

مریم (جہلم)

عطیہ (لاہور)

محمد احمد

تعلیم اور تفریح ساتھ ساتھ

مسلسل پڑھائی اور امتحانات کی وجہ سے طلباء اور بیت اور تھکن محسوس کر رہے تھے۔ اساتذہ بھی یہ بات محسوس کر رہے تھے۔

ہمارے ہیڈ ماسٹر سر انجم ہٹ نے بچوں سے پوچھا کہ کیوں نہ ہم سیر کو چلیں بچے تو پہلے ہی انتظار میں تھے لہٰذا انہوں نے فوراً ہاں کر دی۔ طے یہ پایا کہ لاہور کے چار دروازے، عجائب گھر اور گلشن اقبال پارک دیکھنے جائیں گے۔ ہم صبح ساڑھے آٹھ بجے سکول پہنچ گئے لیکن بس ساڑھے دس بجے تک بھی نہ آئی اور نہ ہی اسمبلی ہوئی آہستہ آہستہ اساتذہ آنا شروع ہوئے۔ آخر کار سر انجم ہٹ گیارہ بجے بس لے کر آ گئے جس کے بعد ہم لاہور کے دروازے دیکھنے روانہ ہوئے ہم نے دہلی دروازہ، ٹکسالی دروازہ اور موچی گیٹ دیکھے پھر ہم لاہور کے عجائب گھر گئے وہاں پر ہمارے گائیڈ نے ہماری معلومات میں اضافہ کیا۔ عجائب گھر میں

لاہور کے دروازے دیکھنے کے بعد اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے

ایک گیلری تھی اور اب اس وقت اس عجائب گھر میں انیس کے قریب گیلریاں ہیں۔ ہم نے اچھی طرح عجائب گھر کا "معائنہ" کیا۔ اب ہم گلشن پارک کی طرف روانہ ہو گئے راستے میں بس روک کر ہم نے پیاس بجھائی پھر پارک کی طرف سفر شروع کر دیا وہاں بچوں نے کھانا کھایا۔ کھانا بچے اپنے گھروں سے لائے تھے اس وقت انہیں بھوک بھی بہت لگی ہوئی تھی کھانا کھانے اور کولڈ ڈرنک پینے کے بعد ہم نے کھیلنا شروع کر دیا۔ اتنے میں ہماری کرکٹ ٹیم کے کپتانوں نے میچ کھیلنے کا پروگرام بنایا میچ کھیلنے کے بعد جھولے لینے چلے گئے پارک کی انتظامیہ نے ہمارے لئے جھولے مفت کر دیئے یہاں سے فارغ ہو کر ہم ٹرین میں بیٹھے پورا چکر لگانے کے بعد کچھ بچوں نے آدھے ٹکٹ پر دوسرے جھولے لئے۔

اس طرح ہمارا تعلیمی اور تفریحی دورہ کامیاب رہا۔ شام 5 بجے کے قریب ہم بس پر سوار ہو کر سکول کی جانب روانہ ہوئے

طلال مصطفیٰ لاہور

محمد حمزہ طاہر تائیوان

آمنہ حامد (لاہور)

شہباز



محمد حارث فیصل آباد

شگفتہ

رضوان

NAWA-I-WAQT
نوائے وقت
اشاعت خاص
Special Edition



عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ

عالم آب وخاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرہ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب

ورفعنالک ذکرک

فیروز الدین احمد فریدی

ان سطور کی ابتداء، ایک عاشق رسول ﷺ کے ایک خط کے چند الفاظ سے ہے جو گزشتہ صدی کی تیسری دہائی کے آغاز میں لکھا گیا۔ یہ صاحب بحری جہاز میں ہندوستان سے انگلستان جا رہے تھے۔ مہینہ ستمبر کا تھا سال 1931ء جب جہاز عدن کے قریب پہنچا اور بحیرہ عرب کی نرم موجوں پر تیرتی ہوئی ان کی نظر پہلی بار جزیرہ نمائے عرب کی زمین پر پڑی تو قلب میں طوفان بپا ہو گیا اور جس طرح صدف کے منہ میں قطرہ آب ٹپک کر گہر آب دار بن جاتا ہے، ان کے قلم سے یہ 43 الفاظ کے بعد دیگرے، موتیوں کی مانند ٹپکے اور انمول ہو گئے:

"اے عرب کی سرزمین! تو ایک پتھر تھی جسے دنیا کے معماروں نے رد کر دیا تھا مگر ایک یتیم بچے نے خدا جانے تجھ پر کیا افسوں پڑھ دیا کہ موجودہ دنیا کی تہذیب و تمدن کی بنیاد تجھ پر رکھی گئی"۔

یہ مختصر سیدھے سادے دل نشین الفاظ نہ صرف عشق و عقیدت سے شرابور ہیں بلکہ تاریخ کی ایک لازوال حقیقت کے ترجمان بھی ہیں۔ ان لازوال الفاظ کے مرتب و معمار کا نام تھا: محمد اقبال

دنیا میں کم لوگ ایسے گزرے ہیں جنہیں مہد سے لحد تک اتنے مصائب، مشکلات اور مہمات کا سامنا کرنا پڑا ہو جو محمد ﷺ کو اپنی مختصر دنیاوی زندگی میں پیش آئیں جو قمری تقویم کے حساب سے 63 سال اور عیسوی کیلنڈر کے مطابق 61 سالوں پر محیط رہی۔ ماں کے پیٹ میں تھے کہ باپ چل بسے، چھ برس کے ہوئے تھے کہ ماں کی گود سے محروم ہو گئے۔ نو سال کے تھے کہ سرپرست دادا اللہ کو پیارے ہوئے۔ چچا کی سرپرستی میں آئے تو چچا کی مالی حالت پہلے ہی سے زبوں تھی اور اس طرح دنیا کا یہ عظیم ترین انسان جس سے رب ذوالجلال نے رہتی دنیا تک انسانوں کی گلہ بانی کا کام لینا تھا، مکے کے گرد واقع جلسی ہوئی سیاہ پہاڑیوں، خشک ٹیلوں اور گرم صحراؤں میں مویشیوں کی گلہ بانی کرتا رہا۔ ان حالات میں جنم لینے والے گم نامی میں پیدا ہوتے، گم نامی میں زندگی کی سانسیں پوری کرتے اور گم نامی میں مر جاتے ہیں اور ان کی موت کے چند سال بلکہ بعض اوقات چند ماہ بعد خود ان کی اپنی اولاد بھی ان کو بھولنے لگتی ہے لیکن مکے کے اس یتیم بچے کے لئے لوح محفوظ میں درج تھا۔

ورفعنالک ذکرک یعنی ہم نے تمہارا ذکر بلند کیا۔ یہ اللہ کا حکم تھا جو آسمانوں پر لکھا ہوا تھا اور جب



گل توصیف

تیرہ فصیل وقت میں باب کھلا جمال کا
نور و ظہور مصطفیٰؐ حُسن ہے ماہ و سال کا
آئنۂ مقال میں عکس کلام ذات کے
خلق عظیم آپؐ کا معجزہ ہے خصال کا
سیرت و صورت نبیؐ تابش راہ زندگی
زور ہیں وہ کلام کا' نور ہیں وہ خیال کا
اس پہ ہی چل کے آدمی کرب سے پائے گا نجات
آپ نے جو بتا دیا راستہ اعتدال کا
گردش دہر لا سکے کیسے مثال آپؐ کی
ثانی کوئی جہان میں جب نہ ملے بلالؓ کا
دامن دل بھرا ہوا کیف کے موتیوں سے تھا
آپؐ کے در پہ جس گھڑی ہوش نہ تھا سوال کا
دوریوں میں حضوریاں کیسی ہیں لذت آفریں
نغمہ نعت مصطفیٰؐ زمزمہ ہے وصال کا
(حفیظ تائب)

وقت آنے پر اس حکم اور فیصلے کا اعلان، عرب کی زمین پر، ایک ایسے انسان کی زبان سے کرایا گیا جو رسمی تعلیم سے محروم تھا تو وہ وقت اس انسان کی 61 سالہ زندگی کا سخت ترین دور تھا۔ دوست چند مخالف دو چند اور مصائب دہ چند۔ اس وقت ان مٹھی بھر دوستوں کو چھوڑ کر باقی سب نے یہی سوچا یا کہا ہو گا کہ لو سنا تم نے کیسی ناقابل یقین بات کہی جا رہی ہے لیکن جب صاحب کن فیکون ایک بار حکم دیتا ہے کہ ہو جا تو انہونی باتیں آناً فاناً ہو جاتی ہیں۔ چند سالوں میں یہ ناقابل یقین بات حقیقت بن گئی اور وہ ذکر جو قبا کی گھاٹیوں اور فاران کی چوٹیوں سے بلند ہوا تھا پورے جزیرہ نمائے عرب پر چھا گیا۔ سال صدیاں بنتے گئے۔ آج چودہ صدیاں بیت چکی ہیں۔ میں نے اپنے گناہ گار کانوں سے آسٹریلیا کے مغربی ساحل پر بھی یہ ذکر بلند ہوتے سنا۔ سوئٹزرلینڈ کے برف پوش پہاڑوں کے دامن میں بھی انسانوں کو یہ گواہی دیتے اور پہاڑوں کو اسے دہراتے سنا۔ افریقہ کے ریگزاروں، انگلستان کے سبزہ زاروں، سپین کے کلیساؤں اور امریکہ کی وسعتوں میں بھی اس پاک ذکر کو اپنی پوری رعنائیوں سے جلوہ گر دیکھا بھلا اس بندے کے ذکر کی رفعتوں کا کیا ٹھکانا جس پر خود اس کا آقا سلام بھیجے۔ یہی تو وہ ایک کام ہے جس میں عبد کے ساتھ معبود اور مخلوق کے ساتھ خالق بھی برابر کا شریک ہے۔

محمد ﷺ جب غار حرا میں داخل ہوئے تو محمد بن عبداللہ تھے جب نکلے تو محمد رسول اللہ تھے۔ لیکن تفویض رسالت سے پہلے بھی، محمد بن عبداللہ کی زندگی کا محور اللہ کی ذات تھی جو منصب رسالت پر فائز ہونے کے بعد، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، کھاتے پیتے ان کی رگ رگ، رونگیں رونگیں اور نفس نفس میں سما چکا تھا۔ "من تو شدم تو من شدی" کی اس سے مکمل عملی تفسیر دنیا کبھی پیش نہ کر سکے گی۔ محمد ﷺ کی زندگی اللہ کے کلام کے مطابق اسوہ حسنہ تھی۔ قرآن کے الفاظ میں آپؐ اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر تھے۔ آپؐ کی چہیتی بیوی عائشہؓ کے الفاظ میں قرآن آپ کا اخلاق تھا۔ ایک قرآن وہ ہے جسے ہم اور آپ دیکھتے، سنتے اور پڑھتے ہیں۔ ایک قرآن وہ تھا جو مکے کے بازاروں اور مدینے کی گلیوں میں پھرتا تھا۔ جو خانہ کعبہ میں ملتزم سے لپٹ کر، بچوں کی طرح، بلک بلک کر روتا تھا جو تپتے بخار کی حالت میں، رات رات بھر، جنت البقیع میں، اپنے امتیوں کی قبروں پر گڑگڑا کر ان کیلئے دعائے مغفرت کیا کرتا تھا جو معصوم بچوں کو بھی اپنے سینے سے چمٹاتا، تو کبھی ان کے لئے سواری بن جاتا، مبارک ہیں وہ آنکھیں جنہوں نے اسے دیکھا۔ مبارک ہیں وہ کان جنہوں نے وہ پیاری آواز سنی، مبارک ہیں وہ دل جن کی دھڑکنوں میں وہ آج بھی بس رہے ہیں۔ ان سے بڑا انسان نہ ان سے پہلے پیدا ہوا نہ ان کے بعد پیدا ہوا اور نہ ہو گا۔ وہ صرف خاتم النبیین ہی نہ تھے، رحمت للعالمین بھی تھے اور یہ الفاظ خود رب العالمین کے ہیں۔

اللہ نے صرف اپنے حبیب کا ذکر ہی بلند نہ کیا، بلکہ جس نے بھی اللہ کے حبیب کو اپنا محبوب جانا، اس کا بھی ذکر بلند کیا۔ حبشی بلالؓ کو ویسے بھلا کون جانتا اور موذن اسلام بلالؓ کو کون مسلمان ہے جو نہیں جانتا۔ ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ اور علیؓ کی شہرت اگر ہوتی بھی تو صرف اپنے اپنے قبیلے، ملاتے یا زمانے تک محدود رہتی لیکن یہ اس یتیم بچے کی مقناطیسی قوت اور کیمیا گری ہی کا اثر تھا کہ جو بھی کھنچا چلا آیا، نام پا گیا، اور جو جتنا قریب آتا گیا، اس کے نام کو اس جہاں میں اتنی ہی جلا ملی اور دو جہاں میں اتنا ہی اونچا مقام ملا۔ انسان تو انسان، دشوار گزار پہاڑوں کے جن غاروں میں قیام کیا، انہیں بھی نہ صرف شہرت لازوال عطا کی بلکہ زیارت گاہ خاص و عام بنا دیا۔ یہ وہ پہاڑ تھے کہ نہ ہمالیہ کی طرح بلند تھے کہ بلندی کی بناء پر نام پاتے، نہ کوہ مری یا ایلپس کی طرح خنک اور سرسبز صحت افزا مقام بن کر انسانوں کے کام آتے۔ ان کی اگر کوئی صفت ہے تو صرف اور صرف یہ کہ ایک یتیم بچے نے، ایک خاص وقت میں، یہ دور افتادہ غار اپنے قیام کے لئے چنے اور اسی انتخاب نے کسی بے نام غار کو حرا اور کسی بے نور غار کو ثور کا نام دے کر رہتی دنیا تک ان کا نام کر دیا۔

ورفعنالک ذکرک کا اس سے بڑا جیتا جاگتا اور سکہ بند ثبوت بھلا اور کیا ہو سکتا ہے۔ یہ ذکر کل بھی بلند تھا، آج بھی بلند ہے اور کل بھی بلند رہے گا۔ یہ ذکر ازل سے بلند ہے اور ابد تک بلند رہے گا۔ یہ ذکر اس گھڑی تک بلند رہے گا جب تک اللہ کا نام بلند ہے اور اس وقت تک موجود رہے گا جب تک اللہ موجود ہے اور اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس ذکر کو بلند کرنے کے لئے بلند آواز ضروری نہیں، بلند دعوے درکار نہیں، جو بھی سچے دل اور صحیح عقیدے سے ایک بار خود کو اس سے وابستہ کر دے گا وہ اس کا حصہ بن جائے گا۔ یہ ذکر بلند سے بلند تر رہا ہے اور ہو تا رہے گا کیوں کہ اس کی جبلت میں بلند ہونا ہے اور اپنے وابستگان کو بھی بلند سے بلند تر کرتا رہے گا۔ کیوں کہ اسے بلند کرنے کا ذمہ اس نے لیا ہے جو کائنات کی ہر شے سے بلند و برتر ہے۔

ورفعنالک ذکرک "ہم نے تمہارا ذکر بلند کیا" اس تحریر کا آغاز ایک عاشق رسول ﷺ کی عشق و عقیدت سے شرابور نثری تحریر سے ہوا تھا۔ مناسب لگتا ہے کہ اس کا اختتام بھی اسی کی عقیدت و عشق میں ڈوبی ہوئی شعری تحریر سے ہو:

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یاسیں وہی طٰہٰ

اللہ نے صرف اپنے حبیبؐ کا ذکر ہی بلند نہ کیا بلکہ جس نے بھی اللہ کے حبیبؐ کو اپنا محبوب جانا اس کا بھی ذکر بلند کیا ☆ورفعنالک ذکرک کا اس سے بڑا جیتا جاگتا ثبوت بھلا اور کیا ہوسکتا ہے کہ یہ ذکر کل بھی بلند تھا، آج بھی بلند ہے اور کل بھی بلند رہے گا

ظہور قدسی.... عالم انسانیت پر احسان عظیم

صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی مرحوم کی یادگار تحریر

"12 ربیع الاول" کو صرف ظہور قدسی نہیں ہوا بلکہ عالم نو طلوع ہوا۔ اس تاریخ کو حضور اکرم ﷺ نے جہان خاکی میں قدم رکھا اور تاریخ عالم نے نئے سفر کا آغاز کیا۔ اس روز ایک ماں نے سعادت مند بیٹے ہی کو جنم نہیں دیا، بلکہ مادر گیتی نے ایک انقلاب کو جنم دیا۔ اس دن محض حضرت آمنہ کا گھر منور نہیں ہوا بلکہ تیرہ و تار خاکدان ہستی روشن ہوا، جس کے قدم رنجہ فرمانے سے زندگی پر شباب آ گیا اور صدیوں سے دیکھے جانے والے خواب کو تعبیر مل گئی۔ اس کی تاب روے شش جہت کائنات کو روشنی ملی اور اس کے حلقہ نور میں حیات منتشر کو آسودگی نصیب ہوئی۔

آپ کی تشریف آوری سے دنیا کو شرف انسانی کا حقیقی اندازہ ہوا، ورنہ اس سے پہلے حضرت انسان کو دوسری ہر چیز کی عظمت و سطوت کا احساس تھا لیکن وہ اپنی حرمت اور اپنے مقام سے بے خبر تھا۔ اسی بے خبری کے نتیجے میں وہ سورج، چاند اور ستاروں کی چمک سے مرعوب ہو کر انہیں معبود بنائے ہوئے تھا۔ پہاڑوں کی بلندی اور غاروں کی گہرائی سے متاثر ہو کر انہیں خدا کا درجہ دیئے ہوئے تھا۔ راجوں، مہاراجوں، نوابوں، سرداروں، شاہوں اور رہبانوں کی جلالت و حشمت سے مسحور ہوا کر انہیں خدا کا اوتار مانے ہوئے تھا۔ انسان آتنا دبا ہوا تھا کہ ہر چیز کے سامنے جھک جاتا تھا۔ اتنا ڈرا ہوا تھا کہ ہر ذرا اونی شے کی بندگی پر آمادہ ہو جاتا تھا۔ اتنا سہما ہوا تھا کہ ہر ایک کا زور اس پر چلتا تھا۔ اتنا سمٹا ہوا تھا کہ اسے اپنی وسعت کا اور اک ہی نہ ہو سکا۔ اتنا مبہوت تھا کہ جن، بھوت اس کے سجدوں کے حق دار قرار پائے۔ اتنا گھٹا ہوا تھا کہ اس بے کراں کائنات میں سانس لیتے ڈرتا تھا اور اتنا جکڑا ہوا تھا کہ ہر نئی زنجیر کو اپنے لیے تقدیر سمجھتا تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے آکر اسے بتایا کہ تیری حرمت کعبے سے افضل ہے، تیری ذات راز الٰہی ہے، تیری تخلیق صرف "کن" سے نہیں خاص دست قدرت سے ہوئی ہے۔ تو امانت الٰہی کا حامل ہے، تجھے ارادہ و اختیار کا وصف عطا کیا گیا ہے۔ اپنے ذرہ ہستی میں صحرا ہے اور قطرہ وجود میں قلزم ہے۔ حضور ﷺ کی اس تعلیم اور خود آگہی کے اس درس کا یہ نتیجہ نکلا کہ جو انسان پہلے مٹی کے بت کے سامنے سمٹا ہوا تھا، آج اس کی ہیبت سے پہاڑ سست کر رائی بنے ہوئے ہیں۔ جو انسان مورتیوں، بھوت پریتوں اور واہموں کے خوف سے نیم جان تھا، اب صحرا اور دریا اس کی ٹھوکر سے دو نیم ہوئے جا رہے ہیں۔ جو انسان دیوی دیوتا کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑا رہتا تھا، آج وہ اللہ واحد و لاشریک کی وحدانیت کا نعرہ مستانہ لگاتا نظر آتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ کائنات کا اعتبار ہو کہ انسانیت کا وقار، یہ سب کچھ صاحب لولاکؐ کے دم قدم سے ہے۔ شاعر مشرق نے کیا خوب کہا ہے:

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

آپ کی ولادت باسعادت اور بعثت سے پہلے یہی معمورہ ہستی جہان خراب کا منظر پیش کر رہا تھا۔ یونان اپنی عظیم الشان تہذیب کے کھنڈر پر یکہ و تنہا کھڑا آنسو بہا رہا تھا اور اہل یونان اس کھنڈر تلے دبے ہوئے کراہ رہے تھے۔ یونانی حکماء نے اپنے فلسفے کے زور پر ہر مسئلہ حل کرنا چاہا۔ اس دور کا یونان فلسفیوں سے بھرا پڑا تھا۔ یہ ارشمیدس، یہ اقلیدس، یہ بطلیموس، یہ سقراط اور بقراط، یہ ارسطو اور افلاطون۔ جس طرف نگاہ اٹھتی، فلسفیوں کی قطار بندھی نظر آتی مگر بات پھر وہی ہے جو حکیم الامت اقبالؒ نے کہی ہے:

اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ہوا
آج تک فیصلہ نفع و ضرر کر نہ سکا

یونان کی چمکتی دمکتی اکیڈمیوں نے اندھیرا اور گہرا کر دیا۔ یہ دنیا منور ہوئی تو غار حرا کے گوشے سے طلوع ہونے والے آفتاب نبوت سے ہوئی۔

روم کی عظمت کے قیصر اور فارس کے کسریٰ بھی انسانیت کی پیٹھ پر بوجھ ہی رہے۔ اگر کسی نے آ کر انسان کو سبک دوش کیا تو آغوش آمنہؓ کے پروردہ نے کیا۔ دنیا کو امان ملی تو پیغمبر رحمتؐ کے گوشہ داماں میں نصیب ہوئی۔ شاہی قبا، انسانی آبادی کے لئے دیا نگلی، وہ کالی کملی تھی، جو گرفتاران بلا کے لئے نسخہ شفا تھی۔ بادشاہوں کی وسیع سلطنتیں اپنے باشندوں کے لئے سخت اور تنگ شکنجے تھے، جب کہ یتیم مکہ کی چھوٹی سی کوٹھڑی دنیا بھر کے مظلوموں کے لئے اپنے اندر افلاکی وسعتیں رکھتی تھی۔ حبش سے آنے والے، روم سے آنے والے، فارس سے آنے والے اور نجد سے آنے والے آتے گئے اور سماتے گئے۔ ارقم کے چھوٹے سے گھر میں بحر و بر سمٹ گئے۔

آج ہر آن پھیلتی ہوئی کائنات میں پھر سے تنگی کا احساس ہونے لگا ہے۔ سائنس کی بے کرانی میں دم گھٹنے لگا ہے۔ سیٹلائٹ، مریخ و مشتری کو گرفتار

> آنحضرتؐ کی ولادت باسعادت کا دن امت مسلمہ کے اظہار عقیدت و محبت کا نقطہ عروج ہے☆رسول اکرمؐ کا پیغام ابدی اور آفاقی ہے' آپؐ نے بنی نوع انسان کو جہالت' ظلم اور کفر کی تاریکیوں سے نکال کر انسانیت کا حقیقی شعور اور اسلام کا نور عطا کیا

کرنے کے مشن پر ہیں، مگر بد قسمت انسان ہوائے نفس کا اسیر ہو رہا ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے پردے میں قبائے انسانی چاک ہوتی نظر آ رہی ہے۔ "انٹر نیشنل ویلیوز" کے چکر میں وہ کون سا نظام ہے جو دنیا نے آزما کر نہیں دیکھا اور وہ کون سا طرز حیات ہے جو اہل دنیا نے اپنا کر نہیں دیکھا مگر حاصل کیا ہے؟ انسانیت کی بے قدری، ایک دوسرے سے بے گانگی، اور گھٹن بڑھی۔ انسانی دنیا اگر فی الواقع خلوص دل سے چاہتی ہے کہ وہ مزید ٹھوکروں سے بچ جائے تو اس کا واحد حل یہی ہے کہ وہ اپنا بستر اس گلی میں لگا دے، جس کوچے کا ہر گدا شکوہ قیصری رکھتا ہے۔ اس گلی کے پھیرے لگانے والے اپنے سر میں سکندری کا سودا سمائے رکھتے ہیں۔

رحمت عالمؐ کا دشمنوں سے حسن سلوک

ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی

دنیا میں ہزاروں عظیم الشان فاتح پیدا ہوئے اور تقریباً ہر قوم نے کسی نہ کسی دور میں فتوحات حاصل کیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ آنحضور ﷺ کی بعثت سے پہلے بادشاہ مفتوحین کے ساتھ رواداری اور شرافت برتنے سے ناآشنا تھے۔ وہ مفتوحین کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچا کر خوش ہوتے تھے۔ اور ان کے نزدیک مغلوب قوم پر ظلم و تشدد' اس کے مذہب کو مٹانا' اس کی عبادت گاہوں کو مسمار کرنا' اس کے زن و فرزند کو غلام بنانا' اس کے سرداروں اور تاجداروں کو ذلیل و رسوا کرنا' انہیں زندہ آگ میں جلا دینا اور انہیں طرح طرح کے عذاب و اذیت میں مبتلا کرنا قابل فخر سمجھا جاتا تھا۔

آنحضور ﷺ کی بعثت سے قبل جب ہم فاتحین عالم پر ایک نظر ڈالتے ہیں تو بخت نصر ہمارے سامنے آتا ہے' جو بابل کا بڑا مقتدر اور صاحب جبروت فرمانروا تھا۔ وہ صابی مذہب رکھتا تھا۔ جسے بزور شمشیر پھیلانا اپنی زندگی کا مقصد سمجھتا تھا۔ اس نے اپنے مذہبی مخالف یہودیوں پر یلغار کر کے انہیں تباہ کر ڈالنے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ بیت المقدس پر حملہ کر کے اسے آگ لگادی' اور جس قدر لوگ قتل ہو سکے' وہ قتل کر دیئے اور جو بچ رہے ان سب کو قید کر کے وہ بابل لے آیا' جہاں سے انہیں ستر برس کے بعد رہائی نصیب ہوئی۔ اس دوران میں اس نے قیدیوں پر جو خوفناک مظالم ڈھائے انہیں سن کر بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔

171 قبل از مسیح میں ایک رومی بادشاہ اینٹو کس (شاہ سیریا) یہودیوں پر درندوں کی طرح جھپٹا اور بیت المقدس اور ہیکل کو تباہ و برباد کر دیا۔ ہزارہا یہودی تہ تیغ کر دیئے۔ اینٹو کس کے سپاہی یہودیوں کے گھروں میں گھس جاتے تھے اور جس مکان سے عہد عتیق کی کوئی مقدس کتاب مل جاتی اس کے تمام مکینوں کو قتل کر دیتے اور کتب مقدسہ کو جلا دیتے۔

70ء میں روم کے بادشاہ "ٹائٹس" نے شہر بیت المقدس اور ہیکل کو آگ لگادی۔ لاکھوں آدمی زندہ جل گئے۔ جو بچ رہے انہیں قتل کر دیا۔ اس یلغار میں توریت کے جس قدر نسخے اس کے ہاتھ لگے وہ اپنے ساتھ لے گیا۔

"ٹائٹس" کے 65 برس بعد یعنی 135ء میں آورین (قیصر روم) نے شام و فلسطین پر چڑھائی کی اور شہر بیت المقدس کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور ہیکل کو تباہ و برباد کر کے اس پر ہل چلوا دیئے اور اس جگہ پر جیپٹر کا بت نصب کروا دیا اور شہر بیت المقدس کا نام اپنے خاندان کے نام پر "ایلیا" رکھ دیا۔

مشہور مؤرخ ریجی ڈاٹ لکھتا ہے:

"رومی فاتحین نے مصر کے قبطیوں پر حملہ کر کے ان پر مظالم کے پہاڑ توڑ دیئے' انہوں نے قبطیوں کو شکنجوں میں کسا۔ سمندروں میں پھینکا اور بے شمار قبطیوں کو جلاوطن کر دیا۔ شاہ جسٹن مین نے صرف ایک شہر اسکندریہ میں دو لاکھ قبطیوں کو ایک ہی یلغار میں قتل کر دیا۔"

نوشیرواں نے (جسے عادل کہا جاتا ہے) انطاکیہ پر حملہ کر کے اسے آگ لگادی اور پورے شہر کو جلا کر خاکستر کر ڈالا۔ اور فرقہ مزدکیہ کے اٹھارہ ہزار افراد بے دردی کے ساتھ قتل کر ڈالے۔

یہ چند واقعات مشتے از خروارے ہیں۔ ورنہ بعثت نبویؐ سے قبل فاتحین کے مظالم اگر اکٹھے کئے جائیں تو اس قدر ہیں کہ ان سے کئی جلدیں مرتب ہو سکتی ہیں۔

یہ صرف آنحضور ﷺ ہی تھے جنہوں نے مفتوحین کو بھی انسان سمجھا اور ان کے ساتھ شرافت و عزت اور رحمت و رافت کا وہ سلوک روا رکھا جو چشم فلک نے پہلے نہ دیکھا تھا۔

حضور ﷺ کی حیات طیبہ زندگی کے ہر معاملے میں تمام انسانوں کے لئے مکمل نمونہ ہے۔ دشمنوں سے حسن سلوک کے معاملے میں آنحضور ﷺ کی یہ حدیث ان کے اخلاق حسنہ کی شارح ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

"میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ جو کوئی مجھ پر ظلم کرے' میں اس کو قدرت انتقام کے باوجود معاف کر دوں۔

"جو مجھ سے قطع (تعلق) کرے' میں اس کو (اپنے ساتھ) ملاؤں۔

"جو مجھے محروم رکھے میں اس کو عطا کروں۔

> **دشمنوں سے حسن سلوک کے معاملے میں آنحضورؐ کی یہ حدیث ان کے اخلاق حسنہ کی شارح ہے**
>
> **"میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ جو کوئی مجھ پر ظلم کرے میں اس کو قدرت انتقام کے باوجود معاف کر دوں"**

غضب اور خوشنودی دونوں حالتوں میں حق گوئی کو شیوہ بناؤں۔

"تنگ دستی اور فارغ البالی میں میانہ روی اختیار کروں۔ اور خلوت اور جلوت (ہر حال) میں اللہ سے ڈرتا رہوں۔ (مشکوٰۃ)

قرآن حکیم میں ارشاد خداوندی ہے:

"برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے' لیکن جو شخص (بجائے انتقام کے) معاف کر دے' اور اصلاح (و محبت) کی طرف قدم اٹھائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" (42:40)

آنحضور ﷺ کی ذات والا صفات عفو و درگزر میں اپنی مثال آپ تھی۔ آپؐ رحمۃ للعالمین تھے۔ جب ہم ایک فاتح کی حیثیت سے مفتوحین کے ساتھ آنحضور ﷺ کا حسن سلوک دیکھتے ہیں۔ تو حیرت زدہ رہ جاتے ہیں۔

حضور ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو قریش مکہ نے کونسا ظلم تھا جو آپؐ پر روا نہیں رکھا۔ ایک بار انہوں نے جوش غضب میں یہ فیصلہ کیا کہ (نعوذ باللہ) حضورؐ کا کام تمام کر دیا جائے۔ اس ناپاک مقصد کے لئے انہوں نے مکہ کے اسی شہ زور نوجوان منتخب کئے اور انہیں تاکید کی کہ جس طرح بھی ممکن ہو' اپنی جانوں پر کھیل کر محمد ﷺ کا کام تمام کر دو۔ یہ اسی نوجوان مسلح ہو کر نصف شب کے بعد مکہ سے روانہ ہوئے اور کوہ تنعیم سے اتر کر نہایت خاموشی کے ساتھ رات کے اندھیرے میں لشکر اسلام کے قریب پہنچے' لیکن اس سے پیشتر کہ وہ لشکر میں گھس کر اپنا ناپاک مقصد پورا کریں' جانثاران رسالتؐ نے ان سب کو گرفتار کر لیا۔ جرم کھلا ہوا تھا' اور سب مجرموں کی سزا قتل تھی' لیکن صبح ہوتے ہی جب یہ لوگ آنحضور ﷺ کی خدمت میں پیش کئے گئے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: ان سب کو چھوڑ دو۔ چنانچہ یہ سب بری کر دیئے گئے۔ (بخاری و مسلم)

مفتوحین کے ساتھ حسن سلوک کی ایک مثال ہمیں فتح مکہ کے موقع پر ملتی ہے جب حضورؐ نے کمال رحمت و رافت سے اپنے جانی دشمنوں اور خون کے پیاسوں کو بھی معاف فرما دیا۔ مثلاً:

1۔ اس موقعہ پر اپنے چچا سید الشہداء حضرت امیر حمزہ کے قاتل وحشی کو بھی معاف فرما دیا۔

2۔ ابوسفیان بن حرب کی بیوی ہندہ کو بھی معاف فرما دیا۔ جس نے حضرت حمزہ کی شہادت کے بعد ان کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکالا اور اسے کچا چبا لیا تھا۔ جس نے حضرت حمزہ کے کان' ناک اور بعض دوسرے اعضاء کاٹ کر ان سے اپنے گلے کا ہار بنا لیا تھا۔

3۔ عکرمہ بن ابوجہل کو بھی معاف فرما دیا۔ جو حضورؐ کو ستانے میں ابوجہل سے کسی طرح کم نہ تھا۔ فتح مکہ کے دن وہ جان بچا کر یمن بھاگ گیا۔ اس کی بیوی ام حکیم بنت حارث بن ہشام اسلام لائیں اور بارگاہ عالی میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! عکرمہ کو امان دیجئے۔ رحمت عالمؐ نے ارشاد فرمایا: اسے امان ہے۔

4۔ عبداللہ بن ابی سرح کی بھی جان بخشی فرمائی۔ جو نفاق و کفر کی حالت میں اس قدر خائن تھا کہ قرآن حکیم کے الفاظ تک بدل دیا کرتا تھا۔

5۔ عبداللہ بن زبعری کو بھی معاف فرما دیا۔ جو دن رات حضورؐ کی ہجویں لکھا کرتا تھا اور انہیں جگہ جگہ سنایا کرتا تھا۔

6۔ صفوان بن امیہ بن خلف کو بھی امان عطا فرمائی' جو لوگوں کو حضورؐ کے قتل پر آمادہ کرتا تھا۔

7۔ اور حد یہ کہ ابوسفیان کو بھی معاف فرما دیا۔ جس کی زندگی کا ہر ہر لمحہ حضورؐ کو نقصان پہنچانے کی تجویزیں سوچنے کے لئے وقف تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ دشمن کے ساتھ عفو و درگزر سے کام لینے کے لئے جس بلند اخلاق کی ضرورت ہوتی ہے اس کی نظیر اولین سپہ سالار افواج اسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے علاوہ تاریخ انسانی میں کہیں نظر نہیں آتی۔ بنو قینقاع اور بنو نضیر کے یہودی میثاق مدینہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جاسوسی' فتنہ و فساد' بغاوت اور درپردہ دشمن کی مدد کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں لیکن ان پر قابو پانے کے بعد انہیں بخش دیا جاتا ہے اور ان کی تمام منقولہ دولت ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی جاتی ہے۔ اس طرح غزوہ حنین و طائف اور سریہ قطبہ و طے کے قیدیوں کو بغیر فدیہ کے رہا کر دیا جاتا ہے۔ کیا تاریخ عالم میں عفو و درگزر کی کوئی ایسی مثال دکھائی جا سکتی ہے؟

حرفِ ثناء

دل مرا حجلہ حرا ہوتا
سربسر نور میں بسا ہوتا
بولتا آپؐ کی گواہی میں
ورنہ کنکر تھا چپ پڑا ہوتا
میری آواز میں بھی لکنت ہے
میں بھی پرتو بلالؓ کا ہوتا
کاش طائف میں آپؐ کے بدلے
میرا چہرہ لہو ہوا ہوتا
چلتے پھرتے، مکالمہ کرتے
روپ قرآں کا دیکھتا ہوتا
لوگ میرے بھی منتظر رہتے
ہجرت طیبہ کی ہوا ہوتا
مجھ کو صدیاں سنبھالتی پھرتیں
نقشِ پا ہوتا، گردِ پا ہوتا
آپؐ کے نام پر یہ سر اٹھتا
آپؐ کی شان پر کٹا ہوتا
میں بھی کرتا طواف آپؐ کے ساتھ
ہم قدم جبرائیلؑ کا ہوتا
نعت کہتا، درود پڑھ لیتا
سانس وقفہ حیات کا ہوتا
خاک میری بھی کیمیا ہوتی
میں لحد میں بھی جی اٹھا ہوتا
(اشرف جاوید)

آنحضور ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں عفو و درگزر اور دشمنوں سے حسن سلوک کے جو اعلیٰ ترین نمونے پیش فرمائے وہ تمام مسلمان جرنیلوں کے لئے مشعل راہ بنے۔



بارگاہ رسالتؐ کا ادب

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا

ابو عمار سید انجم شکیل گیلانی

اللہ تعالیٰ نے نبی نوع انسان کی ہدایت کیلئے انبیاء اور رسل علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور ان نفوس قدسیہ نے اللہ تعالیٰ کے پیغام ہدایت کو لوگوں تک پوری ذمہ داری سے پہنچایا۔ اپنی پاکیزہ زندگیوں کے معمولات سے انسانیت کیلئے صراط مستقیم متعین فرمائی۔ بے راہ روی میں بھٹکے ہوئے لوگوں کو ظلمت کے اندھیرے سے نکال کر نور کے اجالوں میں امید کی کرن دکھلائی۔ چونکہ یہ مبارک ہستیاں اللہ تعالیٰ کی منتخب کردہ اور فرستادہ تھیں۔ انہیں عظیم اور مبارک مشن کی تکمیل کرنی تھی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کا ادب ان کی تعظیم و توقیر کو انسانیت کیلئے ہی نہیں بلکہ پوری کائنات کیلئے فرض قرار دے دیا۔ دنیا کے قوانین کے مطابق بھی حاکم وقت کا نامزد کردہ پیامبر ہر دور میں عزت و احترام کا درجہ پاتا ہے۔ کیونکہ اس کی تضحیک سے بادشاہ وقت کے مرتبے اور شان پر حرف آتا ہے جب کہ انبیاء اور رسل علیہم السلام تو انسانیت کی فلاح اور بھلائی کیلئے بھیجے گئے۔ لہٰذا ایسے عظیم محسنوں کی شان گستاخی و بے ادبی اللہ ...

نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ السلام کی تو شان ہی نرالی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کثیر آیات مبارکہ حضور ﷺ کے دربار گوہر بار یاب کا ادب سکھانے کیلئے نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کو ہرگز گوارا نہیں کہ کوئی اس کے رسول علیہ السلام کی شان میں معمولی سی بھی گستاخی کا ارتکاب کرے حتیٰ کہ دل میں وسوسہ تک بھی نہ آنے پائے۔ آپ ﷺ اس منصب جلیلہ اور مقام ارفع پر فائز ہیں کہ مخلوق میں کوئی آپ کا ہمسر نہیں۔ شب اسریٰ مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء و رسل علیہم السلام ...

... کی جائے وہ بارگاہ الٰہی میں ہرگز قبول نہیں ہے۔ کیونکہ نیکی اور عبادت' اطاعت و اتباع رسول ﷺ کا نام ہے۔ آیت متذکرہ کا اسلوب بتا رہا ہے کہ ایمان مقدم ہونے کے باوجود اپنی قبولیت کیلئے ادب کا مرہون منت ہے۔ درحقیقت ادب تمام عبادات و ایمانیات پر مقدم اور غالب ہے۔ بدون ادب سب باطل ہے۔ حضرت قیسؓ اونچا سنتے تھے۔ لہٰذا وہ بلند آواز میں گفتگو کرتے۔ یہ ایک نفسیاتی مسئلہ تھا۔ ان کو عارضہ تھا مگر بارگاہ رسالت ﷺ کے ادب پر آیت نازل ہو گئی۔

... ہے۔

حضور ﷺ کی پکار کا ادب کرنے والا غسیل الملائکہ بن گیا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے بے ادبوں کی مذمت اور اپنی ناراضگی کے اظہار کیلئے بھی کئی آیات کریمہ نازل فرمائیں۔ ان آیات مبارکہ میں ابولہب اور ولید بن مغیرہ کی مذمت کی گئی جو بھی حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی کرتا اللہ تعالیٰ خود جواب دیتے۔ اور اپنے حبیب ﷺ کی عظمت و عصمت کا دفاع فرماتے۔ محبت کا تقاضا ہوتا ہے کہ محبوب کی ہر شے اور ہر ادا سے محبت ہوتی ہے۔ جہاں شائبہ گستاخی بھی ہو اس راہ کو ترک کر دیا جاتا ہے۔ ہر اس شے کا ادب واجب ہے جس کی نسبت اللہ کے رسول ﷺ سے ہو جائے۔ اسی طرح آپ ﷺ کی ذات کی طرف کسی ایسی شے کی نسبت نہ کی جائے جس سے آپ کی شان میں گستاخی کا پہلو نکلتا ہو۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنے شاگردوں کے درمیان تشریف فرما تھیں۔ ایک شخص نے کہا کہ اہل عراق نے فتویٰ دیا ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے عورت اور کتا گزر جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ یہ سن کر ام المومنین جلال میں آگئیں اور سخت الفاظ استعمال ...

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا



معمولات سے انسانیت کیلئے صراط مستقیم متعین فرمائی۔ بے راہ روی میں بھٹکے ہوئے لوگوں کو ظلمت کے اندھیرے سے نکال کر نور کے اجالوں میں امید کی کرن دکھلائی۔ چونکہ یہ مبارک ہستیاں اللہ تعالیٰ کی منتخب کردہ اور فرستادہ تھیں۔ انہیں عظیم اور مبارک مشن کی تکمیل کرنی تھی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کا ادب ان کی تعظیم و توقیر کو انسانیت کیلئے ہی نہیں بلکہ پوری کائنات کیلئے فرض قرار دے دیا۔ دنیا کے قوانین کے مطابق بھی حاکم وقت کا نامزد کردہ پیامبر ہر دور میں عزت و احترام کا درجہ پاتا ہے۔ کیونکہ اس کی تضحیک سے بادشاہ وقت کے مرتبے اور شان پر حرف آتا ہے جب کہ انبیاء اور رسل علیہم السلام تو انسانیت کی فلاح اور بھلائی کیلئے بھیجے گئے۔ لہٰذا ایسے عظیم محسنوں کی شان گستاخی و بے ادبی اللہ تعالیٰ کو کسی طرح بھی قبول نہ ہے۔

اس بزم کائنات میں نبوت ﷺ کا سب سے پہلا بے ادب اور گستاخ شیطان لعین ٹھہرا۔ اس نے اللہ کے حکم کے برخلاف حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کر کے ایک تو حکم عدولی کا ارتکاب کیا اور دوسرے اللہ کے نبیؑ کی شان میں گستاخی کے یہ کلمات کہے۔ "انا خیر منہ" میں اس سے بہتر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بے ادبی اور گستاخی پر اسے مردود بارگاہ کر دیا۔ قرآن پاک کی متعدد آیات مبارکہ شاہد ہیں کہ جب بھی کسی قوم نے اللہ کے پیغمبروں کی شان میں گستاخی و بے ادبی کی تو پھر اللہ تعالیٰ کا عذاب مسلط کر دیا گیا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کو کسی بھی نبی و رسول کے بارے گستاخانہ رویہ برداشت نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ السلام کی تو شان ہی نرالی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کثیر آیات مبارکہ حضور ﷺ کے دربار گوہر بار کا ادب سکھانے کیلئے نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کو ہرگز گوارا نہیں کہ کوئی اس کے رسول علیہ السلام کی شان میں معمولی سی بھی گستاخی کا ارتکاب کرے حتیٰ کہ دل میں وسوسہ تک بھی نہ آنے پائے۔ آپ ﷺ اس منصب جلیلہ اور مقام ارفع پر فائز ہیں کہ مخلوق میں کوئی آپ کا ہمسر نہیں۔ شب اسریٰ مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء و رسل علیہم السلام آپؐ کی اقتداء میں ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ یوم میثاق سارے انبیاء اور رسل سے آپؐ پر ایمان لانے کا وعدہ لیا گیا۔ گویا کہ برگزیدہ نبیوں و رسولوں کو بھی آپؐ کا ادب ملحوظ خاطر ہے۔

ایک مرتبہ چند صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ سے پہلے روزہ رکھ لیا اور قربانی بھی کر لی۔ اللہ تعالیٰ کو یہ فعل پسند نہ آیا کہ کوئی میرے حبیب ﷺ پر سبقت لے جائے۔ فوراً آیت مبارکہ نازل فرما دی۔

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے مت بڑھو یعنی سبقت مت کیجئے۔" (القرآن)

صحابہ کرامؓ نے کام تو نیکی کا کیا تھا۔ مگر ہر وہ نیکی اور عبادت جو اللہ کے رسول ﷺ پر سبقت لے کر کی جائے وہ بارگاہ الٰہی میں ہرگز قبول نہیں ہے۔ کیونکہ نیکی اور عبادت 'اطاعت و اتباع رسول ﷺ' کا نام ہے۔ آیت متذکرہ کا اسلوب بتا رہا ہے کہ ایمان مقدم ہونے کے باوجود اپنی قبولیت کیلئے ادب کا مرہون منت ہے۔ درحقیقت ادب تمام عبادات و ایمانیات پر مقدم اور غالب ہے۔ بدون ادب سب باطل ہے۔ حضرت قیسؓ اونچا سنتے تھے۔ لہٰذا وہ بلند آواز میں گفتگو کرتے۔ یہ ایک نفسیاتی مسئلہ تھا۔ ان کو عارضہ تھا مگر بارگاہ رسالت ﷺ کے ادب پر آیت نازل ہو گئی۔

"اے ایمان والو! نبی ﷺ کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو۔ اور نہ ہی نبی پاک علیہ السلام کو ایسے پکارو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال چھین لئے جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو" (القرآن)

روایتوں میں آتا ہے کہ یہ آیت کریمہ نازل ہونے کے بعد حضرت قیسؓ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں آنا چھوڑ دیا۔ دیگر صحابہ منہ میں کنکریاں رکھ کر گفتگو کرتے مبادا آواز بلند نہ ہو جائے۔" یہ بارگاہ نبوت کا ادب ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

انسان کی نیکیاں اور عبادات ضائع ہو جائیں مگر اسے خبر تک نہ ہو یہ ایک بڑی سزا ہے۔ معافی کا موقعہ بھی نہ ملے۔ یہ مقام بڑا نازک ہے۔ "اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کیلئے ان لوگوں کے دلوں کو چن لیا ہے۔ جو بارگاہ رسالت ﷺ میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں۔ ان کیلئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔" (القرآن) تقویٰ اللہ کی رحمت اور اس کے فضل سے ملتا ہے۔ اس کی رحمت اس شخص پر ہوتی ہے۔ جو دربار نبوت ﷺ کا ادب کرتا ہے۔ آپ ﷺ کو دردولت سے باہر آواز دینے سے منع فرما دیا گیا کہ اس میں بے ادبی پائی جاتی ہے۔ "اے حبیب! یہ جو حجرے کے پیچھے سے آپ ﷺ کو پکارتے ہیں ان میں اکثر نا سمجھ ہیں" (القرآن)۔ کسی کے گھر جا کر بلانے کا معروف طریقہ یہی ہے کہ یا تو دروازے پر دستک دی جائے یا نام لے کر پکارا جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو گوارہ نہیں کہ اس کے حبیب ﷺ آرام فرما رہے ہوں اور لوگوں کی پکار آپؐ کے آرام میں مخل ہو۔ صحابہ کرامؓ جب حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوتے آپ ﷺ ارشاد فرما رہے ہوتے اور صحابہؓ کوئی بات سمجھ نہ پاتے تو عرض کرتے "راعنا یا رسول اللہ" اے اللہ کے رسول ہماری رعایت فرمائی جائے۔ یعنی دوبارہ ارشاد فرمائیں۔ یہودیوں نے لفظ راعنا کو غلط تلفظ سے کہنا شروع کر دیا جس کا مطلب تضحیک پر مبنی تھا۔ اگرچہ صحابہ کرامؓ تو انتہائی ادب سے یہ بات کرتے مگر یہودیوں کی اس بے ادبی اور جسارت پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرما دی "اے ایمان والو! راعنا مت کہو بلکہ یوں کہو اے اللہ کے رسول ﷺ ہم پر نظر فرمایئے" اللہ تعالیٰ نے اس لفظ کے استعمال پر پابندی فرما دی۔ جو نبی ﷺ کی بے ادبی کا باعث بنتا تھا۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے "اے ایمان والو! جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ تمہیں بلائیں تو فوراً حاضر ہو جاؤ" (القرآن)۔

روایت ہے کہ حضرت حنظلہؓ کے کان میں آواز پڑی کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ جہاد کیلئے پکار رہے ہیں۔ اس وقت ان پر غسل واجب تھا۔ انہوں نے سوچا کہ اگر غسل کر کے جاتا ہوں تو تاخیر ہو جائے گی۔ اسی حالت میں جہاد کیلئے نکل کھڑے ہوئے اور شہید بھی ہو گئے۔ جب حضرت حنظلہؓ کی لاش ملی تو دیکھا کہ پانی کے قطرے گر رہے ہیں۔ سرکار ﷺ نے فرمایا کہ انہیں ملائکہ نے غسل دیا ...

... اور اپنے حبیب ﷺ کی عظمت و عصمت کا دفاع فرماتے۔ محبت کا تقاضا ہوتا ہے کہ محبوب کی ہر شے اور ہر ادا سے محبت ہوتی ہے۔ جہاں شائبہ گستاخی بھی ہو اس راہ کو ترک کر دیا جاتا ہے۔ ہر اس شے کا ادب واجب ہے جس کی نسبت اللہ کے رسول ﷺ سے ہو جائے۔ اسی طرح آپ ﷺ کی ذات کی طرف کسی ایسی شے کی نسبت نہ کی جائے جس سے آپ کی شان میں گستاخی کا پہلو نکلتا ہو۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنے شاگردوں کے درمیان تشریف فرما تھیں۔ ایک شخص نے کہا کہ اہل عراق نے فتویٰ دیا ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے عورت اور کتا گزر جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ یہ سن کر ام المومنین جلال میں آ گئیں اور سخت الفاظ استعمال فرمائے۔

شاگردوں نے پوچھا کہ کیا مسئلہ یا فتویٰ درست نہ ہے۔؟؟ آپ نے جواب دیا فتویٰ درست ہے مگر ظالموں نے عورت کو کتے کے برابر کر دیا۔ انہیں چاہئے تھا کہ دو الگ فتوے جاری کرتے۔ یہ ام المومنین کی فہم و فراست کے ساتھ ساتھ عورتوں کے مقام مرتبے کا دفاع بھی تھا۔ اسی طرح اللہ کے حبیب علیہ السلام کے ساتھ کسی ایسی شے کو نسبت نہ دی جائے جس سے شان نبوت ﷺ میں فرق آتا ہو یا شک ہی پیدا ہو جائے۔ امت کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ گستاخ رسول ﷺ واجب القتل ہے۔ بے ادب ہاں حضور نہ حاصل۔ عبادت کی اصل ادب ہے اور ادب کا اجر مغفرت ہے۔

مبارک ہو جہاں والو! امام الانبیاء آئے

مولانا حسین احمد اعوان

جوں ہی ربیع الاول کا مہینہ آتا ہے ہر طرف ایک خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ ہر مومن مسلمان مسرت و شادمانی سے سرور نظر آتا ہے۔ خوشی کیوں نہ ہو یہی تو وہ عظیم المرتبت اور مقدس ماہ مبارک ہے۔ جس کی 12 تاریخ کی مقدس ساعتوں میں حضورؐ سرور کائنات نور مجسم 'شافع محشر' یتیموں کے والی' غلاموں کے 'مولا' بادشاہوں کے بادشاہ خیر الوریٰ سردار الانبیاء خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ تمام جہانوں کیلئے رحمت بن کر تشریف لائے۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ ایک شاعر نے آپؐ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا ہے

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والاؐ
مرادیں غریبوں کی بر لانے والاؐ
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والاؐ
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والاؐ
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیاؐ
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایاؐ
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایاؐ
پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایاؐ
رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا
ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا

حضور نبی اکرمؐ کی آمد سے صدیوں سے ظلم و جبر' استحصال' ناانصافی اور گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکتی ہوئی انسانیت کو ایک نئی زندگی ملی کیونکہ بے قراروں کا قرار' بے سہاروں کا سہارا' بے کسوں کا کس' بے بسوں کا بس' احترام آدمیت سکھانے والا اور بھٹکوں کو سیدھا راستہ دکھانے والا اور عظیم الشان پیغمبرؐ تشریف لایا کہ جسے محبوب رب العالمین ہونے کا عظیم شرف حاصل ہے۔

حضورؐ سرور کائنات کی تشریف آوری سے عرب و عجم نور علیٰ نور ہو کر جگمگا اٹھے اور کفر و شرک' بدعقیدگی' کفر اور جہالت کی تاریکیاں چھٹ گئیں جیسے بے قراروں کو قرار آ جائے۔ بے چین روحوں کو چین نصیب ہو جائے۔ سوکھی زمین اللہ کی رحمت برسنے سے جی اٹھے اور سرسبز و شاداب ہو کر پھولوں اور کلیوں سے بھر جائے فضا معطر ہو کر روح کو تازگی بخشنے لگے۔ اندھیری رات میں چودھویں کا چاند چمکنے لگے اور ہر طرف نور اور روشنی کی برسات برسنے لگے۔

آپ کی آمد کائنات کے انسانوں کیلئے اللہ کا عظیم انعام ہے۔

حضور نبی اکرمؐ کی آمد سے انسانیت کو نئی زندگی ملی۔ کفر اور شرک کے اندھیرے چھٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ڈنکا بجنے لگا اور کعبہ میں بچے 360 بت منہ کے بل گر کر ریزہ ریزہ ہو گئے۔

تقریباً 1450 سال سے مسلمانان عالم 12 ربیع الاول شریف کو بڑی عقیدت و احترام اور محبت اور عقیدت بھرے جوش و خروش سے آپ کی ولادت باسعادت کا جشن مناتے ہیں۔ ماہ ربیع الاول کی آمد کے ساتھ ہی مساجد کو سجایا جاتا ہے۔ قرآن خوانی' نعت خوانی اور میلاد کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔ سیرت پاک کے جلسے کیے جاتے ہیں۔ چراغاں ہوتا ہے۔ غرباء میں کھانا تقسیم کیا جاتا ہے غرضیکہ ہر مسلمان فرط محبت اور جوش عقیدت میں اپنی اپنی حیثیت کے مطابق حضورؐ سرور کائنات کی آمد کی خوشی مناتا ہے۔

اللہ رب العزت جو خالق کائنات' مالک کائنات اور رب العالمین ہے نے اپنی مخلوق کو بے شمار نعمتوں سے نوازا مگر کبھی کسی نعمت کے عطا کرنے کا احسان نہیں جتایا مگر دیکھئے شان رسول کریم ﷺ جب اللہ رب العزت نے حضور نبی اکرمؐ کو دنیا میں بھیجا تو قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

میں نے مومنوں پر احسان کیا کہ انہیں اپنا پیارا محبوبؐ عطا کر دیا۔ پھر فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں پر اپنی رحمت فرماتے اور انہیں کسی نعمت سے نوازتے ہیں تو وہ اس نعمت کے عطا ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے ہیں اور خوشیاں مناتے ہیں۔

عید میلاد النبیؐ کے پرمسرت موقع پر مسلمانوں کی جانب سے خوشی اور مسرت کا اظہار اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پاک کی جیتی جاگتی تصویر ہے کیونکہ مسلمانوں کے نزدیک حضور نبی اکرم کی ذات مقدسہ و مبارکہ سے بڑھ کر نہ کوئی نعمت ہے اور نہ ہی خوشی۔

حضورؐ نور مجسم کی ذات مقدسہ وہ عظیم اور اللہ تعالیٰ کا بے مثال شاہکار ہے کہ جن کے امتی ہونے کی انبیاء خواہش فرماتے رہے۔

ایک شاعر آپؐ کی عظمت کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشرؐ
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اللہ رب العزت جو ہمارا حقیقی معبود ہے اور تمام تعریفیں بلاشبہ اللہ رب العزت کی ذات بابرکات رحیم و کریم کو روا ہیں اور اللہ رب العزت کے بعد جس ہستی کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی وہ عظیم ہستی حضور رحمت اللعالمینؐ کی ہے کہ ایک زمانہ آپ کا مدح خواں' نعت خواں اور ذکر بلند کرنے میں معروف ہے کیوں نہ ہو جس کا ذکر اللہ رب العزت خود کریں اسؐ کے ذکر کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔

اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

اور بلاشبہ ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

انسان تو انسان فرشتے بھی ہر دم ذکر رسول پاک کرتے اور آپؐ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔

کائنات میں یہ اعزاز صرف اور صرف سرور لولاک سردار الانبیاءؐ حضرت محمد مصطفیٰ کو حاصل ہے کہ خود خدائے پاک اور اس کے فرشتے حضور نبی اکرمؐ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

مولانا مجیب الرحمن انقلابی

رحمت للعالمین ﷺ اعلان نبوت سے قبل ہی صادق اور امین کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ لوگ آپ ﷺ کے پاس امانتیں رکھواتے اور معاملات کے فیصلے کرواتے تھے۔ لیکن جب محسن انسانیت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اعلان نبوت کرتے ہوئے ان کو بتوں کی پرستش ترک کر کے ایک خدا کی عبادت کرنے اور آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دینے کے بارے میں کہا تو یہی قوم جو آپ ﷺ کی پاک دامنی اور صدق و امانت کی قسمیں کھانے والی تھی' وہی آپ ﷺ کے خلاف ہو گئی۔ پھر آپ ﷺ کے پاؤں میں کانٹے بچھائے جانے لگے' آپؐ کو ہر طرح تنگ کرتے ہوئے ستایا جاتا' طائف کے میدانوں میں دعوت توحید دینے کی پاداش میں آپ ﷺ کو پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ پر گندگی پھینکی جاتی ہے۔ آپ ﷺ کو نعوذ باللہ مجنوں' دیوانہ اور جادوگر تک کہا گیا۔ شعب ابی طالب میں آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو تین سال تک قید و محصور کرتے ہوئے مکمل مقاطعہ اور سوشل بائیکاٹ کر دیا جاتا ہے۔ کھانے پینے کی کوئی چیز آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ تک نہ پہنچنے دی جاتی تھی۔ اس قید میں آپ ﷺ کے ساتھ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ سمیت عورتیں' بچے اور بوڑھے تک تھے۔

آپ ﷺ کو احد کے میدان میں زخمی کیا گیا اور آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید کئے گئے۔ آپ ﷺ پر ایمان لانے کی پاداش میں حضرت بلالؓ' حضرت خبابؓ' حضرت سمیہؓ اور یاسرؓ و عمارؓ سمیت دیگر صحابہ کرامؓ کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود محسن انسانیت ﷺ نے کبھی ان ظالموں کیلئے بددعا نہیں کی بلکہ ان کی ہدایت ہی کی دعا کی۔

مکہ کے لوگوں نے جب ظلم و تشدد کی انتہا کر دی تو آپ ﷺ خدا تعالیٰ کے حکم سے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جاتے ہیں۔ مدینہ میں انصار نے حضور ﷺ اور ہجرت کر کے آنے والے صحابہ کرامؓ کے ساتھ اخوت و محبت کا وہ بے مثال مظاہرہ کیا کہ تاریخ انسانی اس کی نظیر و مثال پیش کرنے سے عاجز ہے اور پھر چشم فلک نے وہ منظر بھی دیکھا کہ رحمت للعالمین ﷺ اپنے دس ہزار جانثار صحابہ کرامؓ کے لشکر کے ہمراہ اسی مکہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوتے ہیں جہاں سے آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو 10 سال قبل ظلم و تشدد کر کے نکالا جاتا ہے۔ لیکن یہ کیسا فاتح ہے اور کیسا انقلاب ہے؟ نہ تو قتل عام کیا جا رہا ہے اور نہ ہی فتح کا جشن منایا جا رہا ہے۔ مکہ سے نکالنے والے خوفزدہ ہیں کہ حضور ﷺ ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں اور انتقام کا کون سا راستہ اور طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے تھے۔ وہ بھی تھے جو آپ ﷺ کے خون کے پیاسے تھے۔ وہ بھی تھے جنہوں نے پتھر مار مار کر آپ ﷺ کے جسم اطہر کو لہولہان کیا تھا۔ وہ بھی جنہوں نے آپ ﷺ کے جانثار صحابہ کرامؓ پر ایمان لانے کی پاداش میں ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑتے ہوئے تپتی ریت پر لٹا کر ان کے سینوں پر وزنی پتھر رکھے تھے۔ ان صحابہ کرامؓ کو دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹایا گیا اور ان کے جسموں کو گرم سلاخوں کے ساتھ داغا گیا۔ ان میں وہ بھی تھے جنہوں نے رحمت للعالمین ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو شعب ابی طالب کی قید میں درختوں کی چھال اور پتے چبانے پر مجبور کر دیا تھا۔ آج یہ سب بارگاہ رسالت ﷺ میں مجرم کی حیثیت سے کھڑے ہیں۔ رحمت للعالمین نے ان سب پر نگاہ ڈالتے ہوئے پوچھا کہ "جانتے ہو آج میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟" بے بسی اور ندامت کے عالم میں ہر طرف سے ایک ہی رحم طلب صدا گونجی کہ "آپ ﷺ عالی ظرف اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں" رحمت للعالمین ﷺ نے سب کیلئے معافی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ "آج تم پر کوئی گرفت نہیں ہے' جاؤ تم سب آزاد ہو" حضور ﷺ نے عام اعلان فرما دیا کہ جو شخص بیت اللہ میں داخل ہو گا اس کو بھی امان ہے اور جو شخص حضرت ابو سفیانؓ کے گھر داخل ہو گیا اس کو بھی امن دیا جائے گا جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے رکھے گا اس کی بھی جان بخشی اور امان ہے اور جو شخص بغیر ہتھیار کے ملے گا اس کیلئے بھی امن ہے۔ ہر کسی کو امان مل رہی ہے جو بھی آپ ﷺ کی بارگاہ میں آیا اس نے اپنے آپ کو مامون پایا۔ پھر رحمت للعالمین کی بارگاہ میں بڑے بڑے دشمن اسلام اپنے کفر سے تائب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو کر اپنے آپ کو نور ایمان سے منور کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جو فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ کے انتقام کے خوف سے بھاگ رہے تھے وہ بھی آپ ﷺ کی شان رحیمی و کریمی اور معافی کے معاملہ کو دیکھتے ہوئے آپ ﷺ کے دست مبارک پر اسلام لاتے اور ایمان قبول کرتے ہوئے صحابیت کے اعلیٰ عہدہ پر فائز ہو جاتے ہیں۔ رحمت للعالمین ﷺ سب سے زیادہ شجاع و بہادر اور سب سے زیادہ سخی تھے۔ بردباری' قوت برداشت' قدرت پا کر معاف کر دینا' مشکلات و مصائب میں صبر کرنا ایسے اوصاف ہیں کہ جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تربیت فرمائی تھی۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ حیادار تھے۔ آپ ﷺ کی نگاہ کسی کے چہرے پر نہ ٹھہرتی تھی۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ پردہ نشین کنواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ عادل' پاک دامن' معاملات میں کھرے اور قول و فعل میں سچے تھے۔

آپ ﷺ اپنے ذاتی معاملات میں کسی سے انتقام نہ لیتے تھے یہاں تک کہ ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ نے کفار کی ایک قوم کے بارے میں بددعا کرنے کیلئے کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں "رحمت بن کر آیا ہوں عذاب بن کر نہیں آیا" آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید کئے گئے مگر اس وقت بھی آپ ﷺ نے ان کیلئے ہدایت و مغفرت کی دعا فرمائی۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ ﷺ کافروں کیلئے بھی رحمت للعالمین ہیں؟ فرمایا یہ خوان رحمت تمام عالم کیلئے یکساں کھلا ہے۔

جب بھی آپ ﷺ سے کسی چیز کا سوال کیا جاتا تو فوراً عطا فرما دیتے تھے۔

حضور ﷺ اپنے کپڑے مرمت کر لیتے (پیوند لگا لیتے) تھے۔ اپنے گھر والوں کے کاموں میں مدد کرتے اور مریضوں کی عیادت کرتے تھے۔ جب کوئی شخص آپ ﷺ کو دعوت دیتا خواہ امیر ہوتا یا مفلس' اس کے یہاں تشریف لے جاتے تھے۔ کسی مفلس کو اس کے فقر کی وجہ سے حقیر نہ جانتے تھے اور کسی بڑے سے بڑے بادشاہ سے اس کی مالداری کی وجہ سے مرعوب نہ ہوتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے لیکن آپ ﷺ اور آپ کے گھر والوں نے جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔ آپ ﷺ کے گھر والوں پر دو دو مہینے مکمل اس طرح گزر جاتے تھے کہ چولہے میں آگ جلانے کی نوبت تک نہ آتی۔

حضرت خارجہ بن زیدؓ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ اپنی مجلس میں سب سے زیادہ باوقار ہوتے' اپنے پاؤں وغیرہ نہ پھیلاتے' بہت زیادہ خاموش رہتے' بلا ضرورت نہ بولتے' جو شخص نامناسب بات کہتا اس سے رخ پھیر لیتے' آپ ﷺ کی ہنسی مسکراہٹ تھی اور کلام دوٹوک (واضح) نہ فضول نہ ہی کوتاہ' آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی ہنسی بھی آپ ﷺ کی توقیر و اقتداء میں مسکراہٹ ہی کی حد تک ہوتی۔ (شمائل ترمذی)

محسن انسانیت ﷺ کا اخلاق سب سے زیادہ کشادہ اور اعلیٰ تھا۔ بدخلقی سے سب سے زیادہ دور تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ "بیشک آپ ﷺ اخلاق کے بلند ترین مرتبہ پر فائز ہیں" ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کا خلق قرآن مجید تھا' یعنی قرآن مجید میں جس قدر محاسن اخلاق کا ذکر ہے وہ سب آپ ﷺ کی ذات اقدس میں پائے جاتے تھے۔ جس چیز کو قرآن پسند کرتا آپ ﷺ بھی اس کو پسند فرماتے اور جس کو قرآن پسند نہ کرتا اس کو آپ ﷺ بھی پسند نہ فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے لوگوں کیلئے حضور ﷺ کی ذات کو نمونہ اور مثال قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں فرماتے ہیں "درحقیقت تمہارے لئے حضور اقدس ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے" اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور اقدس ﷺ کی "سیرت" کو اپنانے اور رحمت للعالمین ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سنو صحرا نشینو!

سنو صحرا نشینو!
شب گزیدہ موسموں کے بجھتے منظر دیکھنے والو!
تمہارے واسطے کوہ صفا کی چوٹیوں سے
روشنی کا رزق اترا ہے
حرا کے سوچتے لمحوں میں جاگی خوشبوئیں تم کو بلاتی ہیں
ہوا کی دف بجاتی دھڑکنوں نے
اک نیا پیغام لکھا ہے
تمہارے نام لکھا ہے

سنو اے ریگ زادو!
اس نئے پیغام
رب کے آخری انعام کو تم حرز جاں کر لو
تمہاری روح کے صحرا میں
اب شادابیوں کی چاندنی خیمے لگائے گی
تمہیں جینا سکھائے گی

سنو!
تم شعب بو طالب یا طائف راستوں کے جبر موسم
بھی اتارو گے
تو خوشبو بانٹتا یہ کارواں اب رک نہیں سکتا
بھٹکتی ساعتوں کی پیاس میں لپٹا ہوا یہ یثربی موسم
برستی رحمتوں کا اک خزینہ بننے والا ہے
مدینہ بننے والا ہے

(عمران نقوی)

آپ کا بچّہ ہی آپ کی دُنیا ہے!

وہ آپ کی مُسکراہٹ کی اصل وجہ ہے
اِسی لیے آپ اس کو دیتی ہیں کھانے سے کچھ بڑھ کر...

نیسلے سیریلیک، جس میں شامل ہے دُودھ، گندم اور
وٹامنز کی مکمل غذائیت اور بِفڈس BL کا اضافی تحفّظ...

تو جیسے جیسے وہ بڑھتا جائے گا آپ کا پیار اور بھی گہرہ ہوتا جائے گا۔







Ogilvy & Mather

انتخابی بیعت اور پنجہ آزمائی کی تیاریاں

قوم کی کشتی کو بحرانوں سے نکالنے کیلئے پتوار کی ضرورت

احمد جمال نظامی

گذشتہ ماہ صدر مملکت آصف علی زرداری نے بلاول ہاؤس لاہور میں پنجاب سے تعلق رکھنے والے بہت سے نامی گرامی لیڈروں کے ساتھ ملاقاتوں میں الیکشن 2013ء میں پنجاب سے پیپلز پارٹی کی انتخابی کامیابیوں کے حوالے سے تبادلہ خیال کیا اور یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ مسلم لیگ (ن) سے انتخابی پنجہ آزمائی کے لئے ''چوہدری برادران'' کو ہر حال میں پیپلز پارٹی کی کولیشن پارٹی کے طور پر ساتھ رکھا جائے۔ صدر زرداری کو یہ مشورہ بھی دیا گیا تھا کہ اگر چوہدری برادران ق لیگ کو پیپلز پارٹی کے انتخابی نشان تیر پر الیکشن لڑنے پر آمادہ کر لیں تو آئندہ پنجاب کا وزیراعلیٰ چوہدری پرویز الٰہی کو بنانے کی ق لیگی قیادت کو یقین دہانی کرادی جائے۔ صدر زرداری کو یہ آئیڈیا بہت پسند آیا تھا۔ ق لیگ کے پیپلز پارٹی میں ادغام کی صورت میں صدر آصف علی زرداری چوہدری پرویز الٰہی کو پیپلز پارٹی پنجاب کا صدر بنانے تک تیار تھے لیکن چوہدری شجاعت حسین اور سید مشاہد حسین کا خیال تھا کہ مسلم لیگ (ق) کو اپنی الگ شناخت قائم رکھنی چاہیے۔ اس صورت میں ق لیگ پیپلز پارٹی کے علاوہ آئندہ انتخابات کے نتیجے میں قائم ہونے والی پنجاب اسمبلی میں ن لیگ اور تحریک انصاف سے بھی سیاسی سودے بازی کی پوزیشن میں رہے گی۔ چوہدری شجاعت حسین اپنے والد گرامی چوہدری ظہور الٰہی شہید کے سیاسی وارث کے طور پر جنرل محمد ضیاء الحق کے قریب آئے تھے اور 1985ء میں ہونے والے غیر جماعتی انتخابات کے نتیجے میں بننے والی محمد خان جونیجو کی حکومت میں پہلی مرتبہ وفاقی کابینہ کا حصہ بنائے گئے تھے۔ جب جنرل محمد ضیاء الحق نے 29 مئی 1988ء میں محمد خان جونیجو کی حکومت اور قومی اسمبلی توڑ کر محمد اسلم خٹک کو سینئر وفاقی وزیر بنا کر آئندہ انتخابات تک کے لئے نگران کابینہ تشکیل دی تو چوہدری شجاعت اس نگران حکومت کا اور چوہدری پرویز الٰہی میاں نواز شریف کی سربراہی میں بننے والی پنجاب کی نگران کابینہ کا حصہ بنائے گئے تھے گویا چوہدری برادران نے جنرل محمد ضیاء الحق کی سیاسی وفاداری کو محمد خان جونیجو کی سیاسی وفاداری پر ترجیح دی تھی۔

اس وقت مسلم لیگ تین دھڑوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ مسلم لیگ فنکشنل کے نام سے ایک دھڑا پہلے ہی مردان علی شاہ پیر آف پگاڑا کی قیادت میں [illegible] مسلم لیگ جونیجو گروپ کے نام سے قائم ہو گیا تھا اور تیسرے دھڑے کے لئے صوبہ سرحد (موجودہ صوبہ کے پی) کے سابق گورنر فدا حسین کو پارٹی سربراہ بنایا گیا تھا لیکن اس کے روح رواں پنجاب کے نگران وزیراعلیٰ میاں نواز شریف تھے۔ چوہدری برادران نے اس وقت اپنا سیاسی مستقبل اسی مسلم لیگی دھڑے سے وابستہ کیا تھا۔ چوہدری ظہور الٰہی شہید کے سیاسی وارث ہونے کے ناطے چوہدری برادران کو مسلم لیگ (ف) میں بہت زیادہ اہمیت دی گئی تھی۔ 1993ء میں جب میاں منظور احمد وٹو، فیصل آباد سے پنجاب اسمبلی کے موجودہ حلقہ 57 تاندلیانوالہ سے رکن اسمبلی منتخب ہو کر پیپلز پارٹی کی کولیشن حکومت کے سربراہ بنائے گئے تھے۔ چوہدری پرویز الٰہی کو اپوزیشن لیڈر کی ذمہ داریاں تفویض ہوئی تھیں۔ میاں شہباز شریف اس پنجاب اسمبلی کے رکن تھے 1997ء میں جب مسلم لیگ (ن) دو تہائی اکثریت سے قومی سیاست کے افق پر ابھر کر سامنے آئی اور میاں نواز شریف نے ملک کے وزیراعظم بننے کے بعد ملک کے سب سے بڑے صوبے کی وزارت اعلیٰ کے لئے میاں شہباز شریف کو امیدوار نامزد کر دیا تو یہ پہلا موقع تھا جب چوہدری برادران کے حامی مسلم لیگی حلقوں میں اضطراب و بے چینی محسوس کی گئی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ 1993ء کی پنجاب اسمبلی کے اپوزیشن لیڈر کو وزیراعلیٰ پنجاب منتخب کیا جانا چاہیے تھا لیکن میاں نواز شریف نے 1990ء کے انتخابات کے بعد وزیراعظم منتخب ہونے کے بعد پنجاب میں ایک دیرینہ مسلم لیگی کارکن غلام حیدر وائیں کو وزیراعلیٰ پنجاب بنا کر اس کے خلاف اپنی پارٹی کے سپیکر پنجاب اسمبلی میاں منظور احمد وٹو کی صدر مملکت اسحاق خان کے ایماء پر کی گئی سازش اور پھر اس سازش کے نتیجے میں غلام حیدر وائیں کے خلاف تحریک عدم اعتماد کی منظوری اور میاں منظور احمد کے وزیراعلیٰ پنجاب بنائے جانے کے تجربے کو سامنے رکھتے ہوئے چوہدری پرویز الٰہی کو ملک کے بڑے صوبے کی وزارت اعلیٰ تفویض کرنے کی بجائے پنجاب اسمبلی کا سپیکر منتخب کرا دیا اور وزارت اعلیٰ کے لئے قرعہ فال میاں شہباز شریف کے نام نکال دیا گیا۔ ایک بھائی ملک کا طاقتور ترین وزیراعظم اور دوسرا سب سے بڑے صوبے کا وزیراعلیٰ بن گیا اور اس طرح ماڈل ٹاؤن لاہور کے معروف صنعت کار میاں محمد شریف کا خاندان قومی سیاست میں طاقت کا سب سے بڑا سرچشمہ بن گیا۔ اس دور میں چوہدری شجاعت حسین اور ق لیگ کے موجودہ سیکرٹری جنرل سید مشاہد حسین دونوں ہی وفاقی کابینہ کا حصہ تھے۔ مشاہد حسین سید میاں نواز شریف کے معتمد ترین وفاقی وزیر اور مشیر کے طور پر ابھر کر سامنے آئے تھے اور 28 مئی 1998ء کے ایٹمی دھماکوں میں ان کی مشاورت کو خصوصی عمل دخل حاصل تھا۔ 12 اکتوبر 1999ء کے فوجی انقلاب کے نتیجے میں جو سیاست دان پس دیوار زنداں رہے ان میں سینیٹر مشاہد حسین سید بھی شامل تھے۔ ان کی جیل یاترہ کے دوران مسلم لیگ قائداعظم گروپ قائم ہوئی اور اقتدار میں آئی اور چونکہ میاں نواز شریف کا خاندان جلاوطن ہو گیا تھا لہٰذا سینیٹر مشاہد حسین کو چوہدری شجاعت حسین نے مشرف کی جیل سے نکال کر اپنا مشیر خاص بنا لیا اور بعدازاں وہ مسلم لیگ قائداعظم گروپ کے اہم لیڈر اور پھر سیکرٹری جنرل بنا دیئے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ مشاہد حسین سید ہیں جنہوں نے ق لیگ کو پیپلز پارٹی میں ضم ہونے سے بچایا ہوا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ہمیشہ ق لیگ کی اعلیٰ قیادت کو جاتی عمرہ رائے ونڈ سے فاصلے کم کرنے اور اپنی حقیقی مسلم لیگ میں مراجعت اختیار کر لینے کا مشورہ دیا ہے لیکن چوہدری پرویز الٰہی کو وفاق اور پنجاب دونوں جگہ میاں نواز شریف کے خاندان کی موجودگی پر سخت اعتراض ہے اور الیکشن 2008ء کے بعد وہ اسی صورت میں ق لیگ کا مسلم لیگ (ن) میں ادغام قبول کرنے کے لئے تیار تھے کہ میاں نواز شریف فیملی خود کو پنجاب کی وزارت اعلیٰ سے الگ کر لے۔ یہ سب دونوں دھڑوں کی مسلم لیگی قیادت کی انا کا نتیجہ ہے کہ فاصلے اس حد تک بڑھ گئے ہیں کہ مسلم لیگ (ق) آصف علی زرداری کی گود میں جا کر بیٹھ گئی ہے اور آئندہ انتخابات کے لئے پیپلز پارٹی اور ق لیگ میں سیٹ ایڈجسٹ منٹ کا معاملہ ماہ فروری کے وسط میں طے پا گیا ہے کہ ق لیگ قومی اسمبلی کی 53 اور پنجاب اسمبلی کی 92 نشستوں پر اپنے امیدوار کھڑے کر کے انہیں اپنے انتخابی نشان ''سائیکل'' پر الیکشن میں اتار سکے گی۔ اس فیصلے کا سب سے اہم نکتہ یہ تھا کہ پیپلز پارٹی ق لیگ کے ارکان اسمبلی کو اپنی پارٹی میں شامل نہیں کرے گی۔ جھنگ سے وفاقی وزیر شیخ وقاص اکرم اور ٹوبہ ٹیک سنگھ سے رکن قومی اسمبلی ریاض فتیانہ تو پیپلز پارٹی میں شامل ہونے کی تیاریاں مکمل کر چکے تھے جبکہ ق لیگ کے قومی اسمبلی میں پارلیمانی لیڈر فیصل صالح حیات اور خانیوال سے رکن قومی اسمبلی [illegible] سیٹ ایڈجسٹ کے فیصلے سے بظاہر مطمئن نہیں ہیں کہ اس صورت میں بھی انہیں اپنے اپنے انتخابی حلقوں میں بیگم عابدہ حسین اور سید فیصل صالح حیات کی انتخابی حمایت تو یقیناً حاصل نہیں ہو سکے گی بلکہ اس صورت میں ان کے سیاسی مخالفین مسلم لیگ (ن) کے ٹکٹوں پر ان کے بالمقابل آ کر ق لیگ کی سائیکل کے انتخابی نشان کا تیا پانچہ کر سکتے ہیں۔ سیاست میں کوئی شے حرف آخر نہیں ہوتی۔ سیدہ عابدہ حسین مسلم لیگ (ن) سے اپنے اور سید فخر امام کے لئے پارٹی ٹکٹ کا تقاضا کر چکی ہیں۔ میاں نواز شریف کو ان دونوں کے حوالے سے شدید تحفظات شامل ہیں اور وہ انہیں مسلم لیگ (ن) میں شامل نہیں کرنا چاہتے لیکن سید فیصل صالح حیات اور رضا حیات ہراج جیسے مضبوط امیدواروں کے مقابلہ کے لئے مسلم لیگ (ن) کو بھی مضبوط امیدواروں کی ضرورت ہے۔ ق لیگیوں پر پیپلز پارٹی میں شامل کئے جانے کی پابندی کے باعث پیپلز پارٹی کے انتخابی نشان پر الیکشن میں اترنے کے خواہش مند ارکان قومی و صوبائی اسمبلی یہ فیصلہ بھی تو کر سکتے ہیں کہ وہ مسلم لیگ (ن) یا تحریک انصاف میں شامل ہو جائیں۔ جس روز پیپلز پارٹی اور ق لیگ کی اعلیٰ قیادت میں آئندہ الیکشن سیٹ ایڈجسٹ منٹ سے اپنے اپنے انتخابی نشان پر لڑنے کا حتمی فیصلہ سامنے آ گیا اس سے اگلے ہی روز پنجاب اسمبلی میں ق لیگ دو ارکان اسمبلی دیوان عاشق بخاری اور پیر محمد اسلم بودلہ نے مسلم لیگ (ن) میں شامل ہو کر ق لیگ کی مزید ٹوٹ پھوٹ کا اشارہ دے دیا ہے۔ ق لیگ جس کے متعلق ابتداء سے ہی کہا جاتا رہا ہے کہ وہ باصلاحیت اور الیکشن جیتنے والے امیدواروں کی پارٹی ہے، پیپلز پارٹی نے اسے قومی اسمبلی کے لئے 53 اور پنجاب اسمبلی کے لئے 92 امیدوار نامزد کرنے اور ان امیدواروں کے بالمقابل پیپلز پارٹی کے امیدوار نامزد نہ کرنے کا ق لیگ کا مطالبہ تو تسلیم کر لیا ہے لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ ملک میں آئندہ انتخابات کے اعلان تک ق لیگ میں اس کے سابقہ ارکان قومی و صوبائی اسمبلی میں سے کتنے لوگ پارٹی میں باقی رہ جائیں گے۔ یوں لگتا ہے کہ چوہدری برادران کو یا تو اپنی سیاسی انا کی دیوار توڑ کر جاتی عمرہ رائے ونڈ میں واپس آنا ہو گا یا پھر انہیں سائیکل سے اتر کر پیپلز پارٹی کے مورچے میں بیٹھ کر میاں نواز شریف کے شیر کو تیروں کی بوچھاڑ سے چھلنی کر کے سیاست میں زندہ رہنے کی راہ اختیار کرنا ہو گی۔ یہ بات طے ہے کہ آئندہ انتخابات میں بائیسائیکل کوئی کمال دکھانے والی نہیں ہے۔ شیر کے میدان مارنے کی صورت حال پنجاب کے علاوہ سندھ، خیبر پی کے اور بلوچستان میں بھی بہت واضح ہے۔ سندھ میں میاں نواز شریف کو زبردست پذیرائی مل رہی ہے۔ مسلم لیگ فنکشنل، سید صبغت اللہ راشدی پیر آف پگاڑا کی قیادت میں اور مسلم لیگ ہم خیال سندھ کے سابق وزیراعلیٰ ڈاکٹر ارباب رحیم کی قیادت میں مسلم لیگ (ن) کے شانہ بشانہ آن کھڑی ہوئی ہے اور انہیں سندھ کی دیگر تمام سیاسی جماعتوں کی حمایت بھی پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کے خلاف حاصل ہو چکی ہے۔ آصف علی زرداری نے بلاول ہاؤس لاہور میں تک بھگ ایک ہفتہ تک پیپلز پارٹی کے کارکنوں اور اہم سیاسی شخصیات کے ساتھ رابطوں کا سلسلہ جاری رکھ کر تخت لاہور کے حصول کے لئے جس سیاسی جوڑ توڑ کے عمل کو تیز کرنے کے لئے پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر میاں منظور احمد وٹو اور پنجاب اسمبلی میں قائد حزب اختلاف کے لیڈر راجہ ریاض احمد کو ٹیک اپ کیا تھا اس کا فوری نتیجہ تو یہ نکلا ہے کہ پیپلز پارٹی کے 9 موجودہ اور ایک سابقہ رکن پنجاب اسمبلی نے صدر زرداری کے لاہور چھوڑتے ہی پیپلز پارٹی کو ہمیشہ کے لئے یہ کہہ کر چھوڑ دیا ہے کہ اس وقت ملک جن بحرانوں سے دوچار ہے۔ صرف میاں نواز شریف ہی قوم کی کشتی کو ن لیگ کے چپوار کی مدد سے ان بحرانوں سے نکال سکتے ہیں۔ ان ارکان پنجاب اسمبلی نے میاں شہباز شریف کے ہاتھ پر بیعت ہو کر مسلم لیگ (ن) میں شمولیت کا باضابطہ اعلان کر دیا ہے۔ مسلم لیگ (ن) میں شامل ہونے والوں میں پیپلز پارٹی پنجاب کے سابق جنرل سیکرٹری سمیع اللہ خان اور ان کی اہلیہ پنجاب اسمبلی کی رکن عظمیٰ بخاری کے علاوہ سرگودھا کے سردار کامل گجر، رانا منور غوث، گوجرانوالہ کے سرور قیصر اقبال سندھو، اوکاڑہ کے جاوید علاؤ الدین، خانیوال کے عباس ظفر ہراج، نشاط احمد خان، رانا بابر حسین اور جمیل شاہ شامل ہیں اور ان چاروں کی مسلم لیگ (ن) میں شمولیت کا واضح مطلب یہ ہے کہ ہراج خاندان مستقبل میں مسلم لیگ (ن) کا حصہ ہو گا۔ فیصل صالح حیات کے مسلم لیگ (ن) میں شامل ہو جانے کے بعد سیدہ عابدہ حسین اور سید فخر امام کے حلقوں میں ق لیگ کو سیٹ ایڈجسٹ منٹ کا فائدہ اٹھانے کے لئے نئے امیدوار سامنے لانا ہوں گے یا پھر ان دونوں نشستوں کو پیپلز پارٹی کے امیدواروں کے لئے چھوڑ دینا پڑے گا۔ سیٹ ایڈجسٹ منٹ کی بجائے پیپلز پارٹی میں شمولیت سے محروم رہ جانے والوں کا رخ لگتا ہے مسلم لیگ (ن) کی طرف ہو گیا ہے۔ آصف علی زرداری نے میاں منظور احمد وٹو اور راجہ ریاض احمد سمیت وفاقی کابینہ کے پنجاب کے ارکان کو آئندہ انتخابات میں ''تخت لاہور'' فتح کرنے پر معمور کر رکھا ہے اور بلاول بھٹو، راجہ ریاض احمد کی دعوت پر پنجاب کے دوسرے بڑے شہر فیصل آباد سے تخت لاہور کی لڑائی کا آغاز کرنے کا عندیہ دے چکے ہیں لیکن لگتا ہے کہ آئندہ الیکشن میں پنجاب سے بطور خاص پیپلز پارٹی کا صفایا ہو جائے گا۔ ضلع خانیوال کے ارکان پنجاب اسمبلی نے مسلم لیگ (ن) میں شامل ہو کر پیپلز پارٹی کے صوبہ ''بی جے پی'' کے منصوبے کے غبارے سے ہوا نکال دی ہے۔ صدر زرداری کو بحریہ ٹاؤن لاہور میں 200 کنال رقبے کا بلاول ہاؤس تو یقیناً تحفے میں مل گیا ہے البتہ تخت لاہور کے لئے ان کا لاہور میں بیٹھنا ان کے کسی کام نہیں آئے گا۔ لاہور میں اس مرتبہ بھی مسلم لیگ (ن) ہی کا جادو چلے گا البتہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ تحریک انصاف، پیپلز پارٹی سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرے گی۔

> ق لیگ انتخابات کے بعد
> پی پی پی کے علاوہ ن لیگ
> اور تحریک انصاف سے بھی سودے
> بازی کا راستہ کھلا رکھنا چاہے گی

NAWA-I-WAQT
نوائے وقت
اشاعت کے 63 سال
Milli Edition
ملی ایڈیشن

احکام الٰہی کی پیروی۔ شعار مومن

ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں تمام جن و انس کو اپنے احکام کی پیروی کے لئے پیدا کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا کہ ترجمہ: یعنی میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ (الذریت 52)

امیر المومنین حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس آیہ کریمہ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ جن و انس کے علاوہ تمام مخلوقات کی فطرت میں یہ وصف شامل ہے کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں۔ مثلاً ملائکہ، شجر، حجر، پرندے، پہاڑ، سمندر، غرض زمین اور آسمانوں میں جو بھی شے ہے یہ بات اس کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے کہ وہ مسلسل یعنی ہمہ وقت اپنے پیدا کرنے والے کی عبادت میں مشغول

"اطاعت کرو اللہ اور رسول کی۔ پھر اگر وہ (لوگ) منہ پھیریں' تو یقیناً اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا کفر کرنے والوں کو" (آل عمران:32)

رہے لیکن جن اور انسان دو ایسی مخلوق ہیں کہ جن کا مقصد زندگی تو عبادت و اطاعت الٰہی ہے مگر انہیں یہ آزادی بھی حاصل ہے کہ وہ اپنے دائرہ اختیار میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنا چاہیں' تو کریں اور اگر چاہیں' تو اس کی بندگی سے منہ موڑ سکتے ہیں اور اللہ کے سوا جس کی چاہیں بندگی و پیروی کر سکتے ہیں۔ البتہ ان کے لئے سیدھی راہ یہی ہے کہ اس چند روزہ زندگی میں انہیں جو آزادی بخشی گئی ہے' وہ کسی مرحلہ پر بھی اس کا غلط استعمال نہ کریں' بلکہ یہ آزادی حاصل ہونے کے باوجود صرف اور صرف اپنے خالق کے احکام کی پیروی کریں۔

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ اس آیہ کریمہ میں عبادت کا لفظ محض نماز' روزہ' حج اور ایسی ہی دوسری عبادات کے معنی میں استعمال نہیں کیا گیا۔ اگرچہ یہ مفہوم بھی اس میں شامل ہے' لیکن اس کا پورا مفہوم یہ ہے کہ جن و انس اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی پرستش نہ کریں۔ کسی دوسرے کو اپنی قسمت بنانے والا اور بگاڑنے والا نہ سمجھیں' بلکہ عقل و دانش کی یہ انسانی نعمتیں ملنے کی وجہ سے انہیں چاہئے کہ وہ عقل کے نور کی بدولت اپنے خالق کا عرفان حاصل کریں' اور ارادہ و عزم سے اس کے احکام کی پیروی کریں۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا' تو گویا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی خصوصی نعمتوں سے ٹھیک ٹھیک کام نہیں لیا۔

اللہ تعالیٰ کی پیروی کیسے کی جائے؟ یہ بات بتانے کے لئے اس نے اپنے رسول بھیجے' جن میں حضرت محمد ﷺ آخری رسول ہیں جن پر آخری کتاب "قرآن حکیم" نازل ہوئی جس میں انسان کو کامیاب و کامران بنانے والے تمام اصول درج ہیں' جن پر عمل کرنا ہے۔

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری اس آیہ کریمہ کی شرح میں اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں لکھتے ہیں کہ:

"امام المفسرین ابن جریرؒ لکھتے ہیں کہ نور سے مراد یہاں ذات پاک محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والثناء ہے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حق کو روشن کر دیا' اسلام کو ظاہر فرمایا۔ شرک کو نیست و نابود کیا۔

گویا اب قیامت تک شاہراہ حیات پر گامزن ہونے کے لئے اللہ کی آخری کتاب اور اللہ کے آخری رسول مقبول ﷺ کی ضرورت ہے اور جنہیں اللہ کے احکام کی پیروی کرنے کے لئے اللہ کے رسول ﷺ کا

رسول کی' تو اللہ اسے داخل فرمائے گا ان باغوں میں' جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ (اطاعت کرنے والے) ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے" (النساء 13)

اور اس سے اگلی آیت میں فرمایا:

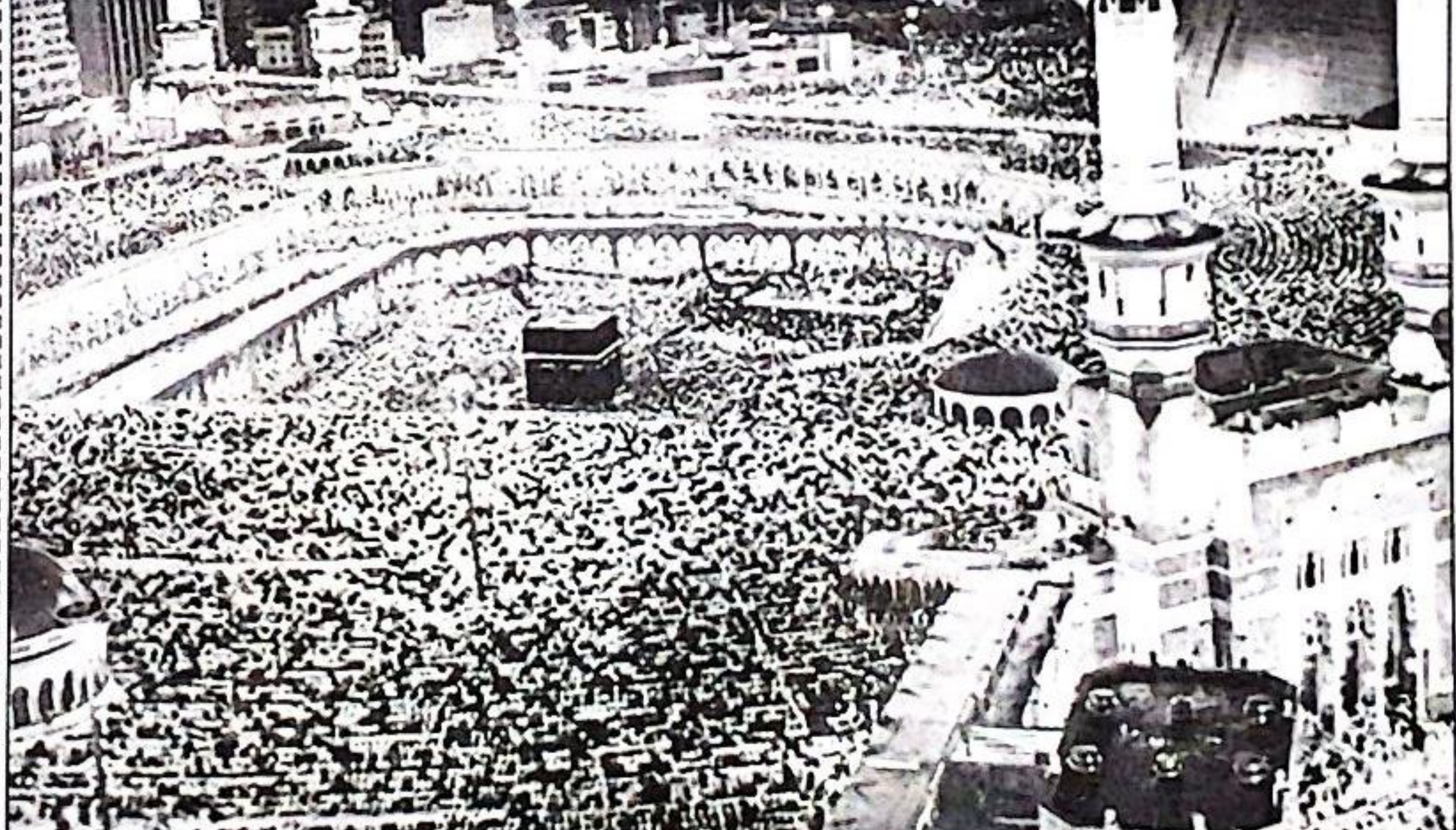
"اور جو کوئی نافرمانی کرے گا اللہ کی' اور اس کے رسول کی اور تجاوز کرے گا اللہ کی (مقرر کردہ) حدود سے۔ اللہ اسے آگ (یعنی جہنم) میں داخل کرے گا' جس میں وہ ہمیشہ رہے گا' اور اس کے لئے عذاب ہے' ذلیل کرنے والا۔" (النساء 14)

ان آیات قرآنی سے واضح ہے کہ احکام الٰہی کی

اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا۔ عہد کی پاسداری کرنا۔ امانت و دیانت کو اپنانا۔ عفو و درگزر سے کام لینا۔ عدل و انصاف کرنا۔ باہم اتحاد و اتفاق سے رہنا۔ صبر و اعتدال کو شعار بنانا' اللہ کے بندوں کی خدمت کرنا۔ اللہ پر بھروسہ رکھنا۔ پاک دامنی اختیار کرنا۔ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا اور رحم دلی اختیار کرنا وغیرہ

اسی طرح چند نواہی (یعنی جن باتوں سے منع کیا گیا ہے) یہ ہیں:

شرک سے بچنا' وعدہ خلافی نہ کرنا' جھوٹ سے احتراز کرنا' خیانت سے بچنا' کسی کی غیبت نہ کرنا' حسد و بغض سے باز رہنا' غرور و تکبر سے بچنا' بخل اور فضول خرچی



خاتم النبیین حضرت رسول اللہ ﷺ نے خود پوری طرح عمل کر کے ہمارے سامنے نمونہ پیش فرما دیا۔ گویا اب ایک انسان کے لئے اللہ کی پیروی کرنے کا یہی مطلب ہے کہ وہ صدق دل سے اس کے رسول ﷺ کی پیروی کرے' جن باتوں سے وہ منع فرمائیں' ان سے رک جائے' اور جن کاموں کے کرنے کا وہ حکم دیں' ان پر عمل کریں۔ قرآن حکیم میں ہے "ترجمہ: یعنی تمہارے پاس (راہ ہدایت دکھانے کے لئے) اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب مبین آ گئی ہے"

مولانا مودودیؒ نے تفہیم القرآن میں اس آیت کی وضاحت حاشئے میں اس طرح کی ہے جو شخص اللہ کی کتاب' اور اس کے رسول کی زندگی سے روشنی حاصل کرتا ہے اسے فکر و عمل کے ہر چوراہے پر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کس طرح ان غلطیوں سے

"اور جو کوئی نافرمانی کرے گا' اللہ کی' اور اس کے رسول کی اور تجاوز کرے گا' اللہ کی (مقرر کردہ) حدود سے۔ اللہ اسے آگ (یعنی جہنم) میں داخل کرے گا' جس میں وہ ہمیشہ رہے گا' اور اس کے لئے عذاب ہے' ذلیل کرنے والا۔" (النسا:14)

اسوہ حسنہ سامنے رکھتا ہو گا' اور اس کی پیروی کرنی ہو گی۔ سورہ آل عمران میں فرمایا

"اطاعت کرو اللہ اور رسول کی۔ پھر اگر وہ (لوگ) منہ پھیریں' تو یقیناً اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا کفر کرنے والوں کو" (آل عمران 32)

سورۃ النساء میں فرمایا

"اور جو شخص اطاعت کرے گا' اللہ اور اس کے

پیروی اور سنت رسول اللہ دو مختلف چیزیں نہیں ہیں' بلکہ رسول اللہ ﷺ کے طرز زندگی کے مطابق عمل پیرا ہونا ہی احکام الٰہی کی پیروی ہے۔ قرآن حکیم میں ہماری زندگی کو کامیاب بنانے والے وہ تمام احکام الٰہی (یعنی اوامر و نواہی) درج ہیں' جن پر عمل کرنے اور جن سے رکنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ مثلاً چند اوامر (یعنی جن کا حکم دیا گیا ہے) یہ ہیں

کی راہ اختیار نہ کرنا۔ ناپ تول میں کمی نہ کرنا۔ چوری چکاری سے بچنا۔ رشوت سے دور رہنا' بہتان تراشی سے بچنا' قتل و غارت گری سے باز رہنا۔ فحش کلامی سے بچنا' جوا' شراب نوشی اور سود سے بچنا وغیرہ۔

یہی وہ احکام الٰہی (اوامر و نواہی) ہیں جن پر عمل کرنے' اور جن سے دور رہنے کا مومن کو حکم دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان تمام احکام پر عمل کر کے ہمارے سامنے بہترین نمونہ پیش فرما دیا ہے' تاکہ مومنین کو ان احکام الٰہی کی پیروی میں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی اور اپنے رسول مقبول ﷺ کی اطاعت کی بیش از بیش توفیق ارزانی فرمائے۔ ان احکام الٰہی کی پیروی کو ہمارا شعار بنائے تاکہ ہماری دنیا بھی اچھی ہو اور آخرت بھی۔ آمین!

جمعتہ الوداع

مصطفیٰ کمال

جمعتہ الوداع ماہ صیام کا آخری جمعہ ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ برکتوں اور نعمتوں سے بھرپور ماہ مبارک اب ہم سے رخصت ہونے کو ہے۔ جس طرح سال کے بارہ مہینوں میں سے بعض مہینوں کو بعض پر فضیلت ہے اسی طرح جمعتہ المبارک کو بھی باقی ایام پر فضیلت ہے۔ ماہ صیام میں یہ یوم چار یا پانچ بار آتا ہے۔ اس لئے کوشش کی جاتی ہے کہ اس یوم سعید میں عبادات کی جتنی برکتیں ہوں سمیٹ لی جائیں۔

ارشاد خداوندی ہے "اے مومنو جب جمعہ کے روز تمہیں نماز کیلئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور کاروبار چھوڑ دو' اگر تم جانتے تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے"۔

جمعہ کی نماز کو خاص اہمیت اور فضیلت حاصل ہے جس میں شامل ہونا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ حضور نبی اکرم کا ارشاد ہے' جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے۔ اللہ کے نزدیک عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ سے زیادہ عظمت والا دن جمعہ ہے۔ افسوس ہے کہ ہر مسلمان عید کی نماز ادا کرنے کا تو اہتمام کرتا ہے مگر جمعہ کی نماز سے غفلت برتی جاتی ہے۔ جمعہ کی رات روشن ہے اور دن چمکدار۔ رسول کریم کا فرمان ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہو جائے اللہ تعالیٰ اسے قبر کے عذاب سے محفوظ فرماتا ہے۔ نبی پاک کا ارشاد ہے کہ جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی بھی آتی ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ سے بھلائی کی جو دعا بھی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بھلائی عطا کرتا ہے۔ حدیث پاک ہے کہ امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز پوری ہونے تک قبولیت کی گھڑی ہے۔ ترمذی شریف میں ہے کہ جمعہ کے دن عصر سے لے کر غروب آفتاب تک قبولیت کی گھڑی ہے اور دو خطبات کے درمیان دعا کا وقت بھی قبولیت کا وقت ہے۔ جمعہ گناہوں کا کفارہ ہے اس دن حضور پاکؐ پر کثرت سے درود پاک بھیجنا چاہئے۔

جمعہ کی نماز چھوڑنے کے بارے میں آپ کا فرمان ہے کہ جو شخص لگاتار تین جمعے بغیر کسی عذر کے چھوڑ دے گا اس کے دل پر اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتا ہے اور اس کا شمار منافقوں میں ہوتا ہے۔

جمعہ کے آداب کے بارے میں رسولؐ اللہ کا فرمان ہے کہ اس دن نہانا' صاف ستھرے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا چاہئے۔ مسجد میں اگر دیر سے پہنچے تو جگہ نہ ہونے کی صورت میں دوسروں کو پھلانگ کر اگلی صف میں جانا بہت بری بات ہے جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جانا چاہئے۔ عورتوں پر جمعہ فرض نہیں' لیکن اگر پڑھ لیں تو کوئی حرج بھی نہیں' خطبہ کے دوران خاموش رہنے اور جمعہ کے دن نماز کے لئے پہلے آنے والے کو زیادہ ثواب ملتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے' امام کے نزدیک بیٹھنے والے کو زیادہ ثواب ملتا ہے' جمعتہ المبارک کے روز اللہ تعالیٰ بے شمار انسانوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے جمعہ کی نماز رہ جائے تو جمعہ کی نماز قضا نہیں ہو گی بلکہ ظہر کی نماز پڑھ لینی چاہئے۔

رمضان المبارک کا آخری جمعہ اس لحاظ سے خصوصی اہمیت کا حامل ہے کہ اب ماہ صیام کے رخصت ہونے کا وقت آ گیا ہے جس میں مسلمانوں کے لئے عبادات کا ثواب کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جمعہ کے اجر و ثواب میں بھی کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ لیکن اس جمعے کے بعد ایک سال تک ایسی فضیلت اور برکت والا جمعہ نہیں آئے گا۔ اس لئے مسلمان جمعتہ الوداع کو بڑے اہتمام سے ادا کرتے ہیں۔ ملک و قوم کی سلامتی اور ترقی کیلئے خصوصی دعائیں مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا بھی کرتے ہیں کہ ان کی ماہ صیام کی عبادات کو قبول فرمائے۔

جمعہ کے دن کی پانچ خصوصیات بیان کی گئی ہیں

اللہ تعالیٰ نے اس دن حضرت آدمؑ کو پیدا کیا۔

اسی دن ان کو زمین پر اتارا۔

اسی دن انہوں نے وفات پائی۔

اس دن میں ایک ساعت ایسی ہے کہ بندہ جو سوال کرے گا وہ پورا ہو جائے گا۔

اسی دن قیامت برپا ہو گی۔

جمعہ کی رات کی عبادت کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ حضور پاکؐ کا فرمان ہے کہ رات مغرب اور عشاء کے درمیان میں بارہ رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں ہر مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھے تو گویا



اس نے بارہ برس تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔

دوسری روایت حضرت انسؓ سے بیان کی گئی ہے کہ رسول کریمؐ کا فرمان ہے کہ جو کوئی جمعہ کی رات کو عشاء کی نماز باجماعت ادا کر کے سنتوں کے بعد دس رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص ایک مرتبہ اور پھر سلام کے بعد وتر پڑھے اور پھر سو رہے اور منہ قبلہ کی جانب کرے تو گویا اس نے زندہ کیا شب قدر کو۔ جمعہ کے دن یا رات کو سورۃ کہف کی تلاوت بہت افضل ہے۔ سورۃ الدخان پڑھنے کی بھی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔ رسول کریمؐ کا فرمان ہے کہ جو شخص جمعے کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے 80 مرتبہ درود پاک پڑھے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

آج کے روز ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ ماہ مقدس کے دوران ہم نے بھوک' پیاس' نیند اور گفتگو میں جو احتیاط کی اور قرآن پاک کی تلاوت سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور قرب حاصل کرنے کی جو کوشش کی ہے اسے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ماہ مقدس کے ... سال کے دوران اپنی زندگی کا جزو بنا لیں۔ آمین

جمعتہ الوداع ماہ صیام کا آخری جمعہ ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ برکتوں اور نعمتوں سے بھرپور ماہ مبارک اب ہم سے رخصت ہونے کو ہے۔ جس طرح سال کے بارہ مہینوں میں سے بعض مہینوں کو بعض پر فضیلت ہے اسی طرح جمعتہ المبارک کو بھی باقی ایام پر فضیلت ہے

اسلام میں حقوق العباد کی اہمیت

پروفیسر ڈاکٹر محمد ذوالفقار علی اعوان

ابو اسیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک آدمی جو بنو سلم سے تعلق رکھتا تھا آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ

نفل عبادت کیلئے شوہر کی اجازت

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور ہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھے

بزرگان دین

پیر سید نور الحسن شاہ بخاریؒ

چرچا عام ہوا اور ایک دنیا آپ کی نیازمند ہوئی۔

تحریک پاکستان کے انتہائی کٹھن مراحل میں جب سید نور الحسن شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے جملہ مشائخ

اور ارادہ و عزم سے اس کے احکام کی پیروی کریں۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا' تو گویا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی خصوصی نعمتوں سے ٹھیک ٹھیک کام نہیں لیا۔
اللہ تعالیٰ کی پیروی کیسے کی جائے؟ یہ بات بتانے کے لئے اس نے اپنے رسول بھیجے' جن میں حضرت

کتاب مبین آ گئی ہے"
مولانا مودودیؒ نے تفہیم القرآن میں اس آیت کی وضاحت حاشئے میں اس طرح کی ہے جو شخص اللہ کی کتاب' اور اس کے رسولؐ کی زندگی سے روشنی حاصل کرتا ہے' اسے فکر و عمل کے ہر چوراہے پر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کس طرح ان غلطیوں سے

گی۔ سورہ آل عمران میں فرمایا:
"اطاعت کرو اللہ اور رسول کی۔ پھر اگر وہ (لوگ) منہ پھیریں' تو یقیناً اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا کفر کرنے والوں کو" (آل عمران 32)
سورہ النساء میں فرمایا:
"اور جو شخص اطاعت کرے گا' اللہ اور اس کے

بلکہ رسول اللہ ﷺ کے طرز زندگی کے مطابق عمل پیرا ہونا ہی احکام الٰہی کی پیروی ہے۔ قرآن حکیم میں ہماری زندگی کو کامیاب بنانے والے وہ تمام احکام الٰہی (یعنی اوامر و نواہی) درج ہیں' جن پر عمل کرنے' اور جن سے رکنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ مثلاً چند اوامر (یعنی جن کا حکم دیا گیا ہے) یہ ہیں:

مشکل پیش نہ آئے۔
آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی اور اپنے رسول مقبول ﷺ کی اطاعت کی بیش از بیش توفیق ارزانی فرمائے۔ ان احکام الٰہی کی پیروی کو ہمارا شعار بنانے تاکہ ہماری دنیا بھی اچھی ہو اور آخرت بھی۔ آمین!

جمعہ کے آداب کے بارے میں رسول اللہؐ کا فرمان ہے کہ اس دن نہانا' صاف ستھرے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا چاہئے۔ مسجد میں اگر دیر سے پہنچے تو جگہ نہ ہونے کی صورت میں دوسروں کو پھلانگ کر اگلی صف میں جانا بہت بری بات ہے جہاں جگہ ملتی ہے وہاں بیٹھ جانا چاہئے۔ عورتوں پر جمعہ فرض نہیں'

الوداع کو بڑے اہتمام سے ادا کرتے ہیں۔ ملک و قوم کی سلامتی اور ترقی کیلئے خصوصی دعائیں مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا بھی کرتے ہیں کہ ان کی ماہ صیام کی عبادات کو قبول فرمائے۔
جمعہ کے دن کی پانچ خصوصیات بیان کی گئی ہیں اللہ تعالیٰ نے اس دن حضرت آدمؑ کو پیدا کیا۔

کے دوران ہم نے بھوک' پیاس' نیند اور گفتگو میں جو احتیاط کی اور قرآن پاک کی تلاوت سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور قرب حاصل کرنے کی جو کوشش کی ہے اسے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ماہ مقدس کے فیوض و برکات و تجربات سال کے دوران اپنی زندگی کا جزو بنا سکیں۔ آمین

اسلام میں حقوق العباد کی اہمیت

پروفیسر ڈاکٹر محمد ذوالفقار علی اعوان

اسلام وسعت کے لحاظ سے بہت بڑا مذہب ہے۔ زندگی گزارنے کے تمام طریقے اسلام میں ملتے ہیں۔ دوسرے امور کی طرح حقوق العباد بھی بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حقوق العباد کو اپنے حقوق کی نسبت زیادہ اہمیت دی ہے۔ عام لوگوں میں غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ حقوق اللہ کو حقوق العباد پر برتری حاصل ہے۔ اس لیے وہ نماز روزہ کا اہتمام کر لیتے ہیں مگر حقوق العباد کی نگہداشت نہیں کرتے۔ جسکے نتیجے میں عدل و انصاف کا فقدان ہو جاتا ہے اور معاشرہ نفاق' انتشار اور عدم اطمینان کا شکار ہو جاتا ہے۔ حقوق اللہ میں کوتاہی کے گناہ تو شاید اللہ تعالیٰ جو رحیم و کریم ہے از خود معاف فرما دیں مگر حقوق العباد کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے معافی کی کوئی امید نہیں کیونکہ بندے کا گناہ تو بندہ ہی بخش سکتا ہے۔

مسلم حدیث ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔ جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا۔ جس کے پاس دولت نہ ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ نہیں مفلس وہ ہے جو آخرت میں اس حالت میں جائے گا کہ جس کے پاس نماز بھی ہے' روزہ بھی ہے' زکوٰۃ بھی ہے' حج بھی ہے مگر ساتھ ہی اس نے دنیا میں کسی کو مارا تھا۔ کسی کو گالیاں دی تھیں۔ کسی کی غیبت کی تھی۔ ان میں سے ایک شخص آیا اس کی نماز لے گیا۔ دوسرا زکوٰۃ لے گیا۔ تیسرا حج پھر بھی بعض حق دار بچ گئے تو ان پر ان کے گناہ ڈال دیئے جائیں گے۔ اس طرح وہ شخص محروم ہو کر دوسروں کے گناہ لے کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق کے مقابلے میں حقوق العباد کی ادائیگی پر جس مصلحت کے تحت زور دیا ہے وہ ہے انسان کی فلاح دنیا و آخرت ہے اور خالق کائنات نے ہر انسان کو ایک مقررہ وقت کیلئے زندگی کی مہلت عطا کی ہے۔ انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اور خدا کا نائب ہے۔ اس لیے دوسری تمام مخلوقات کی نسبت اسے قدرے خود مختار پیدا کیا گیا ہے اور ایک مخصوص دائرے کے اندر رہتے ہوئے اسے ایک حد وہ آزادی بھی عطا کی گئی ہے جو دوسری کسی اور مخلوق کو عطا نہیں ہوئی۔ انسان نیکی اور بدی کا انتخاب کرنے میں خود مختار ہے۔ یہ اپنی منشاء کے مطابق کھانے پینے اور چلنے پھرنے میں بھی آزاد اور خود مختار ہے لیکن انسان کو پیدا کرنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نسل انسانی کے علاوہ خدا کی دوسری تمام مخلوقات کے کام آنا ہے۔ اسلام نے تمام انسانوں کو خدا کا کنبہ یعنی خاندان قرار دیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ (انسانوں میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرتے ہیں' بندہ کا فریضہ ادا کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ نے حقوق العباد کے بارے میں بڑی تاکید کی ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق میں درگزر کر سکتا ہے لیکن جہاں تک بندوں کے آپس کے معاملات اور حقوق کا تعلق ہے۔ یہ کسی صورت معاف نہیں ہوں گے۔ یہ صرف اور صرف ادا کرنے سے ہی پورے ہوں گے۔ ایک انسان کی دوسرے انسانوں کے ساتھ محبت و ہمدردی اور غمگساری ہر بندے پر دوسرے بندوں کا قرض ہے اور قرض ہمیشہ چکانے سے ادا ہوتا ہے۔ بیماروں کی تیمارداری ان کی خدمت اور علاج معالجہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عبادت کا درجہ رکھتا ہے اور یہ خدمت خلق کا وہ شعبہ ہے جو دیگر تمام انسانی پہلوؤں پر فوقیت رکھتا ہے۔ اگر کوئی انسان بالعموم اور ایک مسلمان بالخصوص اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہونا چاہتا ہے تو یقین جانیے کہ دکھی اور بیمار انسانیت کی خدمت کر کے مقبول ہو سکتا ہے۔ غرضیکہ حقوق العباد کی ادائیگی کے بعد ہم یقیناً اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حق دار بن جائیں گے اور یہ کہ ہمیشہ رہنے والی زندگی میں وہ انعامات ربانی حاصل ہوں گے جن کا تصور بھی اس فانی دنیا میں محال ہے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ جامع صفات تھے۔ فقر اور فیاضی ان کی شخصیت کے روشن ترین پہلو ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا

"سخاوت وہ ہے جو مانگنے سے پہلے کی جائے"
"سخاوت کے ساتھ احسان جتانا کمینہ پن ہے"
"لالچ کرنے سے آدمی کی روزی میں اضافہ نہیں ہوتا' قدر میں کمی ضرور ہوتی ہے"
"جو شخص خود کو محتاج بنا کر خوش ہوتا ہے۔ وہ محتاج ہی رہتا ہے"
"غریبی اس امیری سے بہتر ہے' جسکی وجہ سے آدمی گناہوں میں پڑ جائے اور ذلیل ہو"
"جس نے محتاجی کا شکوہ کسی مومن کے سامنے کیا' اس نے گویا اللہ کی بارگاہ میں شکایت پیش کی اور جس نے محتاجی کا شکوہ کسی کافر کے سامنے کیا' گویا اس نے اپنے اللہ کی شکایت اس کے سامنے کی"

صحیح بخاری کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ سیدنا علی المرتضیٰؓ نے تمام رات کسی کے کھیت کو پانی لگا کر کچھ جو مزدوری کے طور پر حاصل کیے اور گھر لے آئے۔ ابھی سیدہ فاطمہؓ نے ایک تہائی پیس کر پکائے تھے کہ ایک سائل نے صدا دی۔ آپؓ نے سارا کھانا اٹھا کر اس کو دے دیا۔ دوسری تہائی تیار ہوئی تو ایک یتیم مانگنے آ گیا۔ حضرت علیؓ نے یہ کھانا اس کو دے دیا باقی تہائی تیار کرتے ہی ایک قیدی کی آواز آئی جو کچھ بچا تھا۔ وہ اس کو دے دیا۔ اس رات سارا گھر فاقہ سے رہا۔ اسی موقع پر مومنین کی شان میں سورہ دہر کی یہ آیت نازل ہوئی۔ "وہ اللہ کی محبت میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں" شدت پسند مسلمان یاد رکھیں کہ آخر میں آنے والا سائل قیدی مسلمان نہیں کافر تھا۔

ایک دن سیدۃ النساء حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کو رات دن بھوکا رہنا پڑا۔ شام کے وقت ایک تاجر کا سامان تجارت آیا تو حضرت علیؓ کو مزدوری کا کام مل گیا۔ وہ اسی بھوک کی حالت میں رات گئے تک اونٹوں سے سامان تجارت اتارتے رہے۔ مزدوری میں ایک درہم ملا تو حضرت علیؓ نے اس کے جو خریدے اور رات گئے حضرت فاطمہؓ کو لا کر دیئے۔ حضرت فاطمہؓ نے اسی وقت اٹھ کر جو پیسے اور روٹی پکا کر حضرت علیؓ کے سامنے لا کر رکھ دی۔ دیکھئے یہ حضرات سخت تنگی اور عسر کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا کوئی نہ کوئی موقع نکال لیتے تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے اس موقع پر رسول اللہ کا یہ قول یاد آیا کہ فاطمہؓ دنیا کی بہترین عورتوں میں سے ہیں۔

ایک دن سرکار عالم' سرور کائنات حضرت محمد ﷺ حضرت علیؓ کے گھر تشریف لے گئے تو حضرت علیؓ اور حسنؓ و حسینؓ تینوں کو گھر میں موجود نہ پایا۔ فاطمہؓ سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ آج گھر میں کھانے کیلئے کچھ نہیں تھا۔ "حضرت علیؓ فلاں یہودی کے ہاں مزدوری کے لیے گئے ہیں۔ بچوں کو اس لیے ساتھ لے گئے کہ وہ وہاں کھیل میں لگے رہیں گے۔ کھانے کے لیے ضد نہیں کریں گے۔" رسول اللہ ﷺ اسی طرف تشریف لے گئے اور دیکھا کہ بچے ایک حوض کے قریب کھیل رہے ہیں اور کچھ کھجوریں ان کے پاس رکھی ہیں۔ آقا نے حضرت علیؓ کو آواز دی اور فرمایا۔ علیؓ دھوپ کے تیز ہونے سے پہلے بچوں کو لے کر گھر چلے جاؤ۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا "یا رسول اللہ ﷺ" آج گھر میں کھانے کیلئے کچھ نہیں۔ آپ ذرا تشریف رکھیں۔ میں فاطمہؓ کیلئے بھی گری ہوئی کھجوریں اٹھا لوں۔" رسول اللہ ﷺ رک گئے۔ حضرت علیؓ نے کھجوریں چن کر ایک کپڑے میں جمع کر لیں پھر ایک بچے کو سرور عالمؐ نے گود میں اٹھایا اور دوسرے کو علی المرتضیٰؓ نے یوں اللہ کے محبوب ترین لوگوں کا یہ قافلہ بے سرو سامانی کے عالم میں گھر پہنچا۔

وہ حقوق جو بندوں پر ہیں اور احکام الٰہی ہے کہ حقوق العباد کی کوئی معافی نہیں ہے۔ لہٰذا ہمیں اس پر توجہ دینی چاہیے تاکہ ہم اللہ کے حضور سرخرو ہو کر نجات پا سکیں۔ حقوق العباد میں والدین کے حقوق' بچوں کے حقوق' بیوی کے حقوق' خاوند کے حقوق' ہمسائے کے حقوق وغیرہ شامل ہیں۔ سب سے زیادہ فوقیت والدین کے حقوق پر دی گئی ہے۔

والدین کے حقوق

ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟
آپ ﷺ نے فرمایا۔ تیری ماں
اس نے پھر کہا کون؟
آپ ﷺ نے پھر فرمایا۔ تیری ماں
اس نے پھر کہا کون؟
آپ ﷺ نے فرمایا۔ تیری ماں
اس نے پھر کہا کون؟
آپ ﷺ نے فرمایا۔ تیرا باپ

ایک اور روایت کے مطابق آپ ﷺ نے دو بار ماں اور تیسری بار باپ کا ذکر فرمایا۔ پھر درجہ بہ درجہ باپ سے بڑھا ہوا ہے۔ یہی بات قرآن پاک سے بھی معلوم ہوتی ہے۔

سورۃ لقمان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "ہم نے انسان کو والدین کی شکر گزاری کی تاکید کا حکم دیا" اور اس کے فوراً بعد فرمایا اس کی ماں نے اس کو تکلیف پر تکلیف جھیل کر نو مہینے تک اپنے شکم میں اٹھایا پھر دو سال تک اپنے خون سے اس کو پالا۔ اسی وجہ سے علماء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ جہاں تک ادب و تعظیم کا سوال ہے باپ زیادہ مستحق ہے اور خدمت کے لحاظ سے ماں کا درجہ بڑھا ہوا ہے۔

خدمت والدین کا صلہ جنت

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی ناک خاک آلود ہو (یعنی ذلیل ہو) یہ بات آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمائی۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ کون ذلیل ہو؟ (یعنی یہ جملہ کن لوگوں کے حق میں آپ ﷺ فرما رہے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ شخص جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پایا۔ ان دونوں میں سے ایک کو یا دونوں کو۔ (ان کی خدمت نہ کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔ (مسلم ابو ہریرہؓ) والدین کی نافرمانی حرام ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کی ہے۔ ماں کی بدسلوکی اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا اور حرص و بخل اور تمہارے لیے اس نے ناپسند کیا ہے۔ بے کار قسم کی گفتگو اور زیادہ سوال کرنا اور مال برباد کرنا

موت کے بعد والدین کے حقوق کیا ہیں؟

ابوالسیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک آدمی جو بنو مسلم سے تعلق رکھتا تھا آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ماں باپ کی وفات کے بعد ان کا کوئی حق رہتا ہے جسے میں ادا کروں۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔ ان کے لئے دعا و استغفار کرو اور جو جائز وصیت وہ کر گئے ہیں۔ اسے پورا کرو اور والدین سے جن لوگوں کی رشتہ داری کا تعلق ہے۔ ان کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور ماں باپ کے دوست اور سہیلیوں کی عزت اور خاطر داری کرو۔

رضاعی ماں کی تعظیم

ابوالطفیلؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو مقام جعرانہ میں دیکھا کہ آپ ﷺ گوشت تقسیم فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک عورت آئی اور حضور ﷺ کے قریب گئی تو آپ ﷺ نے اپنی چادر بچھا دی۔ جس پر وہ بیٹھ گئی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کی ماں ہیں۔ جنہوں نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا ہے۔

بیوی کے حقوق

بیوی سے سلوک' حکیم ابن معاویہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے (معاویہ) نے کہا کہ میں نے نبی کریمؐ سے پوچھا کہ کسی شخص کی بیوی کا اس کے شوہر پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا حق یہ ہے کہ جب تو کھائے تو اسے کھلائے اور جب تو پہنے تو اسے پہنائے اور اس کے چہرے پر نہ مارے' اور اس کو بددعا کے الفاظ نہ کہے' اور اگر اس سے ترک تعلق کرے تو صرف گھر میں کرے۔

بدزبان بیوی کے ساتھ سلوک

لقیط ابن صبرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ میری بیوی بدگو ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے طلاق دے دو۔ میں نے کہا۔ اس سے میرے بچے ہیں۔ مدت سے ہم دونوں ساتھ رہتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا

اسے نصیحت کرو۔ اگر اس کے اندر خیر کو قبول کرنے کی صلاحیت ہو گی تو وہ تمہاری بات مان لے گی اور خبردار اپنی بیوی کو اس طرح نہ مارنا جس طرح اپنی لونڈی کو مارتا ہے۔

شوہر کے حقوق

کونسی عورت جنت میں جائے گی نبی کریم ﷺ نے فرمایا عورت جبکہ وہ پانچوں وقت نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

اچھی بیوی کی صفات

حضور اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسی بیوی سب سے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ بیوی جو اپنے شوہر کو خوش کرے جبکہ وہ اس طرف دیکھے۔ اطاعت کرے جب وہ اسے حکم دے' وہ اپنے اور مال کے بارے میں کوئی ایسا رویہ نہ اختیار کرے جو شوہر کو ناپسند ہو۔

"اپنے مال سے مراد وہ مال ہے جو شوہر نے گھر کی مالکہ کی حیثیت سے اس کے حوالے کر دیا ہے" (نسائی ابو ہریرہؓ)

نفلی عبادات کیلئے شوہر کی اجازت

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور ہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا "میرے شوہر صفوان ابن معطلؓ مجھے مارتے ہیں۔ جب میں نماز پڑھتی ہوں اور مجھے روزہ توڑنے کیلئے کہتے ہیں جبکہ میں روزہ رکھتی ہوں اور وہ فجر کی نماز نہیں پڑھتے جب تک کہ سورج نہیں نکل آتا۔" ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ صفوان وہیں بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے ان سے ان کی بیوی کی شکایات کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا اے رسولؐ نماز پڑھنے پر مارنے کی حقیقت یہ ہے کہ وہ دو دو سورتیں پڑھتی ہے اور میں منع کرتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک ہی سورۃ کافی ہے۔ صفوانؓ نے پھر کہا۔ روزہ توڑنے کی شکایت کی حقیقت یہ ہے کہ روزہ رکھے چلی جاتی ہے اور میں جوان آدمی ہوں۔ صبر نہیں کر سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہیں رکھ سکتی۔ اس کے بعد انہوں نے کہا سورج نکلنے کے بعد نماز کی حقیقت یہ ہے کہ ہم اس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جن کیلئے مشہور ہے کہ ہم نہیں جاگ سکتے' جب تک کہ سورج نہ نکل آئے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے صفوان جب تم جاگو تو نماز پڑھ لیا کرو۔

بہترین دولت مومن بیوی

حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ آیت نازل ہوئی تو ہم میں سے بعض نے کہا کہ سونا چاندی کے جمع کرنے کے سلسلے میں تو یہ آیت اتری۔ جس سے معلوم ہوا۔ اس کا جمع کرنا پسندیدہ نہیں۔ اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ کونسا مال جمع کرنا بہتر ہے تو سوچیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔ سب سے بہتر ذخیرہ خدا کو یاد کرنے والی زبان اور خدا کے شکر کے جذبہ سے معمور دل اور نیک بیوی ہے جو دین کی راہ پر چلنے میں شوہر کی مددگار بنی ہے۔

اولاد کے حقوق

اولاد کی تربیت۔ رسول ﷺ نے فرمایا۔ باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دیتا ہے۔ اس میں سب سے بہتر عطیہ اسکی اچھی تعلیم و تربیت ہے۔

نماز کی عادت ڈالنا۔ رسول ﷺ نے فرمایا۔ اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو۔ جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور نماز کیلئے ان کو مارو۔ جب وہ دس سال کی عمر کے ہو جائیں اور اس عمر کو پہنچنے کے بعد ان کے بستر الگ کر دو۔

نیک اولاد صدقہ جاریہ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر تین قسم کے اعمال ایسے ہیں کہ ان کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ صدقہ جاریہ کر جائے یا ایسا علم چھوڑ جائے جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ تیسرے نیک لڑکا جو اس کیلئے دعا کرتا رہے۔ صدقہ جاری سے مراد وہ صدقہ ہے جس کا فیض عرصہ تک جاری رہے۔ مثلاً کنواں کھود دینا۔ مسافروں کیلئے سرائے بنا دینا۔ مسجد بنوا دینا یا راستے میں سایہ دار درخت لگا دینا۔ تیسرا عمل نیک اولاد ہے جس کو اس نے شروع ہی سے عمدہ تربیت دی۔ اس کوشش کے نتیجے میں وہ متقی اور پرہیزگار بنتا ہے تو جب تک لڑکا دنیا میں زندہ رہے گا اور اچھے عمل کرتا رہے گا۔ اس کا ثواب اس کے باپ کو ملتا رہے گا۔ (مسلم ابو ہریرہؓ)

لڑکیوں کی تربیت کا صلہ

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی کوئی بچی پیدا ہوئی اور اس نے جاہلی کے طریقے پر زندہ دفن نہیں کیا اور نہ اس کو حقیر جانا اور نہ لڑکوں کو اس پر ترجیح دی تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جنت میں داخل کر دے گا۔ (ابو داؤد ابن عباس)

بزرگان دین
پیر سید نور الحسن شاہ بخاریؒ

پروفیسر محمد اکرم رضا

اولیائے کرام کے فیضان کا ایک زمانہ معترف ہے۔ ان بزرگ اور محترم شخصیات نے مخلوق خدا کی رہنمائی کیلئے ہر دور میں اسلام کی تبلیغ کا حق ادا کیا۔ کفر و شرک کی تاریکیوں میں رشد و ہدایت اور علم و حکمت کے چراغ روشن کئے۔ یہ عظیم بندگان خدا تلوار کی نوک سے نہیں بلکہ نگاہوں کی تاثیر سے دلوں کو فتح کرتے اور گمراہوں کو ذات خداوندی کا عرفان عطا کرتے رہے۔ ان صوفیائے کرام کے تبلیغی کارنامے اس قدر لازوال اور فکری و نظری نقوش اس قدر انمٹ ہیں کہ زمانہ ہمیشہ ان سے روحانی بصیرت اور رہنمائی حاصل کرتا رہے گا۔ ملت اسلامیہ کے ان محسنین میں ایک اہم نام حضرت کیلیانوالہ شریف کے تاریخی قصبے کے اعزاز سلطان الاولیاء' آفتاب ولایت حضرت قبلہ پیر سید نور الحسن شاہ بخاریؒ کا ہے۔ جنہوں نے اپنے علم و عمل اور نگاہ کی تاثیر سے بے شمار گمراہوں کو راہ حق پر گامزن کر دیا۔

پیر سید نور الحسن بخاریؒ 1889ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا بچپن پاکیزگی فکر سے عبارت تھا تو جوانی صالحیت اور تقویٰ کی تصویر تھی۔ ایک تو خاندانی تربیت اور دوسرے منزل حق کی طلب صادق نے ان کے دل و جان میں خدا شناسی کی آرزو بیدار کر دی۔ شب و روز عبادات اور مجاہدات میں بسر ہونے لگے۔ آپ کی بے چین روح رہبر کامل کی متلاشی تھی جو خضر طریقت بن کر ان کو قرب الٰہی سے بہرہ ور ہونے کا قرینہ بخش سکے۔ ان کی زندگی کے معمولات سمٹ کر ایک ہی تمنا میں ڈھل چکے تھے کہ وہ سعید گھڑی کب آئے گی جب ان کی بے قرار زندگی کو قرار اور روحانیت کے گل و لالہ کو بہار عطا ہو گی اور پھر یہ لمحہ آ ہی گیا جب آپ مرکز طریقت شرقپور شریف کی سرزمین رحمت تک جا پہنچے۔ پیر سید نور الحسن شاہ بخاری' مرجع ولادیت اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں آئے تو پیر سید نور الحسن شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو ایک نظر دیکھتے ہی اس شہباز کے مقام و مرتبہ کو پہچان کر اندازہ کر لیا آپ شیر ربانی کے دامان لطف و کرم سے وابستہ ہوئے تو ایک آن میں کائنات بدل گئی۔ اعلیٰ شیر ربانیؒ کے حکم کی تعمیل میں آپ حضرت کیلیانوالہ شریف میں مستقل رہائش پذیر ہوئے اور پھر یہیں سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ گلزار سدا بہار سجایا کہ جس کے حسن معرفت کی خوشبو سے بے شمار اصحاب نظر خوشہ چینی کر رہے ہیں۔ پیر کامل کی نظر نے آپ کو بھی سنت رسول ﷺ کا علمبردار بنا دیا تھا۔ سنت کے مطابق داڑھی رکھوانا' حقہ سگریٹ سے نجات دلوانا اور اسلامی لباس و اطوار کو مروج کرنا آپ کے خاص معمولات و ارشادات میں شامل ہوتا تھا آپ فرمایا کرتے تھے کہ "بیلیو! نفلی عبادات میں خدا کا قرب اور درود شریف پڑھنے سے حضور نبی کریم ﷺ کا قرب حاصل ہوتا ہے" آپ نے صدق مقال' رزق حلال اور معاشرے کے روحانی اصلاح پر بڑا زور دیا۔ آپ ہمیشہ اپنے اصحاب کو کثرت ذکر' نماز کی پابندی' تلاوت قرآن پاک اور درود شریف کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ یہ آپ ہی کا کمال ہے کہ جو شخص بھی خدمت میں حاضر ہوا اس پر آپ کی نظر عنایت پڑی تو کایا پلٹ کر رکھ دی آپ کی صحبت میں اس قدر کشش اور تعلیم میں اس قدر تاثیر تھی کہ جو آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو جاتا اس کی زندگی میں حیرت انگیز روحانی انقلاب برپا ہو جاتا۔ آپ داڑھی منڈوانے والے کو پہلی صف میں بیٹھنے کی اجازت نہ دیتے۔ مسجد میں ہر ایک کے لئے مکمل خاموشی' باوضو ہونا اور دو زانو بیٹھنے کی پابندی تھی۔ آپ کی نگاہ کرم سے فیض یاب ہونے والے طالبان حق نے علم و حکمت کی بلندیوں کو یوں چھوا کہ وہ سنت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا گلشن سدا بہار بن گئے۔ آپ کے آستانہ عالیہ کے متوسلین' علمائے کرام اور مشائخ کی ایک بڑی تعداد دنیا بھر میں تبلیغ اسلام کا مقدس فریضہ انجام دے رہی ہے۔ آپ نے اپنی سرپرستی میں متعدد دینی مدارس کی بنیاد رکھی جو آپ اپنی تبلیغی مساعی اور تبلیغ دین کی بدولت شوکت علم و حکمت کا روشن حوالہ ہیں۔ ان مدارس سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء اور مدرسین زمانے بھر میں عظمت اسلام کی شمعیں روشن کر رہے ہیں۔

مرشد کامل اعلیٰ حضرت شیر ربانیؒ کی نظر کرم اور مہربانی سے مخلوق خدا کو بہرہ مند کرنے کا سلسلہ شروع کیا تو خلق خدا کا ہجوم بڑھنے لگا۔ یہ بات مخالفین اور حاسدین کو اچھی نہ لگی لیکن ان مخالفتوں سے حق کے چراغ کب بجھتے ہیں۔ حاضری کے لئے ایک ہجوم ہمہ وقت موجود رہتا۔ لوگ دیکھتے اور غلام بنتے چلے جاتے۔ ادھر فیض کے سلسلے عروج پر پہنچے تو ادھر مخالفتوں کے بھی طوفان کھڑے ہو گئے۔ ایک دن طبیعت پر زیادہ اثر ہوا تو درویش خدامست سید نور الحسن شاہ بخاریؒ نے اپنے مرشد کامل اعلیٰ حضرت شیر ربانیؒ کے حضور حاضر ہو کر صورتحال عرض کی۔ شیر ربانیؒ جوش میں آ گئے۔ فرمایا "شاہ جی یہاں آپ ہی کا چراغ روشن ہو گا۔ پیر جی زمانہ دیکھے گا آپ ہی کی عظمت کا ڈنکا بجے گا" پھر دنیا نے دیکھا کہ ہر طرف پیر سید نور الحسن شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے فیض ولایت کا چرچا عام ہوا اور ایک دنیا آپ کی نیاز مند ہوئی۔

تحریک پاکستان کے انتہائی کٹھن مراحل میں پیر سید نور الحسن شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے جملہ مشائخ حق کے ساتھ مل کر دو قومی نظریہ کے فروغ کے لئے اہم کردار ادا کیا۔ آپ دو قومی نظریہ کے زبردست حامی اور فدائی تھے۔ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی مجاہدانہ للکار کی صدائے بازگشت بن کر فرنگی سامراج کے خلاف کلمہ حق بلند کیا اور اپنے عقیدت مندوں' مریدوں کو تلقین کی کہ وہ پاکستان کے قیام کیلئے اہم کردار ادا کریں۔ بالآخر علم' حکمت کا یہ ماہتاب 21 نومبر 1952ء [illegible] شریف کے افق معرفت میں [illegible] عمر 63 برس گیارہ ماہ تھی۔ اس [illegible] ذکر ہے کہ آپ عمر اور اقوال و افعال میں بھی اپنے مرشد کامل سے پوری مطابقت رکھتے تھے۔ اسی لئے تو اعلیٰ حضرت شیر ربانیؒ [illegible] "جس نے مجھے دیکھنا ہو تو وہ پیر سید نور الحسن شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھ لے" اور ایسا کیوں نہ ہوتا آپ تو اپنے مرشد کی دعا اور مراد تھے۔ آپ نے زہد' تقویٰ اور خدمت انسانیت کے جو چراغ [illegible] ہمیشہ دلوں کو منور کرتے رہیں گے۔

تحریک پاکستان کے انتہائی کٹھن مراحل میں پیر سید نور الحسن شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے دو قومی نظریہ کے فروغ کے لئے اہم کردار ادا کیا۔ آپ دو قومی نظریہ کے زبردست حامی اور فدائی تھے۔ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی مجاہدانہ للکار کی صدائے بازگشت بن کر فرنگی سامراج کے خلاف کلمہ حق بلند کیا اور اپنے عقیدت مندوں مریدوں کو تلقین کی کہ وہ پاکستان کے قیام کیلئے اہم کردار ادا کریں

پیر سید نور الحسن شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو رب کریم نے دو فرزند عطا فرمائے۔ پیر سید محمد باقر علی شاہ اور پیر سید محمد جعفر علی شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ' موخر الذکر وفات پا چکے ہیں جب کہ علم و حکمت کے آفتاب الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ بخاری آستانہ عالیہ میں اپنے والد گرامی کے سجادہ نشین اور شریعت مصطفوی ﷺ کی نورانی تفسیر ہیں۔ آپ کا انداز تبلیغ انتہائی موثر اور قلوب و اذہان کو تسخیر کرنے والا ہے۔ آپ عالمی مبلغ اسلام ممتاز عالم دین منفرد شیخ طریقت اور ترجمان دبستان ولایت ہیں۔

آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف صرف معرفت و طریقت کا گہوارہ ہی نہیں بلکہ یہاں احکام شریعت خداوندی' فرمودات مصطفوی ﷺ اور تعلیمات اولیاء کو بطور خاص مد نظر رکھا جاتا ہے۔ یہاں غیر شرعی رسوم و روایات سے مکمل اجتناب کیا جاتا ہے کیونکہ اس خانوادہ اقدس کے [illegible] سمجھتے ہیں کہ سلطان مدینہ ﷺ کے بتائے ہوئے راستے سے ہٹ کر دنیاوی اور دینی فلاح کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ ان عظیم شخصیات کی پاکیزہ مجلس میں بیٹھ کر حضرت کیلیانوالہ شریف کی بستی پر رشک آتا ہے۔ جسے پیر سید نور الحسن شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کی اولاد نے مرکز انوار خداوندی بنا دیا ہے۔

NAWA-I-WAQT
نوائے وقت
68 سال
MILLI EDITION
ملی ایڈیشن

اسرائیلی مظالم کیخلاف فلسطینی انتفادہ

اسرائیل اس دن ٹوٹ جائے گا جس دن وہ اپنی تاریخ کی پہلی شکست سے دوچار ہوگا: ڈیوڈ بن گوریان

سید ناصر عباس شیرازی ایڈووکیٹ

ماہ ستمبر اسرائیلی تاریخ میں نمایاں ہے۔ معاہدہ کیمپ ڈیوڈ (ستمبر 1978ء) اور اوسلو معاہدہ (ستمبر 1993ء) جنہیں بالترتیب 30 اور 15 سال گزر چکے ہیں، عرب معاہدوں کاروں اور شریک معاہدہ عرب حکومتوں کے ماتھے پر رسوائی کا داغ ہیں۔ امسال کہ جب اسرائیل مظلوم فلسطینیوں کے خون پر اپنی 60ویں سالگرہ منا رہا ہے تاریخ نے اسرائیل سے مسائل کے حل کیلئے مذاکرات کی روش کی ناکامی کو ثابت کر دیا ہے۔ مذاکرات کے ذریعے علیحدہ فلسطینی ریاست کا قیام ایک خواب ہے اور فلسطینیوں کو اپنی آزادی اور خود مختاری کیلئے کسی دوسرے راستے کا انتخاب تاریخ کا دوسرا سبق ہیں۔

ڈیوڈ بن گوریان جب اسرائیل کا پہلا وزیراعظم بنا تو زیرکاشت زمین، درختوں کی مقدار، پھلوں اور فصلوں کا معیار، ہر خاندان کی اوسط زمین، مساجد و آئمہ کرام کی تعداد و نام حتیٰ کہ سرکاری اہلکاروں کا تمام ڈیٹا موجود تھا۔ 1947ء میں اس نقشہ کے تحت فلسطینیوں کو شہید کرنے کیلئے ہر گاؤں کی ایک ہٹ لسٹ تیار ہوئی اور یوں ٹارگٹ کلنگ کا ایک مکروہ اور بھیانک سلسلہ شروع ہوا۔ ڈیوڈ بن گوریان جو اس طویل عمل 1960ء تک حکمران رہا نے اس منظم فلسطینی نسل کشی کے بعد کہا: ”ہم آئے اور ہم نے ان سے ان کا ملک چھین لیا ہے، ہمیں ہر وہ کام کرنا ہوگا کہ جس کے ذریعے ہم فلسطینیوں کی دوبارہ واپسی یا آبادکاری کو روک سکیں“۔ موشے دایان نے قابض اسرائیل میں بچے کھچے فلسطینیوں کے بارے میں کہا ”انہیں کتوں کی طرح زندہ رہنا چاہئے“۔ یوں ظلم و بربریت کی جس گارے سے اسرائیل کی بنیاد رکھی گئی اس عمارت کی پہلی اینٹ بھی فلسطینیوں کے لہو سے ہی رکھی گئی۔ اپریل 1948ء

بھون دیا۔ بعض خواتین نے احتجاج کیا تو مٹی کا تیل چھڑک کر زندہ جلا دیا“۔ 1949ء کا پورا سال ایک نئے انداز سے جنگ جاری رہی۔ یہ مرحلہ مکمل صفائی کا دور تھا۔ مزید توسیع کے بعد غاصب اسرائیل کی حدود میں آنے والے تمام فلسطینیوں کو گرفتار کر کے انہیں ہر قسم کی املاک سے محروم کر دیا گیا، اسیر کر کے ان کے توہین آمیز شناختی کارڈ بنائے گئے اور انہیں مجبور کیا گیا کہ اگر کوئی فلسطینی بغیر کارڈ کے گرفتار ہوا تو اس کو مزید ½1 سال قید اور علاقہ بدری کی سزا دی جائے گی۔ یہ ہے وہ Status جو آج اسرائیل میں بسنے والے 10 لاکھ فلسطینیوں کا ہے۔ قدم قدم چیک پوسٹیں، رکاوٹیں، کرفیو، دیگر ہزاروں فلسطینیوں کو گرفتار کر کے اسرائیلیوں کے گھروں کی تعمیر کے کام پر لگا دیا گیا جہاں انہیں روز ایک آلو اور چاول کی نصف پلیٹ پر زندہ رہنا تھا۔ ظاہری صورتحال آج بھی مختلف نہیں ہے لیکن آج کچھ نئے عناصر میدان میں وارد عمل ہیں۔ غزہ میں 1.5 ملین آبادی ایک کھلی جیل میں زندگی گزار رہی ہے۔ بنیادی انسانی ضروریات کیلئے بھی اسرائیلی اجازت شرط ہے۔ فلسطینی اپنے ہی ملک میں بے گھر اور ایک قوم بغیر کسی ملک کے ہیں۔ ان کی اس مظلومی میں اسرائیلی

کی ادائیگی

آج اگر عالمی سطح پر یہ مسلمہ حقوق بھی فلسطینیوں کو حاصل نہیں ہیں تو اس کی ذمہ دار مغربی طاقتوں کا اسرائیل کیلئے سفارتی محاذ پر بھرپور سرگرم ہونا اور عرب حکمرانوں کا مغرب کے زیر اثر مجرمانہ رویہ ہے ورنہ اسرائیل مسلم ممالک میں گھرا ہوا ایک چھوٹا ملک ہے۔ اس Status Quo پر پہلی کاری ضرب اس وقت لگی جب 1960ء کے عشرے میں بیت المقدس کی آزادی کیلئے کئی گروہ وجود میں آئے۔ انہوں نے احساس کیا کہ عرب حکومتوں سے آزادی کی امیدیں لگانا عبث ہے، عزت کی زندگی کیلئے جدوجہد کا آغاز خود فلسطین کی سرزمین سے ہوگا، یوں باقاعدہ سیاسی اور عسکری جنگ کا آغاز ہوا

اندر دور تک فلسطینی راکٹوں اور القاسم بریگیڈ کی کارروائیوں کو روکنے میں ناکام رہے ہیں جبکہ فلسطینی ہر روز لاشیں تو اٹھا رہے ہیں لیکن ہر روز ان کی لگن میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ہر نئی شہادت کے بعد اسرائیل ایک نئی جوابی

لیکن جلد ہی نیشنلزم اور مارکسزم کے زیر اثر گروہ بندی پیدا ہو گئی اور سیاسی وحدت برقرار نہ رہ سکی۔

1979ء کے ایران کے اسلامی انقلاب نے مسئلہ فلسطین کو جس نئی اٹھان سے عالمی سطح پر پیش کیا اور عملی طور پر ایک ملک نے فلسطینی کاز کی حمایت شروع کی اس نے فلسطین کو نئی زندگی عطا کر دی۔ ستم رسیدہ فلسطینیوں نے باور کر لیا کہ اگر کوئی ملت اپنی نسل، عزت اور حرمت کا تحفظ کرنا چاہے تو یہ قربانی کے طویل عمل کا ثمرہ ہے کہ جس کے لئے حرکت کرنے کا مناسب ترین وقت آن پہنچا ہے۔ جہاد و شہادت کی چنگاری شعلہ بننے لگی اور آگ اس وقت بھڑک اٹھی جب 6 دسمبر 1987ء کو اسرائیلی بربریت کے نتیجے میں انتفادہ (Uprising) کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ بچے، بوڑھے، عورتیں گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ ٹینک کا مقابلہ پتھر سے، بندوق کا مقابلہ عزم سے، ظلم کا مقابلہ شہادت سے شروع ہوا اور یوں حماس، اسلامی

کارروائی کا سامنا بھی کرتا ہے۔ یہ Phenomena اسرائیل کیلئے بالکل نیا ہے۔ انتفادہ کے نتیجے میں جہاں عالمی سطح پر مسئلہ فلسطین دوبارہ روشن ہوا ہے وہاں اسرائیل کی اپنی ترقی اور آئندہ کے اہداف میں ایک بڑی رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے۔ پہلی مرتبہ یہودی آبادکاری کے عمل میں نمایاں کمی آئی ہے اور اسرائیل سے مہاجرت کر کے جانے والے یہودیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ اسرائیلی صنعت بالخصوص جنگی صنعت بحران کا شکار ہوئی ہے اور یہودی بزنس مین جس سرعت کے ساتھ اسرائیل میں سرمایہ کاری کر رہے تھے وہ ختم ہو کر رہ گئی ہے۔ فلسطینی تحریک اپنے زور بازو پر فعال ہے (indegenous) وہ کسی موہوم امید کے سہارے نہیں بلکہ شعوری شہادت طلبانہ کارروائیوں کے ذریعے آگے بڑھ رہے ہیں اور اسرائیل کو زچ کئے ہوئے ہیں۔ وہ اسرائیل جو فلسطینیوں کو قابل اعتنا نہیں سمجھتا تھا آج فلسطینی اس کو

10 مارچ 1948ء کو صیہونی اکابرین اور نوجوان یہودی فوجی آفیسرز کا مشترکہ اہم اجلاس تل ابیب کے معروف "Red House" سرخ مکان میں ہوا جس میں فلسطینیوں کی حتمی نسل کشی کے منصوبے کو آخری شکل دی گئی۔ اس امر کیلئے محاصرہ، قتل عام، بربریت اور مسلط کردہ خوف کے استعمال سے فلسطینی دیہاتوں، قصبوں اور شہروں کو خالی کرانے، بیگناہ عوام کے بلاامتیاز قتل عام، گھروں کو جلانے، املاک کو تباہ کرنے اور پھر ہر قیمت پر فلسطینیوں کو دوبارہ اپنے علاقوں میں واپس لوٹنے سے روکنے کی منظوری دی گئی۔ یہ پلان Dalet Plan یا پلان "D" حتمی آخری منصوبہ قرار پایا۔ یہ اسرائیل کی طرف سے مسلط کردہ ایسی جنگ تھی جس میں فلسطینیوں کیلئے رحم نام کی کوئی چیز وجود نہ رکھتی تھی۔ بڑے پیمانے پر لوگوں کو مار دینا، ٹارگٹ کلنگ، ریپ، تاراجی اور مہاجرت اس منصوبے کا عملی حصہ تھے۔ اس منصوبے کا مرکزی خیال ”عربوں کے وجود سے پاک صیہونی ریاست کا قیام“ تھا۔ اس منصوبے نے مکمل ہونے میں 6 ماہ لئے۔

روضہ رسولؐ پر حاضری کی آرزو

جب سے طیبہ نظر نہیں آتا
دل کو قریہ کوئی نہیں بھاتا
آرزو تھی کہ ماہِ رمضان میں
میں بھی شہرِ رسولؐ کو جاتا
بار صل علیٰ کے بجز کے ساتھ
روضۂ مصطفیٰؐ کو پیساتا
اشک برسا کے رحمت کلؐ سے
اپنا کاسہ کبھی بھی بھر لاتا
پھر مواجہ میں سر جھکائے ہوئے
نعتِ الیاس خوش نوا گاتا

جسٹس (ر) محمد الیاس

جمعۃ الوداع

رمضان المبارک کا آخری جمعہ اسلامی شان و شوکت کے بھرپور اظہار کا دن ہے

خالدہ جمیل

جمعۃ الوداع کا عظیم الشان اجتماع اسلامی شان و شوکت کا ایک زبردست مظاہرہ ہے۔ حقیقی قوتوں کا دامن تھامنے کا نام ہے اتحاد کا نام ہے ایک آواز پر جھکنے اور اٹھنے یعنی جسمانی حرکات کی ہم آہنگی کے ساتھ ساتھ قلوب کو ہم آہنگ کرنے کا نام ہے۔

پانچ فرض نمازوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ہر ہفتے میں نماز جمعہ بھی فرض عین قرار دی ہے جسے تمام مسلمان اپنے اپنے محلہ کی مسجدوں کی بجائے اپنے علاقہ یا اپنے شہر کی سب سے بڑی مسجد میں باجماعت پڑھتے ہیں۔ اس کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

اے ایمان والو جب جمعہ کے روز نماز کیلئے ندا کی جائے تو خدا کی یاد کیطرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم اسکا اجر جانتے ہو۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ لوگ جمعہ کی نماز ترک کرنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیگا اور وہ غفلت میں مبتلا ہو جائیں گے اور جو شخص بلاوجہ جمعہ کی نماز چھوڑ دیگا اسکا نام منافقین کی فہرست میں لکھا جائیگا۔

آخر جمعہ کیا ہے جس کی وجہ سے ترک جمعہ کو نفاق کے ہم معنی قرار دیا گیا اور اس پر وعیدیں بیان فرمائی گئیں۔ اسکی نسبت بجائے اس کے اور کچھ نہیں کہ جمعہ مسلمانوں کے اجتماع کا دن ہے اسی سے امت مسلمہ کی تشکیل ہوتی ہے اس نماز سے نماز پنجگانہ کی تکمیل ہوتی ہے اور یہی وہ چیز ہے جس سے اسلام کا اصل مقصد حاصل ہوتا ہے۔ یعنی مدنیت فاضلہ اور جمعیت صالحہ کی تنظیم۔

رمضان المبارک کا آخری جمعہ بے پناہ کیفیتیں اپنے اندر رکھتا ہے مہینہ بھر سے خدا کے بندوں میں جسمانی و روحانی انقلاب پیدا کیا جا رہا ہے انہیں خالص سپاہیانہ زندگی کا خوگر بنایا جا رہا ہے ان کی نگاہوں کو تمام برائیوں سے ان کے دلوں کو تمام نفرتوں سے پاک کیا جا رہا ہے۔ ان سے حلال پاک چیزیں چھڑائی جا رہی ہیں کہ نفس شریر کبھی حرام چیزوں کی طرف مائل ہی نہ ہو۔ اس کے بعد انہیں ایک جگہ جمع کیا جاتا ہے تاکہ وہ جائزہ لیں اپنے تمام اعمال کا محاسبہ کریں اس انقلاب کا جو ان کے اندر پیدا ہوا ہے۔ اطاعت امیر مرکزیت اتحاد عمل کے مظاہرے سے تجدید ایمان کریں۔

مقدس انسانوں کی اس قسم کی جماعت جس مقصد کو لیکر آگے بڑھے گی کامیابی خود آ کر ان

کے قدم چومے گی۔ تاریخ اسلام کے زریں ورق الٹ کر دیکھیں کہ 2 ہجری میں سب سے پہلے روزے فرض ہوئے اور اسی رمضان کی سترہ تاریخ کو ان روزے داروں اور نمازیوں کی فرقوں کا امتحان بھی لیا گیا۔

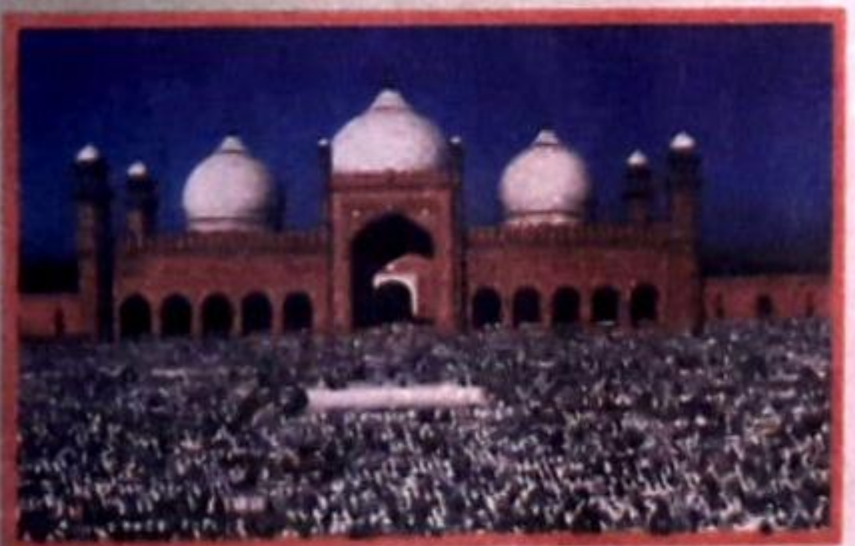
مورخین یورپ کہتے ہیں کہ واٹرلو کی لڑائی نے یورپ کی تاریخ کا نقشہ بدل دیا لیکن ان کی تنگ نگاہیں

ذرا اور آگے بڑھیں تو دیکھ لیں کہ 2 ہجری کے رمضان میں بدر کے مقام پر جو جنگ ہوئی اس نے دنیا کی تاریخ کو بدل دیا۔

سورۃ انفال میں ارشاد ربانی ہے۔ اے مسلمانوں! جب تم کسی جماعت کے سامنے آ جاؤ تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو شدت کے ساتھ یاد رکھو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ اور اللہ کی اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی اطاعت کرو اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تمہارے حوصلے پست ہو جائیں گے۔ تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی ثابت قدم رہو اور اللہ ایسے لوگوں کے حامی ہیں۔

یہ ہدایات کیا ہیں یہ زندگی کا پیغام ہیں یہ اسلام کی روح ہیں یہ ایک عبد مومن کی تمام عبادات کا مفہوم ہیں ایک دستور اساس ہے ایک لائحہ عمل ہے۔ یہی ہدایات ہیں جنگی یاد رمضان کے روزے اور روزوں کا جمعۃ الوداع ہے کہ اپنے نفس شریر سے تکبر و نخوت غرور کا بھوت نکال کر اس میں عجز و انکسار فراغ حوصلگی اور

فراخدلی کے جذبات پیدا کریں۔ جھوٹ فریب کو چھوڑ کر راست روی اور راست گوئی کی زندگی اختیار کریں اور دنیا کی تمام جھوٹی طاقتوں سے منہ موڑ کر اس ایک خدا کے غلام بن جائیں۔ ... اس کے سامنے جھکیں بھوکے پیاسے رہ کر اپنے فرائض کو انجام دیں یہ ایک ٹریننگ ہے جو سپاہی کو میدان میں لانے کے وقت دی جاتی ہے۔



ایس ایم سبطین نقوی

دروازے کھل جاتے ہیں، کہ اے مسلمانوں اس عشرے کے اندر اگر اپنی معافی کرانا چاہتے ہو تو آ جاؤ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان سے رجوع کرنے والے اور توبہ کرنے والے کی

سید الایام

اللہ تعالیٰ نے شہروں میں مکہ، مہینوں میں رمضان، دنوں میں جمعۃ المبارک اور راتوں میں شب قدر کو فضیلت بخشی ہے: حدیث مبارک

ایس ایم سبطین نقوی

پا جاتے رہے کی اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں اور انہیں بھوکا پیاسا رہنے کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ جمعۃ المبارک کے دن کو اسلام میں خاص مقام حاصل ہے۔ نماز جمعۃ المبارک میں عام نمازوں کے مقابلے میں ... پر تو یہ اجتماعیت مزید اجاگر ہوجاتی ہے ... سجدہ ریز ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ندامت و شرمندگی کے ساتھ نجات و مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ اجتماع کے لحاظ سے الوداع عید ہی ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو مسلمان جمعۃ المبارک کے روز یا شب جمعۃ المبارک فوت ہوجائے اللہ اس کو عذاب قبر سے بچالیتا ہے۔ جمعۃ الوداع ہمیں یہ احساس دلاتا ہے کہ اب رمضان المبارک رخصت ہو رہا ہے اس کے ساتھ ہی وہ ساعتیں

دروازے کھل جاتے ہیں، کہ اے مسلمانو! اس عشرے کے اندر اگر اپنی معافی کرانا چاہتے ہو تو آجاؤ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان سے رجوع کرنے والے اور توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرمائیں گے اور یہی جمعۃ المبارک کا دن اگر آخری عشرے میں ... طرف سے عام ندا ہو رہی ہے کہ اے مسلمانو! رحمت کی بارش ہوگی مغفرت کردی گئی اب آؤ اور جہنم سے خلاصی کرو اللہ چھٹکارا دے گا آج جمعۃ الوداع یعنی رمضان المبارک کا آخری جمعۃ المبارک ہے وداع کے معنی

رخصت کے ہیں اور جمعۃ الوداع کا مطلب ہی یہ ہے کہ یہ وہ آخری جمعۃ المبارک ہے جس کے بعد رمضان المبارک رخصت ہوجائے گا اور اس رمضان میں پھر کوئی ...

جو برکتوں اور رحمتوں والی ہیں اور جن میں اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگا جاتا ہے، بھی رخصت ہوجائیں گی ان آخری ساعتوں میں ...

[illegible]

فلسطین، ماضی وحال کے آئینہ میں

برطانیہ اور امریکہ کی مسلط کردہ ظلم کی سیاہ رات ایک دن چھٹ کر رہے گی

زاہد عباس مرتضیٰ

... ان ساٹھ برسوں میں ارض مقدس فلسطین میں ہر دن قیامت بن کر آیا ... 60 برس ظلم و بربریت وحشت و درندگی کی قدیم و جدید تاریخ سے ...

نے بیسویں صدی کے اوائل میں فلسطین کی جغرافیائی اہمیت کے پیش نظر اسے اپنے قبضے میں کرنے کا ...

بھیانک ظلم کو سیاہ ستمبر کے عنوان سے یاد کیا جاتا ہے۔ درماندہ، ظلم و ستم کی چکی میں پسنے والے اور اپنے وطن، گھر اور آبائی سرزمین کے حصول کی خواہش ...

شاہی افواج نے یہاں پر مقیم فلسطینیوں پر ظلم کی انتہا کردی۔ ان کا قتل عام کیا گیا۔ اس کے بعد ان فلسطینیوں کو لبنان میں پناہ پر مجبور کردیا گیا۔ اس

کی جاتی ہے ... اس قتل و غارت، سفاکیت و بربادی کے پیچھے دراصل ایک فلسفہ و فکر کارفرما ہے ... اسی فلسفہ و فکر کے حامل صیہونی یہودیوں

تصور کیجئے مظالم کا ایک ہلکا سا اندازہ لگایئے اور فلسطینیوں کیلئے "نکبہ" (عربوں کا ہولوکاسٹ) کے معنی سمجھئے۔ اس پلان کے نتیجے میں 8 لاکھ لوگ ... بوڑھے شامل ہیں۔ کئی ہزار قتل کئے گئے۔ علاقوں کے علاقے مکمل طور پر خالی کرالئے گئے۔ 531 فلسطینی قصبے، تل ابیب، حیفہ، یروشلم اور دیگر شہروں سمیت 11 شہر فلسطینیوں کیلئے اجڑ گئے اور یوں 1901ء میں قائم کردہ "JNF" (Jewish National Fund) کا باقاعدہ استعمال شروع ہوا تاکہ فلسطینی زمینوں کو کچھ خرید کر اور کچھ قبضہ کرکے مستقل تصرف میں لایا جاسکے۔ 1930ء میں ارض فلسطین کا ایک ایسا نقشہ ترتیب دیا جاچکا تھا جس میں ہر گاؤں، دیہات،

محاصرہ کرلیا اور گاؤں میں داخل ہوئے۔ نظر آنے والی ہر جاندار چیز کو بھون ڈالا، مردوں میں سے بعض فلسطینیوں کو محض اس لئے زندہ رکھا تاکہ لاشوں کو ... نوجوان پامردی سے لڑے مگر مارے گئے، عصمت دری کا بازار گرم ہوا۔ ایک عینی شاہد کا کہنا ہے: "ایک دفعہ جب وہ گاؤں میں داخل ہوئے تو انہوں نے ایک کونے سے دوسرے کونے تک ہر قسم کے جدید اسلحہ کا استعمال کیا۔ اس میں ٹینک، توپیں، میزائل اور مشین گنیں شامل تھیں۔ وہ گھروں میں داخل ہوئے اور عورتوں اور بچوں کو بلاامتیاز قتل کردیا۔ جو زندہ بچ گئے انہیں گرفتار کرلیا جن میں میرے 5 قریبی رشتہ دار تھے۔ ان سب کو ایک جگہ اکٹھا کرکے گولیوں سے

... 11 دسمبر 1948ء میں جنرل اسمبلی کی پاس شدہ قرارداد کے مطابق درج ذیل چند حقوق کو عالمی سطح پر تسلیم کیا گیا ہے ... UN-1948 Articles میں سے 15 میں 4 نہایت اہم ہیں۔ Art-7 ... Art-8 ... Art-9 ... Art-11 ...

... 2006ء کی جنگ میں عبرتناک شکست سے دوچار ہونے کے بعد ... 5 عرب اسرائیل جنگوں سے شکست خوردہ عرب ... Hot Issue ...

[illegible]

جمعۃ الوداع اور یوم القدس

ارشاد حسین ناصر

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ 1948ء سے قبل دنیا کے نقشہ پر اسرائیل نامی صیہونی ریاست کا وجود نہیں تھا ... کے قیام اور پھر اسے مضبوط و طاقتور بنانے میں برطانیہ، امریکہ، فرانس اور سابق سویت یونین کا کردار بے حد منفی اور گھناؤنا ہے۔

مسلمانوں کے قلب میں یہ خنجر 15-4-1948 کو گھونپا گیا۔ اس کے قیام کے فوری بعد اسے اقوام متحدہ کی رکنیت دے دی گئی اور رفتہ رفتہ گہری سازش کے تحت عالمی طاقتوں نے پوری دنیا سے یہودیوں کو اٹھا کر انہیں سنہرے خواب دکھا کر یہاں آباد کروایا اور مسلمانوں کو بے دخل کرنے، انہیں ظلم و ستم کا نشانہ بنانے اور ان کی زمینوں، گھروں اور کھیت کھلیانوں پر قبضہ کرنے کی سازشوں پر عمل درآمد کیلئے عالمی استعماری ...

ہوئے بلکہ ان کی عسکری و مالی مدد بھی کرنے سے نہیں گھبراتا۔ جمہوری اسلامی ایران کہ جس کے بانی

یہ بھی شک و شبہ سے بالا ہے کہ ایران میں ظالم شاہ کے خلاف امام خمینیؒ کی تحریک کی کامیابی نے فلسطینی و لبنان ...

حضرت امام خمینیؒ نے بیت المقدس کی آزادی کو مسلح جہاد سے مشروط کیا تھا اور مسلمانوں کو دعوت دی تھی کہ ...

کے مجاہدین پر بالخصوص اور دیگر اسلامی تحریکوں پر بالعموم اثرات مرتب کئے ہیں۔

... جولائی 2006ء میں لبنان پر اسرائیل کی مسلط کردہ جنگ میں ... 33 روزہ جنگ ...

[illegible]

یادرفتگان

عالم اسلام کے عظیم مفکر...... سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

فاروق چوہان

سید مودودیؒ حیدر آباد (دکن) کے شہر اورنگ آباد میں 25 ستمبر 1903ء کو پیدا ہوئے۔ 76 برس پر محیط اپنی زندگی میں زبان اور بیان کے آبدار موتی بکھیرنے اور ہنگامہ خیز زندگی گزارنے کے بعد عالم اسلام کے یہ قابل قدر سپوت امریکہ کی ریاست بفیلو میں 22 ستمبر 1972ء کو جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ مولانا مودودیؒ کی زندگی جہد مسلسل اور عزم و استقامت کا تابناک مرقع ہے۔ انہوں نے ساٹھ سے زائد کتابیں اور کتابچے تحریر کئے جن کے صفحات کی تعداد اٹھارہ ہزار سے زائد ہے جبکہ مولانا کی مختلف مواقع پر کی جانے والی تقاریر اس سے الگ ہیں۔ اگر ان کو بھی صفحہ قرطاس پر منتقل کر دیا جائے تو ایک اچھا خاصا ذخیرہ بن جاتا ہے۔ بلاشبہ وہ بیسویں صدی کے بہترین مورخ و نقاد بھی تھے یہ ایک حقیقت ہے کہ علم و دانش، فکر و نظر اور اعلیٰ کردار و اطوار کے حامل ایسے لوگ صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

سید مودودیؒ نے اپنے قلمی سفر کا آغاز اوائل عمری سے کیا اور آخری دم تک اپنے مشن سے وابستہ رہے۔ نصف صدی تک ان کا قلم اپنی خوشبو بکھیرتا رہا۔ وہ نہایت نرم خو، حلیم الطبع اور صابر و شاکر آدمی تھے۔ ان کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ ان کے قلم سے کبھی غیر مہذب اور ناشائستہ لفظ نہیں نکلا۔ وہ ذہانت و ذکاوت، تفکر و تدبر، استقامت و استحکام، تحمل و بردباری کی بیش بہا صفات کے مالک انسان تھے۔ ساری عمر چین سے نہیں بیٹھے پوری زندگی اسلام کی خدمت میں گزار دی۔ انہوں نے اسلام کی فکر کو عملی صورت میں ڈھالتے ہوئے اگست 1941ء میں جماعت اسلامی کی بنیاد ڈالی۔ ان کی بنائی ہوئی یہ جماعت آج 67 سال مکمل کر چکی ہے بانی جماعت سید مودودیؒ نے اسے جس مقصد کے لئے بنایا تھا اس پر یہ آج بھی گامزن ہے۔ وقت اور حالات کے نشیب و فراز نے اس کی راہ میں روڑے اٹکائے لیکن اس کے باوجود اس تحریک کے قدم نہیں رکے بلکہ آگے بڑھتے ہی چلے گئے۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں ہے کہ پاکستان کا مستقبل اسلام سے وابستہ ہے۔ یہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا دور ہے پوری دنیا میں اسلامی تحریکیں پھل پھول رہی ہیں۔ آج شاید دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جہاں مولانا مودودیؒ کا لٹریچر نہ پہنچا ہو اور اس سے رہنمائی نہ حاصل کی گئی...... ہو ان کی کتابوں کے کئی زبانوں میں ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ مولانا مودودیؒ میدان سیاست کے شہسوار و فاتح تختہ دار بھی تھے۔ ان کی ساری زندگی عجز و انکساری کا نمونہ تھی۔ وہ عزائم میں



پختہ، دینی مقاصد میں یکتا اور صائب الرائے شخصیت تھے۔ الوالعزم، باہمت اور جری تھے کسی قسم کی ترغیب و ترہیب، دھونس ان کے پائے استقامت میں لغزش پیدا نہ کر سکی۔ وہ ایک ایسا نور ہیں جس کی ضیاء پاشیوں سے آج پورا عالم اسلام جگمگا رہا ہے۔ آج 20 ویں صدی کا دانشور، مفکر، مدبر اور مفسر 5 اے ذیلدار پارک اچھرہ میں ایک سادہ سی کچی قبر میں منوں مٹی تلے ابدی نیند سو رہا ہے۔ آج انہیں ہم سے جدا ہوئے 29 سال ہونے کو ہیں لیکن دنیا بھر میں موجود لاکھوں لوگوں کے قلوب جنہوں نے ان کی فکر سے فیض حاصل کیا ہے ان کی یاد میں تڑپتے ہیں۔ سید مودودیؒ نے اسلام کے احیاء کا جو عظیم الشان کام کیا ہے اس سے صدیوں تک استفادہ کیا جاتا رہے گا۔

NAWA-I-WAQT
نوائے وقت
LITERATURE
ادبی ایڈیشن

نعتیہ محفلِ مشاعرہ

زیرِ اہتمام
پنجاب آرٹس کونسل

الوداع ماہ صیامِ الوداع

شعرائے کرام کا بارگاہ رسالتؐ میں پرخلوص ہدیہ عقیدت

کاظم جعفری

رمضان المبارک میں دنیا بھر کے مسلمان نوافل و عبادات کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ اس ماہ مبارک میں اہل فن و ادب خصوصاً شعراء کرام اپنے خلوص و محبت کا اظہار نعت رسول مقبولؐ کہہ کر کرتے ہیں اور ہر سال ماہ صیام کے دوران برپا ہونے والے نعتیہ مشاعروں میں اہل ذوق و ادب کو ان شعراء کرام کا تازہ نعتیہ کلام سننے اور پڑھنے کو میسر آتا ہے۔ موجودہ عہد میں نعت گوئی کے فروغ کے لئے نعتیہ مشاعروں کا انعقاد ناگزیر ہو گیا ہے جیسا کہ اہل فن و ادب کے مشاہدے میں ہے کہ نعت گوئی کے بجائے نعت خوانی ان دنوں عروج پر ہے گو کہ نعت خوانی کی محافل بھی برائے ثواب و درود پاکؐ کے لئے سجائی جاتی ہے لیکن ان محافل کو جس طرح بطور نمائش سجایا جاتا ہے اور نعت خوان حضرات پر روپوں کی بارش کی جاتی ہے بڑے سے بڑا ساؤنڈ سسٹم لگایا جاتا ہے اس طرح یہ محافل گلیمر کا حصہ بنتی جا رہی ہیں۔ ان محافل میں سامعین نعتیہ اشعار سننے کی سعادت تو حاصل کر رہے ہوتے ہیں لیکن ان اشعار کے تخلیق کرنے والے شعراء کرام سے متعارف نہیں ہو پاتے اور بعض اوقات نعت خوان حضرات کے صرف پڑھے ہوئے اشعار کو ان سے منسوب کر بیٹھتے ہیں۔ ان حالات میں بے شک نعت گوئی کے فروغ کی اشد ضرورت ہے اور اس کے لئے نعتیہ مشاعروں کا انعقاد ناگزیر ہے۔

مذکور بحث کے ضمن میں دیکھا جائے تو امسال رمضان المبارک میں پنجاب آرٹس کونسل کے زیر اہتمام ایک بابرکت و پررونق محفل مشاعرہ کا انعقاد خوش آئند بات ہے۔ یہ مشاعرہ 19 ستمبر 2008ء کی شام الحمرا ہال نمبر 3 میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت معروف شاعر اور مجلس ترقی ادب کے ناظم شہزاد احمد نے کی جبکہ الحمرا آرٹس کونسل کے چیئرمین عطاء الحق قاسمی مہمان اعزاز تھے۔ مہمانان خاص میں امجد اسلام امجد، خورشید رضوی، خالد اقبال یاسر، خالد احمد، اعزاز احمد آذر، قائم نقوی، ڈاکٹر اجمل نیازی اور نوشی گیلانی شامل تھیں۔ مذکور نعتیہ محفل مشاعرہ میں جن شعراء کرام نے اپنا اپنا خوبصورت ہدیہ نعت پیش کیا ان میں راقم الحروف، حسن اعزاز، صوفیہ بیدار، حسن عباسی، عرفان صادق، حیدر گیلانی، ناصر بشیر، عفت علوی، فرحت عباس شاہ، جاوید قاسم، حمیدہ شاہین، ڈاکٹر ضیاء الحسن، اعجاز کنور راجہ، جاوید شیدا، عباس تجمی، عمران نقوی، مذکور مہمانان خاص، مہمان اعزاز اور صاحب صدر کے نام شامل ہیں۔

نظامت کے فرائض میزبان شاعرہ صوفیہ بیدار نے بااحسن و خوبی سرانجام دیئے اور اس محفل مشاعرہ کا آغاز اپنے ان خوبصورت نعتیہ اشعار سے کیا:

خدا سے عشق اگر اولیں اجالا ہے
نبیؐ کی ذات مرا آخری حوالہ ہے
اُسیؐ کی ہو جو گواہی تو بات بن جائے
وہؐ جس نے اذنِ سخن آنسوؤں میں ڈھالا ہے
کہاں سے لاؤں گی حمد و ثنا کے نذرانے
وہؐ شخصیت ہی رموزِ سخن سے بالا ہے
پگھل ہی جائے گا حرفِ سخن ندامت سے
یہ کیسی صنفِ سخن میں قلم سنبھالا ہے

(صوفیہ بیدار)

اس کے بعد نوجوان شاعر اعزاز حسن نے اپنا ہدیہ کلام پیش کیا:

کیسا ہوتا ہے وہ انوار کا جلوہ دیکھوں
بس یہی ایک تمنا ہے مدینہ دیکھوں
آنکھ سے دل میں اتاروں میں بسا لوں جاں میں
ایسی تقدیر کھلے گنبدِ خضریٰ دیکھوں

(حسن اعزاز)

حسن اعزاز کے بعد راقم نے اپنا نذرانہ عقیدت بارگاہ رسالتؐ میں پیش کیا۔ ذیل میں جن شعراء کرام کا نمونہ کلام دستیاب ہو سکا ہے قارئین کے ذوق مطالعہ کے لئے پیش خدمت ہے۔

دل ہے تاریک اسے نور کا ہالہ کر دے
اک نظر میری طرف بھی شہِ والا کر دے
خوف کے غار میں ہوں اور تعاقب میں عدو
کہہ دے مکڑی سے درِ غار پہ جالا کر دے
ہے مرا نام حسن اور تجھے پیارا ہے
بس یہی نام تو محشر میں حوالہ کر دے

(حسن عباسی)

ہاتھ میں کاسہ مرے جسم پہ جبہ ہوتا
آپ کے شہر میں ہوتا تو میں کیسا ہوتا
دیکھ کر قافلہ راہ نوردانِ وفا
سوچتا ہوں کہ مدینے کا میں رستہ ہوتا
اپنی آنکھوں کو نمائش کے لئے رکھ دیتا
میں نے اک بار جو سرکار کو دیکھا ہوتا
میرے ہونٹوں پہ ستارے سے چمکتے رہتے
میں نے سرکار کے قدموں کو جو چوما ہوتا

(ناصر بشیر)

کچھ دیر اور ٹھہر غزل انتظار کر
مجھ پر اتر رہی ہے شہِ انبیاءؐ کی نعت
قاسم یہ ان کی چشمِ عنایت کا فیض ہے
جب بھی کہی ہوئی ہے شہِ انبیاء کی نعت

(جاوید قاسم)

مریدِ تکیہ نہ درگاہ چاہیے ہے مجھے
ترے دیار کو بس راہ چاہیے ہے مجھے
جو آپ تخت پہ جلوہ کرے جلوس کرے

خلیفہ پیر نہ وہ شاہ چاہیے ہے مجھے
تری غلامی کے بدلے نہ رتبہ و تمغہ
نہ شان و شوکت ذی جاہ چاہیے ہے مجھے
ترے غنا کی نہایت نگاہ میں ہے مگر
عطا ہو سیم نہ زر خواہ چاہیے ہے مجھے
گزر بھی جائے اماوس تری جدائی کی
دو نیم اشارے سے پھر ماہ چاہیے ہے مجھے
جو تیرے صبح و مسا کا مزاج پہچانے
وہ چشم وہ دل آگاہ چاہیے ہے مجھے
درود اول و آخر یونہی نہیں پڑھتا
ترے وسیلے سے اللہ چاہیے ہے مجھے
ابھی کہاں وہ قناعت کی انتہا یاسر
ابھی کوئی نہ کوئی آہ! چاہیے ہے مجھے

(خالد اقبال یاسر)

یہ خاک بہت مشکور ہے اس شہ رگ میں مستور کی
اک اپنا نام عطا کیا ایک بخشی ذات حضور کی
ہونٹوں پر ذکر کی چاشنی اور میٹھے حرف درود کے
آنکھوں میں عرش کا نور ہے پاؤں میں مٹی طور کی
وجدان میں برق سی کوندتی اور اک بھری سرشاریاں
یہ بھاگ بھرے اسرار ہیں اک جاگتی جوت ظہور کی
سب اس کی عطائیں ہو چکیں اب اس کے سوا کیا چاہیے
ہر لمحہ حمد گزار ہو ہر سانس میں نعت حضور کی
بدلے میں سوچ کے زاویے اک ذکر میں پنہاں راز نے
اک اسم سمایا فکر میں ہر صورت چمکا چور کی
مرے اندر اجلا نور ہے اعجاز کنور اُس ذات کا
پھر راز کھلے ہیں روح کے پھر بات چلی منصور کی

(اعجاز کنور راجہ)

کس رخ سے تیری مدح ترے مدح خو کریں

کسی کو غم کی سمجھ تھی نہ کچھ خوشی کا سلیقہ
بتایا رحمتِ عالم نے زندگی کا سلیقہ
ہمیں تو آپؐ کے نقشِ قدم ہی راہ نما ہیں
ہمیں تو آپؐ کی سیرت ہے روشنی کا سلیقہ
ہم ان کی راہ سے ہٹ کر بھٹک رہے ہیں جہاں میں
نہ آدمی کی ادا ہے نہ آدمی کا سلیقہ
وہاں پہ آپ کی نظر کرم سے بات بنے گی
نہ آ سکے گا کسی کام واں کسی کا سلیقہ

(ڈاکٹر ضیاء الحسن)

سانسوں میں معطر سی ہواؤں کا گزر ہو
اے کاش مقدر میں مدینے کا سفر ہو
لکھتا ہی رہوں ان کی محبت میں قصیدے
اے کاش مری عمر اسی طرح بسر ہو
سن لوں جو میں نام ان کا چھلک جائیں یہ آنکھیں
معمورِ عقیدت سے مرا کاسہ سر ہو
عرفان پہنچ جاؤں کسی طور مدینے
اے کاش دعاؤں میں مری اتنا اثر ہو

(عرفان صادق)

جس وقت بھی کہی ہے شہِ انبیاءؐ کی نعت
بے ساختہ ہوئی ہے شہِ انبیاءؐ کی نعت
اک اور کھل گیا ہے بہشت بریں کا در
اک اور ہو گئی ہے شہِ انبیاءؐ کی نعت

کس تار سے حروف کے دامن رفو کریں
جیب جنوں میں اک عمل اک تار بھی نہیں
کس منہ سے ہم غریب تری آرزو کریں
اے احتیاط! بات کس انداز سے کہیں
کس طور! احتیاج رقم ہو بہو کریں
کس دید کے حریص ہیں؟ اے شہر علم ہم
کس دھج سے؟ کیا پکار ترے روبرو کریں
کس رنگ میں رنگیں کہ یہ لب پھول بن سکیں
کس طور کس طریق تری گفتگو کریں
خالد نماز مدح ادا ہو تو کس طرح
کس نم؟ مہلک سے تری ثنا گر وضو کریں

(خالد احمد)

زباں پر نعتؐ دل میں حمد ربّ ہے
اُجالا ہی اجالا لب بہ لب ہے
تری نسبت سے ہو پہچان میری
یہی میری وفا میرا نسب ہے
اُسی کا عکس ہے ہر آئینے میں
جمال یار بھی کتنا عجب ہے
رہوں تیرا رہوں جس حال میں بھی
جینے کا یہی تو ایک ڈھب ہے
لبی ہے یاد اُن کی دھڑکنوں میں
یہی تو میرے ہونے کا سبب ہے
تمہارے ذکر کی سرشاریوں میں
دیار دل میں اک جشن طرب کی

(قائم نقوی)

نبیؐ مکرم افضل اکمل سب سے عالی شان ہے وہ
عالم عالم ان کا چرچا دو جگ کے سلطان ہیں وہ
آپ کی ذات ہے ذات اقدس جس پر دین تمام ہوا
سب سے بڑا فیضان خدا کا سب کے فیض رسان ہیں وہ
ساقی کوثر شافع محشر دونوں جہانوں کے ہیں رہبر
روشن روشن اسوہ حسنہ سر تا پا قرآن ہیں وہ
اپنی ذات صفات میں بے شک لا اک ہے سب سے بڑا
اس کے بعد ہے آپ کی ہستی محبوب رحمان ہیں وہ
کچھ کو نور نظر آتے ہیں اور بشر ہیں کچھ کے لیے
تجمی میں تو اتنا جانوں میرا دین ایمان ہیں وہ

(عباس تجمی)

گلدستہ نعت

پیار سے جن کے ہوا ہے مرا تن من روشن
کاش فرمائیں کبھی شب مرا آنگن روشن
ان کے ہی عکس اترتے رہیں اس میں ہر آن
جن کی راہوں میں ہوا روح کا درپن روشن
آپؐ کی یاد میں ہے آہ سے سینہ ٹھنڈا
اشک کے موتیوں سے ہے مرا دامن روشن
آپؐ کے فیض سے جذبات ہیں نکھرے نکھرے
آپؐ کے عشق سے دنیا مری روشن روشن
جن کے جلووں سے منور ہیں وہ عالم تاب
وہی فرمائیں گے آ کر مرا مدفن روشن

(حفیظ تائب)

تو نے وہ دیا جلا دیا ہے
ذرات کو چمکا دیا ہے
اے صبح جہاں تو یہ کس نے
چپ کو حسن نوا دیا ہے
اے طور کے کہسار تو نے
دریاؤں کو راستہ دیا ہے
[illegible]
ہم کو سات آسماں دکھا کر
یارا بھی اڑان کا دیا ہے
[illegible]
قرآن بھی منکر دیا ہے
[illegible]
دنیا رستہ دکھا دیا ہے

(نجیب احمد)

مدینے میں ٹھکانہ چاہتا ہوں
میں کیا ہوں گھر کیا چاہتا ہوں
[illegible]

اجمل نیازی، نوشی گیلانی، خالد احمد، غلام مصطفیٰ، امجد اسلام امجد، عطاء الحق قاسمی، شہزاد احمد، خورشید رضوی، خالد اقبال یاسر، اعزاز احمد آذر، قائم نقوی اور صوفیہ بیدار مسند مشاعرہ پر تشریف فرما ہیں

ادب نامچہ

ڈاکٹر انور سدید

جدید نظم کے ممتاز شاعر علی محمد فرشی کا رسالہ "سمبل" ملتا ہے تو مجھے سعید شیخ ضرور یاد آ جاتے ہیں۔ اب آپ پوچھ سکتے ہیں کہ علی محمد فرشی کا رسالہ "سمبل" ملنے پر سعید شیخ کیوں یاد آتے ہیں تو میرا جواب سادہ ہے۔ ان کے رسالے کا نام "علامت" تھا جسے آپ "سمبل" کا ترجمہ قرار دے سکتے ہیں۔ اور "سمبل" ملتا ہے تو مجھے سعید شیخ ہی نہیں رسالہ "علامت" بھی یاد آ جاتا ہے۔ فرشی صاحب نے انشاء اللہ خان انشاء کے لسانی [illegible]

کئے گئے اور اشاعت کے لئے موصولہ مضامین کو ان روایات کی روشنی میں حتی الوسع درست بھی کیا جاتا ہے۔ لیکن رشید حسن خان وفات سے پہلے افسوس کا اظہار کر گئے کہ ان کی مساعی کی کامیابی کا تناسب کم تھا۔ پاکستان میں مقتدرہ پاکستان کی موجودگی کے باوجود حفظ املا کی کوئی کوشش کامیاب نظر نہیں آتی۔ ڈاکٹر وحید قریشی صاحب نے اپنے دور صدارت میں اس موضوع پر ایک سیمینار کرایا تھا اور تجاویز کا کتابچہ بھی شائع کیا۔ لیکن اس پر عمل نہیں ہوا۔ رسالہ "سمبل" اور

لیکن اس کے افسانوں کی تکنیک اور اسلوب اتنا منفرد ہے کہ محمود احمد قاضی نے جو خود بھی ایک بہت اچھے افسانہ نگار ہیں بورخیس کو ایک نیا حالکھاری قرار دیا ہے اور پاکستان کے عام قاری کے لئے اسے سمجھنا آسان نہیں۔ "سمبل" نے بورخیس کے وسیع تر مطالعے کا ڈول ڈالا ہے تو شاید یہ کچھ نتیجہ خیز ثابت ہو۔ تراجم کے حصے میں "زبان یار" اور "عالمیات" کے باب خصوصاً میلان کنڈیرا کے تراجم جو محمد عمر میمن نے کئے ہیں زیادہ خیال انگیز ہیں۔ اور یہ فکر و دانش کے نئے باب

پانچ سو صفحات کے رسالے میں صرف چوبیس غزل گو شعراء کو دیکھ کر آپ کو بھی حیرت ہو گی۔ حالانکہ اس دور میں غزل افراط تخلیق کا شکار ہے اور چند ایک غزلیں تو اس سال کی بہترین قرار دی جا سکتی ہیں اور ان میں وہ عیب بھی نہیں جو خالد قیوم تنولی صاحب اپنے مکتوب میں نشان زد کیا ہے۔

میں یہاں "کتاب گاہ" کا تذکرہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ کتابوں کے یہ تبصرے کتابیں پڑھ کر لکھے گئے نظر آتے ہیں ڈاکٹر پرویز پروازی نے ان دنوں آپ بیتی کی تنقید کے لئے خود کو وقف کر رکھا ہے۔ ساقی فاروقی کی "پاپ بیتی" کو انہوں نے ایک سہمے ہوئے خوفزدہ مبصر کی حیثیت میں دیکھا اور ساقی فاروقی کے کٹنے کے خوف سے احتیاط کا دامن مضبوطی سے پکڑے رکھا ہے۔ اس کتاب کا کلاسیکی تجزیہ "آج" کے مدیر اجمل کمال نے رسالہ "نیا ورق" میں کیا ہے۔ [illegible]

انگریزی نام کے اُردو رسالہ "سمبل" پر ایک نظر

"کاغذی پیرہن" نے اسے تحریک بنانے کا ارادہ کیا [illegible]

بک شیلف

جنٹلمین استغفر اللہ

کرنل (ر) اشفاق حسین کی سانحہ کارگل کے اصل حقائق پر مشتمل تصنیف "جنٹلمین استغفر اللہ" کارگل کے سفید پوش پہاڑوں کے سرورق کے ساتھ زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منصۂ شہود پر آئی ہے۔ اشفاق حسین تقریباً 29 سال پاک فوج [illegible]

دست ریشم سے بنا جال

ڈاکٹر جانباز احمد تجلی کا شعری مجموعہ "دست ریشم [illegible]

سرپرست اعلیٰ ہیں۔ سعد اللہ شاہ کی مزاحتی نظموں پر مشتمل اس مجموعے کو خالد بک ڈپو 40 اردو بازار لاہور نے شائع کیا ہے۔ قیمت 130 روپے۔

جان محبوبیٔ محبوب کے دیس میں ادبی حلقوں میں پذیرائی حاصل کر چکی ہے۔ زیر نظر کتاب کو دارالشعور 37 مزنگ روڈ لاہور نے شائع کیا ہے۔ قیمت 180 روپے۔

نورِ شفق

گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس شرقپور شریف کا تحقیقی ادبی مجلہ "نورِ شفق" منصۂ شہود پر آیا ہے۔ کالج کے قیام کے بعد 26 سال بعد کالج ہذا کا یہ پہلا مجلہ ہے۔ اس کے سرپرست پرنسپل محمد صدیق ستار چیمہ ایڈیٹر ڈاکٹر محمد شعیب ہیں۔

الادب

گورنمنٹ اسلامیہ کالج قصور کا علمی ادبی مجلہ "الادب 08-2007ء" چھپ کر منظر عام پر آیا ہے۔ اس کے سرپرست پرنسپل پروفیسر امجد علی [illegible]

انگریزی نام کے اُردو رسالہ "سمبل" پر ایک نظر

ڈاکٹر انور سدید

جدید نظم کے ممتاز شاعر علی محمد فرشی کا رسالہ "سمبل" ملتا ہے تو مجھے سعید شیخ ضرور یاد آ جاتے ہیں۔ اب آپ پوچھ سکتے ہیں کہ علی محمد فرشی کا رسالہ "سمبل" ملنے پر سعید شیخ کیوں یاد آتے ہیں تو میرا جواب سادہ ہے۔ ان کے رسالے کا نام "علامت" تھا جسے آپ "سمبل" کا ترجمہ قرار دے سکتے ہیں۔ اور "سمبل" ملتا ہے تو مجھے سعید شیخ ہی نہیں رسالہ "علامت" بھی یاد آ جاتا ہے۔ فرشی صاحب نے انشاء اللہ خان انشاء کے لسانی اسلوب پر عمل کیا ہے اور لفظ "سمبل" اردو ادب میں اس طرح مکمل کیا ہے کہ اب یہ سٹیشن، ہسپتال، کرنسی نوٹ، لیٹر بکس اور پاسپورٹ وغیرہ کی طرح اُردو کا لفظ بن گیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ فرشی صاحب نے اس مرتبہ اداریہ بھی متذکرہ مسئلے کے ملتے جلتے موضوع پر ہی لکھا ہے اور زبان کے جمالیاتی چہرے سے آغاز کیا ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ فرشی صاحب نے لفظ "سمبل" کا جمالیاتی چہرہ بھی متشکل کر دیا ہے اور اب اس کی معنویت میں لفظ "سمبل" کی تصویر بھی بہت معاونت کرتی ہے۔

"سمبل" کے اداریے میں اُردو کے لئے ایک متفقہ اور معیاری املا کے حصول پر بحث کی گئی' اس ضمن میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ لیکن "املا" کا اکتساب بھی "تلفظ" کے اکتساب کے مشابہ ہے۔ الفاظ کا جو تلفظ تعلیم کے ابتدائی درجوں میں ذہن میں بٹھا دیا جاتا ہے وہ عمر بھر نہیں بھولتا۔ آپ کسی لفظ کی "املا" اور تلفظ کے ہزار صحت مند مشورے دیں' لیکن اسے متفقہ طور پر قبول کرنا ممکن نظر نہیں آتا۔ میرا خیال ہے کہ پاکستان کی بہ نسبت ہندوستان میں متفقہ املا کے سلسلہ میں زیادہ کام ہوا ہے اور رشید حسن خان اور ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کا تحریکی عمل نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ مجوزہ املا کے کتابچے سرکاری سطح پر چھاپ کر اخبارات کو فراہم [illegible] ہدایات کی روشنی میں [illegible]۔ لیکن رشید حسن خان وفات سے پہلے افسوس کا اظہار کر گئے کہ ان کی مساعی کی کامیابی کا تناسب کم تھا۔ پاکستان میں مقتدرہ پاکستان کی موجودگی کے باوجود متفقہ املا کی کوئی کوشش کامیاب نظر نہیں آتی۔ ڈاکٹر وحید قریشی صاحب نے اپنے دورِ صدارت میں اس موضوع پر ایک سیمینار کرایا تھا اور تجاویز کا کتابچہ بھی شائع کیا۔ لیکن اس پر عمل نہیں ہوا۔ رسالہ "سمبل" اور "کاغذی پیرہن" نے اسے تحریک بنانے کا ارادہ کیا ہے تو اس تحریک کو مستقل مزاجی سے آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ املا کا اکتساب چھپے ہوئے لفظ سے کیا جاتا ہے۔ چھپا ہوا لفظ ہی اس کے جمالیاتی خطوط ابھارتا ہے۔ اگر اخبارات و رسائل متفقہ املا اختیار کر لیں اور مضامین کی اشاعت اس متفقہ املا کے مطابق کریں تو آہستہ آہستہ نظریں الفاظ کی نئی جمالیات سے روشناس ہو جائیں گی اور اصلاح احوال کی صورت بھی ابھر آئے گی۔ "سمبل" کا اداریہ بے حد اہم ہے اور اس کے مندرجات پر بحث بھی ہونی چاہئے لیکن مجوزہ متفقہ املا پر عمل زیادہ ضروری ہے۔ ٹی وی میڈیا کو اس طرف فوری توجہ دینی چاہئے۔

اس مرتبہ شناخت خاص کا موضوع ارجن ٹینا کے شہر بیونس آئرس میں 1899ء میں پیدا ہونے والا عالمی شہرت کا مصنف خورخے لوئیس بورخیس ہے جو فطری پیدائشی ادیب تھا اور جس نے الف لیلہ سے کافکا تک عالمی ادب کو زندگی کے ابتدائی حصے میں پڑھ کر اس کے اثرات کو جزو جاں بنا لیا تھا۔ علی تنہا اور محمود احمد قاضی کے دو تعارفی مضامین کے ساتھ بورخیس کے گیارہ افسانوں کے تراجم محمد عاصم بٹ نے اور تین افسانوں کے تراجم محمود احمد قاضی نے رواں اُردو میں پیش کئے ہیں۔ بورخیس کو اساطیری العباد' انسانی بصیرت اور ہزار سالہ تہذیب کا شارح قرار دیا گیا ہے ہے کہ محمود احمد قاضی [illegible] ایک بہت اچھے افسانہ نگار ہیں' بورخیس کو ایک نیا حالکھاری قرار دیا ہے اور پاکستان کے عام قاری کے لئے اسے سمجھنا آسان نہیں۔ "سمبل" نے بورخیس کے وسیع تر مطالعے کا ڈول ڈالا ہے تو شاید یہ کچھ نتیجہ خیز ثابت ہو۔ تراجم کے حصے میں "زبان یار" اور "غالبیات" کے باب خصوصاً میلان کنڈیرا کے تراجم جو محمد عمر میمن نے کئے ہیں زیادہ خیال انگیز ہیں۔ اور یہ فکر و دانش کے نئے باب کھولتے ہیں۔ شاعر ہونے کے ناتے فرشی صاحب نے نظم جدید کو زیادہ اہمیت دی ہے اور یہاں ہمیں ڈاکٹر وزیر آغا' گلزار' ستیہ پال آنند' شناور اسحاق' نصیر احمد ناصر' ثمینہ راجہ' تابش کمال' ابرار احمد' آفتاب اقبال شمیم' حمیدہ شاہین اور شہزاد نیّر کی چند اچھی نظمیں دستیاب ہیں۔ افسانوں کے حصے میں رشید امجد کے ساتھ احمد ہمیش کو دیکھ کر خوش ہوئی' مجھے اے خیام' شبہ طراز' خالد فتح محمد اور آصف فرخی کے افسانوں نے زیادہ متاثر کیا۔ ان افسانوں میں آپ کو نیز حد نظر نہیں آئے گا لیکن زندگی کا مشاہدہ گہرا محسوس ہوگا۔ قریباً شعرا کو دیکھ کر آپ کو بھی حیرت ہوگی۔ حالانکہ اس دور میں غزل افراط تخلیق کا شکار ہے اور چند ایک غزلیں تو اس سال کی بہترین قرار دی جا سکتی ہیں اور ان میں وہ عیب بھی نہیں جو خالد قیوم تنولی صاحب اپنے مکتوب میں نشان زد کیا ہے۔

میں یہاں "کتاب گاہ" کا تذکرہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ کتابوں کے یہ تبصرے کتابیں پڑھ کر لکھے گئے نظر آتے ہیں' ڈاکٹر پرویز پروازی نے ان دنوں "آپ بیتی" کی تنقید کے لئے خود کو وقف کر رکھا ہے۔ ساقی فاروقی کی "پاپ بیتی" کو انہوں نے ایک سہمے ہوئے خوفزدہ مبصر کی حیثیت میں دیکھا اور ساقی فاروقی کے کتے کے خوف سے احتیاط کا دامن مضبوطی سے پکڑے رکھا ہے۔ اس کتاب کا کلاسیکی تجزیہ "آج" کے مدیر اجمل کمال نے رسالہ "نیا ورق" میں کیا ہے۔ دیہات نگار طاہرہ اقبال کے افسانوں کے مجموعے "گنجی بار" کا تجزیہ شفیع ہمدم نے کیا ہے اور طاہرہ اقبال کی تصویروں کے حقیقی نقوش اجاگر کر دیئے ہیں۔ شناور اسحاق کی غزلوں کی کتاب "ادھورا نروان" کے باطن سے شاعر شناور اسحاق کو بازیافت کرنے کی عمدہ کاوش ناصر عباس نیّر نے کی ہے۔ اسے اُردو غزل کا ایک نیا مطالعہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ محمد حمید شاہد کے ناولٹ "مٹی آدم کھاتی ہے" پر علی محمد فرشی کا تبصرہ ایک اعلیٰ تنقیدی مقالے کا درجہ رکھتا ہے۔ جس میں دوست نوازی کا شائبہ نظر نہیں آتا۔ بلکہ انصاف کی میزان کو متوازن رکھا گیا ہے۔ مکتوبات کے حصے میں مدیر کی مبالغہ آمیز تعریف و تحسین سے احتراز نظر آتا ہے۔ حامدی کاشمیری' محمد کاظم' جمیل آذر' سلیم آغا قزلباش' ضیاء الحسن اور ابرار احمد نے سابقہ پرچے کے مندرجات پر صحت مند بحث کی ہے اور نئے نکات ابھار کر "ادبی دنیا" اور "اوراق" کی یاد تازہ کر دی ہے۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ "سمبل" باقاعدگی سے چھپ رہا ہے اور ادب میں نیا جھونکا ثابت ہو رہا ہے۔ قریباً پانچ سو صفحات کے اس پرچے کی قیمت صرف 180 (ایک سو اسی) روپے ہے۔ ملنے کا پتہ: دفتر سمبل رانی مارکیٹ بیج بھاٹا راولپنڈی کینٹ۔

جنٹلمین استغفراللہ

کرنل (ر) اشفاق حسین کی سانحہ کارگل کے اصل حقائق پر مشتمل تصنیف "جنٹلمین استغفراللہ" کارگل کے سفید پوش پہاڑوں کے سرورق کے ساتھ زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منصہ شہود پر آئی ہے۔ اشفاق حسین تقریباً 29 سال پاک فوج سے وابستہ رہے اور مختلف حیثیتوں میں مختلف فارمیشنز اور آئی ایس پی آر میں تعینات رہے' ان کی دیگر کتابیں جنٹلمین الحمد اللہ' جنٹلمین اللہ اللہ اور جنٹلمین سبحان اللہ منظر عام پر آ چکی ہیں۔ زیر نظر کتاب کو ادارہ مطبوعات سلیمانی' غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور نے شائع کیا ہے۔ قیمت 300 روپے۔

خلقت مانگے آزادی

معروف شاعر سعد اللہ شاہ کی وکلاء تحریک کے حوالے سے مزاحمتی شاعری کا انتخاب "خلقت مانگے آزادی" منظر عام پر آیا ہے۔ اس مجموعے کو خالد پرویز نے مرتب کیا ہے۔ خالد پرویز اُردو بازار یونین کے صدر اور خالد بک ڈپو کے سرپرست اعلیٰ ہیں۔ سعد اللہ شاہ کی مزاحمتی نظموں پر مشتمل اس مجموعے کو خالد بک ڈپو 40 اُردو بازار لاہور نے شائع کیا ہے۔ قیمت 130 روپے۔

دست ریشم سے بنا جال

ڈاکٹر جانباز احمد تخلی کا شعری مجموعہ "دست ریشم سے بنا جال" دیدہ زیب سرورق کے ساتھ چھپ کر منظر عام پر آیا ہے۔ اس کا فلیپ اختر شمار اور حمید شاکر نے تحریر کیا ہے۔ زیر نظر شعری مجموعہ تخلی صاحب کی نہ صرف تخلی شاعرانہ حقیقت کو اجاگر کرنے کا باعث بنے گا بلکہ ان کے شعری سفر کے مستقبل کے خدوخال بھی وضع کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوگا۔ اس شعری مجموعے کو ترتیب پبلشرز فیصل آباد نے شائع کیا ہے۔ قیمت 150 روپے۔

کف خیال

شکیب وجدانی کا شعری مجموعہ "کف خیال" چھپ کر منظر عام پر آیا ہے۔ شکیل وجدانی کا پورا نام پروفیسر رانا صابر حسین شکیب وجدانی ہے۔ اس شعری مجموعے کا حرف آغاز عطاء الحق قاسمی نے تحریر کیا ہے۔ شکیب وجدانی کی دیگر کتب اے چاند ربیع الاول' کشکول گدائی' محمد پذیرائی حاصل کر چکی ہے۔ زیر نظر کتاب کو دار الشعور 37 مزنگ روڈ لاہور نے شائع کیا ہے۔ قیمت 180 روپے۔

نور شفق

گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس شرقپور شریف کا تحقیقی ادبی مجلہ "نور شفق" منصہ شہود پر آیا ہے۔ کالج کے قیام کے بعد 26 سال بعد کالج ہذا کا یہ پہلا مجلہ ہے۔ اس کے سرپرست پرنسپل محمد صدیق ستار جبکہ ایڈیٹر ڈاکٹر محمد شعیب ہیں۔

الادب

گورنمنٹ اسلامیہ کالج قصور کا علمی' ادبی مجلہ "الادب' 08-2007" چھپ کر منظر عام پر آیا ہے۔ اس کے سرپرست پرنسپل پروفیسر امجد علی شاکر جبکہ ایڈیٹر ڈاکٹر عطاء الرحمن ہیں۔ مذکورہ مجلہ میں تحقیق و تنقید کے مضامین کے علاوہ افسانے' خاکے' سفریات' تصوریات اور شاعری شامل ہیں۔

انتظامی معاملات کے رہنما اصول

پیٹریکا میکگین اور کرسٹونیل کی تصنیف کا اُردو ترجمہ "انتظامی معاملات کے رہنما اصول" مترجم ریاض محمود انجم نے کیا ہے۔ کتاب سات حصوں میں منقسم ہے جو کاروبار اور ادارے کے مختلف انتظامی معاملات کے متعلق ہیں اس کو بک ہوم 46 مزنگ روڈ لاہور نے شائع کیا ہے۔ قیمت 300 روپے۔



ڈاکٹر سلیم اختر' سعادت سعید' یونس جاوید' عباس نجمی' نجیب احمد' زاہد مسعود' تبسم کاشمیری' شائستہ نزہت' شعیب بن عزیز' باقی احمد پوری' ممتاز راشد' اشرف جاوید' حسن عباسی اور نوید رضوی عطاء الحق قاسمی کی طرف سے دیے گئے افطار ڈنر میں شریک ہیں

ادبی منظرنامہ

طاس

حلقہ ارباب ذوق شیخوپورہ کا اجلاس

حلقہ ارباب ذوق شیخوپورہ کا ہفتہ وار تنقیدی اجلاس بمقام پریس کلب شیخوپورہ منعقد ہوا' اجلاس کی صدارت انتصار شاہد عابدی نے کی۔ تنقید کے لئے غزل اکرم عباس نے پیش کی۔ تنقیدی گفتگو میں ڈاکٹر شاہد مسعود ہاشمی' ارشد نعیم' نوید رضا' ابرار حامد' ماسٹر الطاف حسین' محمد اسلم رومانی' احسان الحق زاہد' منصف ہاشمی' بلا وردی گل' قدیر قادر' بشارت جان' علی اصغر ندیم' فہیم صدیقی' کستوری لعل' خوشبو' مسعود مخون' احمد بلال' محمد یونس گل' تنویر احمد' اصغر علی اصغر اور محمد یٰسین بٹ کے علاوہ انتصار شاہد عابدی نے حصہ لیا اور غزل کو ایک کامیاب غزل قرار دیا۔ میزبانی کے فرائض ابرار حامد اور نظامت کے فرائض سیکرٹری یونس گل نے ادا کئے۔

پیر قلین حیدر کے اعزاز میں نعتیہ مشاعرہ

بابا فرید ادبی فورم کے زیر اہتمام الحمراء ادبی بیٹھک میں پیر سید قلین حیدر شاہ چورا شریف کے اعزاز میں ایک پُر رونق نعتیہ محفل مشاعرہ منعقد ہوا۔ صدارت صاحب طرز شاعر خالد احمد نے کی جبکہ مہمانان خصوصی اسلم کمال اور پیر قلین حیدر شاہ صاحب تھے۔ اس نعتیہ محفل مشاعرہ کی نظامت کے فرائض اُردو' پنجابی کے منفرد شاعر اور معروف رائٹر نے بااحسن و خوبی سرانجام دیئے۔ اس نعتیہ محفل مشاعرہ میں جن شعراء کرام نے اپنا اپنا ہدیہ عقیدت بارگاہ رسالت میں پیش کیا ان میں خالد احمد' اسلم کمال' پیر قلین حیدر' ارشد شاہین' امتیاز کنور احمد' شفیق سلیمی' راجا نیر' قائم نقوی' واجد امیر' ساجد گل' کرامت بخاری و دیگر شامل تھے۔ تقریب کے میزبان یوسف پنجابی اور رضوان احمد تھے۔

عطاءالحق قاسمی کیطرف سے افطار ڈنر

چیئرمین الحمراء آرٹس کونسل عطاء الحق قاسمی نے شہر ادب لاہور کے شاعروں' ادیبوں اور دانشوروں کے اعزاز میں گزشتہ دنوں ایک پُرتکلف افطار ڈنر دیا۔ چیئرمین نے اس موقع پر کہا کہ یہ افطار غیر سرکاری ہے لیکن اہل ادب کے لئے بطور اطلاع عرض ہے کہ الحمراء آرٹس کونسل آئندہ سال مارچ میں ایک عالمی ادبی کانفرنس کا اہتمام اور سال میں کم از کم دو سے تین کل پاکستان مشاعرے منعقد کروائے گی۔ عطاء الحق قاسمی صاحب کا حلقہ احباب بے حد وسیع ہے لہٰذا لاہور کے تقریباً تمام نمائندہ ادیبوں' شاعروں اور دانشوروں نے ان کے افطار ڈنر میں شرکت کی جن میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں: ڈاکٹر سلیم اختر' انیس ناگی' سعادت سعید' یونس جاوید' ابرار احمد' تبسم کاشمیری' شائستہ نزہت' شعیب بن عزیز' مسعود اشعر' شہزاد احمد' اصغر حسین گیلانی' سعد اللہ شاہ' ممتاز راشد' اصغر ندیم سید' عباس نجمی' زاہد مسعود' ناصر بشیر' بیدار سرمدی' اسلم کمال' قاضی جاوید' رفیق غوری' نوید رضوی' خالد احمد' نجیب احمد' یاسر پیرزادہ' اشرف جاوید' باقی احمد پوری' محرم کا لگا' راؤ امتیاز' ارشد شاہین' ثناء اللہ شاہ' گل نوخیز اختر' عائزہ عرفان' نواز کھرل' تحریر احمد' اسلم کوسری' حسن عباسی' ابرار احمد' ناصر بشیر' کاظم جعفری' ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا' فرخ زہرا گیلانی۔

زاہد حسن کا ناول عشق کے مارے ہوئے

زاہد حسن کا ناول عشق کے مارے ہوئے ادبی حلقوں میں بے حد سراہا گیا ہے۔ زاہد حسن نے اپنے اس ناول کو اُردو کا روپ دیا ہے کیونکہ ان کا یہ ناول پہلے پنجابی میں "عشق لتاڑے آدمی" کے نام سے منصہ شہود پر آیا تھا۔ زاہد حسن فیصل آباد جھوک ہیرا کے پیدائشی ہیں۔ زاہد حسن کی پنجابی' اُردو میں نظمیں' افسانے' مضامین اور تراجم شائع ہو چکے ہیں' ان کا ایک ناول 'دیا اور دریا' جو افضل رندھاوا کے ناول کا ترجمہ ہے۔ شہزاد کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔

جعفر بلوچ کیلئے تعزیتی ریفرنس

رائٹرز گلڈ پنجاب کے زیر اہتمام نامور شاعر پروفیسر جعفر بلوچ کے لئے تعزیتی ریفرنس منعقد کیا گیا جس میں مرحوم کی ادبی خدمات کو سراہا گیا۔ جاوید طفیل' بیدار سرمدی' پروفیسر امجد علی شاکر' ماجد یزدانی' مقصود چغتائی اور قاضی منشا سمیت دیگر نے جعفر بلوچ کی شخصیت اور فن کے حوالے سے اظہار خیال کیا اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی۔

پروفیسر حمید کوثر کی یاد میں تقریب

عالمی مجلس ادب پاکستان کے زیر اہتمام شاعر اور دانشور پروفیسر حمید کوثر مرحوم کی تخلیقی خدمات کے حوالے سے مقامی ہوٹل میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا جس کی صدارت معروف محقق اور نقاد ڈاکٹر شبیہ الحسن نے کی جبکہ حمید کوثر کے صاحبزادے انجینئر محمد مجید غنی مہمان خصوصی تھے۔ ڈاکٹر عباس رضا' پروفیسر سجاد جعفری' پروفیسر آصف وٹو اور ڈاکٹر عرفی ہاشمی نے پروفیسر حمید کوثر کی شخصیت اور ان کی علمی و ادبی خدمات کے حوالے سے مقالات پیش کئے۔ تقریب کے صدر ڈاکٹر شبیہ الحسن نے کہا کہ ہمارے معاشرے میں تخلیق کاروں کی پذیرائی کا رجحان موجود نہیں ہے۔ یہی سبب ہے کہ ان کی زندگی جہد مسلسل کی طرح کٹ جاتی ہے اور ان کے مرنے کے بعد کوئی ان کی قبر پر چار پھول چڑھانے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ حمید کوثر خوش قسمت ہیں کہ ان کی اولاد نے انہیں مرنے کے بعد بھی یاد رکھا ہے۔

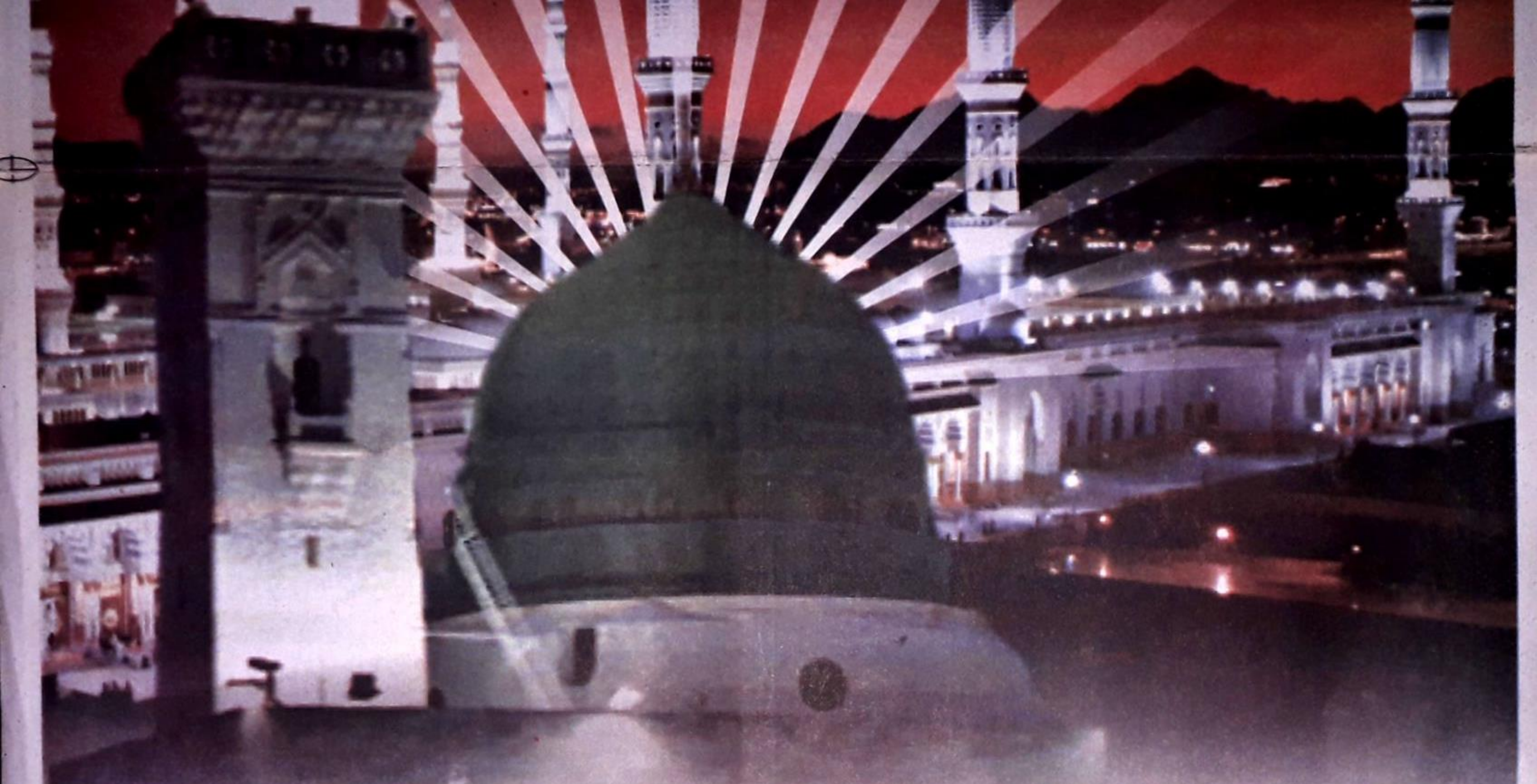
سہ ماہی واصف خیال

صوفی شاعر اور دانشور واصف علی واصف کی 61 ویں برسی کی موقع پر سہ ماہی واصف خیال کا پہلا شمارہ زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منصہ شہود پر آیا ہے۔ اس کے مدیر ڈاکٹر اظہر وحید اور سرپرست صاحبزادہ کاشف محمود ہیں جبکہ مجلس ادارت میں

SPECIAL EDITION
اشاعت خاص
NAWA-I-WAQT
نوائے وقت

لَیلَۃُ القَدرِ خَیرٌ مِّن اَلفِ شَھرٍ





پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات شب قدر کہلاتی ہے۔ جو بہت ہی قدر و منزلت اور خیر و برکت کی حامل رات ہے۔ اسی رات کو اللہ تعالیٰ نے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا ہے۔ ہزار مہینے کے تراسی برس چار ماہ بنتے ہیں جس شخص کی یہ ایک رات عبادت میں گزری اس نے تراسی برس چار ماہ کا زمانہ عبادت میں گزار دیا اور تراسی برس کا زمانہ کم از کم ہے کیونکہ "خیر من الف شھر" کہہ کر اس امر کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اللہ کریم جتنا زائد اجر عطا فرمانا چاہے گا عطا فرما دے گا۔ اس اجر کا اندازہ انسان کے بس سے باہر ہے۔

شب قدر کا معنی و مفہوم

امام زہری فرماتے ہیں کہ قدر کے معنی مرتبہ کے ہیں۔ چونکہ یہ رات باقی راتوں کے مقابلے میں شرف و مرتبہ کے لحاظ سے بلند ہے اس لئے اسے "لیلۃ القدر" کہا جاتا ہے۔ (القرطبی 130'20)

اس رات کو قدر کے نام سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قابل قدر کتاب، قابل قدر امت کیلئے صاحب قدر رسول کی معرفت نازل فرمائی، یہی وجہ ہے کہ اس سورۃ میں لفظ قدر تین دفعہ آیا ہے۔ (تفسیر کبیر 28:32) قدر کا معنی تنگی کا بھی آتا ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے اسے قدر والی کہنے کی وجہ یہ بھی ہے کہ اس رات آسمان سے فرش زمین پر اتنی کثرت کے ساتھ فرشتوں کا نزول ہوتا ہے کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے۔ (تفسیر الخازن 3954) امام ابوبکر الوراق قدر کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ رات عبادت کرنے والے کو صاحب قدر بنا دیتی ہے اگرچہ وہ پہلے اس لائق نہیں تھا۔ (تفسیر القرطبی 131:20)

یہ رات کیوں عطا ہوئی؟

اس کے حصول کا سب سے اہم سبب نبی اکرم ﷺ کی اس امت پر شفقت اور آپ کی غم خواری ہے۔ موطا امام مالک میں ہے کہ جب رسول پاک ﷺ کو سابقہ لوگوں کی عمروں پر آگاہ فرمایا گیا تو آپ ﷺ نے ان کے مقابلے میں اپنی امت کے لوگوں کی عمر کو کم دیکھتے ہوئے یہ خیال فرمایا کہ میری امت کے لوگ اتنی کم عمر میں سابقہ امتوں کے برابر عمل کیسے کر سکیں گے؟ پس آپ ﷺ کو لیلۃ القدر عطا فرما دی، جو ہزار مہینے سے افضل ہے۔ (موطا امام مالک 3191 کتاب الصیام باب ماجاء فی لیلۃ القدر رقم حدیث 15) اس کی تائید حضرت ابن عباسؓ سے منقول روایت سے بھی ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں بنی اسرائیل کے ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا گیا جس نے ایک ہزار ماہ تک اللہ کی راہ میں جہاد کیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے اس پر تعجب کا اظہار فرمایا اور اپنی امت کے لئے آرزو کرتے ہوئے جب یہ دعا کی کہ اے میرے رب میری امت کے لوگوں کی عمریں کم ہونے کی وجہ سے نیک اعمال بھی کم ہوں گے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے شب قدر عنایت فرمائی۔ (تفسیر الخازن 3974)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے سامنے مختلف شخصیات حضرت ایوبؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت حزقیلؑ، حضرت یوشعؑ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان حضرات نے اسی اسی سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے اور پلک جھپکنے کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔ صحابہ کرام کو ان برگزیدہ ہستیوں پر رشک آیا۔ امام قرطبی لکھتے ہیں کہ اس وقت جبرائیل آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے نبی محترم! آپ کی امت کے لوگ ان سابقہ لوگوں کی اسی اسی سالہ عبادت پر رشک کر رہے ہیں تو آپ کے رب نے آپ کو اس سے بہتر عطا فرما دیا ہے اور پھر سورۃ القدر کی تلاوت فرمائی۔ اس پر رسول ﷺ کا چہرہ اقدس فرط مسرت سے چمک اٹھا۔ (تفسیر القرطبی 132:20) چنانچہ حضور ﷺ کے طفیل یہ کرم فرمایا کہ امت کو لیلۃ القدر عنایت فرما دی اور اس کی عبادت کو اسی نہیں بلکہ 83 سال چار ماہ سے بڑھ کر قرار دیا۔

فضیلت شب قدر احادیث کی روشنی میں

سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جس شخص نے شب قدر میں اجر و ثواب کی امید سے عبادت کی اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (صحیح البخاری 1:270 کتاب الصیام رقم حدیث 1910) اس ارشاد نبوی ﷺ میں جہاں لیلۃ القدر کی ساعتوں میں ذکر و فکر، عبادت و اطاعت کی تلقین کی گئی ہے وہاں اس بات کی طرف بھی متوجہ کیا گیا ہے کہ عبادات سے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مقصود ہو ریاکاری یا بدنیتی نہ ہو اور آئندہ عہد کرے کہ میں برائی کا ارتکاب نہیں کروں گا، چنانچہ اس شان کے ساتھ عبادت کرنے والے بندے کے لئے یہ رات مژدہ مغفرت بن کر آتی ہے۔

حضرت سیدنا انسؓ سے مروی ہے کہ رمضان المبارک کی آمد پر ایک مرتبہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: یہ جو ماہ تم پر آیا ہے اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار ماہ سے افضل ہے، جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا وہ سارے خیر سے محروم رہا اور اس رات کی بھلائی سے وہی شخص محروم رہ سکتا ہے جو واقعتاً محروم ہو (سنن ابن ماجہ 20 کتاب الصیام رقم حدیث 1644)

ایسے شخص کی محرومی میں واقعتاً کیا شک ہو سکتا ہے جو اپنی اتنی بڑی نعمت کو غفلت کی وجہ سے گنوا دے۔ جب انسان معمولی معمولی باتوں کے لئے کتنی راتیں جاگ کر بسر کر لیتا ہے تراسی سال کی عبادت سے افضل عبادت کے لئے دس راتیں کیوں نہیں جاگ سکتا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

شب قدر کو جبرائیل امینؑ فرشتوں کے جھرمٹ میں زمین پر اتر آتے ہیں اور ہر شخص کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو کھڑے بیٹھے (یعنی کسی حال میں) اللہ کو یاد کر رہا ہو۔ (شعب الایمان 3، 343)

شب قدر کو مخفی کیوں رکھا گیا؟

اتنی اہم اور بابرکت رات کے مخفی ہونے کی متعدد حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱۔ دیگر اہم مخفی امور مثلاً اسم اعظم، جمعہ کے روز قبولیت دعا کی گھڑی کی طرح اس رات کو بھی مخفی رکھا گیا۔

۲۔ اگر اسے مخفی نہ رکھا جاتا تو عمل کی راہ مسدود ہو جاتی اور اسی رات کے عمل پر اکتفا کر لیا جاتا ذوق عبادت میں دوام کی خاطر اس کو آشکار نہیں کیا گیا۔

۳۔ اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کسی انسان کی وہ رات رہ جاتی تو شاید اس کے صدمے کا ازالہ ممکن نہ ہوتا۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کو چونکہ اپنے بندوں کا رات کے اوقات میں جاگنا اور بیدار رہنا محبوب ہے اس لئے رات متعین نہ فرمائی تاکہ اس کی تلاش میں متعدد راتیں عبادت میں گزریں۔

۵۔ عدم تعین کی وجہ سے گنہگاروں پر شفقت بھی ہے کیونکہ اگر علم کے باوجود اس رات میں گناہ سرزد ہوتا تو اس سے لیلۃ القدر کی عظمت مجروح کرنے کا جرم بھی لکھا جاتا۔ (تفسیر کبیر 28:32)

SPECIAL EDITION

اشاعت خاص

NAWA-I-WAQT

نوائے وقت

اشاعت کے 65 سال

شب قدر کا ہر لمحہ سلامتی ہی سلامتی ہے

اس شب طلوع فجر تک فرشتوں کی آمد اور رحمتوں کے نزول کا سلسلہ جاری رہتا ہے

صاحبزادہ محمد بلال رضا قادری

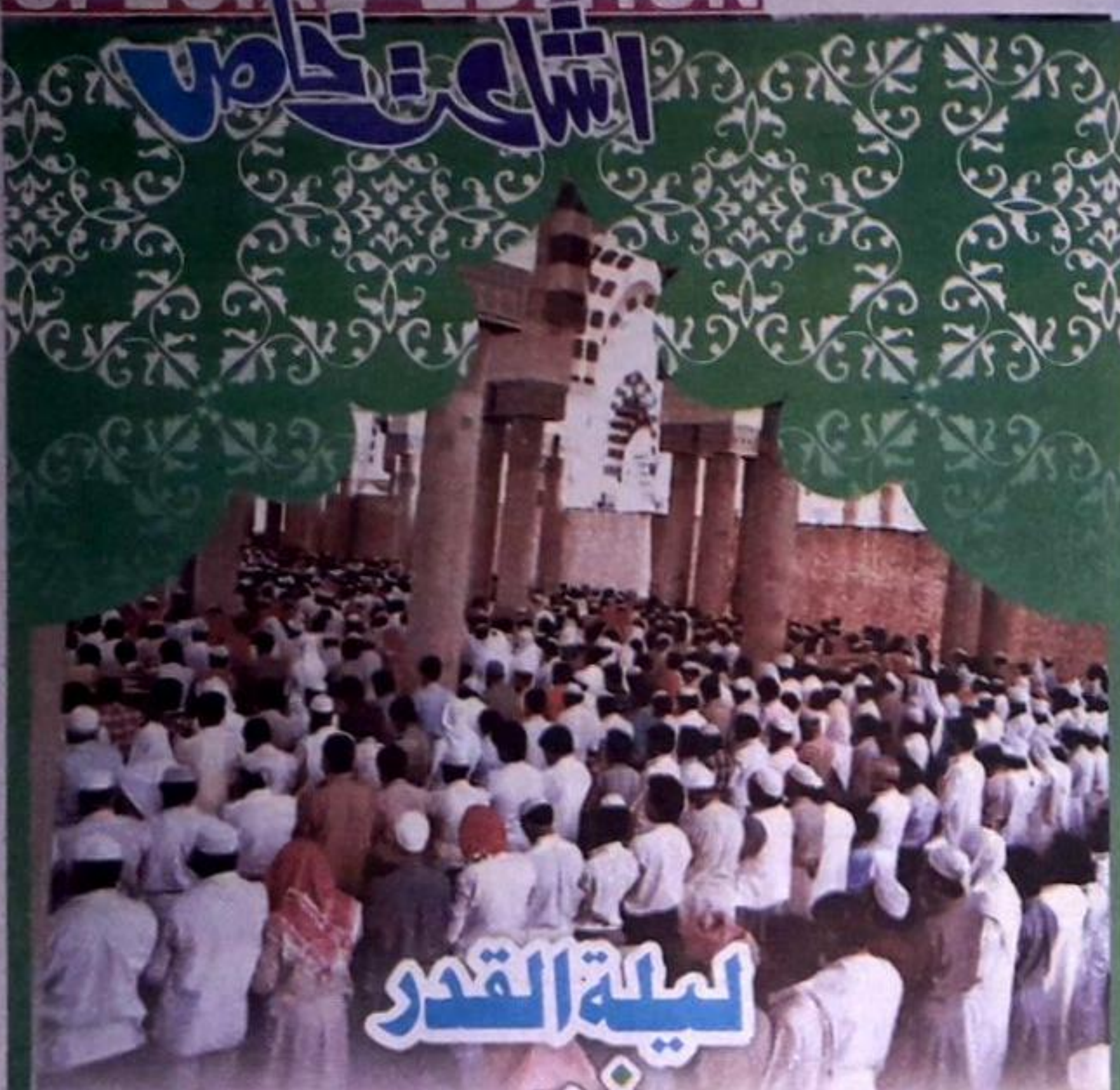
اللہ عزوجل قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ترجمہ: بے شک ہم نے اس کو شب قدر میں اتارا اور تم نے جانا، کیا شب قدر؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر، اس میں فرشتے اور جبریل علیہ السلام اترتے ہیں اپنے رب عزوجل کے حکم سے، ہر کام کیلئے، وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔ (پ30 سورۃ القدر 1 تا 5) شب قدر کس قدر اہم رات ہے کہ اس کی شان مبارک میں اللہ عزوجل نے پوری ایک سورت نازل فرمائی۔ اس سورۂ مبارکہ میں اللہ عزوجل نے اس مبارک رات کی کئی خصوصیات ارشاد فرمائی ہیں۔ مفسرین کرام اسی سورۂ قدر کے ضمن میں فرماتے ہیں، ''اس رات میں اللہ عزوجل نے قرآن مجید کو لوح محفوظ سے پہلے آسمان پر نازل فرمایا اور پھر تقریباً 23 برس کی مدت میں اپنے پیارے نبیؐ پر اسے بتدریج نازل کیا۔'' ساری رات فرشتوں کی آمد اور رحمتوں کے نزول کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور سلامتی کی بشارتیں دی جاتی رہتی ہیں۔ یہ اللہ عزوجل کا خاص الخاص کرم ہے کہ یہ عظیم رات اپنے پیارے نبیؐ کو اور آپؐ کے صدقے میں آپؐ کی امت کو عطا کی گئی ہے۔

اس رات میں عبادت کو ایک ہزار مہینوں کی عبادات سے بھی افضل قرار دیا گیا ہے۔ ایک ہزار مہینوں کے تراسی سال چار ماہ ہوتے ہیں۔ یعنی جس نے زندگی میں صرف ایک بار بھی اگر شب قدر میں عبادت کی سعادت حاصل کی تو گویا اس نے تراسی سال چار ماہ سے بھی زیادہ عرصہ عبادت کی اور اس زیادہ کا علم اللہ عزوجل جانے یا اس کے بتائے سے اس کے پیارے نبی کریمؐ جانیں کہ کتنا ہے۔ اس رات میں حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام اور فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اس مبارک شب کا ہر ایک لمحہ سلامتی ہی سلامتی ہے اور یہ سلامتی صبح صادق تک برقرار رہتی ہے۔ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ایک بار جب ماہ رمضان آیا تو تاجدار مدینہ، سرور قلب و سینہ ﷺ نے فرمایا، ''تمہارے پاس ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ایسی بھی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا، گویا تمام کی تمام بھلائی سے محروم رہ گیا'' (ابن ماجہ ج2 ص298)۔

علامات شب قدر: حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورؐ کی خدمت بابرکت میں شب قدر کے بارے میں سوال کیا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا: ''شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں یعنی 21، 2، 25، 27، 29 شب یا رمضان کی آخری شب میں ہے۔ تو کوئی ایمان کے ساتھ بہ نیت ثواب اس مبارک رات میں عبادت کرے، اس کے تمام گذشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اس کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ مبارک شب کھلی ہوئی، روشن اور بالکل صاف و شفاف ہوتی ہے۔ اس میں نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے نہ زیادہ سردی بلکہ یہ رات معتدل ہوتی ہے۔ گویا کہ اس میں چاند کھلا ہوا ہوتا ہے۔ اس پوری رات میں شیاطین کو آسمان کے ستارے نہیں مارے جاتے۔ مزید نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس رات کے گزرنے کے بعد جو صبح آتی ہے اس میں سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے اور وہ ایسا ہوتا ہے گویا کہ چودھویں کا چاند۔ (مسند امام احمد ج8 ص414)

حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں آخری رات میں سے چاہے وہ 30 ویں شب ہو کوئی ایک رات شب قدر ہے۔ اس رات کو مخفی رکھنے میں ہزارہا حکمتیں ہیں۔ جن میں یقیناً ایک حکمت یہ بھی ہے کہ مسلمان ہر رات اس رات کی جستجو میں اللہ عزوجل کی عبادت میں گزارنے کی کوشش کریں کہ نہ جانے کون سی رات شب قدر ہو، اسی حدیث پاک میں شب قدر کی بعض علامات بھی ارشاد فرمائی گئی ہیں۔ ان علامات کو پالینا سب کے بس کی بات نہیں۔ بلکہ یہ تو صرف اہل نظر ہی کا حصہ ہے۔ اللہ عزوجل بسا اوقات اپنے خاص بندوں پر ان کا ظہور فرماتا ہے۔ اور ہر وقت معصیت کی نحوست میں لت پت رہنے والا گناہگار انسان ان نظاروں کو کیسے دیکھ سکتا ہے؟ شب قدر کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس رات میں سمندر کا کھاری پانی میٹھا ہو جاتا ہے۔ نیز انسان و جنات کے علاوہ کائنات کی ہر شے اللہ عزوجل کی بزرگی کے اعتراف میں جدہ ریز ہو جاتی ہے مگر یہ ہر ایک کو نظر نہیں آسکتا۔

ستائیسویں شب کی قدر کریں: چنانچہ جن راتوں میں شب قدر ہونے کا زیادہ امکان ہے مثلاً رمضان المبارک کا آخری عشرہ یا کم از کم اس کی طاق راتیں ان میں تو عبادت کا خاص اہتمام ہونا چاہئے اور خاص کر ستائیسویں شب کہ اس رات کے بارے میں قوی تر گمان شب قدر ہونے کا ہے۔ اس رات کو تو غفلت میں گنوانا ہی نہیں چاہئے۔ ستائیسویں رات تو خصوصاً توبہ و استغفار اور ذکر و درود کی تکرار میں گزارنا چاہئے۔ یا اللہ عزوجل اپنے پیارے حبیبؐ کے طفیل ہم گناہ گاروں کو لیلۃ القدر کی قدر کرنے اور اس میں زیادہ سے زیادہ اپنی عبادت کی توفیق مرحمت فرما۔۔۔!!!



لیلۃ القدر

ہزار مہینوں سے افضل اور بہتر رات

''شب قدر اللہ تعالیٰ نے میری امت کو عطا فرمائی ہے، پہلی امتوں کو نہیں ملی''

مجیب الرحمٰن انقلابی

رمضان المبارک کے بابرکت و مقدس مہینہ میں وہ ''شب قدر'' بھی آ گئی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہزار مہینوں سے افضل اور بہتر قرار دیا اور ہزار مہینے تراسی برس چار ماہ ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا ہے۔ یعنی جس قدر اخلاص و للہیت اور محنت و ریاضت کے ساتھ اس ''شب قدر'' میں عبادت و ریاضت اور دعا وغیرہ کی جائے اسی قدر اس کے اجر و انعام میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

درحقیقت اللہ رب العزت کی طرف سے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش و مغفرت کے بہانے ہیں' کس قدر خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو اس رات کی عبادت نصیب ہو جائے اور آسمانوں پر اس کی بخشش و مغفرت کے فیصلے کر دیئے جائیں۔۔۔ اور کتنے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو رمضان المبارک جیسا مہینہ معصیت و نافرمانی اور غفلت میں گزارنے کے بعد اب اس ''شب قدر'' سے بھی محروم رہے۔ اس سے بڑھ کر اس رات کی فضیلت کیا ہو سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں ''سورۃ القدر'' کے نام سے پوری ایک سورت اس کی عظمت میں نازل فرمائی ہے۔ جس میں شب قدر کی چار خصوصیات ذکر کی گئی ہیں!

1-اس رات میں قرآن مجید نازل ہوا 2-اس رات میں فرشتے آسمانوں سے اترتے ہیں 3-یہ رات ہزار مہینوں سے افضل و بہتر ہے 4-اس رات میں صبح صادق تک خیر و برکت اور امن و سلامتی کی بارش ہوتی ہے۔

مفسرین نے قرآن مجید میں اس رات کا نام ''لیلۃ القدر'' رکھنے کی مختلف وجوہات ذکر کی ہیں۔

ایک وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں جو لفظ ''قدر'' ہے۔ اس کا معنی ''تقدیر و حکم'' کے ہیں چونکہ اس رات میں تمام مخلوقات کیلئے جو کچھ تقدیر ازلی میں لکھا ہے اس کا جو حصہ اس سال رمضان سے اگلے رمضان تک پیش آنے والا ہے وہ ان فرشتوں کے حوالہ کر دیا جاتا ہے جو کائنات کی تدبیر اور ...

تیسری وجہ یہ ہے کہ ایک تو اس میں بڑی عظیم مرتبہ و شان والی کتاب (قرآن مجید) نازل ہوئی ہے۔ دوسرا یہ کہ ذی مرتبہ فرشتہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ نازل ہوئی ہے۔ تیسرا یہ کہ ذی مرتبہ امت پر نازل ہوئی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ القدر میں لفظ ''قدر'' تین مرتبہ ذکر کیا ہے۔

اس رات کو لیلۃ القدر کہنے کی چوتھی وجہ یہ ہے کہ ''قدر'' کے ایک معنی ''ضیق'' یعنی تنگی کے بھی آتے ہیں۔ چونکہ اس رات میں زمین پر فرشتے اس قدر زیادہ اور کثیر تعداد میں اترتے ہیں کہ زمین باوجود اپنی وسعت و کشادگی کے تنگ پڑ جاتی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ''شب قدر'' میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کیلئے) کھڑا ہوا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں (بخاری و مسلم)

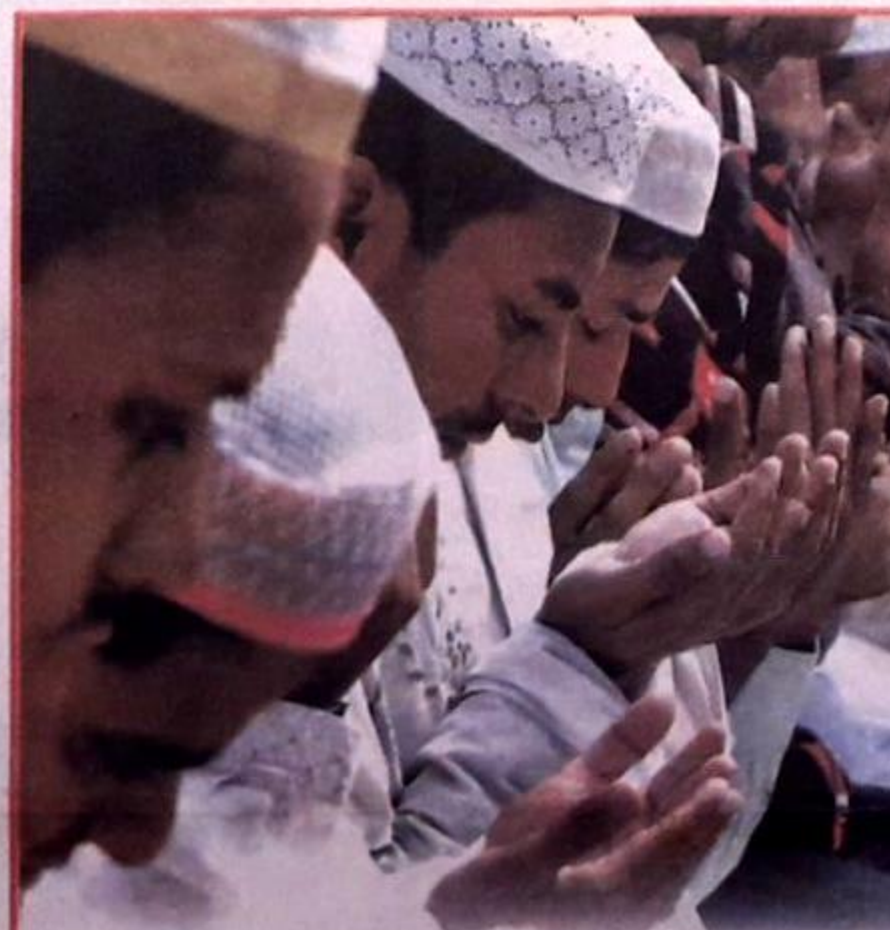
حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''شب قدر'' اللہ تعالیٰ نے میری امت کو عطا فرمائی ہے پہلی امتوں کو نہیں ملی۔

اس کے بارے میں مختلف روایات ہیں کہ اس امت پر اس انعام و اکرام کا سبب کیا ہے؟ بعض احادیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی امتوں کی عمروں کو دیکھا کہ بہت لمبی لمبی عمریں ہوئی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ''امت'' کی عمریں بہت تھوڑی اور کم ہیں اگر وہ نیک اعمال میں ان کی برابری بھی کرنا چاہیں تو ناممکن ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت رنج و افسوس ہوا اس کی تلافی کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ رات (شب قدر) مرحمت فرمائی۔

حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ''شب قدر'' کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں ہے۔ 21'23'25'27'29 یا رمضان المبارک کی آخر رات میں ہے۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتی ہیں۔ لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو (بخاری شریف)

حضرت ابی ابن کعبؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیلۃ القدر ستائیسویں رات ہے (مسلم)

حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن عمرؓ اور سیدنا حضرت امیر معاویہؓ بھی حضور ...



شب قدر فضیلت اور عبادات

خالدہ جمیل

انسان کی حالت کچھ اس قسم کی ہے کہ وہ نیکی کی طرف کم جھکتا ہے اور برائی کے کاموں میں ہمیشہ سرگرم و منہمک رہتا ہے۔ زیادہ تعداد ایسے انسانوں کی ہوتی ہے جو اپنی عمر گراں مایہ کا اکثر حصہ غفلتوں میں بسر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کس قدر لطف و احسان ہے کہ اس نے اپنے خاص لوگوں کی ہدایت و اصلاح اور حصول سعادت کیلئے رمضان المبارک میں بے شمار فضیلتیں برکتیں اور عظمتیں رکھ دی ہیں۔ اگر وہ ان سنہری مواقع کی دل سے قدر کریں اور ان ایام اور راتوں کی مخصوص عبادتیں اور اعمال مسنونہ بجالائیں تو اپنی سابقہ کے پانی سے دھو لو، ہدایت و سعادت کے طلبگار و اگر ایمان و عمل صالحہ کی دولت سے مالا مال ہونا دل و دماغ کی تاریکی کو دور کرنا، اعمال و افکار کے صحیح راستے پر گامزن ہونا، صدائے حق سے اپنی روحوں کو بیدار کرنا اور فسق و فجور سے نجات پانا چاہتے ہو تو آگے بڑھو، میدان عمل میں اُترو، اطاعت و عبادات اور توبہ استغفار میں مشغول ہو کر رحمت و مغفرت الٰہی کے موتیوں سے اپنے دامنوں کو بھر لو، اپنے اعمال کا احتساب کرو، سابقہ غفلتوں سے توبہ کرکے آئندہ کیلئے مضبوط عزم کرو کہ خدا کی نافرمانیوں سے اجتناب کریں گے۔

شب قدر رمضان المبارک کی راتوں میں سے ایک رات ہے جس میں قرآن پاک لوح محفوظ سے دنیا پر اُتارا گیا۔ اس رات میں نیکی کرنا ایسا ہے

لکھا ہے اس کا جو حصہ اس سال رمضان سے اگلے رمضان تک پیش آنے والا ہے وہ ان فرشتوں کے حوالہ کر دیا جاتا ہے جو کائنات کی تدبیر اور تنفیذ امور کیلئے مامور ہیں۔ اس لئے اس کا نام "لیلۃ القدر" رکھا گیا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ "قدر" کے معنی عظمت و شرافت کے بھی آتے ہیں۔ چونکہ یہ رات بھی عظمت و شرافت والی رات ہے۔ اس لئے اس رات کا نام بھی "لیلۃ القدر" رکھا گیا ہے۔

فرمایا کہ لیلۃ القدر ستائیسویں رات ہے (مسلم)

حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن عمرؓ اور سیدنا حضرت امیر معاویہؓ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کرتے ہیں کہ وہ (لیلۃ القدر) رمضان المبارک کی ستائیسویں شب ہے (ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ ہم کو شب قدر کا حق ادا کرنے اور اللہ کی رحمت و بخشش و مغفرت کو سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

شب قدر فضیلت اور عبادات

"اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے۔ معاف کرنے کو پسند کرتا ہے پس مجھے بھی معاف فرمادے"

غفلتوں کی تلافی کر سکتے ہیں کیونکہ جس وقت انسان روزے کے ذریعے اپنے طبعی تقاضوں کی اصلاح کر لیتا ہے اور روحانیت کی جھلک دیکھنے لگتا ہے تو اس وقت اس کی دعاؤں میں اثر پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ رمضان المبارک مقدس و متبرک مہینہ جو قلوب و ارواح کی اصلاح کیلئے مخصوص ہے اور جس میں مغفرت اور بخشش عام کی بارش ہوتی ہے۔ یہی پیغام لے کر آتا ہے۔ اے غافل آخرت کی نعمتیں سعادتیں، لذتیں اور راحتیں حاصل کرنے اور دنیاوی آفتیں اور کلفتیں دور کرنے اور دلی مرادیں برآنے کا سنہری موقع آ گیا ہے، اگر ایمان اور ایمانی دعاؤں کی تاثیر پر صحیح ایمان رکھتے ہو تو کامل تقویٰ کامل یقین اور کامل محبت کے ساتھ خدا کی طرف رجوع کرو، اپنے روٹھے ہوئے خدا کو منا لو، اپنے ٹوٹے ہوئے تعلق کو اُستوار کر لو، اپنی روحوں اور دلوں کو صاف کر لو، اپنے نامہ اعمال کو توبہ استغفار

گویا ہزار مہینے تک نیکی کرنا۔ یہ مبارک رات جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے خصوصاً اس کو عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرنا چاہئے۔ پھر طاق راتوں میں بھی ستائیسویں شب پر گمان ہوتا ہے۔

اس شب اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور توبہ استغفار کریں

اس شب میں خالق ارض و سماء سے نچلے آسمان پر نزول و اجلال فرماتا ہے۔ مغفرت کی بشارتیں ملتی ہیں۔ امن و عافیت کی دولت لٹائی جاتی ہے۔ دریائے کرم جوش میں آتا ہے اور بندوں سے خطاب ہوتا ہے کہ مغفرت و بخشش کا طلبگار کوئی ہے تاکہ میں اسے بخش دوں، کوئی رزق کا متلاشی ہے تاکہ میں اسے رزق دوں، کوئی مصیبت زدہ ہے جسے تندرستی و عافیت دوں۔ لہٰذا اس رات کو کثرت سے عبادت کرنی چاہئے۔ اس متبرک بابرکت رات کو توبہ، استغفار اور نوافل و عبادات میں گزارنا چاہئے۔

طریقہ نوافل لیلۃ القدر:

1- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

جو شخص شب قدر میں دو رکعت نوافل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورۃ اخلاص سات مرتبہ بعد از ختم نوافل استغفراللہ......... واتوب الیہ پوری ستر مرتبہ پڑھے تو یہ اپنے مصلے سے نہ اُٹھے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے والدین کے گناہوں کی مغفرت فرمادیگا۔

2- جو شخص چار رکعت اس طرح پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار سورۃ التکاثر اور سورہ اخلاص تین تین بار پڑھے اس پر موت کی سختی آسان ہو گی۔ عذاب قبر اُٹھ جائے گا۔ اس کو جنت میں چار ستون ملیں گے۔ جن کے ہر ستون پر ہزار محل ہوں گے۔

3- جو شخص شب قدر کو چار رکعت نوافل اس طرح پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ القدر تین بار اور سورہ اخلاص پچاس مرتبہ ختم نوافل تیسرا کلمہ پڑھے جو دعا مانگے قبول ہو گی۔

4- جو شخص اس رات چار نوافل اس طرح پڑھے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قدر ایک بار سورہ اخلاص ستائیس بار، گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا ابھی پیدا ہوا۔

5- حضرت علیؓ فرماتے ہیں جو شب قدر میں بعد نماز عشاء سات مرتبہ سورہ القدر پڑھے۔ ہر مصیبت سے نجات ملے۔ ہزار فرشتے اس کیلئے جنت کی دعا کرتے ہیں۔

شب قدر کی دعا:

ترجمہ: اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے۔ معاف کرنے کو پسند کرتا ہے پس مجھے معاف فرمادے۔ (بخاری شریف۔ باب الصیام)

دراصل یہ رات عبادت و ریاضت کی رات ہے۔ برکات و ثواب کی رات ہے۔ دعا و مغفرت کی رات ہے، توبہ استغفار کی رات ہے۔ حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ کے نزدیک انسان کی کوئی چیز بھی دعا سے زیادہ باوقعت نہیں ہے۔" (ترمذی)

تو آیئے اس رات اللہ کے آگے دست سوال دراز کریں اپنے گناہوں کی معافی مانگیں توبہ استغفار کریں۔ اللہ تعالیٰ اس مغفرت و بخشش والی رات میں ہم سب کو اپنے گناہ بخشوانے کی توفیق عطا فرمائے۔

27 رمضان المبارک
آزادی کی عید مبارک!

منظور احمد

آزادی اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ اس کی اہمیت کا احساس ان لوگوں سے پوچھیں جن کے عزیز و اقارب، جان و مال 1947ء میں اس کے حصول کی نذر ہوئے۔ افغانستان نے غلامی سے بچنے کیلئے کیا کیا قربانیاں دیں ہیں۔ وہ ہمارے سامنے ہیں۔ بہادر افغان آزادی کی قیمت ابھی تک چکا رہے ہیں۔ کشمیر، فلسطین، بوسنیا، چیچنیا، کسوو، اراکان، عراق، فلپائن کے مورو، مقدونیا اور دوسری متعدد جگہوں پر مسلمان آزادی کیلئے برسرِپیکار ہیں۔ ان کی عزتیں، جان و مال سب کچھ اسی جدوجہد کی نذر ہو رہا ہے۔

خالق کائنات نے ہمیں پیغمبر ﷺ کی وساطت سے قرآن کریم کی صورت میں ضابطہ حیات عطا فرمایا اور اس کے ساتھ ہی ایک اسلامی کیلنڈر بھی دیا۔ اس سے پہلے بھی جو پیغمبر بھیجے گئے ان کی اپنی کتاب اور اپنا کیلنڈر ساتھ آیا۔ یہودیوں کا اپنا کیلنڈر ہے۔ عیسائیوں کا اپنا اور تو اور ہندو، چینی، جاپانی، بدھ اور زرتشت سب کے اپنے اپنے کیلنڈر ہیں اور وہ ان ہی کو اپنی رہنمائی کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ اگر یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے کیلنڈر کی موجودگی میں کسی نئے کیلنڈر کی ضرورت نہیں تھی تو رسول مقبول ﷺ مسلمانوں کو ہجری کیلنڈر اختیار کرنے کی ہدایت نہ فرماتے۔

14 اگست کا انتخاب ماؤنٹ بیٹن نے محض اس لئے کیا تھا کہ ٹھیک دو سال قبل اسی روز اس نے اتحادیوں کے ایماء پر جاپانیوں سے ہتھیار رکھوائے جانے کی تقریب میں برطانیہ کی نمائندگی کی تھی۔ اس طرح وہ سمجھتا تھا کہ وہ تاریخ میں اپنے لئے ایک اور اہم باب رقم کر رہا ہے۔ اس کی اپنی حکمت عملی تھی۔ اللہ تعالیٰ تو خیرالماکرین ہے۔ یہ اس کی کتنی بڑی حکمت تھی کہ جس دن کو انگریز اپنے لئے طرہ امتیاز سمجھنے کیلئے چنتا ہے وہ اس کی بے خبری میں اسلامی کیلنڈر کے مطابق 27 رمضان المبارک نکلتا ہے۔ یوں محض اللہ کی نصرت سے دنیا میں اسلام کے نام پر حاصل کئے جانے والے اس ملک پاکستان کا یوم ولادت جمعۃ المبارک 27 رمضان المبارک (14 اگست 1947ء) ٹھہرا۔ اسلامی کیلنڈر کی یہ وہ تاریخ ہے جس کے بارے میں قرآن پاک میں باقاعدہ ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ اس رات کی یہ فضیلت ہے کہ اس میں کی گئی عبادت کا اجر ہزار مہینوں کی عبادت کے برابر ہے۔ ختم قرآن پاک بھی اسی رات کو ہوا۔ یوں ظلمتوں کے خاتمہ، آزادی کی صبح کی نوید بھی یہی رات لے کر آئی۔ اس رات اللہ تعالیٰ فرشتوں کو زمین پر بھیجتے ہیں اور وہ جس کی کو عبادت میں مشغول پاتے ہیں اس پر رحمت کی بارش برساتے ہیں۔ انسانوں کے لئے اس سے بہتر رات کا ذکر کہیں اور نہیں ملتا۔ ہاں یہاں وہ رات ہے جس میں پاکستان معرض وجود میں آیا۔ رمضان المبارک کے الوداعی عشرے کی اس مبارک رات میں کوئی بدقسمت ہی اللہ سے تعلق جوڑنے کی سعی نہیں کرے گا۔

ہم نے اللہ کو تو ایک مان لیا۔ اس کی بھیجی ہوئی
کتاب اور پیغمبرؐ پر بھی ہمارا ایمان ہے
پھر ہجری کیلنڈر کے استعمال سے گریز کیوں؟

پاکستان پہلا وہ ملک ہے جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اس لئے اس کی سمت کو ہر وقت درست رکھنا ضروری ہے۔ اگر ملک کو ایک بحری جہاز سے تشبیہ دی جائے تو اس کا کیلنڈر اس کے قطب نما کی حیثیت رکھے گا۔ اب اگر جہاز کے تمام ترکل پرزے درست ہوں تب بھی کرہ ارض پر اسے اپنی پوزیشن جاننے کیلئے قطب نما کی ضرورت ہو گی۔ اپنی موجودہ جگہ کے جان لینے کے بعد ہی وہ اس پوزیشن میں ہو گا کہ اپنے آئندہ سفر کی سمت میں جاری رکھ کر منزل مقصود تک پہنچ سکے۔ جو لوگ سمندری اور ہوائی سفر کرتے رہتے ہیں، وہ قطب نما کی اہمیت کو خوب سمجھتے ہیں۔ آپ کا جہاز چاہے نت نئے آلات سے کتنا ہی لیس کیوں نہ ہو قطب نما کے بغیر اس کے سفر کا آغاز ہی تصور میں نہیں لایا جا سکتا۔ کسی دوسرے جہاز سے اپنی سمت کا تعین کرانا اول تو ناقابل اعتبار ہو گا اور بالفرض محال وہ ٹھیک نیتی سے مدد کرنا بھی چاہے تو اس کا خلوص اس کے اپنے جہاز پر نصب قطب نما کا ہی تابع ہو گا۔ اس کے لئے آپ کے جہاز کی حتمی سمت کا تعین ممکن ہی نہیں ہو سکتا۔ خلوص نیت اگر ہو تو بھی اس میں غلطی کی کافی گنجائش کا امکان ہمیشہ رہے گا۔

پاکستان کے جہاز کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی دکھائی دیتا ہے۔ جیسے ہم نئے نئے آلات تو نصب کر رہے ہیں مگر سمت کا تعین دوسروں سے کراتے رہتے ہیں کیونکہ ہم وہ آلات ہی نصب نہیں کر رہے جس سے خود بخود اپنے مقام اور سمت کا پتہ چلتا رہے۔ ہم نے اللہ کو تو ایک مان لیا، اس کی بھیجی ہوئی کتاب اور پیغمبر ﷺ پر بھی ہمارا ایمان ہے پھر ہجری کیلنڈر کے استعمال سے ہم کیوں گریزاں ہیں؟

ہمارے اسلامی کیلنڈر کی رو سے ہمارا یوم آزادی 27 رمضان المبارک ہے۔ اس روز ہم روزے سے ہوتے ہیں اور رات بھر مسجدوں اور گھروں میں عبادت ہوتی ہے۔ اس پاکیزہ رات کو ہم خلوص نیت سے اپنے لئے، اپنے اہل و عیال کیلئے، پاکستان اور عالم اسلام کیلئے جو دعائیں مانگیں گے انشاء اللہ پوری ہوں گی۔ اس رات کی عبادت ہزار مہینوں کے برابر ہوتی ہے۔ 14 اگست کی بجائے 27 رمضان المبارک کو جشن آزادی منائیں اور اس رات کی برکتوں سے مستفید ہو کر تو دیکھیں۔ ذرا سمت تو سیدھی کریں۔ منزل انشاء اللہ آسان اور قریب تر ہو جائے گی۔ ہماری تو عید ہی 27 رمضان سے شروع ہوتی ہے۔ آپ سب کو آزادی کی عید مبارک ہو۔ آیئے ہم ان پاکیزہ دن اور راتوں میں اپنے لئے اپنے اہل و عیال، پاکستان اور امت مسلمہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔

اے اللہ تو ہمیں اچھے مسلمان بنا، ہماری کوتاہیوں کو معاف کر دے، ہم تیرے عاجز بندے ہیں۔ اے اللہ ہمارے ہر کام میں ہماری رہنمائی فرما۔ ہمیں صحیح فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرما۔ ہمیں وہ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما جس سے جنت میں اعلیٰ مقام ملتے ہیں۔ اے اللہ مسلمانوں کو متحد اور مضبوط بنا۔ جہاں جہاں مسلمان بستے ہیں انہیں عزت اور نصرت عطا فرما۔ ہم سب کے رزق میں فراوانی فرما۔ اے اللہ پاکستان کو دنیا کیلئے ایک کامیاب اور ناقابل تسخیر اسلامی مملکت بنا دے جس پر پورا عالم اسلام فخر کر سکے۔ آمین ثم آمین۔

رمضان المبارک کا آخری عشرہ

اللہ تعالیٰ نے شب قدر کو ہزار مہینوں سے افضل قرار دے کر اسکی عظمت و اہمیت پر مہر تصدیق ثبت کی

فوزیہ تبسم

قرآن حکیم کی سورۃ مبارکہ (سورہ قدر) میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ: بے شک ہم نے قرآن حکیم کو شب قدر میں اتارا ہے اور تم کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس رات میں فرشتے اور جبرئیل ہر کام کو لے کر اپنے پروردگار کی اجازت سے اترتے ہیں یہ رات فجر کے طلوع ہونے تک سراپا امان ہے۔

یہ بات مصدقہ ہے کہ یہ عظیم اور فضیلت والی رات ہے۔ قرآن کریم کو رمضان شریف میں اتارا گیا ہے۔ اس شب میں عبادت کرنے کا بے حد ثواب ہے، ایک حدیث مبارکہ میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص شب قدر میں ایمانداری اور خلوص کے ساتھ خدا کی عبادت کرے تو اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں کہ لوگ اطمینان سے گناہ کرتے رہیں اور یہ سمجھ لیں کہ جب شب قدر آئے گی تو سب گناہ بخشوا لیں گے۔ ایسا سمجھنا غلطی ہے درحقیقت گناہ ان کے بخشے جائیں گے جو اپنے گناہوں پر دل سے نادم اور پشیمان ہوں اور یہ فیصلہ کر لیں کہ آئندہ کوئی گناہ نہ کریں گے۔ یہ ایسی رات ہے جس کی برکت کی کوئی حد نہیں ہے، اس رات حضرت جبرئیل السلام دوسرے فرشتوں کے ساتھ ہر برکت اور رحمت لے کر آتے ہیں۔

شب قدر کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شب قدر کو تلاش کرو رمضان کی آخری دس طاق راتوں میں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا کہ مجھے بتایئے کہ اگر مجھے علم ہو جائے کہ کون سی رات شب قدر ہے تو میں اس رات اللہ تعالیٰ سے کیا عرض کروں اور کیا دعا مانگوں آپ نے فرمایا کہ یہ عرض کرو۔

ترجمہ: اے اللہ آپ معاف کرنے والے ہیں، کریم ہیں۔ عفو کو پسند کرتے ہیں، لہٰذا مجھے درگزر کر دیجئے۔

رمضان المبارک میں شب قدر 27 رمضان المبارک کو تاریخ انسانی سے جو سب سے بڑی نسبت ہے وہ نزول قرآن کی ہے، قرآن حکیم وہ کتاب الٰہی ہے جس نے انسانوں کو سربلندی اور عظمت عطا کی ہے، اس کتاب سے پوری کائنات پر احسان کیا اور کرہ ارض کی ہر ظلمت کو روشنی سے بدل ڈالا اور زندگی کے رازہائے سربستہ انسانوں پر منکشف کر دیئے۔

مسلمانوں کو 27 رمضان المبارک سے ایک دوسری نسبت بھی ہے اور وہ نسبت اس شب قدر کی ہے جس میں تمام انسانوں کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں بشرطیکہ وہ نہایت ندامت اور پشیمانی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور توبہ استغفار کریں یہ ایک حقیقت ہے اور کرشمہ الٰہی ہے کہ پاکستان اس دن منصۂ شہود میں آیا جب 27 رمضان المبارک تھی یعنی یوم نزول قرآن تھا اور شب قدر تھی، اس میں شک نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام عظیم تھا جو مسلمانوں کو ملا۔ یہ منشائے قدرت تھا کہ پاکستان ایسے دن قائم ہوا جو تمام عالم اسلام کے نزدیک مبارک اور متبرک ہے اور جس کی عظمت اور تقدس عالم اسلام پر عیاں ہے۔

عمارہ منظور

رمضان شریف اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ مہینہ ہے اس کے فیضان کے کیا کہنے۔ اس کی ہر گھڑی رحمت کی ہے اور اس مبارک مہینے میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر گنا کر دیا جاتا ہے۔

حضور سرور دو عالمؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ "میری اُمت میں سے جو مرد یا عورت یہ خواہش کرے کہ اس کی قبر نور کی روشنی سے منور ہو تو اسے چاہئے کہ ماہ رمضان کی شب قدر میں کثرت کے ساتھ عبادت الٰہی بجا لائے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال سے برائیاں مٹا کر نیکیوں کا ثواب عطا فرمائے۔ شب قدر کی عبادت ستر ہزار شب کی عادتوں سے افضل ہے۔"

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ پیارے نبیؐ نے فرمایا:

"شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں یعنی اکیسویں، تیئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں راتوں میں تلاش کرو۔"

27 ویں شب کو دو رکعت نماز پڑھیں ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد 3 مرتبہ سورہ قدر اور 27 مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر گناہوں کی مغفرت طلب کریں

چار رکعت نماز دو سلام سے پڑھیں۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک بار سورہ التکاثر اور 3 بار سورہ اخلاص پڑھیں اس نماز کے پڑھنے والے پر سے اللہ تعالیٰ موت کی سختی آسان کرے گا اور عذاب قبر بھی معاف ہو جائے گا۔

27 ویں شب کو دو رکعت نماز پڑھیں سورہ فاتحہ کے بعد سات مرتبہ سورہ اخلاص پڑھیں اور سلام کے بعد ستر دفعہ یہ تسبیح معظم پڑھیں۔

استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

انشاء اللہ اس نماز کو پڑھنے والے اپنے مصلے سے ابھی نہ اٹھیں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور ان کے والدین کے گناہ معاف فرما کر مغفرت فرمائے گا اور فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس کے لئے جنت آراستہ کرو اور فرمایا کہ وہ جب تک تمام بہشتی نعمتیں اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لے گا اس وقت تک موت نہ آئے گی واسطے مغفرت یہ نماز بہت ہی افضل ہے۔ اس شب کو سورہ ملک سات مرتبہ پڑھنے کی بھی بہت فضیلت ہے۔

29 ویں شب چار رکعت نماز دو سلام سے پڑھیں۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک بار سورہ قدر اور 3 بار سورہ اخلاص پڑھیں۔ بعد سلام کے ستر مرتبہ سورہ الم نشرح پڑھیں۔ یہ نماز واسطے کامل ایمان کے بہت افضل ہے۔ اس نماز کے پڑھنے والے کو دنیا سے مکمل ایمان کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں پورے خشوع و خضوع سے عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

ے نظام پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سلیکٹ کیا اور ہے تین سال صرف بنیادی تنخواہ پر گزارا کرنے پر مجبور کیا اب 2005ء میں ہمارے احتجاج اور کئی کے اکاؤنٹس آفس نے نئی تنخواہ جاری کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ (محمد حسین لیکچرار کنوینر آل پنجاب کنٹریکٹ لیکچرار ایسوسی ایشن ڈسکہ سیالکوٹ برانچ)

لمحہ فکریہ

مکرمی! آٹھ اکتوبر کی صبح میں اپنے آفس ساڑھے آٹھ بجے پہنچ گئی تھی اور تقریباً پندرہ منٹ کے کام کاج سے فارغ ہو کر آپ کا اخبار دیکھا' تو سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کا کورٹ میں بیان کہ "کیا اس ملک میں کوئی قانون نہیں؟" پڑھا دل دھک سے ایک لمحہ کے لئے رک گیا۔ اگرچہ ان کا یہ بیان ڈور اور چنگ سے ہونے والی ہلاکتوں کے بارے میں تھا۔ پاکستان کے سب سے اونچے قانون کے رکھوالے کا یہ فقرہ کسی بھی زمرے میں لیا جائے' تو اس کے بعد کے واقعات اور سانحے کسی کو رنجیدہ نہ کریں سوچ اور غم کے پہاڑ اسے سوچنے پر مجبور نہ کریں کہ ایسا کیوں ہو گیا۔ خدا زندہ ہے اور دیکھ رہا ہے۔ ابھی اس نے یہ فیصلہ نہیں کیا کہ کب یہ ساز و سامان مکمل طور پر سمیٹنا ہے۔ ابھی بستیوں کو الٹ پلٹ کرنے میں ہی اس ذات کی کوئی عافیت ہے جو ہماری سوچ اور سمجھ سے بالاتر ہے اور ہمارے حکمرانوں کے لئے ایک سبق اور امتحان۔ آٹھ بجکر پچاس منٹ پر ابھی میں سوچوں میں گم تھی کہ سپریم کورٹ کے جج کے منہ سے نکلنے والے یہ الفاظ کیا معنی رکھتے ہیں۔ میرے لئے یہ کوئی معمولی خبر نہیں۔ لگتا تھا کچھ ہونے والا ہے۔ مجھے کیا پتہ تھا اس وقت یہ سانحہ رونما ہو چکا اور مجھے اس کی اطلاع اگلے منٹ ملنے والی ہے۔

(قیصرہ شیخ' 100 بے گلبرگ III لاہور)

گرلز کالج میں ٹرانسپورٹ کا مسئلہ

مکرمی! میں فاطمہ جناح کالج چونا منڈی کی طالبہ ہوں میں آپکے جریدے کی وساطت سے طالبات کو درپیش مسائل سے اعلیٰ حکام کو آگاہ کرنا چاہتی ہوں ان مسائل میں سب سے اہم مسئلہ ٹرانسپورٹ کا ہے کالج تعلیمی لحاظ سے ہر سال بہت اچھا رزلٹ دیتا ہے اور اچھا کالج ہونے کے باوجود اس کی اپنی کوئی ٹرانسپورٹ نہیں ہے اور کالج کی طالبات کی بہت بڑی تعداد دور دراز کے علاقوں سے تعلیم حاصل کرنے کیلئے آتی ہے اور لوکل ٹرانسپورٹ کی وجہ سے انہیں کافی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس دشواری میں اور اضافہ کالج سے ملحقہ راستے کی وجہ سے ہوتا ہے اس لئے کہ کالج کیلئے کوئی مین روڈ نہیں ہے۔ طالبات کو مین روڈ سے کالج تک پیدل پہنچنے کیلئے کالج کے ساتھ واقع شو مارکیٹ سے گزرنا پڑتا ہے۔ جہاں ہر وقت بے حد رش ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے طالبات کو بہت پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے میں وزیر اعلیٰ پنجاب سے گزارش کرتی ہوں کہ وہ اس اہم مسئلے کا فوراً حل نکالیں تاکہ طالبات کو آنے جانے میں دشواری نہ ہو اور وہ کالج کی ٹرانسپورٹ سے فائدہ حاصل کریں اور دلجمعی سے تعلیم حاصل کر سکیں۔ (شائلہ ناز گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج چونا منڈی لاہور)

خواتین کیلئے علیحدہ بسیں

مکرمی! میں آپ کے جریدے کی وساطت سے اعلیٰ حکام کی توجہ ایسے مسائل کی طرف مبذول کروانا چاہتی ہوں جو کہ بیشتر خواتین کو درپیش ہے۔ ان مسائل میں سے ایک مسئلہ ٹرانسپورٹ کا ہے خواتین کے لئے علیحدہ ٹرانسپورٹ چلائی جائیں تاکہ خواتین کو آنے جانے میں دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ٹرانسپورٹروں میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے خواتین کو بس سٹاپ پر کافی اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ بعض اوباش نوجوان انہیں تنگ کرتے ہیں اور بیہودہ فقرات کہتے ہیں دوسرا مسئلہ جو کہ ٹرانسپورٹ کے علاوہ ہے وہ کافی سنگین صورتحال اختیار کر گیا ہے وہ ٹرانسپورٹ میں فحش گانوں کا ہے۔ ٹرانسپورٹ میں خواتین کا سفر کرنا ویسے ہی اتنا دشوار ہے اور اس پر سونے پہ سہاگہ ٹرانسپورٹروں میں ایسے گانے لگا دیئے جاتے ہیں جن کی وجہ سے حوا کی بیٹیاں مزید پریشانی کا شکار ہوتی ہیں۔ میری اعلیٰ حکام سے گزارش ہے کہ ان مسائل کا فوری حل طلب کیا جائے۔

(مہوش آغا لاہور)

تعلیمی پالیسی میں تبدیلی

مکرمی! میں آپ کے کثیر الاشاعت اخبار کے توسط سے وزیر تعلیم پنجاب کی توجہ ایک اہم مسئلے پر دلانا چاہتی ہوں۔ ہمارا تعلیمی نظام بہت خراب ہوتا جا رہا ہے۔ ہر سال طریقہ امتحان تبدیل کر دیا جاتا ہے اور کوئی جامعہ پالیسی بھی نہیں اپنائی جاتی جس کے باعث طلبا اور اساتذہ کشمکش کا شکار ہو جاتے ہیں۔ طلبا ہمارے ملک کا قیمتی سرمایہ ہیں لیکن ان کی بہتر تربیت اور تعلیم پر خاص توجہ نہیں دی جاتی۔ پچھلے سال تک تو نہم دہم جماعت الگ الگ تھیں لیکن اب دوبارہ پرانا فرسودہ تعلیمی نظام رائج کر دیا گیا ہے۔ جس کے باعث طلبا کشمکش کا شکار ہیں آئے دن بدلتے ہوئے طریقہ امتحانات سے تنگ آکر بعض بچے تو اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ دیتے ہیں۔ برائے مہربانی ملکی ترقی کے لئے تعلیمی پالیسی کو جامعہ بنایا جائے اور غریب طلبا کو بہتر تعلیم کے بہتر مواقع فراہم کئے جائیں۔

(شازیہ مختار لاہور)

پل کی تعمیر نو

مکرمی! میں اس خط کی وساطت سے حکام بالا کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں کہ بادامی باغ لاہور کے پھاٹک کا پل سائیڈوں سے جگہ جگہ سے ٹوٹ چکا ہے۔ جو کہ فٹ پاتھ پر چلنے والوں اور گاڑی چلانے والوں کیلئے انتہائی خطرناک ہے اور اب یہ ہر گزرتے دن کے ساتھ پیدل چلنے والوں کے لئے انتہائی خطرے اور خوف کا باعث بنتا جا رہا ہے کیونکہ ماضی میں کچھ حادثاتی اقدامات ہونے کی وجہ اس کے بارے میں کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ چنانچہ میری حکام بالا سے گزارش ہے کہ پل کی تعمیر نو کی جائے۔ تاکہ پل سے گزرنے والوں کو آسانی ہو سکے۔

(حفصہ رزاق بٹ لاہور)

جذبہ خدمت خلق سے سرشار...... ریٹائرڈ تعلیمیافتہ خواتین سے التماس

مکرمی! کوشش سکول (نواں پنڈ' قلعہ دیدار سنگھ' ضلع گوجرانوالہ) جو کہ 8 ستمبر 2003ء عالمی یوم خواندگی سے اپنے گاؤں کے 140 طلباء و طالبات کو پانچویں تک علم کے نور سے منور کرنے کی کوششوں میں مصروف عمل ہے محب وطن خواتین سے درخواست کرتا ہے کہ وہ مہینہ میں ایک ہفتہ یا جتنے دن چاہیں کوشش سکول کے لئے وقف کریں اور اپنے علم و تجربے کی بناء پر بچوں کی کردار سازی میں اپنا کردار ادا کریں۔ یا معلمات کو بہتر تعلیم و تدریس کے اصولوں سے روشناس کریں۔ شہر کی گرد و غبار اور آلودگی سے نکل کر چند دن گاؤں کی خوشگوار فضا میں گزاریں جہاں آپ کو سکول کے اندر بہترین رہائش و طعام کے علاوہ نیچرل کا ساتھ بھی میسر ہوگا۔ اور 70 فیصد آبادی جو کہ گاؤں سے وابستہ ہے کے شب و روز جاننے کا موقع بھی۔ کوشش سکول ایک ایسا ادارہ ہے جس کے اپنے کوئی ذاتی مقاصد نہیں ہے۔ محب وطن خواتین و حضرات کے تعاون سے اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔

(چوہدری محمد صادق' سرپرست کوشش سکول' 0333-4216802)

ایڈیٹر کی ڈاک کیلئے بھجوائے جانے والے مراسلات کے ساتھ مراسلہ نگار کے قومی شناختی کارڈ کی فوٹو سٹیٹ کاپی کا آنا ضروری ہے۔ گمنام اور نامکمل نام پتے والے مراسلے شائع نہ ہوں گے۔

غریبوں میں ہوتا ہے چند سو خاندان پاکستان کی 80 فیصد دولت پر قابض ہیں ورلڈ بنک، ایشین ڈویلپمنٹ بنک، آئی ... پاکستان کے جید علماء جدید دور کے مطابق فلاحی ریاست کا تصور پیش کریں۔

صدام حسین عدالت کے کٹہرے میں

حرفِ تازہ — احسان اللہ ثاقب

چشم فلک نے 19 اکتوبر کو ایک مرتبہ پھر یہ سبق آموز منظر دیکھا کہ 24 سال تک عراق پر حکومت کرنے والے مطلق العنان صدام حسین ایک ملزم کی حیثیت میں بغداد کی ایک خصوصی عدالت کے کٹہرے میں کھڑے تھے۔ حاضرین عدالت انگشت بدنداں تھے کہ یہ نحیف، مجبور اور پریشان حال شخص وہی آمر ہے جس کے ایک اشارے پر دشمنوں کی گردنیں تن سے جدا کر دی جاتی تھیں۔ جس کی کمان میں عراقی مسلح افواج اتنی طاقتور تھیں کہ وہ پوری قوت کے ساتھ ایران جیسی عظیم مملکت کے خلاف 8 سال تک جنگ کر سکتی تھیں اور اس کے ایک حکم پر کویت جیسا ملک چند گھنٹوں میں فتح ہو جاتا تھا۔ صدام نے ڈرامائی انداز میں 1979ء میں میجر جنرل احمد حسن البکر کو برطرف کر کے تخت شاہی پر قبضہ کیا۔ آپ نے بعث پارٹی کی مدد سے ملک میں ایک مضبوط حکومت تشکیل دی جو کہ وقت گزرنے کے ساتھ عراق کا مقدر بن گئی۔ صدام حسین کا تعلق ملک کے اقلیتی سنی فرقہ سے تھا۔ انہوں نے فولادی ہاتھ سے شمالی عراق پر آباد جنگجو کرد قبائل اور جنوب میں رہنے والی شیعہ آبادی کو اپنا مطیع بنا لیا۔ صدام نے اپنے دور حکومت میں علم بغاوت بلند کرنے والوں کو سختی سے کچل دیا۔ عوام کے دلوں پر ان کی ہیبت طاری ہوئی۔ بغداد کی شاہراہوں پر ان کے مجسمے نصب کئے گئے اور سرکاری دفاتر میں تصاویر آویزاں کر دی گئیں۔ یہ تاثر دیا گیا کہ وہ قوم کے لئے دیوتا تھے۔

صدام حسین نے داخلی محاذ پر کامیابی حاصل کرنے کے بعد ملکی تیل سے ہونے والی بے پناہ آمدنی سے مسلح افواج کو اسلحہ سے لیس کر دیا۔ اسلحہ خانوں میں ٹینکوں، توپوں، میزائلوں، جہازوں اور گولہ بارود کے انبار لگا دیئے گئے۔ طاقت کے نشہ میں چور بلا خوف 1980ء میں ہمسایہ مسلمان ملک ایران پر حملہ کر دیا تاکہ متنازعہ شط العرب کے علاقہ پر قبضہ کیا جا سکے۔ یہ خونیں جنگ 8 برس تک جاری رہی۔ 10 لاکھ افراد اس جنگ میں ہلاک ہوئے۔ 1988ء میں انہوں نے کردوں کے خلاف زہریلی گیس استعمال کی۔ 8 سالہ جنگ نے صدام کے اعصاب کو شل نہیں کیا تھا۔ چنانچہ اپنی افواج کو مصروف رکھنے کیلئے 2 اگست 1990ء کو ہمسایہ ننھی ریاست کویت پر حملہ کر کے اسے عراق میں شامل کر لیا۔ سلامتی کونسل نے ایک قرارداد کے ذریعے کویت سے اپنی افواج واپس بلانے کیلئے کہا مگر ان کی خودی نے ایسا کرنا گوارا نہ کیا۔ شاید وہ یہ سمجھتے تھے کہ اقوام متحدہ عراق کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گی یا انہوں نے امریکہ کی فوجی قوت کا غلط اندازہ لگایا تھا۔ اقوام متحدہ کی افواج نے امریکہ کی سرکردگی میں جنوری 1991ء میں حملہ کر کے کویت کو آزادی دلا دی۔ سلامتی کونسل نے عراق کے خلاف معاشی پابندیاں عائد کر دیں اور ملک کے شمالی علاقہ کو نو فلائی زون قرار دیدیا۔

سلامتی کونسل کے ان اقدامات کے باوجود صدام حسین کے عزم اور استقلال میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ انہوں نے اقوام متحدہ کے اسلحہ انسپکٹروں کے ساتھ آنکھ مچولی کا کھیل جاری رکھا۔ ساتھ اپنے دشمن امریکہ اور اسرائیل کو تباہ کر دینے کی دھمکیوں کا سلسلہ بھی ختم نہ کیا۔ بالآخر وہی ہوا جس بات کا خدشہ تھا۔ امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں کی موجودگی کا بہانہ بنا کر 19 مارچ 2003ء کو عراق پر لشکر کشی کی۔ صدام حسین کی افواج نے روایتی ہتھیاروں کے ساتھ جدید ہتھیاروں سے مسلح افواج کو روکنے کی کوشش کی مگر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ نتیجہ صاف ظاہر تھا صرف بیس روز کے اندر ہر قسم کی مزاحمت کا خاتمہ ہو گیا اور 9 اپریل کو حملہ آور افواج نے بغداد پر قبضہ کر لیا۔ صدام حسین روپوش ہو گئے۔ مگر دسمبر 2003ء میں ایک خفیہ ٹھکانے سے پکڑ لئے گئے۔ یہ ہے عراق کے آمر مطلق کے عروج اور زوال کی مختصر روداد جس سے دوسرے حکمرانوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے۔ مگر ارسطو کے نزدیک ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں جو دوسروں کے تجربات سے استفادہ کرتے ہیں۔

بعد ازاں فاتح اتحادی افواج نے عراق میں ایک عبوری حکومت تشکیل دی جس نے جنوری 2005ء میں انتخابات کا انعقاد کیا۔ اس کے نتیجہ میں قائم ہونے والی حکومت نے صدام حسین پر متعدد جرائم کے حوالے سے مقدمہ دائر کیا جس کی سماعت کا آغاز 19 اکتوبر کو ہو چکا ہے۔ صدام حسین پر عائد کئے گئے استغاثہ کے الزامات درج ذیل ہیں۔

1- 16 مارچ 1988ء کو شمالی عراق میں حلب جا کے مقام پر کردوں کے خلاف زہریلی گیس استعمال کی گئی جس سے 5 ہزار افراد ہلاک ہوئے۔

2- 1980ء سے 1988ء تک ایران کے خلاف آٹھ سال تک بے مقصد جنگ کی جس سے دس لاکھ افراد ہلاک ہوئے۔

3- 2 اگست 1990ء کو ہمسایہ ملک کویت پر قبضہ کر کے اسے عراق کا انیسواں صوبہ بنا لیا۔ اس اقدام سے ملک کو نقصان اٹھانا پڑا۔

4- 1991ء میں شیعہ آبادی نے علم بغاوت بلند کیا تو ہزاروں لوگوں کو تہہ تیغ کر دیا گیا۔

5- 1991ء میں جنوبی عراق کے شیعوں کو دلدلی علاقہ کی صفائی کرنے کے بہانے بے گھر کیا گیا۔

6- 1983ء میں کرد قبیلہ برزانی پر حملہ کر کے ہزاروں افراد کو ہلاک کیا گیا۔ آٹھ ہزار کردوں کو صحرا میں لے جا کر قتل کیا گیا۔

7- 1980ء سے 1999ء تک کئی مخالف مذہبی رہنماؤں کو ہلاک کیا گیا۔

19 اکتوبر کو جب مقدمہ کی کارروائی کا آغاز ہوا تو صدام حسین نے تین گھنٹوں کی سماعت کے دوران میں امریکہ کی حمایت یافتہ عدالت کی قانونی حیثیت کو چیلنج کرتے ہوئے اعلان کیا کہ وہ اب بھی عراق کا صدر ہے۔ اس موقع پر صدام حسین اور کرد جج مسٹر رزگار محمد امین کے درمیان ہونے والا یہ مکالمہ دلچسپ تھا۔

جج نے پوچھا آپ کا پورا نام کیا ہے۔ صدام حسین نے برملا جواب دیا کہ تم مجھے جانتے ہو۔ تم ایک عراقی ہو اور تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں۔ میں اس نام نہاد عدالت کو یہ جواب نہیں دوں گا۔ بتاؤ کہ تم کون ہو؟ تم کیا ہو؟ میں ابھی عراق کا آئینی صدر ہوں۔ اس پر کرد جج محمد امین نے کہا کہ تم صدام حسین الماجد ہو۔ عراق کے سابق صدر۔ یہ سن کر صدام حسین نے اپنی انگشت اٹھا کر کہا کہ میں نے سابقہ صدر نہیں کہا۔ جج نے مقدمہ کی کارروائی کو 28 نومبر تک ملتوی کر دیا۔ بعد ازاں جب دو جیلروں نے صدام حسین کے بازو تھام کر انہیں عدالت سے باہر لیجانا چاہا تو آپ نے غصے سے کہا میرے بازو چھوڑ دو۔ چنانچہ ان کو آزادی کے ساتھ باہر جانے دیا گیا۔

تخت چھن جانے اور قید و بند کی صعوبتوں کے تناظر میں اگر دیکھا جائے تو صدام حسین کا حوصلہ قابل داد ہے۔ گردش ایام کے باوجود ان کے فولادی اعصاب میں وہی دم خم ہے۔

ہے انتہائے یاس بھی ایک ابتدائے شوق
پھر آگئے وہیں پہ چلے تھے جہاں سے ہم

طویل انتظار کے بعد صدام حسین کے خلاف مقدمے کی کارروائی کا آغاز ہو چکا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان کے وکلاء اپنے موکل پر لگائے گئے ٹھوس تاریخی الزامات کے جوابات کیا دیتے ہیں؟ اور کن بنیادوں پر دفاع تلاش کرتے ہیں؟ ساری دنیا کی نظریں اس مقدمہ پر لگی ہیں۔ انسانی حقوق کے کئی اداروں نے بغداد کی عدالت کے بارے میں شکوک و شبہات کا اظہار کیا ہے۔ ہیومن رائٹس واچ کے ڈائریکٹر رچرڈ ڈیکر نے اس خدشے کا اظہار کیا ہے کہ عدالت انصاف کے اصولوں پر عمل نہیں کرے گی۔ اسی طرح صدام حسین کے ایک وکیل عبدالحق الالانی نے مقدمے کے افتتاحی روز رائٹر کو بتایا کہ امریکی اس کو دکھاوے کا مقدمہ بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ تاہم امریکی صدر بش کی انتظامیہ کا کہنا ہے کہ مقدمے کا انتظام عراقی ہاتھوں میں ہے اور صدام حسین کو عراقی انصاف کا سامنا ہے۔ 21 اکتوبر کو صدام حسین کے ایک ساتھی کے وکیل صفائی سعدون جنابی کو اغوا کر کے قتل کر دیا گیا۔ اس واقعہ نے صورتحال کو مزید پیچیدہ کر دیا ہے۔ ابتدا ہی اتنی وحشیانہ ہے تو دیکھئے آگے چل کر کیا ہوتا ہے۔ بقول غالب۔

بوئے گل نالہ دل دود چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا وہ پریشاں نکلا

...ستقبل کے لئے ایسے اداروں کو ضروری سازو سامان وسائل مہیا کر کے موثر اور فعال بنایا جائے مختلف حکومتوں نے نیم دلی طور پر کرائسز مینجمنٹ کے لئے جو ادارے تشکیل بھی کئے ان کی زبوں حالی کا بھی ذمہ دار کون ہے اس ملک میں ہر مجرم نے اپنے خون آلود ہاتھ چھپانے کے لئے ان پر دستانے پہن رکھے ہیں پاکستان کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ ہماری حکومتوں عدلیہ' مقننہ اور انتظامیہ فوج جیسے تمام ستونوں نے محاسبہ کے کسی آزاد اور غیر جانبدارانہ صحیح معنوں میں منصفانہ عمل کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کیا جس کے باعث اگر تاریخ ان سب اداروں کو قومی المیوں میں اپنے فرائض منصبی سے کوتاہی کا مجرم قرار دے تو بے جا نہ ہوگا لیکن اگر مجرم خود ہی وکیل اور جج بن جائے تو انصاف کے تقاضے کیسے پورے ہوں گے۔ قائداعظم کی موت لیاقت علی خان کے قتل اور دارلحکومت کی ہلاکت تک کوئی ایک تحقیقات بھی اپنے منطقی انجام تک نہیں پہنچائی گئی۔ اگر ماحولیات کے قوانین پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جاتا اور صوبہ سرحد، آزاد کشمیر کے جنگلات کو گذشتہ 50 سال سے کاٹ کاٹ کر سرحد' پنجاب اور سندھ کے امیروں وزیروں اور جرنیلوں کے بنگلے تعمیر نہ کئے جاتے تو آج مانسہرہ' کوہستان' چھانگلہ' بالاکوٹ' مظفر آباد' باغ' راولاکوٹ اور وادی نیلم کے پہاڑ ننگے ہو کر لینڈ سلائیڈ کو دعوت نہ دیتے اور سڑکیں ہر جگہ بند ہو کر زلزلہ زدگان کے لئے ایک عذاب کا باعث نہ بنتی۔ زلزلہ کی تباہکاریوں اور ہزاروں جانوں کے نقصان کے بعد یہ بڑا مہنگا سبق حاصل ہوا ہے کہ وفاقی وزارت ماحولیات سے لے کر ہنگامی صورتحال سے نمٹنے والے تمام متعلقہ محکموں کی بے رحمی سے بڑ پرس کے بعد معمول کی کارروائیوں کی روش کو ترک کر کے پورے سسٹم میں انقلابی تبدیلیاں لائی جائیں ماضی سے سبق حاصل کرتے ہوئے اس کا موقع نہ ملا۔ تاریخ کا ایک سبق یہ بھی ہے کہ ہم ... انتخابات پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں 1966ء ... مجیب الرحمان کی 6 پوائنٹ کی تاریخ کو ختم ... 1971ء کے انتخابات کے نتیجہ میں پاکستان کا ... دونوں کو تبدیل کر دیا 2006ء کا زلزلہ بھی تاریخ ... میں آتا ہے۔ 2007ء کے قومی انتخابات ایک ایسے ... منعقد ہوں گے جبکہ حکومت موجودہ زلزلہ کے ... سے پوری طرح کامیابی کے ساتھ فارغ نہیں ہو ... اس کی اس سلسلہ میں ایک سالہ کارروائی کو اپوزیشن ... ایشو بنائے گی۔ چنانچہ جنرل پرویز مشرف کے لئے ... امتحان کا سال ہوگا گذشتہ روز مسلم لیگ (ن) کے ... جاوید ہاشمی نے لاہور میں یہ کہہ کر اپوزیشن کی مستقبل ... مہم کا آغاز کر دیا ہے کہ ریلیف اور بحالی کے امتحان میں ... گئے ہیں۔ جبکہ جنرل پرویز مشرف "فیل" ہو گئے ہیں ... پارٹی نے بھی گذشتہ روز قومی اسمبلی میں زلزلہ پر بحث ... مخدوم صاحب والی لائن کو ہی اختیار کیا ہے۔ وزیر ... پارلیمنٹرز راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کی باضابطہ دعوت پر پیپلز ... لیگ ن نے اس پر غور کرنے کا عندیہ دیا ہے جبکہ ... صدر اور جماعت اسلامی کے امیر محترم قاضی حسین ... کسی کانفرنس میں شرکت کرنے سے صاف انکار کر ... سے صاف ظاہر ہے کہ زلزلہ سے متعلقہ ریلیف ... پروگرام ایک سیاسی رنگ اور سمت اختیار کر رہا ہے۔ جو ... ایک قومی ڈیبیٹ کے کئی روڈے اور کھڑکیاں کھولے ... کی سمت عوامی دھارے سے نکل کر سیاست کی بھینٹ ... ماضی قریب کے کئی سبق ایک حدیث خوں چکاں کی ... بدیوار صاف پڑھے جا سکتے ہیں۔

"اس دور کے حاکم سے کوئی بھول ہوئی ...

کلمہ حق — نواز خان میرانی

nawazkhan4@hotmail.com

جب ہم چھوٹے تھے شہر میں کالی یا سرخ آندھی آتی تو بڑی بوڑھیاں خدا سے توبہ کرتیں سجدے میں گر جاتیں اور اللہ کے حضور گڑگڑا کر اپنے اور دوسروں کی جانب سے معافی کی طلب گار ہوتیں اور کہتیں کہ شہر میں کوئی ناحق قتل ہوا ہے اور بعد میں تحقیق سے یہ ثابت ہو جاتا کہ واقعی ایسا ہی ہوا ہے۔ حالیہ زلزلے سے قبل جیسے بغداد میں ایک فقیر سرعام صدا لگاتا تھا کہ توبہ تائب ہو جاؤ ورنہ نیست و نابود ہو جاؤ گے اور آخرکار ہلاکو خان نے شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی اس دور میں بھی کتابوں کی بھرمار تھی اور علما فرقوں میں بٹے ہوئے اور ناجائز بحث و مباحثے میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے ہلاکو کے حملے کے وقت بھی وہ بحث و مباحثے میں ہی مبتلا تھے ایسی ہی صورتحال یہاں بھی بزرگوں نے دیکھی شروع کر دی تھی۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ اتنا رحیم و کریم ہے کہ وہ آزمائشوں میں یوں ہی مبتلا نہیں کرتا حالانکہ وہ قادر ہے کہ کسی بھی قوم کو نیست و نابود کر کے دوسری قوم لے آئے اب تو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے اور ایک طے شدہ بات یہ ہے کہ جب بھی کوئی قوم حد سے تجاوز کر جائے تو وہ اسے جھٹکا ضرور دیتا ہے چونکہ ہم اس کے محبوب کی امت میں سے ہیں لہٰذا اس نے ہمیں اپنے عذاب سے محفوظ رکھا ہے اور مکمل طور پر عاد و ثمود اور نوح والا طریقہ ہم پہ نہیں آزمایا یہ اس کی مہربانی ہے اور عین رحمت ہے۔ گو بہت سی باتیں تو ہم سب کے سامنے ہیں جو پاکستان میں اپنی آخری حدود کو چھو رہا ہے' شراب نوشی دوبارہ سے پنپ رہی ہے اور باہر سے درآمد کرنے کی بھی اجازت دے دی گئی ہے۔ رقص و سرود اتنا سرایت کر گیا ہے کہ گھر گھر ناچ گانے کی مہندیوں میں غیروں کے سامنے محفلیں لگتی ہے جن لڑکیوں کو مسلمان ہونے کے ناطے باپردہ اور شرم و حیا کا پیکر ہونا چاہئے تھا وہ غیروں کے سامنے ناچتی پھرتی ہیں جنہیں مووی بنانے والے "شریفوں کا مجرا" کہتے ہیں۔ قبرستان میں بیٹھنے والے اوباش اس بات پہ پیسے لگاتے ہیں کہ آنے والا جنازہ خاتون کا ہوگا یا مرد کا۔ آرٹ کے نام پہ بت بنائے جاتے ہیں اور ہمارے گھروں کے ڈرائنگ روموں کی زینت بنتے ہیں جو کہ اسلام سے پہلے کی ثقافت کی نشاندہی کرتے ہیں۔ آج سے چند سال پہلے لاہور کے ایک مشہور کالج کی صد سالہ تقریبات منعقد ہوئیں تو امریکہ سے اس کالج کے ایک سابق پروفیسر بھی صدر محترم سے ایوارڈ لینے تشریف لائے چونکہ وہ تقریب میں میرے قریب بیٹھے ہوئے تھے وہ اس بات پہ شرم کے مارے پسینے میں بھیگ گئے کہ لڑکیاں اور لڑکے اپنے کلاس فیلوز کو باقاعدہ معانقہ کر کے ملتے اور ایک دوسرے کی گالوں پہ پیار کرتے۔ بقول پروفیسر صاحب کے کہ ایسی روشن خیالی تو امریکہ میں بھی نہیں ہے۔ کالجوں میں بعض خواتین و حضرات کا سگریٹ نوشی' شراب نوشی' چرس اور ہیروئن کا پینا کوئی اچھے کی بات نہیں یہ محض ٹینشن دور کرنے کا سستا نسخہ ہے۔ کافی عرصے سے ایک اور بدعت اور خدا کو ناراض کرنے والی بات یہ ہے کہ ہمارے رقص و سرود کی محافل جو ٹی وی پر دکھائی جاتی ہیں اس سے پہلے تلاوت کلام پاک بمعہ ترجمہ سنائی جاتی ہے اور بعد میں آہستہ آہستہ پروگرام کا اختتام ناچ گانے پہ ہوتا ہے۔ اب بھی زلزلہ زدگان کی امداد کیلئے جن کو ہم "سنانے" کہتے ہیں ناچ کر اور عوام کو نچوا کر فنڈ اکٹھا کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں اگر ایسی ... سمجھنا شروع کر دیا جائے تو بات کہاں جا کر ختم ہو ... مسلمان ہیں کہ جو دوسرے مسلک والے لوگوں کو ... نہیں کرتے حتیٰ کہ ان پہ کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہیں اور ... کی عبادت گاہوں میں معصوم لوگوں کو خون میں نہلا ... اپنے تئیں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جنت کے حقدار ہو گئے ... دودھ سے لے کر گوشت حتیٰ کہ روزمرہ ضروریات کی ... ملاوٹ معمول کا حصہ بن گئی ہے اور بچے پنے کوئی ... ہی کوئی پوچھ گچھ' ہمارے سے پہلی قوموں پہ تو کم ... تعالیٰ کا غضب نازل ہو جاتا اور پوری کی پوری قوم کو ... مٹایا جاتا۔ یہ ہم اور آپ جو حالیہ زلزلے میں بچ گئے ... اللہ کے حبیب ﷺ رحمت اللعالمین کے صدقے ... والے شہید ہوئے اور ہمیں مہلت دی گئی۔ ہمارے ... گارڈ ایک کشمیری اور ایک مانسہرہ کے گاؤں ... تھا کشمیری تو اپنے گاؤں ... اپنا باپ اور بیوی ... خبر گیری کیلئے لیکن ابھی ... نہیں آیا مانسہرہ والا مجھ ... مجھے بتایا کہ زلزلہ میرے ... اور چند لمحوں میں شہر ... ملیامیٹ ہو گئے ... میں آیا کہ اس سے پوچھوں کہ ان علاقوں میں کونسی ... تھی کہ اللہ کی ناراضگی کا سبب بنی۔ بقول اس کے ... علاقے میں امام مسجد بھی باعمل مسلمان نہیں ہے ... دیکھنا لوگوں کا معمول بن چکا ہے کردار کی خرابی لوگوں ... زیادہ نظر آتی ہیں چونکہ لوگوں کی اکثریت بیرون ملک ... گئی ہوئی ہے لہٰذا بچوں کی تربیت بلکہ پوری فیملی کو کنٹرول ... والا کوئی نہیں ہوتا مساجد تو بہت ہیں لیکن مساجد ... ہوتیں۔ لیکن دوسرے علاقوں میں صورتحال یہ ہے کہ ... تسبیح تو باقاعدہ پڑھتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہیروئن ... سمگلنگ' بردہ فروشی اور دوسرے ایسے فعل قبیح میں ملوث ... ہیں کہ جس کا نہ مذہب اجازت دیتا ہے اور نہ ہی معاشرہ ... اللہ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور ہم مسلمانوں ... احسان عظیم کیا ہے کہ اس کو زندگی گزارنے کے ... جیسی نعمت عطا فرمائی ہے کہ جو مکمل ضابطہ حیات ... ہونے کے ناطے ہمیں یہ پتہ ہے کہ اسلام کی رو سے ... ہے اور کیا ناجائز کس عمل میں اللہ کی خوشنودی ہوتی ... میں خدا کی ناراضگی کا خطرہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ... سے انحراف کے سبب ہی اسلامی ملکوں میں زلزلے ... دیگر آفات ارضی و سماوی آتی ہیں دیکھنے کی اور سوچنے ... ہے کہ عالمی سطح پہ اتنا بڑا سانحہ اور المیہ کسی اور ملک پہ ... اس کے باوجود امدادی ٹرکوں کی خورد برد شروع نہیں ہو ... اور چوری کی وارداتیں کیوں ہوئیں؟ جن برائیوں اور ... نشاندہی سیکورٹی گارڈ نے کی ہے کیا یہ ساری ہمارے ... موجود نہیں۔ ان خرابیوں کے سدباب کا کون ذمہ دار ... کوتاہی کس سے سرزد ہوئی ہے۔ آدھی صدی سے زیادہ ... گزر گیا قانون کی عملداری کیوں نہ ہو سکی نقصان کو نظر ... والے ہمارے حکمرانوں ہمارے معاشرے کو پاک ... پاکستان میں کیوں نہیں بدلا؟؟؟

NAWA-I-WAQT

نوائے وقت

سلسلۂ اشاعت 63 سال

Literature

ادبی ایڈیشن

نکہت و نور کی اک موج، رواں دیکھتی ہوں
ایسا لگتا ہے گھٹاؤں کے ہیں منظر اترے
جب بھی صحرا پہ کبھی ان کے نشاں دیکھتی ہوں
یہ بھی تو مدح محمدؐ سے ہے اعزاز ملا
وادیٔ کرب کو بھی کوئے اماں دیکھتی ہوں

خواتین کی نعتیہ شعری نشست

بارگاہ رسالتؐ میں عقیدتوں کے نذرانے

عمران نقوی

نعت گوئی آنحضرتؐ سے اظہار عقیدت کا ایک تخلیقی وسیلہ ہے۔ آج دنیا کی ہر زبان و ادب میں نعت گوئی کے مضبوط حوالے موجود ہیں اور اس سلسلے میں اردو شعرا و شاعرات بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ اردو ادب میں جہاں مرد حضرات نے نعت گوئی کے حوالے سے عقیدت کی نہ بجھنے والی مشعلیں روشن کی ہیں وہاں اردو زبان کی شاعرات بھی ان کے شانہ بشانہ مدحت رسولؐ کے چراغ روشن کرتی نظر آتی ہیں۔ رمضان المبارک کی روشن اور بابرکت ساعتوں میں ہم نے خواتین کے نعتیہ مشاعرے کا اہتمام کیا جس میں معروف شاعرات نے ہادی دو جہاںؐ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ صدارت ڈاکٹر شہناز مزمل نے کی۔ اس بابرکت محفل میں جن شاعرات نے اپنا کلام پیش کیا ان میں دراجم عارف، سعیدہ ہاشمی، بشریٰ اعجاز، سلمیٰ اعوان، عذرا اصغر، نیلما ناہید درانی، فرخ زہرہ گیلانی، نسرین سحرش، صوفیہ بیدار، شبہ طراز، سلطانہ منور، شائستہ نزہت، ڈاکٹر قمر آراء، صغریٰ صدف، ہجویری بھٹی، ڈاکٹر فرات غضنفر، حمیدہ شاہین، ڈاکٹر شہناز مزمل اور فوزیہ تبسم کے نام شامل ہیں۔

ڈاکٹر شہناز مزمل

جب بھی در آتا ہے یادوں میں مدینے کا سفر
نکہت و نور کی اک موج، رواں دیکھتی ہوں

منتخب اشعار......

(شہناز مزمل)

اس کی رضا سے اذن تقرب عطا ہوا
پھر فاصلہ بھی راہ میں حائل نہیں رہا
نظروں کے سامنے تھا مری خانۂ خدا
عرض طلب کا مجھ میں مگر حوصلہ نہ تھا
نیرنگیٔ جمال نے مبہوت کر دیا
جو کہ اس دور کو بھی رسم بلائی دیدے
میں سر شہر تمنا وہ اذاں دیکھتی ہوں
گھیر لیتے ہیں مجھے جب بھی مصائب فرخ
میں فقط تیری طرف شاہ شہاں دیکھتی ہوں

(سعیدہ ہاشمی)

آوندے جاندے موسماں نے حشر کیہ چکیا ئیں
اک شجر امید دا آقا کدی سکیا ئیں
بستیاں توں دور صحرانواں دی بلدی ریت وچ
میرا دل اے سہکدا تیتھوں تے کجھ لکیا ئیں

حمیدہ شاہین، سعیدہ ہاشمی، ڈاکٹر فرات غضنفر، فوزیہ تبسم، فرخ زہرا گیلانی، صغرا صدف

تھا شہر سارا آئینہ خانہ بنا ہوا

(دراجم عارف)

زمین و آسماں جب کفر کے زیر نگیں آئے
تو سرکار دوعالمؐ رحمۃ للعالمیں آئے
جمال مصطفیٰؐ نے وقت کا نقشہ بدل ڈالا
گھنیری ظلمتوں میں بن کے وہ ماہ مبیں آئے

(فرخ زہرا گیلانی)

نعت کہتی ہوں درودوں کا سماں دیکھتی ہوں
اسم احمدؐ میں مہکتا جہاں دیکھتی ہوں
جب بھی در آتا ہے یادوں میں مدینے کا سفر

ہجر تاں تے کربلا نواں تیرے در توں چلیاں
ہجر تاں تے کربلا نواں دا سفر مکیا ئیں
توں وکھایاں خلق نوں سدھیاں تے سچیاں منزلاں
قافلہ تیرے غلاماں دا کتے رکیا ئیں

(عذرا اصغر)

جب تصور میں مدینہ مرے آ جاتا ہے
رگ و ریشہ میں بس اک کیف سا چھا جاتا ہے
آنکھ جب موند کے بیٹھوں تو سراسر میرے
عکس روضے ہی کا پتلی میں سما جاتا ہے
تری پلکوں پہ جو ٹھہرے ہیں یہ آنسو عذرا

ترے مولا کو یہ انداز ہی بھا جاتا ہے

(سلمیٰ اعوان)

فقط یہ دعا ہے میری اپنے رب سے
میرے دل کو سامان حب نبیؐ دے
یہ ویراں یہ خالی سا دل ہے جو میرا
کرے اس میں عشق محمدؐ بسیرا
منور ہو کے ہر سو پھیلتی ہیں
میرے سارے گناہوں کو چھپا کر
نئی کرنوں کی چادر ڈھانپتی ہیں
بتاتی ہیں کہ میں اس کی پناہ میں ہوں
جو رحمت ہے

(بشریٰ اعجاز)

یہ بھی تو مدح محمدؐ سے ہے اعزاز ملا
وادیٔ کرب کو بھی کوئے اماں دیکھتی ہوں

(حمیدہ شاہین)

کوئی راہبر نہیں چاہئے، کوئی چارہ گر نہیں چاہئے
مجھے چاہئے در مصطفیٰؐ وہ ہیں عبدہ و رسولہ
وہ مرا ثبوت مرا یقیں مرا آسمان مری زمیں
مری ابتدا، مرا منتہا وہ ہیں عبدہ و رسولہ
ہمیں ان سے ملتی ہے روشنی ہمیں ان کی کرنی ہے پیروی
ہمیں ان سے رہنا ہے باوفا وہ ہیں عبدہ و رسولہ

(نیلما ناہید درانی)

محمدؐ نام ہے یا معجزہ ہے
یہ اسم پاک جب بھی میں پکاروں
میرے دل اور جاں میں خوں کی لہریں

شاہ دوراں سے دل کی بات کہوں
خود کو میں دن کہوں یا رات کہوں
لب ہلانے کا حوصلہ نہ ملے
لب ہلاؤں تو دل کی بات کہوں
حرف و فن پر سکوت طاری ہے
درد زندہ کروں تو نعت کہوں

(شبہ طراز)

کعبہ میرے دل میں ہے مدینہ ہے نظر میں
تب ہی تو کھلے پھول مری راہگزر میں
مل جائیگی منزل بعوض کوشش پیہم
میں جادۂ عرفاں کی مسافر ہوں سفر میں

صوفیہ بیدار، ڈاکٹر شائستہ نزہت، بشریٰ اعجاز، شبہ طراز، سلطانہ منور، عذرا اصغر

یہ میرے محمدؐ ہیں ذرا حد ادب ہو
یہ نور ہیں احسان ہیں تصویر بشر میں

(ڈاکٹر شائستہ نزہت)

کعبے سے اٹھیں جھوم کے رحمت کی گھٹائیں
منظور ہوئیں تشنہ نصیبوں کی دعائیں
اک مہر جہاں تاب ابھرتا ہے حرم سے
اب جھوٹے خدا اپنے چراغوں کو بجھائیں
ہم حلقہ بگوشان در مصطفویؐ ہیں
ہم اور کسی در پہ جبیں کیسے جھکائیں
اس در کے غلاموں کی ہے افتاد فقیری
میری ساری بات سمجھ گیا

(نسرین سحرش)

مرے آقاؐ عجب دیکھی تری شان پذیرائی
بہاروں نے کئی موسم تری آمد پہ ٹالے تھے

☆☆ تو بس اک نعت کہتی ہوں ☆☆

ادب سے باوضو ہو کر
قلم قرطاس پہ رکھ کر
ثنا کے سعد لمحوں میں
میں جب بھی لفظ چنتی ہوں
ہوائیں گنگناتی ہیں

بشر ہووے جو سونے چاندی تو سچا
سخن جس دا سچا ہو قرآن وانگوں
تے بخشش دی عادت ہو رحمان وانگوں
او آ کے مدینے دی سرکار ویکھے
او جا کے نبوت دے انوار ویکھے

(ڈاکٹر فرات غضنفر)

چراغ اشک جلاؤ تو نعت ہوتی ہے
جو سوز دل کو مناؤ تو نعت ہوتی ہے
قلم کی سیاہی محمدؐ کو لکھ نہیں سکتی
جگر کا خون ملاؤ تو نعت ہوتی ہے

نیلما ناہید درانی، ڈاکٹر قمر آراء، ہجویری بھٹی، سلمیٰ اعوان، دراجم عارف، نسرین سحرش

راس آتی ہیں ان کو نہ عبائیں نہ قبائیں

(صوفیہ بیدار)

وہ جو مرمریں سے خفیف سے
کئی خوف مجھ میں تھے پل رہے
تھیں جو خفتیں، بری خصلتیں
میرے حصے کی وہ ملامتیں
فضائیں مسکراتی ہیں
کہیں کلیاں مہکنے کی
کہیں غنچے چٹخنے کی
صدائیں مجھ کو آتی ہیں
مجھے محسوس ہوتا ہے......
مرے اطراف رحمت کی

مرے آقاؐ عجب دیکھی تری شان پذیرائی
بہاروں نے کئی موسم تری آمد پہ ٹالے تھے

تیری اک نگاہ سے دھل گئیں
وہ میرانیٔ میر امبریاں
برسنے کو گھٹائیں ہیں
بہالے جائیں گی پل میں
مری جتنی خطائیں ہیں
میں اس احساس میں ڈوبی
کوئی گر بات کہتی ہوں
تو بس......
اک نعت کہتی ہوں

(ہجویری بھٹی)

بشر ویکھنا جے پیاراں توں اچا

(صغرا صدف)

محمد مصطفیٰ کا آسرا ہے
سوا ان کے مرے دامن میں کیا ہے
رہے ورد زباں نام محمد
اگر کچھ مشکلوں کا سامنا ہے
ہے اک لرزہ سا دل کی دھڑکنوں میں
قلم ان کا سراپا لکھ رہا ہے

(ڈاکٹر قمر آراء)

مکیں ہے میرے دل میں جس کا پیکر
وہ ہستی ہے میرے ایماں کا زیور
محمد مصطفیٰ کا نام نامی
رہے گا عمر بھر میری زباں پر
انہی کے نور سے روشن ہے دنیا
ازل سے ہیں وہ عظمت کا سمندر

(فوزیہ تبسم)

تابندہ ترے حسن سے ساری یہ زمیں ہے
رخشندہ تیرے دم ہی سے ایمان و یقیں ہے

(سلطانہ منور)

مرا سر جھک کے بھی اونچا رہے گا
جہاں پر آپؐ کے نعلین ہوں گے
ہم ایسے بے نواؤں کا سہارا
جناب سرور کونینؐ ہوں گے

محبت کی معیت میں

محترمہ خاتمہ رحیم الدین کی ادب میں پہلی رونمائی بچوں کی ادیبہ کی حیثیت میں ہوئی تھی۔ اس دور میں انہوں نے اولاً اس ماں کا کردار ادا کیا جو معصوم بچوں کو لوریاں دیتی اور انہیں میٹھی نیند سونے اور خوبصورت خواب دیکھنے کا موقعہ فراہم کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان کے باطن سے "دادی اماں" کا ... بچوں کو تھپکی اور پر سکون نیند سے سرفراز کرنا ہی تھا لیکن اب ان کے مخاطب نسبتاً بڑے بچے تھے جو حالات اور واقعات سے نتائج کشید کرتے اور ان سے ...

متعدد پامال راستوں کو خواتین ادیبوں نے ہی اپنی شخصیت کی خوشبو سے معطر کر رکھا ہے۔ آزادی سے قبل یہ اعزاز محترمہ ... جعفری کو حاصل ہوا تھا جنہیں اس دور کے ترقی پسند ادیبوں نے اپنے اور اپنے رنگ میں رکھنے کی کوشش کی لیکن ... جعفری کے اظہار کے اپنے زاویے تھے ... اسے انسانیت کا لمس عطا کرنے کی آرزومند تھی۔ اپنے نامور شوہر نورالحسن جعفری صاحب کی وفات کے بعد ان کے داخل ...

آہستہ "— "میری آنکھیں" اور "کھیل کود" سب زندگی کے بہت بڑے گھمسان سے حاصل کی گئی ہیں۔ ان میں مصنفہ کا اپنا مشاہدہ بھی ہے اور ان کا ذاتی تجربہ بھی۔ دوسرے اب ان کے مخاطب بچے نہیں بلکہ وہ بڑے ہیں جو معاشرے کی تشکیل و تعمیر میں شامل ہیں تو قدم قدم پر غلطیاں بھی کر رہے ہیں اور ان کے بعض فیصلے بدارتقائی کا نتیجہ بھی قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ یہ مشاہدات اور تجربات جب مصنفہ کی رگ احساس کو جگاتے ہیں تو ان کی آنکھوں سے ایک جوئے خون رواں ہو جاتی ہیں۔ یہ افسانے اس جوئے خوں ہی کے آئینہ دار ہیں جن کو ضابطہ تحریر میں لانے کے لئے محترمہ خاتمہ رحیم الدین نے اپنی ... ہٹ کر دوں کے افسانوں میں ان کا ایک بالکل نیا روپ سامنے ...

جواز جعفری

تھنوں میں اترتی بولنڈو پود کی تیز خوشبو۔ اپنی جانب بلاتے ہوئے رانی کے دیو قامت درخت، گھلے ہوئے تنوں کی دولت کو سمیٹے ہوئے رازوں سے بھرے وسیع جنگل، پانی اور روشنی کے درمیان رقص کرتی لیموں رنگ کی چمکدار تتلیاں، بلندیوں پر کھلے لیپاجیریا کے پھول، دور سے جنگل سنی جانے والی زخمی پرندے کی آواز، جنگل کی تھر تھراہٹ میں ہر طرف مسلط ایک گمبھیر سناٹا، ہر طرف جاری ہاتاتی عمل کا ... بارش کے دھاکے، نامہربان سیلاب، گرجتے بادل اور آتش فشانی دھماکوں سے کانپتی لرزتی زمین۔ یہ ہے لاطینی امریکہ کے ایک غریب اور پچھڑے ملک چلی کا وہ فطری منظر ...

عالمی ادب

پابلو نرودا

شاعری میں اپنا دل بونے والا شاعر

اسے ہسپانوی شعراء کے ستائل کے مطابق ہوا لیا تھا۔ آہستہ آہستہ یہ لباس ایسا مقبول ہوا کہ بیشتر شعراء نے اسی طرح کا لباس پہننا شروع کر دیا۔

دوران طالب علمی اس کی ملاقاتیں روبر تو میرا لیو میو ...

صدارتی امیدوار کے لئے نامزد کیا گیا مگر بعد ازاں سالوادور آلاندے کے متحدہ امیدوار بن جانے سے اس نے اپنے کاغذات واپس لے لئے اور تھکا دینے والی انتخابی مہم میں آلاندے کے ساتھ شریک رہا۔ الیکشن جیتنے کے بعد اسے فرانس میں سفیر بنا دیا گیا ... 1971ء ...

خون کی نذر ہو گیا۔

مرنے سے قبل اس کے 64 شعری مجموعے شائع ہو چکے تھے۔ نرودا کی خوبصورت شاعری اس سوال کا جواب بھی فراہم کرتی ہے کہ آخر لاطینی امریکہ ہی کے اہل قلم اتنی مقدار میں دنیا کے سب سے بڑے انعام کے حقدار کیوں قرار پائے؟ نرودا شاعری کو انسانی رابطے کی سب سے اہم دستاویز سمجھتا ہے۔ اس نے شاعری کے ذریعے انسان دوستی، برابری اور ایک نئے جہان کی دریافت کا خواب دیکھا۔ وہ جہاں بھی گیا اسے ہر جگہ بے پناہ محبت ملی، وہ چلی ہے افغاور عالمگیر سطح پر خود کو منوانے میں کامیاب ہوا۔ اس کی شاعری ہر جگہ یکساں شوق سے پڑھی جاتی ہے۔ اس نے انسان کی محبت میں لبریز اپنے دل کو اپنی شاعری میں بو دیا ہے۔

حرف توصیف

انسانیت کو آپؐ نے بخشا کمال ہے
لوح بشر پہ اس کا اثر لازوال ہے
فکر و عمل ہے آپؐ کا آئینہ حیات
صدق و صفا کی جس میں جھلک بے مثال ہے
ہر دل میں، ہر نفس میں تمنا حضورؐ کی
ہر ہجر، ہر فراق کی خواہش۔ وصال ہے
... لائے مثال آپؐ کی کس کی مجال ہے
لرزاں ہے ان کے سامنے شان سکندری

محبت کی معیت میں

ادب نامچہ

ڈاکٹر انور سدید

محترمہ ثاقبہ رحیم الدین کی ادب میں پہلی رونمائی بچوں کی ادیبہ کی حیثیت میں ہوئی تھی۔ اس دور میں انہوں نے اولاً اس ماں کا کردار ادا کیا جو معصوم بچوں کو لوریاں دیتی اور انہیں میٹھی نیند سونے اور خوبصورت خواب دیکھنے کا موقعہ فراہم کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان کے باطن سے "دادی اماں" کا مقدس کردار ابھرا جس کا مقصد بھی بچوں کو گہری اور پرسکون نیند سے سرفراز کرنا ہی تھا لیکن اب ان کے مخاطب نسبتاً بڑے بچے تھے جو حالات اور واقعات سے تاثر کشید کرتے اور ان سے لطف اندوز بھی ہوتے اور کہانی کا یہ لطف جب سرور کی کیفیت اختیار کرتا تو بچہ کہانی سنتے سنتے سو جاتا۔ اس دور میں ثاقبہ رحیم الدین نے صرف بچوں کے لئے کہانیاں لکھیں لیکن یہ حقیقت نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ انہوں نے بچوں کو قدیم داستانوں کی الفوں کا عادی بنانے کی کوشش نہیں کی بلکہ اپنے عہد، اپنی قوم اور اپنے ملک کی ضرورت کے لئے نئی کہانیاں خود تراشیں اور بچوں کے قلوب میں بھی پاکستانیت کا احساس داخل کرنے کی سعی کی۔ اس لحاظ سے وہ ایسی ادیبہ شمار کی گئیں جن کے سامنے وطن کا استحکام اور وطن کے نونہالوں کو سچے پاکستانی بنانا اور ان کی شخصیت کی مثبت جہتیں ابھارنا ایک بڑا مقصد تھا۔ ان کی اس مقصدیت کے دو زاویے بے حد اہم ہیں۔

اول۔ محترمہ ثاقبہ رحیم الدین نے بچوں کے لئے کتابیں تالیف و تصنیف کیں، ان کتابوں میں "دوستو چلے چلو" — "سورج ڈھلے چاند نکلا" — "صبح کا تارا" — "جاگو جاگو" — "بادل جھومے" — "کرنیں" — اور "میں پاکستانی ہوں" شامل ہیں، جن کی شہرت اور مقصد کی خوشبو دور دور تک پھیل چکی ہے۔ ان میں سے کچھ کتابیں میری بیوی نے اپنے بچوں کو پڑھائی تھیں اب میری چار بہوئیں یہ کتابیں میرے دس پوتے پوتیوں کو پڑھاتی ہیں اور میری بیوی بہت خوش ہوتی رہتی ہے کہ بچوں کی تربیت صحیح قسم کے "لٹریچر" پر ہو رہی ہے۔

دوم۔ انہوں نے کوئٹہ جیسے دور افتادہ مقام پر بچوں کا فلاحی ٹرسٹ "پاکستان چلڈرن اکادمی" کے نام سے قائم کیا جس میں اب ذہنی طور پر معذور بچوں کی تعلیم و تربیت اور علاج معالجے کا ادارہ بھی کھول دیا گیا ہے۔ "ادبی ٹرسٹ" بڑی عمر کے لوگوں اور ادیبوں کے ادبی ذوق کی آبیاری کرتا ہے اور رسالہ "قلم قبیلہ" خالص ادب کی اشاعت کا ایک اہم وسیلہ ہے۔ چنانچہ یہ کہنا درست ہے کہ ثاقبہ رحیم الدین کی خدمت خلق کا دائرہ وسیع ہوتا جا رہا ہے اور ایک یہ حقیقت بھی متاثر کرتی ہے کہ ڈاکٹر ذاکر حسین نے مسلمانوں کی علمی، ادبی اور تہذیبی خدمت کا جو کام ہندوستان میں اور ڈاکٹر محمود حسین نے نوزائیدہ پاکستان میں کیا تھا وہی فریضہ ماشاء اللہ ڈاکٹر محمود حسین کی صاحبزادی ثاقبہ رحیم الدین اب پاکستان میں ادا کر رہی اور اس کی توسیع اکیسویں صدی میں بھی ہو چکی ہے۔

یہ تمہید ذرا طویل ہو گئی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ زبان پر ثاقبہ رحیم الدین کا نام آئے تو خامہ پر فشاں ہو جاتا ہے اور ان کی خدمات کے ذکر جلیلہ میں انسانی فلاح کا زاویہ سب سے پہلے توجہ حاصل کر لیتا ہے۔ اردو ادب میں بے شمار خواتین کے نام ستاروں کی طرح جگمگا رہے ہیں اور میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ متعدد پامال راستوں کو خواتین ادیبوں نے ہی اپنی شخصیت کی خوشبو سے معطر کر رکھا ہے۔ آزادی سے قبل یہ اعزاز محترمہ ادا جعفری کو حاصل ہوا تھا جنہیں اس دور کے ترقی پسند ادیبوں نے اپنے اور اپنے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی لیکن ادا جعفری کے اظہار کے اپنے زاویے تھے ان کے داخل سے یا آخر وہ "عظیم ماں" پیدا ہوئی جو معاشرے کو "درد آشنا" آنکھ سے دیکھتی اور اسے انسانیت کا لمس عطا کرنے کی آرزومند تھی۔ اپنے نامور شوہر نور الحسن جعفری صاحب کی وفات کے بعد ان کے داخل سے جو عورت رونما ہوئی ہے وہ ان کے سابقہ مزاج ہی کی نئی توسیع ہے۔ تاہم یہ الگ روشن باب ہے جس کا ذکر یہاں ضروری نہیں کیونکہ اس کے دونوں زاویے ایک الگ موضوع کا تقاضا کرتے ہیں۔ دوسری خاتون ثاقبہ رحیم الدین ہیں جو خود تو پس منظر میں رہتی ہیں لیکن ان کا کام ہر جگہ نمایاں دکھائی دیتا ہے اور ان کا تذکرہ ہر جگہ یوں ہوتا ہے کہ وہ ادب کے منظر سے کبھی غیر حاضر تصور نہیں کی گئیں۔ اہم بات یہ کہ بیسویں صدی میں انہوں نے جو کام بچوں کی تربیت سے شروع کیا تھا وہ اکیسویں صدی میں ان کی افسانہ نگاری کی صورت میں سامنے آ رہا ہے اور معاشرے کے حقیقی زاویوں کو آشکار کرتا ہے۔

آخر الذکر بات میں نے ان کے افسانوں کی نئی کتاب "محبت کی معیت میں" کچھ وقت گزارنے کے بعد لکھی ہے۔ پروفیسر فتح محمد ملک کی رائے ہے کہ "محترمہ ثاقبہ رحیم الدین کی شخصیت شائستگی غم سے عبارت ہے۔" اس ایک جملے میں ثاقبہ رحیم الدین کے افسانوں کی تمام تر داخلی کیفیت پیش کر دی گئی ہے۔ ان کی کتاب "محبت" کے افسانے بنیادی طور پر تو اس جذبے کے گرد ہی گھومتے ہیں جو "محبت" کو ارفع عطا کرنے اور اس کے جسمانی زاویوں کو ابھارنے کی کوشش نہیں بلکہ اپنے خاندانی مزاج کو عامۃ الناس تک پہنچانے۔ اس کا خیر کثیر بے دریغ تقسیم کرنے کے لئے انہوں نے "محبت" کے زاویوں سے انسانی زندگی کو منعکس کرنے کی سعی کی ہے اور متعدد مقامات پر زمانے کے گورکھ دھندے اور حالات کے جنجال میں الجھی ہوئی خواتین کے درد میں شرکت کی ہے۔ چنانچہ اس کتاب میں پاکستانی خواتین کا حزن و ملال ان کی سماجی زندگی میں ابھرنے والی محرومیاں اور بعض آسائشوں کے حصول کے بعد دکھ کا حملہ اور کرب کی فزونی زیادہ سامنے آئی ہے اور متعدد مرد کرداروں کی حقیقت کے پہلو بہ پہلو یہ کہانیاں خواتین کے درد کی آئینہ دار بنتی چلی جاتی ہیں۔ "مریم" — "ساون" — "میری آنکھیں" — "یہ بھی کوئی تک ہے" "ماتم" اور "پانی کی بوندیں" جیسے افسانوں کے کردار ہماری عام زندگی کے معمولی کردار ہیں۔ ان افسانوں میں جو صورت واقعہ ابھرتی ہے وہ زندگی کے بہاؤ کو روکنے کی بجائے مزید گردش دیتی ہے لیکن یہ بات واضح رہے کہ ثاقبہ رحیم الدین نے اس بہاؤ کا حصہ بننے کی بجائے معاشرے کو اس کے آگے بند باندھنے کی بالواسطہ تلقین کی ہے اور معاشرتی اصلاح کا مثبت مقصد افسانوں کے داخل میں چھپا دیا ہے جو افسانے کے اختتام پر قاری کی سوچ کو برانگیختہ کر دیتا ہے اور اس طرح یہ کردار غیر معمولی بن جاتے ہیں۔

ڈاکٹر وحید قریشی نے لکھا ہے کہ "یہ قصے، یہ افسانے ایک بے حد افسردہ فضا کو چھوڑ جاتے ہیں۔ جس میں قاری غم انگیز تاثر میں ڈوب کر گم ہو جاتا ہے۔" اہم بات یہ کہ ڈاکٹر صاحب کو یاس و حرماں کا یہ انداز ثاقبہ رحیم الدین کی لکھی ہوئی بچوں کی کہانیوں میں نظر نہیں آیا۔ "اس کی وجہ میری نظر میں یہ ہے کہ ثاقبہ رحیم الدین نے بچوں کے لئے ان کی نشوونما کے دور میں کہانیاں لکھی تھیں۔ لیکن کتاب "محبت" کی کہانیاں مثلاً "چھپن چھپائی" — "یہ دیوانے لوگ" — "آہستہ ... مشاہدہ بھی ہے اور ان کا اپنا تجربہ بھی۔ دوسرے اب ان کے مخاطب بچے نہیں بلکہ وہ بڑے ہیں جو معاشرے کی تشکیل و تعمیر میں شامل ہیں تو قدم قدم پر غلطیاں بھی کر رہے ہیں اور ان کے بعض فیصلے بد اعمالی کا نتیجہ بھی قرار دیئے جا سکتے ہیں یہ مشاہدات اور تجربات جب مصنفہ کی رگ احساس کو جگاتے ہیں تو ان کی آنکھوں سے ایک جوئے خون رواں ہو جاتی ہیں۔ یہ افسانے اس جوئے خوں ہی کے آئینہ دار ہیں جن کو ضابطہ تحریر میں لانے کے لئے محترمہ ثاقبہ رحیم الدین نے اپنی انگلیاں فگار اور دامان خونچکاں کیا ہے۔ بچوں کی کہانیوں سے ہٹ کر بڑوں کے افسانوں میں ان کا ایک بالکل نیا روپ سامنے آیا ہے۔ مجھے اس وقت ممتاز مفتی بے اختیار یاد آ رہے ہیں جنہوں نے لکھا ہے کہ

ثاقبہ رحیم الدین

"ثاقبہ رحیم الدین کی شخصیت جادوگر مداری کی سی ہے۔ ڈبہ کھولو تو اندر سے ایک اور ڈبہ نکل آتا ہے۔ ڈبے میں ڈبہ — ڈبے میں ڈبہ — شخصیت کا یہ ہفت رنگی وصف حیران کن ہے۔ مزید حیرت اسی بات پر ہوتی ہے کہ ان کی شخصیت کے کسی پہلو میں منفی عنصر کی جھلک نہیں۔ مثبت ہی مثبت — ثاقبہ ادیب ہیں۔ فنکار ہیں۔ سوشل ورکر ہیں۔ ریفارمر ہیں۔ اسلام، حب وطن اور انسانیت کی علمبردار ہیں۔"

ثاقبہ رحیم الدین کی شخصیت کے یہ تمام پہلو ان کی کتاب "محبت" میں موجود ہیں لیکن ان کی بازیافت کے لئے دیکھنے والی زیرک اور صداقت کی جویا آنکھ کی ضرورت ہے جو اس زمانے میں نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ تاہم ثاقبہ رحیم الدین نے محبت کی ناؤ کو کھلے پانیوں میں چھوڑ دیا ہے اور خود کنارے پر کھڑے ہو کر دیکھ رہی ہیں کہ کاغذ کی اس کشتی پر کون سوار ہوتا ہے؟ کون دوسرے کنارے پر جا اترتا ہے اور کون اس کشتی کو اپنی ذات کے بوجھ سے منجدھار میں ہی ڈبو دیتا ہے۔ کیا یہ کشتی ہمارے "پاکستان" کے مماثل ہے؟ میں یہ سوال آپ سے کرتا ہوں اور اس کا جواب تلاش کرنے کے لئے ثاقبہ رحیم الدین کی کتاب "محبت" پڑھنے کا مشورہ دیتا ہوں۔

پابلو نرودا

شاعری میں اپنا دل بونے والا شاعر

نتھنوں میں اترتی بولندوپو کی تیز خوشبو۔ اپنی جانب بلاتے ہوئے رالی کے دیو قامت درخت، گلے ہوئے تنوں کی دولت کو سمیٹے ہوئے رازوں سے بھرے وسیع جنگل، پانی اور روشنی کے درمیان رقص کرتی لیموں رنگ کی چمکدار تتلیاں، بلندیوں پر کھلے پیپاجیریا کے پھول، دور سے بمشکل سنی جانے والی زخمی پرندے کی آواز، جنگل کی قلمرو میں ہر طرف مسلط ایک گمبھیر سناٹا، ہر طرف جاری نباتاتی عمل کا دھیما رقص، لمبی لمبی سوئیوں کی طرح چھتوں پر گرتے بارش کے دھاگے، نامہربان سیلاب، گرجتے بادل اور آتش فشانی دھماکوں سے کانپتی لرزتی زمین۔ یہ ہے لاطینی امریکہ کے ایک غریب اور چھوٹے سے ملک چلی کا وہ فطرتی منظر نامہ جس کی زندگی کی جنوبی سرحدوں پر واقع ایک چھوٹے سے قصبے (ٹی میوکو) میں اپنے عہد کے ایک بڑے شاعر پابلو نرودا نے 12 جولائی 1904ء کو پہلے پہل زندگی، زمین، شاعری اور بارش کے لئے اپنی آنکھیں کھولیں۔ بارش اس کے لئے ہمیشہ ناقابل فراموش حقیقت رہی۔ جنوب کی بے تحاشا بارش، کیپ ہارن کے آسمانوں سے سرحد کی جانب قطب جنوبی سے آبشار کی مانند نیچے آتی ہوئی بارش۔ پابلو نرودا کا بچپن آتش فشاں پہاڑوں کے دامن میں، برف پوش چوٹیوں کے قریب، وسیع و عریض جھیلوں کے آس پاس، مہکتے ہوئے چلی کے گھنے جنگلوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے گزرا۔ بقول نرودا کوئی بھی شخص جو چلی کے جنگلوں میں نہیں رہا وہ زمین کے اس سیارے کو نہیں جان سکتا۔

21 مارچ 1921ء کو جب وہ سانتیاگو کی یونیورسٹی میں داخل ہوا تو اس کا دماغ کتابوں اور خوابوں سے بھرا ہوا تھا اور نظمیں شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے گرد بھنبھناتی رہتی تھیں۔ یہ زمانہ اس کی کسمپرسی کا نقطہ عروج تھا اس عہد میں اس نے کم کھایا اور بے تحاشا لکھا۔ اس کے کئی دوست خوراک کی کمی کے باعث مر گئے جن میں اس کا عزیز ترین دوست رومیو مورا گا بھی تھا۔ اس زمانے میں سانتیاگو کے اہل قلم سے ملاقاتوں کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ یہاں اس کے ہمدرد پیلو یاینز (ادیب) اور اس کی بیوی بینا تھے۔ یہ دونوں نرودا کی تصوراتی زندگی کا مکمل مادی عکس تھے۔ ان دنوں پابلو نرودا سرمئی رنگ کا فلیٹ کے کپڑے کا ایک مخصوص لباس پہنا کرتا تھا جو ریلوے کی طرف سے اس کے باپ کو ملا تھا مگر نرودا نے اس میں مناسب ترامیم کروا کے اسے ہسپانوی شعراء کے سٹائل کے مطابق بنوا لیا تھا۔ آہستہ آہستہ یہ لباس ایسا مقبول ہوا کہ بیشتر شعراء نے اسی طرح کا لباس پہننا شروع کر دیا۔

دوران طالب علمی اس کی ملاقاتیں روبرٹو میزا فیونتیس، گونزالیو، میونکل، پاس، روجاز اور گونزالو روجاس جیسے انقلابی اہل قلم سے ہوئیں۔ 1923ء میں پابلو کی پہلی کتاب (Crepusculario) منظر عام پر آئی تو ملکی سطح پر اس کی پذیرائی عورت اور فطرت کو دریافت کرنے والے شاعر کے طور پر کی گئی۔ مگر کتاب کی اشاعت کے دوران پبلشر کے مطالبات پورے کرنے کے لئے اسے اپنا فرنیچر، گھڑی اور شاعرانہ سوٹ تک فروخت کرنا پڑا۔

اس زمانے میں چلی کی اشرافیہ سے تعلق رکھنے والے اہل قلم فرانس، انگلینڈ اور سپین میں بیٹھ کر لکھا کرتے تھے۔ تعلیم سے فارغ ہو کر نرودا کو دفتر خارجہ میں ملازمت مل گئی اور وہ رنگون، برما، ہندوستان اور سیلون سے ہوتا ہوا بالآخر سپین جا پہنچا۔ یہاں اس کو سپین کے ممتاز ادیبوں اور فن کاروں مثلاً نولینڈو، انتو لیگوری، برگامن، لوئیس، سرنودا، الیگزاندرے، لوئیس لاکسا، مارو، جامالو، رامون گومیز، گارسیا لورکا وغیرہ سے ملنے کا موقعہ ملا۔ ناقدین کے مطابق نرودا کی زندگی کا سب سے یادگار زمانہ یہی سمجھا جاتا ہے۔ بعد ازاں جنرل فرانکو کی سربراہی میں فسطائی قوتوں نے جب سپین کو خانہ جنگی کی آگ میں دھکیل دیا اور لورکا سمیت بہت سے شاعر ادیب قتل کر دیئے گئے تو آگ اور خون کے اس منظر سے ایک نئے نرودا نے جنم لیا، اور یہیں اسے بڑی شاعری کا گیان ہوا۔ اب اس کی شاعری میں انسان دوستی، مساوات اور ایک نئی دنیا کی تخلیق جیسے آدرشوں کا اضافہ ہوا۔ ادھر سپین کی سیاست میں حصہ لینے کے جرم میں چلی کی حکومت نے اسے سفارت کار کے منصب سے برطرف کر دیا۔

1970ء کے انتخابات میں اس کی پارٹی نے اسے صدارتی امیدوار کے لئے نامزد کیا مگر بعد ازاں سالوادور آلاندے کے متحدہ امیدوار بن جانے سے اس نے اپنے کاغذات واپس لے لئے اور تھکا دینے والی انتخابی مہم میں آلاندے کے ساتھ شریک رہا۔ الیکشن جیتنے کے بعد اسے فرانس میں سفیر بنا دیا گیا جہاں 1971ء میں اسے دنیا کے سب سے بڑے ادبی ایوارڈ (نوبل انعام) سے نوازا گیا۔ اس سے قبل اسے لینن ایوارڈ بھی مل چکا تھا۔ نوبل انعام وصول کرنے کے بعد وہ چلی واپس چلا آیا۔ اس وقت اس کی صحت خراب تھی اور چلی خانہ جنگی کی لپیٹ میں تھا کیونکہ الاندے کی حکومت کی طرف سے تانبے کی کانوں سمیت دیگر ذرائع پیداوار کو قومیایا جانا امریکہ کے لئے ایک عظیم دھچکا تھا لہٰذا سی آئی اے نے جنرل پنوشے کو مہرہ بنا کر الاندے کے خلاف بغاوت کرا دی۔ ٹینک اور طیارے صدارتی محل پر چڑھ دوڑے اور یوں نرودا کے منتخب صدر الاندے کو قتل کر دیا گیا۔ چلی ایک بار پھر استحصالی قوتوں کے نرغے میں آ گیا۔ بعد ازاں 1974ء میں پابلو نرودا بھی اسی آگ اور

... پتے تھے۔ نرودا کی خوبصورت شاعری اس سوال کا جواب بھی فراہم کرتی ہے کہ آخر لاطینی امریکہ ہی کے اہل قلم اتنی مقدار میں دنیا کے سب سے بڑے انعام کے حقدار کیوں قرار پائے؟ نرودا شاعری کو انسانی رابطے کی سب سے اہم دستاویز سمجھتا ہے۔ اس نے شاعری کے ذریعے انسان دوستی، برابری اور ایک نئے جہان کی دریافت کا خواب دیکھا۔ وہ جہاں بھی گیا اسے ہر جگہ بے پناہ محبت ملی۔ وہ چلی سے اٹھا اور عالمگیر سطح پر خود کو منوانے میں کامیاب ہوا۔ اس کی شاعری ہر جگہ یکساں شوق سے پڑھی جاتی ہے۔ اس نے انسان کی محبت میں بیج اپنے دل کو اپنی شاعری میں بو دیا ہے۔

اس کی شاعری میں فطرت اپنی تمام تر حشر سامانیوں، تنوع اور اضداد سمیت سامنے آتی ہے۔ برف سے ڈھکی سفید چوٹیوں، آگ اگلتے قرمزی پہاڑوں اور گھنے جنگلوں کی خوشبو کا ہاتھ تھام کر سفر کرتی اس کی شاعری پوری انسانیت کا مشترکہ اثاثہ ہے۔

سمندر کے کنارے لرز رہے ہیں
ان پر اڑنے والی نقرئی اور غیر شفاف مچھلی لرز رہی ہے
میں اپنی جلاوطنی سے واپسی کے سفر پر ہوں
بہت دیر تک میں پانیوں کو دیکھتا رہتا ہوں
اب میں دوسرے پانیوں کی طرف رواں دواں ہوں
میرے وطن کی ستائی ہوئی لہریں
طویل دن کا آسمان سمندر پر چھا جاتا ہے
رات ایک بار پھر راز کے وسیع محل کو چھپانے کے لئے
آئی ہے

0000

کوئی شے میری روح میں حرکت کرتی ہے
بخار
یا بھلا دیئے گئے پر
اور میں نے اس آگ میں بڑھتے ہوئے
خود اپنا راستہ تلاش کیا
اور پہلی مبہم سطر رقم کی
مبہم — کسی مواد کے بغیر — مگر خالص
اصلی دانائی — کسی ایسے شخص کی
جو کسی بات سے واقف نہیں
اور اچانک میں نے دیکھا
کہ آسمانوں کے در مجھ پر کھل گئے تھے

☆☆☆☆☆☆

مدینے دے نظارے

مشہور شاعرہ عروج زیب کے نعتیہ کلام پر مشتمل کتاب "مدینے دے نظارے" شومیر پبلشرز اردو بازار لاہور کے تحت چھپ کر مارکیٹ میں آ گئی ہے۔ ان 92 نعتوں میں سے منتخب کردہ 13 نعتیں مشہور نعت خواں محمد حنیف اور شکیل احمد زیب کی آوازوں میں کیسٹ اور سی ڈی کی شکل میں دف کے ساتھ ریلیز ہو چکی ہیں۔ عروج زیب کی نعت عشق رسولؐ کی دلآویز کیفیتوں سے عبارت ہے۔

مشفق خواجہ علیل ہوگئے

اردو کے ممتاز نقاد اور محقق مشفق خواجہ "عارضہ قلب" کا شکار ہو گئے ہیں اور عباسی شہید ہسپتال میں داخل ہیں تاہم ان کی حالت خطرے سے باہر بتائی جاتی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ سے نوازے۔

بیسویں صدی کی اردو شاعری

اوصاف احمد کی مرتب کردہ کتاب "بیسویں صدی کی اردو شاعری" ایک ایسی کتاب ہے جس میں بیسویں صدی کے ہر اہم اور ہر ادبی گروپ سے تعلق رکھنے والے شاعر کا کلام شامل کیا گیا ہے۔ آپ اسے ایک غیر جانبدار اور خوبصورت انتخاب کہہ سکتے ہیں اس کتاب کو بک ہوم 46 مزنگ روڈ لاہور سے رانا عبدالرحمٰن نے شائع کیا ہے۔

تازہ بہ تازہ

"حریم ادب"

گورنمنٹ اپوا کالج برائے خواتین لاہور کے علمی و ادبی مجلہ "حریم ادب" کا تازہ شمارہ چھپ گیا ہے۔ اس مجلہ کا خوبصورت پہلو یہ ہے کہ ممتاز اہل قلم کی تخلیقات پر انحصار کرنے کی بجائے طالبات و اساتذہ کی تحریروں سے پرچے کو سجایا گیا ہے۔ "حریم ادب" میں شامل یوں تو تمام تحریریں معیاری ہیں مگر اس پرچے کے سب سے نمایاں حصے وہ ہیں جن میں قائداعظم، اقبالیات اور کشمیریات کے حوالے سے نہایت قابل قدر تخلیقات شامل اشاعت کی گئی ہیں۔ اس پرچے کی خصوصی اہمیت اس وجہ سے بھی ہے کہ یہ شمارہ مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کے نام منسوب کیا گیا ہے۔ "حریم ادب" کی سرپرست ڈاکٹر شارقہ نسرین (پرنسپل) نگران اعلیٰ پروفیسر صبیحہ گل جاوید ہیں جبکہ مجلس ادارت میں مس عاصمہ فرحت نایاب اور تابندہ کے نام شامل ہیں۔

نوابزادہ نصراللہ خان پر کتاب

نوابزادہ نصراللہ خان کی وفات کے بعد ان کی شخصیت، قومی خدمات، سیاسی جدوجہد کے علاوہ ان کی شاعری پر تاثرات کی ایک ضخیم کتاب حکیم راحت نسیم سوہدروی اور ڈاکٹر قمر احسان کمال پوری کی مساعی سے شائع ہو گئی ہے۔ اس کتاب میں نوابزادہ صاحب کی وفات پر چھپنے والے مضامین، کالم، تاثرات اور اخبارات کے اداریے سب شامل کئے گئے ہیں۔ کتاب کے پڑھنے سے نوابزادہ صاحب کی ہر دلعزیزی اور ان کا ایثار سامنے آتا ہے۔ یہ کتاب خزینہ علم و ادب لاہور نے شائع کی ہے۔ یہ کتاب جمہوریت کے نام معنون کی گئی ہے۔

عارفہ صبح خان کی نئی کتاب

معروف خاتون صحافی عارفہ صبح خان کی طنزو مزاح پر مبنی کتاب "شٹ اپ" منظر عام پر آ گئی ہے۔ ناشر علم و عرفان پبلشرز لاہور ہیں۔

انسانیت کو آپ نے بخشا کمال ہے
نوع بشر پہ آپ کا اثر لازوال ہے
فکر و عمل ہے آپ کا آئینہ حیات
صدق و صفا کی جس میں جھلک بے مثال ہے
ہر دل میں، ہر نفس میں تمنا حضورؐ کی
ہر ہجر، ہر فراق کی خواہش وصال ہے
[illegible]
لائے مثال آپؐ کی کس کی مجال ہے
لرزاں ہے ان کے سامنے شان سکندری
کیا دیدنی حضورؐ کا جاہ و جلال ہے
عجز و نیاز پیش نبیؐ ہے گراں بہا
بے فائدہ نمائش مال و منال ہے

(سید ریاض حسین زیدی)

خوابوں میں جو درپیش مدینے کا سفر ہے
لگتا ہے مرے حال پہ اب ان کی نظر ہے
احساس ندامت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے
لے دے کے مرے پاس یہی زاد سفر ہے
اب دل مرا دھڑکے تو ترے نام پہ دھڑکے
بس اک یہ تمنا ہے کوئی دل میں اگر ہے
طوفان بلاخیز بھی اٹھیں تو مجھے کیا؟
جب ان کا سہارا ہے تو کس بات کا ڈر ہے
ہر دور کے انساں کی ضرورت ہے مدینہ
ہر علم کا منبع تو فقط آپؐ کا در ہے
اس ذات گرامی کو کبھی سوچ رہے ہیں
ہے قلب پریشاں یا کوئی دیدہ تر ہے

(پروفیسر ارشاد گرامی۔ مرحوم)

ذکر اللہ لب پہ ہر دم
عشق احمدؐ دل میں ہر دم
صلی اللہ علیہ وسلم
میرا ہادیؐ کامل انساں
فخر انساںؐ نور مجسم
صلی اللہ علیہ وسلم
میرا مولاؐ شافع محشر
تابع اسکےؐ ہر دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم
ہر دم دل میں عشق احمدؐ
خون کے آنسو برسیں چھم چھم
صلی اللہ علیہ وسلم
امت پہ اب وقت پڑا ہے
ڈھارس دیجئےؐ شاہ دو عالم

(ڈاکٹر آغا یمین)

رباعیات

(سید شبیر بخاری)

یہ ارض پاک ہے تاروں کی انجمن سے بلند
تمام دائرہ فہم و فکر و فن سے بلند!!
نہ قوم تھی نہ وطن تھا، نہ عالم اسباب
یہ سرزمیں ہے الطاف ذوالمنن سے بلند!!

000

سنا گیا ہوں کہ یہ عمر، عمر فانی ہے
فنا ہے جس کی ہر اک شے یہ حکمرانی ہے
کھلا مگر یہ نظام حیات اٹھنے سے
کہ زندگانی بھی فانی نہیں دوامی ہے

000

جہان کون و مکاں کا وقار بن کے جیو
نشان رحمت پروردگار بن کے جیو
زبان عز و شرف سے کہو کہ لوٹ آئے
نظام قسمت لیل و نہار بن کے جیو

نئی صدی...... نئی شاعری

گل نوخیز اختر کی تخلیقی زندگی میں اگرچہ مزاح کا حوالہ زیادہ اہمیت اختیار کر گیا ہے مگر ان کی بنیادی شناخت آج بھی ایک شاعر ہی کے طور پر ہے۔ ان کی شاعری سچے اور سچے رنگوں سے ترتیب پاتی ہے اب تک ان کی درج ذیل کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ (1) آنکھیں غزل ہیں آپ کی (انتخاب غزل) (2) پھاری (افسانے) (3) نوخیزیاں (طنز و مزاح) (4) شرارتی (طنز و مزاح) (5) ڈونٹ وری (طنز و مزاح) (6) طلسم (ناول) (7) رائٹرز ڈائریکٹری (تالیف) (8) ٹائیں ٹائیں فش (مزاحیہ ناول) اس کی کچھ منتخب غزلیں قارئین کی نذر کی جا رہی ہیں۔ (انچارج ادبی ایڈیشن)

خاک پر مہرباں ہوتے تھے
ہم بھی آسماں ہوتے تھے
آپ میں دھوپ آ گئی کیسے؟
آپ تو سائباں ہوتے تھے
دشت، دریا، پہاڑ اور جنگل
سب مرے مہرباں ہوتے تھے
اب تو اشجار بات کرتے ہیں
پہلے یہ بے زباں ہوتے تھے

☆☆

خوشبو کے بکھرنے میں، کچھ دیر تو لگتی ہے
یہ بات سمجھنے میں، کچھ دیر تو لگتی ہے
گھر سارے لٹے ہیں، دریا کے کنارے پر
پھر پانی اترنے میں، کچھ دیر تو لگتی ہے
جب ابر گھنیرے ہوں، ہر سمت اندھیرے ہوں
پھر چاند نکلنے میں، کچھ دیر تو لگتی ہے
جب سوچ پہ پہرا ہو، اور قفل زبانوں پر
پھر خواب اگلنے میں، کچھ دیر تو لگتی ہے
جس زخم میں شامل ہو، اپنوں کی عنایت بھی
اس زخم کے بھرنے میں، کچھ دیر تو لگتی ہے
اک عمر گزاری ہو، خاموش جہاں نوخیز
تھوڑا سا پگھلنے میں، کچھ دیر تو لگتی ہے

☆☆

جب بھی کرتا ہوں میں اظہار ملا کر آنکھیں
روک دیتا ہے وہ ہر بار دکھا کر آنکھیں
مجھ سے ہر بار نظر اپنی چرا لیتی ہیں
میں نے کاغذ پہ بھی دیکھی ہیں ملا کر آنکھیں
میں نے جب اس سے محبت کی نشانی مانگی
اس نے ہاتھوں میں تھما دیں مجھے لا کر آنکھیں
میں تو بے نور ہوں اک عمر سے اے رب بصیر
جو ہر اک دل میں اتر جائیں، عطا کر آنکھیں
جب بھی ہوتا ہے گماں اس کے پلٹ آنے کا
بیٹھ جاتا ہوں سر راہ بچھا کر آنکھیں

☆☆

ضبط کی حد سے گزر جائیں تو سچ بولتے ہیں
مصلحت ایسی کہ مر جائیں تو سچ بولتے ہیں
یا تو جاتے ہی نہیں محفل تنقید میں
اور بالفرض اگر جائیں، تو سچ بولتے ہیں
رات سڑکوں پہ گزاری ہے یا دیوانوں میں
اپنی عادت ہے کہ گھر جائیں تو سچ بولتے ہیں
ہم نے مانا کہ بہت جھوٹے ہیں لیکن نوخیز
اس کی سانسوں میں اتر جائیں تو سچ بولتے ہیں

☆☆

گل نوخیز اختر

سب کی آنکھوں میں اک سوال رہا
بات بڑھنے کا احتمال رہا
جسم زخمی کر کے گیا لیکن
دل میں جو آ گیا تھا بال، رہا
یاد چھائی رہی مرے دل میں
وقفہ ہجر میں وصال رہا
حسب معمول وہ نہیں آیا
حسب سابق مجھے ملال رہا
کس میں ہمت تھی لب کشائی کی
سب پہ حاوی ترا جمال رہا

☆☆

دے چکا ہے مجھے دل اذن سفر جانے دے
اب تو میں ہو بھی چکا شہر بدر، جانے دے
آج میں تیرے بلانے سے نہیں آؤں گا
شہر کا شہر مجھے درد کے گھر جانے دے
میرے احساس کی رگ رگ میں اترنے والے
تجھ سے کہتا ہے کہ میں تجھ سے مگر جانے دے
آج کے بعد بھی رات نہ ہونے دینا
آج کے بعد نہ کہنا مجھے گھر جانے دے
رنگ باقی ہے نہ خوشبو نہ کوئی خواب کی بات
میری قسمت میں ہے مرنا، مجھے مر جانے دے

☆☆

غم زندگی ترا بار تھا، مگر اب نہیں
مجھے یاد ہے میں غبار تھا، مگر اب نہیں
مری بات حرف ثبوت تھی کسی دور میں
مرا آئینوں میں شمار تھا، مگر اب نہیں
تری زلف زلف رنگین تھی، تو حسین تھی
تری سادگی میں نکھار تھا، مگر اب نہیں
مری واپسی کا ثبوت ہیں مری دھڑکنیں
مرے ساتھ شعلہ غبار تھا مگر اب نہیں
تری بے رخی کا گلہ نہیں مرے ہم سفر
مجھے یاد ہے مجھے پیار تھا، مگر اب نہیں

☆☆



لاہور میں عید میلادالنبیؐ کے سلسلہ میں چراغاں کا خوبصورت منظر

3 مئی 2004ء


SPECIAL EDITION
اشاعت خاص
NAWA-I-WAQT
نوائے وقت
بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمالِہٖ کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمالِہٖ

حَسُنَت جَمیعُ خِصالِہٖ صَلُّوا عَلَیہِ وَآلِہٖ

سیرت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا گلزار احمد مظاہریؒ

دنیا میں قیادت اور رہنمائی کی مسند پر طرح طرح کے قائد رہنما اور ریفارمر آئے ہیں۔ کسی نے محض ایک جماعت کی قیادت کی۔ کوئی کسی خاص علاقے کا رہنما ہوا کسی نے ایک خاص زمانے کی رہبری کی۔ کوئی انگریزوں کا رہنما ہوا تو اہل ہند سے اسے کوئی دلی لگاؤ ، اور دلچسپی نہیں رہی اور نہ ہے اسی طرح جو اہل ہند کا رہنما ہوا، اسے اہل پاکستان سے کوئی دلچسپی محبت اور خیر خواہی نہیں۔ اسی طرح سندھیوں کے رہنما سے بنگالیوں کو کوئی دلچسپی نہیں ہوگی۔ گوروں کے رہنما سے سیاہ فام لوگوں کو کوئی دلچسپی نہ ہوگی۔ مزدوروں کے رہنما سے کارخانہ داروں اور سرمایہ داروں کو کوئی لگاؤ نہ ہوگا۔ کسانوں اور کاشتکاروں کے رہنما سے زمینداروں کو کوئی دلچسپی نہ ہوگی۔ دوکانداروں کا رہنما ہوگا۔ تو خریداروں کو اس سے کوئی دلچسپی نہ ہوگی لیکن ہم اس وقت جس کی سیرت پاک کا ذکر جمیل کر رہے ہیں وہ ہے محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ، حضرت آمنہ کی امانت، عبداللہ کا لخت جگر عرب کا ماہ تاباں، دنیا کا آفتاب درخشاں، ساری دنیا کا رہنما، ساری دنیا کا قائد، ساری دنیا کا محسن، ساری دنیا کا امام وہادی۔

سرزمین مکہ کے اندر بوجھ اٹھانے والا، پیٹ پر پتھر باندھ کر چلنے والا۔ غریبوں کا خیر خواہ اور ہمدرد، یتیموں کا والی، بیواؤں کا سہارا، محتاجوں اور ضرورت مندوں کے کام آنے والا، غیروں کو اپنا بنانے والا، معرکہ بدر واحد کی قیادت کرنے والا، مسجد نبوی میں کرسی عدالت پر جلوہ فگن ہو کر عدالتوں کے فیصلے کرنے والا۔

یہ رہنما سب کا مشترک رہنما ہے۔ وہ اگر امیروں کا رہنما ہے تو غریبوں کا بھی رہنما ہے، مزدوروں اور کاشت کاروں کا بھی، کالے اور گورے کا بھی اسی طرح رہنما ہے، اہل عرب کا قائد ورہبر ہے تو اہل ایران اور اہل روم کا بھی، حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا شوہر بے مثال و بے نظیر، بلکہ عدیم المثال نمونہ اور مثال ہے، علیؓ کا بھائی دنیا میں بسنے والے تمام بھائیوں کے لئے انمول نمونہ ہے صدیقؓ کا دوست، دنیا کے تمام دوستوں کے لیے اسوۂ کامل ہے بڑوں کا خیر خواہ رہنما، بچوں کا مشفق ومہربان ہے۔

اللہ جل جلالہ، اپنے سب سے جلیل القدر پیغمبر خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی تعریف فرماتے ہوئے اپنے کلام مجید میں فرماتا ہے۔

ورفعنا لك ذكرك

ہم نے بلند کیا، ہم نے اونچا کیا، آپ کا ذکر مبارک

یہ اصول مسلمہ ہے کہ جو چیز کسی کو جتنی پسند اور محبوب ہوتی ہے وہ اسی قدر اس کی تعریف کرتا ہے اور اس کے پھیلانے کے انتظامات بھی اتنے ہی وسیع کرتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ وسیع پیمانے پر اس کے ابلاغ کا اہتمام فرماتا ہے۔

اللہ عزوجل نے حضرت محمد ﷺ کو خود پسند فرمایا اور خود ہی انہیں منصب رسالت ایسے عظیم ترین منصب پر فائز فرمایا اور خود ہی ان کے ذکر کے پہنچانے کا دنیا کے گوشے گوشے، کونے کونے، قریہ قریہ، شہر شہر، سو بہ سو انتظام فرمایا، کائنات کی ہر چیز کو ان کی رسالت کی صداقت کی شہادت بنا دیا۔ چنانچہ ملک وفلک کو، شمس وقمر کو، بحر وبر کو، حجر وشجر کو، صحرا و کوہسار کو آپؐ کے ذکر کی تبلیغ پر مامور کر دیا۔

ذرا مکہ میں قحط سالی اور خشک سالی کے اس زمانے کا نقشہ اپنے تصور میں لائیے۔ مدت سے باران رحمت نہیں برسی، گرمی کا موسم ہے۔ آسمان سے گرمی کی بارش تو ہو رہی ہے لیکن پانی کے تالاب خشک ہو چکے ہیں جمادات مردہ ہوتے جاتے ہیں۔ نباتات خشک ہو کر زمین پر گر رہے ہیں، حیوانات پیاس سے بلبلا رہے ہیں اور مرتے جا رہے ہیں، انسان ہیں کہ پیاس سے زبانیں باہر آ رہی ہیں۔ لبوں پر خشکی کی پپڑیاں جم رہی ہیں حلقوم خشک ہو جاتے ہیں ہر سو اور ہر طرف عطش عطش کی صدا بلند ہو رہی ہے مگر پانی ہے کہ کہیں سے نہیں ملتا، رب رحیم وکریم کی نظر رحمت ان ظالموں، خونخواروں، عاقبت نااندیشوں سے بھر چکی ہے۔

رحمت عالمؐ بیت اللہ کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے ہیں۔ خانہ خدا کا پرنالہ آپؐ کے سر مبارک پر ہے۔ اپنے دست مبارک بارگاہ رب کائنات کے حضور پھیلاتے ہیں اور یوں دعا گو ہوتے ہیں۔

مولا، تیری روٹھی اور تیری جناب سے منہ موڑنے والی تیری مخلوق کو تیرے در پر لانے کا کام میں نے انجام دیا ہے اب اسے سیراب کرنا تیری قدرت کا کام ہے، چنانچہ حضورؐ دعا فرماتے رہے یکا یک چاروں طرف گھنگھور گھٹائیں اٹھیں۔ پانی سے لدے ہوئے سیاہ بادلوں سے

موسلا دھار بارش کا سماں بندھ گیا۔

یہ اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کے تمام عوامل جن میں آفتاب وماہتاب بھی ہے، بحر وبر بھی ہے، حجر و شجر بھی ہے، حیوانات وجمادات اور نباتات بھی کو آنجناب کی تعریف کرنے پر مامور فرما دیا۔ پہلے انسان حضرت آدم کو پیدا کرنے کے بعد ان سے پہلا کام یہ کروایا کہ ان سے محمدؐ کی شہادت دلوائی اور حشر میں بھی سب سے پہلے اٹھنے والے انسان آپؐ خود ہوں گے۔

ایسی ہمہ اوصاف ہستی پر تمام اعلیٰ مرتبے، تمام رفعتیں اور بلندیاں تمام ناموس اور عزتیں ختم ہیں جن کے سامنے دنیا کے تمام رہنما ورہبر، قائد اور ریفارمر بونے نظر آتے ہیں۔ ناکام اور نامکمل دکھائی دیتے ہیں۔

آپؐ کی حیات طیبہ اور سیرت مطہرہ کے بے شمار اور ان گنت شعبے اور گوشے ہیں۔ کس کو بیان کروں اور کس کو نہ کروں بچپن کا ذکر کروں، ایام شباب اور جوانی کا تذکرہ چھیڑوں، گوشہ عزلت کی تنہائیوں کی روداد سناؤں کہ عبادت واذکار کا نقشہ کھینچوں، اخلاق عالیہ، عادات واطوار اور اوصاف حمیدہ بتاؤں، شرافت نسبی کا ذکر کروں کہ نفاست وطہارت، جسمانی وروحانی کا باب کھولوں۔ آپؐ کے معجزات گنواؤں کہ کرامات شمار کروں۔ آپؐ کے بپا کردہ روحانی وجسمانی اور ذہنی انقلاب کا نقشہ دکھاؤں کہ آپ کی حکومت اور سلطنت کو لوں کہ آپ کی قضائت وعدالت کو لوں، آپ کی شجاعت کے جوہر اجاگر کروں کہ آپ کی رحمت وشفقت کے رازوں سے پردہ اٹھاؤں۔ کس کس پہلو کو بیان کروں اور کس کو نظر انداز کروں، ہر گوشہ سیرت اور ہر پہلوئے حیات اپنے اندر ہیں ناپید اکنار اوصاف و محامد اور مدح وستائش کے سمندر پنہاں رکھتا ہے۔

ہم اس ذات گرامی اور ذات بابرکات کا ذکر کر رہے ہیں جس کا احترام اور عزت ہر صحیح العقیدہ مسلمان کے قلب وضمیر میں جاگزیں ہے جس کا ذکر کرنا سعادت اور عبادت ہے وہ عبادت، عبادت ہی نہیں جس میں آنحضورؐ کی تعریف نہ کی گئی ہو اور وہ دعا، دعا ہی نہیں جس میں حضورؐ کا نام نامی اسم گرامی نہ لیا گیا ہو۔ وہ شخص نامراد ہوگا۔ جس کے قلب وضمیر میں آپ کی سچی محبت اور عقیدت نہیں ہوگی۔

یہ شخصیت ایسی شخصیت نہیں ہے جسے ہماری مدح وستائش اور تعریف وتوصیف کی احتیاج ہو کہ ہم مدح سرائی کریں تو اس کا مقام ومرتبہ بلند وبالا ہوگا اگر ایسا نہ ہو تو اس کی شان وعظمت میں کمی واقع ہو جائے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم اس کی فکر ودانش رہنمائی و رہبری کے ہر لمحہ محتاج ہیں۔ اگر ایک لمحہ ہم اس کی رہنمائی سے بے پرواہ ہو جائیں۔ تو سینکڑوں نہیں ہزاروں لاکھوں میل جادہ رشد وہدایت اور صراط مستقیم سے دور نکل جائیں ، جہاں ہر طرف ضلالت ہی ضلالت ہے اور فسق وفجور اور گمراہی کے سوا اور کچھ نہیں حضورؐ ہی وہ تنہا اور واحد ہستی ہیں جن کی تعلیمات، نظریات اور فکر وعمل کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ جاوید بنا دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام فرمایا ہے کہ ابدالآباد تک نہ ان کی تعلیمات محو ہو سکتی ہیں اور نہ فکر وعمل کی مشعل بجھ سکتی ہے فلسفیوں نے جتنا کچھ تصنیف کیا ہے۔ شعراء نے شعروں میں جتنا کچھ کہا ہے ادباء نے ادبی شہ پاروں میں جو کچھ جمع کر دیا ہے خطباء نے اپنے خطبوں اور وعظوں میں جتنا کچھ بیان کیا ہے اپنوں نے جو مدح سرائی کی ہے، غیروں نے جو عقیدت کے پھول نچھاور کئے ہیں۔ رفیقوں نے جتنا کچھ رفاقت کا ثبوت دیا۔ رقیبوں نے رقابت کے رنگ میں جتنا کچھ کہہ دیا ہے۔ عربی زبان میں جو کچھ لکھا اور بیان کیا گیا ہے اردو فارسی میں، انگریزی اور فرانسیسی میں، جرمن، جاپانی اور دنیا کی دیگر زبانوں اور قوموں نے اپنی بساط بھر جتنی اور جس قدر تعریف توصیف کی ہے، سارے مواد کو اگر جمع کرنے کا اہتمام کیا جائے تو دنیا کی سب سے بڑی لائبریری بن سکتی ہے۔ دنیا میں ایسا کوئی مائی کا لال پیدا نہیں ہوا۔ جس کی اس قدر اس انداز میں اس اسلوب اور اس نہج اور اس طریقے پر تعریف کی گئی ہو۔ یہ صرف اور صرف سرکار دو عالم ﷺ کی ہستی ہے جسے یہ عظیم ترین شرف اور اعلیٰ ترین منصب ملا ہے یہ سب کچھ رب کائنات کی نظر کرم اور مہربانی کا کرشمہ ہے۔

NAWA-I-WAQT
نوائے وقت





آیا ہے وفا کی خوشبو سے سینوں کو بسا دینے والا
آیا ہے جہانِ ویراں کو گلزار بنا دینے والا
آیا ہے نگار ہستی کی زلفیں سلجھا دینے والا
آیا ہے عروسِ گیتی کے چہرے کو ضیا دینے والا
آیا ہے تمدن کی شمعیں عالم میں جلا دینے والا
آیا ہے جہالت کی ظلمت دنیا سے مٹا دینے والا
آیا ہے سسکتی قدروں کو پیغام بقا دینے والا
آیا ہے بھٹکتی نسلوں کو منزل کا پتا دینے والا
آیا ہے بشر کو جینے کے آداب سکھا دینے والا
آیا ہے بالآخر انساں کو انسان بنا دینے والا
مہکے ہے فضا سبحان اللہ کہتے ہیں ستارے صلِ علیٰ
دل کیوں نہ کہے ماشاءاللہ جاں کیوں نہ پکارے صلِ علیٰ
(حفیظ تائب)

☆☆☆

مہربان مجھ پہ گر خدا ہوتا
میں محمد کی خاک پا ہوتا
سرور دو جہاں نہ ہوتے اگر
روزِ محشر میں حشر کیا ہوتا
در نہ ملتا شہ دو عالم کا
تو میں بے موت مر گیا ہوتا
کاش ہوتا میں ذرہ یثرب
لطف جینے کا کچھ سوا ہوتا
جان دیتا در حبیب پہ جوش
تب محبت کا حق ادا ہوتا
اے جی جوش

☆☆☆

ہو جب تقاضائے حُب نبیؐ تو نعت لکھو
جب آئے آنکھ میں دل کی نمی تو نعت لکھو

علامہ مولانا حسین احمد اعوان

جوں ہی ربیع الاول کا مہینہ آتا ہے ہر طرف ایک خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ ہر مومن مسلمان مسرت و شادمانی سے مسرور نظر آتا ہے۔ خوشی کیوں نہ ہو یہی تو وہ عظیم المرتبت اور مقدس ماہ مبارک ہے جس کی 12 تاریخ کی مقدس ساعتوں میں حضورؐ سرور کائنات نور مجسم شافع محشر یتیموں کے والی غلاموں کے مولا بادشاہوں کے بادشاہ خیر الوریٰ سردار الانبیا خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی ﷺ تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

حضورؐ سرور کائنات کی تشریف آوری سے عرب و عجم نور علیٰ نور ہو کر جگمگا اٹھے اور کفر و شرک بدعقیدگی کفر اور جہالت کی تاریکیاں چھٹ گئیں جیسے بے قراروں کو قرار آ جائے۔ بے چین روحوں کو چین نصیب ہو جائے۔ سوکھی زمین اللہ کی رحمت برسنے سے جی اٹھے اور سرسبز و شاداب ہو کر پھولوں اور کلیوں سے بھر جائے۔ فضا معطر ہو کر روح کو تازگی بخشنے لگے۔ اندھیری رات میں چودھویں کا چاند چمکنے لگے اور ہر طرف نور اور روشنی کی برسات ہونے لگے۔

آپ کی آمد کائنات کے انسانوں کے لئے اللہ کا عظیم انعام ہے

آج میلاد النبیؐ ہے کیا سہانا نور ہے
آگیا وہ نور والا جس کا سارا نور ہے

حضور نبیؐ اکرم کی آمد سے انسانیت کو نئی زندگی ملی۔ کفر اور شرک کے اندھیرے چھٹ گئے اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کا ڈنکا بجنے لگا اور کعبہ میں سجے 360 بت منہ کے بل گر کر ریزہ ریزہ ہو گئے۔

تقریباً 1450 سال سے مسلمانان عالم 12 ربیع الاول شریف کو بڑی عقیدت و احترام اور محبت اور عقیدت بھرے جوش و خروش سے آپ کی ولادت باسعادت کا جشن مناتے ہیں۔ نعت خوانی اور میلاد کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔ سیرت پاک کے جلسے کئے جاتے ہیں۔ چراغاں ہوتا ہے۔ غربا میں کھانا تقسیم کیا جاتا ہے غرضیکہ ہر مسلمان فرط محبت اور جوش عقیدت میں اپنی اپنی حیثیت کے مطابق حضور سرور کائنات کی آمد کی خوشی مناتا ہے۔

مبارک ہو جہاں والو! امام الانبیا آئے

علامہ محمد الیاس عطار قادری

کلدہ ایک خوفناک کافر تھا اس کے پاس ایک لوہے کا ہتھیار تھا جو اونٹ کے سر کی مانند تھا۔ کلدہ اس ہتھیار سے جس پر بھی وار کرتا اس کے دو ٹکڑے کر ڈالتا۔ ایک بار ابو جہل نے اسے (معاذ اللہ عزوجل) مبلغ اسلام رحمت عالم ﷺ کے قتل پر برانگیختہ کرتے ہوئے کہا "اگر تو یہ کام کر دے تو تجھے نہ صرف ... کا انعام دوں گا بلکہ اپنی بیٹی سے تیری شادی بھی کر دوں گا۔ کلدہ راضی ہو گیا۔ اور موقع کی تاک میں رہنے لگا۔ ایک بار اسے سرکار ﷺ نظر آ گئے تو وہ آپ ﷺ کے تعاقب میں لگ گیا۔

آپ ﷺ نے کلدہ کو دیکھ لیا اور جونہی آپ ﷺ نے اپنا چہرہ پرانور کلدہ کی طرف کیا اس نے فوراً وار کر دیا۔ حضور پرنور ﷺ کا چہرہ ضیا بار زخمی ہو گیا اور اس سے خون بہنے لگا۔ سرکار ﷺ نے ایک ہاتھ اپنے زخم پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے خون مبارک کو ہوا میں اچھال دیا۔ خون مبارک کو فرشتوں نے اپنے پروں پر لے لیا۔ اگر آپ کا خون مبارک زمین پر تشریف لے آتا تو روئے زمین کے تمام انسان ہلاک ہو جاتے۔

کلدہ حیران و ششدر کھڑا تھا اس سے دوسرا وار ہو نہیں پا رہا تھا سرکار ﷺ نے اس سے فرمایا اب میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں؟ اس نے عرض کی "ظلم میں نے کیا ہے کرم آپ فرمائیے" میں وعدہ کرتا ہوں آج کے بعد آپ کو کبھی ایذا نہ دوں گا" رحمت عالم ﷺ نے اپنے کرم سے اسے معاف فرما دیا اور جانے دیا۔ اتفاق سے سرکار ﷺ کے چچا جان حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے ان کی کنیز نے سب کچھ دیکھ لیا۔ سیدنا حمزہ اس وقت شکار پر گئے ہوئے تھے وہ کنیز مالک کی تلاش میں روانہ ہوئی ادھر حضرت حمزہ کمان پر تیر چڑھا کر ایک جانور کو شکار باندھ چکے تھے۔ وہ تیر مارنے ہی والے تھے کہ اللہ عزوجل کے حکم سے وہ جانور بول پڑا:

مجھے کیوں مارتے ہو؟ اپنے بھتیجے کے قاتلوں کو کیوں نہیں مارتے؟ سیدنا حمزہ کو بہت تعجب ہوا۔ انہوں نے تیر ترکش میں ڈالا اور گھر کی راہ لی۔ راستے میں وہی کنیز روتی ہوئی ملی۔ پوچھا کیوں رو رہی ہو؟ بولی ابو جہل نے کلدہ کو سیدنا محمد ﷺ کو شہید کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ کلدہ نے ان پر وار کیا تو ان کا چہرہ پرانور زخمی ہو گیا۔ سیدنا حمزہ کو یہ سن کر جلال آ گیا اور سیدھے سرداران قریش کی محفل میں آ پہنچے اور گرج کر فرمایا میرے بھتیجے کو کس نے مارا ہے؟ ساری محفل پر سناٹا طاری ہو گیا۔ آپ نے طیش کے عالم میں ابو جہل سے فرمایا کہ بدبخت! یہ سب تیری شرارت ہے اور یہ کہتے ہوئے اس کے سر پر کمان دے ماری اس کا سر پھٹ گیا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی "آپ ﷺ کی محبت میں ابو جہل کا سر پھاڑ کر آیا ہوں"۔ ارشاد فرمایا کیا آپ مجھ سے محبت رکھتے ہیں؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا پھر کلمہ کیوں نہیں پڑھ لیتے عرض کی کوئی معجزہ دکھاؤ تاکہ میں اسلام قبول کر لوں فرمایا کیا معجزہ دیکھنا چاہتے ہیں؟ عرض کی "چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیں اور وادی مکہ کے سوکھے درختوں سے پھل اگائیں" چنانچہ حضور ﷺ چچا کو ساتھ لے کر وادی مکہ مکرمہ میں تشریف لائے اور دعا فرمائی تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور بے پھل درختوں سے ایسے پھل ظاہر ہوئے جو شہد سے بھی زیادہ میٹھے تھے۔ یہ معجزہ دیکھتے ہی سیدنا حمزہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ (جامع المعجزات)

گذشتہ حکایت میں ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ ہمارے پیارے مدنی آقا ﷺ کو کوئی کتنی ہی ایذا پہنچائے آپ ﷺ اپنے نفس کی خاطر انتقام نہیں لیتے بلکہ درگزر سے کام لیتے ہیں۔ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ نے انتقاماً آپ ﷺ کے جانی دشمن کا سر پھاڑ دیا اس پر بھی آپ ﷺ نے کسی قسم کی خوشی کا اظہار کیا نہ ہی اس بات پر سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ بس آپ ﷺ کی خوشی تو اسی بات میں ہوتی ہے کہ کسی طرح بھی لوگ راہ راست پر آ جائیں۔ آپ ﷺ کو جب بھی موقع ملتا فوراً نیکی کی دعوت پیش کرتے لہٰذا جوں ہی سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ نے محبت کا اظہار کیا جھٹ دعوت اسلام پیش کر دی۔ کاش! ہم بھی آقائے مدینہ ﷺ کی اس مبارک سنت کو اپناتے ہوئے ہر جگہ نیکی کی دعوت دیتے رہیں۔

سرکار مدینہ ﷺ کا اسوہ حسنہ ہماری نگاہوں کے سامنے ہے کہ جب تمام ملک عرب ہی نہیں بلکہ دنیا کی تمام انسانیت بداعمالیوں اور بدکرداریوں کے خوفناک سمندر میں غرق ہو رہی تھی اور ہر طرف سیاہ کاریوں کے بادل گناہ اور پاپ کی موسلادھار بارش برسا رہے تھے خدا کے بندے خدا کے باغی اور اس قدر سرکش اور باغی ہو چکے تھے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ ان کی بربریت و بہیمیت کے شر و فساد سے لرزہ براندام ہو رہا تھا۔ کوئی حق کو سننے، حق کو دیکھنے، حق کو سوچنے کا بھی روادار نہیں تھا

سرکار مدینہ ﷺ کا اسوہ حسنہ ہماری نگاہوں کے سامنے ہے کوئی کتنا ترش روئی سے پیش آتا آپ نرمی اور مہربانی سے اس کا دل موہ لیتے تھے

مگر رحمت عالم ﷺ کی جرات ایمانی کے قربان جایئے کہ ایسے پرآشوب ماحول اور اتنے ہوش ربا حالات میں بھی نیکی کی دعوت کا پرچم حق بلند کیا تمام عزیز و اقارب بلکہ گھر والوں تک نے بھی آپ ﷺ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ آپ ﷺ کا سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ آپ کو شعب ابی طالب کی تنگ و تاریک گھاٹی میں محصور کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ اہل مکہ نے دانہ پانی بند کر کے اپنی دانست میں ہر طرح مجبور کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کے مشفق و شفیق چچا ابو طالب کے قدم بھی ڈگمگانے لگے اور انہوں نے بھی اپنی قوم کی دھمکیوں سے مرعوب و خائف ہو کر ایک دن یہ کہہ دیا

"اے میرے پیارے بھتیجے! تم براہ کرم مجھ بوڑھے چچا کی سفید داڑھی پر رحم کھاؤ اور چند دنوں کے لئے تبلیغ حق اور نیکی کی دعوت کا بیان بند کر دو ورنہ میں پورے عرب کے علم بغاوت بلند کر دینے کی تاب نہیں لا سکتا"

قربان جایئے اپنے مدنی آقا ﷺ پر کہ ان ناگفتہ بہ حالات میں بھی اپنے مشن سے پیچھے نہ ہٹے اور مجسمہ اخلاق بن کر نیکی کی دعوت دیتے رہے۔ یہ آپ ﷺ کا حسن اخلاق ہی تو تھا کہ جس کی وجہ سے اسلام پھیلا۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ خندہ پیشانی کے ساتھ تبلیغ اسلام کی دین کی راہ میں ہمارے پیارے آقا ﷺ کے صبر و تحمل کے واقعات سے کتب احادیث مالا مال ہیں۔ تبلیغ حق کرنے کے مقدس کام میں ہمارے مشفق و مہربان آقا رحمت ﷺ کو جن جن نامساعد حالات سے دوچار ہونا پڑا وہ کون نہیں جانتا؟ کفار نابکار کی طرف سے آپ ﷺ پر جور و جفا کی جو آندھیاں آئیں۔ اس سے کون ناواقف ہے؟ سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لاڈلے پر اسلام کے راستے میں جو کچھ ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے ان کی لرزہ خیز داستانیں سن کر دل دہل جاتے ہیں۔ عشاق کی آنکھوں سے آنسو امڈ آتے ہیں ذرا طائف کے اس ہوشربا قیامت خیز منظر کو تصور میں لایئے۔ جب امت کی خیر خواہی کے جذبے سے سرشار ہو کر سرکار عالی وقار امن کے غمخوار ﷺ نے سرداران طائف کو جمع کر کے پیغام حق دیا اور کچھ جلی کٹی ان نادانوں نے سنائی اور پھر صرف اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ طائف کے غنڈوں اور بدمعاشوں کو سرکار نامدار ﷺ کے پیچھے لگا دیا اور آہ! میرے آقا پیارے آقا ﷺ پر پتھراؤ شروع کر دیا گیا! ذرا سرکار ابد قرار ﷺ کی مظلومیت دیکھئے! چشم فلک نے یہ منظر کس طرح دیکھا ہو گا؟ زمین کیسے برداشت کر سکی ہو گی؟ آہ صد آہ! انوار کا پتلا خون میں نہا گیا۔ نعلین شریفین خون مقدس سے بھر گئیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ملک الجبال (یعنی پہاڑوں پر موکل فرشتہ) کو لے کر آپ ﷺ کی خدمت سراپا عظمت میں حاضر ہوئے۔ ملک الجبال علیہ السلام نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کر کے درخواست کی اگر آپ ﷺ حکم فرمائیں تو دونوں طرف کے پہاڑوں کو آپس میں ملا دوں تاکہ یہ ساری قوم اس میں کچل کر ہلاک ہو جائے۔ رحمۃ اللعالمین ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا۔ "میں اللہ عزوجل کی ذات پاک سے پرامید ہوں کہ اگر آن پڑے۔ سنت یہی ہے کہ دامن صبر ہاتھوں سے نہ چھوٹے۔

دو جہاں کے تاجدار سرکار ابد قرار ﷺ کے نیکی کی دعوت کے انداز پر قربان جایئے۔ کوئی کتنا ہی ترش روئی سے پیش آتا مگر آپ ﷺ مسکراتے ہی رہتے کوئی کیسا ہی سخت لہجہ اختیار کرتا مگر آپ ﷺ نرمی اور مہربانی سے اس کا دل موہ لیتے چنانچہ حضرت زید بن سعد رضی اللہ عنہ جو پہلے ایک یہودی عالم تھے۔ انہوں نے سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ ﷺ سے کھجوروں کا سودا کیا۔ معاہدے کے مطابق کھجوریں دینے کی مدت میں ابھی دو دن باقی تھے کہ انہوں نے بھرے مجمع میں حضور ﷺ کا دامن اقدس پکڑ کر انتہائی تلخ و ترش لہجے میں آپ ﷺ سے کھجوروں کا مطالبہ کیا اور چلا چلا کر کہا اے محمد ﷺ تم سب عبدالمطلب کی اولاد کا یہی طریقہ ہے کہ تم لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں دیر لگاتے ہو یہ منظر دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جلال آ گیا اور نہایت ہی غضبناک نظروں سے گھور کر دیکھا اور کہا اے خدا کے دشمن! تو خدا کے رسول ﷺ سے ایسی گستاخی کر رہا ہے۔ خدا کی قسم! اگر شہنشاہ مدینہ ﷺ کا ادب مانع نہ ہوتا تو میں ابھی ابھی تیری گردن تلوار سے اڑا دیتا۔ یہ سن کر تاجدار مدینہ ﷺ نے کمال انکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم یہ کیا کہہ رہے ہو۔ تمہیں تو چاہئے تھا کہ مجھے ادائے حق کی ترغیب دے کر اور اس کو نرمی کے ساتھ تقاضہ کرنے کی ہدایت کر کے ہم دونوں کی مدد کرتے" پھر سلطان مدینہ ﷺ نے حکم دیا اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس کو اس کے حق کے برابر کھجوریں دے دے اور کچھ زیادہ بھی دے دو۔ حضرت عمر نے جب اس کو اس کے حق سے زیادہ کھجوریں دے دیں تو حضرت زید بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا تم مجھے پہچانتے ہو کہ میں زید بن سعد ہوں" اے عمرؓ دراصل بات یہ ہے کہ میں نے تورات میں جتنی نشانیاں نبی آخر الزماں کی پڑھی تھیں۔ ان سب کو میں نے تاجدار مدینہ ﷺ میں موجود پایا۔ مگر دو اور نشانیوں کے بارے میں مجھے امتحان کرنا باقی تھا۔ میں نے ان دونوں نشانیوں کو بھی آپ ﷺ میں دیکھ لیا اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ ﷺ نبی برحق ہیں

سیرت طیبہ کے چند پہلو

الحاج طاہر حسین بٹ

میں بھی اصرار کرتے۔

انتقام... فتح کا نشہ... اور تکبر و غرور نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی... "رحمۃ للعالمین" ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے عاجزی و انکساری کے ساتھ سواری پر اس قدر جھکے ہوئے ہیں کہ آپ ﷺ کا چہرہ انور سواری کی پشت کے ساتھ ملا

رحمت دو عالم صلی اللہ

دونوں نشانیوں کو بھی آپ ﷺ میں دیکھ لیا اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ ﷺ نبی برحق ہیں

سلطان مدینہ ﷺ نے حکم دیا اے عمر (رضی اللہ

ہیں۔ عشاق کی آنکھوں سے آنسو امڈ آتے ہیں ذرا

حق کو دیکھنے حق کو سوچنے کا بھی روادار نہیں تھا

شہد سے بھی زیادہ میٹھے تھے۔ یہ معجزہ دیکھتے ہی سیدنا

باندھ چکے تھے۔ وہ تیر مارنے ہی والے تھے کہ اللہ

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا مجیب الرحمن انقلابی

اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔ "رحمۃ للعالمین" ﷺ کی آمد سے قبل پوری دنیا شرک و بدعت، ضلالت و گمراہی اور معصیت و نافرمانی کے عمیق گڑھے میں گری ہوئی تھی۔ انسانیت نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ لڑکیوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھا۔ عورتوں اور غلاموں کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا

ایک خدا کو چھوڑ کر اپنے اپنے ہاتھوں سے تراشیدہ بتوں کی پرستش کی جاتی حتیٰ کہ خانہ کعبہ میں اس مقصد کیلئے تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ فسق و فجور اور بدکاریوں پر ندامت و شرمندگی کے بجائے اس پر فخر کیا جاتا تھا، شراب نوشی اور قمار بازی ان کا پسندیدہ و محبوب مشغلہ تھا، حسب و نسب پر تفاخر کیا جاتا، انتقام و کینہ پروری کو وصف و خوبی سمجھا جاتا، بغض و عداوت میں کوئی عار نہ ہوتی، بتوں کے نام پر جانور ذبح کئے جاتے اور چڑھاوے چڑھائے جاتے، زندہ جانور کا گوشت کاٹ کر کھا لیا جاتا، ہر قبیلہ دوسرے قبیلہ کو کمتر و ذلیل سمجھتا، گھوڑ دوڑ پر بازی لگائی جاتی، سودی لین دین عام تھا، معمولی معمولی باتوں پر لڑائی جھگڑے صدیوں چلتے، گویا کہ دنیا تباہی کے دہانے پر پہنچ چکی تھی...... ان حالات میں جبکہ ہر طرف انسانیت سسکتی اور دم توڑتی دکھائی دے رہی تھی حضور ﷺ دنیا میں "رحمت للعالمین" بن کر تشریف لاتے ہیں اور عبداللہ کے گھر سے طلوع ہونے والے اس آفتاب و ماہتاب کی روشنی سے پوری دنیا فیضیاب ہونے لگی، آپ ﷺ کی آمد و تشریف آوری ایسی "نعمت عظمیٰ" ہے کہ جس کو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں پر "احسان عظیم" سے تعبیر فرمایا ہے...... آپ ﷺ سراپا رشد و ہدایت اور قیامت تک آنے والے لوگوں کیلئے کامل نمونہ ہیں اور آپ ﷺ کے "اسوہ حسنہ" میں دنیا و آخرت کی فلاح و کامیابی کو مضمر کر دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ "ابر رحمت" بن کر انسانیت پر برسے اور ان کو کفر و شرک اور ضلالت و گمراہی کے "گھٹاٹوپ" اندھیروں سے نکال کر "توحید و رسالت" کی روشنی سے منور کیا۔ آپ ﷺ نے انسانیت سے گری ہوئی ایک ایسی قوم میں مثالی پاکیزہ اور باکردار روشن زندگی گزاری کہ جس کی بداعمالیوں کی وجہ سے کوئی اس پر حکومت بھی اپنے لئے توہین و عیب سمجھتا تھا...... اس کا نقشہ حضرت جعفر طیارؓ نے "شاہ حبش" نجاشی کے دربار میں ان الفاظ میں کھینچا...... اے بادشاہ سلامت! ہم بے دین اور کم علم تھے، بتوں کی پرستش کرتے، مردار کھاتے، بے حیائی کے دلدادہ تھے، اپنے بھائیوں پر ظلم و ستم ڈھاتے، ہمسایوں کو تکلیف پہنچاتے تھے، ہم میں سے طاقتور کمزور پر ستم کیا کرتا تھا، ہم میں انسانیت نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ مہمانداری کا نام و نشان نہ تھا۔ کوئی قاعدہ قانون نہ تھا کہ اچانک ہم میں سے ایک پاکیزہ انسان کو اللہ رب العزت نے آخری پیغمبر ﷺ بنا کر مبعوث فرمایا جس کے حسب و نسب، سچائی، امانت و دیانتداری، پاکدامنی، تقویٰ و طہارت، ہمدردی و پاکیزگی کو ہم خوب جانتے تھے، اس "دُرِ یتیم" نے ہم کو بتایا کہ ہم سب کا پروردگار ایک اللہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں

وہ اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ہمیشہ رہے گا وہی سب کا خالق و مالک اور رازق ہے۔ نفع و نقصان اس کے ہاتھ میں ہے یہ بت کسی چیز کے مالک نہیں ہیں، ایک اللہ تعالیٰ کی ذات ہی سب کی حاجت روا اور مشکل کشا ہے...... اس کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ نے ہمیں یہ بھی ہدایات فرمائیں ہیں کہ ہمیشہ سچ بولا کرو، اپنا وعدہ پورا کیا کرو، حرام باتوں سے بچو۔ خون ریزی اور یتیم کا مال کھانے سے دور رہو۔ کسی کا ناحق مال نہ کھاؤ۔ اسی طرح پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع کیا اور ساتھ ہی نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے، روزہ رکھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی تاکید فرمائی، مہمان نوازی کا درس دیا...... ہم سب ان پر ایمان لائے اور ان کی اتباع کرتے ہوئے ان پر دل و جان سے فدا

عبداللہ کے گھر سے طلوع ہونیوالے آفتاب کی روشنی سے دنیا فیضیاب ہونے لگی

ہوئے...... "رحمۃ للعالمین" ﷺ "اعلان نبوت" سے قبل ہی صادق اور امین کے لقب سے پکارے جاتے تھے لوگ آپ ﷺ کے پاس امانتیں رکھواتے اور معاملات کے فیصلے کرواتے۔ لیکن جب "رحمۃ للعالمین" ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اعلان نبوت کرتے ہوئے ان کو بتوں کی پرستش ترک کر کے ایک خدا کی عبادت کرنے، اور آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دینے کے بارے میں کہا تو یہی قوم جو آپ ﷺ کی پاک دامنی اور صدق و امانت کی قسمیں کھانے والی تھی۔ وہی آپ ﷺ کے خلاف ہو گئی۔ پھر آپ ﷺ کے راستہ میں کانٹے بچھائے جانے لگے، آپ ﷺ کو ہر طرح تنگ کرتے ہوئے ستایا جاتا، طائف کے میدانوں میں آپ ﷺ کو توحید کی دعوت دینے کی پاداش میں پتھر مار مار کر لہولہان کر دیا جاتا...... ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے ایک مرتبہ "رحمۃ للعالمین" ﷺ سے سوال کیا کہ کیا آپ ﷺ پر "احد" سے بھی زیادہ سخت کوئی دن آیا؟ تو آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ مجھے اذیت و تکلیف (کافروں) سے طائف کی گھاٹی میں پہنچی جس دن میں نے عبدیالیل کے بیٹے پر (دعوت و تبلیغ کیلئے) اپنے آپ کو پیش کیا...... دعوت توحید دینے کی پاداش میں آپ ﷺ پر گندگی پھینکی جاتی اور آپ ﷺ کو مجنون دیوانہ اور جادوگر تک کہا گیا، آپ ﷺ پر ایمان لانے کی وجہ سے صحابہ کرامؓ کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا جاتا "شعب ابی طالب" میں آپ ﷺ اور آپ کے جانثار صحابہ کرامؓ کو تین سال تک قید و محصور کر دیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کے ساتھ اس قید میں ام المومنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ سمیت عورتیں بچے اور بوڑھے تک تھے، آپ ﷺ کا مکمل مقاطعہ اور سوشل بائیکاٹ کر دیا جاتا ہے کھانے پینے کی کوئی چیز بھی آپ تک اور آپکے ساتھیوں تک نہ پہنچنے دی جاتی تھی تاکہ یہ بھوک اور پیاس سے تنگ آ کر حضور ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں...... دودھ پیتے بچے بھوک سے روتے بلکتے تو کفار خوش ہوتے...... ان مشکل ترین حالات میں بھی آپ ﷺ کے جانثار صحابہ کرامؓ جانثاری و فداکاری کی اعلیٰ اور بے نظیر مثال قائم کرتے ہوئے درختوں کے پتے چبا کر اور خشک چمڑے کو پانی میں بھگو کر نگل لیتے لیکن حضور ﷺ کے ساتھ اور ایمان کو نہیں چھوڑا۔ آپ ﷺ کو اُحد کے میدان میں زخمی کیا گیا آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید کئے گئے۔ آپ ﷺ پر ایمان لانے کی پاداش میں حضرت بلالؓ، حضرت خبابؓ اور یاسرؓ و عمارؓ سمیت دیگر صحابہ کرامؓ کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا گیا کفار ان کو گرم ریت اور دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا دیتے...... لیکن اس سب کے باوجود "رحمۃ للعالمین" ﷺ نے کبھی ان ظالموں کیلئے بددعا نہیں کی بلکہ ہدایت کیلئے ہی دعا کی۔ ان حالات میں بھی "محسن انسانیت" ﷺ اپنے مشن کو زندہ اور جاری رکھتے ہیں۔ مکہ کے لوگوں نے جب ظلم و تشدد کی انتہا کر دی تو آپ ﷺ خدا تعالیٰ کے حکم سے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جاتے ہیں، مدینہ میں انصار نے حضور ﷺ اور ہجرت کر کے آنے والے صحابہ کرامؓ کے ساتھ اخوت و محبت کا وہ بے مثال مظاہرہ کیا کہ تاریخ انسانی اس کی نظیر و مثال پیش کرنے سے عاجز ہے......

اور پھر چشم فلک نے وہ منظر بھی دیکھا کہ جب "رحمۃ للعالمین" ﷺ اپنے دس ہزار جانثار صحابہ کرامؓ کے لشکر کے ہمراہ اسی مکہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوتے ہیں جہاں سے آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو دس سال قبل ظلم و تشدد کر کے نکال دیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ کے سر مبارک کی قیمت سو سرخ اونٹ مقرر کی گئی تھی...... لیکن یہ کیسا فاتح ہے...... اور کیسا انقلاب ہے...... نہ تو قتل عام کیا جا رہا ہے اور نہ ہی فتح کا جشن منایا جا رہا ہے۔ آج انتقام...... فتح کا نشہ...... اور تکبر و غرور نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی...... "رحمۃ للعالمین" ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے ہوئے عاجزی و انکساری کے ساتھ سواری پر اس قدر جھکے ہوئے ہیں کہ آپ ﷺ کا چہرہ انور سواری کی پشت کے ساتھ ملا ہوا نظر آتا ہے...... مکہ سے نکالنے والے خوف زدہ ہیں کہ حضور ﷺ ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں...... اور انتقام کا کون سا راستہ اختیار کرتے ہیں...... ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کے راستہ میں کانٹے بچھائے تھے...... وہ بھی تھے جو آپ ﷺ کے خون کے پیاسے تھے...... وہ بھی تھے جنہوں نے پتھر مار مار کر آپ ﷺ کے جسم اطہر کو لہولہان کیا تھا...... وہ بھی تھے کہ جنہوں نے آپ ﷺ کے جانثار صحابہ کرامؓ پر ایمان لانے کی پاداش میں ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑتے ہوئے تپتی ریت پر لٹا کر ان کے سینوں پر وزنی پتھر رکھے تھے ان صحابہ کرامؓ کو دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹایا گیا اور ان کے جسموں کو گرم سلاخوں کے ساتھ داغا گیا...... ان میں وہ بھی تھے جنہوں نے "رحمۃ للعالمین" ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو "شعب ابی طالب" کی قید میں درختوں کی کھال اور پتے چبانے پر مجبور کر دیا تھا...... آج یہ سب بارگاہ رسالت ﷺ میں مجرم کی حیثیت سے کھڑے ہیں "رحمۃ للعالمین" ﷺ نے ان پر نگاہ ڈالتے ہوئے...... پوچھا کہ جانتے ہو آج میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟؟؟...... بے بسی اور ندامت کے عالم میں ہر طرف سے ایک ہی "رحم طلب صدا" گونجی کہ "آپ ﷺ عالی ظرف اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں"...... "رحمۃ للعالمین" ﷺ نے سب کیلئے معافی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ "آج تم پر کوئی گرفت نہیں ہے جاؤ تم سب آزاد ہو"...... حضور ﷺ نے عام اعلان فرما دیا کہ جو شخص بیت اللہ میں داخل ہو گا اس کو بھی امان ہے اور جو شخص ابو سفیانؓ کے گھر داخل ہو گیا اس کو بھی امن دیا جائے گا...... جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر رکھے گا اس کی بھی جان بخشی اور امان ہے

جو شخص بغیر ہتھیار کے ملے گا اس کیلئے بھی امن ہے...... ہر کسی کو امان مل رہی ہے جو بھی آپ ﷺ کی بارگاہ میں آیا اس نے اپنے آپ کو مامون پایا...... پھر "رحمۃ للعالمین" ﷺ کی بارگاہ میں بڑے بڑے دشمن اسلام اپنے کفر سے تائب ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو کر اپنے آپکو نور ایمان سے منور کرتے ہوئے نظر آتے ہیں...... جو فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ کے انتقام کے خوف سے بھاگ رہے تھے وہ بھی آپ ﷺ کی "شان رحیمی و کریمی" اور معافی کے معاملے کو دیکھ اور سُن کر اسلام کی دولت سے مالا مال ہو رہے ہیں

اور پھر...... "رحمۃ للعالمین" ﷺ بیت اللہ میں داخل ہو کر تین سو ساٹھ بتوں کو توڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا کلمہ بلند کر کے حق کے آجانے اور باطل کے مٹ جانے کا اعلان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں...... چشم فلک نے پھر یہ منظر بھی دیکھا کہ...... مکہ کی گلیوں میں ایمان لانے کی پاداش میں ظلم و تشدد کا نشانہ بننے والے سیدنا حضرت بلالؓ، حضور ﷺ کے حکم سے "خانہ کعبہ" کی چھت پر چڑھ کر اذان دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و کبریائی اور حضور ﷺ کی رسالت کا اعلان کرتے ہیں۔

سیرت طیبہ کے چند پہلو

الحاج طاہر حسین بٹ

آج سے چودہ سو سال پہلے دنیا کے اکثر انسان علم و دانش کی نظر سے انتہائی پست زندگی بسر کر رہے تھے۔ خطہ عرب جہالت و تاریکی کا مرکز بنا ہوا تھا صرف ثروت مند اور اشراف قبائل علم سے سروکار رکھتے تھے۔ اخلاق اور روشن زندگی کے اعتبار سے دنیا بہت پیچھے تھی۔ خطہ میں نہ کوئی مدرسہ ہدایت تھا نہ کوئی کتابخانہ صرف جہالت ہی جہالت کا دور دورہ تھا عرب قبائل کا بنیادی کام جنگ و جدال تھا۔ ہر قبیلہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر خونریزی پر آمادہ رہتا تھا۔

ولادت باسعادت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

دنیا ایک ایسے ستارہ درخشاں کی منتظر تھی کہ ماہ ربیع الاول میں آغوش حضرت آمنہؓ میں ایک حسین و جمیل قدرت کا عظیم شاہکار گل تر کھل اٹھا۔ جس کی خوشبو سے سارا جہاں معطر ہو گیا گلشن ہاشمی میں باد بہاری چلنے لگی۔ زمین، آسمان خوش ہو گئے کہ وجہ تخلیق کائنات آیا، سدرۃ المنتہیٰ خوشی میں جھوم اٹھا کہ صاحب معراج آیا۔ قدرت نے دعائے ابراہیمی کا ثمرہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شکل میں ظاہر کیا کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

سردار الانبیا کی گفتار و کردار بچپن

میں ایک نمونہ تھا۔ پیدا ہوتے ہی

شفقت پدری سے محروم ہو

گئے تھے۔ اپنا بچپن دادا اور

پھر چچا کی آغوش میں گزارا

سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غائتوں کی غائت اولیٰ تمہیں تو ہو

سردار الانبیاء کی گفتار و کردار بچپن میں ایک نمونہ تھا آپ ﷺ کو اور بچوں سے ممتاز دیکھا گیا۔ عبدالمطلب آپ کا بہت احترام کرتے تھے اور ابو طالب کہا کرتے تھے میں نے کبھی بھی نور چشم عبداللہ کو جھوٹ بولتے ہوئے نہیں دیکھا ہمیشہ بت شکنی پر آمادہ رہتے تھے۔ کھانا کھاتے پروردگار کا نام لیتے اور کھانے کے بعد خدا کا شکر ادا کرتے۔

پیدا ہوتے ہی شفقت پدری سے محروم ہو گئے اپنا بچپن دادا جناب عبدالمطلب اور نہایت مہربان چچا جناب ابو طالب کی آغوش میں گزارا جب آپ ﷺ کا سن مبارک 8 سال کا ہوا تو دادا کا انتقال ہو گیا۔ چچا ابو طالب نے پرورش کی ساری ذمہ داری اپنے سر لے لی۔ جناب ابو طالب آپ ﷺ سے اتنی محبت کرتے تھے کہ بھتیجے کو کبھی اپنے سے جدا نہ کیا۔ اپنے ساتھ بازار لے جاتے یہاں تک کہ شام کی طرف تجارتی سفر میں بھی ہمراہ رکھتے۔

اخلاق محمدی

جب آپ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا: درس توحید دیا اور بتوں کی مخالفت کی تو پہلی حدیث یہ فرمائی لوگو میں تمہارا اخلاق درست کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ سیرت طیبہ کی کتب آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ کے واقعات سے بھری ہیں یہاں ہم ایک واقعہ تحریر کر رہے ہیں ایک کافرہ عورت اعلان نبوت کے بعد اپنے تمام گھر کا کوڑا اکٹھا کر کے رکھ چھوڑتی جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے اصحاب کرامؓ کے ساتھ اس کے گھر کے نیچے سے گزرتے وہ اکٹھا کیا ہوا کوڑا آپ ﷺ پر پھینک دیتی آپ بغیر غصہ کئے یا کچھ کہے اپنے کپڑے جھاڑ کر گزر جاتے یہ سلسلہ کئی روز جاری رہا آخر ایک دن حسب دستور اس کے گھر سے گزرے لیکن کوڑا نہیں پھینکا گیا۔ رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ وہاں رک گئے پوچھنے پر لوگوں نے بتلایا یا رسول اللہ وہ عورت کوڑا پھینکنے والی بیمار ہے آپ ﷺ اس کافرہ عورت کی عیادت کرنے گئے وہ آخری مرسل اعظم کو اپنے سامنے دیکھ کر حیران ہو گئی کہ میرا عمل ان پر کوڑا پھینکنا تھا اور یہ خاموش رہتے آج میں بیمار ہوں یہ میری بیمار پرسی کیلئے آئے ہیں شرم سے سر جھکائے نادم ہوئی کہا کہ آپ اللہ کے برحق نبی ہیں اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئی یہ تھا اخلاق محمدی ﷺ سبحان اللہ

سنو صحرا نشینو!

سنو صحرا نشینو!
شب گزیدہ موسموں کے بجھتے منظر دیکھنے والو
تمہارے واسطے کوہ صفا کی چوٹیوں سے روشنی کا رزق
اترا ہے
حرا کے سوچتے لمحوں سے جاگی خوشبوئیں
تم کو بلاتی ہیں
ہوا کی دف بجاتی دھڑکنوں نے
اک نیا پیغام لکھا ہے
تمہارے نام لکھا ہے

سنو اے ریگ زادو!
اس نئے پیغام
رب کے آخری انعام کو تم حرز جاں کر لو
تمہاری روح کے صحرا میں
اب شاداب یوں کی چاندنی خیمے لگائے گی
تمہیں جینا سکھائے گی

سنو
تم شعب بو طالب یا پھر طائف کی راہوں کے
کڑے موسم اتارو بھی...... تو
خوشبو بانٹتا یہ کارواں اب رک نہیں سکتا
بھٹکتی ساعتوں کی پیاس میں لپٹا ہوا یہ یثربی موسم
برستی رحمتوں کا اک خزینہ بننے والا ہے
مدینہ بننے والا ہے

(عمران نقوی)

جاں نثار ... حبیب پہ ہوں
تب محبت کا حق ادا ہوتا
اے جی جوش

☆☆☆

ہو جب تقاضائے حُبِ نبیؐ تو نعت لکھو
جب آئے آنکھ میں دل کی نمی تو نعت لکھو
حضورؐ بعثت عالم کا نقش اول ہیں
محیط دل پہ ہو یہ آگہی تو نعت لکھو
کمال فکر و کمال یقیں کی منزل سے
نکھر کے آئے جو خود زندگی تو نعت لکھو
شعور عشق محمدؐ کی عظمتوں کے طفیل
ضمیر و ذہن میں ہو ہم روی تو نعت لکھو
جو سربسجدہ ہو عرفانِ ذات حق کا جمال
اور اس سے دل کو ملے روشنی تو نعت لکھو
فنائے ذات میں ہر نقش جاوداں ڈھونڈو
ثباتِ روح بنے ہر نفی تو نعت لکھو
حضورؐ کے ہمہ آباد گلشن جاں میں!
نکھر کے ابھرے جو اک اک کلی تو نعت لکھو
حضورؐ سرور کونین کی غلامی میں!
جو دل ہو دونوں جہاں سے غنی تو نعت لکھو
دل و نگاہ کا سرمایہ سرور ہے نعت
جمالیات محبت کا کوہ طور ہے نعت

شبیر بخاری

☆☆☆

میری سوچیں مرے افکار رسولؐ عربی
آپؐ کے دم سے ہیں ضوبار رسولؐ عربی
آپؐ کی ذاتِ گرامی ہے مکرم سب سے
آپؐ نبیوں کے ہیں سردار رسولؐ عربی
چشمِ الطاف و کرم ہم پہ بھی اک شاہ امم
مائل جور ہیں اغیار رسولؐ عربی
آپؐ کے دم سے منور ہے یہ بزمِ ہستی
آپؐ ہیں منبعِ انوار رسول عربی
مجھ کو طیبہ کی زیارت کا جو پروانہ ملے
میری تقدیر ہو بیدار رسولؐ عربی
شوقِ دیدار لئے بیٹھا ہوں کب سے خالد
مجھ کو بھی ہو ترا دیدار رسولؐ عربی

(خالد یزدانی)

فائر بندی کرنے بھارت کو باڑ لگانے کی سہولت بھی فراہم کی ہے اور بھارتی فوج کے سربراہ جنرل نرمل

ہے کہ پاکستان نے انہیں اکیلا چھوڑ دیا ہے اور وہ خود بھارت سے سیاسی، سفارتی، ثقافتی و تجارتی روابط قائم

منصوبے کے تحت ہی سعودی عرب کی پرامن فضا کو خراب کر رہا ہے۔ عراق کے عوام نے امریکی

دستور ساز اسمبلی سے خطاب 11 اگست 1947ء

(بال جبریل)

اٹھانے کے قابل تھا

ساری امیدوں

پالی

عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ......(1)

ڈاکٹر اسرار احمد

نبی اکرم ﷺ کی شخصیت کی عظمت کے مختلف پہلو ہیں۔ ایک تو آپ کی عظمت اور آپ کا مقام و مرتبہ اور آپ کی عظمت بحیثیت نبی ہے اور ایک آپ کی عظمت اور مقام رفیع و بلند بحیثیت انسان ہے۔ پھر انسان کی حیثیت سے بھی ایک پہلو روحانیات کا ہے' یعنی آپ ﷺ کا مقام و مرتبہ روحانی اعتبار سے اور دوسرا پہلو عام انسانی معاملات کا ہے جن میں سے انسان اپنی زندگی کے دوران لامحالہ گزرتا ہے اور مختلف حیثیتوں سے اس دنیا میں کام کرتا ہے۔ عظمت محمدی کے یہ جو مختلف پہلو ہیں ان میں بعض پہلوؤں کے اعتبار سے یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ آپ ﷺ کی عظمت کا بیان تو درکنار اس کا ادراک و شعور اور فہم بھی ہمارے لئے ناممکنات میں سے ہے۔ سادہ سی مثال ہے کہ ایک معالج ڈاکٹر یا حکیم کا اپنے فن میں کیا مقام و مرتبہ ہے' ظاہر ہے اسے صرف کوئی ڈاکٹر' حکیم' معالج ہی جان سکتا ہے۔ اسی طرح ایک انجینئر کا اپنے فن میں کیا مقام و مرتبہ ہے' ظاہر ہے اس سے کوئی انجینئر ہی واقف ہو سکتا ہے۔۔۔ لہٰذا ایک نبی کی حیثیت سے نبی اکرم ﷺ کا کیا مقام و مرتبہ ہے؟ یہ صرف کسی نبی ہی کے لئے ممکن ہے کہ اس کا اندازہ کر سکے' کسی غیر نبی کے لئے یہ محال عقلی ہے۔ مزید برآں کسی انسان کا کسی ادارے یا فرم میں کیا مقام و مرتبہ ہے اس کا صحیح تعین وہی شخص کر سکتا ہے جو اس ادارے میں اس سے بالا ہو اس لئے کہ نیچے والا تو صرف اوپر کی طرف دیکھے گا' اس کیلئے یہ ممکن نہیں ہے کہ اپنے سے بلند تر مقام کے حامل شخص کا اصل مقام و مرتبہ متعین کر سکے۔ ظاہر بات ہے نبی اکرم ﷺ سے بالاتر مقام کسی نبی کا نہیں لہٰذا کسی نبی کے لئے بھی یہ محال عقلی ہے کہ حضور ﷺ کے مقام کا تعین کرے۔ اس طرح روحانی اعتبار سے حضور ﷺ کا مقام کیا ہے؟ ظاہر بات ہے ہم جیسے لوگوں کے لئے اس کا ادراک و شعور ممکن نہیں۔

بعض اعتبارات سے خود حضور ﷺ نے اسے واضح کیا ہے کہ یہ تمہارے لئے ناممکن ہے کہ تم ان مقامات کو سمجھ سکو۔ مثال کے طور پر حضور ﷺ صوم وصال رکھتے تھے۔ صوم وصال یہ ہے کہ آج روزہ رکھا اور شام کو افطار نہیں کیا اور وہی روزہ رات سے گزر کر اگلے دن تک چلا اور اگر اگلے دن شام کو افطار کیا گیا تو یہ دو دن کا صوم وصال ہوا اور اگر یہی روزہ تیسرے دن تک چلا تو وہ تین دن کا صوم وصال ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ خود صوم وصال رکھتے تھے لیکن آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں (صحابہ کرامؓ) کو یہ روزہ رکھنے سے روکے رکھا۔ اس پر کسی صحابی نے سوال کر لیا تو آپ نے فرمایا (وایکم مثلی) تم میں سے کون ہے جو میری مانند ہو؟ میں تو اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے"۔ ہمارے لئے کس طرح ممکن ہے کہ آپ ﷺ کی اس شب بسری کا تصور کر سکیں جو اللہ کے ہاں ہوتی تھی' اس کی نوعیت اور اس کی کیفیت کیا تھی' وہ کھلانا اور پلانا کس نوعیت کا تھا؟ معلوم ہوا کہ یہ چیز ہمارے دائرے سے خارج ہے۔ میں سمجھتا ہوں بڑے سے بڑے صوفی اور بڑے سے بڑے ولی اللہ کے لئے بھی ممکن نہیں ہے کہ حضور ﷺ کے روحانی مقام کا پورا پورا ادراک کر سکے۔

شیخ سعدیؒ نے نہایت سادگی کے ساتھ اس ساری بحث کو ایک رباعی میں سمو دیا ہے:

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضور ﷺ کی ثناء کا جتنا حق ہے وہ ہمارے لئے ممکن ہی نہیں ہے لہٰذا "لا یمکن الثناء کما کان حقہ" ہمیں بس یہ کہہ کر اس بات کے دامن میں پناہ لینی ہے کہ "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" اللہ کے بعد آپ ہی کی ہستی عظیم ترین و بلند ترین ہے' ہم اسے کس طرح اور کیا بیان کریں؟ ہمارا تصور بلکہ ہمارا تخیل بھی سرنگوں ہے کہ وہ اس بلند و رفیع مقام کا ادراک اور شعور کر سکے۔ اسی بات کو نہایت خوبصورت انداز میں غالب نے بایں طور پر بیان کیا ہے:

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد ﷺ است

کہ ہم نے آنحضور ﷺ کی ثناء و حمد کو خدا (یزداں) کے حوالے کر دیا ہے۔ ہم اس کی کوشش ہی نہیں کرتے اسی لئے کہ وہی ذات پاک ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کے اصل مقام و مرتبہ سے واقف ہے۔

عظمت مصطفیٰ ﷺ کے قابل ادراک پہلو:

میں نے جن دو اعتبارات سے آنحضور ﷺ کی عظمت اور آپ کے مقام و مرتبہ کو انسان کے دائرے سے بلند و بالا' برتر' اعلیٰ و ارفع اور اس اعتبار سے خارج قرار دیا ہے وہ ہیں آپ ﷺ کا مقام' آپ ﷺ کی عظمت بحیثیت نبی اور دوسرا آپ کا روحانی مقام البتہ ہماری سمجھ میں حضور ﷺ کی عظمت کا جو پہلو آ سکتا ہے وہ ہے آپ کی عظمت بحیثیت "انسان" جس کا تعلق عام انسانی معاملات سے ہے۔ لیکن اگر اس کا بھی تجزیہ کریں گے تو بحیثیت انسان بھی آپ کی عظمت کے بے شمار پہلو ہیں۔ مثلاً حضور ﷺ کی حیثیت اور آپ ﷺ کا مرتبہ و مقام بحیثیت ایک سپہ سالار کیا تھا؟ بڑے بڑے فوجی جرنیلوں سے پوچھئے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے مختلف غزوات میں جو جنگی حکمت عملی اختیار فرمائی اس میں آپ ﷺ نے کس مہارت کا ثبوت دیا' حالانکہ جنگ بدر سے پہلے آپ نے کسی جنگ میں حصہ نہیں لیا تھا۔ جنگ بدر سے پہلے آپ ﷺ نے صرف چند مہمات میں شرکت کی' باضابطہ جنگ کی نوبت ہی نہیں آئی لیکن دنیا دنگ ہے کہ جنگ کی مہارت اور اس کی حکمت عملی کو مرتب و متعین کرنے میں آپ ﷺ نے کس درجے صلاحیت و قابلیت کا ثبوت دیا۔ پھر کسی سے صلح کرنی ہوتی تو صلح کی گفت و شنید میں آپ ﷺ نے کس مہارت' کیسی واقفیت اور کیسی اہلیت کا مظاہرہ فرمایا۔ صلح حدیبیہ ہو' میثاق مدینہ ہو' یا اس سے بھی پہلے یثرب کے مختلف طبقات کو آپس میں جمع کرنے کے لئے آپ ﷺ نے جو معاہدہ فرمایا' الغرض ان تمام معاہدات کا مطالعہ کیجئے عقلیں دنگ رہ جائیں گی۔

ایک قاضی القضاۃ کی حیثیت سے آپ ﷺ کا مقام کیا ہے؟ آج بھی اس دنیا میں "قضا" کے سلسلے میں جس قدر اصول اختیار کئے گئے ہیں وہ سب کے سب محمد رسول اللہ ﷺ کے عطا کردہ ہیں مثلاً کسی بھی مقدمے میں ایک فریق کی بات سن کر فیصلہ نہ کیا جائے جب تک کہ فریق ثانی کو بھی سن نہ لیا جائے۔ یہ اصول آپ کا بیان کردہ ہے کہ سو مجرم چھوٹ جائیں تو کوئی حرج نہیں لیکن کسی بے گناہ کو سزا نہ ملے۔ عالمی سطح پر پورا عدالتی نظام انہی اصولوں پر قائم ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہمارے ہاں کرپشن نے بیڑہ غرق کر دیا ہے۔ ہماری خیانتیں' بدعنوانیاں' ہمارا ایک جانا اور سیاسی لوگوں کا آلۂ کار بن جانا وغیرہ' یہ چیزیں ہیں جنہوں نے عدلیہ کا بیڑہ غرق کیا ہوا ہے لیکن جہاں تک اصولوں کا تعلق ہے یہ اصول تو محمد عربی ﷺ کے عطا کردہ ہیں۔

اس سے ذرا نیچے اتریئے۔ حضور ﷺ کا بحیثیت باپ کردار کیا تھا؟ یہ حضرت فاطمہؓ سے پوچھئے۔ حضور ﷺ کا بحیثیت شوہر کردار کیا تھا اور آپ کی کیا عظمت تھی؟ یہ حضرت عائشہؓ' حضرت حفصہؓ' حضرت ام سلمہؓ سے پوچھئے۔ پھر یہ کہ ایک داماد ہونے کے اعتبار سے آپ کا کیا کردار تھا؟ یہ حضرت عمرؓ و ابو بکرؓ سے پوچھئے۔ گویا کہ جتنے انسانی علائق ہو سکتے ہیں ان کے اعتبار سے آپ کی شخصیت کی عظمت اور کردار کی بلندی ہماری سمجھ میں آسکتی ہے۔

اس طرح ایک داعی ایک مربی اور ایک معلم کی حیثیت سے آپ کا کیا مقام ہے؟ یہ وہ چیزیں ہیں جو ہماری سمجھ میں آ سکتی ہیں اور ہم ان کا کچھ نہ کچھ ادراک و شعور کر سکتے ہیں۔ لیکن ان تمام حیثیتوں یعنی داعی، مربی، مزکی کو میں ایک ایک لفظ میں جمع کرنا چاہتا ہوں، یعنی ایک انقلاب کے داعی اور انقلاب عظیم کے برپا کرنے والے کی حیثیت سے آپ کا مقام کیا ہے؟ گویا کہ ہم جن پہلوؤں سے حضور ﷺ کی عظمت کو سمجھ سکتے ہیں ان میں سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ آپؐ نے جزیرہ نمائے عرب میں جو تبدیلی برپا کی یا اصطلاحاً جو عظیم انقلاب برپا کیا، اس انقلاب کا مطالعہ کیا جائے، اس کا حاصل اور اس کے نتائج مرتب کئے جائیں، اس کے لئے جو جدوجہد ہوئی اس کے بارے میں غور کیا جائے تو واقعتاً حضور ﷺ کی اصل عظمت نمایاں ہو کر سامنے آتی ہے اور یہ آپ کی عظمت کا وہ پہلو ہے' جس کا اقرار پوری دنیا نے کیا اور جس کی گواہی پوری دنیا نے دی۔

غیر مسلموں کا اعتراف اور شہادت:

واقعہ یہ ہے کہ بیسویں صدی اس اعتبار سے نمایاں ترین صدی ہے کہ سابقہ صدیوں کے دوران حضور ﷺ کی ذات مبارک سے جو تعصب غیر مسلموں کو تھا وہ رفتہ رفتہ اس صدی کے دوران ختم ہوا ہے اور اس صدی کے دوران آپ کی عظمت کا اس پہلو سے اعتراف اور اقرار بتدریج پوری دنیا میں ہوا ہے۔ اس صدی کے بالکل آغاز میں اسی شہر لاہور میں ایم این رائے نے 1920ء میں "بریڈ لا ہال" (جواب شاید کھنڈرات کی صورت اختیار کر گیا ہوگا یا وہاں کوئی اور چیز تعمیر ہو چکی ہو گی) ایک لیکچر دیا تھا جس کا موضوع "The Historical Role of Islam" تھا۔ یہ کتاب اب بھی ہندوستان میں طبع ہوتی ہے، جسے بمبئی کا ایک ناشر شائع کرتا ہے میں نے حیدر آباد دکن میں اس کا نسخہ دیکھا ہے، لیکن پاکستان میں کہیں دستیاب نہیں ہے۔ ایم این رائے کون تھا۔ یہ "کیمونسٹ انٹرنیشنل" کا ممبر تھا۔ روس میں 1917 میں اشتراکی انقلاب آیا اور اس کے بعد پوری دنیا میں اس کا بیڑا جو چلا تو اس کے بعد عالمی سطح پر کیمونزم کی جو تنظیم قائم ہوئی وہ "کیمونسٹ انٹرنیشنل" کہلاتی تھی۔ دنیا کے چوٹی کے انقلابی لوگ اس کے ممبر تھے۔ ایم این رائے ہندوستان کی جانب سے اس کا رکن تھا جو کہ بہت بڑا انقلابی تھا۔ لیکن وہ "Historical Role of Islam" میں صاف صاف کہتا ہے اور بڑی تفصیل سے کہتا ہے کہ تاریخ انسانی کا عظیم ترین انقلاب وہ تھا جو محمد عربی ﷺ نے برپا کیا تھا۔ حضور ﷺ کے جانشینوں اور جان نثاروں نے جس سرعت کے ساتھ فتوحات حاصل کیں اور عراق، شام، ایران، مصر جس تیزی کے ساتھ فتح کئے اگرچہ اس تیزی کے ساتھ تاریخ انسانی میں فتوحات پہلے بھی ہوئی ہیں ریکارڈ پر ہے کہ سکندر اعظم مقدونیہ سے چلا تھا اور دریائے بیاس تک پہنچا اور وہ جس تیزی کے ساتھ علاقے فتح کرتا ہوا آیا وہ اپنی جگہ بہت بڑی مثال ہے۔ وہ تو مغرب سے مشرق کی طرف آیا تھا جبکہ اٹیلا مشرق سے مغرب کی طرف گیا تھا چین کے شمال میں صحرائے گوبی سے نکل کر وہ ڈینور کی وادی تک جا پہنچا تھا۔ لیکن ایم این رائے کہتا ہے کہ ان فاتحین کی فتوحات محض ہوس ملک گیری کا شاخسانہ تھیں۔ اس نے انہیں "brute military campaigns" قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ان کے نتیجے میں کوئی نئی تہذیب یا کوئی نیا تمدن وجود میں نہیں آیا' دنیا میں کوئی روشنی نہیں پھیلی، کوئی علم کا فروغ نہیں ہوا۔ جبکہ محمد عربی ﷺ اور آپؐ کے جانشینوں کے ذریعے سے شرقاً غرباً جو فتوحات بڑی تیزی کے ساتھ ہوئی ہیں ان کے نتیجے میں ایک نیا تمدن، نئی تہذیب، علم کی روشنی اور انسانی اقدار کا فروغ وجود میں آیا۔ ایک ایسا معاشرہ وجود میں آیا جو ہر طرح کی زیادتیوں سے پاک تھا۔ اس میں سیاسی جبر نہیں تھا۔ اس میں معاشی استحصال نہیں تھا اس میں کوئی سماجی فرق و تفاوت نہیں تھا۔ جیسا کہ علامہ اقبال نے بھی محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہا ہے۔

در شبستان حرا خلوت گزید
قوم و آئین و حکومت آفرید

جتن سے پکائی ہوئی کھچڑی

ہمایوں گوہر

ہانڈی میں ابال پیدا ہو رہا ہے۔ یہ ایک سیاسی ہانڈی ہے جو ابل رہی ہے اور اس کے ابال سے تکلیف بھی ہو رہی ہے۔ اس ہانڈی میں جو کھچڑی پک رہی ہے اس نے ان گنت مروڑ بھی پیدا کر دیئے ہیں۔ ہر مرتبہ جب اندازہ ہوتا ہے کہ ہانڈی سے کھچڑی پک کر باہر آ جائے گی تو کوئی چھوٹا سا مصالحچی ہانڈی میں کالا پرندہ ڈال دیتا ہے جو کھچڑی کا حصہ نہیں۔ درحقیقت اس ہانڈی میں ایک کھچڑی پکائی جا رہی ہے جو گڑ گڑاتی ہے اور یہ مصالحچی دراصل مضطرب سیاستدان ہیں جو موٹر کے بھونپو کی طرح چلا رہے ہیں۔ وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ اس کھچڑی سے انہیں بھی کچھ حصہ مل جائے اور وہ تشنہ مرام نہ رہ جائیں۔ اس قسم کی ہانڈی میں کھچڑی پکانے والوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے اگر ہیڈ باورچی ہوشیار نہ ہو اور ہر طرف چشم نگراں نہ رکھے تو کھچڑی خراب بھی ہو سکتی ہے۔ صورت واقعہ یہ ہے کہ ہمیں اب تک یہ معلوم نہیں کہ ہانڈی میں کیا پک رہا ہے۔ تاہم یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو کچھ بھی پک رہا ہے اب اس کے تیار ہونے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ چنانچہ یا تو یہ ہانڈی جل جائے گی اور اس کا دھواں فضا میں پھیل جائے گا یا پھر ابل جائے گی اور آتش فشاں کی طرح اس کا لاوا باہر نکل آئے گا۔ البتہ ہم امید کر سکتے ہیں کہ جو کھچڑی تیار ہو گی وہ صرف بادشاہ کے سامنے رکھنے کے لئے نہیں ہو گی بلکہ اسے عوام بھی ہضم کر سکیں گے۔

اس وقت مسئلہ یا خطرہ یہ ہے کہ جو کھچڑی پک رہی ہے یہ نئی نہیں' نہ پہلی دفعہ ہانڈی آگ پر چڑھائی گئی ہے۔ بلکہ یہ وہی پرانی ہانڈی ہے جو پہلے بھی کئی مرتبہ خراب کی جا چکی ہے اور کئی نسلوں سے ہمارے سامنے پیش کی جا رہی ہے۔ کئی برس پہلے یہ مختلف انداز میں خراب کر دی گئی تھی لیکن اس کے باوجود اسے ہمارے سامنے پھر رکھ دیا گیا۔ اب جبکہ پیٹ میں مروڑ زیادہ اٹھنے لگے ہیں تو باورچیوں نے اسے درست کرنا شروع کر دیا ہے البتہ جو مصالحچی کچن کے اندر نہیں ہیں وہ مایوسی میں کچن کے باہر منڈلا رہے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ کچھ کھانے کے لئے انہیں بھی مل جائے۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ ہانڈی کس طرح خراب ہوتی ہے۔ جب عوام کو بکرے پر ترخایا جا سکتا ہے تو انہیں چکھ کیوں دی جائے۔ ایک سوال یہ بھی ہے کہ ہیڈ باورچی ایک مردہ چکھ کے لئے اپنی طاقت کی اصل بنیاد کو خیر باد کیوں کہے؟ اور وہ ایسی چکھ کیوں قبول کرے جو گڑگڑاتی ہے؟ کھچڑی کا پکانا اس لئے بھی مشکل ہو رہا ہے کیونکہ دوسرا باورچی ڈگمگا رہا ہے وہ ڈانواں ڈول ہے اور وزیراعظم کی حیثیت میں وہ اپنی جماعت کے تن مردہ میں جان بھی نہیں ڈال سکتا' نہ وہ سیاست اور حکومت کو متحرک کر سکتا ہے۔ نہ عوام کی اس توقع کو پورا کر سکتا ہے کہ اسمبلیاں چلتی رہیں گی۔ اس سے قبل کسی اسمبلی نے اپنی مدت بھی پوری نہیں کی۔ چنانچہ اب جو دو نئے حربے آزمائے جا رہے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ مسلم لیگ (ن) کو چھوڑ کر باقی سب مسلم لیگیں متحد کر دی جائیں۔ دوسرے پی پی پی کے مزید پارلیمانی ارکان کو پیٹریاٹ بنا لیا جائے اور انہیں شیرپاؤ گروپ میں ضم کر دیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی باورچی خانے سے باہر کے زبان دراز سیاستدانوں میں ان لوگوں کو بھی شامل کر لیں جو دوسرے شاہ خرچ صاحبزادے کی واپسی کا شور ڈال رہے ہیں (واضح رہے کہ یہ حقیقی شاہ خرچ فرزند نواز شریف نہیں ہے)۔ اس شخص نے دوسری ملک بدر خاتون کو اپنا پرانا منتر یاد کرا دیا ہے اور اس نے بھی پرانا راگ الاپنا شروع کر دیا ہے تاکہ وہ مقابلے میں پیچھے نہ رہ جائے۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور سیاہ پرندہ اس کا خاوند ہے جو جیل میں پڑا ہے۔ اذل اللہ کر شاہ خرچ فرزند کو معلوم ہے کہ اگر وہ واپس آگیا تو اتنا موٹا بچھڑا نہیں سمجھا جائے گا کہ اسے قربان گاہ پر چڑھا دیا جائے۔ تاہم اگر اس کے پیٹ میں سیاست کا مروڑ پیدا ہو گیا ہے اور وہ مادر وطن سے اپنا تشخص قائم کرنا چاہتا ہے اور وہ اپنے تشخص کیلئے سعودی حکومت یا کسی اور سے ہرگز اجازت نہیں مانگے گا' نہ اسے اس نوع کی اجازت کی ضرورت ہے۔ اسے تو صرف واپس آنے کا ایک وسیلہ درکار ہے۔ دوسری طرف دختر مشرق نے کتنی خوبصورتی سے کہہ دیا ہے کہ اس کی واپسی کی تاریخ کا فیصلہ پارٹی کرے گی"۔ حقیقی لیڈر اپنے عظیم مستقبل کا اہم فیصلہ کہ چیلوں پر نہیں چھوڑتے۔

اپنے صدر مملکت کو غیر مسلح کرنے کے مسئلے پر یہ کہنا مناسب ہے کہ ہمارے محترم صدر اتنے کشادہ نظر ہیں کہ اپنی غلطیوں کو بھی خود تسلیم کر لیتے ہیں۔ انہوں نے ریفرنڈم کے بارے میں اصل حقیقت خود بیان کر دی تھی حالانکہ کوئی سربراہ کبھی یہ نہیں مانتا کہ انہوں نے کبھی غلطی کی تھی۔ حال ہی میں صدر صاحب نے اقوام متحدہ کی کرپشن کانفرنس میں کہہ دیا تھا کہ کچھ کرپٹ لوگ منتخب ہو کر پارلیمنٹ میں پہنچ گئے ہیں اور یہ ماحول کے اثرات کا نتیجہ تھا۔ لیکن صدر محترم! یہ آپ کی سادہ مزاجی ہے حالانکہ اگر آپ چاہتے تو یہ ماحول تبدیل بھی کر سکتے تھے۔ اس نظام کے ساتھ وابستگی اختیار کرنے کے بعد ان کرپٹ لوگوں کے ساتھ چلنا ناگزیر تھا جو انتخاب میں جیت کر آسکتے تھے۔ چنانچہ انہیں انتخاب لڑنے کی اجازت دینا بھی ضروری تھا۔ واضح رہے کہ یہ اس نظام کی فطرت میں شامل ہے جس میں پارلیمنٹ کے ایگزیکٹو ہیڈ اور صدر کے لئے انتخابی کالج کی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ ان کے ووٹ کا مطلب ہر وہ نشست ہے جو شمار ہو سکتی ہے اور اگر یہ ووٹ کسی مجرم کا یا کرپٹ شخص کا بھی ہے تو اسے بھی قبول کرنا ناگزیر ہوگا۔

1993ء میں ہمیں جو کھچڑی پلیٹ پر رکھ کر دی گئی تھی اس میں دو چیزوں کا اچھا اضافہ تھا۔ یعنی مقامی حکومتوں کا انتخاب کرایا گیا۔ ان حکومتوں کو اگر صوبائی حکومتوں نے کام کرنے کی اجازت دی تو یہ بے حد مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔ دوسرے اسمبلیوں کے حجم میں توسیع کر دی گئی۔ جداگانہ انتخابات ختم کر دیئے گئے۔ اسمبلیوں کو تحلیل کرنے کے اختیارات صدر کو دے دیئے گئے اور اسی طرح زیادہ اکثریت رکھنے والے وزیراعظم کو کھل کھیلنے کے مواقع ختم ہو گئے۔ تاہم واضح رہے کہ نئے عناصر کی شمولیت بعض اوقات معقول ثابت نہیں ہوتی ہے اور یہ غیر جمہوری بھی قرار پا سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک عنصر تو قومی مزاج کے خلاف بھی ہے۔ خواتین کے احترام کے باوجود یہ کہنا مناسب ہے کہ انہیں ساٹھ آزاد نشستیں پیش کر دینا کہاں کی جمہوریت ہے۔ یہ دلیل کافی نہیں کہ عورتوں کا طبقہ جبر کا شکار ہے۔ جبکہ صورت یہ ہے کہ کوئی کوٹہ سسٹم کامیابی سے چل نہیں سکتا۔ مثال کے طور پر سندھ کو دیکھئے۔ ربع صدی کے بعد بھی کوٹہ سسٹم کے تحت کیا سندھی دیہات کی حالت تبدیلی کی جا سکی ہے؟ کیا انہیں ملازمتوں کے لئے زیادہ استعداد اور قابلیت حاصل ہوئی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ کوٹہ سسٹم نے سندھ کو شہری اور دیہاتی دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور لسانی اور نسلی تضادات بڑھ گئے ہیں۔ یہ غیر منتخب نشستیں سیاسی جماعتوں کے لیڈروں نے اپنے رشتہ داروں' دوستوں اور خوشامدی چمچوں میں تقسیم کر دیں۔ لیکن اس سے خواتین کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی البتہ صرف 60 خواتین کو فائدہ حاصل ہوا۔

ایک اور اینٹی ڈیموکریٹک اور اینٹی نیشنل عنصر یہ ہے کہ دوہری قومیت رکھنے والے افراد کو بھی انتخاب لڑنے کی اجازت مل گئی اور وہ نہ صرف قانون ساز بن گئے بلکہ انہیں سرکاری عہدے بھی دے دیئے گئے۔ اس قسم کے کئی لوگ اب ہماری پارلیمنٹ کی زینت بن گئے ہیں۔ چنانچہ اگر ایسا قانون موجود ہے جو دوہری قومیت رکھنے کی اجازت دیتا ہے تو اس کا فائدہ کیا ہے؟ پرائیویٹ زندگی میں تو شاید یہ بہتر ہو لیکن عوامی اور سیاسی زندگی کے لئے یہ قطعاً موزوں نہیں۔ ذرا غور کیجئے کہ اگر امریکہ اور برطانیہ مل کر پاکستان کے خلاف جنگ چھیڑ دیں (اور یہ امکانات سے بعید نہیں) تو یہ دوہری قومیت رکھنے والے قانون دان کیا کریں گے؟ یہ کس قوم کی طرفداری کریں گے؟ پاکستان کی یا امریکہ اور برطانیہ کی؟ اس قسم کے لوگوں کی وفاداریاں منقسم ہوتی ہیں۔ دوہری قومیت رکھنے والے لوگ ایگزیکٹو عہدوں کے لئے تو اور بھی ناموزوں ہیں۔ جبکہ صورت یہ ہے کہ اس وقت اس قسم کے کچھ لوگ ایگزیکٹو میں شامل ہیں اور کچھ شامل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس قسم کے لوگ ان حالات میں فیصلہ نہیں کر سکیں گے کہ وہ کس کا ساتھ دیں بلکہ وہ اپنا سر ٹانگوں میں چھپا کر سوچیں گے کہ کس کے ساتھ وفا کریں کس کے ساتھ دغابازی کریں۔ اور پھر وہ زلے خلیل زادی کی طرح "شیزو فرینک" (ذہنی مریض) بن جائیں گے۔ تاہم اب جبکہ ہانڈی چولہے پر چڑھا دی گئی ہے اور کھچڑی پک رہی ہے' پانی ابل رہا ہے تو ہیڈ باورچی کو یقین دلانا چاہئے کہ ہانڈی چولہے پر چڑھی رہے گی اور کھچڑی پہلے سے بہتر تیار ہو گی۔ اب تک جو ہو چکا ہے وہ کافی ہے۔ وہ اب ہانڈی کو اٹھا کر باہر نہیں پھینک سکتے نہ نئی ہانڈی تیار کر سکتے ہیں۔ اس معاملے میں اب بہت تاخیر ہو چکی ہے بلکہ اب انہیں ماضی کی تعمیر نو کرنی چاہئے جو ممکن ہے کہ شاہ کے لئے مناسب نہ ہو لیکن یہ ہانڈی ایک عام غریب آدمی کے لئے قابل قبول ہو گی۔ کیونکہ اگر الاؤ گرم رہا تو ہماری میکرو اکانومی کامیاب ہو گی اور اس کا کچھ حصہ عوام تک بھی پہنچے گا۔ اسے زندگی اور طوالت مل گئی تو عوام بھی اپنا پیٹ بھر سکیں گے۔ شاید قلاش امیر ہو جائیں گے اور جتن سے پکائی ہوئی کھچڑی سے زیادہ لوگ پیٹ بھر سکیں گے۔

☆☆☆☆☆☆

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق

ایم ایم حسن

یہ ان دنوں کا ذکر ہے جب فدوی خفیہ پولیس سے وابستہ تھا۔ یہ وہی سرکاری محکمہ ہے جس کی شان میں اکبر الٰہ آبادی مرحوم نے یوں فرمایا تھا:

شیخ جی کے دونوں بیٹے باہنر پیدا ہوئے
ایک ہیں خفیہ پولیس میں ایک پھانسی پا گئے

یوں تو میرے پاس اکثر ایسی بے سروپا رپورٹیں آتی رہتی تھیں جنہیں میں داخل دفتر کر دیتا تھا مگر ایک روز میرا ایک ماتحت اپنی اعلیٰ کارکردگی کی داد وصول کرنے کیلئے اپنی رپورٹ بنفس نفیس لے کر حاضر ہوا۔

مذکورہ رپورٹ کے مطابق جب وہ سویرے دس بجے کے قریب اپنی گاڑی میں بھارتی ہائی کمیشن کے سامنے سے گزر رہا تھا تو اسے پھاٹک میں سے ایک ایسی موٹر کار باہر نکلتی دکھائی دی جس پر سفارت خانے کا نمبر نہ تھا۔ چنانچہ اسے کچھ دال میں کالا نظر آیا۔ لہٰذا اس نے اس کار کا تعاقب کیا۔ پھر اس نے یہ دیکھا کہ تھوڑی دور چل کر ڈرائیور نے ایک رجسٹری کا لفافہ پھاڑ کر کھڑکی کے باہر پھینکا جسے اس افسر نے گاڑی روک کر اس لفافے کے پرزے اٹھا لئے اور جب انہیں جمع کیا تو یہ معلوم ہوا کہ یہ لفافہ ایک سی ایس پی افسر نے کراچی کے ایک اسسٹنٹ کمشنر انکم ٹیکس کے نام روانہ کیا تھا۔

میرے ماتحت نے گاڑی کا نمبر نوٹ کر لیا اور اسے نظر سے اوجھل نہ ہونے دیا لیکن اسے کچھ ایسا محسوس ہوا کہ ڈرائیور چوکنا ہو گیا ہے اور اسے یہ شبہ ہو گیا ہے کہ کوئی اس کا تعاقب کر رہا ہے چونکہ اس نے دو تین بار اپنی گاڑی کو بیچ سڑک پر روکا لہٰذا ہمارے اس ماتحت نے احتیاطاً دونوں گاڑیوں کے درمیان فاصلہ بڑھا دیا۔

بالآخر اس نے یہ دیکھا کہ وہ گاڑی انکم ٹیکس کے دفتر میں داخل ہو گئی۔

رپورٹ کنندہ نے اس تعاقب سے فارغ ہو کر گاڑیوں کے رجسٹریشن آفس کا رخ کیا اور اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ یہ گاڑی اسی افسر کی تھی جس کا نام رجسٹری کے لفافے پر درج تھا۔ اتفاق سے میں دونوں مشکوک افسران سے خوب واقف تھا چنانچہ میں نے اس اسسٹنٹ انکم ٹیکس کمشنر کو ٹیلی فون کیا "یار! تم کل دس بجے اپنے دفتر سے کہاں غائب تھے؟ تمہارے ٹیلی فون سے کوئی جواب نہیں آ رہا تھا؟"

وہ بولا "وہ جو اپنا دوست ہے "فلاں" سی ایس پی افسر اس کی بیگم کی والدہ کی طبیعت بہت خراب ہے اور وہ فوراً بھارت جانا چاہتی ہے مگر اسے ویزا کے حصول میں دقت ہو رہی تھی چنانچہ اس نے اس نیک کام کیلئے مجھ سے مدد طلب کی تھی کیونکہ میں بھارتی ہائی کمیشن کے ایک افسر سے واقف ہوں جو میرے ساتھ کراچی جم خانہ میں برج کھیلتا ہے"۔

پھر میں نے جب اس سے یہ سوال کیا کہ "تم یہ بتاؤ کہ بھارتی ہائی کمیشن سے واپسی کے وقت تم بار بار اپنی گاڑی کیوں روکتے تھے؟ کیا تمہیں یہ شبہ ہو گیا تھا کہ کوئی تمہارا تعاقب کر رہا ہے؟"

میری یہ بات سن کر وہ بڑا چونکا اور بولا کہ "یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

میں نے ہنس کر کہا "ہم غیب دان جو ہیں"

اس نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے یہ بتایا "تمہیں یہ معلوم ہے کہ میری گاڑی میں ائر کنڈیشنر نہیں ہے اس لئے گرمی سے مجبور ہو کر کھڑکی کھولی ہوئی تھی اور اس وجہ سے سگریٹ سلگانے کے لئے جب ماچس جلاتا تھا تو وہ تیز ہوا کے سبب بجھ جاتی تھی اس لئے مجھے دو تین بار اپنی گاڑی روکنا پڑی"

یوں بعض اوقات ذرا سی بات کا بتنگڑ بن جاتا ہے۔

ایڈیٹر کی ڈاک

ایڈیٹر کا مراسلہ نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ مضمون / مراسلہ کاغذ کے ایک طرف صاف اور خوشخط لکھیں۔ مراسلات پر نام پتہ درج ہو۔ اشاعت مقصود نہ ہو تو لکھ دیں' بغیر نام و پتہ مراسلہ شائع نہیں ہو گا۔

قصبہ جمالی بلوچاں...... عوامی لیڈروں اور سرکار سے ایک سوال

مکرمی! آٹھ اپریل کو ہمارے قصبہ جمالی بلوچاں میں ایک فضائی حادثہ ہوا جس میں پائلٹ عمران طارق شہید ہو گیا ہمیں پائلٹ کی شہادت پر انتہائی افسوس ہے۔ اس واقعہ سے ہمیں اپنی بے بسی اور پسماندگی کا شدید احساس ہوا ہے۔ انتہائی کوشش کے باوجود قصبے کے لوگ ایک قیمتی جان بچانے میں ناکام رہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قصبہ جسکی آبادی 25 ہزار ہے اور ہیلتھ سنٹر بیس سال سے موجود ہے لیکن اس میں بیس سال سے ہی کوئی ڈاکٹر نہیں۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر جو ہمارے قصبہ سے بارہ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے وہاں پر بھی کوئی مناسب علاج کی سہولت موجود نہیں جسکی وجہ سے پائلٹ کو جوہر آباد ہسپتال لے جانا پڑا۔ فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے پائلٹ رستے میں ہی دم توڑ گیا۔ ہمارا علاقہ ائر فورس ٹریننگ ایریا ہے۔ یہاں پر ابتدائی ہیلتھ سنٹر وغیرہ کی سہولت کا ہونا ناگزیر ہے تاکہ اس قسم کے حالات میں مددگار ثابت ہو سکے۔ پسماندگی کی یہ صورتحال ہے جہاز جمالی بلوچاں (خوشاب) میں گرا اور پی ٹی وی نے جھنگ کا نام لیا۔ شاید پی ٹی وی کو معلوم نہیں کہ خوشاب اور جھنگ الگ الگ اضلاع ہیں۔ ہم اپنے سیاسی لیڈروں کو ووٹ دیکر اسمبلی میں پہنچاتے ہیں۔ شاید وہ بھی ہمارے مسائل سے لاعلم ہیں۔ پی ٹی سی ایل جو ٹیلی فون کنکشن جلدی لگانے کے دعوے کرتا رہتا ہے۔ پانچ سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے۔ ہمارے قصبہ کے لوگوں نے ڈیمانڈ نوٹس جمع کرا رکھے ہیں۔ لیکن ابھی تک ٹیلیفون لگنے کی کوئی امید نہیں۔ ہمارا حکومت سے سوال ہے کہ ہمارا علاقہ کب تک پسماندہ رہے گا اور ہم بے بس لوگ کب تک بے بسی کا شکار رہیں گے۔

(عامر عباس خان بلوچ' معظم عباس خان بلوچ قادری کالونی والٹن لاہور کینٹ)

ریلوے برٹ انسٹیٹیوٹ میں گرلز کالج...... ایک تجویز ایک مشورہ

مکرمی! آپ کے موقر روزنامہ کی وساطت سے وفاقی وزیر برائے ریلویز کی توجہ علامہ اقبال روڈ پر واقع ریلوے کالونی میں برٹ انسٹیٹیوٹ جسے عرف عام میں ریلوے ناچ گھر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے کی موجودہ حالت زار کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ برطانوی عہد کی یہ خوبصورت اور وسیع عمارت ریلوے کے انگریز ملازمین کیلئے ایک طرح کے کیمونٹی سنٹر کا کام دیتی تھی جہاں پر وہ اور لاہور چھاؤنی کے مکین گورے فوجی اکثر اپنی شامیں رنگین کیا کرتے تھے اس کے وسیع ہال میں پولیس بینڈ کی موسیقی پر جوڑے رقص کرتے ملٹرڈ روم' کارڈ روم' بار روم کے علاوہ ایک لائبریری بھی موجود تھی۔ اس سے ملحقہ بہترین حالت میں رکھے گئے کھیل کے سرسبز میدان میں فٹ بال' ہاکی اور ٹینس کھیلنے کی تمام تر سہولتیں مہیا کی گئی تھیں۔ چند قدم کے فاصلے پر تیراکی کے شائقین کے لئے برٹ سوئمنگ پول موجود تھا۔ گویا انگریز ملازمین اور ان کے کنبوں کے لئے یہاں پر ہر طرح کی تفریح کا سامان مہیا کیا گیا تھا۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد جوں جوں انگریز ملازمین اپنی ملازمت کی معیاد پوری کر چکنے کے بعد پاکستان سے رخصت ہوتے گئے برٹ کی یہ رونقیں آہستہ آہستہ ختم ہوتی چلی گئیں۔ رہی سہی کسر 1970ء میں آتشزدگی نے پوری کر دی۔ جب اس کا وسیع ہال جل کر راکھ ہو گیا جسے بعد میں ریلوے انتظامیہ نے مرمت کر کے قابل استعمال بنادیا آج کل حالت یہ ہے کہ یہ ہال صرف شادی بیاہ کی تقریبات کے لئے ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ بقیہ ساری بلڈنگ بند پڑی' بے آباد اور بے توجہی کا شکار' حسرت و یاس کی تصویر بنی اپنی موجودہ حالت پر نوحہ کناں نظر آتی ہے۔ میرے نزدیک اس بلڈنگ کا اب بہترین مصرف یہ ہے کہ اسے ایک تعلیمی ادارے میں تبدیل کر دیا جائے۔ لہٰذا میری وفاقی وزیر برائے ریلویز اور محکمہ ریلوے کے ارباب بست و کشاد سے گزارش ہے کہ وہ برٹ کی اس عمارت کو خواتین کے لئے ایک ڈگری کالج میں تبدیل کرنے کی تجویز کا سنجیدگی سے جائزہ لیں یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اسکی دیوار بہ دیوار ریلوے کا لیڈی گریفن ہائی سکول عرصہ دراز سے تعلیمی میدان میں خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ یہاں پر کالج کے قیام سے ایک تعلیمی کمپلکس خود بخود وجود میں آ جائے گا جو وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اگر اندرون شہر صدیوں پرانی حویلی دھیان سنگھ میں قائم پولیس کے متروبت خانوں کو ایک گرلز ڈگری کالج میں تبدیل کیا جاسکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ برٹ انسٹیٹیوٹ کی عمارت کو بھی ضروری مرمت کے بعد گرلز ڈگری کالج میں تبدیل نہ کیا جاسکتا ہو؟ مزید برآں میری استدعا ہے کہ اس کا نام بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح کی چہیتی شریک حیات بیگم مریم جناح کے نام نامی سے منسوب کیا جائے۔ امید واثق ہے کہ میری ان تجاویز کو حکومت کے ایوانوں میں پذیرائی بخشی جائے گی اور وزیر موصوف ان پر صاد کرتے ہوئے علم دوستی کا ثبوت بہم پہنچائیں گے۔

(خالد مسعود قریشی 30 علامہ اقبال روڈ لاہور)

اے میرے پروردگار میری مدد کر' اور میری پریشانیوں میں کمی کر دے!

مکرمی! میں ایک ضرورتمند معذور اور دل کی مریضہ ہوں' مجبوری کے تحت آپ کے آفس نہیں آسکتی۔ میری ماں شوگر کی مریضہ ہیں جن کا اس دنیا میں کوئی بہن بھائی نہیں ہے۔ یہ میرے پاس ہیں اور پاکستانی بہن بھائیوں کی صحت و تندرستی اور خوشحالی اور ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے دعا گو رہتی ہیں میں گھر میں سب سے بڑی ہوں اس لئے گھر کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ میں محنت مزدوری کر کے بہت تنگدستی سے گزارہ کر رہی ہوں کوئی مجھ پر رحم نہیں کرتا۔ گھر کے اخراجات بمشکل پورے ہوتے ہیں۔ علاج کروانا مشکل ہو گیا ہے ادویات کی قیمتوں کے علاوہ بجلی پانی گیس کے بل ادا کرنے مشکل ہو جاتے ہیں میں بہت پریشان ہوں۔ میں نے ان محکموں کے افسران سے بھی بلوں میں رعایت کی گزارش کی تھی لیکن ابھی تک کوئی جواب نہیں ملا۔ میری مخیر بہن بھائیوں سے اپیل ہے کہ وہ میری مجبوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہماری مدد کر کے اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کریں اور ہماری دعائیں لیں۔

(سردار بیگم گلی نمبر 9' 26/2 مکان نمبر 21/2 نو شاہ بازار' دولوں وٹ ملتان روڈ لاہور)

آئی ایم ایف کے قرضے...... عوام کو ریلیف کس طرح ملے گی؟

مکرمی! گورنر سٹیٹ بینک ڈاکٹر عشرت حسین نے گزشتہ دنوں کہا کہ آئی ایم ایف کے قرضوں کی وجہ سے عوام نے بڑی قربانیاں دی ہیں اور دسمبر 2004ء کے بعد نئے قرضے نہیں لئے جائیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دسمبر 2004ء تک

قرضے صدیوں سے یہود کا کاروبار ہے قرآن مجید نے بھی ان پر یہ فرد جرم لگائی ہے اور ایک وقت ایسا تھا کہ یورپ کے سب ملکوں نے انہیں اس لئے نکال دیا تھا تاکہ اپنے عوام کو سود کی تباہ کاریوں سے نجات دلائیں۔ اس لئے آپ ان کی کوئی شرطیں مانیں اور سود بھی معمولی دکھائیں تو بھی وہ قرضہ دیں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ قرضہ لینا ہی نہیں چاہئے ملک میں بہت پیسہ ہے جو لوگ عیاشیوں' کاروں' مکانوں اور پلاٹوں کی خرید

قرآن ناطق کی ولادت احسان عظیم ہے مگر ہم کہاں کھڑے ہیں؟

فکر جہاں

مسرت لغاری

قارئین کرام! ہم مسلمانوں بلکہ کل اہل زمین کے خوش نصیبوں کے فخر و مان کے کیا کہنے کہ ربیع الاول کا وہ پاک مہینہ شروع ہو چکا ہے جب ظلم و جبر اور وحشت و جہالت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارنے والی انسانیت کیلئے آسمان کی بلندیوں سے رحمتوں اور برکتوں کی بارش نور کی صورت میں ہوئی۔ ہم حقیر و بے مایہ انسانوں پر علم و آگہی کی دولت لٹانے کیلئے معلم اخلاق' رہبر انسانیت' خلق اکمل اور قرآن ناطق رحمت العالمین مبعوث ہوئے۔ یہ نزول قرآن کے معجزے سے پہلے کا معجزہ ہے کہ قرآن حکیم میں ہمیں حضور پرنور ﷺ کی صفات جلیلہ و کاملہ کا عکس نظر آتا ہے یا دوسرے الفاظ میں حضرت عائشہؓ کے قول کے مطابق آپ ﷺ خلق کے لحاظ سے مجسم قرآن تھے۔ آج اس بابرکت مہینے کے حوالے سے ہم نے یہ فکر و تدبر کرنا ہے کہ کیا ہم پچھلے چودہ سو سالوں میں رہبر انسانیت ﷺ کی سیرت طیبہ کے کسی ایک بھی پہلو کی پیروی تک پہنچ پائے ہیں یا ابھی تک ذہنی اور روحانی اعتبار سے ان کی بعثت سے قبل والے کالے دور میں رہ رہے ہیں؟ ہم کہاں سے چلے تھے اور کہاں کھڑے ہیں؟ کہیں ہم اس مقدس نام کے محض نام لیوا تو نہیں ہیں؟ کہیں ہم اپنے کالے کرتوتوں کی وجہ سے مکمل پیرے تو نہیں ہو گئے؟

قارئین کرام! بات اس ہستی اطہر ﷺ کے حلم کامل کی ہو یا ان کے انصاف و ایثار کی ہو' صداقت و شرافت کی ہو یا ان کی امانت و دیانت کی ہو' خلق عظیم کی ہو یا انسانیت پرستی کی ہو ہم قرنوں تک اس کی تفصیل کو حد تحریر و تقریر میں نہیں لا سکتے۔ ایسے اولوالعزم نبی اور اندر تک پہنچنے سے پہلے ہمارے قلم خشک' سوچیں شل اور زبان گنگ ہو جاتی ہے۔ ذرا سوچئے خود جس رب العالمین کا کل کائنات کا خالق اول و آخر میں یوں درج ہے کہ۔

"اگر سمندر رب کی تعریف کیلئے سیاہی ہو تو ضرور ختم ہو جائے مگر رب کی باتیں ختم نہیں ہوں گی۔ اگرچہ کہ ویسا ہی ایک اور سمندر اس کی مدد کیلئے لے آؤ" (القرآن)۔

تو پھر اس نے اپنے محبوب کو کس شان سے خلق کیا ہو گا؟ اور اسے کیا کیا صفات عالیہ ودیعت کی ہوں گی؟ حسن سلوک اور حلم کامل کی اس سے بڑھ کر مثال اور کیا ہو گی کہ ایک سفر کے دوران عقبہ بن عامر آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم کے مدنظر کہتے ہیں کہ آپ ﷺ اونٹ پر تشریف رکھیے میں مہار پکڑ کر سفر جاری رکھوں گا تو اس تجویز کا برا مناتے ہیں' فرماتے ہیں یہ کس طرح ممکن ہے کہ میرے کسی فعل سے ناانصافی کا اظہار ہو۔ میں اپنی باری پر مہار پکڑوں گا' آپ سوار ہوں گے۔ جی ہاں یہ الفاظ اس ہستی کامل کے ہیں جن کے دست مبارک میں دونوں جہانوں کی مہاریں تھیں' راستبازی و صداقت کی وہ مثال بے مثال کہ کفار کو دعوت حق دینے سے پہلے فرماتے ہیں کہ کیا آپ یقین کریں گے اگر میں یہ کہہ دوں کہ اس پہاڑی کے اس پار دشمن آپ پر حملے کیلئے تیار کھڑا ہے تو جواب میں کفار کے جواب سے دشت و جبل گونج اٹھتے ہیں کیوں نہیں یا صادق' ہم مانتے ہیں' ہم جانتے ہیں' ہم دیکھتے ہیں کہ آپ سچے اور راستباز ہیں۔

ایثار کے کیا کہنے کہ گھر میں آئے ہوئے مہمان کی تواضع میں اسے دودھ پیش کر دیتے ہیں اور خود خالی پیٹ عبادت کیلئے ایستادہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح امانت و دیانت کا وہ واقعہ ہماری تاریخ کا حصہ ہے کہ ہجرت مدینہ کے وقت حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹا کر جاتے ہیں کہ لوگوں کی امانتیں لوٹا کر واپس آنا' ضبط و حوصلے کا وہ عالم کہ جو بوڑھی عورت ہستی اقدس پر کوڑا کرکٹ گراتی تھی اس کی تیمارداری میں دن رات کا فرق مٹا دیتے ہیں۔ صحابہؓ حیران ہو کر پوچھتے ہیں کہ ایسا کیوں؟ فرماتے ہیں وہ اس کا عمل تھا یہ میرا عمل ہے۔ خاتون کی حد درجہ بدسلوکی اور بدی کے جواب میں ایسے بھاری اور چکنا چور کر ڈالنے والے الفاظ صرف وہی اکمل ہستی ہی فرما سکتی تھی جن کے حوصلوں کو فرشتے جھک کر سلام پیش کرتے تھے اور جس واقعے کو محض پڑھنے پر بھی ہم کم ظرفوں کا بہت زور صرف ہوتا ہے۔ انصاف کا معاملہ الٹتا ہے تو چوری کرنے والی خاتون کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتے وقت اپنی جگر گوشہ حضرت فاطمہؓ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں اس کے لئے بھی یہی قطع ید کا حکم دیتا۔

غرضیکہ ان کی سیرت طیبہ کے کس کس گوشے کی بات کی جائے۔ بات تو یہ کرنی ہے کہ ہم جن کیلئے آپ کی حیات اقدس کا لمحہ لمحہ قابل تقلید و پیروی ہے کہاں تک اس پر عمل پیرا ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ ہم تہی دستوں کے پاس آپ کی پیروی کا بھی ختم نہ ہونے والا ایک خزانہ ہے۔ ایک ایسی دولت جس پر ہم سارے زمانے کی دولتیں لٹا دیں تو پھر بھی صاحب ثروت اور دولتمند کہلائیں۔ مگر افسوس کہ ہم سے اتحاد کی دولت چھن گئی ہے۔ ہم تمام مسلمان بکھر گئے ہیں۔ ٹکڑے ٹکڑے اور ریزہ ریزہ ہو گئے ہیں۔ ہمیں استعماری طاقتیں پارہ پارہ کر رہی ہیں ہم کم نصیبوں نے حضور پرنور کا فرمایا بھلا دیا ہے۔ آپ نے ہمیں فقر میں فخر کائنات کا فلسفہ سمجھایا ہم دونوں ہاتھوں سے مال و دولت سمیٹنے لگ گئے اور خود غرضی انتہا تک پہنچا دی۔ اسؐ نے اپنی دائی حلیمہؓ کی آمد پر اپنے دوش مبارک سے چادر اتار کر زمین پر پھیلا کر ہمیں عورت کی چادر کا تقدس سکھایا۔ ہم نے عورت سے وہی چادر چھین کر تار تار کر دی۔ رحمت العالمین ﷺ نے بچیوں کو زندہ زمین میں گاڑنے کی رسم مٹا دی۔ ہم نے دور ہم بچیوں کی ماں کو زندہ جلا کر دوبارہ زندہ کر دی اس نے علم کا عملی درس دیا ہم نے علم اپنالیا۔ آپ کی شفقت کی پناہ میں رہنے والے پانچ صحابیوںؓ نے جنگ یرموک میں ایثار کی قابل تقلید مثال قائم کر کے چشم فلک کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا کہ شدید زخمی حالت میں ان کے منہ میں پانی ڈالنے کیلئے جب ایک صحابیؓ آگے بڑھے تو پانچوں زخمی ایک دوسرے کی طرف اشارہ دیتے ہوئے جام شہادت نوش کر لیتے ہیں کہ ہم سے زیادہ دوسرے زخمی کو پانی کی ضرورت ہے اور یوں پانی کا برتن بھرے کا بھرا رہ جاتا ہے۔ ایک ہم ہیں کہ ہم میں سے جن کے گھروں میں دولت پانی کی طرح بہہ رہی ہے کسی بھوکے کے پیٹ میں دو روٹیاں نہیں ڈال دیتے کہ ان کی دولت کے سمندر سے دو قطرے کم ہو جائیں گے۔ اس امینؐ نے ہمیں دیانت کا سبق دیا۔ جبکہ ہماری پوری قوم ہی بے ایمان ہو گئی۔ آپ نے مساجد آباد کرنے کو فرمایا یہاں گلی گلی سینما گھر کھمبیوں کی طرح اگ آئے ہیں' آپ نے امن و آشتی کی بھرپور تلقین فرمائی یہاں ہر دوسرے دن بم کے دھماکوں میں ہزاروں بے گناہوں کو خون میں نہلا دیا جاتا ہے' آپ نے زمین اور آسمانوں تک میں اپنی صداقت کا معیار قائم فرما دیا۔ ہمارے ہاں ہر زبان جھوٹ اگل رہی ہے' آپ نے انسانیت پرستی عام کی مگر مسلمانوں کی آپس کی جنگیں ہی ختم نہیں ہو چکیں۔ جبکہ طرفہ یہ کہ ان تمام جانگسل حقائق کے باوجود بھی مسلمانوں کو یہ ظن گمان مطمئن کئے ہوئے ہے کہ وہ حضور پرنور کی پیروی کر رہے ہیں۔ حالانکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ ہم خود کو خود ہی عقل کل قرار دے کر اپنے اعمال بد کو اعمال خیر سمجھ لیتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہمارا فریب نفس ہے۔

"کہو یاد رکھو سب کام اللہ ہی کی طرف پھیرے جاتے ہیں۔" (القرآن)

لیکن ہم اس کی طرف کیا پھیر رہے ہیں۔ یہ اب ہمارا کام نہیں رہا ہم حال مست ہو گئے ہیں۔

دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ ہم سوچتے ہیں پیروی سنت نبویؐ سے ہٹ کر بھی اگر ہم کوئی کام کر رہے ہیں تو اس کا علم صرف ہم تک محدود ہے۔ کسی دوسرے کو کچھ معلوم نہیں ہے نہ ہی اللہ تعالیٰ ہمارے کرتوتوں سے واقف ہے۔ جبکہ فرمان الٰہی ہے۔

"خوب سن رکھو اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے' وہ تمہاری بری مشورت اور سرگوشیوں کو بھی سنتا ہے۔ وہ ہر چیز کو بنانے والا' ہر چیز پر نگہبان' پورا باطن' پورا خبردار۔ کسی کی آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں مگر سب آنکھیں اس کے احاطے میں ہیں۔" (القرآن)۔

اے کاش ہم تمام مسلمانان عالم ہر سال قرآن ناطق' رحمت العالمین کے ولادت باسعادت کے دن کی یادداشت کے موقعہ پر اپنے باقی تمام سوچ نسخہ دنوں کا پروگرام بھی طے کر لیا کریں کہ آئندہ ہمارا کوئی ایک بھی فعل اپنے رہنمائے اول و آخر کی پیروی سے ہٹ کر نہ ہو گا اور ہمارا ایسا کرنا ہی دراصل رب العالمین کے حضور اس احسان عظیم کے شکر کا سبب بن سکتا ہے جو اس نے ہم پر اپنے پیارے محبوبؐ حضور پرنور کی ولادت باسعادت کی صورت میں کیا ہے۔

مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی (مرحوم)

تحریر: عنایت محمد قریشی

امت مصطفیٰ ﷺ کو اقوام عالم میں امتیازی شان عطا ہوئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا القرآن (2-142) کیا ہم نے تم کو امت معتدل کے تم ہو بتانے والے اور پھر فضیلت کا تاج امت کے سر سجاتے ہوئے فرمایا القرآن (4-109) تم ہو بہتر امت امتوں سے' جو پیدا ہوئے ہیں لوگوں میں تاکہ عمل بالمعروف اور نہی ان المنکر کا فریضہ خداوند عطا ہوتا رہے بلاشبہ اس امت نے جناب رسالت مآب ﷺ اور خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہ اجمعین کے بعد اپنے فرائض میں کوتاہی برتی اور مسلمان ذاتی مفادات کی مذموم راہوں پر چل نکلے دین مصطفیٰ کو پس پشت ڈال دیا گیا مگر وہ جو اللہ کا فرمان تھا القرآن (4-103) تم میں ایک ایسا گروہ موجود رہنا چاہئے جو خیر و فلاح کی طرف بلاتا رہے امر بالمعروف اور نہی المنکر کا فریضہ ادا کرتا رہے وہ فرمان پورا ہوتا رہا تاریخ گواہ ہے کہ اس امت پر کتنا ہی گمراہی اور ضلالت کا دور آیا ہو ایسا کبھی نہیں ہوا کہ صدائے حق بلند کرنے والے لوگ بالکل معدوم ہو گئے ہوں۔ بلاشبہ رخصتوں اور اباحتوں کی راہوں پر مسلمان کی بھیڑ رہی اور ہم غفیر ادھر کو لپکتا رہا مگر عشق کے بلاخیز کا وہ قافلہ بے سخت جان ضرور موجود رہا جس نے عزیمت کے راستوں کو اپنے لہو سے روشن رکھا کوئی حسینؓ ہوا' کوئی ابو حنیفہؒ ہوا' کوئی احمد بن حنبلؒ ہوا' کوئی شیخ احمد سرہندیؒ کوئی محمد علی جوہرؒ کوئی علامہ اقبالؒ کہ اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو تاریخ کا وہ تقاضا پورا نہ ہوتا۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

چراغ مصطفوی کو اپنے لہو سے فروزاں رکھنے والے نہ ہوتے اور شرار بولہبی غالب آ جاتا تو دنیا اندھیروں میں ڈوب جاتی اور انسانیت اندھی ہو جاتی یہ لوگ کہاں سے آتے ہیں؟ اور کیوں ایسے ہو جاتے ہیں کہ عقل کو محو تماشائے لب بام چھوڑ کر آتشکدہ نمرود میں کود جاتے ہیں؟ یہ کوئی الوہی بھید ہے یہ بھی راز خداوندی ہے القرآن (1-104) اور اللہ خاص کر تا ہے اپنی مہر سے' جس کو چاہے ضلع میانوالی کے ایک معمولی گاؤں اٹک پنیالہ کے کسان کے ہاں لڑکا پیدا ہوتا ہے اس کا نام محمد عبدالستار رکھا جاتا ہے کسان روش عام کے مطابق اسے عام سے دیہاتی سکول میں بھیج دیا جاتا ہے کہ ممکن ہے چار پانچ جماعت پڑھ کر پٹواری لگ جائے۔ اپنے مستقبل کی دنیا کو بنانے والد اور والدہ کا اسی دوران سایہ سر سے اٹھ جاتا ہے بچہ پرائمری میں وظیفہ حاصل کر لیتا ہے۔ مڈل اور میٹرک میں وظیفہ حاصل کرتا ہے سلسلہ تعلیم جاری رہتا ہے حیرت انگیز کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں لاہور سے ایم اے کر لیتا ہے اس زمانے میں مڈل اور میٹرک پاس نوجوان اچھی اچھی پوسٹوں پر فائز ہو جاتے ہیں اٹک پنیالہ کے غریب کسان کے بیٹے کے لئے اعلیٰ ملازمتوں کے دروازے چوپٹ کھلے ہیں مگر وہ قلندر اقبال بننے کو ترجیح دیتا ہے۔ تحریک پاکستان میں شامل ہو جاتا ہے۔ مسلمان طلباء کو متحرک کرتا ہے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک دورے کرتا ہے اور عراق مردہ ملت میں خون زندگی دوڑا دیتا ہے۔ پاکستان بن جاتا ہے اس کے ساتھ کے لوگ کہتے ہیں اب پھل سمیٹنے کا وقت آگیا ہے وہ عہدوں اور منصبوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور بقول حفیظ جالندھری حالت یہ ہو جاتی ہے۔

گرے ہیں بن کے کرگس زندہ انسانوں کی لاشوں پر
کوئی نسخہ نہیں ہے کارگر ان بدمعاشوں پر

اور درویش مسلم لیگ کو "مجرم لیگ" کہتا ہوا اس کے خلاف جہاد شروع کر دیتا ہے یہ جہاد مختلف اطراف اور جہات میں ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ تحفظ ناموس رسالت کا بلاوا آ جاتا ہے اور یہ سپاہی۔

پروانے کو چراغ بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

کہتا ہوا آگے بڑھتا ہے جیل جاتا ہے مقدمے چلتے ہیں اور بالآخر پھانسی کی سزا سنا دی جاتی ہے پھر یہ سزا عمر قید میں تبدیل ہو جاتی ہے اور وہ تختہ دار کو چوم کر واپس آ جاتا ہے یہ سب کچھ الوہی بھید اور خداوندی راز نہیں تو اور کیا ہے لشکر حسین کا سپاہی بن جانے کا بلند منصب حاصل کر لینا ہر وزمرہ کا اتفاق نہیں ہوتا اس آدمی کی پوری زندگی

باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے
شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

کی ترجمانی میں گزری وہ چاہتا تو بڑے سے بڑا منصب حاصل کر لیتا دولت کے انبار لگا لیتا مگر وہ (یہ تخت سکندری میری ٹھوکر کے لئے ہے) کہتا ہوا آگے بڑھتا گیا وہ تو اپنا مکان بھی نہ بنا سکا۔ اس کے ایک دوست اور عاشق سید نصیر شاہ نے اس کی وفات پر جو طویل نظم لکھی اس کے ابتدائیے میں اس بے (مکانی) کی بات کی ہے۔ بے محل نہ ہو گا اگر اس کے چند مصرعے یہاں دہرا دیئے جائیں۔

اے میرے خانہ بدوش ساتھی
اے میرے ہجرت زدہ مسافر
زمیں نے آخر پکڑ لئے ہیں
تمہارے آشفتہ خستہ پاؤں
اے رتجگوں کے ستم رسیدہ
تمہیں بھی بستر مل گیا ہے
چلو کٹا داغ طرز بے مکانی
اب ایک اپنا مکاں ملا ہے

مگر وہ بے مکاں کہاں تھا؟ اس کا مکاں تو بہت وسیع تھا بہت پھیلا ہوا تھا پورا عالم اسلام اسکا مکاں تھا کہ اس کے خدائے لامکاں اور خدائے لامکاں کے محبوب کا مکاں وہ ہے کہ دنیا کی ہر گلی ہر شاہراہ اسی کی طرف نکلتی ہے اور اسی پر جا ٹھہرتی ہے۔

ضلع میانوالی کی خوش قسمتی تھی کہ اسے خدا نے اسلام آباد سے یہاں بھیج دیا وہ ایک مخلص ساتھی حاجی اسلم خان روکھڑی کے ہاں قیام فرما تھے بیٹے میں درد ہوئی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میانوالی منتقل ہوئے اور وہیں بارگاہ قدس سے صدائے جمال بلند سنائی دی اور القرآن (30-26) اے بی' بجتن پکڑا پھر چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی' ہاں یہ ضلع میانوالی کی خوش بختی تھی کہ موت نے انہیں انکا استقبال کیا ملک کے کسی دیگر علاقے میں ایسا ہوتا تو شاید ہی میانوالی میں آخری آرام گاہ ہوتی مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی مرحوم کی قبر جس جگہ پر واقع ہے یہ جگہ انہوں نے اپنی زندگی میں خود ہی پسند فرمائی کالا باغ روڈ سڑک کے کنارے یہ خواہش تھی کہ وہ یہاں جدید و قدیم درسگاہ قائم کریں ایک عظیم الشان مسجد کی تعمیر کا آغاز کیا متصل احاطے میں مقبرہ زیر تعمیر ہے انجمن فلاح المسلمون رجسٹرڈ کے تحت مولانا مرحوم کی یاد میں مجاہد ملت ہائی سکول کا قیام عمل میں آ چکا ہے مجاہد ملت مرحوم کا واحد اثاثہ کتب بہت بڑی لائبریری ہال کا متقاضی ہے مسجد مقبرہ درسگاہ کی تعمیر کیلئے اور اس میں مزید وسعت پیدا کرنے کے لئے زرتعاون کی خاطر پنجاب بینک میانوالی کا اکاؤنٹ 1598 رجسٹرڈ کمپنی نے کھلوا دیا ہے۔ صدر سیکرٹری آپریٹ کریں گے۔ مخیر اور صاحب ثروت لوگ آگے آئیں مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار نیازی مرحوم بلاشبہ تاریخ ساز شخصیت تھے۔ تاریخ بڑے فخر سے انہیں یاد رکھے گی۔ ان کا نام سورج کی شعاعوں کے ساتھ آسمان کی پیشانی پر ہمیشہ چمکتا رہے گا۔

مسلم لیگی حکمران سیاست دانوں کے نام

پروفیسر محی الدین

گزشتہ ہفتے میں پوری قوم نے عجیب و غریب تماشا دیکھا حکمران مسلم لیگ کے کبیر علی واسطی جنہوں نے ماضی میں اپنے معمولی سے دھڑے کو چودھری شجاعت حسین کے سپرد کر دیا تھا اور موجودہ مسلم لیگ (ق) میں نائب صدر ہیں ایک صدر پاکستان اور آرمی چیف جنرل

کسی ایک پارٹی یا ایک اتحاد کے پاس اتنی عددی پارلیمانی حیثیت نہیں کہ وہ اکیلا حکومت بنا سکے۔ مزید یہ کہ کچھ دھڑے اور "پاور بروکر" وہ اخلاقی معیار نہیں رکھتے کہ ہر با اخلاق اور با اصول کردار ان کا حامی بن جائے۔ لہٰذا "موجودہ بندوبست" میر ظفراللہ خان جمالی کی وزارت عظمیٰ محض مجبوریوں کا سودا اور مجبوری کی شادی ہے۔ اگر تو عسکری انقلاب 12 اکتوبر کو سیاست دانوں کے خلاف

ان ہاؤس تبدیلی

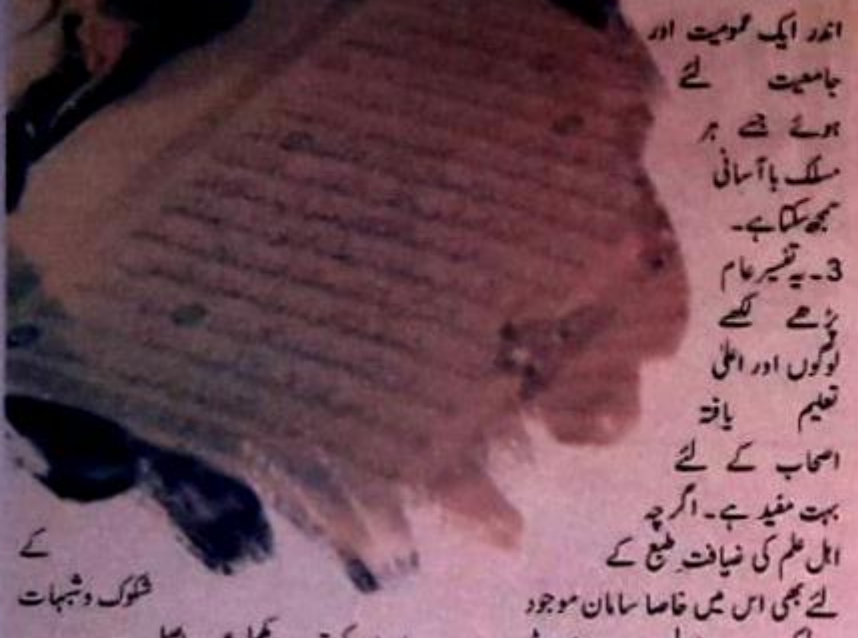
اسلام آباد نوٹ بک

نواز رضا

nawazraza@yahoo.com

وزیراعظم میر ظفراللہ خان جمالی کمبوڈیا، چین، ہانگ کانگ اور تھائی لینڈ کے 9 روزہ دورے سے واپس پہنچے۔ ائرپورٹ پر پہنچے تو انہوں نے حسب روایت ایک پرہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ انہوں نے اپنی آمد کا بیان پڑھا ہی تھا کہ ان کو جن سوالات کا سامنا کرنا پڑا وہ پاکستان مسلم لیگ (ق) کے نائب صدر کبیر علی واسطی کے الزامات، ان ہاؤس تبدیلی اور میاں شہباز شریف کی وطن واپسی سے متعلق تھے۔ وزیراعظم جمالی کبیر علی واسطی کے بارے میں سوال پر برہم نہیں ہوئے انہوں نے بڑے تحمل سے جواب دیا کہ میں نے بھی یہ بیان پڑھا ہے کوئی کسی کی زبان پر تالہ تو نہیں لگا سکتا میں کھلا ڈلا آدمی ہوں، سننے، سمجھنے اور برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتا ہوں جہاں تک میری سمجھ کا تعلق ہے میں ان باتوں کو اہمیت نہیں دیتا کسی کو مجھ پر تنقید اس کی صوابدید ہے۔ وزیراعظم نے اس سوال کا سخت جواب دینے کے بجائے خوبصورتی سے بات ٹال دی لیکن اگلے ہی لمحے انہیں اس سوال کا سامنا کرنا پڑا "جناب وزیراعظم! کیا وجہ ہے جب بھی آپ بیرون ملک دورے پر جاتے ہیں ملک میں ان ہاؤس تبدیلی کی باتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ بات برملا کہی جا رہی تھی۔ چین اور دیگر ممالک کے دورے سے وطن واپسی پر ان سے اسی نوعیت کا سلوک کیا جائے گا جس طرح کا سابق وزیراعظم محمد خان جونیجو مرحوم سے چین کے دورے سے واپسی پر کیا گیا۔ وزیراعظم میر ظفراللہ خان جمالی نے اس سوال کا دوٹوک الفاظ میں جواب دیا اور کہا کہ حکومت ختم کرنے کے بارے میں مطالبہ کرنے پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جاسکتی میں پارٹی کے صدر چودھری شجاعت حسین کا شکرگزار ہوں، انہوں نے ان ہاؤس تبدیلی کی تردید کی ہے۔ ان کا بیان میرے لئے حوصلہ افزا ہے۔ موجودہ اسمبلیاں اپنی آئینی مدت پوری کریں گی۔ لوگ ہوائی فائرنگ نہ کریں تو بہتر ہے۔ وزیراعظم نے کہا کہ افواہ اور حقیقت میں بڑا فرق ہے حقیقت کچھ اور ہے وہ یہ کہ میں آپ سب کے سامنے بیٹھا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ وزیراعظم ظفراللہ خان جمالی کو اپنے دورے سے واپسی کے بعد اس نوعیت کے سوالات کا کیوں سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آئین میں 17 ترمیم کی منظوری کے بعد اقتدار کے ایوانوں میں یہ بات کی جانے لگی تھی کہ میر ظفراللہ خان جمالی ایک خاص مدت کے لئے وزیراعظم ہیں آئین میں ترمیم کی منظوری کے بعد نیا چہرہ لایا جائے گا۔ وزیراعظم جمالی کے خلاف یہ پراپیگنڈہ شدت سے کیا جا رہا ہے کہ وہ پچھلے ڈیڑھ سال میں کوئی چیز ڈلیور نہیں کر سکے۔ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ وزیراعظم جمالی کی تمام پالیسیاں صدر جنرل پرویز مشرف کی پالیسیوں کا تسلسل ہیں۔ جب سے میر ظفراللہ خان جمالی نے وزارت عظمیٰ کا منصب سنبھالا ہے ان کو تو سرے سے کام ہی نہیں کرنے دیا گیا ملک کی قسمت کے تمام فیصلے ایوان صدر میں ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ اب تو صدر مملکت معمول کے حکومتی اجلاسوں کی صدارت بھی کرنے لگے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ان اجلاسوں میں وزیراعظم جمالی کو بھی مدعو کیا جاتا ہے لیکن صدر مملکت کی صدارت میں کئے جانے والے فیصلوں کی ذمہ داری بھی وزیراعظم کی بجائے صدر کو قبول کرنی چاہئے اگرچہ ملک میں پارلیمانی نظام حکومت ہے لیکن عملاً جو کچھ ہو رہا ہے وہ صدارتی نظام کی عکاسی کرتا ہے یہ وزیراعظم جمالی کا حوصلہ اور ہمت ہے کہ انہوں نے ایک سال سے زائد عرصہ تک اپوزیشن کا شور شرابہ برداشت کیا اور بالآخر وہ متحدہ مجلس عمل کے ساتھ معاہدہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس معاہدے کا کریڈٹ حاصل کرنے کی بہت سے لوگ کوشش کر رہے ہوں گے لیکن اصل کریڈٹ حکومت کے سربراہ میر ظفراللہ خان جمالی کو جاتا ہے جنہوں نے سترہ بحران کا گرداب لپیٹا اپوزیشن کے رویہ پر مشتعل ہونے کی بجائے بڑے تحمل و بردباری سے مذاکرات کو نتیجہ خیز بنایا ملک کو آئینی بحران سے نکالا آج اگر جنرل پرویز مشرف کی صدارت کو آئینی تحفظ حاصل ہوا ہے تو اس میں بڑی حد تک وزیراعظم جمالی کا کردار ہے جنہوں نے صبر و تحمل سے معاملات نمٹائے پاکستان کے سیاسی نظام کا یہ المیہ ہے کہ کسی جمہوری حکومت کو اپنی آئینی مدت پوری نہیں کرنے دی گئی۔ دو ڈھائی سال بھی نہیں گزرنے حکومت کی چھٹی کرا دی جاتی ہے۔ 58(2) بی کا بے رحمانہ استعمال کر کے پاکستان میں جمہوری نظام کو کمزور کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے جمہوریت جڑیں نہ پکڑ سکی۔ میر ظفراللہ خان جمالی، صدر جنرل پرویز مشرف اور چودھری شجاعت حسین کا انتخاب ہیں پاکستان مسلم لیگ (ق) کا پارلیمانی لیڈر منتخب ہونے کے بعد وزارت عظمیٰ چودھری شجاعت حسین کو مل سکتی تھی لیکن انہوں نے میر ظفراللہ خان جمالی کو ترجیح دی۔ ممکن ہے بعض امور پر میر ظفراللہ خان جمالی اور چودھری شجاعت حسین کے درمیان اختلاف رائے ہو لیکن یار دوستوں نے اختلافات کا رنگ دینے کی کوشش کی گئی اور پچھلے کئی ہفتوں سے جمالی شجاعت اختلافات کے حوالے سے سوالات کئے جا رہے ہیں اور بار بار دونوں کی طرف سے اختلافات کی تردید بھی کی جاتی رہی ہے لیکن یہ بات حقیقت ہے کہ حکومتی اتحاد میں شامل بعض لوگ اس بات کی کوشش کرتے چلے آ رہے ہیں کہ ان دونوں کے درمیان اختلافات پیدا کئے جائیں۔ وفاقی کابینہ میں توسیع کے معاملہ پر دونوں کے درمیان وزراء کی تعداد پر اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ وزیراعظم صرف 5 وزراء کی شمولیت کے حق میں ہیں جب چودھری شجاعت حسین کا موقف ہے کہ ان ارکان پارلیمنٹ کو کابینہ میں شامل کرنا ضروری ہے جن کے ساتھ ہم نے وعدے کر رکھے ہیں لیکن اس اختلاف رائے کو اختلافات کا رنگ دیا جا رہا ہے اور ہر محفل میں وزیراعظم جمالی اور چودھری شجاعت حسین کو اس سوال کا جواب دینا پڑتا ہے۔ ماضی میں بھی جمہوری حکومتوں کے خاتمہ سے قبل اس نوعیت کی افواہیں گردش کرتی رہی ہیں لیکن اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اسلام آباد میں کئی دنوں سے وزیراعظم تبدیل کرنے کی گپ شپ چل رہی ہے۔ چونکہ ماضی میں صدور کو وزرائے اعظم تبدیل کرنے کا شوق رہا ہے۔ لہٰذا اب بھی یہی صورتحال درپیش ہے سیاسی حلقوں کا کہنا ہے کہ فی الحال ان ہاؤس تبدیلی کا کوئی امکان ہے اور نہ ہی جواز ہے۔ ان ہاؤس تبدیلی کی گپ شپ محض وزیراعظم کو دباؤ میں رکھنے کا ایک حربہ ہو سکتا ہے۔ وزیراعظم جمالی کی وطن واپسی کے موقع پر ایک سینئر صحافی نے ان سے کہا جمہوریت شور شرابہ کا نام ہے لیکن ہمارے ہاں تو فساد ہو رہا ہے۔ اس پر وزیراعظم نے برجستہ جواب دیا میں اس صورتحال سے خوفزدہ نہیں۔ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ملک میں شور شرابہ کی بجائے کون فساد برپا کر رہا ہے اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ وزیراعظم جمالی کو ہٹا کر کوئی بہتر صورتحال پیدا ہو جائے گی تو یہ اس کی خام خیالی ہو گی۔ حکومتی اتحاد میں وزارت عظمیٰ کے کئی امیدوار ہیں وہ موقع کی تلاش میں ہیں گرین سگنل ملتے ہی متحرک ہو جائیں گے لیکن وزرائے اعظم تبدیل کرنے کا تجربہ کرنے والوں کو یہ یاد رکھنا ہو گا کہ انہیں جمالی جیسا نے ضرور وزیراعظم شاید ہی مل سکے۔ میر ظفراللہ جمالی جو کہ ایک متحدہ حکومت کے وزیراعظم ہیں پہلے ہی اتحادی جماعتوں کے دباؤ کا شکار ہیں۔ یہاں صدر مملکت کو ان کے ہاتھ مضبوط کرنے چاہئیں وہاں اپوزیشن کو جمالی حکومت کو دباؤ سے نکالنے میں مدد کرنی چاہئے۔ جمالی حکومت اسی صورت میں عوام کو کچھ ڈلیور کر سکے گی۔ دباؤ میں کام کرنے والی حکومت سے کچھ زیادہ ڈلیور کرنے کی توقع نہیں کرنی چاہئے۔ وزیراعظم جمالی ایک جہاندیدہ اور تجربہ کار سیاستدان ہیں انہیں حکومتی اتحاد نے وزیراعظم کے طور پر قبول کر لیا ہے اور اپوزیشن کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ ایوان صدر کو وزیراعظم جمالی کے خلاف کوئی کارروائی کرنے سے پہلے یہ سوچ لینا چاہئے جمالی جیسا صلح جو اور تجربہ کار وزیراعظم نہیں ملے گا۔

نوائے وقت
ملٹی ایڈیشن
72 سال

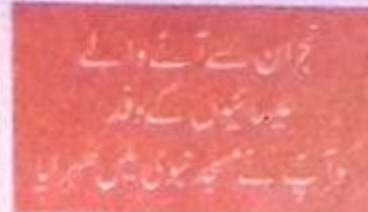


حضور ﷺ کا غیر مسلموں سے حسن سلوک

ایک یہودی کا جنازہ گزرا تو آپؐ کھڑے ہوگئے

صاحبزادہ ذیشان معصوم کلیمی

سرکار دو عالم نبی پاک کی سیرت مبارکہ تمام عالم کے لئے قابل تقلید ہے اور ایک عملی کتاب کی مانند ہے جس کا ہر ایک مطالعہ کر سکتا ہے اور اس سے رہنمائی لے سکتا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے کہ بلاشبہ تمہارے لئے رسول کی زندگی میں ایک کامل نمونہ موجود ہے (الاحزاب ۲۱) تاجدار مدینہ نے جو معاشرتی نظام پیش کیا اس میں نہ صرف مسلمانوں کو آپس میں حسن سلوک سے پیش آنے کی تلقین کی بلکہ غیر مسلموں سے بھی حسن معاشرت کی آپ نے تعلیم دی اور اس کا خود بھی آپ نے باخوبی عملی مظاہرہ کر کے دکھایا غیر مسلم خواہ مہمان کی صورت میں ہو یا ہمسایہ ہو یا مسلم ریاست کا ایک شہری ہو حضور کونینؐ نے ہر صورت میں اس سے حسن سلوک کی تعلیم دی ہے اور اس کی جان مال اور عزت و آبرو کا تحفظ حکومت اور مسلم معاشرہ کی ذمہ داری قرار دیا ہے بحیثیت انسان غیر مسلم کے احترام کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہوگی کہ حضور پاکؐ نے جب ایک یہودی کا جنازہ گزرتے دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے امام بیہقی نے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ کے زمانہ میں ایک مسلمان نے ایک ذمی اہل کتاب کو قتل کر دیا معاملہ رسول خداؐ کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ پر ذمی کے عہد کو پورا کرنے کی زیادہ ذمہ داری ہے اور مسلمان کا قصاص میں قتل کرنے کا آپ نے حکم فرمایا اسی طرح کی کئی روایتیں خون بہا کی بھی آئی ہیں جب ہم عہد نبوی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں آغاز اسلام میں تین گروہ مسلمانوں کے مدمقابل نظر آتے ہیں مشرکین عرب، یہودی اور عیسائی نبی پاکؐ نے ان تینوں غیر مسلم گروہوں سے جو حسن سلوک فرمایا اور رواداری برتی اس سے اغیار کو بھی انکار نہیں سب سے پہلے مشرکین مکہ کو لیجئے انہوں نے حضور پاکؐ اور صحابہ کرام کو بہت ستایا یہاں تک کہ ان کا جینا دوبھر کر دیا اور وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا مگر بایں ہمہ اللہ نے ان سے بھی حسن سلوک کا حکم دیا چنانچہ ارشاد الٰہی ہے کہ اور اگر کوئی مشرک آپ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دیجئے تاکہ وہ اللہ کا کلام سن سکے پھر اسے بحفاظت محفوظ جگہ پر پہنچا دیجئے (توبہ ۶) ہم دیکھتے ہیں کہ پناہ میں آنے والا مشرک پناہ میں آ کر اور کلام اللہ سننے اور اسلام کی تبلیغ کے باوجود اسلام قبول نہیں کرتا مگر پھر بھی اسے کسی قسم کی گزند پہنچانے کی اجازت نہیں اور نہ کسی تعرض کی ضرورت ہے بلکہ ارشاد ربانی ہے کہ یعنی دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں سیدھی راہ ٹیڑھی راہ سے واضح اور روشن ہو چکی اسی طرح مشرکین کو ان کے باطل عقائد کی بناء پر کسی قسم کی دشنام طرازی سے منع فرمایا جیسا ارشاد الٰہی ہے اور تم مت برا کہو ان لوگوں کو جو اللہ کے ماسوا کو پکارتے ہیں کہیں وہ اللہ کو بلا سمجھے زیادتی کرتے ہوئے برا نہ کہنے لگیں مشرکین مکہ نے سرکار دو عالم کو دین حق پیش کرنے کی پاداش میں مکہ سے نکال دیا اور مدینہ منورہ میں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا بلکہ مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے عرب قبائل کا متحدہ محاذ بنا لیا اور برسوں ان سے جنگ کرتے رہے اور ان کے استحصال کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا چنانچہ اسلام نے ان سے جنگ کرنے کا حکم تو دیا لیکن جنگ کی حالت میں بھی ظلم و زیادتی کرنے کی ممانعت کی ارشاد ربانی ہے اور لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جو تم سے لڑیں اور حد سے مت بڑھو بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا جن لوگوں نے مسلمانوں کو صلح حدیبیہ میں مسجد حرام کی زیارت سے زبردستی روک دیا تھا ان کے ساتھ بھی زیادتی کرنے سے روکا گیا فرمان الٰہی ہے اور جن لوگوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا تھا ان کی عداوت تم کو ان کے ساتھ زیادتی کرنے کا سبب نہ بنے فتح مکہ کے موقع پر نبی پاکؐ کے سامنے وہ لوگ تھے جن کے دامن ماضی پر عداوت اسلام کے سینکڑوں دھبے تھے حضور پاکؐ کا ایک ہی اشارہ ان کی گردن زنی کے لئے کافی تھا لیکن رحمت تمام کے سیل کرم کی ایک موج ان کی سیاہ کاریوں کو بہا کر لے گئی فرمایا آج کے دن تم پر کوئی ملامت نہیں جاؤ تم آزاد ہو نبی کریمؐ کے اس حسن سلوک کا یہ نتیجہ نکلا کہ آپ کی جان کے دشمن آپ پر جان قربان کرنے والے بن گئے چنانچہ ثمامہ بن اثال اس کی واضح مثال ہے یہ داعی اسلام کا بدترین دشمن



۵ ہجری میں گرفتار ہو کر آپ کے سامنے پیش ہوا آپ نے فرمایا ثمامہ کیا حال ہے؟ ثمامہ نے جواب دیا کہ اگر آپ میرے بارے میں قتل کا حکم دیں تو میں اس کا سزاوار ہوں اگر بخش دیں تو میں شکر گزار ہوں گا اگر جرمانہ لینا چاہیں تو رقم کا تعین فرما دیجئے آپ نے اسے بغیر سزا کے معاف فرما دیا چنانچہ رہا ہوتے ہی وہ ایک قریبی باغ میں گیا وہاں غسل کر کے واپس آیا اور آتے ہی مسلمان ہو گیا اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ میں دنیا میں آپ سے زیادہ نفرت کسی سے نہیں کرتا تھا لیکن اب آپ سے زیادہ دنیا میں میرا محبوب بھی کوئی نہیں واللہ آپ کے شہر مدینہ سے مجھے انتہائی نفرت تھی مگر اب یہ دنیا کے ہر مقام سے زیادہ مرغوب ہے واللہ آپ کا دین میرے لئے سب سے زیادہ ناپسندیدہ تھا لیکن اب وہی دین میرا مقصد حیات ہے اسی طرح سرکار دو عالمؐ کا عکرمہ کے ساتھ قبول اسلام سے قبل کا برتاؤ اور صفوان بن امیہ کے ساتھ حسن سلوک اور ابوسفیان کے ساتھ اخلاق برتری اور اس طرح کی اور کئی رواداری کی مثالیں ہیں جو اس بات کی شاہد ہیں کہ آپ کے حسن سلوک سے کئی مشرکین عرب مشرف باسلام ہوئے پیغمبر اسلام کی سیرت میں یہودیت اور نصرانیت کو بحیثیت مذاہب بڑے احترام کا مستحق ٹھہرایا گیا ہے ان کا پکا ہوا کھانا کھانے اور اپنا کھانا انہیں کھلانے کی کئی مثالیں موجود ہیں ایک مرتبہ بادشاہ نجاشی کا ایک وفد آپ کی خدمت میں آیا تو آپ ان سے بے حد محبت اور احترام سے پیش آئے ان کو مہمان بنایا اور بنفس نفیس مہمانداری کے فرائض سرانجام دیئے اسی طرح نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد آپ کے پاس مدینہ منورہ آیا تو آپ نے انہیں مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور مسجد نبوی میں انہیں اپنے طریقے پر عبادت کرنے کی اجازت عطا فرمائی اور ان لوگوں نے جب اپنے دین کے حق میں نبی پاکؐ سے بحث کی تو آپ نے ان کی باتیں سنیں اور نرمی سے بحث کا جواب دیا۔

ایک مسلمان نے ذمی کو قتل کیا تو آپؐ نے قصاص میں مسلمان کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا



تفسیر روح القرآن

تفسیر کا بنیادی مقصد قرآن کی روح سے بہرہ ور کرنا ہے

تفسیر میں مسلک پرستی اور فرقہ واریت سے حتی المقدور اجتناب کیا گیا ہے

محمد فاروق چوہان

قرآن پاک ایسی کتاب ہے جو معاشرہ کے لئے غذا اور دوا کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر اس کتاب کے ذریعے مسلمان معاشرہ کو روحانی غذا نہ دی جائے اور کفار و منافقین کا علاج نہ کیا جائے تو اس کتاب کا حقیقی مقصد ادھورا رہ جاتا ہے۔ قرآن پاک میں اہل ایمان کو شر سے باخبر کر کے اس سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں اس میں مغرب اور اہل مغرب کے لئے بھی بھلائی کا پیغام ہے۔ قرآن کریم کی ابدی اہمیت کے پیش نظر کئی افراد اور اداروں نے ترجمۂ قرآن، فہم قرآن اور درس قرآن کے پروگرام شروع کر رکھے ہیں۔ اس ضمن میں ایک مستحسن کاوش ڈاکٹر مولانا محمد اسلم صدیقی کی وہ تحقیق ہے جو انہوں نے تفسیر روح القرآن کی شکل میں مرتب کی ہے۔

ڈاکٹر صاحب پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے گولڈ میڈلسٹ ہیں اور پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کے علاوہ انہوں نے قدیم علوم میں جامعہ اشرفیہ اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے سند فراغت حاصل کی۔ اس لحاظ سے آپ شریعت اسلامیہ، عربی زبان اور اردو ادب میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔

1۔ ڈاکٹر مولانا محمد اسلم صدیقی نے یہ تفسیر خود لکھنے کی بجائے املا کروائی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح قرآن کریم کی زبان خطابت کی زبان ہے، اسی طرح اس تفسیر کی زبان تحریر کے ساتھ ساتھ خطابت کی شان بھی رکھے۔ اسی وجہ سے ان کی تفسیر میں غیر معمولی روانی اور اثر انگیزی پائی جاتی ہے۔

2۔ اس تفسیر میں مسلک پرستی اور فرقہ واریت سے حتی المقدور اجتناب کیا گیا ہے اور کوئی قاری اس تفسیر کے پڑھنے کے بعد یہ نہیں کہہ سکتا کہ مفسر نے کسی خاص عقیدے یا مسلک کو خاص اہمیت دینے کی کوشش کی ہے۔ تفسیر اپنے اندر ایک عمومیت اور جامعیت لئے ہوئے ہے ہر مسلک باآسانی سمجھ سکتا ہے۔

3۔ یہ تفسیر عام پڑھے لکھے لوگوں اور اعلیٰ تعلیم یافتہ اصحاب کے لئے بہت مفید ہے۔ اگرچہ اہل علم کی ضیافت طبع کے لئے بھی اس میں خاصا سامان موجود ہے لیکن ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں سے فارغ التحصیل ہونے والے وہ لوگ جنہیں قرآن فہمی کا موقع نہیں ملا وہ بھی اس تفسیر سے خصوصی استفادہ کر سکتے ہیں۔

4۔ تفسیر کا اسلوب بیان مؤثر اور رواں ہے۔ مفہوم کی ادائیگی کے لئے نپے تلے اور موزوں الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ بوجھل الفاظ کی بجائے مفہوم میں مدد دینے والے اشعار کا برمحل استعمال کیا گیا ہے۔ اسلوب کی سلاست اور روانی عبارت کو دلچسپ بناتی ہے۔

5۔ آج کل کئی مفسر جدت پسندی کا تڑکا لگاتے ہیں اور نئی نئی باتیں سامنے لاتے ہیں اور بعض قدیم مفسرین کی باتوں کو دہرانے کو ہی اصل کام سمجھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس حوالے سے توازن کی راہ اختیار کی ہے۔ اور یہی راہ امت کو فتنوں سے بچانے والی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی تفسیر کو دیکھ کر بلاشبہ کہنا پڑتا ہے کہ انہیں قرآن پاک اور اس کے علوم و فنون پر مکمل عبور حاصل ہے۔ انہیں صرف و نحو، معانی و بلاغت، اصول فقہ، لغت عربیہ، اصول تفسیر، احادیث نبویہ، آثار صحابہ و تابعین، اقوال ائمہ و مجتہدین، قدیم و جدید علم کلام، قدیم و جدید مفسرین کے تفسیری ذخیرہ، تاریخ و قصص، مستشرقین، ملحدین کے لٹریچر، منکرین کے شکوک و شبہات اور ان کی تردید پر مکمل عبور حاصل ہے۔

آپ کو مضامین قرآن، تذکیر بآیات اللہ، تذکیر بایام اللہ، تذکیر بالموت و مابعد الموت، علم المخاصمہ اور علم الاحکام پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور جمال و جلال کو جدید سائنسی معلومات کی روشنی میں اس قدر شرح و بسیط سے پیش کرتے ہیں کہ انسان اس کتاب کے مطالعہ میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ موقع محل کی مناسبت سے اشعار کے ذریعہ کلام کو مدلل اور مزین کرنا ان کا کمال ہے۔ عقلی دلائل کی تفہیم کے ساتھ دلائل کا انبار لگا دیتے ہیں۔ بلاشبہ ان کی تفسیر معلومات کا خزانہ ہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف صرف ایک عالم دین ہی نہیں بلکہ نہایت درد دل رکھنے والے انسان بھی ہیں۔ احکام الٰہی کے حوالے سے وہ کہتے ہیں کہ ''اگر ان باتوں کا ہلکا سا تاثر بھی ہمارے ذہنوں میں ہوتا تو اس کی ایک ایک بات ہمارے غور و فکر کا موضوع بنتی۔ اس کے احکام سے ہمارے دل پگھلتے اور جسموں پر کپکپی طاری ہو جاتی، اس کی بشارتیں ہماری فرحت و مسرت کا سامان اور اس کے انداز ہماری فکر مندی اور تبدیلی کے محرک ہوتے۔ ہم اس کے پیغام کو اللہ تعالیٰ کی زمین پر رہنے والوں تک پہنچانے کے لئے پریشان اور اس کے ماننے والوں پر نافذ اور قائم کرنے کے لئے فکر مند ہوتے۔ ہم اسے طاقوں میں سجانے کی بجائے دلوں میں سجاتے اور اسے تعویذ بنانے کی بجائے زندگی کا عمل بناتے۔ ہم اسے صرف حصول ثواب یا ایصال ثواب کی کتاب نہ سمجھتے بلکہ اسے کتاب زندگی اور کتاب انقلاب سمجھ کر اپنی اجتماعی زندگی میں اس سے رہنمائی حاصل کرتے۔ ہمارے پاس ایک مشعل حق ہے لیکن ہم تاریکیوں میں ٹامک ٹوئیاں مارنے پر مصر ہیں۔ قرآن کریم ہم سے فریاد کرتا ہوا سنائی دیتا ہے، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے ہم کب اس پر کان دھریں گے۔''

بے شک ہمارے بزرگوں نے اس سے پہلے بھی تفسیر پر نہایت قابل قدر کام کیا ہے لیکن ہر دور کے تقاضے مختلف ہوتے ہیں اس لئے ضرورت اس بات کی تھی کہ ان تقاضوں کو سمجھتے ہوئے جدید ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات کا جواب دیا جائے۔ چنانچہ یہ تفسیر اسی ضرورت کو پورا کرنے کی ایک ادنیٰ کوشش ہے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس کاوش کو

کھونے میں مصروف رہتے ہیں مگر جب وہ رات کو اسے چھوڑ کر جاتے ہیں تو وہ دوبارہ پھر

مولانا فتح محمد

قیامت کی علامات

1۔ علم دین اٹھ جائے گا اور جہالت یعنی خلاف دین علم کا زور ہوگا۔
2۔ عورتیں زائد اور مرد کم ہو جائیں گے
3۔ زنا عام اور شراب کا استعمال زیادہ ہوگا۔
4۔ خاوند عورتوں کے تابع ہونگے اور والدین کی نافرمانی کریں گے۔
5۔ مساجد میں عبادت اور ذکر الٰہی کی بجائے شور و غل اور دنیا کی باتیں ہونگی۔
6۔ ذلیل اور بدکار لوگ قوم کے سردار بنیں گے

انکار کرنے والوں کو دوزخ میں ڈالے مگر جو لوگ اس کی دوزخ میں جائیں گے درحقیقت وہ جنت میں ہوں گے۔ اچھے ماننے والے لوگ پر بارش برسائے گا زمین کو حکم دے گا تو اچھے

سمجھتے ہوئے جدید ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات کا جواب دیا جائے۔ چنانچہ یہ تحریر انہی ضرورت کو پورا کرنے کی ایک ادنیٰ کوشش ہے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور لوگوں کے دلوں کو اس کے لئے کھول دے۔

احادیث نبویہ، آثار صحابہ و تابعین، اقوال ائمہ و مجتہدین، قدیم و جدید علم کلام، قدیم و جدید مفسرین کے تفسیری ذخیرہ، تاریخ و قصص، مستشرقین، ملحدین کے لٹریچر، منکرین سنت اور قادیانیت

اہمیت دینے کی کوشش کی ہے۔ تفسیر اپنے

قیامت کی علامات

...کریں گے۔

5۔ مساجد میں عبادت اور ذکر الٰہی کی بجائے شور و غل اور دنیا کی باتیں ہوں گی۔

6۔ ذلیل اور بدکار لوگ قوم کے سردار ہوں گے

7۔ بڑے بڑے ضروری اور اہم کام نالائقوں کے سپرد کر دیے جائیں گے۔

قیامت کی بڑی بڑی علامات:

1۔ ظہور حضرت امام مہدیؑ

آپ کے تشریف لانے سے قبل تمام دنیا پر کفر کا زور ہو گا۔ اس وقت کے تمام اولیاء اقطاب حرمین شریفین میں جمع ہو جائیں گے اور آپ کا انتظار کریں گے، تمام لوگ آپ کی بیعت کریں گے آپ کی نصاریٰ سے لڑائی ہو گی اور آپ کو فتح حاصل ہو گی۔ آپ کا اسم شریف محمدؐ والد کا نام عبداللہ اور والدہ ماجدہ کا نام آمنہ ہو گا۔ آپ حضرت امام حسنؓ کی اولاد سے ہوں گے۔ آپ چالیس سال کی عمر میں ظاہر ہوں گے اور آپ دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

2۔ خروج دجال

دجال کے خروج کی علامات حسب ذیل ہیں:

"وہ دائیں آنکھ سے کانا ہو گا"

اسکے ساتھ ایک طرح کی جنت اور دوزخ ہو گی اور جسے وہ جنت کہے گا حقیقت میں وہ دوزخ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کی آزمائش کے لئے اسے قوت دے گا کہ اپنے ماننے والوں کو جنت میں جگہ دے اور

دجال اپنے ماننے والوں پر بارش برسائے گا اور اس کے حکم پر زمین خزانے اگل دے گی

خزانے نکال دیگی اور تمام مال و اسباب اسکے پیچھے چل پڑیں گے۔ جو قوم اس کو نہیں مانے گی اس پر قحط سالی مسلط ہو گی۔ ایک مسلم کامل کے دو ٹکڑے کر کے پھر زندہ کرے گا، مگر وہ مسلم پھر کہے گا کہ مجھے پورا یقین ہے کہ تو دجال ہے۔ دجال چالیس دنوں میں دنیا کو فتنہ و فساد سے پر کر دے گا اس کے بعد حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھوں قتل ہو گا۔

3۔ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ آپ دمشق کے کنارہ شرقی پر اتریں گے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کندھوں پر رکھے ہوں گے۔ نہایت عدل و انصاف کریں گے۔ آپ صلیب کو توڑ دیں گے خنزیر کو قتل کریں گے مال کی اس قدر کثرت ہو گی کہ کوئی قبول نہیں کرے گا۔ آپ کو اطلاع ہو گی کہ یاجوج ماجوج نکل آئے ہیں آپ کو حکم خداوندی ہو گا کہ میرے بندوں کو کوہ طور پر لے جائیں کیونکہ یہ اس قوم (یاجوج ماجوج) سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

4۔ یاجوج ماجوج کے خروج کا بیان:

یاجوج ماجوج کی قومیت، نسل اور تعداد وغیرہ میں تو کافی اختلاف ہے جسکے ذکر کرنے کی گنجائش نہیں صرف اس قدر بیان کرنا ضروری ہے کہ یہ قوم اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہے اور دنیا ہی میں موجود ہے اور قیامت کے قریب ہی ظاہر ہو گی، جناب سکندر ذوالقرنین نے ان کے گرد ایک بہت بڑی پختہ دیوار بنائی ہے جسے سد سکندری کہتے ہیں یاجوج ماجوج اس دیوار کو کھودنے میں مصروف رہتے ہیں مگر جب وہ رات کو اسے چھوڑ کر جاتے ہیں تو وہ دیوار پھر اسی طرح مکمل ہو جاتی ہے، قیامت کے قریب وہ اس دیوار کو توڑ لیں گے اور تمام ملکوں میں پھیل جائیں گے اور لوگوں کو تباہ و برباد کر دیں گے۔

دجال حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھوں قتل ہو گا، یاجوج ماجوج کے نکلنے پر حضرت عیسیٰؑ اپنے ساتھیوں کو کوہ طور پر لے جائیں گے

5۔ دابۃ الارض

قیامت سے قبل ایک حیوان پیدا ہو گا جس کے پاس عصاء حضرت موسیٰؑ اور مہر سلیمانؑ ہو گی وہ کافر اور مومن میں فرق کر دیگا وہ مومن کو مومن اور کافر کو کافر کہے گا اور ہر ایک کی پیشانی پر مہر لگا دے گا، ہمیں اس سے غرض نہیں کہ وہ حیوان کہاں اور کس صورت کا ہو گا ہمیں صرف یہ اعتقاد ہونا چاہیے کہ یہ واقعہ بھی قبل از قیامت وقوع پذیر ہو گا۔

6۔ سورج مغرب سے طلوع ہو گا اور یہ بھی قیامت کی بڑی علامات میں سے ہے دنیا میں فسق و فجور کا زور ہو جائیگا یہاں تک کہ کوئی خدا کا نام لینے والا نہیں رہے گا، قرآن مجید اوراق سے محو ہو جائے گا پھر بت پرستی شروع ہو جائے گی اس کے بعد ایک آگ نکلے گی یہ آگ یمن سے پیدا ہو گی بہت طول و عرض میں پھیلی ہو گی اور لوگوں کو ملک شام کی طرف لے جائے گی۔

وقت نزع قبلہ رخ ہو کر کلمہ شہادت پڑھا

امام احمد رضاؒ کے خلیفہ ابوالمظفر

مفتی غلام جان قادریؒ

عبادت و ریاضت کے علاوہ خلق خدا کی خدمت اور خبر گیری آپکا معمول تھا

محمد عاصم بٹ

تاریخ اسلام کی ورق گردانی سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ علماء ربانی نے مختلف انداز میں مشکل سے مشکل اور آڑے وقت میں لالچ، دھونس اور دھمکی کی پرواہ کیے بغیر بڑی جرأت سے محض رضائے الٰہی کے لیے اس شمع کو روشن و تابندہ رکھنے کے لیے فانوس بن کر سینہ سپر رہے ہیں۔

اسی قافلہ کے ایک راہرو اور مقتدر شخصیت عالم باعمل پیر طریقت حضرت ابوالمظفر مفتی غلام جان قادری رضوی کی ذات گرامی ہے جو کہ ایک صدی قبل ضلع ہزارہ کے مشہور شہر مانسہرہ سے مغربی جانب تین میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی کی چوٹی پر قصبہ "اوگرہ" کے مشہور ہاشمی اعوان خاندان کے زمیندار گھرانے اور خدا ترس عالم دین قاضی محمد احمد جی کے گھر متولد ہوئے۔ آپ کا شجرہ نسب حضرت محمد بن حنفیہؒ کے توسط سے حضرت علیؓ سے جاملتا ہے۔ آپ کے گھرانے کے دینی ماحول اور فطرت سلیمہ سے اس مرد کوہستانی کے اندر حصول علم کے جذبے نے انگڑائی لی تو والد گرامی سے قرآن حکیم اور ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد سلف صالحین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے پنجاب، ہزارہ اور ہندوستان کی طرف بادیہ پیمائی کی۔

پنجاب کے مشہور صاحب علوم و فنون سے استفادہ کرتے ہوئے دہلی، آگرہ، میرٹھ، سہارنپور، رامپور، ٹونک کی مشہور درسگاہوں اور نامور علماء سے خوشہ چینی کرتے ہوئے اپنے آپ کو علم کے زیور سے آراستہ کیا۔

آپ حضرت پیر عبدالرحمٰن چھوہروی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا مدعا عرض کیا، حضرت نے بڑی حوصلہ افزائی فرمائی اور اپنی دعاؤں سے نوازا آپ ضلع گجرات کے موضع انّی میں مولانا غلام رسول کے ہاں زیر تعلیم تھے تو سلطان الاولیاء حضرت قاضی سلطان محمود جنہیں کشف قلوب و کشف قبور کا مرتبہ حاصل تھا ان سے مرید ہونے کی درخواست کی تو آپ نے اپنے خداداد علم سے فرمایا کہ پنجاب سے بڑا پیر علم ہے۔ ہندوستان کی طرف سفر کر دو تکمیل کے بعد جہاں تمہارا دل لگے مرید ہو جاؤ۔ چنانچہ آپ اسی جستجو میں رہے۔ آخر آپ دنیائے اسلام کی عظیم علمی و روحانی شخصیت امام المحدثین امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے وہاں تسکین روح کا سامان پایا تو ان کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا اور پھر انہی کے ہو کر رہ گئے۔ امام احمد رضا بریلویؒ نے بھی حضرت مفتی صاحب کی سچی تڑپ، سلسلہ سے محبت اور کامل عقیدت کو دیکھتے ہوئے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی خلافت عطا فرمائی۔ اس کے ساتھ ساتھ مدرسہ کی ایک خصوصی سند دی جس میں حضرت مفتی صاحب کو تمام کتب تفسیر و حدیث، جوامع، سنن، مسانید، معاجم بشمول مؤطا امام مالک و مؤطا امام محمد، کتاب الآثار و شرح معانی الآثار اور تقریباً 30 علوم کی اجازت عطا فرمائی جو حسب ذیل ہیں:

علم قرآن، علم حدیث، اصول حدیث، اصول عقائد، اسماء الرجال، فقہ حنفی، کتب فقہ جملہ مذاہب، اصول فقہ، جدل مہذب، علم نحو، علم صرف، علم معانی، علم بیان، علم بدیع، علم منطق، علم مناظرہ، علم فلسفہ مدلسہ، علم ہیئت، علم حساب، علم توقیت، علم الہندسہ، علم قرأت، علم تجوید، علم تصوف، علم سلوک، علم اخلاق، علم سیر، علم تواریخ، علم لغت، علم ادب مع جملہ فنون

آپ نے اپنی پوری زندگی درس و تدریس اور وعظ و ارشاد میں گزاری۔ بریلی شریف، مکہ شریف اور ٹونسہ شریف میں تدریسی خدمات سر انجام دیں۔ ہزارہ کی ریاست پھلیڑہ میں افتاء اور قضاء کی مسند پر رونق افروز رہے۔ آخرکار لاہور کو اپنا مسکن قرار دیا۔ دارالعلوم انجمن نعمانیہ میں درس و تدریس کے امور سرانجام دیے، ملک و بیرون ملک سے آنے والے استفتاؤں کے مدلل جواب مرحمت فرماتے رہے، فتاوائے غلامیہ کے نام سے آج بھی آپ کے فتوے محفوظ ہیں۔ افغانستان میں جب عبداللطیف نامی قادیانی مرزا کے عقائد کی تبلیغ کے لیے پہنچا تو والی افغانستان امیر امان اللہ خان غازی نے اُسے سنگسار کیا اس بارے میں شاہ افغانستان نے استفتاء دارالعلوم نعمانیہ میں بھیجا جس کا مدلل و تفصیلی جواب حضرت مفتی غلام جان قادری نے دیا اور شاہ افغانستان کے اس اقدام کو خوب سراہا۔

آپ اپنے مریدین سے رسمی بیعت نہیں لیتے تھے بلکہ حقیقی بیعت لیا کرتے تھے جس سے مریدین میں حمیت دینی کارفرما ہوتی تھی۔ یہ آپ کی تربیت ہی کا اثر تھا کہ آپ کے مریدان باصفا نے ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور عظمت اسلام پر تن، من، دھن قربان کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی غازی تاج دین بھی ہیں جو گلاب سنگھ پریس لاہور (موجودہ حکومت پاکستان پریس) میں ملازم تھے، ایک سکھ ملازم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے نازیبا الفاظ استعمال کئے تو غازی تاج دین نے اُسے اس حرکت سے روکا جب وہ باز نہ آیا تو غازی تاج دین آف سوڈیوال لاہور نے خنجر کے پے در پے وار کر کے اُسے واصل جہنم کر دیا۔



آپ کی دینداری و تقویٰ و روحانیت کے مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی معترف تھے۔ عبادت ریاضت کے علاوہ خلق خدا کی خدمت، مسکین بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری آپ کا معمول تھا۔ ان خدمات کا کسی کو آپ کی زندگی میں علم نہ ہو سکا۔ وفات کے بعد آپ سے مستفید ہونے والوں نے اس امر کا اظہار کیا۔ تحریک پاکستان میں آپ نے بھرپور حصہ لیا۔ علم و عمل کا آفتاب جس کی ضیاء پاشیوں سے اہل لاہور عرصہ دراز تک فیض حاصل کرتے رہے۔ آخرکار 25 محرم الحرام 1379 ہجری یکم اگست 1959ء کو ظہر کے وقت جب مؤذن نے "حی علی الصلوٰۃ" کی آواز بلند کی آپ نے اپنا رخ قبلہ کی جانب پھیرا اور کلمہ شہادت کا ورد کرتے ہوئے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کی۔

مفتی اعظم پاکستان علامہ سید ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب، امیر مرکزی انجمن دارالعلوم حزب الاحناف نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔ جنازہ کے درمیان ہلکی ہلکی پھوار رحمت جاری رہی۔ ہزاروں سوگواروں کی آہوں اور سسکیوں میں اسلام کے سپوت کو غازی علم دین شہید کے مزار کے پائیں جانب والے احاطہ قادریاں رضویاں میں ان کی آخری آرامگاہ میں اتار دیا گیا۔ ان کا عرس اتوار 9 دسمبر کو ان کے مزار مبارک پر منایا جائے گا۔

رانا دلشاد قادری، بھلوال

حضرت سید محمد فضل شاہ

سید شاہ کمال الدین کیتھلی، سادات ساڈھورا کے وہ پہلے عظیم سالار ہیں جو ہندوستان تشریف لائے۔ ہندوستان کی جنگ آزادی میں سادات ساڈھورا نے بہادر شاہ ظفر کا نہ صرف ساتھ دیا بلکہ اُس کے حق میں فتویٰ تک جاری کیا۔ سید محمد فضل شاہ اور سید مہر علی شاہ کو سادات ساڈھورا ہی کے فرزند ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔



سید محمد فضل شاہ نے لدھیانہ کی مردم خیز دھرتی پر آنکھ کھولی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد آپ حصول علم و حکمت کے لئے ملکوں ملکوں گھومے اور تبلیغ اسلام کی خاطر قریہ قریہ پیغام ربانی عام کیا۔ آپ کو ورثہ میں کروڑوں روپے کے اثاثے اور نقدی ملی لیکن آپ نے یہ سب مستحقین کیلئے وقف کر دیے اور انگریز کے روندے اور ہندو کے ڈسے ہوئے مسلمانوں کو آزادی کیلئے منظم کرتے رہے۔ تحریک پاکستان کو منطقی انجام تک پہنچانے کیلئے آپ کو خون کے دریا کو پار کرنا پڑا۔ آخری مرحلے میں جب ہندو اور سکھ بلوائیوں نے مسلمانوں کے گھروں اور قافلوں پر مسلح حملے شروع کر دیے اور ہر طرف قتل و غارت گری اور لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ اس دوران مسلمان اپنی جان و مال اور عزت و آبرو بچانے کیلئے کوئی سہارا پاتے تھے تو یہ سید محمد فضل شاہ جیسے مردان حق تھے۔ سید صاحب بہت بڑے لینڈ لارڈ تھے۔ لیکن پاکستان تشریف لائے تو ننکانہ صاحب میں فقط دو کچی کوٹھڑیاں الاٹ کروائیں اور 7 دسمبر 1964ء تک انہی میں قیام پذیر رہے۔

سید محمد فضل شاہ نے کسی مقام کو منزل نہ بنایا۔ جہاں تشریف لے جاتے اپنے ارادتمندوں سے ایک روپے سے زائد نذرانہ قبول نہیں فرماتے تھے۔ جو پاس ہوتا نچھاور کرتے اور ایثار و قربانی میں توقف نہ فرماتے۔

پیر سید محمد فضل شاہ نے اسلامی تصوف میں اجتہاد، اور انسانیت کو منطق کی راہ دکھائی۔ سید محمد فضل شاہ کا فرمان ہے کہ نبی کریمؐ کے بغیر کسی شخص کو چاہے وہ کتنے عروج و کمال پر کیوں نہ ہو بیعت لینے کا کوئی حق حاصل نہیں جب تک اسے نبی کریمؐ اور دو زندہ صالح اولیاء کرام کی تصدیق و تائید حاصل نہ ہو۔ وضو، نماز اور ذکر تصوف کے انتہائی مؤثر طریقے ہیں جن کے مقصد کو پا کر اور منطقی فلسفے کو جان کر ادا کریں تو زمانے کے ہپناٹزم، مابعد الطبعیات کے تمام جدید علوم ہیچ اور ناکارہ معلوم ہوتے ہیں۔ آپ کی آخری آرامگاہ 49 ٹیل سرگودھا کی بستی میں حضور غوث الاعظم میراں محی الدین کی نسبت سے تعمیر کی گئی گیارہ دری آستان فضل کے نام سے مشہور ہے۔ جہاں نادر زمانہ مسجد، فضل ہال، القادر ماڈل ہائی سکول القادر طبیہ کالج، القادر فری ہسپتال، سب پوسٹ آفس، لنگر خانہ اور باغات پر مشتمل رشد ہدایت کا مرکز قائم ہے۔ آپ کے سہ روزہ عرس مبارک کی تقریبات 7 دسمبر سے 9 دسمبر تک منعقد کی جاتی ہیں۔ جس میں سیرت نبویؐ سیمینار، محفل سماع، قرآن کانفرنس اور نعت خوانی کی نشستیں شامل ہیں۔ جن میں سید محمد فضل شاہ کے ارادتمند اور مریدین شرکت کرتے ہیں۔

حافظ عبدالغفار روپڑی

حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

جس کسی نے بھی عالم دنیا میں جنم لیا بالآخر دار فانی سے دارالبقاء کی طرف چل دیا اگرچہ برصغیر پاک و ہند میں بہت سی ایسی نابغہ روزگار شخصیات نے جنم لیا جنہیں عالم اسلام اور پاک و ہند کی عوام عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہے ان میں سے میری مراد عالم اسلام کی ہر دلعزیز شخصیات میں سے فن مناظرہ کے امام محقق، نامور خطیب و ادیب اور ایک کامیاب سیاستدان مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی بھی ہیں جو کتاب اللہ اور علوم اسلامی کے ممتاز عالم دین تھے۔ آپ نے 1920ء میں میاں رحیم بخش کے گھر میں جنم لیا آپ کا گھرانہ دینی، علمی، ادبی اور روحانیت کے اعتبار سے بلند مقام رکھتا تھا آپ کو قدرت الٰہی نے اعلیٰ ذہانت و فطانت سے نواز رکھا تھا آپ نے ابتدائی عصری تعلیم کے بعد اپنے چچا محدث زماں حضرت العلام حافظ عبداللہ روپڑی کی نگرانی میں درس نظامی کی تکمیل میں غالباً سات سال صرف کئے۔ اس وقت آپ کی عمر سولہ برس کے لگ بھگ ہو گی اس سے پہلے جب ان کی عمر دس برس کی تھی تو دو سال میں قرآن مجید مکمل طور پر ازبر کر لیا تھا جو ان کی غیر معمولی دلچسپی اور گہرے قلبی لگاؤ کی نشاندہی کرتا ہے۔ حافظ روپڑی جس دور میں حصول تعلیم میں مصروف و مشغول تھے وہ دور مناظروں کا دور کہلاتا ہے آپ کا طبعی میلان فن مناظرہ اور تقاریر کی طرف طالب علمی کے زمانے ہی سے تھا دوران تعلیم ہی انہوں نے مناظرے کرنے شروع کر دیے تھے جو کہ تاحیات جاری رہے۔ آپ نے عیسائیوں، ہندوؤں، سکھوں، آریہ سماج، مرزائیوں، چکڑالوی اور مختلف مذاہب کے بڑے بڑے رہنماؤں کو شکست دی۔

آپ نے مسلم لیگ کی سیاسی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا یہاں تک کہ محنت شاقہ اور ممتاز کارکردگی کی بنا پر ان کو روپڑ کی مسلم لیگ کا صدر منتخب کر لیا گیا۔ ان کی محنت کا ثمر تھا کہ 1946ء کے الیکشن پر روپڑ شہر میں مسلمانوں کے پندرہ ہزار ووٹوں سے نہ ہونے کے برابر ووٹ مسلم لیگ کے خلاف گئے۔ موصوف تحریک آزادی کی سرگرمیوں کی بنا پر قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار ہوئے چنانچہ 35 رفقاء سمیت ان کو انبالہ جیل میں پابند سلاسل کیا گیا۔ تقسیم ملک کے موقع پر ان کے خاندان سے سترہ افراد دشمنوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے ان کی خاندان کی ملکیت بہت بڑی اسلامی لائبریری کو اسلام دشمنوں نے آگ لگا کر خاکستر کر دیا تھا، جب کبھی آپ خاندان کے افراد کی شہادت اور لائبریری کا ذکر کرتے تو آپ کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو جاتے۔ اس گھرانے کی علمی اہمیت کی وجہ سے سعودی عرب کے بانی شاہ سعود بن عبدالعزیز سے ان کے گہرے تعلقات تھے۔ مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی مفتی اعظم نے شاہ سعود کی دعوت پر سعودی عرب کے متعدد دورے بھی کئے۔ جب کبھی آپ سعودی عرب میں جاتے تو آپ کو سرکاری مہمان کے طور پر ٹھہرایا جاتا تھا بیت اللہ شریف اور مسجد نبویؐ مدینہ منورہ میں آپ کو دروس کی خصوصی اجازت تھی۔



جتنی تحریکیں پاکستان میں اٹھتی رہیں ان میں آپ نے کلیدی کردار ادا کیا۔ بالخصوص تحریک ختم نبوت میں مولانا مفتی محمود، سید ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالستار خان نیازی اور نوابزادہ نصراللہ خاں وغیرہ کے ہمراہ حضرت روپڑی نے بھی جاندار اور شاندار کردار ادا کیا تھا۔ 1964ء میں مولانا عبداللہ محدث روپڑی کی وفات کے بعد آپ جامعہ اہلحدیث اور ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" لاہور کے نگران مقرر ہوئے انہوں نے تاحیات بخوبی یہ ذمہ داری نبھائی دن کو جامعہ میں تدریس اور رات مختلف مقامات پر کانفرنسوں سے خطاب کرتے اس دوران آپ نے امریکہ، برطانیہ، امارات اور دیگر کئی ممالک میں آپ کو خطابات کیلئے خصوصی دعوت دی جاتی رہی۔ چھ سال تک آپ بیمار رہے اس دوران بیرون ممالک سے پاکستان میں آنے والی شخصیات میں سے الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل امام کعبہ اور قائم مقام ولی عہد شہزادہ عبداللہ کے نمائندہ اور دیگر کئی رہنما آپ کی عیادت کیلئے رہائش گاہ پر تشریف لائے۔ 6 دسمبر 1999ء کی شام سورج غروب ہونے کے ساتھ عالم اسلام کی عظیم شخصیت جماعت اہلحدیث پاکستان کے سرپرست سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی بھی ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جدا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دلی دعا ہے کہ ان کے جانشین عارف سلمان روپڑی، حامد سلمان روپڑی، حافظ محمد جاوید روپڑی، حافظ عبدالوہاب روپڑی اور راقم جو ان کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق و ہمت دے۔

ڈیزائنر: محمد امین

نوائے وقت
72 سال
ملتی ایڈیشن

اللہ تعالیٰ کی ظاہری و باطنی نعمتوں کا شکرانہ

حضرت جنید کا کلام سن کر علماء کرام پر رقعت طاری تھی اور ماحول پر سناٹا چھایا تھا

محمد فیاض انصاری

ایک دفعہ موسم حج میں مختلف ممالک سے علماء اور شیوخ مکہ مکرمہ میں جمع تھے کہ محبت الٰہی کا مسئلہ چھڑ گیا۔ اس اجتماع

حضور کی ہجرت سے پہلے ہی تعلیمی مراکز اور مدرسہ قبا کا ایک مستقل نظام تھا، ابتداء میں

حضرت جنید بڑے بڑے علمائے کرام کی یہ فرمائش سن کر دم بخود رہ گئے اور چند منٹ کے لئے سر جھکا دیا پھر سر اٹھایا تو آنکھوں سے آنسو بارش کی طرح بہہ رہے تھے اور زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ بندہ اپنے آپ سے بے خود ہو، اپنے رب کریم کے ذکر میں مصروف ہو، اس کے حقوق کی ادائیگی میں ہمہ تن مشغول ہو، دلی توجہ سے اس کی طرف نظر جمائے ہوئے ہو، رب کریم کے ڈر اور خوف کے نور نے اس کے دل کو جلا دی ہو اور اللہ کی محبت کے پیالے سے خالص مشروب پیا ہو اور اس کے غیب کے پردوں سے حیا اس کے لئے واضح ہو جائے۔ اگر وہ بولتا ہے تو اللہ سے، بات کرتا ہے تو اللہ کی، حرکت کرتا ہے تو اللہ کے حکم سے، سکون میں

اللہ ہی کی معیت میں ہے۔

حضرت جنید کے منہ سے مندرجہ بالا کلام نکل رہا تھا اور تمام علماء کرام پر سناٹا چھایا ہوا تھا اور سب علماء کرام زار و قطار رو رہے تھے۔ حضرت جنید خاموش ہوئے تو سب نے کہا کہ اے تاج العارفین آپ نے اس پر مزید گفتگو کی گنجائش نہیں چھوڑی، یہ کہا اور مجلس برخاست ہوگئی۔

علامہ ابن قیم محبت الٰہی پر تفصیل سے بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت دس امور سے پیدا ہوتی ہے:

1- قرآن کریم کی اس طرح تلاوت کرنا کہ ہر لفظ کے معانی، مفہوم اور اس کے تقاضوں پر غور و فکر اور تدبر کیا جائے۔

2- فرض نماز کے بعد کثرت سے نوافل تا کہ اللہ کا قرب حاصل ہو سکے۔

3- دل، زبان، عمل اور حال سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے، جتنا ذکر کثرت سے ہوگا اتنی ہی محبت تیز ہوگی۔

4- جب انسان پر نفسانی خواہشات کا غلبہ ہو تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی محبوب اشیاء کو اپنی محبوب اشیاء پر فوقیت دے۔

5- اللہ تعالیٰ کے اسماء، صفات اور اس کے مشاہدات پر غور و فکر اور مطالعہ کرنا اور اس معرفت کے باغوں اور میدانوں میں سیر کرنا۔

6- اللہ تعالیٰ کے ظاہری اور باطنی انعامات اور احسانات کا مشاہدہ کرنا۔

7- اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور دل کو انتہائی انکساری کی حالت میں پیش کئے رکھنا۔

8- جب اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اس وقت اپنے آپ کو بالکل یکسو اور علیحدہ رکھنا اور قرآن کریم کی تلاوت کرنا اور تلاوت ختم کرے تو توبہ استغفار پر اختتام کرنا۔

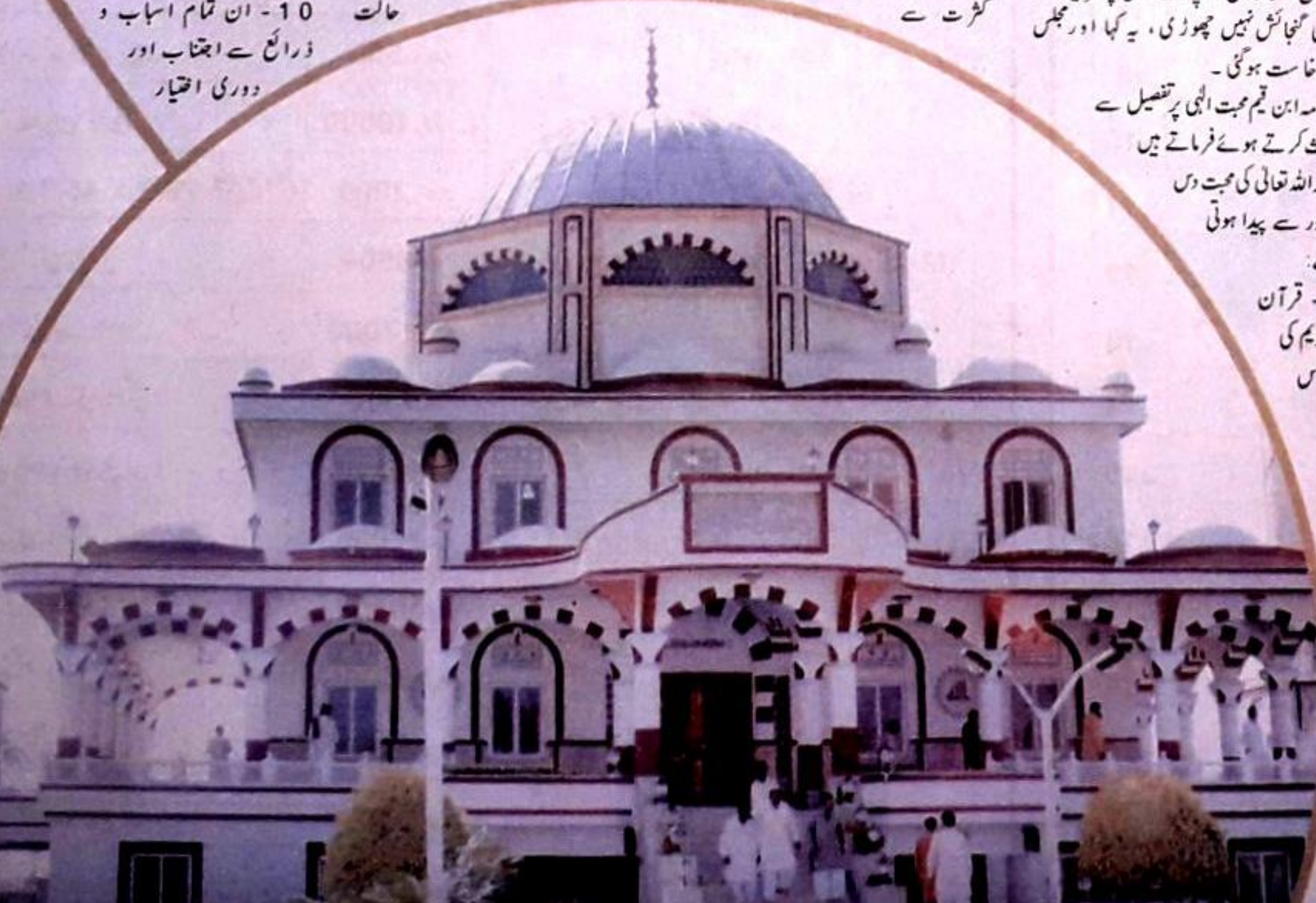
9- اللہ تعالیٰ کے سچے دوستوں کی مجالس میں بیٹھنا اور ان کی اچھی گفتگو کے ثمرات سمیٹنا اور اس وقت گفتگو کرنا جب اس کی مصلحت راجح ہو اور تجھے معلوم ہو جائے کہ اس سے تیرے حال میں اضافہ اور دوسروں کی بھلائی ہے۔

10- ان تمام اسباب و ذرائع سے اجتناب اور دوری اختیار کرنا جن کی وجہ سے انسان کے دل اور اللہ تعالیٰ کے درمیان بُعد پیدا ہو۔

یہی وہ دس اسباب ہیں جن سے محبین کا گروہ محبت کی منزلیں طے کر کے اپنے محبوب تک پہنچتا ہے ؎

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات





تفہیم دین

علامہ عبدالحق مجاہد

﴿نوازش علی ماچھی گوٹ سندھ﴾

سوال: بعض مقررین سے سنا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شین نہیں کہہ سکتے تھے وہ شین جگہ سین کہتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں آذان دینے سے منع فرما دیا۔ تو رات لمبی ہوگئی اور فجر طلوع نہ ہوئی لوگ مضطرب ہوگئے اس پر جبرئیل امین نے آ کر کہا کہ صبح تب طلوع ہوگی جب بلال آذان دیں گے۔ تو ان کی آذان ہوئی تب صبح ہوئی کیا یہ درست ہے؟

جواب: یہ بات ایک افسانے کے طور پر مشہور ہو چکی ہے۔ کوئی مستند صحیح روایت اس سلسلے میں موجود نہیں ہے۔ سیدنا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شین کو سین سے تبدیل کرنا موضوعات کبیر میں موضوع روایت قرار دیا گیا ہے۔ سیدنا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت شان میں اور بہت سی صحیح روایات موجود ہیں۔ مقررین کو انہی کو بیان کرنا چاہیے۔

﴿حاجی عبدالرحمٰن چوک بی سی جی ملتان﴾

سوال: بیت اللہ شریف پر جو غلاف چڑھایا جاتا ہے یہ نبی کریم ﷺ سے پہلے سے شروع ہے یا آپ کے حکم پر بعد میں شروع ہوا؟

جواب: بیت اللہ شریف کو سب سے پہلے غلاف حضور اکرم ﷺ کی بعثت طیبہ سے سات سو سال قبل اسعد ابو کریب حمیری نے چمڑے اور چادروں سے تیار کردہ غلاف چڑھایا تھا

﴿ماسٹر شبیر احمد فتح پور﴾

سوال: بعض حضرات تعویز لکھنے پہننے اور دم کرنے کو شرک قرار دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں صحیح رہنمائی فرمائیں۔ کیا تعویزات کا ہدیہ طے کر کے لینا جائز ہے؟

نے پوچھا کہ آپ کی اس مسئلے میں کیا رائے ہے؟

پذیر تھے۔

لئے اللہ کے ساتھ اور

مسجد اللہ کا گھر

یٰسین متین

سید العالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مکہ سے ہجرت فرمائی اور قبا تشریف لے گئے جہاں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسجد کی بنیاد رکھی پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے یہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اولین ترجیح مسجد ہی ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسجد نبوی کی تعمیر میں بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ مسجد نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خصوصی توجہ کا مرکز اس لئے بنی کہ اسے مرکزی حیثیت سے نوازا جاتا تھا اسے مسلمانوں کی پہچان بننا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسجد کو ادائیگی نماز کے ساتھ ساتھ دیگر سرگرمیوں کا مرکز بھی بنایا۔ مسجد میں مشاورت ہوا کرتی یہیں دفاعی معاملات زیر غور آتے مسجد میں ہی مجلس شوریٰ اور مجلس انتظامیہ کے اجلاس منعقد ہوتے یہیں مسلمان اسلامی تعلیمات و ہدایات کا درس حاصل کرتے اور مسجد نبوی ہی ان مہاجرین کی پناہ گاہ ثابت ہوئی جن کی مدینہ منورہ میں رہائش کا بندوبست نہ تھا یعنی مسجد کو پارلیمنٹ کی حیثیت بھی حاصل تھی اور یونیورسٹی کا درجہ بھی اور مسجد نبوی فقراء مہاجرین کی پناہ گاہ بھی تھی۔ اس مسجد سے تربیت پانے والی ایسی قیادت سامنے آئی جس نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سربراہی میں ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے معاشرہ میں اسلامی انقلاب برپا کر دیا۔ ہم مسلمان ہیں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیروی ہمارا منشور حیات ہمارا ذریعہ نجات اور ترقی کا زینہ ہے ہمیں اپنی منزل تک پہنچنے کیلئے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا ہو گا آج ہمارے ہاں نفرت کا بازار گرم ہے۔ کراچی جل رہا ہے۔ بلوچستان کا حال کسی سے پوشیدہ نہیں فرقہ واریت نے ہمارے اتحاد کو ختم کر کے رکھ دیا ہے اتحاد بین المسلمین کا خواب خواب بن کے رہ گیا ہے مسجد کو مرکزی حیثیت دے کر اسے مسلمان کی پہچان بنا کر ہم نفرت سے چھٹکارا حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور پاکستان کو دیانتدار قیادت میسر آسکتی ہے جو ہماری آج کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسجد کو مرکزی حیثیت دینے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے درمیان بھائی چارہ بھی قائم فرمایا تھا جو مسلمانوں کے درمیان محبت اتحاد اور یگانگت کا سبب بنا۔ اسلامی اخوت اور بھائی چارہ وہ عظیم نعمت ہے جس نے تمام امتیازات مٹا کر مسلمانوں کو یک جان بنا دیا۔ اسی اسلامی اخوت اور بھائی چارہ کی بھی آج بڑی ضرورت ہے کیونکہ بھائی چارہ کی فضا قائم کئے بغیر ہمارا اتحاد ممکن نہیں بحیثیت قوم متحد ہو کر ہی ہم نے پاکستان کو مسائل کے گرداب سے نکالنا ہے۔ برصغیر کے مسلمانوں نے حصول آزادی اور اسلامی تشخص کی بحالی کے لئے خود کو متحد کیا اسلامی اخوت ان کی طاقت ثابت ہوئی اور مسلمانان ہند لا الہ کی بنیاد پر پاکستان حاصل کرنے میں کامیاب رہے مگر آج ہم فرقہ واریت کا شکار ہیں لسانی گروہی علاقائی تعصبات ہمارے ہاں پل رہے ہیں ہماری مساجد مسلک کی نمائندہ بن کے رہ گئی ہیں ہم فرقوں میں تقسیم ہو چکے ہیں اسی لئے ہر طرف نفرت کا راج محسوس ہو رہا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسجد مسلمانوں کے لئے بنائی تھی مگر آج مسجد فرقوں کے نام سے پہچانی جاتی ہے۔ یہاں سے مسلمانوں کے خلاف فتوے صادر ہو رہے ہیں ایک دوسرے کو کافر بتایا جا رہا ہے۔ فرقوں کی بنیاد پر قتل ہو رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسجد کو پناہ گاہ بنایا تھا مگر آج نہ مسجد محفوظ ہے نہ نمازی مسجد میں دہشت گردی ہو رہی ہے نمازی مارے جا رہے ہیں ہم اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے کی بجائے نفرت کا شکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر میں مسلمانوں کو بہت بڑی نعمتوں اور وسائل سے نوازا ہے۔ دشمن مسلمانوں میں تفرقہ ڈال کر ان وسائل پر قابض ہونے کا خواہش مند ہے اور مسلمان خواب غفلت میں ہے یہی حال پاکستان کا ہے آج ہماری توپوں کا رخ اپنے ہی مسلمان بھائیوں کی طرف ہے۔ باطل قوتیں اسلام کے خلاف سرگرم ہیں (نعوذ باللہ) کبھی قرآن پاک کو نذر آتش کیا جاتا ہے کبھی ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان میں گستاخی کی جاتی ہے اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خلاف فلم بنائی جاتی ہے اور ایک دشمن ہمیں ثقافتی یلغار سے ختم کرنا چاہتا ہے ہماری تہذیب مٹانا چاہتا ہے ہمارا اسلامی تشخص ختم کرنے کی فکر میں ہے ہمیں فحاشی اور عریانیت کا شکار کر کے ہمیں اسلام سے دور کرنا چاہتا ہے مگر ہم بے خبر ہیں اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کر کے باطل قوتوں کا منہ بند کرنے کی بجائے جذباتی ہو کر اپنی ہی املاک کا نقصان کر بیٹھتے ہیں یہی ہمارا دشمن چاہتا ہے وہ ہمیں ہر میدان میں کمزور دیکھنا چاہتے ہیں کچھ سیکولر قوتیں بھی ہمارے تشخص کو مجروح کرنے کے اقدامات کرتی رہتی ہیں اور ہم مسلمان کو فرقوں میں بانٹ کر نہ جانے کون سی منزل حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ ہمارے تمام مسائل کا حل یکجہتی میں پنہاں ہے یہ کل کی بات ہے جب ہمارے بزرگوں نے متحد ہو کر قادیانیت کا راستہ روکا اور 1973ء کے آئین کو اسلام کی پٹری پر چڑھایا قرآن و سنت کی اہمیت دلائی آئین تو اسلامی ہو گیا مگر جب تک ہم متحد نہیں ہوتے اور افراد کی تربیت کا اسلامی خطوط پر انتظام نہیں کرتے تب تک فرقہ واریت سے جان نہیں چھوٹ سکتی اس لئے مسجد کو مرکزی حیثیت دینا ہو گا ہمارے علماء قوم اور اسلامی دانشوروں کو اس طرف توجہ دینا ہو گی مسجد کو مرکزی حیثیت دے کر ہم نفرت کے الاؤ پر پانی چھڑک سکتے ہیں الیکشن کی آمد آمد ہے اسلامی سوچ رکھنے والے سیاست دانوں کو چاہئے کہ وہ ایک دوسرے کی مساجد میں اپنے اجلاس رکھیں ایک دوسرے کو ملیں تاکہ عام مسلمان جان سکے کہ ہمارا خدا ایک ہے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی ایک ہے قرآن مجید بھی ایک ہے، ہماری منزل بھی ایک ہے پھر ہم ایک دوسرے سے کیوں نفرت کریں اس طرح مسلمانوں میں برداشت پیدا ہو گی رواداری پیدا ہو گی۔ مسجد اللہ کا گھر ہے اسے اللہ کا گھر ہی رہنا چاہئے۔

جواب: ۔ کہ مریضوں کو دم کرنا یوں تو خطرے سے حفاظت کے لیے دم کرنا پیارے پیغمبر ﷺ سے ثابت ہے۔ ایسے تعویزات یا دم کرنے کے لیے کلمات پڑھنا جن میں شرکیہ الفاظ ہوں منع ہیں ۔ قرآن پاک یا پیارے پیغمبر ﷺ کی مقدس احادیث یا بزرگان دین کے مجربہ اعمال سے تعویز دینا پہننا، بالکل جائز ہے۔ تعویزات اور دم ہدیہ طے کر کے کرنا تو درست نہیں ہے البتہ کوئی شخص اپنی خوشی سے کوئی ہدیہ پیش کر دے تو اس کا لینا بالکل جائز ہے۔

﴿چوہدری محمد امین القائم ٹاؤن ملتان﴾

سوال: ۔ ایک صاحب کہہ رہے تھے کہ شادی بیاہوں میں خصوصاً لڑکی کی شادی میں جو دعوت کی جاتی ہے یہ جائز نہیں ہے۔ براہ کرم اس کی تشریح فرما دیں۔

جواب: ۔ لڑکے کی شادی ہو یا لڑکی کی شادی سے پہلے شادی کے بعد دعوت کھلانا ناجائز نہیں ہے۔ البتہ اسراف اور فضول خرچی تو ہر جگہ پر منع ہے ہی۔

﴿راؤ محمد انور﴾

سوال: ۔ ہمارا ایک دوست فوت ہوا ہے جس کے وارثوں میں دو بیٹیاں ایک والدہ ایک بیوی اور دو بہنیں ہیں۔ اس کی جائیداد کس حساب سے تقسیم ہو گی؟

جواب: ۔ متوفی کی بیوی کو آٹھواں حصہ، ماں کو چھٹا حصہ، بیٹی کو تیسرا حصہ، دوسری بیٹی کو تیسرا حصہ باقی جو بچے گا وہ دو ہمشیرگان کو مل جائے گا۔

اشاعت خاص

"مجیب الرحمٰن" کی صفائی دے کر ہمارے بعض دانشور کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟

تحریر خالد بیگ
Kbaig56@yahoo.com
www.truthbykbaig.com

دسمبر کا مہینہ آتے ہی ہمارے ملک میں "امن کی آشا" کا راگ الاپنے والے بعض دانشوروں کی کوشش ہوتی ہے کہ دسمبر 1971 کے حوالے سے تاریخ کو اس انداز سے پیش کیا جائے کہ جس سے مشرقی پاکستان میں بھارتی مداخلت اور مکتی باہنی کے ذریعے مشرقی پاکستان کے باسیوں پر ڈھائے جانے والے بھارتی مظالم پس پشت چلے جائیں اور پاکستان کی نئی نسل کو باور کرایا جاسکے کہ پاکستان کو دولخت کرنے میں بھارت کا کوئی کردار نہیں تھا بلکہ سارا کیا دھرا پاکستان کی سول بیوروکریسی، پاک فوج (جن پر پنجابیوں کا غلبہ تھا) اور پنجاب سے تعلق رکھنے والے چند بااثر جاگیردار سیاستدانوں کا ہے۔ جو بنگالیوں کو انتہائی کمتر سمجھتے تھے۔ تاہم بھارتی خوشنودی کے لئے تاریخ کو مسخ کر کے نوجوان نسل کے سامنے لانے والے ہمارے یہ دانشور بھول جاتے ہیں کہ 1947 سے لے کر 1971 تک پاک فوج کی سینئر کمانڈ کی اکثریت غیر پنجابی اور پاکستان کے صرف ان علاقوں سے تعلق رکھتی تھی جو نسل در نسل فوج کا حصہ چلے آرہے تھے اور انگریز نے بھی اپنے دور اقتدار میں "Marshal Race" قرار دے کر انہیں مخصوص علاقوں کے نوجوانوں کو "برٹش انڈیا آرمی" میں بطور افسر کمشن دیا اور سپاہیوں کو بھرتی کیا۔ بیوروکریسی کا بھی یہی عالم تھا جس میں غالب عنصر غیر پنجابی اور بھارت کی ان ریاستوں سے تعلق رکھتا تھا جہاں مغلوں نے مدارس و تعلیمی درسگاہیں قائم کیں اور انگریزوں نے بھی جدید تعلیم کیلئے اندرون ہند کے انہی شہروں کو منتخب کیا۔ علی گڑھ یونیورسٹی بھی وہیں قائم ہوئی۔

پاکستان فوج کیوں برسر اقتدار آئی، یہ ایک الگ بحث ہے لیکن حقائق مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا ذمہ دار پنجاب، پنجابی فوج، پنجابی بیوروکریسی و سیاستدانوں کو قرار دینے والے ہمارے بھارت نواز دانشوروں، صحافیوں اور ادیبوں کی طرف سے پھیلائے جانے والے ابہام سے مختلف نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ 1947 میں یوم آزادی سے لے کر 1971 تک پاک فوج کا ایک بھی سربراہ پنجاب سے تعلق نہیں رکھتا تھا۔ Gen. Frank Walter، Gen. Douglas D Gracey بعد ازاں جنرل ایوب خان، جنرل موسیٰ اور جنرل یحییٰ۔ یہ سب غیر پنجابی تھے مگر بھارت نے خلیج بنگال میں دو برس بعد آنے والے سمندری طوفان سے متاثرہ مشرقی پاکستان میں ہندو اساتذہ، اخبار مالکان، ہندو تاجروں و صنعت کاروں کے ساتھ مل کر منصوبہ بندی کے تحت مشرقی پاکستان کی پسماندگی کا ذمہ دار مغربی پاکستان خصوصاً پنجابیوں کو ٹھہرایا۔ جسے تقویت دینے کیلئے صوبہ سرحد میں غفار خان، سندھ میں بعض قوم پرست وڈیرے اور بلوچستان کے چند سردار پہلے ہی تیار بیٹھے تھے۔ جنہوں نے مشرقی پاکستان کے باسیوں میں پہلے محرومیت کا احساس اجاگر کیا جسے بعد ازاں نفرت میں تبدیل کر دیا گیا اور اب یہی کام ہمارے بھارت نواز دانشور دو قومی نظریے کے مخالفت کے نام پر یہاں سرانجام دے رہے ہیں۔

کچھ صحافی اور مذہب بیزار ادیب و دانشور تو منصوبہ برائے "امن کی آشا" کے خفیہ مقاصد کو بروئے کار لاتے ہوئے عقل و شعور کے ساتھ بھارت کا Soft Image اجاگر کرتے ہیں لیکن بدقسمتی ہے میڈیا سے منسلک بہت سے حضرات و خواتین از خود تحقیق کا تردد کرنے کی بجائے "مخصوص لابی" کے موقف کو سچ مان کر اسے من و عن آگے پھیلانے میں مصروف ہیں۔ گوسنی سنائی بات کو آگے پھیلانا انسان کی فطری کمزوری ہے لیکن یہ بھی تو سوچیے کہ اگر اس طرح تاریخ مسخ کر کے پروپیگنڈے پر مبنی واقعات کو بطور تاریخ لکھا اور پھیلایا جائے گا تو قوم پر اس کے کتنے منفی اثرات مرتب ہوں گے۔

یہاں معروف بیوروکریٹ قدرت اللہ شہاب کی کتاب "شہاب نامہ" میں "اقبال جرم" کے عنوان سے لکھے گئے "پیش لفظ" میں ان کا صحافی برادری سے شکوہ یاد آرہا ہے۔ وہ لکھتے ہیں "جب رائٹرز گلڈ قائم ہوا تو کچھ نے یہی سمجھا کہ میں نے ترپ کی چال چل کر ادیبوں اور دانشوروں کے تمام انڈے صدر ایوب کی جھولی میں ڈال دیے ہیں۔ سرکاری درباری حلقوں کی ضد تھی کہ صدر ایوب کے اعتماد کا فائدہ اٹھا کر یہ ادارہ "سرخوں" کی کمین گاہ کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔ جب "پاکستان ٹائمز"، "امروز" اور "لیل و نہار" پر حکومت نے زبردستی قبضہ جمایا، اسے بھی میرے ذہن کا نتیجہ قرار دیا گیا۔ 1963 کے بدنام زمانہ پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈیننس کا نفاذ بھی میرے ہی کھاتے میں ڈالا گیا۔ علیٰ ہذا القیاس، مجھے توقع تھی کہ صحافی برادری جو بڑے بڑے "سکوپ" لے اڑنے میں مہارت رکھتی ہے ان میں کوئی صاحب دل میرے سر تھوپے ہوئے الزامات کی تحقیق و تفتیش کرنے کی زحمت بھی اٹھائے گا۔ یہ امید نقش بر آب ثابت ہوئی۔ الٹا بھیڑ چال کی صورت میں بہت سے حضرات بلا چوں و چراں یہی الزامات دہراتے رہے۔ اس صورتحال کے پیش نظر یہ کتاب لکھنے کا ارادہ پختہ ہو گیا۔ اس کا مقصد اپنی بریت اور معصومیت کا ڈھول پیٹ کر نمبر بڑھانا نہیں، فقط حقائق کے ریکارڈ کو صاف کرنا مقصود ہے"

قارئین کچھ اسی طرح کی بھیڑ چال کی صورتحال سے قوم 1971 میں سقوط ڈھاکہ کے حقائق کے حوالے سے دوچار ہے۔ ایک تلخ حقیقت تو یہ ہے کہ ہمارا مشرقی بازو ہم سے الگ ہو گیا۔ دوسری تلخ حقیقت یہ ہے کہ ہماری فوج کو دشمن کے آگے ہتھیار پھینک کر شکست کی ذلت سے دوچار ہونا پڑا لیکن اس کی وجوہات اور پاکستان توڑنے کیلئے بیرون و اندرون خانہ کی جانے والی سازشوں کو آج تک سامنے نہیں لایا جاسکا اور نہ ہی ذمہ داروں کے تعین کی جسارت کی گئی، ہاں البتہ بنگالی پاکستانیوں کی نسل کشی، لاکھوں انسانوں کے قتل عام اور ان کی خواتین کی آبرو ریزی جیسے الزامات لگا کر مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا سارا الزام پاک فوج اور پاک فوج میں موجود پنجابیوں پر لگا دیا گیا۔ جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔

(جاری ہے)

شیخ مجیب الرحمٰن کا خاندان سمیت اپنی ہی فوج کے ہاتھوں مارا جانا ایک بہت بڑا سوالیہ نشان ہے

DEAR BANGLADESHI'S
SORRY FOR71.GENOCIDE
FROM PAKISTANI MEDIA AND LAWYERS

چند پاکستانی دانشور اور وکیل ڈھاکہ کی سڑک پر 1971ء میں بنگالیوں کی نسل کشی پر بنگلہ دیشی عوام سے معافی مانگ رہے ہیں

RATUK NGWANG بھی بریگیڈیئر جنہوں نے پہلی بار مکتی باہنی کے نام پر مشرقی پاکستان میں بھارتی مداخلت کے علاوہ پاک فوج سے لڑنے کا اقرار کیا ہے

جنوری 1972ء میں بنگلہ دیشی فوجی سرعام غیر بنگالیوں کو سنگینوں کے ساتھ قتل کر رہے ہیں

خود فریبی سی خود فریبی ہے!

سید ذیشان حیدر
www.syedzishanhyder.com

بچپن میں دادی جان کی اکثر خود ساختہ کہانیوں میں "کالا جن" ہوا کرتا تھا۔ ہم شام ڈھلتے ہی اسی سے خوف زدہ ہو کر گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ چڑھے دن میں بھی اگر کوئی معمولی "تخریبی کاروائی" آس پاس کے محلے میں ہوتی تو دادی جان کا روایتی بیان ہوتا کہ یہ سب کالے جن نے کروایا ہے۔ اس کالے جن سے ہماری دشمنی اور ہم سے اس کی دشمنی کا سبب مگر دادی جان نہیں بتایا کرتی تھیں کیونکہ دشمنی کا سبب بتانے میں منطق درکار ہوتی ہے۔ جبکہ بچے منطق سے زیادہ جذبات پر دھیان دیتے ہیں۔ لہٰذا جب منطق پر جذبات حاوی ہو جائیں تو دشمن کی دشمنی کا سبب تلاش کرنا ذرا مشکل ہے۔ ہم بھی شاید من الحیث القوم دادی جان کی گود میں لیٹے اسی بچے کی مانند ہیں جو روایتی بیانات کو جذبات کی کسوٹی پر پرکھتا ہے اور پھر من و عن تسلیم بھی کر لیتا ہے۔

ہمیشہ ایک روایتی بیان سامنے آتا ہے کہ یہ دہشت گردی کے خلاف جاری جنگ ہماری نہیں ہے۔ ڈھکے چھپے الفاظ میں کچھ لوگ اسے امریکہ کی جنگ کہتے ہیں تو کچھ لوگ جان کی امان پا کر اسے عربی اور فارسی ملک کی جنگ کہتے ہیں۔ مگر توجہ طلب بات یہ ہے کہ مرتے بھی مسلمان ہیں اور مارنے والے بھی مسلمان ہیں۔ اور شہادت بے چاری کنفیوژن کا شکار ہے۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ آرمی چیف نے چودہ اگست کی تقریر میں بہ بانگ دہل دہشت گردی کے خلاف جنگ کو واضح طور پر پاکستان کی اپنی جنگ قرار دے دیا۔ آرمی چیف نے دہشت گردوں کے نظریات اور اس معاملے میں قومی اتفاق رائے کی اہمیت واضح طور پر بیان کر دی تھی۔ مگر نہ جانے کیوں ہم مزید کسی فتوے کے انتظار میں ہیں۔

انتہائی حیران کن بات ہے کہ پاکستان میں ہم دہشت گردی کی تاریخ کو 9/11 سے منسوب کر دیتے ہیں۔ اگر 80 اور 90 کی دہائی کے اخباروں کا مطالعہ کریں تو دہشت گردی کے واقعات اسی شدومد کے ساتھ جاری تھے۔ اس زمانے اور 9/11 کے بعد کے وقت میں فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے دہشت گردی شیعہ اور سنی ہونے کی بنیاد پر مخصوص افراد اور عبادت گاہوں تک محدود تھی اور اب اس کا نشانہ پاک فوج، پولیس اور دیگر حکومتی عہدیداران تک پھیل گیا ہے۔ ذرا غور کریں کہ پہلے ان سرکاری اداروں کو نشانہ کیوں نہیں بنایا گیا؟ اسکی وجہ سرکاری اداروں کی دہشت گردی کے خلاف غیر مربوط پالیسی تھی۔ مبینہ طور پر سیکورٹی ادارے چند شدت پسند عناصر کو کشمیر اور افغانستان میں استعمال کرنے کی غرض سے پشت پناہی بھی کر رہے تھے اسی وجہ سے سرکار اس فتنے سے بچی ہوئی تھی۔ نتیجتاً یہ ناسور پاکستان کی جڑوں تک پھیل گیا۔ اس حقیقت کی طرف ایک سابق ڈی جی ایف آئی اے نے حال ہی میں سینٹ کی کمیٹی میں اپنا بیان قلمبند کروایا ہے۔ اسی طرح پاکستان کی سیکورٹی پالیسی کو از سر نو تشکیل دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ سویلینز پر مشتمل مسلح گروہ تیار کرنا اور ان کی پشت پناہی کرنا اور ملک کے اندر یا باہر قومی مفاد کے نام پر استعمال کرنا ایک غلطی ثابت ہو چکا ہے۔ مسلح کاروائی قطعاً سویلینز کا کام نہیں۔ یہ کام صرف ریاستی اداروں کا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ آج بھی قبائلی علاقوں میں امن لشکر تشکیل دیا جا رہا ہے۔ جبکہ یہ کام سرحدوں پر پاک فوج اور سرحدوں کے اندر پولیس کا ہے۔ اگر یہ بات ہم اب بھی نہ سمجھے تو کیا کل اس امن لشکر کے خلاف ایک اور لشکر تشکیل دیا جائے گا؟

ہم دوسری طرف سیاسی انتشار کے ساتھ ساتھ فرقہ واریت میں بھی الجھے ہوئے ہیں۔ صرف یہ کہہ دینا کہ شیعہ سنی میں کوئی اختلاف نہیں میرے نزدیک ایک روایتی بیان ہے۔ کیونکہ اگر اختلاف نہیں تو پھر فرقے الگ الگ کیوں ہیں؟ سب سے پہلے تو یہ تسلیم کرنا ہو گا کہ اختلافات موجود ہیں۔ مگر ان اختلافات کو بنیاد بنا کر ایک دوسرے کو گزند پہنچانا سراسر جاہلانہ فعل ہے۔ جب تک ہم اختلافات کو تسلیم نہیں کریں گے، ہم میں برداشت اور درگزر کے سنہری اصول پنپ نہیں پائیں گے۔ ہم خود بھی جھوٹ بولتے ہیں اور اپنے ارد گرد کے افراد کو بھی ابہام زدہ ہونے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ میرے خیال میں میڈیا اور ہمارے مذہبی سکالرز کا کردار اب بہت اہم ہو چکا ہے ان کو چاہیے کہ عوام کو سمجھائیں کہ ایک دوسرے کے مسلک کو برداشت کیے بغیر امن و امان قائم کرنے کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو پائے گا۔

آئینی طور پر اسلامی جمہوریہ پاکستان ایک جمہوری مملکت ہے۔ جو افراد یا گروہ جمہوریت کو غیر شرعی یا اسلامی اقدار کے منافی قرار دے کر ملک میں اپنی پسند کا نظام حکومت قائم کرنے کیلئے مسلح فساد برپا کرتے ہیں وہ قطعی طور پر آئین پاکستان کی تضحیک کرتے ہیں۔ جمہوریت وہ واحد طرز حکومت ہے جو ہر شہری کو مساوی حقوق دیتا ہے اور ہر شہری کی عزت نفس کا محافظ ہے۔ چاہے آپ پڑھے لکھے ہوں یا ان پڑھ، دیہاتی ہوں یا شہری، تاجر ہوں یا ملازمت پیشہ، جمہوری نظام آپ کو ایک ہی صف میں لا کھڑا کرتا ہے۔

مجموعی طور پر ہم بحیثیت قوم بلوغت تک نہیں پہنچ پائے ہیں۔ لہٰذا اسلام کے نام پر کئے جانے والے جمہوریت دشمن جذباتی پراپیگنڈہ پر یقین کر لیتے ہیں۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ اسلام افراد کو تولنے کی تلقین کرتا ہے نا کہ گننے کی۔ مگر یہ تعین کون کرے گا کہ کون بہتر انسان ہے؟ اور کون بہتر نہیں ہے؟ اب بہترین شخص کے انتخاب کیلئے دوبارہ ہمیں جمہوریت کی طرف ہی لوٹنا ہو گا۔ جس فرد کو زیادہ لوگوں کا اعتماد حاصل ہو وہی فرد بہترین تصور کیا جاسکتا ہے۔ ہمارے ہاں ایک تاثر یہ بھی پایا جاتا ہے کہ ہمیشہ ہمارے حکمران نااہل ہی کیوں ثابت ہوتے ہیں؟ اس کی وجہ بہت سادہ ہے کہ ہم غلط افراد کو منتخب کرتے ہیں سو ہمیں قصور سراسر ہماری ترجیحات کا ہے۔ آج ہم اپنی ترجیحات درست کر لیں کل ہمارے حکمران بھی بہترین ہوں گے۔ اکثر لوگوں کے نزدیک تو یہ پورا نظام ہی خراب ہے اسی وجہ سے وہ ووٹ بھی ڈالنے کے حق میں نہیں۔ انتخابی عمل سے مایوسی ظاہر کرنے والے حضرات کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ان کا انتخابی حلقہ نمبر کیا ہے یا کتنے انتخابی امیدوار ان کے حلقے میں موجود ہیں۔

(باقی اندرونی صفحہ پر)

ڈیزائننگ: یونس جاوید

قائداعظم اور مولانا اشرف علی تھانوی



ڈاکٹر صفدر محمود

ایک کالم نگار نے اپنے کالم میں لکھا ہے ”روایت ہے مولانا اشرف علی تھانوی کا بھیجا ہوا علماء کا ایک وفد قائداعظم کی خدمت میں پہنچا اور ملاقات میں دو نکات پر زور دیا۔ اول سیاست اور مذہب اور دوم جھکتے ہوئے کہا کہ اگرچہ ذاتی بات ہے مگر انہیں نماز پڑھنی چاہیے۔“ پہلی بات تو یہ ہے کہ مستند روایت نہیں بلکہ مستند واقعہ ہے اور تاریخ کا حصہ ہے۔ میں نے 2001ء میں محترم ارشاد احمد حقانی مرحوم سے قلمی بحث میں اسکا حوالہ دیا تھا اور پھر افتخار احمد کے ساتھ یوم قائداعظم کے حوالے سے ٹی وی پروگرام ”جوابدہ“ میں بھی عرض کیا تھا کہ قائداعظم کی مذہبی تربیت مولانا اشرف علی تھانوی کی ہدایت پر انکے ساتھیوں اور خواہر زادوں نے کی تھی جن کی قائداعظم سے طویل ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ ان ملاقاتوں کا نتیجہ تھا کہ انگلستان سے واپسی کے بعد قائداعظم کی تقریریوں پر واضح مذہبی رنگ نظر آتا ہے، ان کی تقریروں میں جابجا اسلام کے حوالے ملتے ہیں، خدا کے سامنے جوابدہی کے خوف کا خوف طاری ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ قائداعظم کی تقاریر کو بغور پڑھنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ 1934ء کے بعد انکے نظریات میں ایک واضح تبدیلی نظر آتی ہے، مذہب کی جانب جھکاؤ محسوس ہوتا ہے اور انکے تصور قومیت اور سیاست میں بنیادی ارتقا دکھائی دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ قائداعظم کوئی مذہبی شخصیت نہیں تھے اور نہ ہی علامہ اقبال کی مانند انکی مذہبی تربیت ہوئی تھی۔ وہ ایک کھرے اور سچے مسلمان تھے اور اسلام کی تعلیمات میں یقین رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے طور پر اسلامی نظام، سیرت نبوی اور قرآن حکیم کا گہرا مطالعہ کیا تھا جس کے حوالے انکی تقاریر میں جابجا ملتے ہیں۔ وہ قرآن حکیم پر غور وفکر کرتے تھے اور انکی گواہی نہ صرف منیر احمد منیر کی کتاب ”دی گریٹ لیڈر“ کے عینی شاہدین دیتے ہیں بلکہ جنرل محمد اکبر کی کتاب ”میری آخری منزل“ سے بھی ملتی ہے۔ گنتی کے مطابق قائداعظم نے قیام پاکستان سے قبل 101 دفعہ اور قیام پاکستان کے بعد چودہ دفعہ اس عزم کا اعادہ کیا کہ پاکستان کے آئینی ڈھانچے اور نظام کی بنیاد اسلامی اصولوں پر رکھی جائے گی اور انہوں نے یہ بات تو کئی بار کہی کہ ”قرآن مجید“ ہمارا رہنما ہے۔ حتیٰ کہ سٹیٹ بینک کی افتتاحی تقریر میں بھی اسلامی اصولوں کی بنیاد پر اقتصادی نظام تشکیل دینے کی آرزو کا اظہار کیا۔ مجموعی طور پر قائداعظم پاکستان کو اسلامی جمہوری اور فلاحی ریاست بنانا چاہتے تھے مذہبی ریاست ہرگز نہیں کیونکہ اسلام میں تھیوکریسی کا کوئی تصور موجود نہیں۔ افسوس تو اس بات پر ہوتا ہے کہ ہمارے سیکولر دانشوروں نے قائداعظم کی تقاریر کو پڑھا ہی نہیں اور نہ ہی انکی روح کو سمجھا ہے وہ فقط چند ایک تقاریر پڑھ کر اپنا مطلب نکال لیتے ہیں اور اس پہلو پر غور کرنے کی زحمت نہیں فرماتے کہ وقت گزرنے کے ساتھ کب اور کیسے قائداعظم کے نظریات میں تبدیلی آتی گئی اور انہوں نے مسلمانوں کے حوالے سے ”اقلیت“ سے ”قومیت“ تک کا سفر کیسے طے کیا۔ اقبال کا فکری ارتقاء بھی اسی حقیقت کی غمازی کرتا ہے۔ اسلام مخالف اور دین بیزار حضرات قائداعظم کو سیکولر ثابت کرتے رہتے ہیں اور انکے علم کا حال یہ ہے کہ وہ اکثر دعوے کرتے پائے جاتے ہیں کہ قائداعظم نے کبھی پاکستان کو اسلامی مملکت بنانے کا اعلان نہیں کیا۔ یہ سطحیت کی حد ہے کیونکہ قائداعظم نے فروری 1948ء میں امریکی عوام کے نام براڈ کاسٹ میں پاکستان کو ”پریمیر اسلامک اسٹیٹ“ قرار دیا تھا۔ (بحوالہ قائداعظم کی تقاریر، جلد چہارم صفحہ 1064، تدوین خورشید یوسفی)۔ البتہ سیکولر کا لفظ کبھی انکی زبان سے نہیں نکلا۔ قائداعظم کے نظریات کیا تھے اور وہ پاکستان کو کیسی ریاست بنانا چاہتے تھے۔ یہ میرا ذاتی مسئلہ نہیں لیکن دین بیزار حضرات اس حوالے سے جب قائداعظم کو مولوی محمد علی جناح کہتے ہیں اور مجھ پر پھبتی کستے ہیں تو میں محظوظ ہوتا ہوں اور دعا مانگتا ہوں کہ اللہ انہیں قائداعظم کی تقاریر پڑھنے کی توفیق دے۔ رہا آج کا پاکستان تو وہ نہ اسلامی ہے نہ جمہوری ہے اور نہ ہی فلاحی ہے بلکہ آمریت اور جمہوریت کا ملغوبہ رہا ہے جہاں اقتدار اور سیاست پر دولت کی اجارہ داری ہے، نیم خواندہ، نظریاتی منطق اور ہوس زدہ طبقے چھائے ہوئے ہیں اور عوام کے نام پر عوام کیلئے بنائے گئے پاکستان میں عوام پس رہے ہیں۔

بات چلی تھی مولانا اشرف علی تھانوی اور قائداعظم کی مذہبی تربیت کے حوالے سے اور قدرے دور نکل گئی۔ اس ضمن میں منشی عبدالرحمٰن خان مرحوم کی کتاب ”تعمیر پاکستان اور علمائے ربانی میں“ تفصیل سے موجود ہے اور پڑھنے کے لائق ہے۔ منشی عبدالرحمٰن مرحوم نے بڑی محنت اور تحقیق سے مواد جمع کیا ہے اور قائداعظم کے حوالے سے ان گوشوں پر روشنی ڈالی ہے جن کا ذکر نہ ہماری تحریک پاکستان پر لکھی گئی کتابوں میں ملتا ہے اور نہ ہی مغربی سکالرز قائداعظم کی سوانح لکھتے ہوئے انہیں قابل توجہ سمجھتے ہیں کیونکہ یہ انہیں ”سُوٹ“ نہیں کرتا۔ آج کا نوجوان تو یہ بھی نہیں جانتا کہ مولانا اشرف علی تھانوی بہت بڑے سکالر، مفسر قرآن اور سیرت نبویؐ کے عظیم مصنف اور بڑی روحانی شخصیت تھے۔ ایسی شخصیت کا مسلمانوں کے مستقبل کے بارے میں متفکر رہنا قابل فہم ہے۔ مولانا شبیر علی تھانوی کی روئیداد تبلیغ“ کا حوالہ دیتے ہوئے منشی عبدالرحمٰن مرحوم نے لکھا ہے ”حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی دوپہر کا کھانا نوش فرما کر قیلولہ کیلئے خانقاہ میں تشریف لائے اور مجھے آواز دی، حاضر ہوا تو حضرت متفکر تشریف فرما تھے (یہ مئی 1938ء کا واقعہ ہے) اس زمانہ تک قرارداد پاکستان منظور نہیں ہوئی تھی مگر کانگرس اور ہندوؤں کی ذہنیت بے نقاب ہو چکی تھی۔ حضرت نے دو تین منٹ کے بعد سر اٹھایا اور ارشاد فرمایا ”میاں شبیر علی ہَوا کا رُخ بتا رہا ہے کہ لیگ والے کامیاب ہو جائیں گے اور بھائی جو سلطنت ملے گی وہ ان ہی لوگوں کو ملے گی جن کو آج ہم فاسق فاجر کہتے ہیں۔ مولویوں کو تو ملنے سے رہی۔ لہٰذا ہم کو یہ کوشش کرنا چاہئے کہ یہی لوگ دیندار بن جاویں۔ آجکل کے حالات میں اگر سلطنت مولویوں کو مل بھی جاوے تو شاید چلا نہ سکیں گے۔ ہم کو تو صرف یہ مقصود ہے جو سلطنت قائم ہو وہ دیندار اور دیانتدار لوگوں کے ہاتھ میں ہو اور بس......“ میں نے ارشاد سُن کر عرض کیا کہ پھر تبلیغ نیچے کے طبقہ سے شروع ہو یا اوپر کے طبقہ یعنی خواص سے۔ اس پر ارشاد فرمایا کہ اوپر کے طبقہ سے کیونکہ وقت کم ہے اور خواص کی تعداد بھی کم ہے۔ اگر خواص دیندار بن گئے تو انشاءاللہ عوام کی بھی اصلاح ہو جائے گی۔ اس پس منظر اور اس جذبے کے تحت مولانا اشرف علی تھانوی نے ایک وفد ترتیب دیا۔ نواب محمد اسماعیل کے ذریعے قائداعظم سے ملاقات کا انتظام کیا جس کا احوال اگلے کالم میں بیان کروں گا انشاء اللہ! فی الحال اتنا ذہن میں رکھیں کہ نواب محمد اسماعیل مسلم لیگ کے سرکردہ لیڈر تھے اور دسمبر 1947ء میں جب مسلم لیگ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا اور ہندوستان کیلئے انڈیا مسلم لیگ بنائی گئی تو نواب اسماعیل اسکے پہلے صدر تھے۔ (جاری ہے)

NAWA-I-WAQT

نوائے وقت

اشاعتِ خاص

روکھی سوکھی کھا ٹھنڈا پانی پی
غیرت مند قوم کا فرد بن کر جی!









اسلام آباد طیارہ حادثہ

اجل 127 بدنصیبوں کی زندگیاں چھین لے گئی

کاغذ کے پھول سر پہ سجا کر چلی حیات
نکلی برون شہر تو بارش نے آلیا

اسلام آباد کا نواحی گاؤں حسین آباد جلی کٹی نعشوں سے اٹ گیا، ہر طرف انسانی ہڈیاں اور گوشت کے لوتھڑے

27 سال اور اس سے بھی زیادہ کے پرانے جہاز پاکستانیوں کی قسمتوں سے کب تک کھیلتے رہیں؟ تفصیلات جاننے کے بعد شہریوں کے تاثرات

کراچی سے پشاور تک شہیدوں کے عزیز اور رشتے دار تڑپ اٹھے، بوڑھے والدین، بھائی، بہن اور بچے ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے رہے

تحقیقاتی رپورٹ آنے تک کچھ نہیں کہا جاسکتا، ماہرین: پائلٹ کو خراب موسم دیکھ کر واپس لوٹ جانا چاہیئے تھا

سے قبل ہی آگ لگی ہوئی تھی۔ حادثہ پر امدادی کارروائیوں کے دوران تعمیراتی کاموں میں استعمال ہونے والی ریڑھیوں پر ہلاک شدگان کے اعضاء اور سامان لے

مسافر کا ہینڈ بیگ پاؤں تلے آتا اور کبھی گوشت کا لوتھڑا دکھائی دیتا۔ "سر آگے مت آئیں"۔ اندھیرے میں گاؤں سے کچھ دور کھیت میں سے یہ آواز آئی تو رک گیا۔ دور کھڑے فوجی جوان سے وجہ پوچھی تو وہ کچھ نہ بولا بس ہاتھ میں پکڑی ٹارچ کی روشنی ایک جانب پھینک دی۔ کھیت میں گندم کٹ چکی تھی اور کٹی ہوئی فصل کی

آباد ایئر پورٹ کے قریب ہونے کے باعث حادثے کی اطلاع ملتے ہی فوری طور پر جائے حادثہ کی جانب روانہ ہوگئی۔ جائے حادثہ کی طرف جانے والے علاقے کو عام ٹریفک کے لیے بند کر دیا گیا تھا اور فوج کی بیشتر گاڑیاں اس جانب جا رہی تھیں۔ جہاز کے زمین پر گرنے سے بجلی کے تار ٹوٹ گئے جس کی وجہ سے

حادثہ کے قریب واقع گھروں سے خواتین اور بچوں کو وہاں سے قدرے فاصلے پر منتقل کر دیا گیا تھا۔ عینی شاہدین نے بتایا کہ یہ جہاز تین بار زمین سے ٹکرایا اور پھر بلند ہوا اور اس کے بعد مکانوں سے ٹکرایا۔ ایک عینی شاہد محمد ساجد نے بتایا کہ وہ اپنے گھر کی جانب جا رہے تھے کہ انہوں نے جہاز کو زمین کے انتہائی قریب آتے

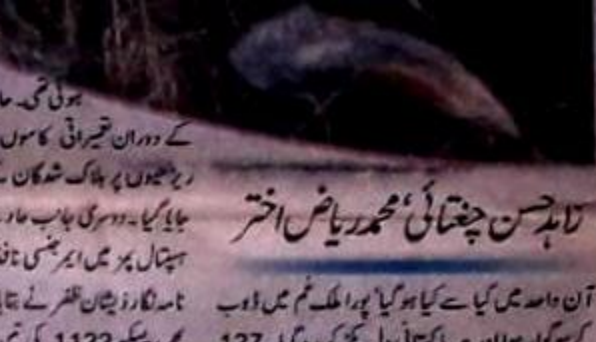
سال بعد حادثہ پیش آیا ہے۔ پاکستان میں آخری فضائی حادثہ کراچی میں اٹھائیس نومبر دو ہزار دس کو ہوا تھا جس میں ایک چھوٹا طیارہ کراچی کے قریب گر کر تباہ ہوا تھا اور اس حادثے میں بارہ افراد مارے گئے تھے۔ بین الاقوامی فضائی حادثوں اور ہنگامی مواقع پر نظر رکھنے والے نجی دفتر، 'ائر کرافٹ کریشز ریکارڈ آفس' کے مطابق اس حادثے سے قبل پاکستان میں پینتیس ایسے حادثے ہوئے جن میں سات سو پانچ افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ پاکستان کی فضائی تاریخ کا سب سے جان لیوا حادثہ بھی اسلام آباد کے قریب ہی اٹھائیس جولائی دو ہزار دس کو پیش آیا تھا جب ایئر بلیو کی ایک سو باون افراد سے بھری ائر بس تین سو اکیس مارگلہ کی پہاڑیوں سے جا ٹکرائی تھی۔ اس سے قبل دس جولائی سن دو ہزار چھ کو سرکاری ہوائی کمپنی پاکستان انٹرنیشنل ائر لائن کا فوکر طیارہ ملتان ائر پورٹ سے اڑان بھرنے کے کچھ دیر بعد ہی گر کر تباہ ہو گیا تھا۔ اس میں پینتالیس افراد ہلاک ہوئے جن میں ہائی کورٹ کے دو جج، فوج کے دو بریگیڈیئر اور بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی شامل تھے۔ بین الاقوامی فضائی حادثوں اور ہنگامی مواقع پر نظر



تصاویر: سہیل ملک، ایم جاوید، سجاد حیدر



حسن چغتائی، محمد ریاض اختر



زاہد حسن چغتائی، محمد ریاض اختر

آن واحد میں کیا سے کیا ہو گیا پورا ملک غم میں ڈوب کر سوگوار ہوا اور ہر پاکستانی دل پکڑ کر رہ گیا۔ 127 افراد کی المناک ہلاکت پاکستان کی تاریخ کا المناک واقعہ ہے۔ شام کا وقت تھا لوگ نماز مغرب کی تیاری کر رہے تھے کہ پورا ملک دکھوں کی اتھاہ وادی میں گم گیا وہ جن کے پیارے اس دردناک حادثے کا شکار ہوئے وہ تو خون کے آنسو رو ہی رہے تھے اور وہ جن کے تمام رشتے انسانی اور ہم وطنی تھے بھی دل تھام کر رہ گئے ان کو بھی چپ لگ گئی تھی۔ یقیناً یہ ایک اجتماعی دکھ تھا جس کی کسک بھی اپنے اور پیارے محسوس کر رہے تھے۔ یہ حادثہ نجی ایئر لائن کمپنی بھوجا ایئر کے جہاز کو جمعہ کی شام پیش آیا۔ بی ایچ او-213 بوئنگ 737 طیارہ کراچی سے اسلام آباد آ رہا تھا اس میں ایک سو اکیس مسافر اور عملے کے چھ ارکان سوار تھے۔ یہ طیارہ اسلام آباد کے نواح میں تھانہ کورال کے علاقے حسین آباد میں آبادی پر گر کر تباہ ہوا۔ حادثے کے بعد جہاز کا ملبہ اور لاشیں بڑے علاقے میں پھیل گئیں۔ حادثے کے کچھ دیر بعد ہی امدادی کارکن اور فوج کی ٹیمیں بھی جائے حادثہ پر پہنچ

...تک ہی آگ تھی ہوئی تھی۔ حادثہ پر امدادی کارروائیوں کے دوران تعمیراتی کاموں میں استعمال ہونے والی ریڑھیوں پر ہلاک شدگان کے اعضاء اور سامان لے جایا گیا۔ دوسری جانب حادثے کے بعد اسلام آباد کے ہسپتال پمز میں ایمرجنسی نافذ کر دی گئی۔ پمز میں موجود نامہ نگار زیشان ظفر نے بتایا کہ پہلے پولیس موبائل اور پھر ریسکیو 1122 کی تین ایمبولنسیں ہسپتال پہنچیں ہیں جن سے گٹھڑیوں میں بندھے انسانی اعضاء اتارے گئے۔ ہسپتال میں موجود ایک شخص خالد نے بتایا کہ ٹی وی پر خبر آئی اور ہم لوگ ساری کیلی سڑک پر نکل آئے ہیں۔ کوئی کورال چوک پر کھڑا ہے تو کوئی ہوائی اڈے پر۔ کوئی کسی ہسپتال میں ہے کوئی ہائی وے پر کھڑا ہے۔ اب تک ہمارے آپس میں تمام رابطے ختم ہو گئے ہیں۔ ہمیں کسی قسم کی کوئی انفارمیشن نہیں مل رہی۔ پمز میں ہی موجود مولانا عبدالمجید ہزاروی کا کہنا تھا کہ میرا چوبیس سالہ بھتیجا عثمان رشید واپس آ رہا تھا۔ ہمارے عزیز دوسرے ہسپتالوں میں بھی ہیں۔ کوئی رہنمائی کرنے والا نہیں ہے۔ ہم پہلے جائے وقوعہ کی طرف گئے لیکن وہاں بہت رش تھا۔ وہاں سے ہمیں ایئر پورٹ بھیجا گیا۔ وہاں بھی کوئی بتانے والا نہیں تھا۔ اب یہاں آئے ہیں کوئی بتانے والا نہیں ہے۔ ہمارے عزیز پولی کلینک، بینظیر ہسپتال، پمز، ملٹری ہسپتال اور دیگر ہسپتالوں میں گئے ہیں۔ خیال رہے کہ بھوجا ایئر لائن نے اپنے آپریشن

بدقسمت لواحقین کی بے بسی کا عالم دیدنی، ہر شخص آسمان کی جانب دیکھ کر اپنے پیاروں کیلئے دعا گو تھا

آن واحد میں پورا ملک سوگوار ہو گیا، حادثہ کیسے ہوا؟ کون لوگ ذمہ دار ہیں؟ لوگ سوالیہ نگاہوں سے ٹی وی دیکھتے رہے

پاکستان کی تاریخ کی ایک بدقسمت گھڑی آئی اور سینکڑوں گھروں میں صف ماتم بچھا کر گزر گئی لوگ دھاڑیں مار کر رونے لگے

گوشت کے لوتھڑوں کی گٹھڑیاں لوگوں کو خون کے آنسو رلاتی رہیں انسان کی حقیقت کے بہت ہی المناک مناظر دیکھنے میں آئے

گئیں اور علاقے کو گھیرے میں لے لیا۔ جائے حادثہ پر ہی موجود فوج کی امدادی ٹیم کے افسر نے صحافیوں سے باتیں کرتے ہوئے بتایا کہ امدادی آپریشن میں فوج کے علاوہ ریسکیو 1122، رینجرز، پولیس، سول انتظامیہ کے اہلکار حصہ لے رہے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ اب تک ایک سو دس افراد کے اعضاء جمع کر لیے گئے ہیں اور امدادی کام ساری رات جاری رہنے کا امکان ہے۔ طیارہ پانچ بج کر پانچ منٹ پر کراچی سے روانہ ہوا تھا اور چھ بجکر چھیالیس منٹ پر حادثے کا شکار ہو گیا۔ انہوں نے بتایا کہ مکمل کلیئرنس کے بعد ہی اس طیارے کو روانگی کی اجازت دی گئی تھی اور حادثے کی وجوہات جاننے کے لیے تحقیقاتی ٹیم جائے وقوعہ پر پہنچ گئی ہے۔ حادثے کے بعد امدادی کارکن اور فوج کی ٹیمیں بھی جائے حادثہ پر پہنچ گئیں جب طیارہ تباہ ہوا اس وقت اسلام آباد اور اس کے گرد و نواح میں طوفانی بارش جاری تھی اور تیز ہوائیں چل رہی تھیں۔ حادثے کے ایک عینی شاہد محمد ساجد کا کہنا ہے کہ جہاز کے بائیں انجن میں دھماکہ ہوا جس کے بعد جہاز زمین پر گرا۔ ان کا کہنا ہے کہ جب وہ جائے حادثہ پر پہنچے تو بیشتر مسافروں کی آدھی ادھوری لاشیں سیٹوں سے بندھی ہوئی تھیں جبکہ کچھ لاشیں جائے حادثہ کے آس پاس واقع گھروں میں بھی گریں۔ اس حادثے میں تین گھروں کو نقصان پہنچا ہے۔ ان میں سے ایک گھر کی رہائشی مسرت بی بی کا کہنا ہے کہ وہ حادثے کے وقت چھت پر تھیں اور طیارے میں گرنے

دوبارہ اسی سال شروع کیے تھے اور کراچی سے اسلام آباد اس ایئر لائن کی پہلی پرواز تھی۔ حادثے کا شکار ہونے والے طیارے کی کمپنی بھوجا ایئر لائن کے ڈائریکٹر جاوید اسحاق جب ایئر پورٹ پر پریس کانفرنس کرنے پہنچے تو مسافروں کے رشتے دار مشتعل ہو گئے، جس کے باعث وہ میڈیا سے بات نہیں کر سکے۔ تاہم انہوں نے بتایا کہ بھوجا ایئر کی ایک خصوصی پرواز چلائی جا رہی ہے، جو ہر خاندان کے ایک فرد کو اسلام آباد لے کر جائے گی۔ فضائی حادثہ اتنا ہی بے رحم ہوتا ہے۔ اس بات کا اندازہ تو تھا لیکن جب حسین آباد گاؤں اور اس سے متصل کھیتوں میں لوگوں کے اعضاء بکھرے دیکھے تو بات سمجھ میں نہیں آئی کہ انسانی جسم کے اتنے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیسے ہوئے اور کیوں بکھر گئے۔ حسین آباد اسلام آباد کے مضافات میں ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اس چھوٹے سے گاؤں پر بہت بڑا حادثہ گزر گیا۔ کراچی کے جناح ٹرمینل سے اسلام آباد کے بینظیر انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر آنے والی بھوجا ایئر لائنز کی پرواز بی ایچ او دو سو تیرہ اپنی منزل پر اترنے کے بجائے اس گاؤں پر گر گئی۔ حادثے کی اطلاع ملنے کے بعد جائے وقوعہ پر پہنچنے والے ابتدائی لوگوں میں شامل ہونا پیشہ وارانہ فرائض کے طور پر اعزاز تو ہے لیکن اس موقع پر خاصا اذیت ناک بھی ثابت ہوا۔ حادثے کے فوراً بعد گاؤں کی بجلی چلی گئی تھی، ایسے میں گاؤں کی تنگ گلیوں سے گزرتے کبھی جہاز کے کسی پرزے سے ٹھوکر لگتی، کبھی

دکھائی دیتا۔ ذرا آگے مت آئیں۔ اندھیرے میں گاؤں سے کچھ دور کھیت میں سے یہ آواز آئی تو رک گیا۔ وہاں کھڑے فوجی جوان سے وجہ پوچھی تو وہ کچھ نہ بولا بس ہاتھ میں پکڑی ٹارچ کی روشنی ایک جانب پھینک دی۔ کھیت میں گندم کٹ چکی تھی اور کٹی ہوئی فصل کی چھوٹی چھوٹی ڈھیریاں بنا دی گئی تھیں۔ انہی ڈھیریوں میں ایک ذرا مختلف قسم کی ڈھیری دکھائی دی۔ ذرا توجہ دی تو محسوس ہوا کہ انسانی گوشت کا ڈھیر ہے۔ یہ جسم کا کون سا حصہ تھا، کچھ پتہ نہ چلتا تھا۔ ذرا دور اسی گھپ اندھیرے میں رونے کی آواز آئی۔ گاؤں کا ایک مرد سسکیاں لے کر رو رہا تھا۔ "یہ لوگ تو جنتی ہیں۔" فوجی جوان اس کی بات سن کر اس جانب لپکے۔ غالباً جہاز کا وہ حصہ تھا جہاں مسافروں کی ابتدائی نشستیں ہوتی ہیں۔ سیٹوں کے بیچ میں ایک سے زیادہ جسم ایک دوسرے میں اور جہاز کا لوہا ان کے بیچ میں گڈمڈ ہو چکا تھا۔ کس کا پاؤں کس جانب تھا اور کس کا سر کس کے جسم پر تھا، کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ فوجی جوان نے اس دیہاتی کو سہارا دیا۔ ریسکیو کے عملے کو آواز دی وہ پہنچ تو گئے لیکن کسی کو کچھ بھائی نہ دیا کہ ان لاشوں کو کیسے باہر نکالا جائے۔ ذرا آگے بڑھے تو اس جگہ پہنچ گیا جہاں جہاز کے انجن پڑے تھے۔ پٹرول کی تیز بو اور ساتھ ہی ہلکی ہلکی دہکتی ہوئی آگ کی جانب وہاں موجود فوجی افسر کی توجہ دلوا کر ذرا دور ہٹ گیا۔ جہاز کا درمیانی حصہ ایک مکان کی چھت پر نظر آیا۔ اس مکان کی ایک دیوار گر چکی تھی اور مالک مکان نے بتایا کہ اس کی بھینس اس حادثے میں زخمی ہوئی ہے۔ اس مکان میں سول ایوی ایشن کے تکنیکی ماہرین کی ٹیم اسی وقت داخل ہوئی۔ ٹیم کے سربراہ اپنے ساتھیوں کو بتا رہے ہیں کہ زمین پر جہاز نہیں بلکہ اس کا ملبہ گرا ہے۔ "اگر پورا جہاز اس گاؤں پر گرا ہوتا تو بہت تباہی ہوتی۔ جہاز کے ایندھن سے آگ لگتی اور اس کے انجن کے چلتے ہوئے پرزے گھروں کے پرخچے اڑا دیتے۔" انہوں نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ جہاز کا اگلا حصہ دور کھیت میں گرا ہے، درمیانی حصہ مکان کی چھت پر لیکن دم نظر نہیں آ رہی جس میں بلیک بکس ہو گا۔ وہ اپنے ساتھیوں سے پوچھ رہے تھے کہ جہاز کا آخری رابطہ کتنے بجے ہوا۔ انہیں بتایا گیا کہ زمین پر گرنے سے چند منٹ پہلے جہاز کا کنٹرول ٹاور سے رابطہ منقطع ہو گیا تھا۔ اس کا مطلب ہے جہاز کے اندر کوئی تکنیکی نقص پیدا ہوا تھا اور محض بارش اس حادثے کی وجہ نہیں ہے۔ اسلام

کی اطلاع ملتے ہی فوری طور پر جائے حادثہ کی جانب روانہ ہو گئی۔ جائے حادثہ کی طرف جانے والے علاقے کو عام ٹریفک کے لیے بند کر دیا گیا تھا اور فوج کی بیشتر گاڑیاں اس جانب جا رہی تھیں۔ جہاز کے زمین پر گرنے سے بجلی کے تار ٹوٹ گئے جس کی وجہ سے علاقے میں بجلی کا نظام منقطع ہو گیا۔ جہاز کا ملبہ کھیتوں اور کئی گھروں میں گرا ہوا تھا۔ جہاز کی کرسیاں قریبی مکانات کی دیواریں توڑ کر اندر گری ہوئی تھیں۔ کھیت میں انسانی اعضاء، کپڑے، جوتے اور کتابیں بکھری پڑی تھیں۔ علاقے میں تاریکی ہونے کی وجہ سے

امدادی کاموں میں نہایت دشواری پیش آ رہی تھی۔ جس کی وجہ سے ریسکیو اور فوجی اہلکار تمام شہریوں کو وہاں سے ہٹا رہے تھے۔ جہاز گرنے کے باعث چند مکانوں کو نقصان ہوا ہے تاہم علاقے کے لوگوں کے مطابق کسی مکین کا جانی نقصان نہیں ہوا۔ حادثہ میں متاثر ہونے والے ایک مکان کی رہائشی نے بتایا کہ وہ لوگ گھر میں تھے کہ باہر موجود ان کے والد نے اندر آ کر کہا کہ باہر نکلو جہاز تباہ ہو گیا ہے۔ باہر نکلے تو ہر طرف آگ ہی آگ تھی۔ جہاں قدم رکھتے تھے آگ تھی۔ میں، میری امی اور دو بھائی بڑے مشکل سے وہاں سے نکلے۔" حادثے کی دہشت سے لرزتی ہوئی ایک خاتون سعیدہ نے بتایا کہ "ہم باہر نکلے تو ہر طرف آگ ہی آگ تھی۔ جہاں قدم رکھتے تھے آگ تھی۔ میں، میری امی اور دو بھائی بڑے مشکل سے وہاں سے نکلے جب وہ جان بچا کر ساتھ والے گھر میں پہنچیں تو وہاں بھی آگ اور لاشیں تھیں۔ انہوں نے اس حادثے کو قیامت قرار دیتے ہوئے کہا وہ اس خوفناک منظر کو بھول نہیں سکتیں۔

وہاں سے قدرے فاصلے پر منتقل کر دیا گیا تھا۔ عینی شاہدین نے بتایا کہ یہ جہاز تین بار زمین سے ٹکرایا اور پھر بلند ہوا اور اس کے بعد مکانوں سے ٹکرایا۔ ایک عینی شاہد محمد ساجد نے بتایا کہ وہ اپنے گھر کی جانب جا رہے تھے کہ انہوں نے جہاز کو زمین کے انتہائی قریب آتے دیکھا۔ انہوں نے بتایا جہاز زمین کے بہت قریب آ گیا تھا اور پھر اس کے بائیں انجن میں دھماکہ ہوا جس کے بعد جہاز زمین پر گر گیا۔ ان کا کہنا ہے کہ جب وہ جائے حادثہ پر پہنچے تو بیشتر مسافروں کی آدھی ادھوری لاشیں سیٹوں سے بندھی ہوئی تھیں جبکہ کچھ لاشیں جائے حادثہ کے آس پاس واقع گھروں میں بھی گریں۔ حادثے کے چار گھنٹے کے بعد علاقے میں جزوی طور پر بجلی بحال کر دی گئی جس کے بعد امدادی کارروائیوں میں قدرے تیزی آئی۔ جائے حادثہ پر اکٹھے ہو جانے والے عوام کی بڑی تعداد امدادی کاموں میں خلل کا باعث بن رہی تھی۔ لوگوں کے رش کی وجہ سے ایمبولینسیں نہ تو جائے حادثہ پر آ پا رہی تھیں اور نہ ہی وہاں سے باہر نکل سکیں۔ امدادی کارکنوں نے لاشوں کے ٹکڑے ایک ڈھیر کی شکل میں سڑک کنارے جمع کر رکھے تھے۔ عوام کو ہٹانے کے لیے فوج نے علاقے کا انتظام سنبھال لیا تھا جس کے بعد میڈیا کو بھی جائے حادثہ پر رکنے نہیں دیا گیا۔ پاکستان کی فضائی تاریخ کا سب سے جان لیوا حادثہ بھی اسلام آباد کے قریب ہی اٹھائیس جولائی دو ہزار دس کو پیش آیا تھا، راولپنڈی اسلام آباد کے بینظیر انٹرنیشنل ایئر پورٹ کے قریب نجی ایئر لائن کے طیارے کا حادثہ پاکستان کی تاریخ میں کسی بھی کمرشل فضائی کمپنی کا تیسرا حادثہ ہے۔ بھوجا ایئر لائن کی جو پرواز لوئی بھیر کے قریب گر کر تباہ ہوئی ہے اس میں ایک سو ستائیس افراد سوار تھے۔ پاکستان میں کسی طیارے کو تقریباً ڈیڑھ

ایئر پورٹ سے اڑان بھرنے کے کچھ دیر بعد ہی گر کر تباہ ہو گیا تھا۔ اس میں پینتالیس افراد ہلاک ہوئے جن میں ہائی کورٹ کے دو جج، فوج کے دو بریگیڈیئرز اور بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی شامل تھے۔ بین الاقوامی فضائی حادثوں اور ہنگامی مواقع پر نظر رکھنے والے نجی ادارے ایئر کرافٹ کریشز ریکارڈ آفس کے مطابق اس حادثے سے قبل پاکستان میں پینتیس ایسے حادثے ہوئے ہیں جن میں سات سو پانچ افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ سرکاری ہوائی کمپنی پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز یا ابتداء میں پاک ایئر ویز کو گیارہ حادثے اندرون ملک ہی پیش آئے جن میں سے پانچ حادثے فوکر طیاروں کے تھے۔ سن دو ہزار چھ میں ملتان کا فوکر طیارے کا حادثہ پی آئی اے کی تاریخ کا اندرون ملک سب سے جان لیوا حادثہ تھا جس کے بعد فوکر طیاروں کا استعمال بند کر دیا گیا۔ پاکستان میں اب تک فوجی مسافر طیاروں کے دس حادثے پیش آئے ہیں۔ آخری حادثہ پاکستان ایئر فورس کے فوکر طیارے کا تھا جو بیس فروری سن دو ہزار تین کو پیش آیا۔ کوہاٹ کے قریب گر کر تباہ ہونے والے اس طیارے میں اس وقت کے پاکستانی فضائیہ کے سربراہ ایئر چیف مارشل مصحف علی میر سترہ افسران سمیت شہید ہو گئے تھے۔ دارالحکومت اسلام آباد کی مارگلہ پہاڑیوں میں اٹھائیس جولائی سن دو ہزار دس کو اندرون ملک ہونے والا حادثہ کسی کمرشل نجی ہوائی کمپنی کا پہلا اور ملکی تاریخ کا سب سے جان لیوا فضائی حادثہ ہے۔ پاکستانی فضائیہ کے لیے اب تک مال بردار طیارے ہرکولیس سی ون تھرٹی سب سے زیادہ جان لیوا ثابت ہوئے ہیں جن میں خصوصی کیپسول رکھ کر مسافروں کے لیے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ ہرکولیس سی ون تھرٹی کے چار حادثوں میں سے سترہ اگست انیس سو اٹھاسی کو بہاولپور کے قریب پیش آنے والا حادثہ قابل ذکر ہے جو اس وقت کے جنرل ضیاء الحق سمیت تیس اہم شخصیات اور فوجی افسران کی موت کا سبب بنا۔ پاکستانی سرزمین پر گزشتہ تریسٹھ برس میں غیر ملکی ہوائی کمپنیوں کے تو فوجی اور غیر فوجی مسافر بردار طیاروں کو حادثے پیش آئے ہیں۔ ان میں سے تین حادثوں میں افغانستان کے مسافر بردار طیارے گر کر تباہ ہوئے۔ تیرہ جنوری انیس سو اٹھانوے کو افغان ہوائی کمپنی آریانا ایئر کا مسافر طیارہ خوژک پہاڑی سلسلے میں توبہ اچکزئی کے علاقے میں گرا۔ اس حادثے میں اکاون مسافر ہلاک ہوئے اور یہ اٹھائیس جولائی دو ہزار دس سے پہلے تک پاکستانی سرزمین پر سب سے زیادہ جان لیوا فضائی حادثہ تھا۔ نو جنوری سن دو ہزار دو کو امریکی ایئر فورس کا ہرکولیس سی ون تھرٹی بلوچستان کی شمسی ایئر بیس کے قریب گر کر تباہ ہوا اور سات مسافروں کی موت کا سبب بنا۔ یہ پاکستان میں کسی غیر ملکی طیارے کا آخری حادثہ تھا۔ چونکہ فروری سن دو ہزار تین میں ایدھی ایئر ایمبولینس کا سیسنا چار سو دو طیارہ کراچی کے قریب آٹھ مسافروں کی موت کا سبب بنا۔

آسمانی بجلی گری؟ یا آگ لگی؟

بھوجا ایئر لائن کے طیارے کے حادثے کی تحقیقات کیلئے گروپ کیپٹن (ر) مجاہد الاسلام کی سربراہی میں قائم کمیٹی نے حادثے سے متعلق شواہد جمع کرنا شروع کر دیئے ہیں اور 129 افراد کے جاں بحق ہونے کے واقعہ کی تحقیقات باضابطہ طور پر جاری ہے، کمیٹی کے ارکان میں کبیر خان، امان اللہ علوی اور ڈاکٹر اعجاز شامل ہیں۔ ذرائع کے مطابق سول ایوی ایشن نے کنٹرول ٹاور اور ریڈار کا ریکارڈ سیل کر دیا ہے جبکہ سیفٹی انویسٹی گیشن بورڈ نے حادثے کی تحقیقات شروع کر دی گئی ہے۔ ابتدائی تحقیقاتی کے مطابق زمین پر گرنے سے قبل بدقسمت طیارے میں آگ لگ گئی تھی جبکہ تحقیقاتی کمیٹی نے کام شروع کرتے ہوئے پائلٹ اور کنٹرول ٹاور میں گفت گو کا رکارڈ سربمہر کر دیا ہے ابتدائی رپورٹ کے مطابق زمین پر گرنے سے قبل طیارہ، آگ کا گولا بنا ہوا نظر آ رہا تھا، زمین پر گرنے سے قبل طیارے کا کنٹرول ٹاور سے رابطہ منقطع ہو گیا تھا، حادثہ کا شکار طیارہ، پرواز کیلئے درست صلاحیت کا حامل تھا۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ زمین پر گرنے سے 3 منٹ قبل طیارے کا کنٹرول ٹاور سے رابطہ منقطع ہو گیا تھا اور زمین پر گرنے سے قبل طیارہ آگ کا گولہ بنا نظر آیا۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ خراب موسم میں طیارے پر آسمانی بجلی گرنے کا امکان ہے۔ بلیک باکس تحقیقاتی کمیٹی کو مل چکا ہے اور کنٹرول ٹاور سے پائلٹ کا آخری رابطہ 6:32 پر منقطع ہوا۔ پائلٹ نے طیارے میں کسی خرابی کی نشاندہی نہیں کی تھی، ایئر ٹریفک کنٹرول نے کئی بار رابطے کی کوشش کی لیکن رابطہ ختم ہونے کے 5 منٹ بعد حادثہ پیش آیا۔ تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق حادثے کے وقت طیارے کی اونچائی 2 ہزار فٹ تھی اور طیارہ تباہ ہونے سے 3 منٹ پہلے پائلٹ نے بتایا کہ طیارہ کنٹرول پر نہیں۔ طیارہ زمین کی طرف پانچ سو کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے آ رہا تھا۔ رپورٹ میں سول ایوی ایشن حکام کی جانب سے بتایا گیا ہے کہ طیارہ زمین سے 150 فٹ کی بلندی پر فیول ٹینک میں دھماکے سے پھٹ گیا، ذرائع کا کہنا ہے کہ تحقیقات میں تمام امکانات سامنے رکھ کر کام کیا جا رہا ہے، اب تک 83 فضائی حادثات جیسے واقعات کی تحقیقات کرنے والے مجاہد اسلام کو طیارے کا بلیک باکس حوالے کیا گیا، تحقیقاتی ٹیم نے واقعہ سے قبل طیارے کے پائلٹ اور کنٹرول ٹاور میں ہونے والی گفت گو کا رکارڈ قبضہ میں لیکر اسے سربمہر کر دیا ہے، تحقیقاتی کمیٹی کو بلیک باکس حوالے کر دیا گیا۔

NAWA-I-WAQT
نوائے وقت
72 سال

علامہ اقبالؒ اور آج کا نوجوان

تحریر: طارق شہزاد تبسم

علامہ اقبالؒ اور آج کا نوجوان جب ان دونوں کا موازنہ کریں تو یوں لگتا ہے جیسے علامہ اقبالؒ نے مسلم نوجوانوں کیلئے جو حسین و جمیل خوبیوں کا مرقع تیار کیا وہ سب کچھ ایک تصوراتی مرقع بنتا نظر آرہا ہے۔ آج کا نوجوان اقبالؒ کا شاہین کا عکاس بالکل نہیں رہا آج کا نوجوان اپنے آباؤ اجداد اور اسلاف کے کارناموں پر فخر تو کر سکتا ہے لیکن ویسی خوبیاں اپنے اندر پیدا کرنے سے قاصر ہے۔ اقبالؒ کا پیغام تو مسلمانوں کیلئے زندگی کا پیغام تھا اور ہے۔ علامہ نے تو مسلمانوں کو زندہ کرنے کیلئے اپنے کلام میں خودی، خود آگہی اور عشق کی تعلیم دی لیکن آج کل مسلم نوجوان اپنی خودی اور اہمیت کو ترک کر رہا ہے اور آج مسلم نوجوان اور مسلم امت کی ذلت اور رسوائی کا مرکزی نقطہ بھی یہی ٹھہرتا ہے کہ آج کے نوجوان نے خودی کو فراموش کر دیا ہے۔

اقبالؒ نے دیکھا کہ ملت کا فرزند (نوجوان مسلم) مغربی تہذیب میں الجھا جا رہا ہے اور روح سے غافل اور بدن کی آرائش میں محو ہو گیا ہے۔ کاہلی اور تن آسانی اس کا شیوہ بن گئی ہے تو انہوں نے خوب کہا۔

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ

جب دیکھا کہ نوجوان کی زبان تک اپنی نہیں رہی ہے اور زبان بھی اپنے ماتحت نہیں رکھ سکتا اور مادری زبان سے بیگانہ ہو رہا ہے تو علامہ اقبالؒ ان حالات میں خون کے آنسو روتے۔ انہیں نبی پاکؐ کے مقدس دروازے کے اور کوئی مقام نظر نہیں آتا جہاں اپنے دکھ بیان کر سکیں۔

این مسلمان زادہ روشن دماغ
ظلمت آباد ضمیرش بے چراغ
ابن غلام ابن غلام ابن غلام
حدیث اندیشہ اور احرام

آج کا نوجوان غلام کی مذکورہ صورت کی غمازی کرتا ہے۔ آج کا نوجوان محمد بن قاسم یا طارق بن زیادہ کی خوبیاں اپنے اندر پیدا نہیں کرنا چاہتا بلکہ آج کل نوجوان ماڈل بننے کو ترجیح دیتا ہے۔ آج تو صورت حال یہ ہے کہ نوجوان اپنے اسلاف کے زریں کارناموں سے بے بہرہ ہے۔ ایک وقت تھا کہ ایک ناتواں عورت کی پکار پر محمد بن قاسم نے لبیک کہا ہے لیکن آج ہزاروں عورتیں کشمیر، بوسنیا میں بلا رہی ہیں لیکن ہمارے نوجوان کو نیٹ سے فرصت نہیں ملتی۔ کیا علامہ اقبالؒ نے یہی خواب دیکھے تھے نوجوانوں کیلئے ڈراموں، فلموں اور میچوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔

غرضیکہ علامہ اقبالؒ کی دوررس سوچ نے یہ بھانپ لیا تھا کہ نسل نوع اپنے بزرگوں اور اسلاف کے اسلامی کارناموں سے روگردانی کرے گی۔ آج اگر ہم اپنی نوجوان نسل کو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں کو فراموش کر چکی ہے۔ کیا معوذؓ اور معاذؓ نوجوان نہیں تھے؟ یقیناً تھے لیکن آج کے نوجوان کو فرصت نہیں ملتی کہ اپنے اسلاف کے کارناموں کا مطالعہ کرے اور مطالعہ کے ساتھ ساتھ عملی زندگی میں ان کے نقش قدم پر چلے۔ یہی وجہ ہے کہ اقبالؒ نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار وہ کردار تو ثابت وہ سیارا

ان حالات میں بھی اقبالؒ اپنی نسل نو سے مایوس نہیں تھے بلکہ انہیں یہ بات بھی معلوم تھی کہ مرد مومن سے تقدیریں بدل جاتی ہیں ایک مرد مومن کے سامنے پہاڑوں کی اہمیت روئی سے زیادہ نہیں ہوتی۔ دریا سامنے آئے تو پھر بھی کہ وہ جدوجہد کا پیکر بن کر آگے بڑھتے گئے۔

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

یہی وجہ ہے کہ اقبالؒ اپنے نوجوانوں سے مایوس بھی نہیں تھے اسی لئے انہوں نے ہمیشہ نوجوان مسلم کو جھنجھوڑا۔ اسے خواب غفلت سے بیدار کیا اور اسلاف کے کارناموں سے روشناس کرایا۔ اقبالؒ نے ہمیشہ اپنے نوجوانوں کو یقین اور عمل کی راہ دکھائی ان سب باتوں میں انہوں نے سب سے زیادہ کارنامہ سرانجام دیا انہوں نے مسلمانوں کے شاندار کارناموں کو اپنی شاعری کا محور بنایا انہوں نے نوجوان کو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کا درس دیا ہے۔

کبھی اے نوجواں مسلم، تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا جس کا ہے تو اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوش محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سردارا

اقبالؒ کے پیغام مسلمان نوجوان کے لئے حیات نو کا پیغام ہے اور ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ اقبالؒ کے پیغام کو پھیلائیں۔

نوائے وقت کے ریذیڈنٹ ایڈیٹر شمیم اصغر راؤ ڈیرہ غازی خان کے سکول کے طلبا و طالبات اور اساتذہ کے وفد سے بات چیت کر رہے ہیں

مطالعاتی دورے نصابی سرگرمیوں کا اہم حصہ ہیں

اقرا روضۃ اطفال ڈی جی خان کے طلبا و طالبات کا نوائے وقت کا دورہ

رپورٹ: سلیمان بلوچ

گزشتہ دنوں اقراء روضۃ اطفال شاکر ٹاؤن ڈی جی خان کے طلباء و طالبات اپنے پرنسپل سلیمان بلوچ اور ٹیچرز خولہ ازور، مس سائرہ، مس بشریٰ، مس ایمن اور مس رشیدہ کی قیادت میں ملتان کے تفریحی و مطالعاتی دورے پر آئے۔ 8 نومبر کا دن ان کیلئے روز عید سے کم نہیں تھا۔ کیونکہ بچوں کی خواہش جو پوری ہو رہی تھی۔ ویکن کا یادگار سفر اور جناح گارڈن شاہ رکن عالم میں ان کی سرگرمیاں قابل دید تھیں۔ سفر کو دلچسپ اور خوشگوار بنانے کیلئے پرنسپل سلیمان بلوچ نے بہت سے پروگرام ترتیب دیئے تھے۔ تفریح کی فراہمی کے ساتھ ساتھ انہیں قومی اخبار روزنامہ نوائے وقت ملتان کے دفاتر کا دورہ کرایا گیا تاکہ انہیں علم ہو اخبار کیسے شائع ہوتا ہے۔ ملتان کے مختلف تفریحی مقامات سے لطف اندوز ہوتے ہوئے طلباء و طالبات دن کے دو بجے نوائے وقت آفس پہنچے۔ یہاں انہوں نے نوائے وقت ملتان کے

ہے؟ ایک بچے نے سوال کیا کیا یہ زرداری کا پاکستان ہے یا قائداعظمؒ کا؟ بچوں سے بات چیت کرتے ہوئے شمیم اصغر راؤ نے کہا نوائے وقت ایک نظریاتی اخبار ہے اس کی اشاعت کا مقصد پیسہ کمانا نہیں بلکہ ایک مشن کے تحت عوام کی ترجمانی کرتا ہے۔ انہوں نے کہا اوائل عمر میں بچوں کی ذہنی اور فکری آبیاری سود مند رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نوائے وقت گروپ کے سرپرست جناب مجید نظامی بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دے رہے ہیں۔ نظریہ پاکستان فورم کے پلیٹ فارم سے بچوں کے ساتھ ساتھ اساتذہ کی تربیت کا بھی خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ انہوں نے بچوں کے سوالوں کے جوابات دیتے ہوئے کہا ڈرون حملوں میں مارے

کردار سازی کی طرف بھرپور توجہ دینی چاہیے تاکہ وہ مستقبل میں کارآمد شہری ثابت ہونے کے ساتھ ساتھ ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کر سکیں۔ قبل ازیں میگزین ایڈیٹر سلیم ناز نے بچوں کو اخبار کی اشاعت کے مختلف مراحل سے آگاہ کیا۔ طلباء و طالبات نے رنگین صفحات کی تیاری میں خصوصی دلچسپی کا اظہار کیا۔ ان کے لئے یہ بات باعث حیرت تھی کہ ایک دن میں 12 صفحات کا اخبار کس طرح تیار کیا جاتا ہے۔ نوائے وقت کا دورہ کرنے والوں میں صدف، دعا نقوی، ماریہ مریم، نگاہ، عائشہ، عاتکہ، مصباح، مریم شاہد، ملائکہ، عائشہ اقبال، عائشہ فاطمہ، حذیفہ، اقصیٰ اکبر، شہزادہ، ندا عدنان، محمد عمیر، تیمور ایوب، اسامہ، سدرہ مجاہد، اقصیٰ مجاہد شامل تھیں۔ اس موقع پر بچوں نے ریذیڈنٹ ایڈیٹر نوائے وقت کو

جائزہ حسن قرأت و نعت خوانی

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ریجنل کیمپس ملتان میں

ہم نصابی سرگرمیاں طلباء و طالبات کی صلاحیتوں کے اظہار و نکھار کا بہترین ذریعہ ہیں۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا طریقہ تدریس و تعلیم فاصلاتی نظام ہے اور امسال مقابلہ جات کا اعلان و انعقاد بہت خوشگوار ثابت ہوا۔ ملتان ریجن کے طلباء و طالبات نے بڑھ چڑھ کر جوش و خروش کے ساتھ مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ مقابلہ کے دن علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے ریجنل کیمپس کے ہال میں طلباء و طالبات کا جوش و خروش قابل دید تھا۔ اسسٹنٹ ریجنل ڈائریکٹر میڈم شاہدہ تنویر نے نقابت کے فرائض سنبھالتے ہوئے تقریب و مقابلہ جات کا باقاعدہ آغاز کرایا۔ پہلے مقابلہ حسن قرأت، مقابلہ نعت خوانی کا انعقاد ہوا جس میں طلباء و طالبات کی ایک کثیر تعداد شامل تھی۔ جائزہ نعت خوانی و حسن قرأت میں جج کے فرائض پروفیسر ریاض الرحمٰن، غلام مرتضیٰ چشتی، قاری حبیب الرحمٰن نے سرانجام دیئے۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک ہال میں مختلف خوبصورت آوازوں میں تلاوت کلام پاک اور نعت رسول مقبولؐ کا سلسلہ جاری رہا۔ مقابلہ حسن قرأت میں محمد ندیم نے اول، آمنہ بتول نے دوم، راقم محمد عبداللہ نے سوم پوزیشن حاصل کی۔ مقابلہ جات طلباء و طالبات کے درمیان الگ الگ منعقد ہوئے۔ نعت خوانی میں طلباء میں محمد ندیم نے پہلی، شاہد حسین نے دوسری، احمد نواز نے تیسری پوزیشن حاصل کی بعد ازاں میڈم شاہدہ تنویر نے ملی نغموں اور تقریری مقابلہ کا آغاز کرایا۔ تقریب کی صدارت ریجنل ڈائریکٹر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ملتان پروفیسر ڈاکٹر میاں عارف سلیم عارف نے کی۔ نعت خوانی طالبات میں مصباح قریشی اول، مہوش نعیم دوم،

رپورٹ: محمد عبداللہ

عامہ خان سوم قرار پائیں۔ تقریری مقابلہ جات اور ملی نغموں کے مقابلے میں جج کے فرائض پروفیسر ڈاکٹر امتیاز بلوچ، پروفیسر فیاض حسین، پروفیسر ذیشان نے سرانجام دیئے۔ تقریری مقابلہ میں آسیہ خان فرسٹ، ثوبیہ یاسمین سیکنڈ، آمنہ بتول تھرڈ رہیں جبکہ ملی نغموں کے مقابلے میں مصباح قریشی نے پہلی، احمد نواز نے دوسری، محمد ندیم نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ اختتام پر تقریب کے صدر ریجنل ڈائریکٹر میاں عارف سلیم عارف نے اپنے خطاب میں کہا آج کی تقریب میں طلباء و طالبات کی کثیر تعداد میں شرکت حوصلہ افزا ہے۔ آئندہ بھی ایسی تقاریب کا انعقاد جاری رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ طلبہ کتب سے وابستگی رکھیں۔ خود کو باشعور اور مفید شہری بنائیں۔ تقریب کے انعقاد میں راؤ ذوالفقار و دیگر سٹاف میڈم شاہدہ کے ہمراہ معاونت میں پیش پیش رہے علاوہ ازیں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد مرکز میں مرکزی مقابلہ جات جہاں تمام ریجنز سے طلباء و طالبات شریک ہونگے۔ اس کیلئے ملتان ریجن سے طلبا و طالبات حسن قرأت میں محمد عمران، نعت رسول مقبولؐ میں محمد ندیم، ملی نغمہ کیلئے ثوبیہ جمیل، اردو تقریر کیلئے (راقم) محمد عبداللہ، انگلش تقریر کیلئے آسیہ خان، اردو مضمون نویسی میں ثوبیہ یاسمین، انگلش مضمون نویسی کیلئے عمیرہ طارق نے کوالیفائی کیا قبل ازیں مقابلہ مضمون نویسی بھی منعقد ہوا تھا جس میں ثوبیہ یاسمین اول، عمیرہ طارق، شاہدہ حسین دوم، کنول زہرا سوم قرار پائیں۔ تمام مقابلہ جات کے پوزیشن ہولڈرز میں تقریب کے اختتام پر میاں عارف سلیم نے انعامات تقسیم کئے اور قومی ترانے کے ساتھ یہ یادگار اور خوبصورت تقریب اور مقابلہ جات اختتام پذیر ہوئے۔

ٹبہ سلطان پور کے مختلف تعلیمی اداروں میں اقبالؒ ڈے کی تقریبات

رپورٹ: محمد اقبال گلشن

گزشتہ دنوں شہر اور گردونواح کے مختلف تعلیمی اداروں میں یوم اقبال عقیدت و احترام سے منایا گیا۔ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول ٹبہ سلطان پور میں شاعر مشرق، عظیم مفکر اور پاکستان کا تصور دینے والی شخصیت، سر علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کی سالگرہ منائی گئی۔ صدارت ادارے کے سربراہ عبدالرحمٰن راٹھور نے کی۔ تقریب سے خطاب کے دوران پروفیسر سید شوکت حسین شاہ نے کہا کہ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال ایک مدبر قانون ساز اور قابل سیاستدان تھے جنہوں نے نظریہ پاکستان کو فکری اساس فراہم کی جو آگے چل کر پاکستان کے حصول کا ذریعہ بنی۔ اریسٹو کریٹ ہائر سیکنڈری سکول میں بھی اقبال ڈے تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا۔ مہمان خصوصی صدر پرائیویٹ سکول ایسوی ایشن وحید اختر کمبوہ نے کہا ایک عظیم فکری شخصیت کی حیثیت سے علامہ اقبال نے فلسفہ خودی پر زور دیا ہے۔ یعنی انسانی فطرت کی قدرت اور خدا کی ذات سے وابستہ سوچ آگے چل کر صحیح معنوں میں انسان کی ترقی کا باعث بنتی ہے۔ بلوم فیلڈ سکول ٹبہ سلطان پور میں بھی 135 واں ولادت اقبال ڈے منایا گیا۔ صدارت ادارے کے سربراہ چودھری محمد عارف رشید کمبوہ نے کی۔ مہمانان گرامی ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر میلسی ملک ظہور چوہان نے کہا علامہ اقبال کے افکار و خیالات امت کے ہر دردمند انسان کی آواز تھے۔ حکیم الامت شاعر مشرق نے مسلمانوں میں جذبہ حریت پیدا کرنے کی لازوال کوشش کی۔ دانش پبلک سکول چک نمبر 177/WB میں بھی اقبال ڈے منایا گیا۔ صدارت پی ایس اے ضلع وہاڑی کے جنرل سیکرٹری چودھری ولی محمد شاکر نے کی۔ ولی محمد شاکر نے کہا کہ آج شاعر مشرق کے افکار و خیالات کو اپنانے کی اشد ضرورت ہے۔ منہاج ماڈل سکول ٹبہ سلطان پور، گورنمنٹ پرائمری سکول نمبر 2 میں بھی اقبال ڈے منایا گیا۔

برٹش انٹرنیشنل سکول سسٹم خانیوال میں تقریب سے وائس پرنسپل ثمر احمد اظہار خیال کر رہی ہیں دوسری جانب ڈریس شو میں حصہ لینے والے بچوں کا گروپ فوٹو

بچوں کی رنگارنگ تقریب

رپورٹ: شاہد افضل

برٹش انٹرنیشنل سکول سسٹم میں کلچرل ڈریس شو کا انعقاد کیا گیا تقریب کی مہمان خصوصی وائس پرنسپل میم ثمر احمد تھیں ان کے ساتھ سینئر ونگ کی انچارج حبیبہ گیلانی تھیں تقریب کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت سے ہوا تلاوت کی سعادت جماعت دہم کے طالب علم ذکا اللہ نے حاصل کی جماعت نہم کے طالب علم شیر عالم خان نے نعت رسول مقبولؐ پیش کی اس کے بعد روایتی دھن پر بچوں نے پرفارم کیا تمام بچے خوبصورت اور دیدہ زیب کشمیری لباس میں ملبوس تھے حاضرین نے بھرپور داد دی کلاس انچارج مس کیمرا یامین راؤ کے ساتھ پنجابی لباس میں ملبوس ریپ ٹو گرین سٹیج پر پرفارم کرنے آئی تو تمام حاضرین نے ان کا بھرپور تالیوں سے استقبال کیا اس کے بعد ریپ ون گرین روایتی سرحدی لباس میں کلاس انچارج مس سعدیہ غفار کے ساتھ سٹیج پر ڈھول کی بلوچی دھن پر بچوں نے پلے گروپ اپنی کلاس انچارج مس سدرہ سعید اور مس رباب کے ساتھ سٹیج پر خوبصورت ملبوسات میں پرفارم کیا چھوٹے چھوٹے بچے سٹیج پر پرفارم کرتے ہوئے بہت خوبصورت لگ

تعلیمی سرگرمیاں

گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کامرس کالج میں ویلکم پارٹی اور شاعر مشرق کے حوالے سے تقریب کا انعقاد کیا گیا تقریب کی صدارت پرنسپل پروفیسر محمد اقبال نے کی جب کہ مہمان خصوصی رحیم یار خان ادبی فورم کے صدر معروف شاعر جبار واصف تھے نظامت کے فرائض پروفیسر عارف ایوب نے ادا کئے تقریب میں اساتذہ اور طلباء کی بڑی تعداد

ادبی فورم کے زیر اہتمام یوم اقبال کے موقع پر منعقد کی گئی تقریب میں صدر جبار واصف، مسز تسنیم فضلی، ڈی سی او نبیل جاوید، خواجہ محمد ادریس، پروفیسر محمد اکرم چوہدری، خالد محمود ڈوگی اور جنرل سیکرٹری ناصر محمود لالہ سٹیج پر بیٹھے ہیں

شاعر مشرق کی یاد میں خصوصی تقریب

رپورٹ: عارف ایوب

نے شرکت کی کالج ھذا کے طلبا نے فکر اقبال کے حوالے سے تقاریر کیں اور کلام اقبال پیش کیا مہمان خصوصی جبار واصف نے کہا کہ فکر اقبال نے ہمیں فقر اور خودی کے فلسفے سے روشناس کرایا انہوں نے مادر علمی کے حوالے سے اپنی یادوں کو طلباء سے شیئر کیا اور اپنے کلام سے حاضرین کو محظوظ کیا پروگرام کے آخر میں ادارہ کے پرنسپل پروفیسر محمد اقبال نے طلباء کو ہم نصابی سرگرمیوں کی اہمیت سے روشناس کرانے کے لئے اس طرح کی تقریبات کی افادیت پر روشنی ڈالی انہوں نے کہا کہ ہم نئے جذبے کے ساتھ اپنے طلباء و طالبات کی تعلیم و تربیت کے لئے ہمہ تن مصروف ہیں طلباء کو چاہئے کہ ان تقریبات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تا کہ ان کی فکری تربیت ہو سکے۔

نے گرمئ افکار نہ اندیشہ بے باک

یوم اقبالؒ کے موقع پر طالبات کے درمیان مقابلہ

رپورٹ: مریم امتیاز

علامہ اقبال کے 135 ویں یوم پیدائش پر ملتان ڈگری گرلز کالج آف سائنس، آرٹس اینڈ ٹیکنالوجی میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ تقریب میں کالج کی تمام طالبات نے بھرپور شرکت کی۔ طالبات نے علامہ اقبالؒ کے حالات زندگی اور ان کے کارناموں پر تقاریر کیں اور علامہ اقبال کا منظوم کلام پیش کیا۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک اور نعت رسول مقبولؐ سے کیا گیا۔ فورتھ ایئر کی طالبہ مریم امتیاز نے "نے گرمئ افکار نہ اندیشہ بے باک" کے موضوع پر تقریر کی۔

فورتھ ایئر کی طالبہ ثانیہ انور نے اپنی انگریزی تقریر میں علامہ اقبال کی قائدانہ صلاحیتوں کو سراہتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ ہمیں قوم کو مضبوط بنانے کی ضرورت ہے۔ سیکنڈ ایئر کی طالبات نے کلام اقبال پیش کر کے حاضرین کے دل موہ لیے۔ تھرڈ ایئر کی طالبہ عائشہ اکبر نے "اقبال کا فلسفہ خودی" کے موضوع پر تقریر کی۔ فرسٹ ایئر کی طالبہ خدیجہ مصطفیٰ نے اقبال کی شخصیت پر گفتگو کی۔

ڈائریکٹر کالج ڈاکٹر آمنہ محمود اعوان نے اپنی تقریر میں کہا علامہ اقبالؒ جیسے لوگ خدا کی طرف سے قوموں کیلئے کسی انعام سے کم نہیں ہوتے اور ایسے اشخاص کہیں صدیوں بعد ہی پیدا ہوتے ہیں۔ وائس پرنسپل پروفیسر مسز فاخرہ عتیق بخاری نے طالبات سے خطاب کرتے ہوئے کہا اقبال کی شاعری ناامیدی اور شک سے پاک ہے وہ نہ تو خود مایوس ہوئے اور نہ انہوں نے دوسروں کو مایوس ہونے دیا۔

پرنسپل کالج پروفیسر ثریا آصف نے علامہ اقبال کے فلسفہ خودی پر بات کی اور کہا کہ یہ اسی فلسفے کا معجزہ ہے کہ مسلمانان ہند میں بیداری اور آزادی کا شعور پیدا ہوا۔ علامہ مرحوم نے ایک ماہر طبیب کی طرح ان کی قومی بیماری کی تشخیص بھی کی اور اس کا علاج بھی تجویز کیا۔

جدید کمپیوٹر لیب کا افتتاح

رپورٹ: یمنیٰ فاطمہ

پاکستان پبلک سکول میں کمپیوٹر لیب کی افتتاحی تقریب ہوئی۔ افتتاح مسز بی بی بلمو ریا نے کیا۔ لیب میں موجود طالبات نے تالیاں بجا کر ان کا استقبال کیا۔ چہروں پر بکھری مسکراہٹوں اور آنکھوں کی چمک اظہار تشکر کر رہی تھیں کہ اب نئے ماڈل کے خوبصورت کمپیوٹر ان کے زیر استعمال ہوں گے۔ مہمان خصوصی نے "" کی بورڈ" کا بٹن دبا کر افتتاح کیا۔ مانیٹر کی سکرین پر "خوش آمدید" کے لفظ ابھرے سب کی طمانیت میں اضافہ ہو گیا۔ اپنے خطاب میں مہمان خصوصی

سے استفادہ کرتا ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھیں وطن عزیز پاکستان میں قومی ادارہ جات میں 70% کمپیوٹر استعمال ہو رہا ہے۔ مستقبل قریب میں شاید کمپیوٹر کتابوں کی جگہ لے لیں۔ اس وقت کسی بھی چھوٹی بڑی ملازمت کیلئے سب سے پہلے کمپیوٹر ٹریننگ کا پوچھا جاتا ہے اور بہت سی اچھی باتوں کے ساتھ اس دعا پر اپنے خطاب کا

لیب کا افتتاح وائس پرنسپل مسز نصرت ریاض، ایڈمنسٹریٹر مسز بی بی بلمو ریا پرنسپل بوائز برانچ شکیل اشرف کر رہے ہیں

اشاعت خاص

حصہ دوم

دین اسلام کے خلاف سازشیں اور طالبان کی تاریخ و حقیقت

تحریر خالد بیگ
Kbaig56@yahoo.com
www.truthbykbaig.com

اسامہ بن لادن کی سوڈان منتقلی کو افغانستان میں اس کے قیام سے متعلق امریکی ناراضگی سے تعبیر کیا جا رہا تھا لیکن گزشتہ قسط میں آپ نے انڈیپنڈنٹ اخبار میں Robert fisk کے مضمون کا حوالہ دیکھ لیا ہوگا جس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ اسامہ افغانستان میں سویت افواج کے خلاف جہاد کے لئے اپنے ساتھ آنے والے عرب مجاہدین کے ہمراہ سوڈان منتقل ہو کر وہاں بڑے پیمانے پر عمارات و سڑکوں کی تعمیر میں مصروف ہو گیا تھا۔ لیکن کینیڈا کے معروف صحافی Micha chossudovsky کے مطابق اسامہ سوڈان میں وہاں کی ایک این جی او (ITWRA) Third world relief agency کے ساتھ مل کر یوگوسلاویہ سے علیحدگی کے لئے بوسنیا اور کوسوو میں چلنے والی تحریک کے لئے مجاہدین Recrute کر رہا تھا جبکہ TWRA امریکی خفیہ ایجنسی سی آئی اے کی ذیلی تنظیم کے طور پر یوگوسلاویہ میں خاصا اثر رسوخ رکھتی تھی جس کی وجہ سے اس کے لئے وہاں افرادی قوت کی فراہمی آسان تھی۔ بوسنیا اور کوسوو میں مسلمانوں کی جس انداز سے نسل کشی ہوئی وہ سب تاریخ کا حصہ ہے۔ تاہم اس پر امریکہ و نیٹو کی خاموشی پراسرار و حیران کن تھی۔ کیونکہ پوری دنیا اس پر سراپا احتجاج تھی لیکن امریکہ سوائے زبانی کلامی مذمتی بیانات دینے کے عملاً کچھ بھی نہیں کر رہا تھا۔ بعدازاں یوگوسلاویہ کے سربراہ ملاسویچ نے اپنی آخری نشری تقریر میں خود کو بری الذمہ قرار دیتے ہوئے بوسنیا میں مسلمانوں کے قتل عام کا ذمہ دار سی آئی اے کو قرار دے دیا جس کے نتیجے میں یوگوسلاویہ کے ریڈیو ٹی وی کی عمارت کو نیٹو کے طیاروں نے بمباری کر کے تباہ کر دیا کیونکہ تقریر میں بہت ہی سنجیدہ قسم کے الزامات لگائے گئے تھے۔ علاوہ ازیں ابھی تقریر کا دوسرا حصہ نشر ہونا باقی تھا۔

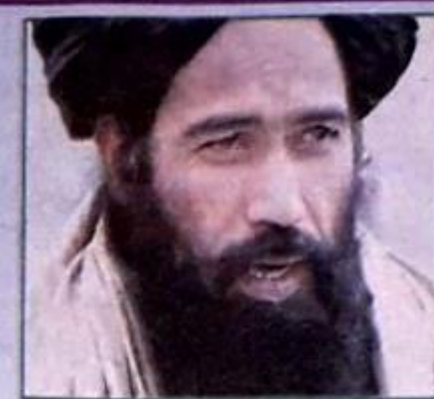
تاہم 1997ء میں امریکہ میں ریپبلکن جماعت نے کلنٹن حکومت پر بوسنیا میں اسلامی انتہا پسندوں کو دنیا بھر سے اکٹھا کر کے وہاں islamic Militantnetwork قائم کرنے پر باقاعدہ رپورٹ جاری کی جو (آر پی سی) 1997-Congressional report of the republican party commitee کے حوالے سے نیٹ پر دیکھی جا سکتی ہے۔ یہ اطلاعات بھی امریکی نیوز ویب سائٹ پر موجود ہیں کہ بعدازاں بوسنیا میں قائم ہونے والی اسلام پسندوں کی جماعت Militant islamic net work نے القاعدہ کی شکل اختیار کر لی۔ بوسنیا میں مسلم کشی کی وجوہات کیا تھیں یا سوڈان میں وسیع پیمانے پر تعمیراتی ٹھیکوں کی وجہ سے اسامہ کے سعودی عرب میں بڑی تعمیراتی کمپنیوں سے کیوں اختلافات ہوئے جو آگے چل کر اسامہ و امریکہ کی باہمی لڑائی میں تبدیل ہو گئے۔ یہ ایک الگ موضوع ہے۔ یہاں تو بس اتنا بتانا مقصود تھا کہ اسامہ و امریکہ کس حد تک شیر و شکر تھے۔ اب آیئے طالبان کی طرف جو بقول نجم سیٹھی پاکستان نے تشکیل دیئے۔



دہشت گرد گروپ قرار دیئے گئے حقانی نیٹ ورک کے سربراہ سراج الدین حقانی مہمان خصوصی کے طور پر وائٹ ہاؤس میں میڈیا سے خطاب کر رہے ہیں

یہ جنوری 1994ء کی بات ہے افغانستان میں نمائندہ حکومت (جو امریکہ کی مخالفت کی وجہ سے نہیں بن سکی تھی) نہ ہونے کی وجہ سے خانہ جنگی عروج پر تھی۔ کابل پر بھی سویت افواج کے خلاف لڑنے والے مجاہدین کے مختلف لسانی گروہ قابض تھے سب جدید ترین امریکی اسلحہ سے لیس تھے۔ صدارت برہان الدین کے پاس تو وزارت عظمٰی کا عہدہ گلبدین حکمت یار نے سنبھال رکھا تھا۔ لہو منجمد کر دینے والی سردی کے باوجود ٹینک' بکتر بند گاڑیاں اور توپیں آگ برسانے میں مصروف تھیں۔ کابل شہر کے معروف علاقے بالا حصار اور پہاڑی جبل السراج و سرانجان کی ساری پٹی جنرل دوستم اور اس کی ملیشیا کے قبضے میں تھی۔ اس کے باہر کا سارا علاقہ حکمت یار کی حزب اسلامی کے کنٹرول میں تھا۔ احمد شاہ مسعود کی فوجیں دوستم اور حکمت یار دونوں پر حملے کر رہی تھیں۔ سویت افواج کے دیرینہ ساتھی کمیونسٹ نظریات کے حامل اور افغان فوج میں سپیشل ریپبلکن گارڈ کے سربراہ جنرل بابا خان اور جنرل عزیز بھی لسانیت کی بنیاد پر احمد شاہ مسعود کے ہم رکاب تھے۔ جبکہ ببرک کارمل کی پرچم پارٹی کے لوگ بھی احمد شاہ مسعود کے پرچم تلے اکٹھے ہو رہے تھے۔ ڈاکٹر نجیب اللہ کے دور میں تمام افغانی ائرفورس کے پائلٹ چونکہ کمیونسٹ تھے تاہم افغانستان کے شمالی علاقوں سے تعلق کی بنا پر وہ بھی احمد شاہ مسعود سے جا ملے تھے اور مخالفین پر تابڑ توڑ بمباری کر رہے تھے۔ الغرض سویت افواج کے خلاف مزاحمتی جنگ میں محفوظ رہنے والا کابل شہر کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا تھا۔ ان حالات میں اقوام متحدہ نے عالمی سفارتکاروں کے کابل شہر سے انخلاء کے لئے تمام متحارب گروپوں پر دباؤ ڈالا تو ایک ہفتے کے لئے عارضی جنگ بندی قبول کر لی گئی۔

9 جنوری 1994ء کی صبح سے لے کر 10 جنوری کی شام تک دو سو کے قریب غیر ملکی سفارت کار کابل سے نکل پائے تو اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے لاکھوں افغان باشندے چند جوڑے کپڑے آسانی سے اٹھایا جانے والا سامان سمیٹ کر جوق در جوق کابل سے نکلے۔ وہ شہر جہاں روسی افواج کے خلاف جاری جہاد میں انہیں اپنا مال و اسباب و گھر بار چھوڑنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی مجاہدین کی باہمی جنگ نے انہیں چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا۔ گو سویت فوج کی افغانستان سے رخصتی کے بعد کابل پر قبضے کے لئے خانہ جنگی کا آغاز ہوتے ہی ان میں اتفاق رائے کے لئے ایران و پاکستان اور سعودی عرب نے کوششوں کا آغاز کر دیا تھا لیکن مجاہدین لیڈروں کی باہمی بداعتمادی کا یہ عالم تھا کہ آپس میں جڑے ہوئے دکھائی دینے والے دھڑے کسی چھوٹے سے اختلاف پر اچانک بھڑک اٹھتے اور ایک دوسرے کے دشمن بن جاتے۔ اس کے باوجود مجاہدین کو آپس میں بٹھا کر حکومت سازی کے لئے ان کے درمیان متعدد معاہدے کرائے گئے جو بعد ازاں کسی ایک فریق کی ہٹ دھرمی یا معاہدے پر عمل درآمد سے انکار پر ناکام ہو گئے لیکن اس سے ہٹ کر افغانستان میں قیام امن کے لئے ملک کے اندر سے کسی تیسری قوت کو ابھارنے کا عمل بھی سی آئی اے نے جاری رکھا ہوا تھا۔



طالبان سربراہ ملا عمر

سب سے پہلے جنرل دوستم کو استعمال کیا گیا لیکن دوستم بے وفائی کر کے مجاہدین کے ساتھ جا ملا۔ اس کے بعد قندھار تک ظاہر شاہ کے قبائل اور اس کے حامیوں' کچھ مولویوں' مسلم ملیشیا کے کمیونسٹ جنرل عصمت اللہ کے علاوہ چند چھوٹے مجاہد گروپوں کو شامل کر کے مخصوص علاقے پر قبضے کی کوشش کی گئی جو باہمی بداعتمادی کی وجہ سے ناکام ہو گئی۔ تیسری کوشش میں افغانستان کے سابق فوجیوں اور سرکاری کمیونسٹ اہلکاروں کو اکٹھا کر کے مظلومین کے نام سے ایک تنظیم بنائی گئی۔ جنہوں نے مجاہدین کی خانہ جنگی سے عوام کو نجات دلانی تھی۔ یہ کوشش بھی بار آور ثابت نہ ہو سکی۔ مزے کی بات یہ ہے کہ اس طرح امن قائم کرنے کی تمام کوششیں صرف افغانستان کے ان جنوبی علاقوں تک ہی محدود تھیں جو پاکستانی صوبہ بلوچستان سے لے کر ہرات تک چلا جاتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ بھی وسط ایشیائی ریاستوں سے قدرتی وسائل کی بیرونی دنیا تک رسائی کے لئے اس ٹریڈ روٹ کو مستحکم کرنا چاہتا تھا جس کے لئے سوویت یونین نے افغانستان میں سڑک تعمیر کی تھی تاہم گوادر (گرم پانیوں) تک پہنچنے سے پہلے ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا۔ طالبان نامی تنظیم کا قیام افغانستان میں قندھار سے لے کر ہرات تک قیام امن کے لئے چوتھی کوشش تھی جس کے لئے مذکورہ نعروں کی خصوصی طور پر تشہیر کی گئی۔ امن کا قیام' ظلم سے نجات' نظام اسلام کا نفاذ ابتدائی طور پر طالبان کی تشکیل و تنظیم سازی کے لئے تین طرح کے لوگ شامل کئے گئے۔ پہلا گروہ افغانستان کی سابقہ خلق پارٹی سے تعلق رکھنے والے پروفیشنل فوجیوں پر مشتمل تھا جو کہ نظریات کے اعتبار سے کمیونسٹ تھے اور بھاری اسلحہ و توپ خانہ سمیت دیگر جدید ہتھیاروں کے استعمال کے علاوہ عسکری نظم و ضبط کی پابندیوں کو بخوبی سمجھتے تھے۔ ان کی سربراہی نجیب حکومت کے سابق وزیر دفاع شاہنواز تنی کے ذمہ تھی۔ جو کہ سی آئی اے کی ایما پر نجیب کے خلاف بغاوت میں ناکامی کے بعد پاکستان میں پناہ گزین تھا دوسرا گروہ عام مجاہدین کا تھا جو جہاد کے دوران نچلی سطح کی صف میں شامل تھے اور خانہ جنگی کے دوران 100 سے لے کر 500 تک کی تعداد میں اکٹھے ہو کر کارروائیوں میں مصروف تھے ان کے کمانڈروں نے طالبان کے بڑوں سے معاہدہ کیا تو یہ سب طالبان بننے پر تیار ہو گئے۔ تیسرا اور اہم گروہ ان ہزاروں افغان طلبہ کا تھا جس کی





ویسپا سکوٹر میں MMRR 106 سنگل فائر کرنے والی گن جسے مجاہدین سویت افواج کے خلاف استعمال کرتے رہے

شمولیت پوری تنظیم کی بطور طالبان شناخت کے لئے ضروری تھی۔ یہ تمام طالب علم پاکستان کے صوبوں بلوچستان اور سرحد (خیبر پختونخواہ) میں واقع دینی مدارس سے تعلیم حاصل کر چکے تھے یا ابھی زیر تعلیم تھے اور ان کی طالبان تنظیم میں شمولیت کے لئے پاکستان کے دو سیاسی مذہبی جماعتوں کے سربراہوں نے خصوصی خدمات سر انجام دی تھیں جن کے اپنے بہت سے مدارس تھے۔

اسی دوران اقوام متحدہ کے مشن برائے بحالی امن پشاور کی جانب سے نومبر 1994ء میں بہاول خان نامی ایک افغان کی نگرانی میں ایک دفتر بھی قائم کیا گیا جس نے افغانستان میں قیام امن کے نام پر مجاہدین کی بھرتی شروع کر دی اس میں کمانڈروں کے لئے 500 ڈالر ماہانہ اور عام مجاہدوں کے لئے 200 ڈالر ماہانہ تنخواہ کی پیشکش کی گئی تھی۔ تین ماہ میں بہت سے نوجوان اس دفتر سے بھرتی ہو کر طالبان بنے اور قندھار کے راستے افغانستان پہنچائے گئے۔ ان میں مقامی نوجوانوں کے علاوہ ہجرت کر کے پاکستان آنے والے افغان نوجوان شامل تھے۔ لیکن اس کے خلاف پشاور میں افغان جہاد کے مخالفوں کی طرف سے کئے جانے والے احتجاج کے بعد مذکورہ دفتر بند کر دیا گیا تھا۔ طالبان فورس میں شمولیت کے لئے ایک وقت ایسا بھی آیا جب پاکستان کے چند مدارس میں چھٹیاں کر دی گئیں۔ طالبان تنظیم کی تشکیل کے لئے امریکہ نے بے بہا سرمایہ خرچ کیا۔ یہ رقوم بظاہر قندھار' نیمروز' ہلمند اور زوگان میں پوست کی کاشت کے خاتمے کے نام پر فراہم کی جا رہی تھیں۔ (جاری ہے)

سویت افواج کے خلاف سرگرم امریکی اسلحہ سے لیس افغان مجاہدین

مفروضوں کے منفی اثرات



سید ذیشان حیدر
zishan999@hotmail.com

ہم خدا جانے کیوں قوم کی بنیادی تعریف کو ہی نہیں سمجھ پا رہے۔ ہم گروہوں میں تقسیم ہیں اور تقسیم در تقسیم ہوتے جا رہے ہیں۔ مگر سب سے زیادہ فکر کی بات یہ ہے کہ اکثر ہم شواہد پر مبنی عقلی دلائل پر یکجا ہونے کے بجائے کسی بھی مفروضے کو سچ مان کر تقسیم کے عمل کو مزید تقویت دیتے ہیں۔ ذات پات، زبان اور فرقوں نے تو ہمیں پہلے ہی بانٹا ہوا ہے۔ نا جانے کیوں ہر وہ شخص جو اپنی محنت کے بل بوتے پر ترقی کرتا ہے ہم اُسے بھی کرپٹ افراد کی فہرست میں لا کھڑا کرتے ہیں۔ یہ عام تاثر ہے کہ ہر ترقی یافتہ اور کامیاب شخص کسی نا کسی حد تک کرپٹ ضرور ہوتا ہے۔ اس طرح انجانے میں ہم خود کرپشن کی تشہیر اور حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ پھر مزید ستم یہ کہ اگر کوئی فرد یا کچھ افراد اپنی محنت یا خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے بین الاقوامی شہرت حاصل کریں اور مغربی دنیا اُن کی بلائیں لینا شروع ہو جائے تو وہ قطعاً مغربی سامراج کا ایجنٹ تصور کیا جاتا ہے۔ اصل میں ہم ہر اُس کام اور اُس بات پر شبہات کا اظہار کرتے ہیں جو ہمارے دائرہ اختیار سے باہر ہوتی ہے۔ ملک عزیز میں آنے والی کسی بھی ناگہانی آفت یا مسئلے کے پیچھے "خفیہ ہاتھ" ہی تلاش کرتے ہیں۔ یا پھر اپنے آرام دہ کمروں میں بیٹھ کر کسی بھی مافوق الفطرت مفروضے کی تائید کرتے ہوئے اُسی "سازشی مفروضے" کے حق میں خود ساختہ دلائل بھی جمع کر لیتے ہیں۔ شاید پاکستان میں وکلاء تحریک کے بعد عدلیہ تو آزاد ہوئی مگر عوام بھی جید وکیل بن گئے ہیں۔

ہمارے ملک کے اکثر دیہاتوں میں آج تک "مرگی" کے مریض کا علاج تعویز دھاگے سے ہوتا ہے کیونکہ گاؤں کے حکیم کے نزدیک یہ ایک مرض ایسا ہے جس کا علاج دریافت نہیں ہوا اور اصل حکمت جنات پر کنٹرول نہیں سکھاتی۔ لہذا مرگی کے مریض پر جنات کا اثر ثابت کرنا اس کا علاج کرنے سے زیادہ آسان ہے۔ یعنی "ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا"۔ یہی حال پوری قوم کا ہو چکا ہے جب بھی کوئی معاملہ ہماری عقل و فہم سے ماورا ہوتا ہے تو کچھ سیانے "سازشی مفروضے" ہوا میں چھوڑ دیتے ہیں اور ہم اپنی روایتی کاہلی کی وجہ سے بغیر تحقیق اُن پر اعتبار بھی کر لیتے ہیں۔ جب کہ اسلام تو کہتا ہے کہ جب بھی کوئی خبر ہم تک پہنچے تو پہلے اس کی تصدیق کر لینی چاہیے تا کہ بد گمانیوں سے محفوظ رہا جا سکے۔ اگر ہم اپنی سازشوں کو سچ مانتے رہے تو ہمارا حال بقول شاعر کچھ ایسا ہوگا

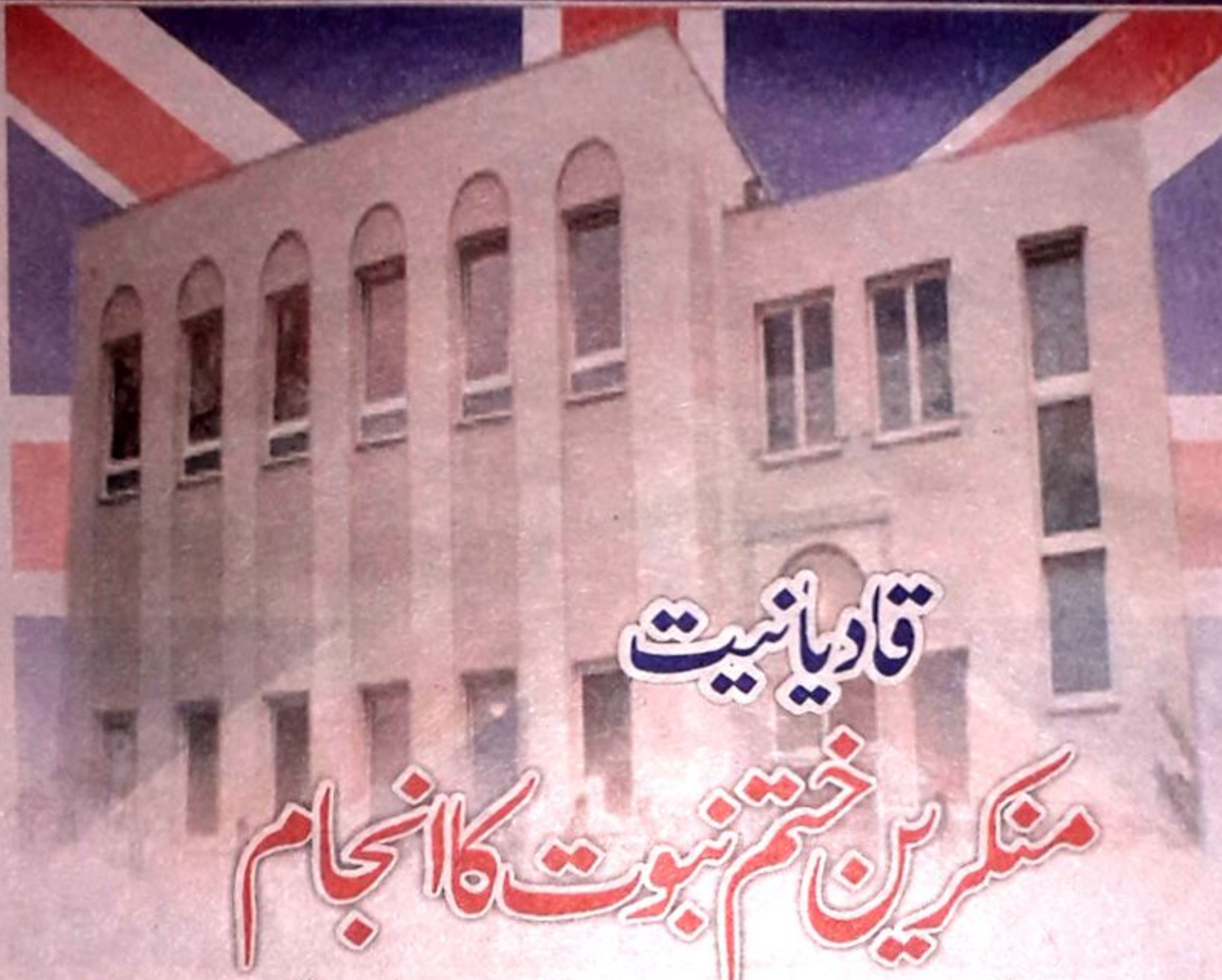
وقت کے ساتھ عناصر بھی رہے سازش میں
جل گئے پیڑ بھی دھوپ بھی بارش میں

اسطرح اگر تاریخی پیرائے میں دیکھا جائے تو اس رویہ کی ایک وجہ بے چاری عوام کی کئی دہائیوں پر محیط ریاستی اور حکومتی امور سے دوری ہے۔ عوام کے ذہن میں ایک بات روز محشر کی طرح عیاں ہیں کہ ہر بار عوامی مینڈیٹ کو ملک کی طاقت ور اشرافیہ اپنی مرضی کے مطابق موڑ لیتی ہے۔ کبھی منتخب وزیراعظم کو ماورائے عدالت قتل کر دیا جاتا ہے تو کبھی دو تہائی اکثریت والے وزیراعظم کو ملک بدر، کبھی یہ اشرافیہ مہران بینک کے توسط سے رقوم تقسیم کر کے عوامی مینڈیٹ کو سبوتاژ کرتے ہیں۔ تو کبھی ایک شارٹ آرڈر پر وزیراعظم معزول ہو جاتا ہے۔ انہی اور اس طرح کے بیشمار عوامل نے عوام کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ آخر جمہوریت میں "جمہور" کا فیصلہ اگر اٹل نہیں ہے تو پھر یہ جو دن رات جمہوریت کے راگ آلاپے جاتے ہیں یہ بالکل فضول ہیں۔ کچھ اس طرح ہمارے معاشرے میں بدقسمتی سے تعلیم کی کمی اور بین الاقوامی حالات سے ناواقفیت عوام کی سوچنے کی صلاحیتوں پر منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔

سماجی اور معاشرتی نظر سے غور کریں تو آمریت کے اندر پروان چڑھنے والی نسل تو ہر وقت شکوک و شبہات میں مبتلا رہتی ہے کیونکہ انہوں نے ایسی گھٹن میں زندگی کا بیشتر حصہ گزارا ہوتا ہے جہاں آزادی رائے اور سوچ پر پابندی لگا دی جاتی ہے۔ ہمارے ہاں آمرانہ حکومتیں زیادہ تر تین طریقوں سے عوام کو اپنا منجن بیچتی رہی ہیں۔ نصاب تعلیم، مذہب، اور ابلاغ عامہ۔ ان تینوں چیزوں کو اپنے مفاد کے لیے استعمال کر کے وہ اپنی موجودگی کو ناگزیر ثابت کرتی رہی ہیں۔ اور جب اس فریب کا سحر ٹوٹا ہے تو قوم ذہنی انتشار کا شکار ہو گئی۔ جسکی وجہ سے حکومت اور عوام کے درمیان اعتماد کا خلاء پیدا ہو گیا۔ آزاد ذرائع ابلاغ کی ایک دم یلغار نے مقبوضہ ذہنوں کو سنبھلنے کا موقع بھی نہ دیا۔ معاملات اور بھی بگڑے جب جمہوری حکومتوں نے وہی آمرانہ ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کر دیئے۔ اس کے علاوہ سیاسی لیڈران کے غیر نظریاتی اور عدم تسلسل کا شکار رویوں نے عوام کو مزید الجھنوں میں دھکیل دیا۔ مثلاً کل تک ق لیگ کو قاتل لیگ کہنے والے آج انہی کو گلے لگائے محبت کا دم بھرتے ہیں کہ یہ سیاسی دانش مندی ہے۔ خان صاحب ایم کیو ایم کے مبینہ مظالم کی داستانیں لے کر ایک وقت میں برطانیہ کی عدالت جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ مگر آج کل بالکل پر اسرار چپ سادھ لی ہے۔ سپریم کورٹ کے ہر حکم پر من و عن عمل کروانے کی جدوجہد میں مصروف میاں برادران سپریم کورٹ کے حکم کے مطابق ایف آئی اے سے تحقیقات کروانے پر ہچکچاہٹ کا شکار ہیں۔ گذارش صرف اتنی ہے کہ ہمارے لیڈران کو بیانات کی بدپرہیزی سے اجتناب کرنا چاہیے اور جب کوئی یوٹرن لیں تو عوام کو کم از کم اس فیصلے کے "وسیع تر مفادات" سے آگاہ کر کے اعتماد میں ضرور لیں۔ تا کہ عوام کسی بھی بیرونی سازشی مفروضے کا شکار نا ہو جایا کرے۔ ہمیں اور ہمارے لیڈران کو اپنے اخلاقی اقدار کی اصلاح اور نظریات میں تسلسل کے ذریعے عوام میں اعتماد پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

میں بھی اسی عوام کا حصہ ہوں عوام میں پائے جانے والے اکثر مفروضوں سے میرا بھی سامنا ہوتا ہے۔ میں تفصیلی تحقیق کے باوجود بھی ان مفروضوں کے سچ ہونے کے بارے میں ٹھوس ثبوت تلاش نہیں کر پایا۔ مثلاً اُسامہ بن لادن ایک فرضی کردار تھا جسے سی آئی اے نے اپنے مقاصد کے لیے تخلیق کیا تھا۔ اُسامہ بن لادن بہت عرصہ پہلے مر چکا تھا اور ایبٹ آباد آپریشن محض امریکہ کے صدارتی انتخابات میں کامیابی کے لیے باراک اوبامہ اینڈ کمپنی کا ڈرامہ تھا۔ پاکستان میں ہولناک زلزلہ اور تباہ کن سیلاب ایک ایسی سپر مشین کے ذریعے لایا گیا۔ جو کسی بھی علاقے کے موسم کو اپنی مرضی کے تحت تبدیل کر سکتی ہے۔ جس نے قراقرم کے گلیشئر کو پگھلایا اور عطاء آباد جھیل بن گئی۔ مذکورہ مشین مغرب کی ایجاد ہے۔ ملالہ یوسفزئی مغربی سامراج کی ایجنٹ ہے۔ ملالہ یوسفزئی پر حملہ ایک ڈرامہ ہے جو وزیرستان میں فوجی آپریشن کے لئے جواز پیدا کرنے کی سازش ہے۔ تحریک انصاف کے قیام میں ملٹری اسٹیبلشمنٹ کا ہاتھ ہے۔ محترمہ بینظیر بھٹو شہید کے قتل کی سازش آصف علی زرداری نے بنائی تا کہ وہ ملک کے صدر اور پارٹی کے چیئرمین بن سکیں۔ ٹیکس دینا حرام ہے اور ٹیکس چوری سے حاصل شدہ رقم سے صدقات، خیرات اور زکوۃ دینا جائز ہے۔ جمہوریت ایک غیر اسلامی تصور ہے علاوہ ازیں اسلام ایک شخص کے ایک ووٹ کے حق کی تائید نہیں کرتا۔ آج بھی پاکستان کے اہم ترین ستونوں کے سربراہان کا تقرر غیر ملکی طاقتوں کے ایماء پر ہوتا ہے۔

میری خواہش ہے کہ اگر کسی کے پاس ان مفروضوں کو ثابت کرنے کے لیے ٹھوس ثبوت ہوں اسے منظر عام پر ضرور لانے چاہیں۔ بے جا مفروضوں کی تشہیر نوجوانوں کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے۔ نا صرف اس سے قوت فیصلہ معدوم ہوتی ہے بلکہ ہم بحیثیت قوم مجموعی طور پر کسی قومی مفاد کے ایجنڈے پر اکٹھا نہیں ہو پاتے۔



قادیانیت
منکرین ختم نبوت کا انجام

محمد نواز میرانی

جیسا کہ میں ہمیشہ سے کہتا ہوں کہ مرزے غلام احمد قادیانی کا نام لیکر اور پڑھ کر جو مسلمانوں کے دل کو دھچکا لگتا، ایمان خراب ہوتا اور قادیانیت کے دور کے مسلمانوں بالخصوص علماء، وکلاء اور تعلیمیافتہ حضرات کے رویے کے باعث دل خون کے آنسو روتا ہے کہ وہ روز قیامت حضور سرور کائنات کے حضور کسی منہ سے پیش ہونگے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان جذبات کا اطلاق موجودہ دور کے مسلمانوں پر بھی ہوتا ہے کہ چیف جسٹس صاحب کی خاطر دوسرے لفظوں میں حق کی خاطر، شاعروں نے قصیدہ گوئی کی۔ وکیلوں نے لانگ مارچ کئے، خود جسٹس صاحب نے دھکے کھائے، بال نچوائے، گریبان تک پہنچنے والے ہاتھوں کو جھٹکا، حق انصاف اور جمہوریت کے نام پہ سیاسی دکانداروں نے اپنی دوکان چمکائی کمائی بڑھائی جبکہ انصاف کے وکیلوں نے روزی گنوائی۔ سر پھٹوائے، عوام نے دل وجان سے ان کی پذیرائی اور آخرکار قدرت کا انصاف رنگ لایا۔

مگر کیا یہ سب مسلمانوں کا مقدر ہے کہ مرزے غلام احمد کا نام پڑھ کر وہ تجدید ایمان کرتے ہوئے کلمہ طیبہ پڑھتے رہیں، اور ایمان کو مزید مضبوط کرنے اور دوبالا کرنے حضور کی شان بیان کر کے میں دوسرے ختم نبوت پر یقین صادق رکھنے والوں کی طرح جب بھی نعتی کردار کا نام آئے، ہم شان محمد ﷺ بیان کرتے ہیں۔

آج علم وآگہی کے اس دور میں ہماری نئی نسل کم علمی کی وجہ سے اپنے اسلاف کے کارناموں سے بے خبر، حق وسچ کی جدوجہد کے نام سے نابلد، اور عمر رسیدہ والدین انہیں ختم نبوت کی حقانیت سے آگاہ و آمادہ کرنے میں ناکام ثابت ہوئے ہیں۔ جیسا کہ ہم سے سابقہ نسل سے ہوا تھا ہمارا مقصد منفی اور متعصبانہ سرگرمیوں میں ملوث ہونا اور فتنہ ابھارنے کے لئے کسی کو تیار کرنا نہیں بلکہ ہمارے حضور سرور کائنات فخر موجودات کا فرمان ہے کہ فتنہ کے بارے میں آگہی رکھنا اور اس سے باخبر ہونا ثواب اور اس کے لکھنے والی کی قلم کی سیاہی شہید ہونے والوں کے خون سے اللہ سبحان وتعالی کے نزدیک زیادہ مقبول ومقرب ہے لہٰذا ہر مسلمان کا فرض بنتا ہے کہ قادیانیت کے اس فتنے اور فرقے کے بارے میں خود بھی آگاہ ہو اور اپنی نئی نسل کو بھی آگاہ کرے اور قادیانیوں سے بھی ہماری یہی درخواست ہے کہ اپنے جھوٹے نبی کے بارے میں پڑھیں اور خود فیصلہ کریں کہ آخر انہوں نے بھی ایک دن اللہ کے حضور پیش ہونا ہے کافروں کی طرح یہ جواب نہ دیا کریں جیسا ابوجہل اور ابولہب حضور ختم المرسلین کو دیا کرتے تھے کہ آپ ہمیں ہمارے آباؤ واجداد کے دین سے پھرنے کی ترغیب وتلقین کرتے ہیں۔ ہم دنیا کو کیا منہ دکھائیں کہ ہم نے اپنا والدین والا مذہب ترک کر دیا ہے اور اس طرح سے دنیا میں بدنامی اور آخرت ہمیشہ ہمیشہ خراب کر کے زائیدہ درگاہ بن گئے کہ اس کا اور اس کی بیوی کا نام قرآن پاک میں ان الفاظ سے آیا ہے (سورۃ لہب)

''ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہو جائے۔ نہ اس کا مال کام آیا نہ اس کی کمائی (نفع) اور آخرت میں عنقریب ایک شعلہ زن آگ میں داخل ہوگا۔ وہ بھی اور اس کی بیوی بھی جو لکڑیاں لاد کر لاتی ہے اور دوزخ میں پہنچ کر اس کے گلے میں ایک رسی ہوگی خوب بٹی ہوئی' ابولہب کا گناہ شاید مرزا قادیانی سے کم تھا کیونکہ وہ رسول پاک ﷺ کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کرتا تھا۔ یہ جہنمی تو خود کو مسلمان کہہ کر خود کو محمد رسول ﷺ کہتا ہے (معاذ اللہ)

قرآن مجید میں پہلی دفعہ ایسا ہوا کہ رسول پاک ﷺ کے دشمن کا نام لیکر شدید ترین الفاظ میں مذمت کی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ ابولہب آپ کا چچا تھا لیکن ذات، برادری، حسب نسب کو چھوڑ کر اور حضور ﷺ کے ساتھ ابولہب کا جو رشتہ تھا اس کو خاطر میں لائے بغیر اللہ نے اپنے محبوب یگانہ ویکتا کے دشمن کے انجام سے مسلمانوں کو آگاہ کر دیا تھا۔

مرزا قادیانی، مرزا ہونے کے باوجود رسول پاک کا حسب نسب یعنی سید کہلانے کی کوشش کرتا رہا مگر یہ نقالی آخرکار خام خیالی ہی نکلی۔

ابولہب نے بھی رسول پاک ﷺ سے سوال کیا تھا کہ اگر میں اپنا خاندانی مذہب چھوڑ کر آپ کا مذہب اپنا کر مسلمان ہو جاؤں تو مجھے کیا ملے گا؟ یہ وہ سوال ہے جو مرزا قادیانی نے اپنے آقاؤں سے کیا تھا اور اس کے عوض مراعات اور حفاظت کی گارنٹی مانگی تھی۔

ابولہب کے لالچ کو سمجھ جانے کے باوجود بھی رسول پاک ﷺ نے جواب دیا تھا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد تمہیں وہ ملے گا جو باقی اسلام قبول کرنے والوں کو ملا ہے۔ تو جواب میں اس بابائے قادیانیت نے کہا کہ ''ناس جائے اُس دین' جس میں میں اور باقی سب برابر ہوں۔

اس نے تو اسلام کے بارے میں بددعا کی تھی کہ ناس جائے اس دین کا۔ مگر مرزے قادیانی نے تو عملی طور پر اس دین مبین کے ناس کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اور اپنی آخرت کا ستیاناس کروالیا۔

رسول پاک کے دشمنوں کا ایک واقعہ قادیانیوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔ نبوت سے پہلے آپ کی دو صاحبزادیاں ابولہب کے دو بیٹوں سے بیاہی ہوئی تھیں۔ ابولہب نے بیٹوں سے کہا کہ جب تک تم ان دونوں کو طلاق نہیں دے دیتے، میرا تم سے ملنا حرام ہے۔ چنانچہ دونوں نابکاروں نے طلاق دے دی مگر ایک بیٹا عتیبہ اپنی کمینگی میں اس قدر بڑھ گیا کہ وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں آپ کا انکار کرتا ہوں اور یہ کہتے ہوئے آپ کی طرف تھوک دیا جو آپ کی طرف نہیں پڑا یہ دیکھ کر حضور سرور کائنات نے اللہ سے کہا کہ اے اللہ اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط کر دے۔ اس واقعے کے بعد عتیبہ اپنے باپ ابولہب کے ساتھ شام روانہ ہوگیا۔ دوران سفر انہوں نے قافلے سمیت ایسی جگہ پہ اپنا پڑاؤ ڈالا جہاں مقامی لوگوں نے آگاہ کیا تھا کہ اس جگہ اکثر درندے آتے ہیں ابولہب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے رسول پاک ﷺ کی بددعا سے خوف آتا ہے لہٰذا میرے بیٹے کی حفاظت کے لئے خصوصی بندوبست کریں۔ حالانکہ یہ واقعہ غالباً نبوت سے پہلے کا ہے مگر رسول پاک ﷺ کی بددعا کا ابولہب کو اتنا ڈر اور اندیشہ تھا جس سے مرزا قادیانی جیسا مرتد یہ جاننے کے باوجود بھی پیسے کی خاطر اپنا ایمان بیچ بیٹھا جس طرح سے میر جعفر، میر صادق اور دوسرے غداران ملک وملت کرتے ہیں جس میں ابھی تک کمی

> **ختم نبوت پر یقین نہ رکھنے والوں کی موت ابولہب اور مرزے قادیانی جیسی ہوتی ہے**
>
> **ہمارا مقصد منفی اور متعصبانہ سرگرمیوں میں ملوث ہونا اور فتنہ ابھارنے کے لئے کسی کو تیار کرنا نہیں**

نہیں آئی اور مسلمانوں کی اس کمزوری سے قادیانی فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں اور ساری عمر چندہ حاصل کرنے کے لئے ضرورت مندوں پر سرمایہ کاری کر کے حرام کرتے ہیں۔

بات ہو رہی تھی ابولہب کے بیٹے کی۔ جس کی حفاظت کے لئے اہل قریش نے اس ٹیلے کے ارد گرد تمام اونٹ بٹھا دیئے تھے جس ٹیلے کے اوپر اس نے خیمہ لگایا ہوا تھا۔ مگر اللہ کے محبوب حقیقی کی بددعا کام آئی۔ رات کو شیر آیا۔ اس نے جانوروں کو کھانے کی بجائے سیدھا اپنے شکار کی طرف رخ کیا اور اونٹوں میں سے گزر کر باآسانی اپنے ہدف تک جا پہنچا اور ابولہب کے بیٹے کو چیر پھاڑ کر رکھ کر حضورؐ کے خاتم النبیین ہونے کا عملی ثبوت قیامت تک کے لئے دنیا کو فراہم کرنا ہے۔

اب ایسی باتیں ایسے واقعات، ایسے معجزات، دیکھ کر بھی قادیانی، اس جعلی نبی پر یقین لے آئیں تو سوائے کف افسوس کے ہم اور کیا کر سکتے ہیں حالانکہ اس جعلی نبی کو کسی کرامت دکھانے پر بھی قدرت حاصل نہ تھی اور وہ حکیموں کو لکھ لکھ کر ساری عمر کشتے ہی منگواتا اور کھاتا رہا اور یہی اس کا نصب العین اور زندگی کا مقصد تھا۔

ہاں البتہ اس نے رمل سیکھا ہوا تھا اور علم الاعداد کا بھی ماسٹر تھا۔ جس کی بناء پر بعض اوقات الٹی سیدھی پشین گوئیاں کر دیتا تھا۔ تکے سے شاید ایک آدھ بات پوری ہوگئی ہو لیکن اس کی پشین گوئی کوئی بھی پوری نہیں ہوئی۔ خصوصاً اس کی اپنے بارے میں بتائی ہوئی باتیں تو ہنوز سوالیہ نشان اور عبرت کا مقام ہیں۔ اس پر انشاءاللہ تفصیل سے بات ہوگی۔

ابولہب بابائے قادیانیت رسول پاک ﷺ کے پیچھے پیچھے جاتا اور جہاں ہمارے نبی ﷺ لوگوں کو اللہ کی طرف مائل کرتے، اسلام کی دعوت دیتے، ربوبیت اور واحدانیت کا درس دیتے۔ یہ ملعون زدہ شخص خارش زدہ اور طاعون گزیدہ قادیان کے بانی کی طرح پیچھے پیچھے جا کر ان کی باتوں کی آواز بلند نفی کرتا حتیٰ کہ ترمذی میں لکھا ہے کہ رسول پاک ﷺ ذوالمجاز کے بازار سے گزرے اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلا کر کہتے جاتے کہ لوگو لا الہ الا اللہ کہو اور اللہ کو ایک مانو، اور اس کے رسول پہ ایمان لے آؤ۔ پیچھے سے ایک شخص آتا ہے جو آپ ﷺ کو پتھر مارتا ہے۔ جس سے ان کی ایڑیاں خون سے تر ہو جاتی ہیں اور وہ کہتا جاتا تھا کہ یہ جھوٹا ہے۔ ان کی بات نہ مانو لوگ شک میں پڑ جاتے ہیں کوئی چچا اپنے بھتیجے کے ساتھ ایسا سلوک کیونکر کر سکتا ہے۔ قحط کے دنوں میں رسول پاک ﷺ کے کنبے پر اجناس کی بندش کرا دیتا اور تاجروں سے بھاری قیمت پہ گندم وغیرہ خرید کر ان تک نہ پہنچنے دیتا اور خریدار بھوک سے تڑپتے بچوں کے پاس بغیر خریدے گھر پہنچ جاتا۔

اس دوران سورۃ لہب نازل ہوئی تو لوگوں کو معلوم ہوا کہ رسول پاک ﷺ کی مخالفت میں یہ شخص پاگل ہوا پھرتا ہے لیکن اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ لوگوں کو سمجھ آ گئی کہ سچے دین کے معاملے میں کسی لگی لپٹی کی ضرورت نہیں۔ اگر غیر ایمان لے آئے تو وہ اپنا ہو سکتا ہے اور اگر اپنا کوئی کفر کرے تو وہ غیر ہو جاتا ہے۔ اس معاملے میں اگر کوئی مرزا اپنے آپ کو سید کہلوانا شروع کرے، تو وہ قابل احترام نہیں بلکہ قابل مذمت وحقارت ہو جاتا ہے۔

جیسے ابولہب نے پورا زور رسول پاک ﷺ کی دعوت کو زک پہنچانے پر لگا دیا تھا۔ اسی طرح مرزے قادیانی نے معاذ اللہ رسول پاک کو اسی طرح جھوٹا ثابت کرنے، اور اپنے آپ کو ان سے بڑا ثابت کرنے پر لگا دیا اور اپنی خود ساختہ وحی کو بنیاد بنایا کہ کوئی بھی شخص عبادت وریاضت کر کے نبی سے بھی زیادہ رتبہ حاصل کر سکتا ہے (نعوذ باللہ) یہ سورہ جب نازل ہوئی تو سات رات سال کے اندر اندر جنگ بدر کو شکست فاش ہوئی اور قریش کے تقریباً سارے سردار مارے گئے، جن پہ ابولہب کو فخر تھا۔ اس شکست کی خبر سن کر وہ قادیانی سات دن تک زندہ رہا اور غم کے مارے عبرتناک موت مرا۔ اسے Malignant pustule کی بیماری لاحق ہوگئی جس وجہ سے اس کے گھر والوں نے بھی اسے چھوڑ دیا کہ چھونے سے یہ بیماری ہمیں بھی نہ لگ جائے۔ مرنے کے بعد بھی تین دن تک کوئی اس کے قریب بھی نہ ٹھہرا۔ لوگوں نے طعنے دینے شروع کر دیئے تو اس کے بیٹوں نے حبشیوں کو پیسے دے کر گڑھا کھدوایا اور لکڑیوں سے دھکیل کر اوپر سے مٹی اور پتھر ڈال دیئے۔

منکرین ختم نبوت میں اس قدر مماثلت کہ دوسرے رد نبوت کرنے والے کا انجام اس سے بھی برا ہوا اور وہ غلاظت والی جگہ پر مرا۔ حالانکہ نبیوں کا تو اصول اور قانون موجود ہے کہ جس جگہ وہ فوت ہوتے ہیں اسی جگہ ان کی تدفین ہوتی ہے۔

رسول پاک ﷺ کو جسمانی طور پر لہولہان کرنے والا اور رسول پاک ﷺ کو روحانی طور پر لہولہان کرنے، اس پیارے کی امت کے ایمان ودین یقین اور اسلام کو لہولہان کرنے والا خدا کا کس طرح مقرب ہو سکتا ہے حالانکہ احمدیت یعنی قادیانیت کے بنیادی اصول یہ ہیں کہ

اسلام نہیں بلکہ احمدیت ہی سچا مذہب ہے اور احمدیت ہی اسلام ہے۔ مرزا غلام احمد کے بغیر اسلام بے جان وجود ہے، مرزا مجدد، مہدی، مسیح موعود، ظلی نبی، رسول، کرشن، اوتار، اور تمام مذاہب کے آنے والے موعود ہیں مرزے کے مطابق جہاد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام قرار دے دیا گیا۔

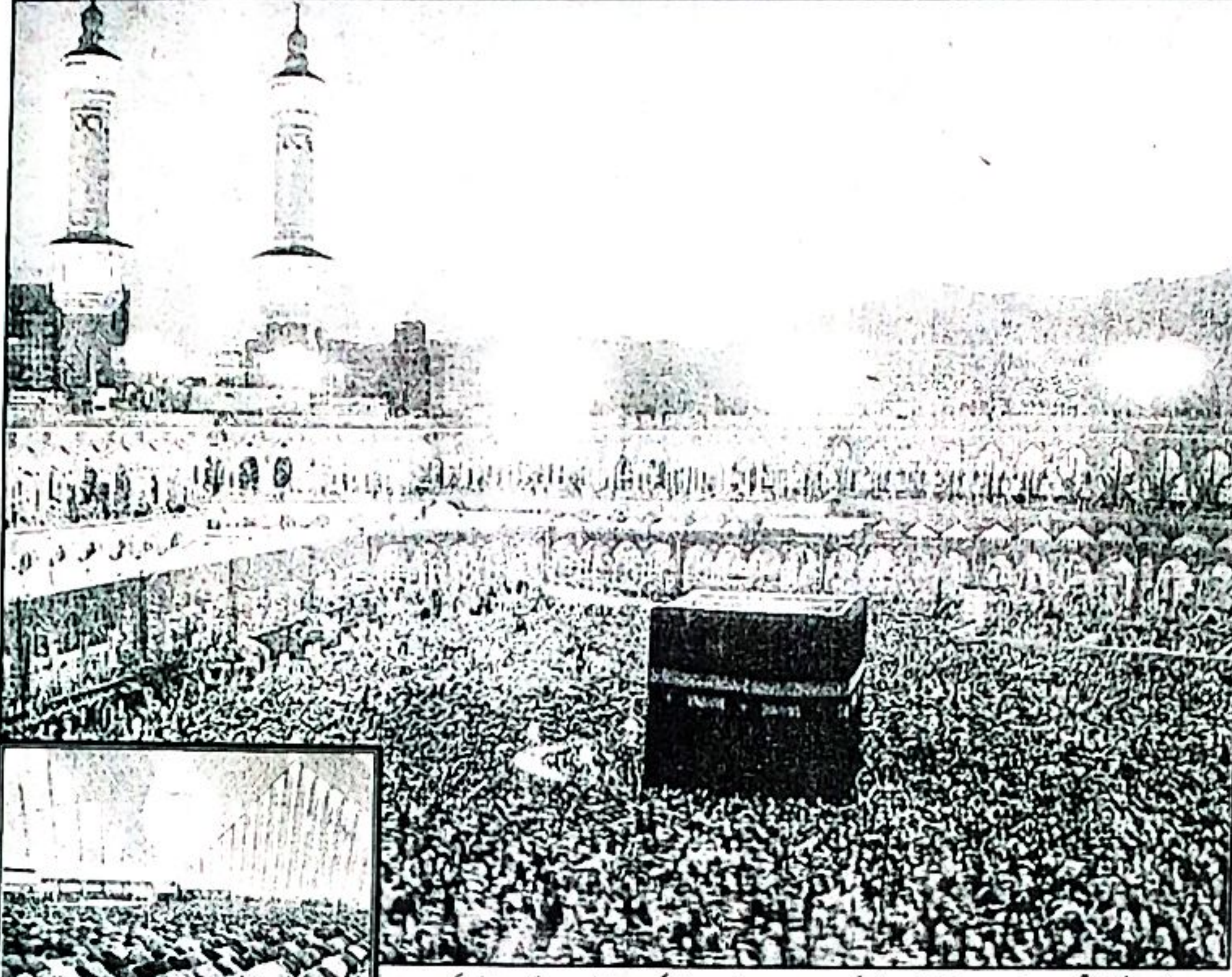
مرزے کی وحی پہ تمام انسانوں (یعنی ہندو، مسلم سکھ، عیسائی بدھ وغیرہ) پر تمام کا ایمان لازم ہے اس کے بعد ان کے بنیادی اور راہنما اصولوں میں ہرزہ سرائی شامل ہے جس کا بار بار اعادہ کرنا زیب نہیں دیتا اور نہ ہی اخلاق اس کی اجازت دیتا ہے۔

ابولہب اور مرزا قادیانی ایک ہی خصلت کے مالک دو اشخاص ہیں جنہوں نے رسول پاک ﷺ کو آزار اور تکلیف پہنچائی۔ دونوں کے بیٹوں نے باپ کو جھٹلایا ابولہب نے تو اپنی بڑائی کا دعویٰ نہیں کیا تھا یعنی مرزا قادیانی اس سے بھی بڑا ابلیس تھا۔ ایک کو قرآن پاک نے جہنمی قرار دیا اور دوزخ میں جلنے کی (نوید) سنائی۔ دوسرے کو خود قادیانیوں نے دوزخ میں جلتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یقین نہ آئے تو (خود شاہد کی نبی کا موازنہ قدرت اللہ شہاب) سے کرنے کے بعد ان قادیانیوں پہ بھی تفصیل سے بات کریں گے۔

جنہوں نے خود اپنی آنکھوں سے اسے جلتے دیکھا ہے اور پھر وہ اسلام قبول کر کے نومسلم ہونے کی اعزاز حاصل کر چکے ہیں اور یہ سارا کچھ رسول پاک ﷺ کی نظر کرم عنایت خصوصی اور توفیق الٰہی سے ہوا اللہ اور اللہ کے محبوب اور رسول حقیقی کی وحدانیت کا بین ثبوت ہے۔

روزہ۔ مادہ پرستی کیخلاف اعلان جنگ ہے

ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی



روزہ قرآن کی زبان میں درس تقویٰ ہے اور تقویٰ سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنی پوری زندگی میں کوئی بھی اقدام کرتے ہوئے ہر معاملے کو اس لحاظ سے دیکھے اور جانچے کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے؟ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟ جائز اور حلال کیا ہے اور ناجائز اور حرام کیا ہے؟ خدا کو کیا پسند ہے اور کیا ناپسند ہے؟ اس کے قانون اور ہدایت نامہ حیات میں کس شے کا مطالبہ کیا گیا ہے اور کس چیز سے روکا گیا ہے؟ انسان کی خواہشات جب اس پر دباؤ ڈالیں اور جذبات کے گردابوں میں گر جائے ایک طرف طرح طرح کے مفادات اس کے سامنے ہوں اور دوسری طرف تکالیف اور نقصانات کے اندیشے موجود ہوں تو وہ مسائل حیات کے جنگل میں اپنے لئے صراط مستقیم تلاش کر کے اس پر مضبوطی سے قدم جمائے تو اس کی یہی روش تقویٰ ہے۔ بالفاظ دیگر انسان کے ذہن و قلب میں یہ بات ہر وقت مستحضر رہے کہ اس کا خالق و مالک ہر آن اسے دیکھ رہا ہے وہ کسی لحہ بھی اس کی آنکھ سے اوجھل نہیں۔ وہ ہر وقت اس کے سامنے ہے۔ آقا نظر کے سامنے ہو تو کوئی غلام اطاعت کی روش سے نہیں ہٹ سکتا اس کے کسی حکم سے سرتابی کی جرات نہیں کر سکتا۔

مسلمان کی زندگی کا مقصد دنیا سے ظلم اور برائی کا قلع قمع کرنا اور انصاف اور سچائی کو قائم کرنا ہے۔ یعنی جن باتوں سے اللہ اور اس کے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے روکا ہے اس سے خود رکنا اور دوسروں کو روکنا اور جن باتوں کا اللہ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ نے حکم دیا ہے ان پر عمل پیرا ہونا اور دوسروں کو ان پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرنا۔ اس کٹھن نصب العین کے لئے جس مضبوط اور بے لچک کردار کی ضرورت ہے اسے پیدا کرنے کے لئے اسلام نے عبادات خمسہ مقرر کی ہیں۔ ان عبادات میں روزہ کو نہایت اہم مقام حاصل ہے کیونکہ روزہ تقویٰ کا درس ہونے کے ساتھ ساتھ صبر و انضباط کی عملی تربیت بھی ہے۔ انسانی زندگی کے لئے یہ تربیت نہایت ضروری ہے کیونکہ زندگی کا کوئی بھی معرکہ صبر و انضباط کے بغیر سر نہیں کیا جا سکتا۔

روزہ مادہ پرستی کے خلاف ایک اعلان جنگ بھی ہے۔ اگر ایک طرف جسم کی زندگی اور اس کے بنیادی تقاضوں کی تکمیل ضروری ہے تو دوسری طرف یہ خطرہ بھی موجود ہے کہ انسان کی خواہشات اس کو اپنے گھیرے میں لے کر اس بری طرح نہ دبا لیں کہ پھر وہ زندگی کے کسی پاکیزہ اور تعمیری مقصد کی تکمیل کے قابل نہ رہے اور اس میں خواہش پرستی زر پرستی جنس پرستی آرام پرستی عیش پرستی یا بالفاظ دیگر خدا فراموشی نہ پیدا ہو جائے۔ کیونکہ بدقسمتی سے مادہ پرستانہ تہذیب کی منحوس پرچھائیاں مسلمانوں پر بھی پڑی ہیں اور وہ پست خواہشات کے گرداب میں اس بری طرح پھنس گئے ہیں کہ روزہ رکھنا تو درکنار ان سے احترام رمضان کا تقاضا بھی نہیں پورا ہوتا کہ دوسروں کے سامنے کھانے پینے اور سگریٹ نوشی سے اجتناب کریں۔ یہ بے صبرے پن اور خدا فراموشی کی آخری حد ہے اور اس دعوے کو آپ غلط نہ پائیں گے کہ ہمارے معاشرے میں جن مختلف سماجی ثقافتی معاشی اور سیاسی بدعنوانیوں کو فروغ ملا ہے ان کی افزائش میں بے صبر اور خدا فراموش طبقے کا بڑا حصہ ہے جو اپنی خواہشات کے مقابلے میں شکست کھا چکا ہے۔ روزے کا ایک مہینے کا کورس ہر سال آدمی کو خواہشوں کو منضبط بنانے کے قابل بناتا ہے۔ روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ انسان کے ذہن میں ہمہ وقت یہ تصور رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ انسان کو شدید بھوک ہوتی ہے کھانا بھی موجود ہوتا ہے لیکن وہ کھانا نہیں کھاتا کیونکہ وہ سوچتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو بصیر ہے اسے دیکھ رہا ہے۔ انسان کا یہ فعل اللہ تعالیٰ پر اس کے ایمان لانے کا بہترین مظہر ہے۔ روزہ کی ایک ماہ کی یہ ٹریننگ انسان کے اندر یہ قوت پیدا کرتی ہے کہ وہ سال کے باقی مہینوں میں بھی تصور کو قائم رکھے اور ہر اس کام سے رکا رہے جس سے اللہ نے اسے منع کیا ہے۔

روزہ ... صحیح شعور کے ساتھ رکھا جائے تو وہ ...

مقام سے فروتر نظر آتی ہے۔ بخلاف اس کے کہ ہم آج کی دنیا کو جس کے ماحول نے دولت اور مادی اسباب کے مقابلے میں انسان کو کمتر بنا دیا ہے فتنہ و فساد سے ابھرا ہوا پاتے ہیں۔ انسان جب "مادیت" پر سواری کرنے کی بجائے اس کا محکوم بن جاتا ہے تو اس کی انسانیت کی اخلاقی متاع تباہ ہو جاتی ہے اور اس میں حیوانیت ابھر آتی ہے۔ تاریخ کے جس دور سے ہم آج گزر رہے ہیں اس میں انسان باوجود

تعلیم و تعقل کے جس طرح مظالم اور خونریزیوں اور سازشوں کا سرچشمہ بنا ہوا ہے ان کی وجہ سے دنیا ایک جہنم بن گئی ہے۔ آج کی انسانی زندگی روٹی پیسے جنس اور عہدہ و اقتدار کی جدوجہد کے لئے وقف ہو کر رہ گئی ہے اور ان مقاصد کے لئے فرد فرد کے خلاف۔ طبقہ طبقے کے خلاف اور قوم دوسری قوم کے خلاف برسر کشمکش ہے اور جس انسان کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں اپنی نیابت کا اعزاز سونپ کر اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا وہ اپنے خالق اور اپنے مقصد زندگی کو بھلا کر درندہ بن گیا ہے۔

روزہ ابن آدم کو اسی خوفناک بگاڑ سے بچانے کے لئے فرض کیا گیا ہے کیونکہ۔ جس معاشرے میں یاد الٰہی یعنی یہ تصور کہ اللہ ہر لحہ اسے دیکھ رہا ہے نیز تقویٰ صبر اور انضباط کار فرما ہوں وہاں حیوانیت اور درندگی پیدا نہیں ہو سکتی۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمان تو ہر سال روزے رکھتے ہیں راتوں کو تراویح میں قرآن پاک بھی سنتے ہیں پھر ان کے ہاں یہ معاشرتی اخلاقی اقتصادی اور سیاسی بگاڑ کیوں ہے اس سوال کا جواب ہمیں اس حدیث پاک سے ملتا ہے: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں کہ جنہیں اپنے روزوں سے سوائے (بھوک) پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کتنے ہی راتوں کو کھڑے ہو کر عبادت کرنے والے ... جنہیں ... عبادت کی ... محرومی ... (...)

اس فرمان نبویؐ سے معلوم ہوا کہ اعمال کی دو حیثیتیں ہیں ایک تو ان کی ظاہری حیثیت ہے یعنی وہ شکل جس کے مطابق وہ عمل انجام دیئے جاتے ہیں اور دوسری ان کی باطنی حیثیت ہے یعنی ان اعمال کی اصل حقیقت اور روح جو ان سے مطلوب ہوتی ہے۔ مثلاً ایک شخص نے روزہ رکھا اور اس نے دن بھر کچھ کھایا پیا نہیں تو اس نے روزہ کی ظاہری شکل کو پورا کر دیا لیکن اگر وہ دن بھر خدا کو بھولا رہا اور روزے کی حالت میں ہر طرح کے ناجائز افعال کرتا رہا یعنی جھوٹ بولتا رہا لوگوں پر بہتان لگاتا رہا لوگوں کا حق مارتا رہا تو ظاہری بات ہے کہ اس نے روزے کے اصل مقصد کو فوت کر دیا۔ اس طرح درحقیقت اس شخص نے اپنے روزے سے سوائے بھوک پیاس کے کچھ حاصل نہیں کیا۔ جبکہ منشاء یہ ہے کہ اس کی ظاہری شکل کے ساتھ ساتھ اس کی اصل حقیقت اور روح کو فراموش نہ کیا جائے۔ روزہ میں ان باتوں سے احتراز کیا جائے جن سے خالق کائنات نے منع فرمایا ہے۔ پھر روزوں میں کی ہوئی اس مشق کو (یعنی اطاعت خداوندی کے عمل کو) پورے سال پیش نظر رکھا جائے۔ کیونکہ اعمال کی حقیقی روح ہے اللہ تعالیٰ کی یاد اس کی محبت اس کی خوشنودی حاصل کرنے کا جذبہ۔ اس کے حضور جواب دہی کا احساس اس کا خوف اور اس کے احکام و قوانین کی ہمہ وقت پیروی اور ان کی بجا آوری کا خیال۔ یہ دو چیزیں ہیں جن سے اعمال کے اندر حقیقی روح پیدا ہوتی ہے۔

روزے کا ایک مہینے کا کورس ہر سال آدمی کی خواہشوں کو منضبط بنانے کے قابل بناتا ہے۔ روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ انسان کے ذہن میں ہمہ وقت یہ تصور رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دیکھ رہا ہے۔ انسان کو شدید بھوک ہوتی ہے کھانا بھی موجود ہوتا ہے لیکن وہ کھانا نہیں کھاتا کیونکہ وہ سوچتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو بصیر ہے اسے دیکھ رہا ہے۔ انسان کا یہ فعل اللہ تعالیٰ پر اس کے ایمان لانے کا بہترین مظہر ہے

ماہ رمضان میں ہماری غذا

رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے اس مہینے میں روزے دار کو جو روحانی اور جسمانی فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ بے حد و حساب ہیں لیکن یہ سب ... صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں جب ہم صحیح طریقے سے روزہ رکھیں اور غذا میں مناسب احتیاط برتیں روزہ ضبط نفس کی تربیت دیتا ہے اور تقاضا کرتا ہے کہ ہم کھانے پینے کے معاملے میں کسی بے صبرے پن کے مرتکب نہ ہوں خاص طور پر افطار کے وقت جب دن بھر بھوکا پیاسا رہنے کے بعد بھوک شدید ہوتی ہے اور دستر خوان پر طرح طرح کی مزیدار اور پرتکلف چیزیں رکھی ہوتی ہیں اپنی خواہش کو قابو میں رکھنا اور بسیار خوری سے بچنا صحت و تندرستی کے لئے بہت فائدہ مند ہے

ہمارے ہاں افطار پارٹیوں کا رواج عام ہے ایسے موقعوں پر ثقیل بادی اور دیر ہضم مزیدار چیزوں کو بطور خاص دستر خوان کی زینت بنایا جاتا ہے جبکہ ان کی بجائے ہم صحت بخش اور زود ہضم چیزوں کا بھی اہتمام کر سکتے ہیں جنہیں کھا کر ہمیں تندرستی اور شگفتگی حاصل ہو سکتی ہے

افطاری کے وقت بھوک کے باعث بعض لوگ کھانا بہت جلدی جلدی کھاتے ہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ کھانا آہستہ آہستہ اور چبا کر کھانا چاہیے۔ تاکہ دن بھر آرام کے بعد یکدم زیادہ بوجھ نہ پڑے اور دانتوں کا کام معدہ کو انجام دینا پڑے۔ جو لوگ کھانا چبا کر نہیں کھاتے ان کا معدہ اور آنتیں خراب ہو جاتی ہیں۔ اس طرح کھانا بھوک سے ذرا کم کھانا چاہیے۔ اس سے صحت اچھی رہتی ہے۔ جن لوگوں کو معدہ اور آنتوں کی تکلیف ہو انہیں کھانے کے دوران پانی بہت کم پینا چاہیے۔ ... سے ... میں گرانی محسوس ہوتی ہے ... باعث عبادت میں بھی لطف نہیں آتا اور خاص طور پر نماز تراویح کے دوران سستی اور غنودگی کا غلبہ رہتا ہے بسیار خوری اکثر امراض کا باعث بنتی ہے رمضان کے مہینے میں اس سے بچنا چاہیے۔

جس طرح روزہ معدے اور آنتوں کے مریضوں کے لئے مفید ہے بشرطیکہ وہ سحر و افطار میں احتیاط برتیں اسی طرح روزہ موٹاپے کا بھی بہترین علاج ہے روزہ رکھنے سے زائد جسمانی وزن جس کا بار دل کو اٹھانا پڑتا ہے کم ہو جاتا ہے اور فالتو چربی بھی کم ہو جاتی ہے

افطار کی طرح سحری کے وقت بھی احتیاط سے کھانا

ماہ رمضان غذا کا استعمال اس طرح کرنا چاہئے کہ انسانی جسم میں ان وٹامنز کی کمی نہ ہونے پائے۔ ماہ رمضان میں ان کا خیال رکھنا ضروری ہے تاکہ روزے کا اصل مقصد بھی پورا ہو اور انسانی صحت بھی خوب سے خوب تر ہو جائے

چاہئے اور مرغن غذاؤں کی بجائے سادہ غذائیں کھانی چاہئیں۔ البتہ غذا میں ضروری اجزا موجود ہونے چاہئیں جو انسانی جسم کے لئے نہایت ضروری ہیں یہ ضروری اجزاء کئی قسم کے ہیں ان میں سے ایک قسم نشاستہ دار چیزوں کی ہے جن میں آٹا میدہ اور شکر شامل ہیں۔ دوسری قسم لحمیات کی ہے جن میں انڈا مچھلی اور دودھ شامل ہے تیسری قسم چکنائی کی ہے (جن میں گھی تیل اور مکھن شامل ہے ان میں سب سے کم ضرورت چکنائی کی ہوتی ہے خاص طور پر چوپایوں سے حاصل ہونے والی چکنائی۔ جیسے گھی چربی اور مکھن وغیرہ ان کے کثرت استعمال سے دل کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں لہٰذا دوسرے دنوں کی طرح ماہ رمضان میں بھی چکنائی کے کثرت استعمال سے بچنا چاہئے چکنائی میں تلی ہوئی چیزیں دیر ہضم ہوتی ہیں

نشاستہ دار چیزوں (یعنی انڈا اور مچھلی وغیرہ) چکنائی میں تلنے سے دیر ہضم ہو جاتی ہیں ہر چند انسانی جسم کے لیے یہ اجزاء ضروری ہیں لیکن ان کی مقدار انسانی محنت اور تن و توش کے لحاظ سے مقرر ہونی چاہئے ان کے ہضم سے جو ... بدن میں پیدا ہوتی ہے وہ محنت کرنے بدن کی حرارت قائم رکھنے اور اندرونی اور بیرونی اعضاء کے کام کرنے میں صرف ہوتی ہے جتنی گرمی یہ کام کرنے کے لئے ضروری ہے وہ پیدا کرنے کے لئے اگر غذا کھائی جائے تو وہ باسانی ہضم ہو جاتی ہے اور اس کے نتیجہ میں بدن چست تر و تازہ و شگفتہ رہتا ہے اور انسانی صحت بحال ہوتی ہے اگر غذا اس سے کم یا زیادہ ہو گی تو دونوں صورتوں میں تندرستی میں خلل پیدا ہو گا۔

غذا میں وٹامنز یعنی حیاتین کی موجودگی بھی لازمی ہے اور رمضان میں تو ان کی ضرورت یوں بھی بڑھ جاتی ہے کہ دن بھر بھوکا پیاسا رہنے کے باعث جسم میں ان کی کمی واقع ہو جاتی ہے یہ وٹامنز عموماً سبزیوں اور تازہ پھلوں میں موجود ہوتے ہیں وٹامن اے مکھن مچھلی اور تیل میں موجود ہوتا ہے اس کی کمی سے آنکھوں کی کئی تکالیف پیدا ہو جاتی ہیں۔

وٹامنز کے علاوہ چند نمکیات کا بھی قلیل مقدار میں غذا میں شامل ہونا ضروری ہیں ان میں زیادہ اہم لوہے اور فاسفورس کے نمک ہیں لوہے کے نمک خون کی پیدائش کو بڑھانے اور فاسفورس کے نمک ہڈیوں کے بنانے میں کام آتے ہیں یہ نمک سبزیوں اور پھلوں میں کافی مقدار میں ہوتے ہیں

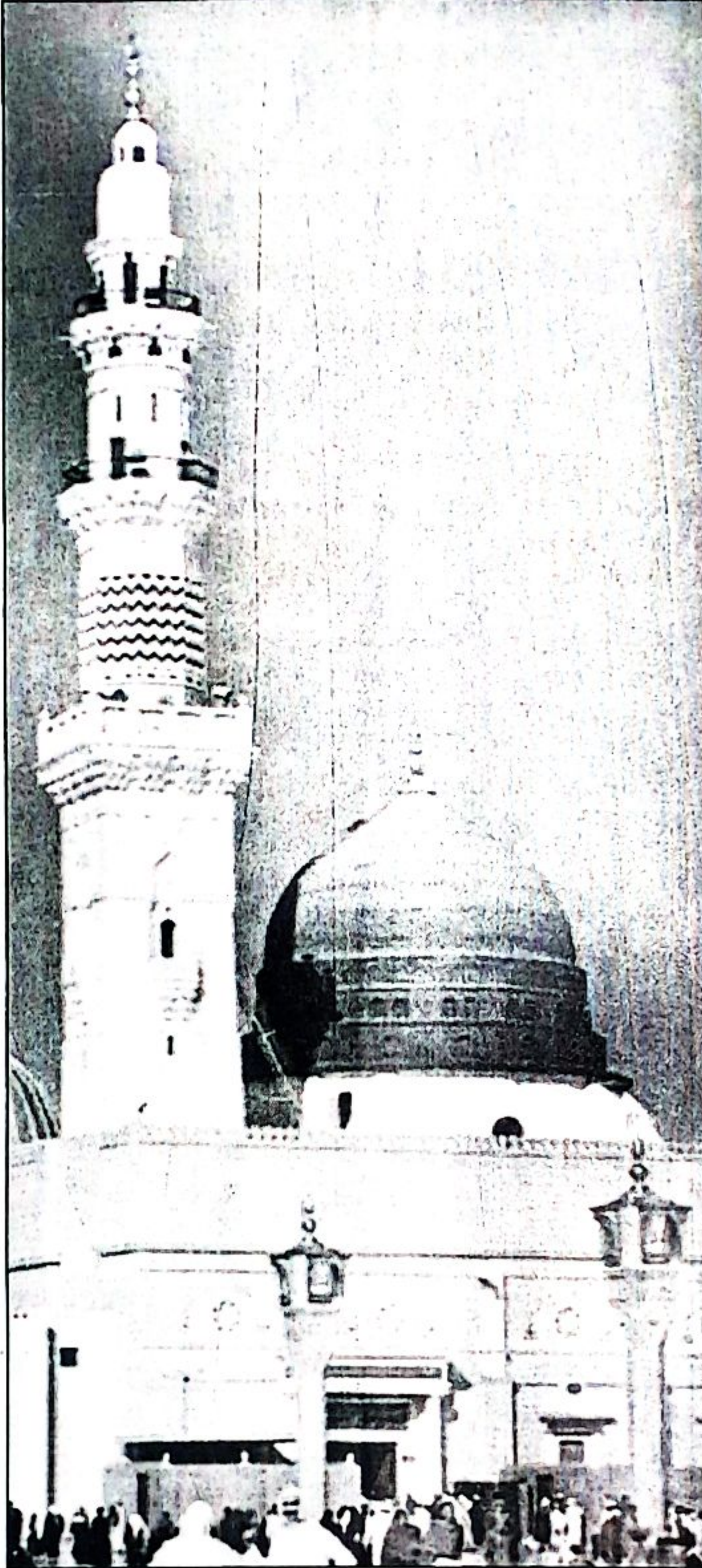
رمضان میں سبزیوں اور پھلوں کا استعمال خاص طور پر کرنا چاہئے۔ افطار کے وقت لیموں کا استعمال مفید ہے یہ وٹامن سی سے بھرپور ہوتا ہے اور پیاس کی شدت کو بھی کم کرتا ہے اسی طرح ہاضمہ کے لیے وٹامن بی کے اجزاء کی بھی ضرورت ہے یہ وٹامنز بھی گوشت انڈے اور ہرے پتوں والی تازہ سبزیوں میں موجود ہوتا ہے وٹامن ڈی انڈے مچھلی اور مکھن کے علاوہ کلیجی میں موجود ہوتا ہے

ماہ رمضان غذا کا استعمال اس طرح ... چاہئے کہ انسانی جسم میں ان وٹامنز کی کمی نہ ہونے پائے ... رمضان میں ان کا خیال رکھنا ضروری ہے تاکہ ... کا اصل مقصد بھی پورا ہو اور انسانی ... بھی خوب ... ہو جائے۔

مسعود خان نیازی

رمضان المبارک

قرب الٰہی مغفرت اور جہنم کی آگ سے آزادی کا مہینہ



ارشاد ربانی ہے کہ
اے ایمان والو! فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے اگلوں پر تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ (القرآن)
رمضان المبارک ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ یعنی پہلا عشرہ رحمت ہے اور درمیان اس کا مغفرت اور آخری حصہ آگ (جہنم) سے آزادی ہے۔
حضرت عمرؓ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ رمضان سے پہلے ایک دن خطبہ کیلئے کھڑے ہو گئے اور خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا کہ لوگو رمضان تمہارے قریب آگیا تم عبادت کیلئے مستعد ہو جاؤ اور اچھے کپڑے پہنو اور اس مہینے کی عظمت کرو بیشک اسکی حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام حرمت والی چیزوں سے بڑی ہے اس مہینہ میں نیکیوں کا ثواب دو چند ملتا ہے اس میں نماز اور تلاوت قرآن مجید کی کثرت کرو جو اس مہینے میں قرآن پڑھتا ہے اللہ اسکو ہر حرف کے بدلے میں جنتی باغوں میں سے ایک باغ دیتا ہے اور جس نے روزہ رکھا گویا اس نے اللہ کی راہ میں چھ ہزار بردے آزاد کئے اور چھ ہزار اونٹ اللہ کی راہ میں قربان کئے اور چھ ہزار برس اللہ کی عبادت کی۔ حضرت عمرؓ نے رسول خدا ﷺ سے رمضان کے فضائل پوچھے آپ ﷺ نے فرمایا رمضان کو توریت میں "حط" گناہوں کو دور کرنے والا اور انجیل میں "طاب" گناہوں سے پاک کرنے والا اور زبور میں "قربیہ" برکت والا قرب الٰہی حاصل کرنے والا کہتے ہیں۔ رمضان رمض سے مشتق ہے اور رمض فصل خریف سے پہلے برسنے والے "مینہ" (برسات) کو کہتے ہیں۔
رمضان کے لفظ میں پانچ حروف ہیں اور ہر ایک حرف میں ایک اشارہ کیا گیا ہے "ر" میں اپنے پرودگار کی رضا مندی اور رحمت حرف "م" میں خدا کی محبت "ض" میں خداوند کریم کی اپنے بندوں کو ضمانت حرف "ا" سے اللہ تعالیٰ کی الفت "ن" سے خدا کا نور وہدایت تو یہ مہینہ رضا مندی محبت ضمانت الفت نور وہدایت اور بخشش کا ہے ان لوگوں کیلئے ہے جو خدا کے دوست اور نیکوکار ہیں۔
حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان کے آخری روز نبی کریم ﷺ نے خطبہ فرمایا۔ اے لوگو! تحقیق سایہ ڈالا تم پر ایک بڑے مہینے نے برکت والے مہینے نے وہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں ایک رات ایسی ہے جو کہ ہزار مہینہ سے بڑھ کر ہے (یعنی لیلۃ القدر) اللہ تعالیٰ نے اس ماہ کے روزے فرض کیے اور رات کا قیام تطوع قرار دیا (تطوع کے لفظ سے مراد سنت موکدہ یعنی تراویح ہے) جس نے اس مہینہ میں کوئی نیک خصلت ادا کی وہ اس کے مانند ہوتا ہے جس نے رمضان المبارک کے سوا کسی دوسرے ماہ میں فرض ادا کیا ہو اور جس نے اس ماہ میں فرض ادا کیا تو وہ ایسا ہوتا ہے کہ اس نے اور دنوں میں ستر فرض ادا کئے ہوں۔ اور وہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر ایسی چیز ہے کہ اس کا بدلہ جنت ہے۔ غمخواری کا مہینہ ہے کہ اس میں فقرا کی زیادہ غم خواری کی جاتی ہے اور ایسا مہینہ ہے کہ اس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ جس میں اس نے روزہ دار کو افطار کرایا اسکو گناہوں سے بخشش اور دوزخ کی آگ سے نجات حاصل ہوتی ہے اور اسکو روزہ دار کے برابر ثواب ملتا ہے۔ اور روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر شخص ایسا نہیں جو روزہ دار کو افطار کرانے کی طاقت رکھتا ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ثواب اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرماتا ہے جو کہ روزہ دار کو دودھ کی ایک گھونٹ یا کھجور یا پانی کا ایک گھونٹ وغیرہ سے افطار کرادے اور جو روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلادے اسکو اللہ تعالیٰ میرے حوض کوثر سے سیراب کرے گا کہ پھر جنت میں داخل ہونے تک پیاس ہی نہ لگے گی۔ ارشاد فرمایا کہ سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے اور اگر تم میں سے کوئی افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے کیونکہ وہ برکت کا سبب ہے۔ اگر کھجور نہ ملے تو اسکو چاہیے کہ پانی پر افطار کرے کیونکہ وہ پاک کرنے والا ہے۔
رسول اللہ ﷺ کے ارشاد فرمایا کہ بیشک رمضان المبارک کا روزہ فرض ہے اور میں نے اسکی راتوں کا جاگنا یعنی تراویح پڑھنا مسنون کیا ہے پس جس شخص نے صرف ایمان اور طلب ثواب کیلئے روزے رکھے اور تراویح کیلئے قیام کیا وہ گناہوں سے ایسا نکل جاتا ہے جیسے اسکی ماں نے آج اسے جنا ہو اور اسکے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اس لئے میں خود اسکی جزا دوں گا روزہ دار اپنی خواہشات اور کھانے پینے کو میرے حکم پر چھوڑتا ہے اس لئے روزہ دار کے واسطے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت ہوتی ہے اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملنے کے وقت ہو گی۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جس نے روزہ رکھ کر بھی بے جابات کی اور روزے کی تمام حدود پوری نہیں کیں تو اللہ تعالیٰ کو اسکے کھانے پینے کو چھوڑنے کی حاجت نہیں ہے۔ یعنی اس کا روزہ قبول نہیں ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے کہ بہت روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو روزے سے پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں اور بہت شب بیدار ایسے ہیں کہ انکو بے خوابی کے سوا کچھ حاصل نہیں کیونکہ وہ روزے اور شب بیداری کے حقوق ادا نہیں کرتے اور ایسی عبادت ان کے منہ پر واپس ماردی جائے گی۔
روزہ اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ کے روبرو بندے کی شفاعت کریں گے روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اسکو کھانے سے اور خواہشوں سے دن بھر روکا پس اسکے لئے میری شفاعت قبول فرما اور قرآن شریف کہے گا میں نے اسکو رات میں سونے سے روکا پس اس روزہ دار کیلئے میری شفاعت قبول فرما۔ اللہ رب العزت روزہ اور قرآن شریف دونوں کی شفاعت قبول فرمائیں گے۔
ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تمہارے پاس رمضان آگیا ہے 'مبارک مہینہ' اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کئے ہیں۔ اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور سارا مہینہ کھلے رہتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سارا مہینہ بند رکھے جاتے ہیں۔ سرکش شیطانوں کو طوق پہنائے جاتے ہیں۔ پکارنے والا ہر رات یہ آواز اور پکار لگاتا رہتا ہے "اے خیر کے طلب گار آگے بڑھ اور اے برائی کرنے والے رک جا"۔ اس میں ایک رات (لیلۃ القدر) ایسی ہے جو ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے جو شخص اس رات کو خیر وبرکت سے محروم رہا وہ بالکل ہی محروم رہا ارشاد فرمایا آپ ﷺ نے کہ رمضان المبارک میں بنی آدم کا ہر عمل بڑھایا جاتا ہے اس طرح کہ ایک نیکی دس گنا اور سات سو گنا تک بھی بڑھادی جاتی ہے۔
درحقیقت اللہ تعالیٰ کی رحمت اور معافی کیلئے دنیا کوئی پیمانہ وضع نہیں کر سکی ہے اور اسکا احاطہ کرنا کسی کے بھی بس کی بات نہ ہے اور نہ ہی کوئی کر سکتا ہے کیونکہ وہ بے نیاز اور بہت بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے اور اپنی مخلوق سے بے پناہ محبت کرنے والا ہے اسکی رحمت کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ جسکی مثال ایسی بیان کی گئی ہے کہ ایک بیوہ کا ایک ہی بچہ ہو اور اسکا کوئی اور کفیل نہ ہو اور نہ ہی دیکھ بھال کیلئے کوئی رشتہ دار موجود ہو اور بیوہ اسے بڑی مشکل اور در در کی ٹھوکریں کھا کر محنت مزدوری کر کے جوان کرے اور جوان ہوتے ہی اسکو محاذ جنگ پر لڑنے کیلئے بھیج دیا جائے تو جس طرح بیوہ اس اکلوتے بیٹے کی خیریت اور واپسی کیلئے تڑپتی اور انتظار کرتی ہے اللہ رب کریم اس بیوہ سے ستر گنا زیادہ اپنے گناہگار بندے کی گناہ سے توبہ اور بھٹکے ہوئے راستے سے واپسی کا انتظار فرماتا ہے۔
حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے مجھ سے ایک حدیث مبارک سن کر تراویح پڑھنی اختیار کی ہے پوچھا گیا وہ کونسی حدیث ہے آپؓ نے فرمایا میں نے پیغمبر ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے پاس ایک مقام جس کا نام حظیرۃ القدس ہے اور وہ نور ہی نور ہے اور اس میں بے شمار فرشتے ہیں اور اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور کسی لمحہ بھی سستی نہیں کرتے۔ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو اسکی راتوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے اجازت مانگ کر زمین پر اترتے ہیں اور بنی آدم کے ساتھ ملکر نمازیں پڑھتے ہیں اور جو آدمی ان فرشتوں سے چھو جاتا ہے یا وہ خود کسی سے چھو جاتے ہیں وہ ہمیشہ کے واسطے نیک بخت ہو جاتا ہے اور پھر کبھی بدبخت نہیں ہوتا۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ معاملہ ہے تو ہمارے لئے رمضان کی راتوں میں عبادت کرنا بہت مناسب ہے آپؓ نے سب لوگوں کو اکٹھا کر کے نماز تراویح کو سنت ٹھہرایا۔ حضرت علیؓ پہلی رمضان کی رات کو گھر سے باہر آئے اور مسجدوں میں قرآن پڑھتے سنا تو آپؓ نے فرمایا کہ عمرؓ کی قبر کو خداوند تعالیٰ روشن کرے کیونکہ انہوں نے خدا کی مسجدوں کو قرآن کی روشنی دی ہے۔ حضرت عثمانؓ سے بھی ایسی ہی روایت ہے نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنی اور قرآن کو اس میں بلند آواز سے پڑھنا مستحب ہے کیونکہ رسول خدا ﷺ نے تراویح میں قرآن کو بلند آواز سے پڑھا ہے اور رمضان کا چاند نظر آنے کی رات سے نماز تراویح کی ابتداء ہوتی ہے۔ پیغمبر خدا ﷺ نے نماز تراویح پہلی رات سے ہی پڑھی اور نماز تراویح کی بیس رکعتیں ہیں۔

حضرت علیؓ پہلی رمضان کی رات گھر سے باہر آئے تو مسجدوں میں (لوگوں کو) قرآن پڑھتے سنا، تو آپ نے فرمایا کہ عمرؓ کی قبر کو خدا تعالیٰ روشن کرے، کیونکہ انہوں نے خدا کی مسجدوں کو قرآن کی روشنی دی ہے۔ حضرت عثمانؓ سے بھی یہی روایت ہے کہ نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنی اور اس میں قرآن کو بلند آواز سے پڑھنا مستحب ہے

اعتکاف کرنا سنت ہے خاص کر آخری عشرہ میں اعتکاف سنت مؤکدہ ہے ہر بستی ہر شہر ہر گاؤں میں کم از کم ایک شخص کا اعتکاف میں بیٹھنا بھی سنت مؤکدہ ہے۔ اگر بستی بھر یا شہر بھر میں کوئی بھی اعتکاف میں نہ بیٹھے تو اس سارے علاقے کو ترک سنت کا گناہ ہو گا۔ جس طرح جنازہ کی نماز ان مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے جن کو جنازے کی اطلاع ہو اسی طرح ہر شہر اور ہر علاقے میں آخری عشرہ کا اعتکاف سنت کفایہ ہے۔

رمضان المبارک کی پندرہ فضیلتیں

☆ روزی فراخ ہوتی ہے ☆ مال و دولت زیادہ ہوتی ہے ☆ کھانا پینا اور سونا سب کا شمار عبادت میں ہوتا ہے ☆ قلیل نیکی کا کثیر ثواب ملتا ہے۔
☆ فرشتے روزے دار کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں ☆ شیاطین اور سرکش جنات قید کر دیئے جاتے ہیں ☆ دریائے رحمت جوش میں ہوتا ہے ☆ بہشت کھول جاتی ہے اور دوزخ بند کر دی جاتی ہے ☆ ہر شب گنہگاروں کو آگ سے آزاد کیا جاتا ہے ☆ رمضان المبارک میں ہر جمعۃ المبارک کو اتنے گنہگار دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں جتنے اور چھ دن میں آزاد ہوتے ہیں ☆ رمضان المبارک کی آخری شب میں اتنے گنہگار آزاد کئے جاتے ہیں جتنے تمام مہینے میں آزاد ہوتے ہیں ☆ روزہ دار کیلئے روزانہ حوران بہشتی بناؤ سنگار کرتی ہیں ☆ روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے ☆ روزہ دار کا جسم ظاہری وباطنی آلائشوں سے پاک ہو جاتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ بات کہ روزہ دار سے اسکا خالق ومالک رب راضی اور خوش ہو جاتا ہے۔

رمضان المبارک کے روزہ کیلئے ضروری باتیں

☆...... رمضان المبارک پورے احترام واہتمام کے ساتھ گزارنا چاہیے اور بلاوجہ شرعی روزہ کو ترک کرنا حرام اور سخت گناہ ہے۔
☆...... بلاضرورت روزہ چھوڑنے کی نیت سے سفر کرنا اور اپنے آپ کو خواہ مخواہ بیمار بنا کر حیلے بہانے سے روزہ چھوڑنا سخت گناہ ہے۔
☆...... اچھا تندرست شخص فدیہ دیکر روزہ سے بری نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ دل کے بھید جاننے والا ہے۔
☆...... نگاہ بد اور تمام معاصی سے بہت اہتمام کے ساتھ بچنا چاہئے۔ بعض لوگ دل بہلانے کے واسطے ان معاصی کے مرتکب ہوتے ہیں یہ سب امور روزہ میں اشد درجہ حرام ہیں۔
☆...... جس طرح معاصی سے بچنا ضروری ہے اسی طرح لایعنی اور فضول کلام سے بھی پرہیز کرنا چاہئے۔
☆...... اللہ تعالیٰ ہر حال میں رزق حلال نصیب فرمائے مگر رمضان المبارک میں خاص طور پر غذائے حلال کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔
☆...... بعض لوگ آدھی رات ہی سحری کھا لیتے ہیں اس سے ثواب سحری نہیں ہوتا اور بعض لوگ اتنی تاخیر سے کھاتے ہیں کہ صبح صادق ہونے کا شبہ ہو جاتا ہے اس سے بھی احتراز بہت لازم ہے۔
افطار کرنے میں اس قدر مشغول ہو جانا کہ نماز مغرب فوت ہو جائے بہت بڑے خسارے کی بات ہے۔ بہتر یہ ہے کہ افطاری مسجد میں کریں تاکہ نماز مغرب مسجد اور جماعت کے ساتھ ادا کی جاسکے۔
☆...... تراویح میں قرآن مجید اجرت مشروط یا معروفہ پر سنانا جائز نہیں ایسی صورت میں چھوٹی سورتوں کے ساتھ نماز تراویح ادا کرنا بہتر ہے۔
☆...... نامحرم حافظوں کو گھر میں بلا کر عورتوں کا قرآن سننے سے بہت مفاسد ہیں اس لئے اس سے احتراز کرنا چاہئے۔
☆...... بچوں کو بالغ ہونے سے پہلے تحمل کے موافق روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہئے تاکہ بعد بلوغت روزہ رکھنا دشوار نہ ہو۔
☆...... سفر میں یا مرض میں بعض لوگوں کی جان کو بن جاتی ہے لیکن پھر بھی روزہ رکھتے ہیں اس کی ممانعت ہے۔
☆...... شیر خوار بچے کی والدہ کو روزہ رکھنے سے تکلیف ہو تو روزہ رکھنا بہتر نہیں بلکہ افطار کرے اور بعد میں قضا کرنا چاہئے۔
☆...... محض خوشی منانے اور رسم افطاری میں شمولیت کیلئے کمزور اور نا سمجھ بچوں سے روزہ نہیں رکھوانا چاہئے۔

فضائلِ قرآن

دنیا کی واحد کتاب، جو روز پڑھی جاتی ہے



علامہ عمران حمید اشرفی

قرآن مجید فرقان حمید کے تمام فضائل کو بیان کرنا انسان ناتواں کے بس کی بات نہیں۔ احادیث مبارکہ کی روشنی میں چند ایک فضائل درج ذیل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خداﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص نے قرآن مجید بلااعراب (تجوید کی محسنہ صفات کے بغیر) پڑھا تو اس کو ایک فرشتہ کے سپرد کردیا جاتا ہے۔ جو قرآن پاک کو اسی طرح لکھتا ہے جیسے نازل کیا گیا (اور) ہر حرف کے بدلہ دس نیکیاں لکھتا ہے۔ پس اگر قرآن مجید کے کچھ حصہ کو اعراب کے ساتھ پڑھا (یعنی کچھ صفات محسنہ ولازمہ کے ساتھ) تو اس کو دو فرشتوں کے سپرد کردیا جاتا ہے جو اس کے لیے ہر حرف کے بدلہ میں بیس نیکیاں لکھتے ہیں۔ پس اگر کوئی شخص قرآن مجید کو مکمل اعراب کے ساتھ (یعنی تجوید سے) پڑھتا ہے تو اس کے لیے چار فرشتے مقرر کردیے جاتے ہیں جو اس کے لیے ہر حرف کے بدلہ میں ستر نیکیاں لکھتے ہیں۔

ارشاد نبویؐ ہے کہ قرآن مجید (کی تلاوت) سننے والے سے دنیا کی مصیبت ہٹادی جاتی ہے اور قاری قرآن سے آخرت کا عذاب ہٹادیا جاتا ہے۔ کتاب اللہ کی ایک آیت سننا سونے کی کان سے بہتر ہے اور کتاب اللہ کی ایک آیت کی تلاوت عرش کے نیچے کی تمام اشیاء سے افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے اس کا تکلم فرمایا۔ جس نے اس میں بے دینی پیدا کی یا اپنی رائے داخل کی تو اس نے کفر کیا اور اگر اللہ عزوجل لوگوں کی زبان پر اسے آسان نہ کرتے تو کسی کے بس میں نہ تھا کہ وہ کلام اللہ کو پڑھ سکتا اور اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور ہم نے قرآن کو یاد کرنے اور پڑھنے کے لیے آسان کردیا۔ پس ہے کوئی یاد کرنے والا اور پڑھنے والا؟

فرمان رسولؐ ہے کہ جو آنکھ قرآن مجید پڑھتے ہوئے (قرآن مجید کی تاثیر اور خوف خدا کی وجہ سے) آنسو بہادے تو اسے قیامت کے روز ٹھنڈا کردیا جائے گا (یعنی اسے انعام و کرام سے نواز کر جنت میں داخل کیا جائے گا)۔

سرور کونینؐ کا ارشاد پاک ہے کہ جس گھر میں قرآن حکیم کی تلاوت کی جاتی ہے اس میں فرشتے آتے اور شیاطین دور ہوجاتے ہیں اور وہ اپنے اہل (گھر کے افراد) کے لیے کشادہ ہوجاتا ہے اور اس میں بھلائی کی کثرت اور شر کی قلت ہوجاتی ہے اور جس گھر میں قرآن مجید کی تلاوت نہ ہو اس میں شیاطین آجاتے ہیں۔ فرشتے نکل جاتے ہیں اور وہ اپنے رہنے والوں پر تنگ ہوجاتا ہے۔ خیر کم اور شر بہت بڑھ جاتا ہے۔

خاتم الانبیاءؐ کا فرمان مبارک ہے کہ بے شک مومنین کے گھر عرش تک روشن ہیں۔ ان گھروں کو ساتوں آسمانوں کے مقرب فرشتے پہچانتے (اور یہ) کہتے ہیں کہ یہ نور مومنین کے گھروں کا ہے جن میں قرآن حکیم کی تلاوت کی جاتی ہے۔

رحمۃ اللعالمینؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ گھر جس میں قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔ آسمان والوں کو ایسا دکھائی دیتا ہے جیسا کہ زمین والوں کو ستارے دکھائی دیتے ہیں۔ فرمان نبویؐ ہے کہ اے معاذؓ! اگر تمہارا سعادت مندوں کی طرح زندگی اور شہداء کی سی موت اور یوم محشر میں نجات اور روز قیامت کے خوف سے امن اور اندھیروں کے دن نور اور گرمی کے دن سایہ اور پیاس کے دن سیرابی اور (اعمال میں) ہلکا پن کی جگہ وزن داری اور گمراہی کے دن ہدایت کا ارادہ ہے تو قرآن پاک پڑھتے رہیے کیونکہ یہ رحمٰن کا ذکر ہے اور شیطان سے حفاظت کا ذریعہ ہے اور حساب کتاب کے ترازو میں جھکنے کا سبب ہے۔

رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے خالص اللہ عزوجل کی رضا کے لیے ایک ہزار آیات تلاوت کیں وہ قیامت کے دن انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین میں لکھا جائے گا۔ ہادی برحقﷺ کا ارشاد اقدس ہے کہ قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھنے کی فضیلت بغیر دیکھے پڑھنے پر اتنی ہے جتنی فرض کی فضیلت نفل پر ہے۔

ساقی حوض کوثرؐ کا ارشاد گرامی اقدس ہے کہ جس شخص نے قرآن مجید کو دیکھ کر تلاوت کی تو اس کو اس کی نگاہ کو نفع دیا جائے گا۔ (یعنی اس کی نگاہ کو باقی رکھا جائے گا۔)

حضور پرنورؐ کا ارشاد ہے کہ لوگوں میں سے زیادہ عبادت گزار قرآن مجید کی زیادہ تلاوت کرنے والے ہیں۔

سرور کائناتؐ کا فرمان عالی ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرو، اس کی تلاوت کرو اور آرام کرو۔ (سو جاؤ) بے شک قرآن پاک کی مثال اس آدمی کے لیے جس نے اس کی تعلیم حاصل کی اس برتن کی مانند ہے جو کستوری سے بھرا ہوا اور اس سے ہر مکان میں خوشبو مہکتی ہو اور جس نے اس کی تعلیم حاصل کی پھر آرام کیا (یعنی اس پر عمل نہ کیا) جبکہ قرآن مجید اس کے اندر (دل میں) موجود ہو اس کی مثال چمڑے کے اس برتن کی طرح ہے جس میں کستوری تو موجود ہو مگر اس کے سر کو باندھ دیا گیا ہو۔ (جس سے خوشبو باہر نہ آتی ہو۔)

فخر موجودات کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص نے رات کو تیس آیات تلاوت کیں اس کو اس رات میں تکلیف دینے والا کوئی درندہ تکلیف نہیں پہنچائے گا اور نہ کوئی رات کو آنے والا چور تکلیف پہنچائے گا۔ اس کو اس کی ذات اور اہل خانہ اور مال و دولت میں سلامتی عطا کی جاتی ہے۔

صاحب لولاک کا فرمان اقدس ہے کہ جس نے قرآن مجید کی ایک آیت تلاوت کی تو اس کے لیے جنت میں درجہ بلندی ہوگا اور نور کا چراغ ہوگا۔ سرکار دو عالمﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی، جس کے قبضہ میں میری جان ہے! بے شک کتاب اللہ کی آیت کا سننا بہت بڑی روٹی صدقہ کرنے سے زیادہ اجر رکھتا ہے اور کتاب اللہ کی کسی آیت کا تلاوت کرنا عرش کے سوا ہر شے سے افضل ہے۔

شفیع المذنبینﷺ کا ارشاد عالی ہے کہ جس شخص نے کتاب اللہ کی کوئی آیت تلاوت کی تو وہ روز قیامت اس کے لیے نور ہوگی اور جو کتاب اللہ کی کسی آیت کے سننے کے لیے متوجہ ہوا تو اس کے لیے نیکی لکھی جاتی رہتی ہے۔

قرآن مجید کے جتنے بھی فضائل بیان کیے جائیں، کم ہیں۔ آج کے اس نفسا نفسی کے دور میں ہر شخص کسی نہ کسی مسئلہ و پریشانی میں گھرا ہوا ہے۔ وسائل کی کمی اور مسائل کی بھرمار اس قدر زیادہ ہے کہ روح اور جسم کا رشتہ باقی رہنا مشکل ہوگیا ہے۔ ہر ایک مسئلہ کا حل قرآن و حدیث میں موجود ہے۔

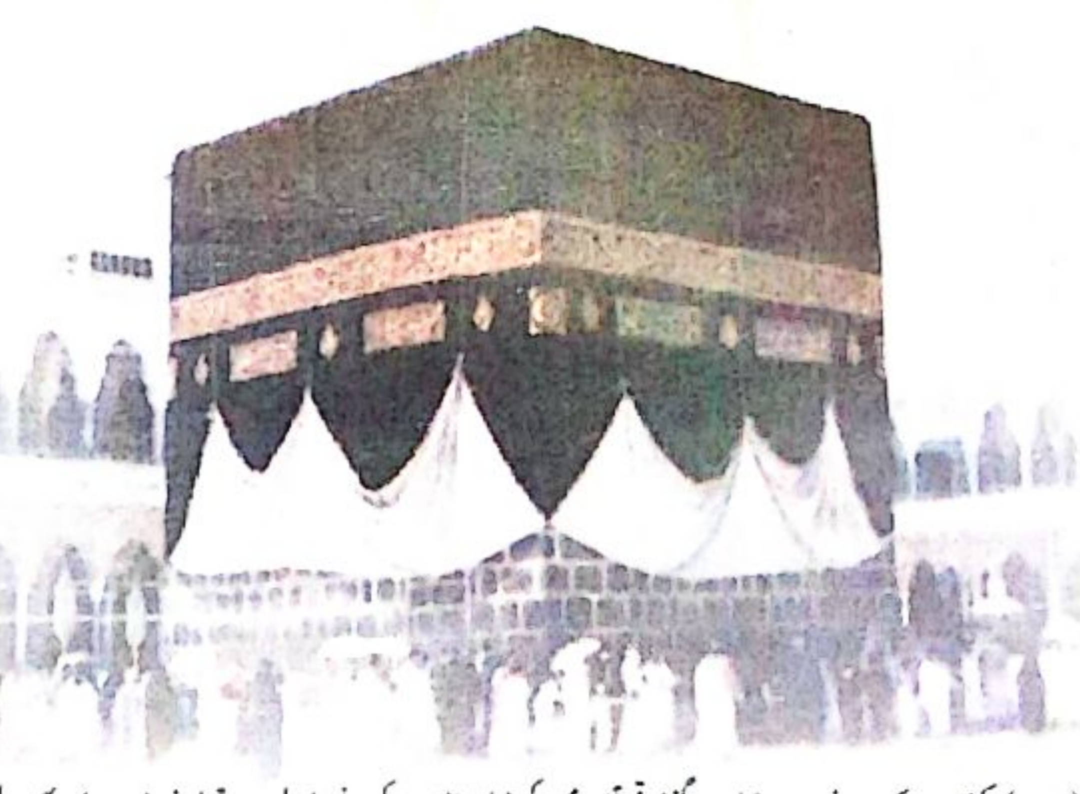
ذیل میں سورۃ نمل کی اس عظیم الشان آیت کا وظیفہ پیش خدمت ہے آپ کا کوئی بھی مسئلہ خواہ بیروزگاری، ترقی کاروبار، صحت، تعلیم، تنگی رزق، ادائیگی قرض، ترقی ملازمت، سحر، حصول اولاد، نظر بد، پریشانی، مقدمہ، بچوں یا بچیوں کی شادی سے متعلق یا ان کے علاوہ ہو۔ انشاء اللہ العزیز آپ کا ہر ایک مسئلہ اللہ جل شانہ کے اس پاک کلام لازوال کی برکت سے یقیناً حل ہوجائے گا۔

شروع میں گیارہ مرتبہ نماز والا درود شریف پڑھیں۔ بعد تعوذ و تسمیہ سورۃ نمل کی مذکورہ آیت نمبر 62 سو مرتبہ پڑھ کر اپنے جائز مقصد کی دعا اللہ رب العزت کی بارگاہ میں نہایت عاجزی و انکساری سے مانگیں۔ آخر میں دوبارہ درود شریف پڑھیں۔ وظیفہ چالیس ایام تک جاری رکھیں۔ اکثر اس سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ دعا قبول فرمالیتا ہے پھر بھی چالیس ایام پورے کریں۔ جگہ اور وقت کی پابندی کریں۔ وظیفہ کا پورا فائدہ حاصل کرنے کے لیے پنجگانہ نماز کی پابندی اور گناہوں سے پرہیز ضروری ہے۔

☆☆

جن گھروں میں قرآن کی تلاوت ہوتی ہے وہ فرشتوں کو ستاروں کی مانند نظر آتے ہیں

جہاں قرآن کی تلاوت نہ ہو وہاں خیر کم ہوجاتی ہے اور شر بڑھ جاتا ہے



ہدیہ نعت بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

دنیا تیرے قدموں میں، عقبیٰ ترے قدموں میں
کونین کی دولت ہے، آقا ترے قدموں میں
اک عمر جسے ڈھونڈا، اور پا نہ سکے جس کو
وہ دل کا سکوں ہم نے پایا ترے قدموں میں
عظمت تری کیا کہیے! رفعت تری کیا کہیے
حاضر ہے سلامی کو دنیا تیرے قدموں میں
ہر دل کی مراد اس کی، اللہ نے پوری کی
اے رحمتِ کل! جو بھی آیا ترے قدموں میں
میں بھول نہیں سکتا، وہ وقت تہجد کا
جاگ اٹھی تھی جب قسمت، آقا ترے قدموں میں
کشتِ دل ویراں بھی، سیراب ہو اب آقا!
اک نور کا بہتا ہے دریا ترے قدموں میں

ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبیؐ
سب سے بالا و والا ہمارا نبیؐ
اپنے مولا کا پیارا ہمارا نبیؐ
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبیؐ
بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لیکر آیا ہمارا نبیؐ
قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
پر نہ بدلے نہ بدلا ہمارا نبیؐ
سارے چمکیلے اجلوں میں چمکا کیے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبیؐ
غمزدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبیؐ

مولانا الشاہ احمد رضا خان علیہ الرحمت



خزینے رحمتوں کے پارہا ہوں
مدینے میں بلایا جارہا ہوں
مدینے جانے والے خوش نصیبو
ٹھہر جاؤ کہ میں بھی آرہا ہوں
نظارے سینکڑوں جلوے ہزاروں
حضوری کے لیے ٹھکرا رہا ہوں
کرم مجھ پہ انہی کا ہورہا ہے
ترانے جن کے میں گاتا رہا ہوں
ادھر آقا کھڑے خیرات دینے
میں جھولی دیکھ کر شرما رہا ہوں
ظہوری ان کے در پہ جارہا ہوں
ثناء خواں عمر بھر جن کا رہا ہوں

محمد علی ظہوری

بلالو پھر مجھے اے شاہ بحروبر مدینے میں
میں پھر روتا ہوا آؤں تیرے در پر مدینے میں
مدینے جانے والو جاؤ جاؤ فی امان اللہ
کبھی تو اپنا بھی لگ جائے گا بستر مدینے میں
نہ دولت دے نہ ثروت دے مجھے بس یہ سعادت دے
تیرے قدموں میں مرجاؤں میں رو رو کر مدینے میں
وہاں اک سانس مل جائے وہی ہے زیست کا حاصل
وہ قسمت کا دھنی ہے جو گیا پل بھر مدینے میں
بلالو ہم غریبوں کو بلالو یارسول اللہؐ
پئے شبیر و شبر، فاطمہ، حیدر مدینے میں
مدینہ اس لیے عطار جان و دل سے ہے پیارا
کہ رہتے ہیں میرے آقا میرے دلبر مدینے میں

مولانا محمد الیاس عطار قادری

خبریں سنڈے میگزین
2 مئی 2004ء

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

نبیِ اکرم ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے حوالے سے ایمان افروز تحریر

پیر کرم شاہ الازہری

خیابان ہستی اجڑا پڑا تھا۔ خزاں کی چیرہ دستیوں سے گلوں کی نکہت افشانیوں اور عنادل کی نغمہ ریزیوں کی یاد تک بھی گلدستہ طاق نسیاں بن چکی تھیں۔ اچانک فاران کی چوٹیوں سے ایک گھنگھور گھٹا اٹھی جس کا قطرہ بہار آفریں اور جس کا ہر چھینٹا فردوس بداماں تھا۔ یہ گھٹا برسی اور خوب دل کھول کر برسی۔

دنیا والوں نے اس شوخ و شنگ اور خیرات و برکات سے بھرپور گھٹا کو محمدؐ کے دل نواز نام سے پکارا عالم بالا کے مکینوں نے احمدؐ (اپنے رب کا سب سے زیادہ ثناخواں) کہا لیکن حقیقت کی دلفریبیوں سے نقاب اس وقت اٹھا جب اس کے خالق پروردگار نے اسے اپنی کائنات سے یوں روشناس کیا۔

وما ارسلناك الا رحمته للعالمین۔

یہ ربیع الاول کا مہینہ ہے۔ اس ماہ کی ایک سحر ساری بزم امکان کے لیے روشنی اور اجالے کا پیغام لائی ہے۔

اس برکت والے مہینے کی ایک صبح کو وہ آفتاب ہدایت و سعادت طلوع ہوا جس نے اپنی تابندہ کرنوں سے عالم انسانیت کے گوشے گوشے کو رشک صد طور بنا دیا۔ حسن ازل نے اپنی بے نقابی کے لیے اسی ماہ کی ایک ساعت کو منتخب فرمایا تھا۔ اس مہینے کو شرف و عزت نصیب ہوئی۔ کوئی انسان اس کی شان کیا بیان کر سکتا ہے جبکہ آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار اپنی زبان قدرت سے اس کی تعریف میں ارشاد فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا

ترجمہ آیت:- "یقیناً ہم نے آپ کو بھیجا ہے اپنی یکتائی کا گواہ بنا کر اور اپنی رحمتوں کا مژدہ سنانے والا اپنی ناراضی سے ڈرانے والا نیز آپؐ اللہ تعالیٰ کے اذن سے لوگوں کو اس کی طرف دعوت دینے والے ہیں اور آفتاب درخشاں ہیں۔"

قرآن کریم نے محبوب رب العالمین کے حسن و جمال اور فضل و کمال کی جس طرح مدحت سرائی کی ہے اس کا احاطہ ممکن نہیں۔ ہمارا فرض ہے بلکہ اسی میں ہماری سعادت ابدی کا راز پنہاں ہے کہ جب وہ اپنے رحیم و کریم پروردگار کی بارگاہ اقدس میں سجدہ شکر ادا کریں۔ وہ تو چاہتا ہے کہ کاروان انسانیت کے رہنما اور بھٹکی ہوئی دنیا کے مرشد اعظم کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ عقیدت پیش کروں لیکن ساری بے تابیوں اور بے چینیوں کے باوجود حسن ازل کے حضور نہ نگاہ اٹھ سکتی ہے اور نہ لبوں پر جنبش پیدا ہوتی ہے۔

اس مبارک تقریب پر حضورؐ کی امت کی خدمت میں ارمغان محبت کے طور پر پیش کرنے کے لیے رباعی سے بڑھ کر میرے پاس کوئی ارمغان نہیں۔

به منزل کوش مانند مہ نور
دریں نیلی فضا ہر دم فزوں شو
مقام خویش اگر خواہی دریں دہر
بحق دلبند و در راہ مصطفیٰ رو

یعنی اے بندہ مومن! ہلال نو کی طرح اپنی منزل کی طرف رواں دواں راہ اور آسمانوں کی ان نیلگوں وسعتوں میں ہر لحظہ ترقی کرتے رہو۔ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ دنیا میں تمہیں اپنا مقام نصیب ہو جائے تو اپنے دل کو محبت الٰہی سے سرشار کر اور حضورؐ کی پیروی میں عمر گزار دو۔

نہ سعدی کی شوخی نہ جامی کا سوز، نہ غزالی کا ذوق و وجدان، نہ خسرو کا درد عشق، نہ رومی کی ژرف نگاہی، نہ اقبال کی ادائے دلبرانہ اور انداز قلندرانہ، یہ سراپا نقص اور مدحت سید الانبیاء علیہ اطیب التحیۃ والثناء میں زبان کھولے تو کیسے؟

وادی ایمن کا یہ نخل بلند اور اس پر ہوشربا تجلیات کا جھرمٹ یہ بحر کرم اور اس کی بے پناہ فیاضیاں یہ مہر عالم افروز اور اس کی نور افشاں کرنیں۔ یہ موقع حسن ازل اور اس کی عالمگیر دلربائیاں فاطر السموت والارض کا یہ شاہکار جمیل جو اپنی شان بندگی میں بے مثال اور اپنی شان محبوبی میں بے نظیر، جس نے زندگی کو رموز زندگی سے آگاہ کیا جس نے انسان کو انسانیت کی خلعت زیبا سے نوازا۔ ایسے محبوب دلربا کی تعریف اور یہ دل باختہ قلم اس جمال حقیقی کا بیان اور یہ کج مج زبان اس پیکر جود و سخا کی ثنا اور یہ شکستہ دل بڑا کٹھن مرحلہ ہے لیکن اگر اس آئینہ حق نما کی توصیف نہ کریں تو کس کی کریں۔ اس سراپا زیبائی کا تذکرہ حسن نہ ہو تو کیا ہو۔

اللہ رب العزت کے محبوب بندے کے عشق میں اگر گیت نہ گائیں تو کس کے گائیں۔ اس محسن کریم کی ثنا میں زبان زمزمہ سنج نہ ہو تو پھر اس کا مصرف کیا ہے۔ اگر قلم اس کی مدحت میں نغمہ سرا نہ ہو تو آخر وہ کرے کیا؟ عقل اگر اس کی عظمتوں کو خراج عقیدت پیش نہ کرے تو کس کی عقیدت کا دم بھرے۔ دل اگر اس کے عشق کا دیپ روشن نہ کرے اور اس کے درد اور سوز فراق میں نہ جلے تو اس کی ضرورت کیا؟

رازدان طریقت و شریعت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی پہلے ہی سب کے دل کی بات اپنے مخصوص انداز میں کہہ چکے ہیں۔

ترجمہ: دوسرے عشاق اپنے معشوقوں کی توصیف میں رطب اللسان رہا کریں میں تو اپنے حبیبی محمد مصطفیٰ کی داستان محبت ہی بیان کرتا رہوں گا۔

اب پھر بہار آئی ہے، عندلیبیں اور قمریاں پھر نوا سنج ہونے والی ہیں۔ ربیع الاول کا چاند طلوع ہو رہا ہے۔ کئی حسین یادوں کو تازہ کرے گا۔ ان مبارک لمحوں کا ذکر چھڑے گا۔ جب انسانیت کا بخت خفتہ بیدار ہوا تھا۔ جب مظلوموں کا غمگسار تشریف فرما ہوا تھا، جب آمنہ کے کچے کوٹھے میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے خزانے سمٹ آئے تھے اور ان خزانوں کو باذن الٰہی بانٹنے والا بلکہ لٹانے والا بڑی آن بان سے رونق افروز ہوا تھا۔

آؤ ساز محبت کو مضراب شوق سے چھیڑیں، آؤ اس مہ کامل کی تابانیوں کا ذکر کریں، آؤ اس جان بہار کے گیت گائیں اور روح کائنات کی لطافتوں کو آشکارا کریں۔ آؤ خالق ذوالجلال کی اس نعمت عظمیٰ کو پہچانیں اور اس کی قدر کریں۔ اگر اس کا عرفان نصیب ہو گا تو دل و دماغ اور زبان سب مل کر اپنے پروردگار کا شکر ادا کریں گے اور جب حتی المقدور حق شکر ادا ہو گا تو اللہ تعالیٰ راضی ہو گا۔ اس کی رحمت مائل بہ کرم ہو گی، دل کی اجڑی ہوئی بستی آباد ہو جائے گی۔ خود فراموشی خود شناسی اور خدا شناسی میں بدل جائے گی۔

آؤ پہلے اس سر نہاں کو خود سمجھیں پھر لوگوں کو سمجھائیں۔ اس نوید یمن و سعادت کو پہلے خود سنیں، پھر ترستی ہوئی دنیا کو سنائیں اور انہیں بتائیں کہ جس کی تبسم ریزیوں سے من کی دنیا میں چمن آباد ہیں، اس کی حکیمانہ تعلیمات سے تن کی حرماں نصیبیاں بھی دور ہو سکتی ہیں، جس کے دامن کرم سے وابستہ ہو جانے سے عاقبت محمود ہوتی ہے۔

اس کے قدم ناز کے نقوش کو خضر راہ بنا کر ہم اس دنیا کو بھی فردوس بریں بنا سکتے ہیں جس نے روز محشر میں سرخرو ہونے کا راستہ بتایا ہے، اس کی ہدایت پر عمل کر کے ہم مادی زندگی کے خارزاروں کو بھی گلستان بنا سکتے ہیں۔ ☆☆

رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک

16- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ (ﷺ) شرف نبوت سے کس وقت بہرہ ور ہوئے یعنی آپ (ﷺ) کے لیے نبوت کب واجب یا ثابت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام کی تخلیق ابھی روح اور جسم کے مرحلہ میں تھی (میں اس وقت بھی نبی تھا)۔ (ترمذی شریف)

17- حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ میرے نام پر نام رکھ لیا کرو۔ مگر میری کنیت نہ رکھا کرو۔ کیونکہ قاسم صرف میں ہی ہوں۔ تمہارے درمیان (فیضان الٰہی اور انعامات خداوندی) تقسیم کرتا ہے۔ (بخاری شریف)

18- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک روز نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور شہدائے غزوۂ احد کی نماز پڑھی۔ جس طرح میت کی نماز پڑھتے ہیں۔ نماز سے فارغ ہو کر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا۔ میں تمہارا پیشوا ہوں۔ اور میں تمہارے اوپر گواہ ہوں۔ (یعنی تمہارے احوال سے باخبر ہوں) اللہ جل شانہ کی قسم میں اس وقت حوض کوثر دیکھ رہا ہوں اور مجھے روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں۔ اللہ جل شانہ کی قسم مجھے یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ البتہ یہ خوف ضرور ہے کہ متاع دنیوی کے لالچ میں تم ایک دوسرے سے حسد کرنے لگ جاؤ گے۔ (بخاری و مسلم شریف متفق علیہ)

19- حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ہمیں خطاب فرمایا۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ نماز پڑھائی اور بعد ازاں پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطاب فرمایا۔ حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو گیا پھر منبر سے نیچے تشریف لائے اور نماز پڑھائی اور پھر منبر کو رونق بخشی فرمایا یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ پس آپ ﷺ نے ہمیں ہر اس بات کی خبر دے دی جو قیامت تک رونما ہونے والی تھیں۔ (عمرو بن اخطب فرماتے ہیں) ہم میں زیادہ جاننے والا وہ ہے جس کا حافظہ زیادہ قوی ہے۔ (مسلم شریف)

20- حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر خطاب کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے کھڑے ہونے سے لے کر قیامت تک کی کوئی ایسی چیز نہ چھوڑی جس کو آپ ﷺ نے بیان نہ فرمایا ہو جس نے جو کچھ یاد رکھا اسے یاد رہ گیا اور جس نے بھلا دیا وہ اس کو بھول گیا۔ (بخاری و مسلم شریف متفق علیہ) (جاری ہے)



طب نبویؐ

(قسط نمبر 7)

شہد.... عسل

جامع الاصول میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا نسخہ مذکور ہے کہ قرآن مجید کی کوئی بھی آیت لکھ کر اس پر شہد لگا دیا جائے۔ پھر اس کو چاٹ لیں شفا ہو جائے گی۔

نبی ﷺ نے چونکہ قرآن مجید اور شہد کو شفا کا مظہر قرار دیا ہے اس لیے ان دونوں بزرگوں نے قرآن مجید کی صفت شفا سے استفادہ حاصل کرنے کے لیے اس کے ساتھ شہد کو شامل کر لیا کیونکہ اس کی شفاء کا انکشاف بھی قرآن مجید نے کیا اور وہ خود اپنی خاصیت کا یوں اظہار کرتا ہے۔

"اس میں شفا کے علاوہ اور کچھ نہیں لیکن یقین کرنے والوں کے لیے۔"

محدثین کرام نے زیادہ توجہ اس حدیث پر دی ہے جس میں ابوسعید الخدریؓ اسہال کے مریض کی تین چار مرتبہ آمد کے بعد شفاء بیان کرتے ہیں۔ اس حدیث میں نبی ﷺ کا یہ ارشاد کہ کذب بطن اخیک اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ شہد ایک یا دو مرتبہ پلانا بیماری کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے کافی نہیں۔ ضرورت اس کی تھی کہ وہ بار بار پیئے تاکہ بیماری پیدا کرنے والے جراثیم ہلاک ہو جائیں۔ اس کے بعد شہد کی مزید مقدار اس لیے مطلوب ہوئی کہ وہ ان مردہ جراثیم اور ان کی زہروں کو پیٹ سے نکال دے اور اس طرح مریض کو شفا طبی نقطہ نظر سے مکمل طور پر ہوئی۔ کیونکہ اجابتوں کی کثرت کو کم کر دینا علاج نہ تھا۔ یہ [illegible] اس اہم حقیقت کی دلالت کرتا ہے کہ شہد پیٹ [illegible] مختلف بیماریوں کے جراثیم ہلاک کرتا، آنتوں کے زخموں کو مندمل کرتا اور تندرستی کو بحال کرتا ہے۔ یہ علاج اسہال کے درجہ اول اور ثانیہ میں از حد مفید رہے گا۔

آج تک کے اطباء کا طریقہ یہ رہا ہے کہ وہ اسہال کے مریضوں کا علاج ایسی ادویہ سے کرتے ہیں جو قابض ہوتی ہیں اور مریض بھی یہی چاہتا ہے کہ بیماری کی [illegible] نجات پائے مگر یہ عمل مریض کی اپنی صحت کے لیے خطرناک ہے کیونکہ آنتوں کی حرکات کو روک کر دل کو مفلوج کیا جا سکتا ہے۔ دوسری صورت میں جراثیم وہاں مقیم رہ کر مستقل طور پر سوزش پیدا کرتے رہیں گے اور ان کی زہریں اعصابی نظام کے لیے مستقل خطرہ بنی رہیں گی۔ اس علاج سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کو وحی الٰہی سے علم طب پر مکمل عبور حاصل تھا اور انہوں نے وہی کچھ کیا جو ایک حاذق اور معاملہ فہم معالج کو کرنا چاہیے۔ بہترین شہد فصل ربیع کا ہے۔ اس کے بعد موسم گرما کا اور پھر سردی کا۔ اطباء اس امر پر متفق ہیں کہ یہ بہترین دوا اور بہترین ٹانک ہے۔ کیونکہ یہ جسمانی قوتوں کو جلا دیتا ہے۔ یہ مقوی بدن ہے۔ معدہ کو طاقت دیتا ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے۔ بوڑھوں کو توانائی اور مخرج بلغم ہے۔ پیٹ کو نرم کرتا ہے۔ باؤلہ پن میں مفید ہے۔ یہ ادویہ کو حل کر کے ان کے اثرات کو بڑھانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اگر اس میں گوشت رکھ دیا جائے تو تین ماہ تک اسے گلنے نہیں دیتا۔ اسی طرح یہ تین ماہ تک سبزیوں کو بھی محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اس لیے علماء نے اسے "الحافظ الامین" کا لقب دیا ہے۔

اگر اسے جسم پر لگایا جائے تو یہ ایک عظیم نعمت ہے۔ جوؤں کو مار دیتا ہے۔ بال ملائم اور لمبے کرتا ہے۔ اس کا سرمہ آنکھوں کو روشن کرتا ہے۔ اس کا منجن دانتوں کو چمکاتا اور مسوڑھوں کی حفاظت کرتا ہے۔

نبی ﷺ نے جب شہد کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا کہ "علیکم بالشفائین' العسل والقرآن"

تو یہ اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ ایک روحانی امراض کے لیے دوسرا جسمانی کے لیے یکساں طور پر مفید ہی نہیں بلکہ دونوں اقسام کی صحت کو تحفظ دیتا ہے۔ شہد کو اگر غذا کہیں تو مکمل غذا ہے۔ اگر اسے مشروب قرار دیں تو مفرح اور مقوی مشروب ہے اور پیاس کو تسکین دیتا ہے۔ جسم سے صفراء کو زائل کرتا ہے۔ محدثین نے سرکہ کو اس کا [illegible] قرار دیا ہے۔ [illegible] صبح نہار منہ کھانا یا پینا معدہ کو ہر قسم کی غلاظت سے پاک کر دیتا ہے۔ جگر، گردوں اور مثانہ سے غیر مطلوبہ عناصر کو خارج کرتا ہے۔ محدث عبداللطیف بغدادی کہتے ہیں کہ اکثر بیماریوں میں شہد دوسری چیزوں سے اس لیے افضل ہے کہ یہ جسم کے سددوں کو کھولتا، غلاظتوں کو حل کر کے نکالتا اور جسم کو [illegible] کر صاف کر دیتا ہے اور اطباء عرب نے اسے اس لیے بھی فضیلت دی ہے کہ "رسول اللہ ﷺ صبح نہار منہ پانی میں شہد گھول کر اس کا پیالہ پیا کرتے تھے۔" (جاری ہے)

Daily Khabrain
SUNDAY Magazine
خبریں سنڈے میگزین
★ ایڈیٹر انچارج: یاسمین شاہد
روزنامہ خبریں 12 لارنس روڈ لاہور

ایک ماہ میں 4.7 بلین ڈالر خرچ، 115 فوجی ہلاک

عراق امریکہ کیلئے ویتنام بن گیا!

فدائیوں سے خوفزدہ فوج کا ڈویژن موصل چلا گیا، آخری معرکے کی تیاریاں: نیوز ڈیسک رپورٹ

طارق حمید





پانچویں کیولری رجمنٹ کی فسٹ کیولری کی سیکنڈ بٹالین کا افتتاحی مشن جاری تھا۔ گزشتہ مارچ کو عراق آئے ہوئے 19 آدمیوں کی پٹرولنگ مقتدیٰ الصدر کے شہر کے اس علاقے میں جاری تھی جہاں انڈوں اور مرغیوں کی خرید و فروخت کا کاروبار ہوتا ہے۔ اچانک ہی وہ گلی 300 میٹر لمبے موت کے علاقے (Kill Zone) میں بدل گئی۔ پلاٹون کمانڈر سارجنٹ شین آگیورو کا کہنا ہے کہ اچانک ہی لشکر مہدی کی ایک پارٹی نے ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ گاڑی کا ڈرائیور موقع پر ہی دم توڑ گیا جبکہ ایک زخمی فوجی کے منہ سے خون بہنے لگا۔ فائرنگ کے باعث 2 فوجی مفلوج ہو گئے۔ پلاٹون کمانڈر نے دوسرے فوجی سے گاڑی چلانے کو کہا لیکن گاڑی بھی گولی لگنے کے باعث ناکارہ ہو چکی تھی۔ پلاٹون کمانڈر نے گاڑی میں لگے حساس آلات ناکارہ کیے تاکہ یہ دشمن کے ہاتھ نہ لگیں اور وہ سب گاڑی سے کود گئے۔ کہنیوں کے بل رینگتے ہوئے وہ محفوظ مقام پر جانے کا ارادہ ہی کر رہے تھے کہ گولیوں کی ایک اور بوچھاڑ گاڑی کو مزید تباہ کر گئی لیکن کرشماتی طور پر ان میں سے کوئی بھی گولی کا نشانہ نہ بنا۔ ان کی خوش قسمتی کہ، شاید فائرنگ کی آواز سن کر، امریکی فوج کی ایک بکتر بند گاڑی وہاں آ نکلی اور ان فوجیوں کی جان بچی۔

بش انتظامیہ کا یہ تکیہ کلام بن چکا ہے جس کا صدر کئی مرتبہ اعادہ کر چکے ہیں کہ "امریکی دستوں کو وہ سب کچھ ملے گا جس کی انہیں اپنے فرائض کی انجام دہی میں ضرورت ہو گی۔" لیکن جوں جوں عراق کی تحریک آزادی کی کارروائیوں میں شدت آتی جا رہی ہے اور جیسے جیسے ڈیفنس سیکرٹری ڈونلڈ رمزفیلڈ عراق میں فوج کی تعداد میں اضافہ کرتے چلے جا رہے ہیں۔ عراق میں موجود امریکی فوجیوں کے خیالات بھی بدلتے جا رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ پینٹاگون، امریکہ کی جدید ترین ٹیکنالوجی مہیا کرنے کے باوجود ان کے بچاؤ میں ناکام ہو رہا ہے۔ وہ اپنے ملک کے لیے لڑنے کو بھیجے گئے تھے لیکن ان کے پاس وہ سب کچھ نہیں جس کی انہیں اپنے بچاؤ

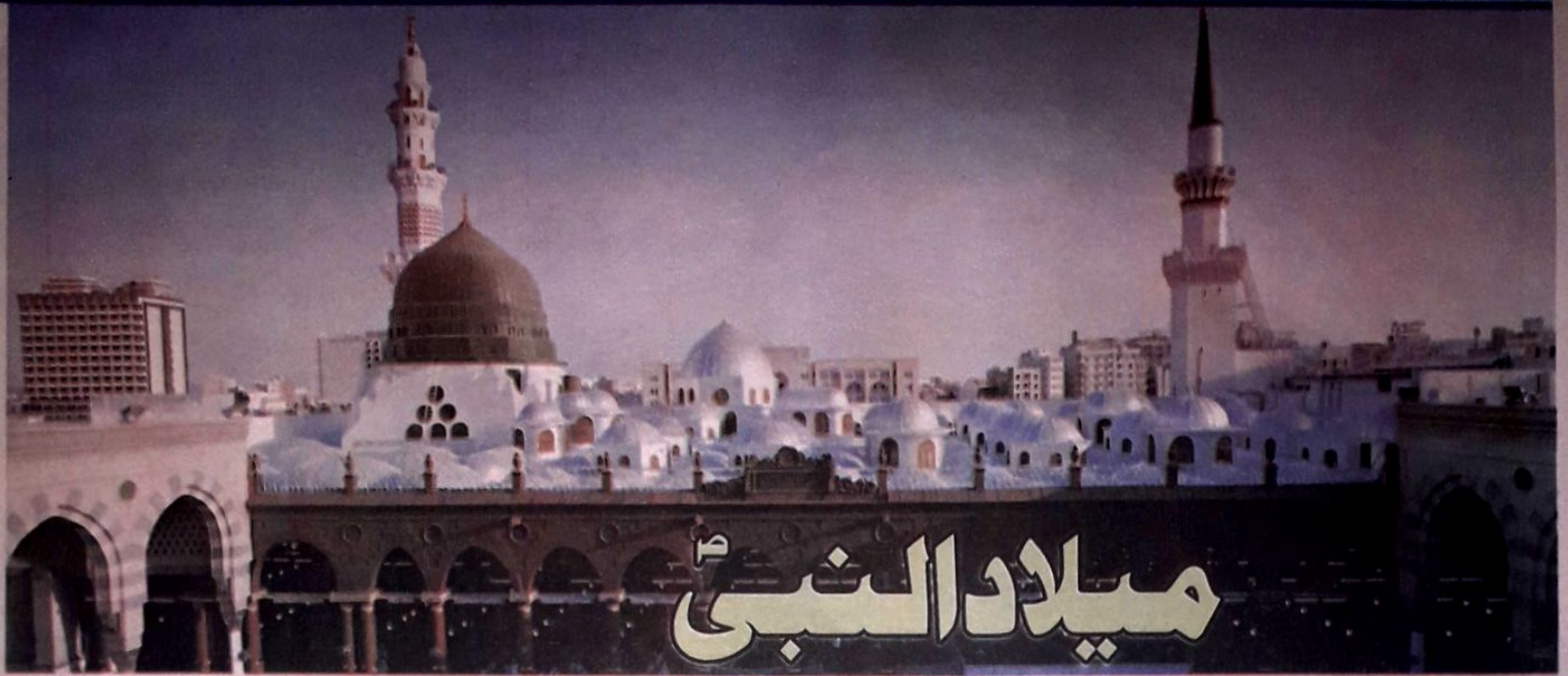




کے لیے ضرورت ہے۔ خاص طور پر ٹینک' بڑی گاڑیاں' بریڈلیز اور وہ ہتھیار جو ان کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔ یہ اپریل افسوسناک سبق ہے کہ اس ایک مہینے میں 115 امریکی فوجی ہلاک جبکہ 879 زخمی ہوئے ان زخمیوں میں 560 ایسے تھے جن کی حالت بہت نازک ہے۔

عراقیوں کی طرف سے ہونے والے حملوں میں ہلاک ہونے والے فوجیوں کی تعداد روزانہ 5 سے 6 ہے۔ جس میں اضافے کے بہت امکان ہیں۔ گزشتہ ہفتے رس کنگ نے ان مرنے والے فوجیوں کے تابوتوں کی تصویریں شائع کر دیں تو پورے امریکہ میں ہنگامہ مچ گیا۔ عراق میں موجود امریکی فوجی شکایت کرتے ہیں کہ واشنگٹن کو بہت دیر میں پتہ چلا کہ حملہ آوروں میں زیادہ تر فدائی شامل ہیں۔ حتیٰ کہ پینٹاگون کے بہت سے افسروں کا کہنا ہے کہ رمزفیلڈ اور اس کے ساتھی عراق میں موجود امریکہ کی لائٹ ملٹری (ہلکی فوج) کے لیے دیرپا منصوبے بنانے میں تامل اور بے دلی کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں۔ میدان جنگ میں اسے اسلحے کی کمی کہا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک سال قبل عراق میں موجود امریکی فوج کے پاس 400 ٹینک موجود تھے جبکہ امریکہ کے ایک اعلیٰ افسر کے مطابق عراق میں اس وقت صرف 70 کے لگ بھگ ٹینک ہوں گے اور جو دستے حال ہی میں عراق پہنچے ہیں چونکہ انہیں یہاں کی پوری صورتحال کا علم نہ تھا چنانچہ وہ اپنا زیادہ تر سامان ساتھ ہی نہیں لائے۔

حال ہی میں ایک غیر سرکاری سروے کے مطابق عراق



میلادالنبیؐ

سیدابوالاعلیٰ مودودی

اب سے چودہ سو برس پہلے جب حضرت محمد ﷺ نے دنیا میں قدم رکھا تھا اس وقت خود ان کا اپنا وطن اخلاقی پستی' بدنظمی اور بدامنی کی انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ قرآن میں اس وقت کی حالت پر ان الفاظ میں تبصرہ کیا گیا ہے کہ "تم آگ سے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے جس سے خدا نے تمہیں بچایا" اس سے کچھ بہتر حالت دنیا کے دوسرے ملکوں کی نہ تھی۔ ایران اور مشرقی رومی سلطنت اس وقت انسانی تہذیب کے دو سب سے بڑے گہوارے تھے۔ اور ان دونوں کو ایک طرف آپس کی پیہم لڑائی اور دوسری طرف خود اپنے گھر کے معاشرتی امتیازات' معاشی ناہمواری اور مذہبی جھگڑوں نے تباہ کر رکھا تھا۔ ان حالات میں حضرت محمد ﷺ اٹھے اور تئیس برس کے اندر انہوں نے نہ صرف عرب کو بدل ڈالا بلکہ ان کی رہنمائی میں عرب سے جو تحریک اٹھی تھی اس نے ایک چوتھائی صدی کے اندر ہندوستان کی سرحدوں سے شمالی افریقہ تک دنیا کے ایک بڑے حصہ کو اخلاق' تمدن' معیشت' سیاست' غرض ہر شعبہ زندگی میں درست کر کے رکھ دیا۔

یہ اصلاح کیونکر ہوئی؟ ایک مختصر تحریر میں اس کی ساری تفصیلات بیان کرنا ناممکن ہے۔ لیکن اس کے موٹے موٹے اصول میں آپ کے سامنے بیان کرونگا۔

سب سے پہلی چیز جس پر انہوں نے زور دیا یہ تھی کہ تمام انسان صرف خدائے واحد کو اپنا آقا' مالک' معبود اور حاکم تسلیم کریں۔ خدا کے سوا کسی کی بندگی قبول نہ کریں۔ صرف مذہب کے محدود دائرے ہی میں نہیں بلکہ زندگی کے سارے معاملات میں تنہا خدا کے اقتدار اعلیٰ کے آگے جھک جائیں۔

اس کے ساتھ دوسری اہم چیز ان کی تعلیم میں یہ تھی کہ انسان کی مطلق العنان اور غیر ذمہ داری کو بالکل ختم کر دیا جائے۔ ہر انسان فرداً فرداً اپنے آپ کو خدا کے سامنے جواب دہ سمجھے۔ اور اسی طرح انسانی جماعتیں بھی' خواہ وہ خاندانوں اور قبیلوں کی شکل میں ہوں یا طبقات کی شکل میں' قوموں کی شکل میں ہوں یا ریاستوں اور حکومتوں کی شکل میں' بہر حال خدا کے حضور اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں۔

حضرت محمد ﷺ نے انسان کا تصور ہی یہ پیش کیا کہ وہ زمین پر خدا کا خلیفہ یا نائب ہے' اس کو جس قدر اور جس حیثیت سے بھی کچھ اختیارات حاصل ہیں دراصل وہ اس کے ذاتی اختیارات نہیں ہیں بلکہ خدا کے دیئے ہوئے ہیں اور ان کے استعمال میں بالآخر وہ خدا کے سامنے جواب دہ ہے۔

خدائی اقتدار اعلیٰ اور انسانی خلافت کی بنیادوں پر حضرت محمد ﷺ نے نوع انسانی کے درمیان منصفانہ وحدت و اتفاق کا وہ رشتہ فراہم کیا جو کسی دوسرے ذریعہ سے پیدا نہیں ہو

بقیہ صفحہ 30 پر

سیرت محمدیؐ

تاریخیت، جامعیت، کاملیت اور عملیت کے ہر معیار پر پورا اترتی ہے

سید سلیمان ندوی

انسان کے حال اور مستقبل کی تاریکی کو چاک کرنے کے لئے ماضی کی روشنی سے فیض حاصل کرنا ضروری ہے۔ جن مختلف انسانی طبقوں نے ہم پر احسان کئے ہیں وہ سب شکریہ کے مستحق ہیں لیکن سب سے زیادہ ہم پر جن بزرگوں کا احسان ہے وہ انبیائے کرام علیہم السلام ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے وقت میں اپنی اپنی قوموں کے سامنے اس زمانے کے مناسب حال اخلاق عالیہ اور صفات کاملہ کا ایک نہ ایک بلند ترین معجزانہ نمونہ پیش کیا۔ کسی نے صبر اور کسی نے ایثار، کسی نے قربانی، کسی نے جوش توحید، کسی نے ولولہ حق، کسی نے تسلیم، کسی نے عفت، کسی نے زہد، غرضکہ ہر ایک نے دنیا میں انسانوں کی پر پیچ زندگی کے راستہ میں ایک ایک مینار قائم کیا ہے جس سے صراط مستقیم کا پتہ لگ سکے۔ مگر ضرورت تھی ایک ایسے راہنما اور رہبر کی جو اس سرے سے لے کر اس سرے تک پوری راہ کو اپنی ہدایات پر عملی مثالوں سے روشن کر دے۔ گویا ہمارے ہاتھ میں اپنی عملی زندگی کی پوری گائیڈ بک دے دے جس کو لے کر اسی کی تعلیم و ہدایت کے مطابق ہر مسافر بے خطر منزل مقصود کا پتہ پالے۔ یہ رہنما سلسلہ انبیائے علیہم السلام کے آخری فرد حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ وسلم ہیں۔ قرآن نے کہا۔

"اے پیغمبر! ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور (نیکوں کو) خوشخبری دینے والا اور (غافلوں کو) ہوشیار کرنے والا اور خدا کی طرف سے اس کے حکم سے پکارنے والا اور ایک روشن کرنے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے"۔

آپ ﷺ عالم میں خدا کی تعلیم و ہدایت کے شاہد ہیں۔ نیکوکاروں کو فلاح اور سعادت کی بشارت سنانے والے مبشر ہیں۔ ان کو جو ابھی تک بے خبر ہیں ہوشیار کرنے والے اور بیدار کرنے والے نذیر ہیں۔ بھٹکنے والے مسافروں کو خدا کی طرف پکارنے والے داعی ہیں اور خود ہمہ تن نور اور چراغ ہیں۔ یعنی آپ ﷺ کی ذات اور آپ ﷺ کی زندگی راستہ کی روشنی ہے جو راہ کی تاریکیوں کو کافور کر رہی ہے۔ یوں تو ہر پیغمبر خدا کا شاہد، داعی، مبشر اور نذیر بن کر آیا ہے اس دنیا میں، مگر یہ کل صفتیں سب کی زندگیوں میں عملاً یکساں نمایاں ہو کر ظاہر نہیں ہوئیں۔ بہت سے انبیاء علیہم السلام تھے جو خصوصیت کے ساتھ شاہد ہوئے جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام وغیرہ۔ بہت سے تھے جو نمایاں طور پر مبشر بنے جیسے حضرت ابراہیمؑ، حضرت عیسیٰؑ۔ بہت سے تھے جن کا خاص وصف نذیر تھا جیسے حضرت نوحؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ہودؑ، حضرت شعیبؑ، بہت سے تھے جو امتیازی حیثیت سے داعی حق تھے، جیسے حضرت یوسفؑ، حضرت یونسؑ۔

لیکن جو شاہد، مبشر، نذیر، داعی، سراج منیر سب کچھ بیک وقت تھا اور جس کے مرقع حیات میں یہ سارے نقش و نگار عملاً نمایاں تھے وہ صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تھے اور یہ اس لئے ہوا کہ آپ ﷺ دنیا کے آخری پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے جن کے بعد کوئی دوسرا آنے والا نہ تھا۔ آپ ﷺ ایسی شریعت دے کر بھیجے گئے جو کامل تھی اور جس کی تکمیل کے لئے پھر کسی دوسرے کو آنا نہ تھا۔ آپ ﷺ کی ذات پاک کو مجموعہ کمال اور دولت بے زوال بنا کر بھیجا گیا۔

جو کچھ میں نے کہا یہ میرے مذہبی عقیدے کی بنیاد پر محض کوئی دعویٰ نہیں ہے بلکہ یہ وہ واقعہ ہے جس کی بنیاد دلائل اور شہادتوں پر قائم ہے۔ وہ سیرت یا نمونہ حیات جو انسانوں کے لئے ایک آئیڈیل سیرت کا کام دے اس کے لئے متعدد شرطوں کی ضرورت ہے جن میں سب سے پہلے اور اہم شرط تاریخیت ہے۔

تاریخیت سے مقصود یہ ہے کہ ایک کامل انسان کے جو سوانح اور حالات پیش کئے جائیں وہ تاریخ اور روایت کے لحاظ سے مستند ہوں۔ ان کی حیثیت قصوں اور کہانیوں کی نہ ہو۔ روزمرہ کا تجربہ یہ ہے کہ انسان کی ایک سائیکالوجی یہ ہے کہ کسی سلسلہ حیات کے متعلق اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ فرضی اور خیالی ہے یا مشتبہ ہے تو خواہ وہ کس قدر موثر انداز میں کیوں نہ پیش کی جائے طبیعتیں اس سے دیرپا اور گہرا اثر نہیں لیتیں۔ اس لئے ایک کامل سیرت کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس کے تمام اہم اجزا کی تاریخیت پر یقین ہو۔ یہی سبب ہے کہ تاریخی انسانوں سے جو اثر طبیعتوں میں پیدا ہوتا ہے وہ خیالی انسانوں سے نہیں ہوتا۔

دوسرا سبب تاریخی سیرت کے ضروری ہونے کا یہ ہے کہ آپ اس سیرت کاملہ کا نقشہ محض دلچسپی یا فرصت کے گھنٹوں کی مشغولی کے لئے نہیں پیش کرتے بلکہ اس غرض سے پیش کرتے ہیں کہ ہم اپنی زندگی اس نمونہ پر ڈھالیں اور اس کی پیروی اور تقلید کریں لیکن وہ زندگی اگر تاریخی اور واقعی طور پر ثابت نہیں تو آپ کیونکر اس کے قابل عمل اور پیروی و تقلید کے لائق ہونے پر زور دے سکتے ہیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ یہ فرضی اور میتھالوجیکل قصے ہیں جن پر کوئی انسان اپنی عملی زندگی کی بنیاد نہیں ڈال سکتا۔ اس لئے پر اثر اور قابل عمل اور لائق تقلید ہونے کے لئے سب سے پہلے ضروری یہ ہے کہ اس کامل انسان کی سیرت تاریخی اسناد کے معیار پر پوری اترے۔

ہم تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا ادب اور احترام کرتے ہیں اور ان کے سچے پیغمبر ہونے پر یقین رکھتے ہیں لیکن "یہ پیغمبر ہیں جن میں سے بعض کو بعض پر ہم نے دی ہے فضیلت"۔ دوام، بقا، ختم نبوت اور آخری کامل انسانی سیرت ہونے کی حیثیت سے محمد رسول اللہ ﷺ کو جو خاص شرف عطا ہوا ہے وہ دیگر انبیاء کو اس لئے مرحمت نہ ہوا کہ ان کو دائمی، آخری اور خاتم النبوت نہیں بنایا گیا تھا، ان کی سیرتوں کا مقصد ایک خاص قوم کو ایک خاص زمانہ تک نمونہ دینا تھا، اس لئے اس زمانہ کے بعد وہ بتدریج دنیا سے مفقود ہو گئیں۔

غور کرو کہ ہر ملک میں، ہر قوم میں، ہر زمانہ میں، ہر زبان میں کتنے لاکھ انسان خدا کا پیغام لے کر آئے ہوں گے۔ ایک اسلامی روایت کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے مگر آج ان میں سے کتنوں کے نام ہم جانتے ہیں اور جتنوں کے نام جانتے ہیں، ان کا حال کیا جانتے ہیں؟ دنیا کی تمام قوموں میں سب سے زیادہ قدیم اور پرانے ہونے کا دعویٰ ہندوؤں کو ہے گو وہ مسلم نہیں لیکن بغور دیکھو تو ان کے نزدیک مذہب میں سینکڑوں کریکٹروں کے نام ہیں مگر ان میں سے کسی کو "تاریخی" ہونے کی عزت حاصل نہیں ہے ان میں سے بہت کے تو نام کے سوا اور کسی چیز کا ذکر تک نہیں اور میتھالوجی سے آگے بڑھ کر تاریخ کے میدان میں ان کا گزر بھی نہیں۔ ان میں بہتر سے بہتر معلوم کیریکٹر وہ ہیں جو مہابھارت اور رامائن کے ہیرو ہیں مگر ان کی زندگی کے واقعات میں سے تاریخ کس کو کہہ سکتے ہیں؟ یہ بھی نہیں معلوم کہ یہ زمانے کے کس دور اور دور کی کس صدی؟ اور صدی کے کس سال کے واقعے ہیں؟ اب یورپ کے بعض علماء بیسیوں قیاسات سے کچھ کچھ تقریبی یا تخمینی زمانوں کا تعین کرتے ہیں اور انہی کو ہمارے ہندو تعلیم یافتہ اصحاب اپنے علم کی سند جانتے ہیں لیکن یورپ کے محققین میں سے زیادہ تر ان کو تاریخ کا درجہ ہی نہیں دیتے اور یہ تسلیم نہیں کرتے کہ یہ فرضی داستانیں کبھی عالم وجود میں بھی آئی تھیں۔

ایران کے پرانے مجوسی مذہب کا بانی زرتشت اب بھی لاکھوں آدمیوں کی عقیدت کا مرکز ہے مگر اس کی تاریخی شخصیت بھی قدامت کے پردے میں گم ہے۔ یہاں تک کہ اس کے تاریخی وجود کے متعلق بھی بعض شکی مزاج امریکن اور یورپین علماء کو شبہ ہے۔ مستشرقین میں سے جو لوگ اس تاریخی وجود کو تسلیم کرتے ہیں، سینکڑوں قیاسات سے اس کے حالات زندگی کا کچھ کچھ تعین کرتے ہیں۔ تاہم وہ بھی مختلف محققین کی باہمی متضاد رائیوں سے اس قدر مشکوک ہیں کہ کوئی انسان ان کے بھروسہ پر اپنی عملی زندگی کی بنیاد نہیں قائم کر سکتا۔ زرتشت کی جائے پیدائش، سال پیدائش، قومیت، خاندان، مذہب، تبلیغ مذہب، مذہبی صحیفہ کی اصلیت، زبان، سال وفات اور جائے وفات، ان میں سے ہر ایک مسئلہ سینکڑوں اختلافات کا مرجع ہے اور صحیح روایتوں کا اس قدر فقدان ہے کہ بجز تخمینی قیاسات کے اور کوئی روشنی ان سوالات کی تاریکیوں کو دور نہیں کر سکتی۔

بایں ہمہ پارسی اصحاب ان مشکوک قیاسی باتوں کا علم براہ راست اپنی روایتوں سے نہیں رکھتے بلکہ یورپین اور امریکن اسکالرز کی تالیفات سے وہ انہیں سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں اور جو ان کے ذاتی ذرائع علم ہیں، وہ "فردوسی" کے "شاہنامہ" سے آگے نہیں بڑھتے۔ یہ عذر بیکار ہے کہ یونانی دشمنوں نے ان کو مٹا دیا۔ یہاں بہرحال ہم کو اتنا ہی بتانا ہے کہ وہ مٹ گئے۔ خواہ وہ کسی طرح سے مٹے ہوں اور یہی اس بات کی دلیل ہے کہ ان کو دوام اور بقاء کی زندگی نہ ملی اور کرن (KERN) اور ڈارمیٹیٹر (DARMETETER) جیسے محققین کو زرتشت کی تاریخی شخصیت سے انکار کرنا پڑا۔

قدیم ایشیا کا سب سے زیادہ وسیع مذہب بدھ ہے جو کبھی ہندوستان، چین اور تمام ایشیائے وسطیٰ، افغانستان اور ترکستان تک پھیلا ہوا تھا اور اب بھی برما، سیام، چین اور تبت میں موجود ہے۔ ہندوستان میں تو یہ کہنا آسان ہے کہ برہمنوں نے اس کو مٹا دیا اور ایشیائے وسطیٰ میں اس کا خاتمہ کر دیا مگر تمام ایشیائے اقصیٰ میں تو اس کی حکومت، اس کی تہذیب، اس کا مذہب تلوار کی قوت کے ساتھ ساتھ قائم ہے اور اس وقت سے اب تک غیر مفتوح ہے لیکن کیا یہ چیزیں بدھ کی زندگی اور سیرت کو تاریخی روشنی میں برقرار رکھ سکیں؟ اور ایک مورخ یا سوانح نگار کے تمام سوالات کا وہ تشفی بخش جواب دے سکتی ہیں؟ خود بدھ کے زمانہ وجود کا تعین مگدھ دیس کے راجاؤں کے واقعات سے کیا جاتا ہے۔ ورنہ کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ ان راجاؤں کا زمانہ بھی اس طرح متعین ہو سکا ہے کہ ان کے سفارتی تعلقات اتفاقاً یونانیوں سے قائم ہو گئے تھے۔

چینی مذہب کے بانی کا حال اس سے بھی زیادہ غیر یقینی ہے اور چین کے ایک بانی مذہب، کنفیوشس کی نسبت ہم کو بودھ سے بھی کم واقفیت ہے، حالانکہ اس کے ماننے والوں کی تعداد کروڑوں سے بھی زیادہ ہے۔

سامی قوم میں سینکڑوں پیغمبر آئے لیکن نام کے سوا تاریخ نے ان کا اور کچھ حال نہ جانا۔ حضرت مسیحؑ کے حالات اور سیرتوں کے ایک ایک حصہ کے علاوہ کیا ہم کو کوئی کچھ بتا سکتا ہے؟ ان کی سیرتوں کے ضروری اجزاء تاریخ کی کڑیوں سے بہرحال گم ہیں، اب ان کی مقدس زندگیوں کے ادھورے اور نامربوط حصے کیا ایک کامل انسانی زندگی کی تقلید اور پیروی کا سامان کر سکتے ہیں، قرآن کو چھوڑ کر یہودیوں کے جن اسفار میں ان کے حالات درج ہیں ان میں سے ہر ایک کی نسبت محققین کو مختلف شکوک ہیں اور اگر ان شکوک سے ہم قطع نظر بھی کر لیں تو ان کے اندر ان بزرگوں کی تصویریں کس درجہ ادھوری ہیں۔

حضرت موسیٰؑ کا حال ہم کو تورات سے معلوم ہوتا ہے مگر خود وہ تورات جو آج موجود ہے اہل تحقیق کے بیان کے مطابق جیسا کہ خود ہی مصنفین انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا تسلیم کرتے ہیں جو کہ حضرت موسیٰؑ کے صدہا سال بعد عالم وجود میں آئی ہے اس پر بھی اب جرمن اسکالرز نے پتہ لگایا ہے کہ موجودہ تورات میں پہلو بہ پہلو ہر واقعہ کے متعلق دو مختلف صورتوں یا روایتوں کا سلسلہ ہے جو باہم کہیں کہیں متضاد ہے اور یہی سبب ہے کہ تورات کے سوانح و واقعات میں ہر قدم پر ہم کو متضاد بیان سے سابقہ پڑتا ہے۔ اس تھیوری کی تفصیل انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے آخری ایڈیشن کے آرٹیکل "بائبل" میں موجود ہے۔ اب ایسی صورت میں موسیٰؑ سے بلکہ حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت موسیٰؑ تک کے واقعات کی تاریخی حیثیت کیا رہ جاتی ہے؟

حضرت عیسیٰؑ کے حالات انجیلوں میں درج ہیں مگر ان بہت سی انجیلوں میں سے آج عیسائی دنیا کا بڑا حصہ صرف چار انجیلوں کو مانتا ہے۔ باقی انجیل طفولیت، انجیل برناباس وغیرہ نامستند ہیں۔ ان چاروں انجیلوں میں سے ایک انجیل کے لکھنے والے نے بھی حضرت عیسیٰؑ کو خود نہیں دیکھا تھا۔ انہوں نے کس سے سن کر یہ حالات کا مجموعہ لکھا یہ بھی معلوم نہیں؟ بلکہ اب تو یہ بھی مشکوک سمجھا جاتا ہے کہ کیا ان چار آدمیوں کی طرف ان کی نسبت صحیح بھی ہے؟ یہ بھی واضح طور سے ثابت نہیں کہ وہ کن زبانوں میں اور کن زمانوں میں لکھی گئیں۔ 60ء سے لے کر بعد کے متعدد مختلف سالوں تک مختلف مفسرین اناجیل، ان کی تصنیف کا زمانہ بتاتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش، وفات اور تثلیث کی تعلیم ان سب کو سامنے رکھ کر اب بعض امریکن نقاد اور ریشنلسٹ یہ کہنے لگے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کا وجود محض فرضی ہے اور ان کی پیدائش اور تثلیث کا بیان یونانی و رومی متھالوجی کی محض نقالی ہے کیونکہ اس قسم کے خیالات ان قوموں میں مختلف دیوتاؤں اور ہیروؤں کے متعلق پہلے سے موجود تھے۔ شکاگو کے مشہور رسالہ روپن کورٹ میں مہینوں حضرت عیسیٰؑ کے فرضی وجود پر بحث رہی ہے اس بیان سے حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کی تاریخ کی حیثیت کتنی کمزور معلوم ہوتی ہے؟

کسی انسانی سیرت کے دائمی نمونہ بننے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے صحیفہ حیات کے تمام حصے ہماری نگاہوں کے سامنے ہوں، کوئی واقعہ پردہ راز اور ناواقفیت کی تاریکی میں گم نہ ہو۔ بلکہ اس کے تمام سوانح اور حالات روز روشن کی طرح سے دنیا کے سامنے ہوں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ اس کی سیرت کہاں تک انسانی سوسائٹی کے لیے ایک آئیڈیل زندگی کی صلاحیت رکھتی ہے۔

اس معیار پر اگر شارعین ادیان اور بانیان مذاہب کے سوانح اور سیرتوں پر نظر ڈالو تو معلوم ہوگا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا اور کوئی ہستی اس معیار پر پوری نہیں اترتی۔ اسی سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہو کر دنیا میں تشریف لائے تھے۔

ہم کہہ چکے ہیں کہ ہزاروں، لاکھوں انبیاء علیہم السلام اور مصلحین دین کے زمرہ میں سے صرف تین چار ہستیاں ایسی ہیں جو تاریخی کہی جا سکتی ہیں لیکن کاملیت کے لحاظ سے وہ بھی پوری نہیں ہیں۔ غور کرو کہ مردم شماری کے لحاظ سے آج بدھ کے پیرو دنیا میں آبادی کے چوتھائی حصہ پر قابض ہیں مگر بایں ہمہ تاریخی حیثیت سے بدھ کی زندگی صرف چند قصوں اور کہانیوں کا مجموعہ ہے۔ لیکن اگر ہم انہی کہانیوں اور قصوں کو تاریخ کا درجہ دے کر بدھ کی زندگی کے ضروری سے ضروری اور اہم سے اہم اجزا تلاش کریں تو ہم کو ناکامی ہوگی۔ ان قصوں اور کہانیوں سے ہم کو زیادہ سے زیادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانے میں نیپال کی ترائی کے کسی ملک میں راجہ کا ایک لڑکا تھا جس نے فطر تاً سوچنے والی طبیعت پائی تھی، جوان ہونے اور ایک بچہ کا باپ بننے کے بعد اتفاقاً اس کی نظر چند مصیبت زدہ انسانوں پر پڑی، اس کی طبیعت بے حد متاثر ہوئی اور وہ گھر بار چھوڑ کر دیس سے نکل گیا اور بنارس گیا، پاٹلی پتر (پٹنہ) اور راجگیر (بہار) کے شہروں میں اور کبھی جنگلوں اور پہاڑوں میں پھرتا رہا، اور خدا جانے عمر کی کتنی منزلیں طے کرنے کے بعد اس نے "گیا" کے ایک درخت کے نیچے انکشاف حقیقت کا دعویٰ کیا اور بنارس سے بہار تک اپنے نئے مذہب کا واعظ کرتا رہا۔ پھر اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ یہ خلاصہ ہے، بدھ کے متعلق ہماری معلومات کا۔

زرتشت بھی ایک مذہب کا بانی ہے مگر ہم بتا چکے ہیں کہ قیاسات کے سوا اس کی زندگی اور سیرت کا بھی سراغ نہیں ملتا۔ ان قیاسات سے بھی جو کچھ معلوم ہوا ہے اس کو ہم بجائے اپنی زبان سے کہنے کے بیسویں صدی کے مستند خلاصہ معلومات انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (گیارہواں ایڈیشن) کے آرٹیکل سے یہاں نقل کرتے ہیں۔

"زرتشت کی جس شخصیت سے (گاتھا کے) ان اشعار میں ہماری ملاقات ہوئی ہے، وہ نئے اوستا کے زرتشت سے بالکل

محمد رسول اللہ ﷺ تمام دنیا کی قوموں کے لئے اور قیامت تک کے لئے نمونہ عمل اور قابل تقلید بنا کر بھیجے گئے تھے اس لئے آپ ﷺ کی سیرت کو ہر حیثیت سے مکمل، دائمی اور ہمیشہ کے لئے محفوظ رہنے کی ضرورت تھی

مختلف ہے، متضاد ہے، اس افسانہ کی معجزانہ شخصیت سے (اس کے بعد گاتھا کے کچھ واقعی حالات نقل کر کے مضمون نگار لکھتا ہے) تاہم ہم یہ توقع نہ کریں کہ ہم گاتھا سے زرتشت کے فیصلہ کن حالات جان سکتے ہیں وہ ہم کو زرتشت کی لائف کا کوئی تاریخی بیان نہیں دیتی اور جو کچھ ملتا بھی ہے اس کے معنی یا تو صاف نہیں ہیں یا غیر مفہوم ہیں"۔

زرتشت کے متعلق موجودہ زمانے کی تصنیفات کا باب شروع کرتے ہوئے مضمون نگار لکھتا ہے:۔

"اس کی جائے پیدائش کے تعین کے متعلق شہادتیں متضاد ہیں"۔

اس کے زمانہ کے تعین کے متعلق یونانی مورخین کے بیانات نیز موجود محققین کے قیاسات مختلف ہیں،

مضمون نگار لکھتا ہے۔

"زرتشت کے زمانہ سے ہم قطعاً ناواقف ہیں"۔

بہر حال جو کچھ ہم کو معلوم ہے وہ یہ ہے کہ آذربائیجان کے کسی مقام میں پیدا ہوا، بلخ وغیرہ کی طرف تبلیغ کی، بشتاسپ بادشاہ نے اس کے مذہب کو اختیار کیا۔ کچھ اس نے غیر معمولی معجزے دکھائے، اس نے شادی بیاہ کیا۔ اولادیں ہوئیں اور پھر کہیں مر گیا۔ کیا ایسی نامعلوم ہستی کے متعلق کوئی کاملیت کا گمان بھی کر سکتا ہے اور اس کی زندگی انسانی سوسائٹی کے لئے چراغ راہ بن سکتی ہے یا بنائی جا سکتی ہے؟

انبیائے سابقین میں سے سب سے مشہور زندگی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہے موجودہ تورات کے مستند یا غیر مستند ہونے کی بحث سے قطع نظر کر کے ہم اس کے بیانات کو بالکل مستند صحیح تسلیم کر لیتے ہیں تاہم تورات کی پانچوں کتابوں سے ہمیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے کس قدر اجزا ہاتھ آتے ہیں؟ جو کچھ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ پیدا ہو کر فرعون کے گھر پرورش پاتے ہیں، جوان ہو کر فرعونیوں کے مظالم کے خلاف بنی اسرائیل کی ایک دو موقعوں پر مدد کرتے ہیں، پھر مصر سے بھاگ کر مدین آتے ہیں یہاں شادی ہوتی ہے اور معتد بہ زمانہ تک یہاں زندگی بسر کر کے مصر واپس جاتے ہیں۔ راہ میں نبوت سے سرفراز ہوتے ہیں فرعون کے پاس پہنچتے ہیں، معجزات دکھاتے ہیں اور بنی اسرائیل کو مصر سے لے جانے کی رخصت چاہتے ہیں، رخصت نہیں ملتی بالآخر غفلت میں مع اپنی قوم کے نکل جاتے ہیں، خدا کے حکم سے سمندر میں ان کو راہ مل جاتی ہے، فرعون غرق ہو جاتا ہے اور وہ اپنی قوم کو لے کر عرب اور شام کو چلے جاتے ہیں، کافر باشندوں سے لڑائیاں پیش آتی ہیں اسی حالت میں جب وہ بہت بوڑھے ہو جاتے ہیں تو ایک پہاڑی پر ان کی وفات ہو جاتی ہے۔

ان واقعات کو جانے دیجئے یہ تو شخصی حالات ہیں جو ہر شخص کی زندگی میں الگ الگ پیش آتے ہیں انسان کو اپنی سوسائٹی کے عملی نمونہ کے لیے جن اجزاء کی ضرورت ہے وہ اخلاق و عادات اور زندگانی کے طور طریق ہیں اور یہی اجزا حضرت موسیٰ کی پیغمبرانہ سوانح عمری سے گم ہیں۔ ورنہ عام جزوی حالات یعنی اشخاص کے نام و نسب، مقامات کے پتے، مردم شماریاں اور قانونی قال و اقوال بہت کچھ تورات میں مذکور ہیں مگر یہ معلومات خواہ جغرافیہ، کرانولوجی، نسب ناموں اور قانون دانی کے لئے کسی قدر ضروری کیوں نہ ہوں مگر عملی حیثیت سے بالکل بے کار اور اجزائے سوانح کی کاملیت سے معرا ہیں۔

اسلام سے سب سے زیادہ قریب العہد پیغمبر حضرت عیسیٰ ہیں جن کے پیرو آج یورپین مردم شماری کے مطابق تمام دوسرے مذاہب کے پیروؤں سے زیادہ ہیں مگر یہ سن کر آپ کو حیرت ہوگی کہ اسی مذہب کے پیغمبر کی زندگی کے اجزا تمام دوسرے مذاہب کے بانیوں اور پیغمبروں کے سوانح سے سب سے زیادہ کم معلوم ہیں۔ آج عیسائی یورپ کے تاریخی ذوق کا یہ حال ہے کہ وہ بابل و اسیریا، عرب و شام، مصر و افریقہ، ہندوستان و ترکستان کے ہزارہا برس کے واقعات کتابوں اور کتبوں کو پڑھ کر اور کھنڈروں اور پہاڑوں اور زمین کے طبقوں کو کھود کر منظر عام پر لا رہا ہے اور دنیا کی تاریخ کے گمشدہ اوراق از سر نو ترتیب دے رہا ہے مگر اسکا مسیحائی معجزہ جس چیز کو زندہ نہیں کر سکتا وہ حضرت عیسیٰ کی زندگی کے مدفون واقعات ہی ہیں۔ پروفیسر رینان نے کیا کیا نہ کیا مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات زندگی کو نہ ملنا تھے نہ مل سکے۔ انجیل کے بیان کے مطابق حضرت عیسیٰ کی زندگی 33 برس کی تھی موجودہ انجیلوں کی روایتیں اولاً تو نامعتبر ہیں اور جو کچھ ہیں بھی وہ صرف ان کے آخری تین سالوں کی زندگی پر مشتمل ہیں ہم کو ان کی تاریخ زندگی کے صرف یہ حصے معلوم ہیں۔ وہ پیدا ہوئے اور پیدائش کے بعد مصر لائے گئے۔ لڑکپن میں ایک دو معجزے دکھائے اور اس کے بعد وہ غائب ہو جاتے ہیں اور پھر یک بیک تیس برس کی عمر میں بپتسمہ دیتے اور پہاڑوں اور دریاؤں کے کنارے ماہی گیروں کو وعظ کہتے نظر آتے ہیں، چند شاگرد پیدا ہوتے ہیں، یہودیوں سے چند مناظرے ہوتے ہیں، یہودی ان کو پکڑوا دیتے ہیں، رومی گورنر کی عدالت میں مقدمہ پیش ہوتا ہے۔ تیس برس اور کم از کم 25 برس کا زمانہ کہاں گزرا اور کیونکر گزرا؟ دنیا اس سے ناواقف ہے اور رہے گی۔

کسی سیرت کے عملی نمونہ بننے کے لیے تیسری ضروری شرط "جامعیت" ہے۔ جامعیت سے مقصود یہ ہے کہ مختلف طبقات انسانی کو اپنی ہدایت اور روشنی کے لئے جن نمونوں کی ضرورت ہوتی ہے یا ہر فرد انسان کو اپنے مختلف، تعلقات و روابط اور فرائض و واجبات کو ادا کرنے کیلئے جن نمونوں اور مثالوں کی حاجت ہوتی ہے وہ سب اس "آئیڈیل زندگی" کے آئینہ میں موجود ہوں، اس نقطہ نگاہ سے بھی

کسی انسانی سیرت کے دائمی نمونہ بننے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے صحیفہ حیات کے تمام حصے ہماری نگاہوں کے سامنے ہوں، کوئی واقعہ پردہ راز اور ناواقفیت کی تاریکی میں گم نہ ہو۔ بلکہ اس کے تمام سوانح اور حالات روز روشن کی طرح سے دنیا کے سامنے ہوں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ اس کی سیرت کہاں تک انسانی سوسائٹی کے لیے ایک آئیڈیل زندگی کی صلاحیت رکھتی ہے

دیکھیے تو معلوم ہوگا کہ سوائے خاتم الانبیاء علیہ السلام کے کوئی دوسری شخصیت اس معیار پر پوری نہیں اترتی۔ مذہب کیا چیز ہے؟ خدا اور بندوں اور باہم بندوں کے متعلق جو واجبات اور فرائض ہیں ان کو تسلیم کرنا اور ادا کرنا، دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا نام ہے۔ اس لئے ہر مذہب کے پیروؤں کا فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے بانیوں اور پیغمبروں کی سیرتوں میں ان حقوق، فرائض اور واجبات کی تفصیلات تلاش کریں اور ان کے مطابق اپنی زندگی کو اس قالب میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں حیثیتوں سے جب آپ تفصیلات ڈھونڈیں گے تو وہ آپ کو پیغمبر اسلام کے سوا کہیں نہیں ملیں گی۔

مذاہب دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جن میں خدا تسلیم ہی نہیں کیا گیا ہے جیسا کہ بدھ اور جین مذہب کے متعلق کہا جاتا ہے، اس لئے ان مذہبوں میں تو خدا اس کی ذات، صفات اور دیگر حقوق الٰہی کا پتہ ہی نہیں اور اس لئے ان کے بانیوں میں محبت الٰہی اور خلوص، توحید پرستی کی تلاش ہی بیکار ہے۔ دوسرے وہ مذاہب ہیں جنہوں نے خدا کو کسی نہ کسی رنگ میں مانا اور تسلیم کیا ہے ان مذہبوں اور رہبانیوں کی زندگیوں میں بھی خدا طلبی کے واقعات مفقود ہیں۔ خدا کے متعلق ہم کو کیا کیا اعتقاد رکھنے چاہئیں اور ان کے کیا اعتقادات تھے؟ اور ان اعتقادات پر ان کو عملاً کس حد تک یقین تھا اس کی تفصیل سے ان کی سیرتیں خالی ہیں۔

اب حقوق العباد کی حیثیت کو لیجئے تو اس سے بھی حضرت خاتم النبیین صلعم کے سوا تمام دیگر انبیاء علیہم السلام اور بانیان مذاہب کی سیرتیں خالی ہیں۔ بدھ نے اپنے تمام اہل و عیال اور خاندان کو چھوڑ کر جنگل کا راستہ لیا اور پھر کبھی اپنی پیاری بیوی سے جس سے اس کو بے حد پیار محبت تھی اور اپنے اکلوتے بیٹے سے کوئی تعلق نہ رکھا، دوستوں کے جھرمٹ سے علیحدہ ہو گیا۔ حکومت اور سلطنت کے بار گراں سے سبکدوشی حاصل کی اور نروان یا موت کے حصول کو انسانی زندگی کا آخری مقصد قرار دیا۔ ان حالات میں کیا کوئی انسان یہ سمجھ سکتا ہے کہ اس دنیا کے بسنے والوں کے لئے جن میں حکومت اور رعیت، شاہ گدا، آقا اور نوکر، باپ بیٹے، بھائی بہن اور دوست احباب کے تعلقات ہیں، بدھ کی سیرت کچھ کار آمد ہو سکتی ہے کیا بدھ کی زندگی میں کوئی ایسی جامعیت ہے جو تارک الدنیا بھکشوؤں اور کاروباری انسانوں، دونوں کے لئے قابل تقلید ہو؟ اس لئے اس کی زندگی کبھی اس کے ماننے والوں کاروباریوں کے لئے قابل تقلید نہ بنی، ورنہ چین، جاپان، سیام و انام، تبت و برما کی تمام سلطنتیں، تجارتیں، صناعیاں اور دیگر کاروباری مشاغل فوراً بند ہو جاتے اور بجائے آباد شہریوں کے صرف سنسان جنگلوں کا وجود رہ جاتا۔

حضرت موسیٰ کی زندگی کا ایک ہی پہلو نہایت واضح ہے اور وہ جنگ اور سپہ سالاری کا پہلو ہے۔ ورنہ اس کے علاوہ ان کی سیرت کی پیروی کرنے والوں کیلئے دنیاوی حقوق، واجبات، فرائض اور ذمہ داریوں کا کوئی نمونہ موجود نہیں ہے میاں بیوی، باپ بیٹے، بھائی بھائی، دوست و احباب کے متعلق ان کا کیا طرز عمل تھا؟ صلح کے فرائض میں ان کا کیا دستور تھا؟ اپنے مال و دولت کو کن مفید کاموں میں انہوں نے لگایا، بیماروں، یتیموں، مسافروں اور عزیزوں کے ساتھ ان کا کیا برتاؤ تھا؟ اور ان کے ماننے والے ان امور میں ان کی زندگی کی مثالوں سے کیونکر فائدہ اٹھائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بیوی رکھتے تھے، بچے رکھتے تھے، بھائی رکھتے تھے، دوسرے اعزہ اور متعلقین رکھتے تھے اور ہمارا اعتقاد ہے کہ ان کا پیغمبرانہ طرز عمل یقیناً ہر حرف گیری سے پاک ہوگا مگر انکی موجودہ سیرت کی کتابوں میں ہم کو یہ ابواب نہیں ملتے۔

حضرت عیسیٰ کی زندگی کے واقعات، عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ ان کا تعلق طرز عمل سلوک اور برتاؤ ظاہر نہیں کرتے حالانکہ دنیا انہی تعلقات سے آباد رہی ہے اور رہے گی۔ مذہب کا بڑا حصہ انہی متعلقہ ذمہ داریوں کے ادا کرنے کا نام ہے۔ علاوہ ازیں حضرت عیسیٰ نے محکومی کی زندگی بسر کی اس لئے انکی سیرت تمام حاکمانہ فرائض کی مثالوں سے خالی ہے۔

"آئیڈیل لائف" کا سب سے آخری معیار عملیت ہے عملیت سے یہ مقصود ہے کہ شارع دین اور بانی مذہب جس تعلیم کو پیش کر رہا ہو خود اس کا ذاتی عمل اس کی مثال اور نمونہ ہو اور خود اس کے عمل نے اس کی تعلیم کو عملی یعنی عمل کے قابل ثابت کیا ہو۔

خوش کن سے خوش کن فلسفہ دلچسپ نظریہ اور خوش آئند سے خوش اقوال ہر وقت شخص پیش کر سکتا ہے لیکن جو چیز ہر شخص ہر وقت پیش نہیں کر سکتا وہ عمل ہے انسانی سیرت کے بہتر اور کامل ہونے کی دلیل اس کے نیک اور معصوم اقوام خیالات اور اخلاقی و فلسفیانہ نظریئے نہیں بلکہ اس کے کارنامے اور ہیں۔ اگر یہ معیار قائم نہ کیا جائے تو اچھے اور برے کی تمیز اٹھ جائے اور دنیا صرف بات بنانے والوں کی مسکن رہ جائے۔ اب مجھے پوچھنے دیجئے کہ لاکھوں شارعین اور ہزاروں بانیان مذاہب میں سے کون اپنی عملی سیرت کو اس ترازو پر تلوانے کے لئے آگے بڑھ سکتا ہے؟

غور فرمائیے! نیکیاں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک سلبی اور ایک ایجابی، مثلاً آپ پہاڑ کے ایک کھوہ میں جا کر عمر بھر کے لئے بیٹھ گئے تو صرف یہ کہنا صحیح ہوگا کہ بدیوں اور برائیوں سے آپ نے پرہیز کیا یعنی آپ نے کوئی کام ایسا نہ کیا جو آپ کے لئے قابل اعتراض ہو مگر یہ سو سلبی تعریف ہوئی ایجابی پہلو آپ کا کیا ہے؟ کیا آپ نے غریبوں کی مدد کی محتاجوں کو کھانا کھلایا کمزوروں کی حمایت کی ظالموں کے مقابلے میں حق گوئی سے کام لیا؟ گرتوں کو سنبھالا؟ گمراہی کو راستہ دکھایا، عفو کرم سخا، مہمان نوازی حق گوئی رحم حق کی نصرت کے لئے جوش جدوجہد مجاہدہ ادائے فرض ذمہ داریوں کی بجا آوری، غرض تمام وہ اخلاق جن کا تعلق عمل سے ہے وہ صرف سلب فعل اور عدم عمل سے نیکیاں نہیں بن جائیں گی۔

نیکیاں صرف سلبی ہی پہلو نہیں رکھتیں زیادہ تر ایجابی اور عملی پہلو پر ان کا مدار ہوتا ہے اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس سیرت کا عملی حصہ سامنے نہ ہو اس کو "آئیڈیل لائف" اور قابل تقلید زندگی کا خطاب نہیں دیا جا سکتا کہ انسان اس کی کس چیز کی نقل کرے گا؟ اور کس عمل سے سبق حاصل کرے گا؟ ہم کو تو صلح و جنگ، فقر و دولت، ازدواج و تجرد، تعلقات خداوندی اور تعلقات عباد، حاکمیت و محومیت، سکون و غضب جلوت و خلوت غرض زندگی کے ہر پہلو کے متعلق عملی مثال چاہئے دنیا کا بیشتر بلکہ تمام تر حصہ انہی مشکلات اور تعلقات میں الجھا ہوا ہے اس لئے لوگوں کو انہی مشکلات کے حل کرنے اور انہی تعلقات کو بوجہ احسن انجام دینے کے لئے عملی مشکلات کی ضرورت ہے قولی نہیں بلکہ عملی لیکن یہ کہنا شاعری نہیں اور خطابت نہیں بلکہ تاریخی واقعہ ہے کہ اس معیار پر بھی سیرت محمدی ﷺ کے سوا کوئی دوسری سیرت پوری نہیں اتر سکتی۔

میں نے جو کچھ کہا ہے اس کو اچھی طرح سمجھ لیجئے۔ میں یہ کہنا اور دکھانا چاہتا ہوں کہ "آئیڈل لائف" اور نمونہ تقلید بننے کے لئے جو حیات انسانی منتخب کی جائے۔ ضرورت ہے کہ اس کی اپنی سیرت کے موجودہ نقشہ میں یہ چار باتیں پائی جائیں، یعنی تاریخیت، جامعیت، کاملیت اور عملیت، میرا یہ مقصد نہیں کہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی زندگیاں ان کے عہد یا زمانہ میں ان خصوصیات سے خالی تھیں بلکہ یہ مقصد ہے کہ ان کی سیرتیں جو ان کے بعد عام انسانوں تک پہنچیں یا جو آج موجود ہیں وہ ان خصوصیات سے خالی ہیں اور ایسا ہونا مصلحت الٰہی کے مطابق تھا تاکہ یہ ثابت ہو سکے کہ وہ انبیاء محدود زمانہ اور متعین قوموں کے لئے تھے۔ اس لئے ان کی سیرتوں کو دوسری قوموں اور آئندہ زمانہ تک محفوظ رہنے کی ضرورت نہ تھی صرف محمد رسول اللہ صلعم تمام دنیا کی قوموں کے لئے اور قیامت تک کے لئے نمونہ کامل اور قابل تقلید بنا کر بھیجے گئے تھے اس لئے آپ ﷺ کی سیرت کو ہر حیثیت سے مکمل، دائمی اور ہمیشہ کے لئے محفوظ رہنے کی ضرورت تھی۔

منشورِ انسانیت
(خطبہ حجۃ الوداع)

مولانا مجیب الرحمٰن انقلابی

مؤرخین اسلام نے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے اس سنہری گوشہ کو بھی "عالم آشکار" کیا ہے جب آپؐ سوا لاکھ کے قریب صحابہ کرامؓ کے مجمع عام میں حجۃ الوداع کے موقع پر خطاب فرما رہے تھے کہ لوگو! آج انتقامی جذبات کے شعلے ختم ہو رہے ہیں' انتقامی خون باطل کر دیا گیا' آپؐ نے ترغیب دیتے ہوئے فرمایا کہ لوگو! ایک دوسرے کے قاتلوں کو معاف کر دو اس کی ابتدا میں اپنے بھتیجے ربیعہ بن حارث کے خون کو معاف کر کے کر رہا ہوں۔

لوگو! اللہ ایک ہے کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ' لوگو! اللہ سے ڈرو...... لوگو! سنو تمہارے تمہارے خون' تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح آج کے دن' آج کے مہینے اور شہر کی حرمت ہے...... لوگو! جس چیز کو خدا نے حلال کیا وہ حلال ہے' جس چیز کو حرام کیا وہ حرام ہے' لوگو! تمہاری عورتوں کا تم پر حق ہے اور ان کیلئے حق ہے کہ وہ تمہاری عزت سے نہ کھیلیں' عورتوں کو خیانت کرنے پر سزا دے سکتے ہو' اگر عورتیں (بیویاں) تابعدار ہو جائیں تو انہیں اچھا کھلاؤ' اچھا پہناؤ' میں عورتوں

آپؐ نے فرمایا "لوگو! تمہارا رب ایک' تمہارا باپ ایک' تم سب آدمؑ سے ہو اور آدم مٹی سے' اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے اچھا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے"

کے متعلق تم کو بھلائی کی تاکید کرتا ہوں...... لوگو! تمہارا رب ایک' تمہارا باپ ایک' تم سب آدمؑ سے ہو اور آدم مٹی سے' اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے اچھا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے...... کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر' اور کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی برتری و فضیلت حاصل نہیں مگر پرہیزگاری کے ساتھ......

آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ لوگو! جاہلیت کے سود مٹائے جاتے ہیں' زمانہ جاہلیت کے آثار ختم کئے جاتے ہیں' لوگو! جاہلیت کے سودی لین دین اور کاروبار آج ختم کئے جاتے ہیں' لوگو! جاہلیت کے سودی لین دین اور کاروبار آج ختم کئے جاتے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنے چچا عباسؓ کا سودی بیوپار توڑتا ہوں...... لوگو! قتل عمد پر قصاص ہے...... لوگو! نہ میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ کوئی نئی امت پیدا ہونے والی ہے' اچھی طرح سن لو' اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور پنجگانہ نماز ادا کرو' سال بھر میں ایک مہینہ رمضان کے روزے رکھو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہایت فراخ حوصلگی کے ساتھ دیا کرو' خانہ خدا کا حج بجا لاؤ...... جس کی جزا ہے کہ تم اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو گے...... رحمۃ اللعالمینؐ نے اپنے جانثار صحابہ کرامؓ سے دریافت فرمایا کہ لوگو! قیامت کے روز تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا تو تم کیا کہو گے؟ صحابہ کرامؓ نے بیک آواز عرض کیا کہ اللہ کے رسولؐ ہم گواہی دیتے ہیں آپؐ نے خدا تعالیٰ کا پیغام صرف پہنچایا ہی نہیں بلکہ پہنچانے کا حق ادا کر دیا ہے۔

اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی انگشت شہادت کو اٹھایا...... آپؐ آسمان کی طرف اپنی انگشت مبارک کو اٹھاتے تھے اور پھر لوگوں کی طرف جھکاتے تھے اور فرماتے تھے کہ یا اللہ! سن لے تیرے بندے کیا کہہ رہے ہیں؟ یا اللہ! گواہ رہیو کہ یہ لوگ کیا گواہی دے رہے ہیں' یا اللہ! شاہد رہیو کہ یہ سب کیا صاف اقرار کر رہے ہیں...... پھر آپؐ نے فرمایا کہ حاضرین میری باتوں کو غیر حاضرین تک پہنچا دیں۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ

عرب کی غیر مہذب قوم آپؐ کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہو کر دنیا کی امام بن گئی

اللہ کریم نے اپنی مخلوق کی ہدایت و رہنمائی کے لئے انبیائے کرام اور رسل عظام کو مختلف زمانوں اور مختلف اقوام کیلئے مبعوث فرمایا، جنہوں نے مخلوقِ خدا کو جادۂ حق پر گامزن کرنے کے لئے اپنے فرائض منصبی بحسن وخوبی سرانجام دیئے اور سب سے آخر میں حضور ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین بن کر اس جہانِ رنگ و بو میں رونق افروز ہوئے۔ آپ کسی خاص قوم یا زمانے کیلئے نبی بن کر تشریف نہیں لائے، بلکہ رب ذوالجلال نے آپ کو قیامت تک کے لیے راہِ ہدایت کی طرف نشاندہی کرنے والا بنا کر مبعوث فرمایا اور آپؐ سارے جہانوں کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے۔ ارشاد ربانی ہے: وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین۔ (اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کے لئے) اس سے پتہ چلتا ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ سرورِ کائناتؐ کی رحمت سے مستفید ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ علامہ آلوسیؒ رقم طراز ہیں کہ حضور ﷺ کا تمام کائنات کے لئے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ تمام ممکنات کو ان کی استعداد کے مطابق آپ کے واسطے سے ہی فیض الٰہی ملتا ہے۔

اسی لئے آپ کا نور تمام مخلوقات سے پہلے پیدا فرمایا گیا اور حدیث شریف میں ہے کہ "اے جابرؓ! سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبیؐ کے نور کو پیدا فرمایا" گویا تخلیق کے اعتبار سے آپ اوّل ٹھہرے اور بعثت کے اعتبار سے آخر۔ مفسرین کرام نے ہوالاوّل والآخر سے یہ معنی بھی مراد لئے ہیں اور علامہ محمد اقبالؒ نے بھی کہا ہے کہ

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر

تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اُس رحمۃ للعالمین پیغمبر کی آمد سے کائنات کی کایا پلٹ گئی اور انسانیت ایک نئے دور میں داخل ہو گئی۔ آپ کی رحمۃ للعالمینی کا یہ پہلو نہایت واضح اور دلکش ہے کہ عرب کی غیر مہذب قوم آپؐ کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہو کر دنیا کی امام بن گئی۔ آپؐ نے دنیا کو امن و آشتی کا پیغام دیا، جان کے دشمنوں اور خون کے پیاسوں کے درمیان رشتۂ اخوت ومحبت قائم کر دیا اور راہِ ضلالت پر چلنے والے کارواں کے امیروں کی دنیائے دل کو یکسر تبدیل کر کے راہِ ہدایت پر گامزن افراد کا سالار بنا دیا۔

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے آپؐ کی رحمۃ للعالمینی کا ایک حسین پہلو یہ بھی ہے کہ آپؐ تمام بنی نوع انسان کے لئے سرچشمۂ ہدایت ہیں۔ آپؐ کی ذات پاک میں معاشرے کے ہر طبقے کے افراد کے لئے حسین نمونہ موجود ہے اور اس معاملے میں آپؐ تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے ممتاز ہیں کہ آپ کو تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے خصائلِ محمودہ وصفاتِ عالیہ کا جامع بنا کر مبعوث فرمایا گیا۔

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری

ارشاد ربانی ہے: وانک لعلیٰ خلق عظیم (اور بیشک آپؐ عظیم الشان خُلق کے مالک ہیں) اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے آپؐ کے اخلاق کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا "کان خلقہ القرآن۔۔۔۔۔کہ آپ کا اخلاق قرآن کریم ہے" یعنی آپ قرآن پاک کی عملی تفسیر اور ہدایت آسمانی کا پیکر بن کر دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے لئے آپ کی مبارک زندگی میں قابلِ تقلید نمونہ نہ پایا جاتا ہو۔ اسی حقیقت کو قرآن کریم نے یوں آشکار کیا کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ (تحقیق تمہارے لئے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے)

اس آیت کریمہ سے سرورِ کائناتؐ کی شان رحمۃ للعالمینی کا ایک اور پہلو سامنے آتا ہے کہ آپؐ نے دنیا کے دوسرے رہنماؤں اور مصلحین کی طرح صرف اصلاحی نظریات پیش نہیں کئے بلکہ اپنے نظریات کا ایک عملی نمونہ اُمت کے سامنے پیش کیا۔

مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ یہ آیت اپنے الفاظ کے اعتبار سے عام ہے اور اسے کسی ایک شعبۂ زندگی کے ساتھ خاص نہیں کیا جا سکتا بلکہ نوع انسانی کا ہر ہر فرد آپؐ کی پیروی سے اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو حسین سے حسین تر بنا سکتا ہے۔ رحمت و رأفت، امن و آشتی، عفوودرگزر، تحمل و بردباری، حُسنِ تدبر و حُسنِ سلوک جیسی ساری صفاتِ عالیہ کی کرنیں خورشیدِ رسالت سے ہی حاصل کی جا سکتی ہیں لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ اُمتِ مسلمہ کے افراد اس چشمۂ فیض سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور اغیار کی طرف للچائی ہوئی اور حسرت بھری نگاہوں سے دیکھنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے اغیار کو اسلامی نظریات پر حملہ کرنے کی جسارت ہوئی اور وہ اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ ایسی صورتِ حال میں اہل اسلام کی ذمہ داری ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی محبت واطاعت کے سانچے میں اپنی زندگیوں کو ڈھال کر دنیا کے سامنے اسلام کی حقیقی



پیر سید غلام معین الحق گیلانی

تصویر پیش کریں۔ اُنہیں بتائیں کہ اسلام دین امن وسلامتی ہے اور پیغمبرِ اسلامؐ رحمۃ للعالمین ہیں، جنہوں نے فتح مکہ کے وقت اپنے ازلی دشمنوں کو لاتثریب علیکم الیوم فرما کر عفوودرگزر کی ایک عظیم تاریخ رقم فرما دی۔

تمام عالم اسلام بالخصوص اہل پاکستان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کیونکہ یہ ملک کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی نظریاتی اساس پر معرض وجود میں آیا۔ اور یہ فریضہ صرف اُسی صورت میں سرانجام دیا جا سکتا ہے جب اپنے قلوب واذہان کو عشق مصطفیٰ ﷺ سے منور ومعطر کیا جائے اور آپ کی اتباع سے اپنے من کی دنیا کو مزین کیا جائے اور اپنے اسلاف کی پاک زندگیوں سے استفادہ کیا جائے۔ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اولیائے کاملین نے اسی چیز کا درس دیا اور صوفیائے کرم کی ساری زندگی اسی جدوجہد میں گزری۔

آج اُمت مسلمہ صوفیائے کرام کی تعلیمات سے دور ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہر طرف بدامنی، انتہا پسندی، افراتفری اور انتشار کا بازار گرم ہے۔ یہ ایک ابدی حقیقت ہے کہ اُسوۂ حسنہ قرآن کریم کی عملی تفسیر ہے اور صوفیائے کرام اُسوۂ حسنہ کی چلتی پھرتی تصویریں ہیں۔ تمام سلاسل طریقت کے اکابر مشائخ کرام نے اپنے حُسن کردار وعمل سے لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کیا اور اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اسلام تلوار سے نہیں بلکہ قوتِ کردار سے پھیلا ہے۔

حکومتِ پاکستان کو اس سلسلے میں واضح حکمتِ عملی سے اہل عالم کے سامنے اسلام کا حقیقی تشخص اجاگر کرنے کے لئے فعاّل کردار ادا کرنا چاہئے اور سالِ رواں کو سیرتِ طیبہ کے فروغ کے لئے سرکاری سطح پر منایا جانا چاہیے۔ ملکی و بین الاقوامی سطح پر اُسوۂ حسنہ کے عنوان سے سیمینار منعقد کروائے جائیں اور حضور خاتم النبیین ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات کی اشاعت کی جائے تا کہ ان پر عمل پیرا ہو کر امت مسلمہ اقوامِ عالم میں اپنا مقام پیدا کر سکے اور پرچم اسلام کے سامنے دنیا کے تمام اقوام و مذاہب کے اعلام سرنگوں ہو جائیں۔

یہی ہے آرزو تعلیم قرآں عام ہو جائے

اس سلسلے میں تمام مشائخ عظام، علمائے کرام، اہل دانش، سیاسی قائدین' سول سوسائٹی' ذرائع ابلاغ اور معاشرے کے ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد کو اپنا اپنا کردار ادا کرنا چاہئے تا کہ اس فرقہ واریت، انتشار، بدامنی اور تعصب کا خاتمہ ہو اور تحمل، بردباری، احترامِ آدمیت اور اعتدال پسندی کی فضا تشکیل پا سکے۔ یہ سب اُسی صورت میں ممکن ہے جب پیغمبرِ رحمت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت سے اپنے آپ کو اور اپنے قلوب واذہان کو منور کیا جائے اور آپ کی حیات بخش تعلیمات سے روشنی حاصل کی جائے۔

بمصطفیٰ ﷺ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اُوست

آپؐ کی سرمدی تعلیمات سے ہم بطور قوم تب ہی کما حقہٗ استفادہ کر سکتے ہیں کہ جب اسوۂ حسنہ اپنے تمام تر پہلوؤں سے ہمارے پیش نظر رہے۔ حقیقتاً اسی زادِ راہ کے ساتھ ہم سفر اختیار کر کے اسلامی فلاحی ریاست کی منزل کو پا سکتے ہیں۔

خلاف پیمبر کسے راہ گزید

ضرورت اس امر کی ہے کہ اسوۂ حسنہ کی روشنی میں پاکستان کو رول ماڈل بنانے کے لیے اربابِ اختیار اپنے لیے ضابطہ اخلاق متعین کریں اور حقوق العباد پورا کرنے کا فریضہ بااحسن ادا کریں۔ ایسی پالیسیاں بھی وضع کی جائیں جن پر نہ صرف اسلامی جمہوریہ پاکستان میں عمل درآمد ہو بلکہ دیگر اقوام کو بھی اسوۂ حسنہ کی افادیت سے روشناس کیا جائے۔ اسوۂ حسنہ کو نظریہ حیات سمجھتے' مانتے اور عمل کرتے ہوئے ہم پاکستان کو حقیقی اسلامی فلاحی ریاست کا تشخص دے پائیں گے۔ اس کاوش سے ہم ذاتِ محمد ﷺ سے وفا کر کے رضائے الٰہی اور لوح وقلم کے حصول کا خواب شرمندہ تعبیر کر سکتے ہیں۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

نعت

مرے کملی والے جیسا کوئی تھا نہ ہے نہ ہوگا
کبھی اُن سا خوب و یکتا کوئی تھا نہ ہے نہ ہوگا
وہ حبیب ہیں خدا کے وہ محبّ ہیں کبریا کے
کسی طور اُن سے بالا کوئی تھا نہ ہے نہ ہوگا
بخدا رُخِ پیمبرؐ ہے جمالِ حق کا مظہر
کہ ازل سے مثل اُن کا کوئی تھا نہ ہے نہ ہوگا
وہ جو بوریا نشیں تھا جسے فخر فقر پر تھا
کہیں ایسا شاہِ والا کوئی تھا نہ ہے نہ ہوگا
سہے ظلم جس نے پھر بھی نہ کسی کو بددعا دی
کبھی مہربان ایسا کوئی تھا نہ ہے نہ ہوگا
جسے اپنے گھر بلایا اُسے بے طلب نوازا
کہیں میزبان ایسا کوئی تھا نہ ہے نہ ہوگا
وہ غریب و بے نوا کا وہ یتیم و بیکساں کا
کبھی غمگسار اُن سا کوئی تھا نہ ہے نہ ہوگا
سرِ عرش ذات حق نے جسے اپنا قرب بخشا
کبھی ایسی شان والا کوئی تھا نہ ہے نہ ہوگا
ہے معینؔ غلام جن کا وہ ہیں بحر و بر کے والی
دو جہاں میں ایسا آقا کوئی تھا نہ ہے نہ ہوگا

کلام: پیر سیّد غلام معین الحق گیلانی
گولڑہ شریف

یقیناً تمہارے لئے رسولؐ کی سیرت میں حسین نمونہ ہے (الاحزاب 21)

رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

کی جمی جمائی قیادت اور بنے بنائے ماحول کا مقابلہ کرنا کوئی کھیل نہیں ہوتا

لوگ انسانیت کے اس نئے نمونے کو اچنبھے سے دیکھتے اور اسے ہر پہلو سے مختلف اور ممتاز پاتے

نعیم صدیقی

ایک ایسے معاشرہ کے درمیان جس کی نگاہوں میں کمانے اور کھانے پینے سے زیادہ اونچا کوئی مقصد نہ تھا جس کی ہر مجلس ایک میکدہ اور ایک قمار خانہ اور رقص گاہ تھی۔ جہاں شجاعت کا استعمال؛ دنگے فساد؛ قتل؛ انتقام در انتقام اور لوٹ مار کے علاوہ کچھ نہ تھا اور جہاں تمدن ایک ایسے جنگل میں بدل گیا تھا جس کے کچھاروں میں انسانی درندے دھاڑتے رہتے تھے اور شریف اور مسکین لوگ ان کے لئے سستے شکار بنے ہوئے تھے۔۔ وہاں جناب محمدؐ جب انسانیت کے ایک صالح قافلے کو جلو میں لئے ہوئے نمودار ہوئے تو اس کا وجود اول روز سے ماحول میں انتہائی نمایاں تھا۔ لوگ انسانیت کے اس نئے نمونے کو اچنبھے سے دیکھتے اور اسے ہر پہلو سے مختلف اور ممتاز پاتے۔ پھر اس کی پوری نشو و نما ان کی آنکھوں کے سامنے ہوئی اور اس کی تعلیم و تربیت کا سارا کام از اول تا آخر عوام الناس نے خوب اچھی طرح دیکھا۔

خواص اور عوام ہر صبح اور ہر شام دیکھتے تھے کہ کلمہ اسلام یکے بعد دیگرے اچھے اچھے افراد کو کھینچتا چلا جاتا ہے۔ یکایک دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر لوگ اٹھتے ہیں اور اپنے آپ کو اس انقلابی تحریک کے سپرد کر دیتے ہیں۔ وہی جو پہلے محمدؐ کے خلاف دانتوں اور ناخنوں تک کا زور صرف کر کے لڑ رہے ہوتے ہیں اچانک وہی سرافگندہ ہو جاتے ہیں جیسے کسی نے ان پر جادو کر دیا ہو پھر جو کوئی بھی کلمہ حق کو قبول کرتا ہے آناً فاناً اس کے ذہن و کردار میں خوشگوار تبدیلیاں آنے لگتی ہیں اس کی دوستیاں اور دشمنیاں بدل جاتی ہیں؛ اس کی عادات اور اس کے ذوق میں انقلاب آجاتا ہے۔ اس کے مشاغل نیا رنگ اختیار کر لیتے ہیں؛ اس کی پہلی دلچسپیاں ختم ہو جاتی ہیں اور نئی دلچسپیاں پیدا ہو جاتی ہیں پھر وہ معاً انتہائی فعال اور سرگرم شخصیت سے آراستہ ہو جاتا ہے اس میں ایک نئی طاقت ابھر آتی ہے۔ اس کی سوئی ہوئی صلاحیتیں جاگ اٹھتی ہیں اس کے ضمیر کا چراغ پوری لو دینے لگتا ہے؛ اس کا احساس انگڑائی لینے لگتا ہے اس کے تخیل کو نئے بال و پر مل جاتے ہیں۔ اس کے سینے میں حسن خلق کی کلیاں ایک ایک کر کے چٹکنے لگتی ہیں اور ان کی نکہت فضا میں پھیلتی ہے جو شخص کافر سے مسلم بنتا تھا اس کے اندر سے گویا بالکل ایک دوسرا آدمی نمودار ہو جاتا وہ خود بھی محسوس کرتا کہ میں اپنے ماحول سے کچھ مختلف اور بالکل نئی چیز ہوں اور ماحول بھی دیکھتا کہ وہ اب ویسا نہیں جیسا پہلے ہوا کرتا تھا۔ قاتل آتے اور انسانی جان کے محافظ بن جاتے؛ چور آتے اور امین بن جاتے؛ زانی آتے اور عفت و حیا کے پیکر بن جاتے؛ ڈاکو آتے اور صلح و آشتی کے معلم بن جاتے؛ کند ذہن آتے اور ان کے اندر سے اعلیٰ قابلیتوں کے سوتے اُبل پڑتے۔ ادنیٰ سماجی مرتبوں سے اٹھتے اور شرف کی بلندیوں کو چھو لیتے۔ جیسے یہ مٹی کے پتلے نہ ہوں بلکہ کسی دوسرے جوہر سے انہوں نے وجود پایا ہو۔

یہ خدا کے پرستار، رسولؐ کے دیوانے؛ شمع صداقت کے پروانے؛ نیکی کے نقیب؛ بھلائی کے داعی؛ بدی کے دشمن؛ ظلم کے مخالف۔۔ یہ رکوع و سجدہ میں قرار پانے والے؛ یہ قرآن پڑھتے ہوئے گریہ بے تاب میں کھو جانے والے؛ یہ دنوں کو مقصد کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والے اور راتوں کو اللہ سے لو لگانے والے؛ مسکینوں کا کھانا کھلانے والے؛ مسافروں کی خبر گیری کرنے والے؛ یتیموں اور بیواؤں کے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھنے والے؛ لہو و لعب سے بے تعلق تعیشات سے مجتنب؛ فضول بحثوں سے کنارہ کش؛ سنجیدگی و وقار کے پیکر؛ شائستگی و سلیقہ کے مجسمے۔۔ اور یہ محفل ہستی میں اجنبی بن جانے والے لوگ؛ یہ اپنی ہی بستیوں میں رہ کر غریب الوطن۔۔ آخر کیسے ممکن تھا کہ سارے عرب کی نگاہیں ان پر مرتکز نہ ہو جاتیں۔

یہ علمبر داران اسلام! جو بغیر کسی لوٹ کے ایک مشن کی خدمت میں ہمہ تن محو تھے کسی معاوضے کے بغیر تحریک کے ہمہ وقتی کارکن تھے اور دنیا کی بھلائی کے لئے اپنے مفاد کو بالکل بالائے طاق ڈالے ہوئے تھے۔ یہ اپنے مقدس نصب العین کے لئے دماغوں کی کاوشیں؛ جسموں کی طاقتیں؛ جیبوں کے مال اور وقت آنے پر اپنی اور اپنے بچوں کی جانیں تک صرف کرنے والے لوگ تھے۔ نہ ان کو معاش کی فکر تھی نہ تن بدن کا ہوش تھا؛ نہ راتوں کی نیند کا خیال نہ بیوی بچوں میں مگن رہنے کی مہلت؛ نہ کھیل تماشوں سے دل بہلانے کی فرصت بلکہ ان کا پیشہ تھا تو وہی مشغلہ تھا تو وہی؛ تفریح تھی تو وہی اور ذریعہ آرام و سکون تھا تو سچائی کا بول بالا ہوا۔ انہوں نے ہنستے مسکراتے مخالفوں کی گالیاں سنیں بہادرانہ شان سے جبر کے وار سہے؛ خوشی خوشی فاقے کاٹے۔ روحانی مسرت کے ساتھ وطن چھوڑے؛ صبر کے موقع پر انتہا درجہ کا صبر دکھایا اور مقابلہ کرنے کا وقت آیا تو مضبوط ہاتھوں سے مقابلہ کیا؛ احد احد کہتے تپتی ریت پر لوٹ گئے؛ وجد آفرین شعر پڑھتے پڑھتے سولیوں پر لٹک گئے؛ گھائل ہو کر گرے تو مائل پرواز روح جھوم کر پکار اٹھی "رب کعبہ کی قسم! میں مراد پا گیا۔۔ یہ کردار ہو اور پھر بھی دنیا سرنگوں نہ ہو جائے۔

اس مسلم کردار نے ہر موقع پر ایسی زریں مثالیں قائم کیں کہ زندگی کی پیشانی ان کے نور سے یوم آخر تک جگمگاتی رہے گی۔ اس کردار کے مربی نے مقتل سے روانہ ہوتے ہوئے اپنے قاتلوں کی امانتوں کی واپسی کا اہتمام کیا۔ اس کردار نے زنا کا جرم سرزد ہو جانے پر بطور خود پیش ہو کر اقرار جرم کیا اور اسلامی عدالت سے باصرار انتہائی سنگین سزائے موت اپنے لئے قبول کی تاکہ وہ خدا کے حضور میں پاک ہو کر پیش ہو سکے۔ اس کردار کو قبول اسلام کے چند ہی منٹ بعد جب ایک پیکر حسن نے دعوت عیش دی تو اس نے یہ کہہ کر ٹھکرا

عید میلاد النبیؐ

رات جو پر کیف تھی تو دن ہے کتنا پرضیا
حور و غلماں کہہ رہے ہیں مرحبا، صد مرحبا
آج ہے میلادِ پیغمبرؐ کی صبح جاں فزا
گنگناتی ہیں فضائیں نغمۂ صلِ علیٰ
آج کے دن آمنہؓ کی گود میں چمکا وہ نور
کفر کی تاریکیوں کا جس سے سینہ شق ہوا
غنچۂ خاطر کہ وہ کے کھلائے جائیں گے
کہہ گئی طیبہ سے چل کر کان میں بادِ صبا
آج کے دن دہر میں تشریف لایا وہ رسولؐ
نوعِ انسانی کو جو دکھلا گیا راہِ ہدا
آج آیا دست گیری کے لئے ایسا کریمؐ
ایک صف میں بندہ و آقا دیئے جس نے بٹھا
گنجِ رحمت بانٹنے آیا ہے آج ایسا حلیمؐ
جس کے گھر میں بارہا چولہا نہیں روشن ہوا
آج آیا وہ مساوات و اخوت کا رسولؐ
فرق جس نے کالے گورے کا مٹا کر رکھ دیا
آج آ پہنچا وہ دانائے سبلؐ، آقائے کلؐ
دیکھتا تھا ہاتھ بیٹی کا جو چھالوں سے بھرا
آج آیا وہ محمدؐ مصطفیٰ، ختم الرسلؐ
جس کے زہد و بندگی کی یاد ہے غارِ حرا
ساری دنیا جس کے جلووں سے منور ہو گئی
آج پیدا ہو گیا مکہ میں وہ کشور کشا
ہے ولادت لشکرِ اسلام کے سالار کی
کفر کی طاقت کو جس نے پارہ پارہ کر دیا
اس شہہ دیںؐ نے کیا آج ارضِ مکہ میں ظہور
تخت سے افضل نظر آتا ہے جس کا بوریا
آج آیا ہے جہاں میں صاحبِ معراجِ دیں
واسطے جس کے براق خوشنما مرکب بنا
آج وہ شب زندہ دار آیا وہ مزمل لقب
جس کو اکملت لکم کا تھا شرف بخشا گیا
آج ہے الیاس کو درپیش راہِ پرخطر
لغزشوں سے اے مرے آقاؐ اسے لینا بچا
آؤ سب بھیجیں رسولؐ پاک پر لاکھوں سلام
آؤ سب مل کر کہیں صلِ علیٰ، صلِ علیٰ

(جسٹس (ر) محمد الیاس)

دیا کہ اب میں خدا اور رسول کی نافرمانی نہیں کرسکتا۔ ایک جنگی سفر میں قبیلہ اُزد سے فوج کا گزر ہوا تو ایک مسلمان سپاہی نے ضرورتاً وہاں سے ایک لوٹا لے لیا لیکن یہ اس مسلم کردار کی شان تھی کہ بازپُرس کی اور فوراً لوٹا واپس کر دیا۔ ایسی صد ہا مثالیں نت نئی مثالیں جس انسانی ماحول میں نمودار ہوتی ہوں گی' اس پر تو ہر روز زلزلہ طاری ہوتا ہوگا۔

کیا دنیا ان کا ایثار دیکھ کر مبہوت نہ ہوتی ہوگی کہ انصار نے اپنے گھربار اور مال و منال آدھوں آدھ بانٹ کر مہاجرین کے سامنے رکھ دیئے؟ کیا عوام کے دل میں اس مساوات کا سماں دیکھ کر کھنچتے نہ ہوں گے کہ ادنیٰ ترین غلام خاندانی ہستیوں کے ساتھ اور غریب طبقوں کے افراد اہل ثروت کے ساتھ اور گھروں سے اجڑ کر آنے والے لوگ مدینہ کے مقامی باشندوں کے ساتھ صف واحد میں کھڑے ہیں۔ ہر ایک کو اہمیت حاصل ہے' ہر ایک کی عزت ہوتی ہے' ہر ایک کی رائے ہوتی ہے' ہر ایک کی رائے وزن رکھتی ہے اور ہر ایک کو ذمہ داریاں اٹھانے اور جوہر دکھانے کا موقع ملتا ہے۔ یہ ایک برادری ہے جس کے سارے افراد اچھے حالات میں شریک رہتے ہیں اور تکلیف اور مصیبت میں بھی حصہ دار بنتے ہیں۔ ان کے غم مشترک' ان کی مسرتیں مشترک' ان کا سوچنا مشترک اور ان کے اقدام مشترک! بھوک کا دور ہے تو اس میں سب سے بڑا حصہ دار سوسائٹی کا قائد ہے اور خوشحالی کا دور آتا ہے تو اس میں سب سے کم حصہ وہ اپنے لئے لیتا ہے۔ جاہلی تصورات کے مطابق اونچے اور نیچے خاندانوں کے درمیان شادی بیاہ کے تعلقات لوگوں کو حیرت میں ڈال دیتے ہوں گے۔ رسوم و رواج کی بوجھل بیڑیاں کاٹ کر سادہ معاشرت کا جو نہج نکالا گیا تھا اس کی طرف طبائع ازخود کھنچتی ہوں گی۔ کتنی محبت بھری زندگی تھی' کتنی ہلکی پھلکی' کتنی پُرامن اور کتنی اطمینان بخش! صحیح معنوں میں حیاتِ طیبہ!

پھر ماحول دیکھتا ہوگا کہ کیسی کیسی قابلیتیں ان لوگوں میں اُبھر رہی ہیں۔ سچائی کے کلمے کی گھٹا جب کبھی کسی مقام پر برس جاتی ہے تو دلوں اور دماغوں کی سرزمین سے ایسی روئیدگی ہوتی ہے کہ بنجر فضاؤں میں گل و لالہ کے تختے آراستہ ہو جاتے ہیں۔ سارا عرب اس جماعت کو دیکھ رہا ہوگا کہ جس میں بعض لوگ علوم میں ترقی کر رہے ہیں' بعض لوگ قانون میں ماہرانہ مقام حاصل کر رہے ہیں' بعض لوگ اچھے زراعت کار اور تاجر بن رہے ہیں' بعض لوگ اعلیٰ درجہ کے کمانڈر ثابت ہو رہے ہیں۔ بعض لوگ انتظامی مناصب کی ذمہ داریاں اٹھانے کے اہل بن رہے ہیں' کچھ سفارت کے فرائض انجام دیتے دکھائی دیتے ہیں غرضیکہ ہر آدمی کے اندر سے ایک نئی شخصیت رونما ہو کر برگ و بار لا رہی ہے۔

اس کردار کی تصویریں قرآن نے کھینچ کھینچ کر بار بار مخالفین کو بھی اور عوام کو یہ احساس دلایا کہ دیکھو انسانیت کا یہ نمونہ جو نظریہ حق کے نور سے بنتا ہے کتنا افضل ہے اور امن و سلامتی کا حصول اگر ممکن ہے تو اسی کے ذریعے ممکن ہے۔

چیلنج

آج بھی اسی طرح گونج رہا ہے

حضرت محمدؐ کی زندگی ضبطِ نفس' پاکیزگی اور صداقت کا نمونہ تھی۔ بچپن میں ہی لوگ آپؐ کی شخصیت سے اس قدر متاثر تھے کہ وہ آپ کو "الامین" پکارا کرتے تھے۔ آپؐ نے اپنی ضروریات کو اپنے خاندان کی ضروریات پر کبھی بھی مقدم نہ جانا۔ آپ کا خاندان تمام عرب بھر میں موقر اور معزز تھا جب بھی قریش آپؐ پر اعتراض کرتے اور مخالفت کرتے تھے تو آپؐ انہیں برملا کہا کرتے تھے۔

اے قریش! میری زندگی کا ایک ایک لمحہ تمہارے سامنے بسر ہوا ہے مجھے بتاؤ تو سہی کیا تم نے اس عرصہ میں مجھ میں کوئی بھی بُرائی دیکھی ہے؟

یہ چیلنج آج بھی اسی طرح مشرق و مغرب میں گونج رہا ہے اور حضورؐ کے بدترین دشمن کو بھی یہ جرأت نہیں ہوتی کہ وہ آپ کی زندگی کے کسی ایک واقعہ پر بھی حرف گیری کر سکے۔

کشمکش کی حالت بیک وقت دو بڑے اثرات رکھتی ہے' کشمکش میں پڑ کر کردار بنتے بھی ہیں اور کشمکش میں پڑ کر ہی کردار تباہ بھی ہوتے ہیں۔ تحریک اسلامی نے پورا پورا اہتمام کیا کہ مسلم کردار کشمکش میں پڑ کر اور نکھرے اور سنورے اور اچھی طرح پروان چڑھے۔ چنانچہ تلقین اور تربیت اور تزکیہ کے کڑے اہتمام کی وجہ سے مسلم کردار ترقی کرتا چلا گیا اور دوسری طرف جاہلی کردار کشمکش میں پڑ کر مسلسل پستی کی طرف لڑھکتا گیا اور آخرکار بالکل غارت ہو گیا۔ مسلم کردار کو بار بار صبر کا درس دیا گیا' اس میں برداشت کی قوت اور اپنے موقف پر جمے رہنے کی صلاحیت پیدا کی گئی۔ کبھی تائید کی گئی کہ اشتعال میں نہ آؤ کبھی نصیحت کی گئی کہ فرزندانِ جہالت سے نہ الجھو۔ کبھی ہمت بندھائی گئی کہ ڈھیلے نہ پڑو مایوسی کا شکار نہ ہو' کبھی سکھایا گیا کہ بُرائی کا جواب بھلائی سے دو اور زیادتیوں پر عفو و درگزر سے کام لو۔ کبھی تعلیم دی گئی کہ کسی گروہ کی دشمنی کے جذبے میں آ کر انصاف کی راہ سے نہ ہٹو' کبھی ہدایت دی گئی کہ دنیا پرستوں سے اصلاح کی امید نہ لگاؤ اور ان کے پیچھے پڑ کر اپنا وقت ضائع نہ کرو۔ کبھی ارشاد ہوا کہ مخالفین کی صف میں اہل جاہ و حشمت کو دیکھ کر ان کے ٹھاٹھ باٹھ سے ذرا بھی مرعوب نہ ہو اور کبھی سبق دیا گیا کہ نتائج تک پہنچنے کیلئے عاجلانہ ذہن سے کام نہ لو۔ ان کے ہر نفسیاتی اتار چڑھاؤ پر نگاہ رکھی گئی اور ساتھ کے ساتھ ان کو فلاح کی راہ سمجھائی جاتی رہی۔ خود سرورِ کائناتؐ نے اپنی جماعت کے ایک ایک فرد پر پوری طرح توجہ کی اور بہترین مواقع پر کبھی نصیحت سے' کبھی گرفت سے' کبھی زجر و توبیخ سے' کبھی ناراضی سے' کبھی اظہارِ خوشنودی سے کام لے لے کر مسلم کردار کو نشو و نما دی۔ جس میں جیسی صلاحیتیں دیکھیں اور مزاج کی جیسی ساخت پائی اس کو اسی کی ضروریات کے مطابق مشورے دیئے اور جس میں جس نوعیت کی کمزوری دیکھی اس کے سامنے دینِ حق کا ویسا ہی اخلاقی تقاضا بیان کیا۔ پھر اجتماعی عمل و اقدام کے دائرے میں مسلم جماعت نے جو

کچھ طرز عمل دکھایا' اس پر ہر اہم واقعہ کے بعد کڑی تنقید کی۔ بدر و اُحد کے معرکے ہوں یا صلح حدیبیہ کا معاملہ' تحویل قبلہ ہو یا واقعہ افک' ہر اہم تاریخی واقعے کے بعد ایک طرف مخالفین کا طرز عمل عوام کے سامنے رکھ دیا اور دوسری طرف اپنی جماعت کا بے لاگ محاسبہ کر کے ساری کمزوریاں سرعام واضح کیں اور ان کے انسداد کے لئے تدابیر بتائیں۔ دشمن کے حق میں اگر اپنے رفقا کوئی غلط اقدام کر بیٹھے تو اس پر پردہ ڈالنے اور اسے صحیح ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ دشمن کے سامنے غلطی کا اعتراف کیا۔ کوئی جان سہواً لی گئی تو اس کا خون بہا ادا کیا۔ واقعۂ نخلہ کے سلسلہ میں اپنے رفقا پر گرفت کی۔ حضرت خالد نے کلمہ پکارنے والوں کو غیر مخلص سمجھ کر سہواً قتل کر دیا تو ان کے فعل سے بریت اور بیزاری کا اظہار کیا۔ صورت واقعہ یہ نہ تھی کہ مسلم کردار (باستثنائے آنحضورؐ) معصوم عن الخطا تھا اور کسی سے کوئی سہو یا لغزش نہ ہوتی تھی نہ اسے اس حیثیت سے پیش ہی کیا گیا تھا بلکہ وہ اپنی مجموعی ساخت کے اعتبار سے پاکیزہ تھا اور اس میں قبول اصلاح کی استعداد اور نشوونما کی صلاحیت تھی وہ بحیثیت ایک کل کے جاہلی کردار سے بین طور پر فائق و افضل تھا اور برابر پیش قدمی کر رہا تھا۔

کسی بھی جمائی قیادت اور بنے بنائے ماحول کا مقابلہ کرنا کوئی کھیل نہیں ہوتا۔ یہ کام لمبے کام ہوتے ہیں ان میں بڑی مار کھانی پڑتی ہے اور بڑے ٹھنڈے جوش سے ان معرکوں کو سر کیا جا سکتا ہے۔ ماحول کی قوت آگے بڑھنے والوں کو کمر سے پکڑ پکڑ کر برابر کھینچتی رہتی ہے۔ اصلاح کرنے والوں کو از سرنو بگاڑ دینا چاہتی ہے ان کے دلوں میں نفوذ کے لئے رخنے تلاش کر کر کے کوشاں رہتی ہے کہ اپنے سے عقیدوں' اپنی سی رسموں اور اپنی سی عادات کو کسی طرح پھر ان میں گھسا دے اور کوئی راہ ذہنی مصالحت کی نکال کر پیش قدمی کرے۔ ناسازگار حالات میں بھی کشمکش جب قوتوں کو مضمحل کر دیتی ہے اور ہمتوں کو تھکا دیتی ہے تو بڑے بڑے مخلص لوگوں کے قدم پیچھے کھسکنے لگتے ہیں۔

آدمی کچھ انقلابی قدروں کو چھوڑ کر پرانی قدروں کو قبول کرنے پر تیار ہو جاتا ہے اصول و اعتقاد میں نہ سہی ثقافتی آداب و اطوار' رہن سہن' وضع قطع میں بیرونی اثرات قبول کرنے پر تیار ہوتا ہے۔ بس اتنا سا راستہ کھل جائے تو پھر ماحول اسے آہستہ آہستہ فراخ کرتا چلا جاتا ہے۔

اس مسلم کردار کے بے شمار کٹر مخالفین ہوں گے جو اس کا طنز و استہزاء کرتے ہوئے دل ہی دل میں محسوس کرتے ہوں گے کہ یہ ہم سے ہزار درجے افضل اور برتر ہے۔ بے شمار حریف ظاہراً مخالفت کرنے کے باوجود باطن میں رشک کرتے ہوں گے کہ کاش کہ ہم بھی اس برادری میں شامل ہوتے۔ اس کردار کو گالیاں دینے والے اس کی ہجو کرنے والے اور اس کے خلاف پراپیگنڈا کرنے والے کبھی کبھی لمحہ فکریہ میں پڑ کر اپنے آپ سے کہتے ہوں گے کہ ہم جھوٹ بول رہے ہیں اور اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔ چنانچہ بے شمار مواقع پر مخالفین نے زبانوں سے بھی اپنا دلی اعتراف بیان کر دیا۔ معرکہ اُحد کے خاتمہ پر جب پہاڑی پر کھڑے ہو کر ابوسفیان نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ کیا محمدؐ قتل ہو گئے ہیں حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ "بخدا وہ زندہ ہیں اور تمہاری بات سن رہے ہیں" تو ابوسفیان نے کہا کہ اگرچہ ابو قیمہ کہتا ہے کہ میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا مگر ہم تم کو اس سے زیادہ سچا سمجھتے ہیں۔ اسی طرح معاہدہ حدیبیہ سے قبل عروہ بن مسعود سفیرِ قریش نے مسلم جماعت کا جو منظر دیکھا اسے جن لفظوں میں اکابر قریش سے بیان کیا وہ اس تاثر کے گواہ ہیں جو اغیار پر برابر پڑ رہا تھا۔ اسی طرح قیصر کے دربار میں ابوسفیان نے جو بیان اسلام کا مخالف ہونے کے باوجود حضورؐ اور آپ کی تحریک کے بارے میں دیا وہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ دشمنی کرنے والے بھی محمدؐ اور اسلام کی عظمت کا اعتراف رکھتے تھے۔ مدینہ کا تحصیل دار خیبر کے یہودیوں سے وصولی کرنے جاتا ہے تو اس کی تقسیم کی صحت دیکھ کر وہ گواہی دیتے ہیں کہ یہی عدل ہے جس پر آسمان و زمین قائم ہیں۔

ذاتی مفاد کی ہر علامت کو مٹا ڈالا

فتح مکہ کے اس موقع پر یہ بات ان کے حق میں ہو جائے گی کہ اس وقت جب کہ اہل مکہ کے ماضی کے انتہائی ظالمانہ سلوک پر انہیں جتنا بھی طیش آتا کم تھا اور ان کے انتقام کی آگ کو بھڑکانے کیلئے کافی تھا مگر انہوں نے اپنے لشکر و سپاہ کو ہر قسم کے خون خرابے سے روکا اور اپنے اللہ کے سامنے انتہائی بندگی و اطاعت کا مظاہرہ کیا اور شکرانہ بجا لائے۔ صرف دس بارہ آدمی ایسے تھے جنہیں پہلے ہی ان کے وحشیانہ رویے کی وجہ سے جلاوطن کر دیا گیا اور ان میں سے بھی صرف چار کو قتل کیا گیا لیکن دوسرے فاتحوں کے وحشیانہ طرز عمل کے مقابلہ میں اسے بہر حال انتہا درجہ کی شرافت و انسانیت سے تعبیر کیا جائے گا مثلاً صلیبیوں کے مظالم 1099ء میں فتح یروشلم کے موقع پر انہوں نے ستر ہزار سے زائد مسلمان مرد عورتوں اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا یا وہ انگریز فوج جس نے صلیب کے زیر سایہ لڑتے ہوئے 1874ء میں افریقہ کے سنہری ساحل پر ایک شہر کو نذر آتش کر ڈالا۔ محمدؐ کی فتح درحقیقت دین کی فتح تھی سیاست کی فتح تھی انہوں نے ذاتی مفاد کی ہر علامت کو مٹا ڈالا اور ظالمانہ نظام سلطنت کو جڑ سے اکھاڑ دیا اور جب قریش کے مغرور و متکبر سردار عاجزانہ گردنیں جھکائے مجرموں کی طرح کھڑے تھے تو محمدؐ نے ان سے پوچھا کہ تمہیں مجھ سے کیا توقع ہے؟

"رحم اے سخی و فیاض بھائی! رحم" وہ بولے:

ارشاد ہوا "جاؤ آج تم سب آزاد ہو!"

(ارتھر گلمین)

مدینہ میں اوس اور خزرج کے لوگ تو حضورؐ کی آمد سے پہلے ہی تیزی سے اسلام میں آ رہے تھے اور حضورؐ کے ہجرت کر کے آ جانے کے بعد تو کوئی گھر خالی نہ رہا جس میں اسلام کی روشنی نہ جا پہنچی ہو۔ حیرت ناک یہ تھا کہ یہود کا ایک عالم عبداللہ بن سلام حضورؐ کے ایک سادہ سے خطاب کو سن کر قریب آ جاتا ہے اور تھوڑے سے غور و فکر کے بعد فیصلہ کر کے سرور عالمؐ کی خدمت میں شہادت حق ادا کرتا ہے۔ اسی طرح عیسائیوں میں سے ایک نامور راہب و عالم ابو قیس صرمہ بن ابی انس تحریک اسلامی کی پکار پر لبیک کہتا ہے۔ جبیر بن مطعم بدر کے قیدیوں کو چھڑانے آئے ہوئے تھے اور حضورؐ کی زبان سے چند آیات کو توجہ سے سننے کا موقع ملا حقیقت ایسی منکشف ہوئی کہ انہوں نے محسوس کیا کہ جیسے دل پرواز کر گیا ہے۔ قریش کے غلام ابورافع مکہ کی طرف سے سفیر بن کر مدینہ آئے تو سینہ اسلام کے لئے کھل گیا واپس جانے پر تیار نہ تھے حضورؐ نے سمجھایا کہ سفیر کو روکا نہیں جا سکتا تم واپس جاؤ اور پھر اسلام کی کشش ادھر کھینچے تو مدینہ آ جاؤ۔ چنانچہ وہ مکہ گئے اور واپس آ کر اسلامی جماعت میں شریک ہو گئے۔ بنو قریظہ کے خلاف ان کے جرائم کی سزا دینے کے لئے چڑھائی ہوتی ہے تو اس عالم میں ان کا ایک فرد عمرو بن سعد اسلام قبول کرتا ہے۔

ان مثالوں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ دعوت حق کی کھیتی کس طرح اُگ رہی تھی۔ آج یہاں بیج پھوٹا' کل وہاں سے تخم اخلاص نے کونپل نکالی۔ صبح ادھر کوئی کلی چٹک گئی شام ادھر کسی انکھوے نے آنکھ کھولی جیسے شام کو آسمان پر تارے جگمگاتے ہیں۔ پہلے ایک' پھر دو' پھر دس بیس' پھر سو پچاس' پھر ہزاروں لاکھوں بلکہ ان گنت گویا ریت کے ذرے خواب جمود سے ایک ایک کر کے چونک رہے تھے۔ ایک نے انگڑائی لی' دوسرے نے سر اٹھایا' تیسرے نے حرکت کا آغاز کیا' چوتھے نے آنکھ کھولی اور پھر جیسے وہ کرنوں کے پر لگا کے اڑنے لگے۔ اُڑ کر باہم گلے مل گئے اور ان سے ایک نئی دنیا وجود میں آ گئی۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم

میں نے محمدؐ کی اس تعلیم کو بغور پڑھا ہے جو انہوں نے خلق خدا کی خدمت اور اصلاح اخلاق کیلئے دی ہے۔ میری رائے ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم بھی اسلام کی تعلیم کی ہدایتوں پر عمل کرے تو وہ بہت کچھ ترقی کر سکتا ہے۔ میرے خیال میں موجودہ زمانہ میں سوسائٹی کی اصلاح کا سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ اسلام کی تعلیم کو رائج کیا جائے۔

(پروفیسر ہوگ۔ جرمن)



نوٹ:۔ سیرت کے حوالے سے مختلف صفحات پر دیئے گئے تمام اقتباسات۔ کتاب شان محمدﷺ مرتبہ میاں عابد احمد سے لئے گئے ہیں۔

حضرت محمد مصطفٰے ﷺ غیر مسلموں کی نظر میں

محسن انسانیت ﷺ خدا کا حسن انتخاب، انتخاب لاجواب

فریداللہ مروت

مقام مصطفٰی ﷺ و شان مصطفٰی ﷺ وہ مقام ہے جس کی وسعت و رفعت کا اندازہ لگانا محال و ناممکن ہے۔ بقول شاعر

خدا کا حسن انتخاب لاجواب

ہمارے نبی ﷺ کی شان و مقام مانتی تو ساری کائنات مانتی ہے، مگر کائنات کی کوئی بھی ہستی یا کل کائنات بھی مل کر مکمل طور پر شان اور مقام مصطفٰی ﷺ بیان دینے سے قاصر ہے۔

مسلمان تو اسے مانتے ہی ہیں لیکن غیر مسلم بھی محبوب خدا ﷺ کی عظمت و شان کو بیان کرتے ہیں۔ کفار مکہ سے لے کر آج چودہ سو سال گزر جانے کے بعد تک بے شمار غیر مسلموں نے زبانی، تحریری، شعری اور ہر انداز میں مقام مصطفٰی ﷺ کے مقام کو تسلیم کیا ہے۔ ایک غیر مسلم نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ

ہو جائے عشق اس میں چارہ تو نہیں
فقط مسلم کا محمد ﷺ پہ اجارہ تو نہیں

مشرق و مغرب کے بڑے بڑے محقق، اصحاب فراست و لیاقت اور مفکرین نے اپنی تحریروں میں سرور کائنات ﷺ کے متعلق جو اعتراف حقیقت کیا، انہی کے الفاظ میں پیش خدمت ہے۔

ایک ہندو پروفیسر راماکر شنا راؤ آنحضرت ﷺ کو اس طرح خراج عقیدت پیش کرتا ہے:

''آنحضرت ﷺ کے کُل تک تو پہنچنا مشکل ہے البتہ یہ محمدؐ جرنیل ہیں، یہ محمدؐ بادشاہ ہیں، سپہ سالار ہیں، تاجر ہیں، داعی ہیں، فلاسفر ہیں، مدبر ہیں، خطیب ہیں، مصلح ہیں، یتیموں کی پناہ گاہ ہیں، عورتوں کے نجات دہندہ ہیں، منج ہیں، ولی ہیں۔ یہ تمام اعلٰی اور عظیم الشان کردار ایک ہی شخصیت کے ہیں۔ ہر شعبہ زندگی کے لیے آپ کی حیثیت مثالی ہے۔''

فرانس کے عظیم جرنیل نپولین بونا پارٹ نے حضور کریم ﷺ کی ذات کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے:

''محمد ﷺ دراصل اصل سالار اعظم تھے۔ آپؐ نے اہل عرب کو درس اتحاد دیا۔ ان کے آپس کے تنازعات و مناقشات ختم کئے۔ تھوڑی ہی مدت میں آپ کی امت نے نصف دنیا کو فتح کرلیا۔ 15 سال کے قلیل عرصے میں لوگوں کی کثیر تعداد نے جھوٹے دیوتاؤں کی پرستش سے توبہ کرلی۔ مٹی کی بنی ہوئی دیویاں مٹی میں ملا دی گئیں۔ بت خانوں میں رکھی ہوئی مورتیوں کو توڑ دیا گیا۔ حیرت انگیز کارنامہ تھا آنحضرت ﷺ کی تعلیم کا کہ یہ سب کچھ صرف پندرہ ہی سال کے عرصے میں ہوگیا۔ جبکہ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ پندرہ سو سال میں اپنی اُمتوں کو صحیح راہ پر لانے میں کامیاب نہ ہوئے تھے۔ حضرت محمد ﷺ عظیم انسان تھے۔ جب آپؐ دنیا میں تشریف لائے اس وقت اہل عرب صدیوں سے خانہ جنگی میں مبتلا تھے۔ دنیا کی سطح پر دیگر قوموں نے جو عظمت و شہرت حاصل کی، اس قوم نے بھی اس طرح ابتلاء و مصائب کے دور سے گزر کر عظمت حاصل کی اور اس نے اپنی روح اور نفس کو تمام الائشوں سے پاک کر کے تقدس و پاکیزگی کا جوہر حاصل کیا۔''

یورپ کا مشہور عالم ٹامس کارلائل حضور ﷺ کی صداقت کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے۔

''صحرائے عرب کی یہ عظیم شخصیت جنہیں دنیا ''محمد ﷺ'' کے نام سے جانتی ہے، پاکیزہ روح، شفاف قلب و بلند نظری اور مقدس خیالات رکھتا تھا۔ جن کو خدا ہی نے حق و صداقت کی اشاعت کے لیے پیدا کیا۔ ہستی کا بھید ان پر کھل گیا تھا۔ آپ کا کلام خود خدا کی آواز تھا۔''

موہن چند کرم داس گاندھی آنحضرت ﷺ کے بارے میں کہتے ہیں:

''اسلام نے تمام دنیا سے خراج تحسین وصول کیا۔ جب مغرب پر تاریکی اور جہالت کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ اس وقت مشرق سے ایک ستارہ نمودار ہوا۔ ایک روشن ستارہ جس کی روشنی سے ظلمت کدے منور ہوگئے۔

اسلام دین باطل نہیں ہے، ہندوؤں کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ وہ بھی میری طرح اس کی تعظیم کرنا سیکھ جائیں۔

میں یقین سے کہتا ہوں کہ اسلام نے بزور شمشیر سرفرازی اور سربلندی حاصل نہیں کی بلکہ اس کی بنیاد نبی کا خلوص، خودی پر آپ کا غلبہ، وعدوں کا پاس، غلام، دوست اور احباب سے یکساں محبت۔ آپ کی جرأت اور بے خوفی اللہ اور خود پر یقین جیسے اوصاف۔

لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ اس کی فتوحات میں یہی اوصاف حمیدہ شامل ہیں اور یہی وہ اوصاف ہیں جن کی مدد سے مسلمان تمام پابندیوں اور رکاوٹوں کے باوجود پیش قدمی کرتے چلے گئے۔''

روسی فلاسفر کاؤنٹ ٹالسٹائی کہتا ہے:

''محمد ﷺ عظیم الشان مصلحین میں سے ہیں، جنہوں نے اتحاد امت کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ ان کے فخر کے لیے یہی کافی ہے کہ انہوں نے وحشی انسانوں کو نور حق کی جانب ہدایت کی اور ان کو اتحاد، صلح پسندی اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرنے والا بنا دیا اور ان کے لیے ترقی و تہذیب کے راستے کھول دیئے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اتنا بڑا کام صرف ایک فرد واحد کی ذات سے ظہور پذیر ہوا۔''

سر ولیم میور اپنی کتاب لائف آف محمد میں لکھتا ہے:

''ہمیں بلاتکلف اس حقیقت کا اعتراف کر لینا چاہیے کہ (تعلیم نبویؐ) نے ان تاریک توہمات کو ہمیشہ کے لیے جزیرہ نمائے عرب سے باہر نکال دیا جو صدیوں سے اس ملک پر چھائے ہوئے تھے، بت پرستی نابود ہوگئی، توحید اور خدا کی بے پناہ رحمت کا تصور محمد ﷺ کے متبعین کے دلوں میں گہرائیوں اور زندگی کے اعماق میں جاگزیں ہوگئی، معاشرتی اصلاحات کی بھی کوئی کمی نہ رہی۔ ایمان کے دائرہ میں برادرانہ محبت، یتیموں کی پرورش، غلاموں سے احسان و مروت جیسے جوہر نمودار ہوگئے۔ امتناع شراب میں جو کامیابی اسلام نے حاصل کی اور کسی مذہب کو نصیب نہیں ہوئی۔''

جوزف جے ٹوئن رقم طراز ہیں:

''حضرت محمد ﷺ کا مذہب مطلق العنان روس کے لیے بھی اتنا ہی موزوں ہے جتنا جمہوریت پسند متحدہ امریکہ کے لیے وہ مناسب و مفید ہے۔ اسلام ایک عالمگیر حکومت کی نشاندہی کرتا ہے اور اسلام کی کتاب قرآن کا موضوع، زندگی ہے اور اس میں پوری انسانی زندگی کو سمیٹ دیا گیا۔''

موتی لال نہرو کہتے ہیں:

''سچی توحید نے مسلمانوں کے اندر خوف و جرأت، بے باکی اور شجاعت و بسالت پیدا کر دی اور عزم و ارادوں میں پختگی اس درجہ پیدا کر دی کہ پہاڑوں کو اپنی بلندی اور مضبوطی ہیچ نظر آنے لگی۔ سمندروں کا جوش ٹھنڈا ہوگیا۔ توحید کی ایسی تعلیم آپؐ نے مسلمانوں کو دی جس سے ہر قسم کے توہمات کی جڑیں کھوکھلی ہوگئیں۔

ہر قسم کا خوف دلوں سے نکل گیا اور یہ سب کس کے سبب تھا۔ اس شخصیت کے جس کو مسلمانوں نے نبی آخر الزمان کہا اور دوسروں نے اس کو بنی نوع انسان کا ایک عظیم رہنما جانا۔''

جارج برناڈ شاہ لکھتا ہے:

''میں نے رسول اکرم ﷺ کے دین کو ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ یہ الزام بے بنیاد ہے کہ آپؐ عیسائیوں کے دشمن تھے۔ میں نے اس حیرت انگیز شخصیت کی سوانح مبارک کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ میری رائے میں آپ پورے بنی نوع انسان کے محافظ تھے۔''

ڈاکٹر مائیکل ہارٹ نے اپنی کتاب "The Hundred" میں تاریخ کی 100 ایسی شخصیتوں کا ذکر کیا جنہوں نے دنیا میں انمٹ نقوش چھوڑے۔

اس عیسائی نے 100 ہستیوں میں سب سے پہلے نمبر پر نبی آخر الزمان ﷺ کا مبارک تذکرہ کیا۔ وہ لکھتا ہے:

کہ میں نے ان سو آدمیوں کا تذکرہ کیا جنہوں نے تاریخ کو سب سے زیادہ متاثر کیا، ان میں سب سے پہلے محمدؐ کا تذکرہ کیا ہے۔ اس سے بعض لوگ حیران ہوں گے لیکن اس کی میرے پاس ایک ٹھوس دلیل موجود ہے۔ کائنات میں جتنی بھی ہستیاں آئیں، اگر ان کے حالات پڑھتے ہیں تو وہ ہمیں اپنے بچپن سے لڑکپن میں کسی نہ کسی استاد کے سامنے بیٹھے تعلیم پاتے نظر آتے ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان تمام ہستیوں نے پہلے مروجہ تعلیم حاصل کی اور پھر اس کو بنیاد بنا کر انہوں نے زندگیوں میں کچھ اچھے کام کر دکھائے لیکن دنیا میں فقط ایک ہستی ایسی نظر آتی ہے کہ جس کی زندگی کی تفصیلات کو دیکھا جائے تو پوری زندگی کسی کے سامنے شاگرد بن کر بیٹھی نظر نہیں آتی۔ وہ ہستی محمدؐ ہیں۔ یہ وہ ہستی ہیں جنہوں نے دنیا سے علم نہیں پایا بلکہ دنیا کو ایسا علم دیا کہ جیسا علم نہ پہلے کسی نے دیا اور نہ بعد میں کوئی دے گا۔

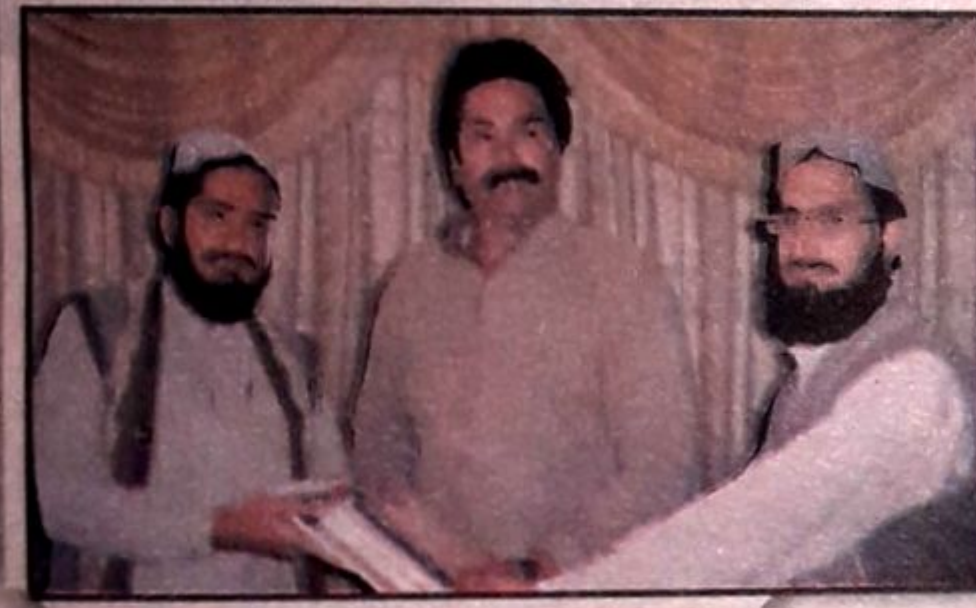
لہٰذا اس بات پر میرے دل نے چاہا کہ جس شخصیت نے ایسی علمی خدمات سرانجام دی ہوں، میں غیر مذہب کا آدمی ہونے کے باوجود ان کو تاریخ کی سب سے اعلٰی شخصیات میں پہلا درجہ عطا کرتا ہوں۔

میرے دوستو! جب کافر اپنی زبان سے یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں تو معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے یقیناً انسانیت کے اوپر بڑا احسان فرمایا ہے اور نبی اکرم ﷺ کی ذات کو ایک ایسی فضیلت حاصل ہے جو کسی دوسری ہستی کو حاصل نہیں ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم محبوب خداؐ کی تعلیمات پر دل و جان سے عمل کریں تاکہ دنیا و آخرت میں سرخرو ہوسکیں۔









ملتان میں ثناء خوانی کا فروغ

سلیم ناز

نعت عربی زبان کا لفظ ہے' جس کے معنی صفت یا وصف کے ہیں۔ تاریخی شواہد کے مطابق نبی پاکؐ کے لئے نعت کا لفظ سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے استعمال کیا۔ شعراء کرام اس صنف کے ذریعہ حضرت محمدؐ سے عقیدت اور محبت کا اظہار اس انداز سے کرتے ہیں کہ اس میں سیرت پاکؐ کے تمام گوشے' پہلو' جملہ اقوال اور تمام اسمائے صفت اجاگر ہوتے ہیں۔ ممتاز دانشور ممتاز حسن کی رائے میں میرے نزدیک ہر وہ شعر نعت ہے' جس کا تاثر ہمیں حضور رحمت اللعالمینؐ کی ذات گرامی سے قریب لائے جس میں حضورؐ کی مدح ہو یا حضورؐ سے خطاب کیا جائے۔

ملتان اولیائے کرام کی سرزمین' صوفیائے کرام کا مسکن' علمائے کرام اور مشائخ عظام کی دھرتی ہونے کا اعزاز رکھتا ہے' یہاں بزرگان دین کے مزارات' دربار' خانقاہیں اور آستانے انوار تجلیات کا مرکز ہیں۔ اولیائے کرام کے مزارات پر روحانی محفلوں کا انعقاد ہوتا رہتا ہے۔ بزرگان دین کے عرس ہوں' سیرت النبیؐ کے جلسے ہوں یا محافل ذکر نعت نبیؐ ہوں' ہر تقریب میں لوگوں کی شمولیت اور بھرپور شرکت دیدنی ہوتی ہے۔ ایسی مذہبی و دینی تقاریب میں روحانی تسکین اور بے قرار روحوں کو قرار آ جاتا ہے اور جذبہ ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

ملتان میں ذوق نعت گوئی' نعت خوانی عروج پر ہے۔ محافل ذکر و نعتؐ اکثر و بیشتر منعقد ہوتی رہتی ہیں' جن میں مقامی نعت خواں ہدیہ نعت بارگاہ محبوب رحمت اللعالمینؐ پیش کرتے رہتے ہیں اور یہ سلسلہ سال بھر جاری و ساری رہتا ہے۔ درگاہ حضرت غوث بہاء الدین زکریاؒ' حضرت قطب الاقطاب شاہ رکن الدین عالمؒ' حضرت مولانا حامد علی خانؒ پر سالانہ خصوصی محفل نعتؐ کا انعقاد ہوتا ہے۔ ملتان کی بہت سی مخیر و مذہبی شخصیات ان محافل نعتؐ کی سرپرستی کرتے ہوئے بھرپور تعاون بھی کرتے ہیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے ان محفلوں میں بذریعہ قرعہ اندازی عمرہ کے ٹکٹ بھی دیے جاتے ہیں۔ ملتان میں فن نعت خوانی روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ فن نعت گوئی سے جذبہ عشق رسولؐ بیدار ہوتا ہے۔ نعت خواں دلچسپی اور دلجمعی سے نعتیں پڑھتے ہیں۔ عاشق رسولؐ جذبہ ایمان اور جذبہ عشق رسولؐ سے سرشار ہو کر گفتار کرتے ہیں۔ اکثر اوقات ذکر محمدؐ کے دوران ان پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ ملتان کے نعت خوانوں میں نواز عصیم ایک معروف نام ہے۔ ماضی میں محمد نواز عصیم عشق محمدؐ کی کیفیت میں ڈوب کر نعت پڑھتے تو مجمع پر سکوت طاری ہو جاتا تھا۔ 1971ء میں آپ کو ریڈیو پاکستان کے پروگراموں میں نعت خوانی کے لئے منتخب کیا گیا۔ 1975ء میں آپ نے سرائیکی مجلس ملتان میں شمولیت اختیار کی اور سرائیکی زبان میں نعت و غزل لکھنے اور کہنے کے لئے ملتان کے نامور شاعر و ادیب استاد محمد نواز اُسید ملتانی سے اصلاح سخن لینا شروع کی۔ 1976ء میں جب الحاج محمد اعظم چشتی ملتان تشریف لائے تو آپ نے ملتان ڈویژن میں جمعیت حسان قائم کی اور نواز عصیم کو اس کا صدر بنایا۔ 1977ء میں آپ کو اس ادارہ کا ناظم اعلیٰ اور مہتمم بھی بنا دیا گیا اور اس طرح فن نعت گوئی کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک ادارہ کی بنیاد ڈال دی گئی جو کہ تاحال جاری ہے۔ بے شمار شائقین اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔ آپ نے چند مجموعے' فیض الابرار' سنہری جالی' گلدستہ نعت حصہ اول و دوئم' نثار عصیم' گلزار عصیم' بہار عصیم' شان اولیاء کرامؒ شان صحابہؓ تصنیف کیں جو کہ بہت مقبول ہوئیں۔ حضرت ابوالبرکاتؒ حضرت ابوالحسنات' حضرت عارف اللہ قادری' مفتی محمد حسین نعیمی' حضرت شاہ فرید الحق' پیر سید عبداللہ جان نقشبندی' حضرت علامہ غزالی زمان حضرت مخدوم سید صدر الدین گیلانی' مخدوم مرید حسین قریشی' سید حافظ غلام مصطفیٰ شاہ بخاری اور دیگر علماء' مشائخ ان کے ہمیشہ مداح رہے۔ 1979ء میں آپ مرکزی نعت خواناں ایسوی ایشن ملتان کے بلا مقابلہ صدر منتخب ہوئے۔ انہوں نے اپنے علاقے کے بزرگ روحانی پیشوا حضرت داؤد جہانیاں کے حوالے سے ایک عرس کمیٹی بھی قائم کی۔ جس کے وہ خود صدر رہے۔ آپ عرس بڑی دھوم دھام سے ہر سال مناتے تھے۔ جس میں قرآن خوانی' وعظ' نعتیہ مشاعرہ اور قوالی وغیرہ کا شاندار اہتمام کیا جاتا ہے۔ علماء کرام اور مشائخ عظام' سرکاری افسران اور معززین عوام و خواص جوق در جوق شریک ہوتے ہیں۔ عید میلاد النبیؐ کے موقع پر ہر سال انہی روحانی بزرگ سے منسوب میلاد پاک حضرت داؤد جہانیاں سے پرشکوہ جلوس نکالتے تھے۔ جس کی قیادت حضرت موسیٰ پاک شہید کے سجادہ نشین سید محمد وجاہت حسین گیلانی' مخدوم زادہ سید یوسف رضا گیلانی و دیگر معتبر شخصیات کیا کرتی تھیں۔ آپ نے ان قابل قدر خدمات و ذوق کی بدولت 1983ء سے تاحال کئی انعامات حاصل کئے۔ 1979ء سے آپ نے سالانہ کل پاکستان نعت کانفرنس منعقد کی۔ جو کہ باقاعدگی کے ساتھ ہر سال حضرت ابومحمد شیخ بہاء الدین زکریاؒ کی درگاہ عالیہ میں مخدوم محمد سجاد حسین قریشی' اب سجادہ نشین اور ان کے فرزند وزیر خارجہ شاہ محمود حسین قریشی کی سرپرستی میں منعقد ہوتی ہے۔ اس مبارک تقریب میں ملک کے دینی' علمی' ادبی' سیاسی زعماء شرکت کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ مرحوم نے مختلف مقامات پر ہر مہینے محافل نعت خوانی برپا کرنے کا سلسلہ بھی جاری رکھا تاکہ آقائے نامدار کی تعریف و توصیف سے ہر جگہ مہک و گونج اٹھتی رہے۔ 1985ء میں آپ کو بزم ثقافت کی جانب سے زکریا ایوارڈ بھی ڈاکٹر نصیر الدین جوگیزئی سابق وزیر صحت حکومت پاکستان کے ہاتھوں حصے میں آیا۔ 1992ء کو وزیراعظم میاں نواز شریف سے گولڈ میڈل حاصل کیا۔ مخدوم محمد سجاد حسین قریشی' سجادہ نشین درگاہ غوث العالمین و سابق گورنر صوبہ پنجاب نے آپ ہی کو ایک نعت انسٹی ٹیوٹ قائم کرنے پر آمادہ کیا۔ علماء' مشائخ و دیگر قدردان انہیں بابائے نعت خوانی کے نام سے یاد کیا کرتے ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے حمید نواز عاصم احمد نواز بھی اس میں پیش پیش ہیں اور حاجی صاحب کے پوتوں وحید نواز' سعید نواز اور ناہید نواز نے بھی اس نور کے مینار کو تھام لیا ہے۔

ان کے علاوہ ملتان میں بارگاہ رسالت مآبؐ میں گلہائے عقیدت پیش کرنے والے نعت خوانوں نے بڑا نام کمایا ہے۔ ملتان کے نعت خواں ملک کے بڑے نعت خوانوں میں معیار کے اعتبار سے کسی بھی طرح کم نہیں۔ قاریہ نسرین اور ثوبیہ ملک کو اللہ تعالیٰ نے خوبصورت آواز کی نعمت سے نوازا ہے۔

اردو اور سرائیکی زبان میں خوبصورت انداز میں اپنے مخصوص اور منفرد لب و لہجے میں سید ضمیر حسین بخاری (ان کے دو صاحبزادے بلال حسین بخاری اور تنویر حسین بخاری) نعت پڑھتے ہیں تو محفل جھوم جاتی ہے۔ شبیر خالد' ثقلین حیدر' مخدوم رشید کے قریشی خاندان کے بزرگ نعت خواں مرید حسین قریشی اپنی سریلی آواز میں نعت رسول مقبولؐ پڑھتے ہیں۔ سید یعقوب علی شاہ ہر جمعہ کو جامع مسجد شاہی مسجد طوطلاں والی میں درود و سلام اور نعتیں پڑھتے ہیں۔

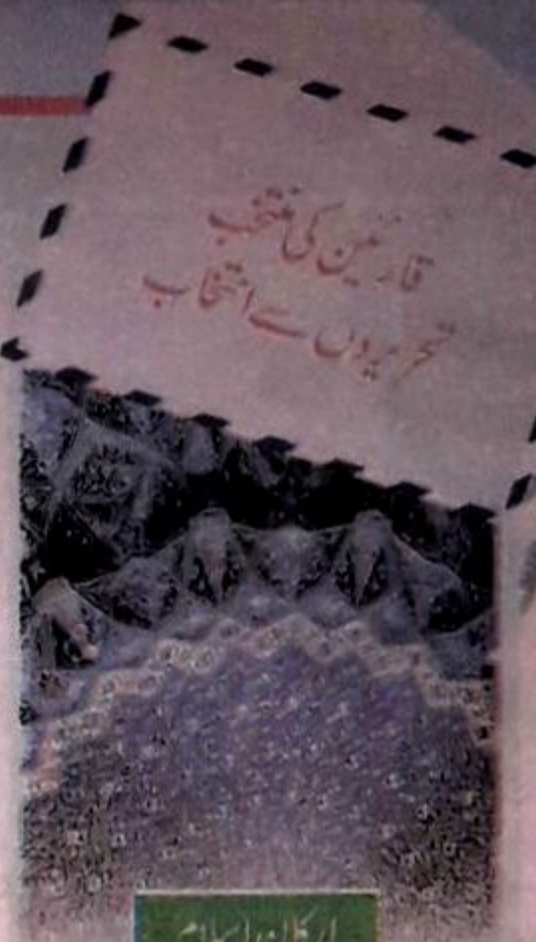
ملتان کے ثناء خوانوں میں صابر حسین صابری ایک معروف نام تھا۔ گو وہ اب اس دنیا میں نہیں رہے لیکن ان کی خوبصورت آواز اب بھی ذہنوں میں گونجتی ہے۔ منیر حسین ہاشمی کو ثناء خوانی کرتے ہوئے ایک عرصہ بیت گیا ہے۔ ریڈیو ٹی وی اور ہر محفل میں اپنی خوبصورت آواز سے سماں باندھ دیتے ہیں۔

قرأت کے حوالے سے قاری عبدالغفار نقشبندی کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ وہ نعت خوانی میں خوب دسترس رکھتے ہیں۔ ان کی پرسوز آواز سننے والا جھوم اٹھتا ہے۔

شوکت سعیدی بھی ملتان کے معروف ثناء خوانوں میں شامل ہیں۔ ملتان آرٹس کونسل سے ان کا تعلق ہے۔ انہیں ثناء خوانی کرتے ہوئے 22 برس بیت چکے ہیں۔ مرحوم نور صابری نعت گو شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین ثناء خواں بھی تھے۔ شجاع آباد سے ہر جمعہ کو چوک بازار کی ایک مسجد میں خصوصی طور پر نعت خوانی کے لئے آتے۔ اسی طرح مرحوم ناصر چشتی بھی عشق محمدؐ کی مستی میں ڈوب کر نعت پڑھتے کہ محفل پر رقت طاری ہو جاتی۔ ملک بختیار عصیمی' نواز شاہ مہروی' قاری محمد سعید نقشبندی' ملتان قادری' محمد نبیل یوسف' صدیق قریشی' ڈاکٹر مرزا محمد اسلم' عمران بھٹی' حامد علی سعیدی' لیاقت علی قریشی' بشیر خالد سعیدی' ارشد ہاشمی' الطاف قریشی بھی ملتان کے معروف ثناء خوانوں میں شامل ہیں۔ ملتان میں ثناء خوانوں کی مختلف تنظیمیں گدائے در مصطفیٰؐ' انجمن غلامان مصطفیٰؐ' نعت خواناں ایسوی ایشن' عندلیبان اعزاز رسولؐ' لاثانی نعت کونسل' بزم غوثیہ' انجمن شان محمدی بھی محفل نعت سجا کر ایک عرصہ سے جذبہ ایمانی سے سرشار ہو کر گلہائے عقیدت بحضور سرور کونینؐ نچھاور کر رہی ہیں۔ نعت خوانی کے فروغ میں الیکٹرانک میڈیا کا کردار بھی بڑا اہم ہے۔ اس کے ذریعہ یہ بابرکت سلسلہ چھوٹوں اور بڑوں کی زبان تک رہتا ہے۔







موت ٹل نہیں سکتی

خواجہ حضرت امام حسن بصریؒ روحانی مراتب کے حصول سے قبل جواہرات کی تجارت کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ تجارت کی غرض سے روم گئے اور جب وہاں کے وزیر کے پاس بغرض ملاقات پہنچے تو وہ کہیں جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ اُس نے خواجہ حسن بصریؒ سے پوچھا کہ کیا آپ بھی میرے ساتھ چلیں گے۔ فرمایا ہاں، چنانچہ دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر جنگل میں جا پہنچے۔ وہاں آپؒ نے دیکھا کہ دیبائے رومی کا ایک بہت ہی منقش خیمہ



نصب ہے۔ اور اس کے چاروں طرف مسلح فوجی طواف کر کے واپس جا رہے ہیں۔ پھر حکماء اور با حشمت افراد وہاں پہنچے اور خیمہ کے قریب کچھ کہہ کر رخصت ہو گئے۔ پھر علماء و میر منشی وغیرہ پہنچے اور خیمہ کے قریب کچھ کہہ کر رخصت ہو گئے۔ پھر نہایت خوبرو کنیزیں زر و جواہر کے تھال سر پر رکھے ہوئے آئیں اور وہ بھی اسی طرح کچھ کہہ کر چلی گئیں۔ پھر بادشاہ اور وزیر بھی کچھ کہہ کر واپس ہو گئے۔ آپؒ نے حیرت زدہ ہو کر جب وزیر سے واقعہ معلوم کیا تو اُس نے بتایا کہ بادشاہ کا ایک خوبصورت، بہادر، جواں بیٹا مر گیا تھا اور وہی اس خیمہ میں مدفون ہے۔ چنانچہ آج کی طرح ہر سال یہاں تمام لوگ آتے ہیں۔ سب سے پہلے فوج آ کر کہتی ہے کہ اگر جنگ کے ذریعہ تیری موت ٹل سکتی تو ہم جنگ کر کے تمہیں بچا لیتے، مگر اللہ تعالیٰ سے جنگ کرنا ممکن نہیں۔ اس کے بعد حکماء ذکر کہتے ہیں کہ اگر عقل و حکمت سے موت کو روکا جا سکتا تو ہم یقیناً روک دیتے۔ پھر علماء و مشائخ آ کر کہتے ہیں کہ اگر دعاؤں سے موت کو دور کیا جا سکتا تو ہم کر دیتے۔ پھر حسین کنیزیں آ کر کہتی ہیں کہ اگر حسن و جمال سے موت کو ٹالا جا سکتا تو ہم ٹال دیتیں۔ پھر بادشاہ وزیر کے ساتھ آ کر کہتا ہے کہ میرے بیٹے ہم نے حکماء و اطباء کے ذریعہ بہت کوشش کی لیکن تقدیر الٰہی کو کون مٹا سکتا ہے۔ اور اب آئندہ سال تک تجھ پر ہمارا سلام ہو۔ یہ کہہ کر واپس ہو جاتا ہے۔ حضرت حسن بصریؒ نے یہ واقعہ سُن کر قسم کھائی کہ زندگی بھر کبھی نہیں ہنسوں گا اور دُنیا سے بیزار ہو کر فکر آخرت میں میں گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ مشہور ہے کہ ستر سال تک آپؒ ہمہ وقت باوضو رہے اور اپنے ہمعصر بزرگوں میں ممتاز ہوئے۔ کسی شخص نے ایک بزرگ سے دریافت کیا کہ حسن بصریؒ ہم سے زیادہ افضل کیوں ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ حسنؒ کے علم کی ہر شخص کو ضرورت ہے اور اُس کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی حاجت نہیں اسی لئے وہ ہم سب کے سردار ہیں۔

موت ٹل نہیں سکتی۔ یہ تو آ کر رہے گی اور مسلمان تو موت سے نہیں ڈرتا۔ نہ جانے ہم کیوں موت سے ڈر کر کافروں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ خود کو بچانے کیلئے اپنے بھائیوں کو مار رہے ہیں۔ کیا ہم موت کے بے رحم پنجوں سے بچ جائیں گے!!!

مرسلہ۔ الحاج کرم الٰہی اعوان
2/127 بی کالونی والٹن، لاہور کینٹ

ارکانِ اسلام

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن رسول اللہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا، جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال بہت ہی زیادہ سیاہ تھے اور اس شخص پر سفر کا کوئی اثر بھی معلوم نہیں ہوتا تھا (جس سے خیال ہوتا تھا کہ یہ کوئی بیرونی شخص نہ ہے) اور اسی کے ساتھ یہ بات بھی تھی کہ ہم میں سے کوئی اس نووارد پہچانتا نہ تھا (تو یہ شخص حاضرین کے حلقہ میں سے گزرتا ہوا آیا) یہاں تک کہ رسول اللہؐ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا کہ اپنے گھٹنے آنحضرتؐ کے گھٹنوں سے ملا دیئے اور اپنے ہاتھ حضورؐ کی رانوں پر رکھ دیئے اور کہا، اے محمدؐ مجھے بتلایئے کہ "اسلام" کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا "اسلام" یہ ہے، تم یہ شہادت ادا کرو کہ اللہ کے سوا کوئی "الہ" (کوئی ذات عبادت کے لائق) نہیں، اور محمدؐ اس کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو اور ماہِ رمضان کے روزے رکھو، اور اگر حج بیت اللہ کی تم استطاعت رکھتے ہو تو حج کرو، اس نووارد سائل نے آپ کا یہ جواب سن کر کہا، آپ نے سچ کہا...... راوی حدیث، حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم کو اس پر تعجب ہوا کہ یہ شخص پوچھتا بھی ہے اور پھر خود تصدیق و تصویب بھی کرتا جاتا ہے...... اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا اب مجھے بتلایئے کہ "ایمان" کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا "ایمان" یہ ہے کہ تم اللہ کو اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور یومِ آخر یعنی روزِ قیامت کو حق جانو، اور حق مانو اور ہر خیر و شر کی تقدیر کو بھی حق جانو اور حق مانو (یہ سن کر بھی) اس نے کہا، آپ نے سچ کہا...... اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا، مجھے بتایئے کہ "احسان" کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا "احسان" یہ ہے کہ اللہ کی عبادت و بندگی تم اس طرح کرو گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو کیونکہ اگرچہ تم اسکو نہیں دیکھتے ہو پر وہ تم کو دیکھتا ہی ہے، پھر اس شخص نے عرض کیا مجھے قیامت کے بابت بتلایئے (کہ کب واقع ہوگی) آپؐ نے فرمایا کہ جس سے یہ سوال کیا جا رہا ہے وہ اس کو سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا پھر اس نے عرض کیا کہ تو مجھے اس کی نشانیاں ہی بتلایئے؟ آپؐ نے فرمایا (اس کی ایک نشانی تو یہ ہے کہ) لونڈی اپنے آقا اور مالکہ کو جنے گی اور (دوسری نشانی ہے کہ) تم دیکھو گے کہ جن کے پاؤں میں جوتا اور تن پر کپڑا نہیں ہے اور جو تہی دست اور بکریاں چرانے والے ہیں وہ بڑی بڑی عمارتیں بنانے لگیں گے اور اس میں ایک دوسرے پر بازی لے جانے کی کوشش کریں گے......

حضرت عمرؓ کہتے کہ یہ باتیں کر کے یہ نووارد شخص چلا گیا، کچھ عرصہ گزر گیا تو حضورؐ نے مجھ سے فرمایا، اے عمرؓ کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ سوال کرنے والا شخص کون تھا؟ میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسولؐ ہی زیادہ جاننے والے ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ وہ جبرائیلؑ تھے، تمہاری اس مجلس میں اس لیے آئے تھے کہ تم لوگوں کو تمہارا دین سکھا دیں۔

(یہ حدیث صحیح مسلم کی ہے اور "صحیح بخاری و صحیح مسلم" میں یہی واقعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایتؓ سے بھی مروی ہے)

میاں ارمغان۔ منڈی بہاؤالدین چورنڈ

منصف کا حق

بجی انصاف کی گھنٹی عدالت کے ایوانوں میں
مچی ہے کھلبلی کیسی ہمارے حکم رانوں میں
سزا سے بچ نہیں سکتا کوئی ہو معتبر کتنا
سبھی کو اگلنا ہو گا کمایا مال ہے جتنا
کھلیں ہیں کیس دوبارہ پڑے تھے بند تھانوں میں
منسٹر بن گیا کوئی اسی کی چاندی چاندی ہے
سمجھتا ہے کہ یہ قانون اس کے گھر کی باندی ہے
نہ لینا اب کوئی پنگا خدارا ملک چلنے دو
نحوست کا گھنا سایہ ہمارے سر سے ٹلنے دو
چلیں گے تیر نہ تم سے تنے ہیں جو کمانوں میں
لٹیروں کی نہیں اب عدلیہ کی حکم رانی ہے
کریں گے فیصلہ جو بھی عوامی ترجمانی ہے
عدالت سُرخرو ہو گی یہ سارے امتحانوں میں
بڑی امید رکھتے ہیں عدل کے پاسبانوں سے
وطن کو یہ نکالیں گے کرپشن کے طوفانوں سے
بہاریں پھر سے آئیں گی ہمارے گلستانوں میں

چودھری عبدالخالق سبزہ زار لاہور

صدرِ مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام

نہ ہو غافل اے زرداری یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
صدارت چھوڑ کر خالی زمیں اندر سمانا ہے
قبر کی کوٹھڑی کالی نہ جس میں عالیشاں بستر
عمل جو صالح ہونگے تو اک روشن ٹھکانہ ہے
ترازو لائی جاوے گی عمل سب تولے جائیں گے
جو آج انصاف بوئیں گے تو کل کو میوہ کھانا ہے
زر و جوہر پڑے ہونگے نہ کوئی پوچھتا ہو گا
وہاں تب ہوش آوے گی کہ دنیا تو ڈرامہ ہے
اجل بھی پاس پھرتی ہے تو پھر ہیں بند کیوں آنکھیں؟
کرو "توبہ نصوح" ایسی کہ رب کے پاس جانا ہے
فقط وہ بادشاہ غالب کہ ہے زیبا اسے کبری
اسی کو راضی کر لو تم محل واں گر بنانا ہے
صدرا! یہ ہے دعا میری چلو تم پیاری سنتؐ پر
کہ ہے یہ راہ فاروقیؓ جو طرز فاتحانہ ہے

مسز شفیق الرحمٰن

غزل

ترا انتظار نہ جستجو
کہ ہے اپنے آپ سے ہی گفتگو
وہ جو بات تھی بڑے راز کی
وہ اڑائی کس نے ہے کوبہ کو
میں ہی بن گئی ترا آئینہ
کہ ہے ہر طرف مرے تُو ہی تو
دل بے قرار کی خواہشیں
رہے دم بدم تیرے روبرو
مجھے ہر گھڑی تیری فکر ہے
کسی اور کی نہیں آرزو
کبھی خانم دل جاں فگار
وہ خدا کرے تجھے سرخرو

فریدہ خانم۔ لاہور

اے وادیِ کشمیر

عنواں تیرا دلکش افسانہ تیرا رنگین
حد درجہ تو اعلیٰ ازبسکہ حسین
ملتی نہیں دنیا میں کہیں تیری نظیر
اے وادیِ کشمیر

تیرے شبستانوں میں تیرے بیابانوں میں
تیرے چمن زاروں میں تیرے خیابانوں میں
بھر دی ہے فطرت نے حسن کی تاثیر
اے وادیِ کشمیر

تیری وادیوں کے چمن زار و نسیم
دلاتے ہیں ہمیں یاد عہد قدیم
کھیلے ہیں یہاں کبھی اکبر و جہانگیر
اے وادیِ کشمیر

تجھے ہم اپنے خوں سے سینچیں گے
تیرے حسن کو رنگ حنا دیں گے
تیری خاطر ہوں گے ہم پابہ زنجیر
اے وادیِ کشمیر

تو ہماری ثقافت ہے ہماری تاریخ ہے
تیرے بغیر ہماری سحر تاریک ہے
تو ہماری ہے نہیں کسی کی جاگیر
اے وادیِ کشمیر

احمد سعید خاں سعید

چینی کا بحران اور عوام کی حالت زار

عوام دشمن عناصر نے ملک میں گذشتہ کئی ماہ سے چینی کا مصنوعی بحران پیدا کر رکھا ہے اور چینی مہنگے داموں فروخت کی جا رہی ہے جس کے باعث ملک کی غریب عوام چینی کے حصول کے لئے ترس رہے ہیں۔ آٹے، چینی، بجلی کے بحران سمیت تیزی سے بڑھتی ہوئی مہنگائی حکومت کی کارکردگی پر سوالیہ نشان ہیں اور حکومت عوامی ایشوز کو حل کرنے کی بجائے مسلسل غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ ایک جانب ملک میں چینی کا مصنوعی بحران ہے۔ حکومت ایسے عناصر کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دینے کی بجائے خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ جبکہ حکومتی بے بسی کا ثبوت یہ ہے کہ وہ سرکاری دفاتر میں پھیکی چائے کی تجویز دے رہے ہیں۔ آج تک یہ بات سمجھ سے باہر ہے کہ حکومتی عوامی ایشوز حل کرنے کی بجائے غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کیوں کر رہی ہے۔

جبکہ بے چاری غریب عوام نے ان سب کو اپنا نصیب سمجھ لیا ہے اور ان بحرانوں سے نمٹنے کا حوصلہ تو ان میں نہیں ہے لیکن ان پر صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا شروع کر دیا ہے اور خود اپنی زندگیوں کو ان کے مطابق ڈھالنا شروع کر دیا ہے۔ ملک بھر میں جہاں جہاں چینی دستیاب ہے وہاں لوگوں کی لمبی قطاریں لگی ہیں۔ لوگ اپنے روزمرہ کے دیگر معمولات ترک کر کے چینی کی تلاش میں سرگرداں دکھائی دے رہے ہیں۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ اب تو میٹھا کھانے کے شوقین افراد نے اپنے آپ کو بدلنا شروع کر دیا ہے۔ یعنی انہوں نے چینی کی عدم دستیابی اور شکر کے پہنچ سے باہر ہونے کے باعث میٹھے کھانوں سے اجتناب کرنا شروع کر دیا ہے۔

اب تو لوگوں نے چائے میں بھی چینی کا استعمال ترک کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ لوگوں نے خوشی ملنے پر یہ کہنا ہی چھوڑ دیا ہے کہ "تمہارے منہ میں گھی شکر" اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ ملک اس لئے بنایا گیا تھا کہ اس کی عوام اپنی خواہشات کو دبا کر حکومت کے مصنوعی بحرانوں کا شکار رہیں اور ان کے مسائل سے لڑتے رہیں۔ (عشرت جاوید لاہور)

صفائی نصف ایمان ہے

السلام علیکم: ہمارے پڑوسی برادر ملک چین میں چلتے چلتے اور راہ گزرتے ہوئے شہریوں کو تھوکنے کی ہرگز اجازت نہیں ہوتی اور خلاف ورزی پر جرمانہ بھی ہوتا ہے۔ چین ترقی یافتہ مہذب طاقتور ملک ہے اسکی وجہ ایمانداری اور راہ گزرتے تھوکنے کی بدعادت کو دور کرنے کا عمل ہی ہو سکتا ہے۔ یہاں لاہور میں دوپہر شام کا کھانا کھاتے ہیں تو لوگ راہ گزرتے اور ویگنوں بسوں میں بیٹھے ٹوتھ پک یعنی اپنے دانتوں میں تنکے مارتے دیکھے جاتے ہیں بسوں میں بیٹھے سگریٹ پیتے ہیں اور پان کھاتے ہوئے پان کی پیک باہر پھینکتے ہیں۔ ٹوتھ پکنگ اپنے گھروں میں کرنا تو اچھی بات کہی جا سکتی ہے۔ مگر راہ چلتے ہوئے دانتوں میں تنکے مارنا اور پان کی پیک پھینکنا بدترین قابل نفرت میری عادت ہے۔ اس کے علاوہ وطن عزیز کی سڑکیں اور راستے پان کی پیک سے سرخ اور بدنما داغوں سے بدنما ہو جاتی ہیں جو کہ ماحولیاتی آلودگی کے زمرہ میں آتی ہے اور طبیعت پر بہت گراں گزرتی ہے۔

اس بری عادت کے تدارک کے لئے اس عاجز کی عاجزانہ گزارشات یہ ہیں۔

1- کہ وطن عزیز کے راہ گزر راستوں کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے اور آلودگی کم کرنے کے لئے میں 2010ء پیدا ہونے والے بچوں کے لئے سگریٹ اور پان خوری روکنے کا قانون بنا دیا جائے۔

2- پان اور سگریٹ کی دکانیں رات 8 بجے بند کرنے کا قانون پاس کر دیا جانا چاہئے۔ اسکی خاص وجہ یہ ہے کہ پان کی دکانوں سے سگریٹ اور پان خریدنے والے رات بارہ بجے تک پان کھاتے اور سگریٹ پیتے ہوئے آپس میں ایک دوسرے کی ماؤں بہنوں کو گندی گالیاں نکالتے لڑتے جھگڑتے دیکھے جاتے ہیں۔ ان تمام قباحتوں کے تدارک کے لئے سرعام پان کی پیک تھوکنے اور سگریٹ نوشی سختی سے ممنوع ہونی چاہئے۔ حکیم پیر شاہ ولی اللہ لاہور۔

رانگ کال

ستارہ کا موڈ بہت خراب تھا وہ بار بار اپنے غصے کو کم کرنے کی کوشش کر رہی تھی تا کہ اس کا موڈ نارمل ہو جائے مگر کبھی کبھی غصے کو ختم ہونے میں بہت وقت بیت جاتا ہے اور اس وقت کے ختم ہوتے ہی انسان ایک اور غلطی کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔

اصل میں انسان کی زندگی میں کچھ لمحے بڑے عجیب اور مشکل ہوتے ہیں اور وہ لمحات، وہ وقت، وہ شامیں، وہ پل بکھرنے، سمٹنے یا ٹوٹنے کی علامت ہوتے ہیں۔ کوئی سنبھل جاتا ہے کوئی رک جاتا ہے اور کوئی بن چوار کے سفر پر چل پڑتا ہے۔ ایسا ہی اس دن ستارہ کے ساتھ ہوا۔ وہ غصے میں بے قابو ہو رہی تھی۔ اپنے جذبات و احساسات کو یکجا کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ اچانک اس کے موبائل پر ایک Unknown Call آ گئی اس نے یس کیا دوسری آواز بڑی دلکش اور مدھر تھی ستارہ نے سلام کیا تو اگلے شخص نے "وعلیکم السلام کیا

اس نے کہا کہ "آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں" جیسے ہی یہ الفاظ اس کے منہ سے ادا ہوئے اسی وقت ستارہ نے غصے سے جھڑک دیا اور کہا "میں آپ سے بات کرنا نہیں چاہتی" مگر وہ شخص یکدم ہی اپنے زبردست اور دل لبھانے والے انداز میں Request کرنے لگا کہ "پلیز آپ کی آواز بہت خوبصورت ہے صرف کچھ دیر کے لئے مجھ سے بات کر لیں۔ ستارہ نے اس کی بات مان لی اور کچھ دیر اس سے باتیں کرنے لگی بس وہیں سے ایک نئے اور مشکل دور کا آغاز ہو گیا۔

باتوں باتوں میں ستارہ کا غصہ بھی کہیں گم ہو گیا اور وہ اپنی مدھر دلکش اور خوبصورت آواز سے گفتگو کرنے لگی۔ تعلق رکھتی تھی۔ ذہنی وجذباتی اور مالی اعتبار سے انگنت مسائل کا شکار تھی مصائب و آلام کی بھٹی سے گزرنے کے باوجود وہ ایک اچھی لڑکی تھی دھیرے دھیرے وہ بھی اسے گھنٹوں باتیں کرتی۔ ان کالز نے ستارہ کو ایک غیر مخصوص طریقے سے متاثر کرنا شروع کر دیا۔ پھر وہ ایک ایسے مقام پر پہنچ گئی جہاں فیصلے کئے جاتے ہیں مگر فیصلے کے لمحات میں کیا ہوا... مراد نے اس کے انداز تکلم اور حسن کی تعریفیں کیں۔ اسے یہ یقین دلایا کہ ہم زندگی کی شاہراہ پر ساتھ ساتھ چلیں گے۔ مگر وہ لفظوں کا بازی گر تھا۔ لڑکیوں سے بات کرنے کا فن بخوبی جانتا تھا جذبات و احساسات کو محض وقت گزاری سمجھتا تھا۔ محبت جیسے لطیف جذبات کو وقت کا ضیاع گردانتا تھا انہیں خوبصورتی کے ساتھ بے وقوف بناتا اور یہی اس نے پھر ستارہ کے ساتھ بھی کیا۔

ایک خوبصورت ڈرامائی انداز اختیار کر کے اس کو چھوڑ کے چلا گیا مگر ستارہ نے اپنی زندگی کو اس فریبی کے نام سے منسوب کر دیا تھا اور اپنے شب و روز اس کے انتظار میں گزارتی اس دکھ اور اذیت کے لمحات نے اسے ڈپریشن کا مریض بنا دیا تھا۔ ہنستے بولتے والی زندگی کے رنگوں سے کھیلنے والی مگر اب اس کی زندگی بالکل اداس اور ویران ہو گئی تھی جبکہ دوسری طرف مراد پھر کسی اور لڑکی کو رانگ کال کے ذریعے بے وقوف بنانے میں لگا ہوا تھا۔

ایسے سینکڑوں واقعات آج کل دیکھنے میں آ رہے ہیں اس لئے ہمیں آج محبت جیسے خوبصورت جذبے کو ان رانگ کالز کے تسلط سے آزاد کرنا ہو گا۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو یہ باور کرانا ہو گا کہ جس رشتے کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہو گا اس کو کیسے اپنایا جا سکتا ہے؟ اس کی پائیداری کی کیا گارنٹی ہو گی؟

اصل میں ہوتا یوں ہے کہ ہمارے ہاں آج کل موبائلز پر رانگ کال کے ذریعے محبت کے سفر کو پروان چڑھایا جاتا ہے۔ چند ایک ملاقاتیں ہو جانے کے بعد اس بات کا فیصلہ کیا جاتا ہے کہ آیا زندگی کے سفر پر چلا جا سکے گا کہ نہیں یا پھر محض وقت گزاری کے لئے ایک دوسرے کے جذبات سے کھیلا جاتا ہے اس کھیل میں جس طرح جذبات کا خون کیا جاتا ہے۔ جس طرح سطحی سوچوں کے ساتھ جذبوں کو روندا جاتا ہے۔ ہمیں اس کی بیخ کنی کرنی چاہئے کیونکہ بہت سے کم عمر لڑکے اور لڑکیاں اس کو enjoyment Lifr کا نام دیتے ہیں جبکہ کبھی کبھی یہ enjoyment گلے بندے کی جان لے سکتی ہے جیسا کہ ستارہ کے ساتھ ہوا کہ وہ Sincerity کے ساتھ آگے بڑھتی گئی مگر مراد نے اس کے جذبوں کی قدر نہ کی اور اسے دکھی کر کے چلا گیا۔

دیکھنے میں آیا ہے کہ ٹین ایجز کے لئے اس قسم کی رانگ کالز میں بہت کشش ہوتی ہے ایک تو موبائل کمپنیز نے مختلف سستے Packages کو متعارف کروا دیا ہے جس کی وجہ سے آج موبائل کا استعمال ہر شخص کی پہنچ میں ہے۔ خاص طور پر یہ Teen agers کو تو یا ایک ایسا پلیٹ فارم مل گیا ہے جدھر سے وہ اپنے جذبات و احساسات کا کھل کے اظہار کر سکتے ہیں والدین کی عدم توجہی نے ایسی صورتحال کو مزید پروان چڑھنے میں مدد دی۔ کیونکہ نوجوان نسل کو تو ایک outlet چاہئے اور پھر وہ کچھ سوچے بنا اس راہ گزر پہ چلتے رہتے ہیں اور سب کچھ گنوا کے انہیں احساس ہوتا ہے کہ وہ کس دلدل میں پھنس گئے

(روشن نظیر عظیمی راولپنڈی)

آپ کا ہفتہ

حمل Aries

21 مارچ تا 20 اپریل — سیارہ مریخ' نمبر 9 پتھر' ہنا' حرف' ذ' ل' ع' ی' آ' آتشی' مذکر' دن منگل

کاروباری پوزیشن نا صرف خاصی مستحکم رہے گی بلکہ مالی نقصان کا بھی اندیشہ ہے۔ محتاط رہیں۔ شریک حیات سے غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ہے۔ گھریلو معاملات احتیاط سے نمٹائیں۔ تعلیمی سلسلے میں رکاوٹیں دور ہونے کا امکان ہے۔ گھریلو ماحول میں قدرے تلخی آئے گی۔ صدقہ دیں۔

ثور Taurus

21 اپریل تا 21 مئی — سیارہ زہرہ' نمبر 6 مبارک پتھر ہیرا' حرف ب' و' عنصر خاکی' مونث' دن جمعہ

رقم یا قیمتی اشیاء کا ضیاع ہونے کا امکان ہے۔ خصوصی نگہداشت کا اہتمام کریں۔ کاروباری پوزیشن حسب معمول رہے گی آمدنی میں اضافے کے ساتھ ساتھ اخراجات میں اضافہ ہوگا۔ گھریلو ماحول قدرے خوشگوار رہے گا۔ حسب منشاء جگہ پر نقل مکانی ہو سکے گی۔ جائیداد کی خرید و فروخت کے معاملات با آسانی طے پا جائیں گے۔

جوزا Gemini

22 مئی تا 21 جون — سیارہ عطارد' نمبر 5 مبارک پتھر زمرد' حرف ک' ق' عنصر بادی' مذکر' دن بدھ

دوستوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا کسی مخالف کی سازش کے نتیجے میں نقصان پہنچ سکتا ہے۔ احتیاط کریں۔ جائیداد کے سلسلے میں عزیز و اقارب کا تعاون حاصل رہے گا۔ نئے دوستوں سے فائدہ حاصل ہو سکے گا۔

سرطان Cancer

22 جون تا 23 جولائی — سیارہ قمر' نمبر 2' مبارک پتھر اوپل' حرف ح' و' عنصر آبی' مونث' دن پیر

بعض نئے دوست رسوائی کا باعث بن سکتے ہیں۔ محتاط رہیں۔ محبت رومانس سے متعلق توقعات پوری ہونے کا امکان نہیں ہے۔ عزیز و اقارب اور دیگر رشتہ داروں سے وابستہ توقعات پوری ہونے کے امکانات ہیں۔ سیاسی معاملات میں کامیابی حاصل ہوگی۔ تعلیمی میدان میں کامیابی کا امکان ہے۔

اسد Leo

24 جولائی تا 22 اگست — سیارہ شمس' نمبر 1' 4' مبارک پتھر روبی' یاقوت' حرف م' عنصر آتشی' مذکر' دن اتوار

رشتے داروں سے تعلقات مستحکم ہوں گے سفر کے سلسلے میں حسب منشاء نتائج حاصل ہوں گے کاروبار وسعت اختیار کرے گا آمدنی میں روز بروز اضافہ ہوگا البتہ کاروبار میں ضرورت سے زیادہ مصروفیات صحت پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ آرام کی ضرورت ہے۔ مزاج میں جذباتیت کا عنصر غالب رہے گا۔ جس کا بیجا اظہار گھریلو ماحول کو خراب بھی کر سکتا ہے۔

سنبلہ Virgo

23 اگست تا 23 ستمبر — سیارہ عطارد' نمبر 5 مبارک پتھر اوپل' حرف پ' ژ' عنصر خاکی' مونث' دن بدھ

کسی مقتدر شخصیت سے اچانک ملاقات کا امکان ہے مالی فائدے حاصل ہونے کا بھی امکان ہے۔ کسی خاص مقصد کے تحت اختیار کیا گیا سفر وسیلہ ظفر ہوگا۔ کاروباری پوزیشن حسب معمول بہتر رہے گی۔ جائیداد کی خرید و فروخت مفید رہے گی۔

میزان Libra

24 ستمبر تا 23 اکتوبر — سیارہ زہرہ' نمبر 6' مبارک پتھر ہیرا' حرف ت' ط' عنصر بادی' مذکر' دن جمعہ

خاندان کے کسی بزرگ سے غیر معمولی فائدہ حاصل ہونے کی توقع ہے۔ جب کہ دیگر رشتے داروں سے بھی وابستہ توقعات جزوی طور پر پورا ہونے کے امکان ہیں اولاد کے سلسلے میں کوئی عام خوشخبری ملے گی۔ غیر ملکی سفر فائدہ نہیں دے گا۔ لہٰذا ارادہ ترک کر دیں۔ ملازمت میں بہتری آئے گی۔

عقرب Scorpio

24 اکتوبر تا 22 نومبر — سیارہ مریخ' نمبر 9' مبارک پتھر مرجان' حرف ز' ن' ض' عنصر آبی' مذکر' دن منگل

راہ چلتے یا دوران ڈرائیونگ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ گھریلو ماحول بہتر رہے گا شریک حیات کی صحت کا خاص خیال رکھیں اور صدقہ دیں غیر ملکی سفر فائدہ مند رہے گا۔ دوست و احباب سے تعلقات مزید مستحکم ہوں گے۔ گھر میں مہمانوں کی آمد آمد رہے گی۔

قوس Sagittarius

23 نومبر تا 21 دسمبر — سیارہ مشتری' نمبر 3' مبارک پتھر پکھراج' حرف ف' عنصر آتشی' مذکر' دن جمعرات

ممکن ہو سکے تو فی الحال قانونی چارہ جوئی کا آغاز نہ کریں۔ فائدے میں رہے گا۔ کاروبار میں تبدیلی کے ارادے کو عملی جامہ پہنانا بہتر رہے گا۔ نیا کاروبار بھی سود مند رہے گا۔ گھر میں مہمانوں کی آمد سے گھریلو ماحول خوشگوار ہوگا۔ شادی یا نسبت طے پا جانے کا امکان ہے۔

جدی Capricorn

22 دسمبر تا 20 جنوری — سیارہ زحل' نمبر 8' مبارک پتھر نیلم' حرف ج' خ' گ' عنصر خاکی' مذکر' دن ہفتہ

محبت اور رومانس سے متعلق وابستہ توقعات پوری ہونے کے قوی امکانات ہیں۔ ملازمت میں ترقی کا امکان ہے۔ حسب منشاء جگہ پر تبادلہ بھی ہو سکتا ہے۔ افسران بالا سے تعلقات بہتر ہوں گے۔ دوستوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ کام کی زیادتی کی وجہ سے صحت متاثر ہونے کا امکان ہے۔ محتاط کریں۔

دلو Aquarius

21 جنوری تا 18 فروری — سیارہ زحل' نمبر 8' مبارک پتھر نیلم' حرف ٹ' س' ش' عنصر بادی' مذکر' دن ہفتہ

جائیداد کے سلسلے میں لاحق پریشانی صحت پر برے اثرات مرتب کرے گی۔ احتیاط کریں اور ذکر الٰہی میں کچھ وقت گزاریں۔ ملازمت کے سلسلے میں اعلیٰ افسران سے کشیدگی پیدا ہونے کا امکان ہے۔ صبر اور بردباری کا مظاہرہ کریں۔ کاروباری پوزیشن بہتر ہونے کے ساتھ ساتھ اخراجات میں بھی بے پناہ اضافہ ہوگا۔ لہٰذا اخراجات پر کنٹرول کریں کیونکہ مقروض ہونے کا اندیشہ ہے۔

حوت Pisces

19 فروری تا 20 مارچ — سیارہ مشتری' نمبر 3' مبارک پتھر پکھراج' حرف د' ذ' ی' عنصر آبی' مونث' دن جمعرات

کسی خاص مقصد کے تحت اختیار کیا گیا اندرون یا بیرون ملک سفر اچھے نتائج دے گا جائیداد کے معاملے میں عزیز و اقارب سے تعلقات قدرے کشیدہ ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا صبر اور تحمل کا مظاہرہ کریں ملازمت میں ترقی کا امکان ہے۔ کسی دیرینہ دوست سے اچانک ملاقات کا امکان ہے۔ خرید و فروخت کا موقع ہے فائدہ اٹھائیں۔ شادی یا بیاہ کے سلسلے میں سوچ و بچار سے قدم اٹھائیں۔

کولیسٹرول نارمل رکھیے

کولیسٹرول کی مناسب مقدار انسانی جسم میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کولیسٹرول بہت سی غذائی اشیاء مثلاً دودھ' پنیر' دہی' مکھن' گھی' انڈے' مچھلی' بیل اور بکرے کے گوشت میں وافر مقدار میں پایا جاتا ہے۔ انسانی میں جنسی ہارمون کی پیدائش اور وٹامن ڈی کے میٹابولزم کے لئے کولیسٹرول کی موجودگی ضروری ہوتی ہے۔

ایک عام سبزی کھانے والا شخص 200-400 ملی گرام کولیسٹرول صرف کرتا ہے جبکہ جو سبزی خور نہیں ہوتے وہ عام طور پر 400-600 ملی گرام کولیسٹرول روزانہ کھاتے ہیں جو یہ کھائی گئی خوراک سے حاصل کرتے ہیں۔

خون میں کولیسٹرول کی بڑی مقدار جگر سے تیار ہونے والے کولیسٹرول کی ہوتی ہے جس طرح دوسرے غذا کے اجزا انتڑیوں میں جذب ہونے کے بعد خون میں شامل ہوتے ہیں۔ اسی طرح غذائی چربی اور کولیسٹرول جب اس طریقہ سے خون میں شامل ہوتے ہیں تو وہ جزو بدن بننے کے لئے جگر کی طرف چلے جاتے ہیں۔ اور جگر میں کولیسٹرول 200 ملی گرام سے کم نارمل تصور ہوگا۔

دل کے امراض جو اکثر موت کا باعث بنتے ہیں۔ دل کے امراض میں سب سے نمایاں اور دیگر عوامل سے وہ قابل غور بات دل کی خون کی نالیوں کی بندش ہے۔ جس میں کولیسٹرول لیول کو نارمل رکھیں تو دل کے امراض سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ لیکن اکثر لوگ اس طرف توجہ نہیں دیتے غذا بے اعتدالی' سگریٹ نوشی' نشہ آور اشیاء کا استعمال مرغن غذاؤں کا بے تحاشا استعمال کرتے ہیں ہائی بلڈ کولیسٹرول کو نارمل سطح پر رکھ کر دل کے امراض سے بچایا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے لوگوں میں شعور پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ بروقت اپنا چیک اپ کروا کر اپنی صحت کو برقرار رکھیں۔ سگریٹ نوشی' ورزش کا فقدان' ہائی بلڈ پریشر اور بلڈ کولیسٹرول ہیں ہارٹ اٹیک کے لئے راہ ہموار کرتے ہیں۔

اگر بلڈ کولیسٹرول 200 ملی گرام لیول سے بڑھ رہا ہو تو اسے سنجیدگی سے لیں کیونکہ ہائی بلڈ پریشر کی طرح ہائی بلڈ کولیسٹرول کی شروع میں کوئی خاص علامات نہیں ہوتیں۔ مگر آہستہ آہستہ وہ جیسے جیسے دل کی شریانوں میں تنگی اور سختی آتی جاتی ہے۔ علامات پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ یعنی تنگی تنفس' چہرہ کا نیلا ہونا' چلتے وقت یا سیڑھیاں چڑھتے وقت سانس کا پھولنا وغیرہ

دبلا پن کمزور جسم

س: ڈاکٹر صاحب! میری عمر 17 سال ہے میرا وزن 41 سال ہے۔ دبلا پتلا جسم ہے۔ میرے گال پچکے ہوئے ہیں اچھی غذا بھی کوئی اثر نہیں کرتی۔ بھوک بھی لگتی ہے۔

ج: آپ calc phos-6x (4/4) گولی 4 مرتبہ

پیٹ کے کیڑے

س: میری بچی کی عمر چھ سال ہے رات کو سوتے وقت دانت پیستی ہے۔ بھوک بھوک کرتی رہتی ہے۔ مگر صحت کمزور ہے۔ رات کو سوتے میں بے چینی محسوس کرتی ہے۔

ج: آپ Cine/30 3/3 قطرے 4 مرتبہ دو گھونٹ پانی میں ڈال کر دیں۔

س: ڈاکٹر صاحب! میرے چہرے پر ٹھیک سے داڑھی نہیں آئی حالانکہ میرے تمام دوستوں کی داڑھی ٹھیک سے آئی ہوئی ہے۔ رشتہ داروں اور دوستوں میں شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔

ج: آپ زود ہضم سادہ غذا کا استعمال کریں' دودھ اور پھل' سبزیاں زیادہ لیں۔

نکسیر پھوٹنا

نکسیر پھوٹنے کی شکایت ہے کبھی کبھار تھوڑی نکسیر پھوٹے تو بغیر علاج سے ٹھیک ہو جاتی ہے لیکن نکسیر پھوٹنے کا رجحان بڑھ جائے تو اس کا علاج ضروری ہے۔ بعض اوقات وریدوں میں خون جمع ہو جاتا ہے۔ سخت وبائی بخار چوٹ اور نوجوان لڑکیوں میں حیض کی خرابیوں سے بھی نکسیر پھوٹنے کا رجحان ملتا ہے۔

نظر کی کمزوری

س: ڈاکٹر صاحب! آپ سے بالمشافہ ملاقات کر کے نظر کی کمزوری کے لئے نسخہ لیا تھا۔ اللہ کے فضل سے قرآن پاک پڑھ لیتا ہوں۔ نظر پہلے سے بہتر ہے۔

ج: آج چند دن یہ دوا مزید استعمال کریں اور یا قوی 100 مرتبہ روزانہ پڑھ لیا کریں۔

چہرے کے دانے

ناصرہ لاہور

چہرے کے دانوں سے پریشان تھی۔ آپ کے مشورے اللہ کے فضل سے چہرے کے دانوں میں 70 فیصد فائدہ محسوس ہوا ہے۔ سیاہ دانوں میں ابھی صرف 30 فیصد فائدہ ہوا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ میرا رنگ گورا ہو جائے۔

ج: آپ اس نسخہ کو جاری رکھیں۔ زود ہضم اور سادہ غذا کا استعمال کریں۔

شوگر

ذیابیطس شوگر ایک ایسا مرض ہے جس میں خون میں گلوکوز کا تناسب معمول سے زیادہ ہوتا ہے۔ ذیابیطس کا مرض اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب لبلبہ کی نشاستہ دار اشیاء کے عمل (میٹابولزم) کے لئے کافی مقدار میں انسولین پیدا کرنے کی صلاحیت یا تو کم ہو جاتی ہے یا مکمل طور پر ختم ہو جاتی ہے۔ جب خون میں گلوکوز کی مقدار 100 ملی میٹر پلازما میں 180 ملی لٹر سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ تو گلوکوز پیشاب کے راستے خارج ہونا شروع ہو جاتا ہے اور پیشاب میں شکر آنے کی وجہ سے مریض کو پیشاب بکثرت آنا شروع ہو جاتا ہے اور خاص طور پر پیشاب کی مقدار رات کے وقت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ پیاس زیادہ لگتی ہے' اکثر مریضوں میں بھوک کا بڑھ جانا' کمزوری' وزن میں کمی' اعصاب' گردے' بینائی' دل' خون کی نالیاں متاثر ہوتے ہیں۔ اگر ذیابیطس کا بروقت علاج نہ کیا جائے تو جسمانی پیچیدگیاں مثلاً پاؤں میں ٹھنڈک اور جلن کا احساس' گردوں کا فیل ہو جانا' اندھا پن' دل کے نقائص وغیرہ پیدا ہو سکتے ہیں۔ ذیابیطس کو کنٹرول کرنے کے لئے اگر ان باتوں کا خیال رکھا جائے تو اچھے نتائج برآمد ہوتے ہیں پانچ وقت نماز کی ادائیگی ضروری ہے۔ صبح کی سیر' باقاعدگی سے ورزش' تمباکو نوشی' ننگے پاؤں چلنے سے احتیاط' یہ وہ باتیں ہیں جو ذیابیطس کے مریضوں کے لئے ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔

حسن معاشرت

باہم مل جل کر رہنا اجتماعی زندگی بسر کرنا معاشرتی زندگی کہلاتا ہے۔ ایک اچھا معاشرہ وہ ہے جس میں مختلف لوگ اصول و اخلاق' خلوص و رواداری اور پیار و محبت کی بنیادوں پر باہم مل جل کر ساتھ رہتے ہیں اور زندگی کے کسی مقام کسی موڑ اور کسی مرحلے پر ایک دوسرے سے متصادم نہیں ہوتے۔ خلوص و محبت اور اخلاق و رواداری کے انہی احساسات کا دوسرا نام "حسن معاشرت" ہے۔ مذہبی' اصولی اور اخلاقی لحاظ سے ہر سماج اور معاشرے میں انسان کے مقام متعین ہیں نام اور مرتبے کا یہی تعین ہر شخص کے لئے اس کی شخصیت کی پہچان ہوتا ہے اور اگر شخص اپنے مقام اور حیثیت سے غافل ہو جائے یا معاشرتی اور باہمی تعلقات کے معاملوں میں افراط و تفریط کا شکار ہو جائے تو معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے' بے سکونی جنم لیتی ہے آپس کے تعلقات خراب ہوتے ہیں اور گونا گوں برائیاں معاشرے کو چاروں اطراف سے گھیر لیتی ہے۔ دراصل معاشرتی تعلقات میں بگاڑ اور خرابی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آج کا انسان اپنے حقوق کے مطالبے کے لئے تو بڑا مستعد ہے لیکن اپنے فرائض ادا کرنے میں کوتاہ اور حیلہ جو ہے اس کی ذہنیت نے معاشرے میں بڑی کشمکش اور افراتفری پیدا کر دی ہے۔ ایک مسلمان کے لئے تو جس طرح نماز روزہ زکوٰۃ اور خدا تعالیٰ کے دیگر فرائض بجا لانے ضروری ہیں اسی طرح خدا کی مخلوق اور اس کے بندوں کے حقوق سے عہدہ برا ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر عبادات خداوندی سے پہلو تہی کرنا عذاب اُخروی ہے تو اس کے بندوں کی حق تلفی بھی نقصان آخرت اور ناراضگی الٰہی کا سبب بنتی ہے۔ کوئی شخص خدا کا کتنا ہی تابع فرمانبردار اور عابد و زاہد کیوں نہ ہو اگر رشتہ داروں' دوستوں اور خدا کے بندوں کے ساتھ اس کی معاملہ بندی درست نہیں تو اس کی نجات مشکل ہے۔ رسول کریم نے فرمایا' کیا میں آپ کو ایسی چیز کی خبر دوں جن کا درجہ نماز روزہ زکوٰۃ اور صدقہ خیرات سے بڑھ کر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا حضور ضرور بتائیے۔ آپ نے فرمایا۔ "اصلاح ذات البین" آپس کے تعلقات کی درستگی۔ مگر بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے ہاں ظاہری طور پر تو اسلام کا پرچار بہت کیا جاتا ہے مگر عملی طور پر ہم اسلام سے کوسوں دور ہیں یہی وجہ ہے کہ ہمارے دل احساس و شعور سے خالی ہیں اور خود غرضی و غیر ذمہ داری کی آماجگاہ بن گئے ہیں ہمارے قول و فعل میں زمین آسمان کا تضاد ہے۔

جن باتوں سے دوسروں کو روکتے ہیں خود ان سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے۔ دل میں کچھ اور ہوتا ہے اور زبان پر کچھ اور۔ منافقت اور دوغلے پن کی یہ عادت ہمارے معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹ رہی ہے ہم بحیثیت انسان اگر اپنے کردار کی اصلاح کر لیں تو بحیثیت اشرف المخلوقات اپنا مقام و مرتبہ اور درجہ پہچانیں تو بھی ایک اچھے انسان کے روپ میں ہم ایک خوبصورت اور حسین معاشرہ تشکیل دے سکتے ہیں کیونکہ تہذیب و معاشرت کا بنیادی تعلق انسان سے ہی ہے۔ انسان کے باہمی تعلقات سے ہی تہذیب نشو و نما پاتی ہے اور اسی کی بنیاد پر ایک خوبصورت معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ جب کہ حدیث رسولؐ میں ارشاد ہے "تم اللہ کے بندے اور بھائی بن جاؤ۔"

دراصل "حسن معاشرت" کے لئے سب سے پہلے حسن کردار کی ضرورت ہے۔ اپنے حقیقی مقصد وجود کے شعور اور آگہی کی ضرورت ہے کیونکہ عظمت انسانی کے پردے میں ہی دراصل تہذیب و معاشرت کی نشو و نما کا راز پوشیدہ ہے۔ اسلام نے انسان کو مقام تکریم پر کھڑا کیا ہے کائنات کو خادم اور انسان کو مخدوم اور مالک قرار دیا ہے۔

اپنی شخصیت کو ہر طرح کی اخلاقی برائیوں سے پاک رکھیں۔ دیانت داری' سچائی' خلوص محبت و رواداری' بہادری' بلند حوصلگی و بلند ہمتی جیسی خصوصیات سے اپنے کردار کو روشن کریں کیونکہ یہ وہ روشنی نہ صرف ہمارے اندر اجالا بکھیرے گی بلکہ معاشرے کو بھی روشن و منور کر دے گی اور اس طرح سے ایک ایسا معاشرہ تشکیل پائے گا جو اسلام کا مثالی معاشرہ ہے اور جس کی مثالوں سے ہماری تاریخ بھری پڑی ہے۔

آپؐ نے اپنے اخلاق و عمل سے معاشرتی زندگی میں لوگوں کے لئے عظیم الشان مثال قائم فرمائی۔ آپ ایک بہترین مسلمان کی ہی حیثیت سے نہیں بلکہ دنیا آپ کو محسن انسانیت کے نام سے جانتی ہے۔ آپ کی خوبیوں میں سے اگر چند خوبیوں بھی ہم اپنے اندر پیدا کر لیں تو ان کی خوشبو سے پورا معاشرہ معطر ہو سکتا ہے روح کی پاکیزگی سے بلند خیالات جنم لیتے ہیں بلند خیالات سے اعلیٰ کردار تشکیل پاتا ہے اور اعلیٰ کردار معاشرے اور اعلیٰ کردار معاشرے کی دل کشی و خوبصورتی کا باعث بنتے ہیں۔ مختصراً یہ کہ ہم سب خود غرضی اور ذاتی مفاد سے بلند ہو کر دوسروں کے کام آئیں تو یہی نیکی اور فلاح کا راستہ ہے اپنے عشق و آرام اور ذاتی مفادات سے انسان کو جو خوشی اور راحت ملتی ہے وہ عارضی اور لمحاتی ہوتی ہے جبکہ اصل اور دائمی خوشی دوسروں کے کام میں پوشیدہ ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے اور تقاضائے وقت بھی یہی ہے کہ قربانی' ایثار' عزت و احترام اور ادب و مروت جیسے احساسات جو ہمارے ذہن و دل سے حرف غلط کی طرح مٹتے جا رہے ہیں اور بزرگوں کی چھوڑی ہوئی روایات اور اقدار جن کو ہم بہت قدامت پرستی کی علامت سمجھتے تھے ان کو دوبارہ اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں اور ان پرانی روایات کو اپنانے میں فخر محسوس کریں خود پہلے اچھے انسان بنیں اور پھر اس اچھائی کو پھیلائیں۔ خود سچ کہیں اور سچ سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔ خود بدی اور برائی سے بچیں اور دوسروں کو بری بات سے روکیں۔ خود اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کریں تاکہ دوسرے لوگ بھی آپ سے خوش معاملگی برتیں۔ اپنی ذات اور اپنے مفادات سے بلند تر ہو کر دوسروں کے لئے سوچنے اور دوسروں کے لئے کچھ کرنے کا جذبہ ہی دراصل نیکی ہے اور یہ ایک نیکی انسان کا اصل عمل ہے اور نیکی کا یہی عمل حسن معاشرت کا دوسرا نام ہے۔

(عائشہ سلیم۔ لاہور کینٹ)

تکمیل رسالت ﷺ کے مظاہر

ڈاکٹر اسرار احمد

آج 12 ربیع الاول 1431ھ ہے۔ سن ہجری کے حساب سے آج سے ٹھیک 1483 برس قبل گلشن ہستی میں ایک پھول کھلا تھا۔ یہ وہ پھول ہے کہ حیات دنیوی کے دوران ہی اس کی خوشبو سے پورا جزیرہ نمائے عرب معطر ہو گیا تھا، اور اس کے بعد 24 برس کے اندر اندر چوتھائی صدی سے بھی کم مدت میں پورا مغربی و وسطی ایشیا اور پورا شمالی افریقہ مشکبار ہو گیا تھا۔ آج ہم تاریخ کی جس دہلیز پر کھڑے ہیں، اس میں اس خوشبو کو ابھی مکمل ہونا ہے اور یہ خوشبو پورے گلوب کو اپنے لپیٹ میں لے کر رہے گی، انشاء اللہ۔ میں چاہتا ہوں کہ اس ضمن میں ایک، دو، تین، چار کے انداز میں آپ کو کچھ باتیں بتاؤں، تا کہ آپ انہیں ذہن نشین کر لیں۔ ختم نبوت ہمارے عقائد کا لازمی جزو ہے یعنی نبی اکرم ﷺ اللہ کے آخری نبی اور آخری رسول ہیں۔ ختم نبوت کے دو مفہوم ہیں، جن میں سے ایک بہت عام ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا تعلق شریعت اور قانون سے ہے۔ ختم نبوت کا وہ مفہوم یہ ہے کہ آپ آخری نبی، آخری رسول ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی، کوئی رسول نہیں۔ آپ کے بعد جس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا وہ جھوٹا، دجال، کذاب، کافر، مرتد ہے اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ اس پہلو پر علماء نے پوری توجہ کی ہے۔ اور بھرپور دلائل دیے ہیں۔ ختم نبوت کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ آپ پر نبوت و رسالت کی تکمیل ہوئی ہے۔ اس مضمون کے بیان کے لیے قرآن مجید کی جو آیت ہے وہ تین مرتبہ آئی ہے۔ ﴿هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ﴾ (سورۃ التوبہ 33، سورۃ الفتح 28، سورۃ الصف 9) یہ آیت تکمیل نبوت و رسالت کی مظہر ہے۔ اس آیت کے حوالے سے محمد رسول اللہ ﷺ کا مقام سمجھ میں آتا ہے۔ دراصل نبوت و رسالت جو مسلسل چلی آ رہی تھی، آپ پر ختم ہو گئی، جبکہ حضور ﷺ کا وہ مقام جو انبیاء کرام کی مقدس جماعت میں معین ہوتا ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ آپ پر نبوت و رسالت کی تکمیل ہوئی ہے۔ ختم نبوت کے پہلے مفہوم کے حوالے سے دو احادیث ملاحظہ کیجئے، ایک جامع ترمذی کی روایت ہے۔ جسے حضرت ثوبانؓ نے بیان کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "یقیناً میری اُمت میں تیس افراد ایسے اٹھیں گے جو کذاب (یعنی جھوٹے) ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک کا یہ زعم ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" دوسری حدیث سنن ابی داؤد سے ہے۔ اور اس کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تیس ایسے دجال نہ نکل آئیں جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔" پہلی حدیث میں "کذابون" کہا گیا ہے۔ دوسری میں "دجالون" کہا گیا ہے۔ دجل کا مطلب ہے کہ کسی شے کی حقیقت پر پردہ ڈال دینا۔ اگر کسی نے پیتل کی چیز پر سونے کا پانی پھیر دیا، تو یہ دجل ہے۔ ایک دجل یہ ہے کہ آدمی کسی ایسی بات کا دعویٰ کرے جو وہ فی الواقع نہ ہو۔ بہرحال حضور ﷺ نے فرمایا: جب تک تیس دجال نہیں نکل جائیں گے، قیامت قائم نہیں ہوگی۔ ان تیس میں سے چند تو حضور ﷺ کے دور میں ہی یا آپ کے وصال کے فوراً بعد آ گئے تھے، جن میں بہت بڑا فتنہ مسیلمہ کذاب تھا۔ وہ یمامہ کا بڑا سردار تھا، جو طاقتور قبیلہ تھا۔ اس کے خلاف جہاد میں سینکڑوں صحابہؓ اور حفاظ شہید ہوئے۔ مسیلمہ کذاب کو بڑی طاقت حاصل ہو گئی تھی۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے اسے شکست دی اور وہ قتل ہوا۔ اس کے بعد بھی وقتاً فوقتاً ایسے لوگ اٹھتے رہے ہیں۔ ہمارے قریب کے زمانے میں ایک بہاء اللہ ایرانی کھڑا ہوا تھا۔ آج بھی اس کے ماننے والے دنیا میں ہیں، کیونکہ مغربی دنیا ان کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ دراصل جن لوگوں نے بھی ختم نبوت کی مہر کو توڑا ہے، وہ ان دشمنان اسلام کے محبوب بن گئے۔ چنانچہ دور حاضر کا نبوت کا دوسرا دعوے دار غلام احمد قادیانی تھا، آج اس کے پیروکاروں (قادیانیوں) کو بھی امریکہ، کینیڈا، انگلینڈ میں بڑی پشت پناہی حاصل ہے۔

اب وہ حدیث بھی ملاحظہ کیجئے جو ختم نبوت و رسالت کے دوسرے مفہوم یعنی اتمام نبوت و رسالت کے اعتبار سے ہے۔ یہ بھی حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے اور متفق علیہ ہے۔ آپ نے فرمایا: "یقیناً میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک عالیشان عمارت تعمیر کی، اس نے اس عمارت کو بہت عمدہ اور خوبصورت بنایا، سوائے اس کے کہ اس کے کونوں میں سے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ پھر لوگ آ کر اس عمارت کے چکر لگانے لگے اور (اس کی خوبصورتی اور عظمتِ شان پر) تعجب کا اظہار کرنے لگے۔ اور لوگ کہتے: بھلا یہ اینٹ کیوں نہ لگائی گئی؟ آپ نے فرمایا: وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔" ایک اور روایت ہے "میں وہ اینٹ یا وہ پتھر ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

ان احادیث کے بعد غور فرمایئے اس آیت کی طرف، ﴿هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ﴾ قرآن میں یہ آیت تین مقامات پر آئی ہے۔ دو جگہوں پر اس کا اختتام ان الفاظ کے ساتھ ہے ﴿وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾ اور ایک جگہ ہے: ﴿وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا﴾۔ اس آیت کا وہ حصہ جو تینوں مقامات پر بالکل یکساں ہے، اور اس میں شوشے کا بھی فرق نہیں وہ ہے، ﴿هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ﴾ دوسری یہ بات نوٹ کیجئے کہ یہ الفاظ قرآن میں کسی اور رسول کے لیے نہیں آئے۔ انبیاء و رسل کے لیے بعض الفاظ مشترک ہیں۔ مثلاً سارے انبیاء بشیر تھے، حضور بھی بشارت دینے والے ہیں۔ سارے خبردار کرنے والے تھے، حضور ﷺ بھی خبردار کرنے والے ہیں۔ اسی طرح مبلغ، معلم، ناصح اور شاہد کے الفاظ بھی انبیاء کے درمیان مشترک ہیں۔ لیکن قرآن مجید میں حضور ﷺ کے لیے جو الفاظ تین مرتبہ آئے ہیں، کسی اور رسول یا نبی کے لیے نہیں آئے۔ معلوم ہوا کہ یہی آیت ہے جو حضور ﷺ کی امتیازی حیثیت کو واضح کرتی ہے۔ اس پر بھرپور توجہ کی جانی چاہیے۔ اس آیت کا ترجمہ ہے: "وہی ہے اللہ جس نے بھیجا اپنے رسول (محمد ﷺ) کو، الھدیٰ (ہدایت) اور دین حق کے ساتھ تا کہ اُس (دین حق) کو غالب کر دے پورے نظام زندگی پر، (تمام ادیان پر، تمام نظاموں پر)"۔ یہ آیت درحقیقت نبوت اور رسالت دونوں کے اعتبار سے، حضور ﷺ پر تکمیل اور اتمام کی مظہر ہے۔ حضور ﷺ کو دو چیزیں دے کر بھیجا گیا ہے، ان میں تکمیل کا پہلو کیا ہے۔ پہلی چیز ہے الھدیٰ (The guidance) یعنی قرآن مجید۔ ہدایت تو وحی کی شکل میں آدم سے چلی آ رہی ہے۔ حضور ﷺ تک آتی رہی ہے۔ لیکن اصل بات سمجھنے کی یہ ہے کہ اس ہدایت میں ارتقائی عمل جاری رہا ہے۔ یہ ارتقاء کے مرحلوں سے گزرتی ہوئی تکمیل کو پہنچی ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ دیکھئے، ایک دور وہ تھا جب انسان ذہنی اعتبار سے، شعور کے اعتبار سے عہد طفولیت میں تھا۔ ابھی نہ کوئی تمدن تھا، نہ کوئی تہذیب، نہ کوئی فلسفہ، نہ کوئی سائنس، نہ کوئی علوم اور نہ کوئی یونیورسٹیاں تھیں۔ اس وقت انسانی شعور کی جو سطح تھی، اسی کے مطابق ہی ہدایت دی جا سکتی تھی، کامل ہدایت نہیں دی جا سکتی تھی۔ جس کی سادہ سی مثال یہ ہے کہ آپ کا بچہ پرائمری کا طالب علم ہے۔ آپ اس کے لئے پی ایچ ڈی استاد رکھ دیجئے۔ تو وہ اسے کیا پڑھائے گا۔ ظاہر ہے وہی کچھ پڑھائے گا جو بچہ پڑھنے کی استطاعت رکھتا ہے۔ لہٰذا یہ ہدایت ہر دور کی ذہنی اور شعوری سطح کے مطابق ترقی کرتے کرتے ایک خاص مقام تک پہنچی ہے۔ جب انسانی شعور، انسانی ذہن اور انسان کی صلاحیت فکری اعتبار سے اس جگہ پر پہنچ گئی، جسے ہم کہیں گے کہ وہ mature ہو گیا تو اب اسے کامل ہدایت دے دی گئی جس کی روشنی میں اگلا راستہ وہ خود دیکھ سکتا ہے۔ اسی کا نام اجتہاد ہے۔ البتہ یہاں ایک بات نوٹ کر لیجئے، یہ بات میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں کہی، وہ یہ کہ ہدایت کے دو حصے ہیں۔ ایک ہدایت اُصولی ہے یعنی ایمانیات جو ماورائی حقیقتوں کی ہدایت ہے۔ یہ کائنات کیا ہے؟ آخرت کیا ہے؟ جنت اور دوزخ کیا ہے؟ موت کے بعد کیا ہوتا ہے؟ فرشتوں کا معاملہ کیا ہے؟ یہ ساری چیزیں ماورائی ہیں۔ یہ میٹافزیکل ہدایت اول روز سے کامل ہے۔ تمام انبیاء نے ایک ہی تعلیم دی ہے، کیونکہ ایمان تو وہی ہے۔ دوسری ہدایت عملی ہے۔ عمل کا معاملہ کہ کیا کرو کیا نہ کرو، کیا مسائل ہیں، یہ معاملہ مختلف ادوار میں مختلف رہا ہے۔ ظاہر ہے انسان کی زندگی جب ابتدائی دور میں تھی تو اس کو اسی کے حوالے سے ہدایت کی ضرورت تھی۔ اور ترقی کرتے ہوئے جب تدریجاً ارتقاء پذیر ہو کر آج سے چودہ سو برس قبل انسان شعور کی پختہ سطح کو پہنچ گیا تو اب اُسے آخری اور کامل ہدایت نامہ دے دیا گیا۔ دوسری چیز دین حق ہے یعنی مکمل نظام جو مبنی برحق ہے۔ سب سے بڑا حق کیا ہے؟ یہ کہ کائنات اللہ کی ہے، اس پر اسی کا حکم چلنا چاہیے۔ دین حق سے مراد پورا نظام زندگی ہے جو اللہ کی حاکمیت کے اصول پر مبنی ہے۔ دین کا تقاضا ہے کہ پوری زندگی کے تمام اصول اور تمام انفرادی اور اجتماعی پہلو اللہ کی بندگی اور عبادت کے اندر آ جائیں۔ یہ دین حق ہے۔ یہی نظام عدل ہے۔ اس دین حق کو بالفعل قائم کرو، غالب کرو۔ یہ کٹھن ترین کام ہے۔ آپ تبلیغ کیے جائیں۔ ہو سکتا ہے کوئی آپ کو کنکر مار دے، کوئی آپ کا مذاق اڑا دے، اور کیا کرے گا، لیکن آپ ایک نظام کو چیلنج کریں تو نتائج مختلف ہوں گے۔ دنیا میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہوتی جہاں اجتماعی نظام نہ ہو۔ یا تو ملوکیت ہوگی یا پھر جمہوریت۔ سرمایہ داری ہوگی یا کیمونزم۔ کوئی نہ کوئی نظام ضرور ہوگا۔ ایک نظام آپ کے پاس ہے جسے آپ نافذ کرنا چاہتے ہیں، تو آپ کو پہلے سے موجود نظام کو جڑ سے اکھیڑنا پڑے گا، تب وہ دوسرا نظام آئے گا۔ جیسے دو تلواریں ایک نیام میں نہیں آ سکتیں، اسی طرح ایک جگہ دو نظام نہیں ہو سکتے۔ ایک جگہ پر سو مذہب ہو سکتے ہیں۔ آپ امریکہ میں جا کر دیکھ لیجئے، سو مذہب مل جائیں گے، مسجدیں بھی بن رہی ہیں۔ مندر، گردوارے وغیرہ سب بن رہے ہیں۔ وہاں پروٹسٹنٹ کے سینکڑوں چرچ ہیں۔ ہر چرچ اپنی جگہ پر ایک فرقہ ہے۔ کیونکہ جب پوپ سے بغاوت کی تو مرکزی نظام ختم ہو گیا۔ بہرحال کسی جگہ مذاہب سو بھی ہو سکتے ہیں لیکن نظام ایک ہی ہوگا، دو نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا یہ ہے واحد مشن جو آپ کو دیا گیا ہے۔ جس کو کہا جائے گا کہ یہ انقلابی مشن تھا کہ استحصالی نظام کو ختم کر کے اس کی جگہ آپ اللہ کا نظام حق نافذ کریں۔ سیرت مطہرہ ہمارے سامنے ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو دین حق کو غالب کرنے کے لیے کیا کچھ قربانیاں دینی پڑی ہیں۔ کیسی کیسی محنت کرنی پڑی ہے۔ آپ کے جاں نثاروں پر کیسی کیسی سختیاں آئی ہیں۔ حضرت خبابؓ دہکتے انگاروں پر لٹائے گئے۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ برہنہ کر کے گھر سے نکالے گئے۔ حضرت بلالؓ کی گردن میں رسی ڈال کر انہیں گلیوں میں گھسیٹا گیا۔ بہرحال رسالت کے ضمن میں تکمیلی مقام یہ ہے کہ آپ نے صرف انفرادی طور پر نصیحت اور وعظ اور صرف انفرادی طور پر لوگوں کا تزکیہ ہی نہیں کیا بلکہ آپ نے پورا نظام زندگی عملاً بدل کر دکھا دیا اور دنیا کو ایک نیا نظام، تمدن، تہذیب اور تعزیراتی قانون دیا۔ دوسری بات تکمیل رسالت کے ضمن میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے یہ سارا کارنامہ انسانی سطح پر جدوجہد کے ذریعے سرانجام دیا ہے۔ آپ نے 23 برس کے اندر عظیم انقلاب برپا کر دیا۔ ایسا نہیں ہوا کہ ایک دعا مانگی اور سو آدمی آ گئے۔ دوسری دعا مانگی اور ہزار آدمی آ گئے۔ دس برس تک دن رات کی محنت و مشقت کے نتیجے میں بمشکل سو آدمی ایمان لائے تھے۔ تکمیل رسالت کے ضمن میں تیسری بات یہ ہے کہ آپ کو پوری نوع انسانی کے لیے بھیجا گیا۔ قرآن میں جہاں حضور ﷺ کی دعوت آتی ہے وہاں خطاب ساری انسانیت سے ہوتا ہے۔ یاایھاالناس یعنی اے لوگو! اے بنی نوع آدم کے الفاظ آتے ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن حکیم میں پانچ بار یہ مضمون آیا ہے۔ ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا﴾ (سورۃ سبا 28) "(اے نبی) ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر تمام بنی نوع انسان کے لیے بشیر اور نذیر بنا کر۔" دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ (سورۃ الانبیاء 107) "ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔" سورۃ الاعراف میں فرمایا: ﴿قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا﴾ "اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔" یعنی صرف عرب کی طرف نہیں ہوں۔ یہ تکمیل نبوت و رسالت کا آخری نکتہ ہے۔ لیکن اس کا تعلق مجھ سے اور آپ سے ہے۔ یہ دین کامل اور یہ ہدایت کامل ہے۔ اگر حضور ﷺ عرب کے لیے بھیجے گئے ہوتے تو عرب میں تو آپ نے دین غالب کر دیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے کہ صحابہ کرامؓ عرب سے نکلے ہیں۔ تا کہ عرب دنیا سے باہر بھی دین کو غالب کریں۔ ان کے بعد یہ ذمہ داری ہماری ہے، یعنی جب تک پوری نوع انسانی کے اوپر یہ دین حق غالب نہیں ہوتا، حضور ﷺ کی بعثت کا مقصد شرمندہ تکمیل نہیں ہوگا۔ یہ لمحہ فکریہ میرے اور آپ کے لیے ہوگا۔ یہ کام اسی طریقے پر ہوگا جس پر کہ حضور ﷺ نے کیا۔ اِدھر اُدھر سے مستعار طریقے مانگ کر نہیں ہوگا۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ الیکشن ہوتے ہیں، ہم الیکشن میں حصہ لیتے ہیں۔ کامیاب ہو کر اسلام نافذ کر دیں گے۔ بعض کا خیال ہے کہ دعوت و تبلیغ کرتے رہو، جب سب ٹھیک ہو جائیں گے، نظام ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ انہونی باتیں ہیں۔ دین حق غالب ہوگا تو اسی طریقے سے جو محمد عربی ﷺ نے اختیار فرمایا تھا۔ بہرحال دین کل روئے ارضی پر غالب ہوگا۔ اس کی خبریں خود الصادق و المصدوق ﷺ نے دی ہیں۔ حضرت ثوبانؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"اللہ نے میرے لئے پوری زمین کو لپیٹ دیا، تو میں نے زمین کے سارے مشرق دیکھ لیے، سارے مغرب دیکھ لیے اور سن رکھو، میری اُمت کی حکومت ان تمام علاقوں پر قائم ہو کر رہے گی جو زمین کو لپیٹ کر مجھے دکھا دیے گئے۔" (صحیح مسلم) اسی طرح مقداد ابن اسودؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا: "اس روئے ارضی پر نہ اینٹ گارے کا بنا ہوا کوئی گھر بچے گا، نہ کوئی خیمہ رہے گا جس میں اللہ کلمۂ اسلام کو داخل نہ کر دے۔" (مسند احمد) یہ پیشین گوئیاں محمد رسول اللہ ﷺ کی ہیں، وھوالصادق المصدوق۔ اس لیے ہمارا یقین ہے کہ یہ دین ضرور غالب ہونا ہے۔ اور آج اس کی شہادت دنیا دے رہی ہے۔ دنیا اسلامی نظام سے ڈر رہی ہے۔ وہ کہتے ہیں اسلامی بنیاد پرستی (Islamic Fundamentalism) سے ہمیں خطرہ ہے، ہماری تہذیب اور ہمارے نظام کو خطرہ ہے۔ میں حیران ہوتا ہوں۔ ہمیں تو مسلمانوں کے اندر کوئی جوش و خروش، کوئی جدوجہد، کوئی محنت، کوئی جماعت، کوئی تحریک نظر نہیں آ رہی، لیکن انہیں نظر آ رہی ہے۔ وہ دیکھ رہے ہیں اس امت کی خاکستر میں اب تک شرار آرزو موجود ہے۔ امت کے اندر ایک اُمنگ ہے، ایک تڑپ ہے، یہ مرنے کو بہت آسان سمجھتے ہیں۔ ہمیں جتنی محبت زندگی سے ہے، اس سے زیادہ محبت انہیں موت سے ہے۔ جب یو ایس ایس آر ختم ہو رہا تھا تو انہوں نے نیٹو کو از سر نو آرگنائز کیا۔ کسی نے نیٹو چیف سے پوچھا کہ یو ایس ایس آر تو ختم ہو گیا، اب آپ کو کس کا خطرہ ہے۔ اس نے جواب دیا اب ہمیں اسلامک فنڈامنٹلزم کا خطرہ ہے۔ یہ بات ابلیس بہت پہلے سے جانتا ہے۔ ابلیس کی مجلس شوریٰ میں اقبال نے اس کی بات نقل کی ہے۔

ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اس اُمت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرار آرزو

اس امت میں ایک جذبہ ہے جو ابھی سویا ہوا ہے جیسے انگارے کے اوپر راکھ آ جائے لیکن اس کا مطلب نہیں ہے کہ اندر آگ نہیں ہے۔ اگرچہ آگ نظر نہیں آ رہی، راکھ ہے، لیکن اس راکھ کے نیچے دبی ہوئی چنگاریاں موجود ہیں۔ اگرچہ اس وقت بدقسمتی یہ ہے کہ امت غلط راستوں پر بھٹک رہی ہے۔ بعض جماعتوں کے نزدیک صرف تبلیغ یا صرف الیکشن کے راستے سے دین غالب کیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے صرف اسی طریقہ انقلاب کو اختیار کرنے سے دین قائم ہوگا جو نبی اکرم ﷺ نے اختیار فرمایا۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ آپ نے انقلاب کیسے برپا کیا۔ یہ ہم میں سے ہر ایک کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ یہ ہمارے کندھوں پر حضور ﷺ کا قرض ہے۔ تمہیں ڈر ہے جانیں چلی جائیں گی، کیا ڈھائی سو سے زیادہ صحابہؓ نے جانیں نہیں دی تھیں؟ نبی اکرم ﷺ کے اس قول کے بعد ہمارے پاس کیا جواب ہوگا۔ "میری بڑی خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں گا۔ پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں"۔ کیا نبی اکرم ﷺ نے غلبہ دین حق کی راہ میں تکلیفیں نہیں اٹھائیں؟ آپ نے پیٹ پر پتھر کیوں باندھے؟ آپ کے جسم اطہر پر پتھراؤ کیوں ہوا تھا؟ پورے تین سال آپ اور آپ کا خاندان بنی ہاشم قید میں رہے تھے، وہ قید بھی کیسی تھی۔ قیدیوں کو تو آپ کھانے کو دیتے ہیں۔ شعب ابی طالب میں تو کھانا پہنچانے کی بھی پابندی تھی۔ دامن اُحد میں نبی اکرم ﷺ کے خون کا فوارہ چھوٹا۔ یہ محنت ہے اُمت پر۔ حضور ﷺ اس کام کو کر سکتے تھے اور کوئی کانٹا بھی نہ چبھتا، اللہ تعالیٰ اس پر قادر تھا لیکن پھر ہمارے لیے عذر ہو جاتا۔ وہ تو رسول ﷺ تھے، اب ہم کیسے کریں۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے خالص انسانی جدوجہد (Human Struggle) کے ذریعے یہ انقلاب برپا کیا تا کہ ہمارے لیے کوئی مشکل نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی توفیق دے۔

نعت خیر الامم

حق راستے تیرے قدم' یا مصطفیٰ خیر الامم
سب منزلیں تجھ میں بہم' یا مصطفیٰ خیر الامم
اخبار حق کی شہ خبر' تو آخری پیغامبر
تو لوح بھی تو ہی قلم' یا مصطفیٰ خیر الامم
احکام رب تجھ پر وحی' تو روشنی ہی روشنی
دل پر ترے قرآن رقم' یا مصطفیٰ خیر الامم
ہر آگہی تیری سعی' پیغام حق کا منتہی
تو علم کا اونچا علم' یا مصطفیٰ خیر الامم
اطوار تیرے آفریں' اقدار تیری دل نشیں
تجھ سے ہے امت کا بھرم' یا مصطفیٰ خیر الامم
اے رہرو خلد بریں' تو رحمت اللعالمین
اللہ کا ہم پر کرم' یا مصطفیٰ خیر الامم
خوباں میں تو ہی خوب ہے' اس کا بھی تو محبوب ہے
کھاتے ہیں جس کی ہم قسم' یا مصطفیٰ خیر الامم

ابصار عبدالعلی

آداب النبی ﷺ

اللہ تعالیٰ کا انسان پر احسان کامل ہے کہ اسے اشرف المخلوقات بنایا اور اس کے لئے پوری کائنات کو مسخر کر دیا۔ اس نے اسے خوش نما وجود بخشنے سے پہلے اپنی نوری مخلوق (فرشتے) جو ہر وقت اپنے مالک کے اوامر و نواہی کے بجالانے اور اس کے تحمید و تقدیس میں صبح و شام مصروف رہتے ہیں کے سامنے بطور فخر تذکرہ فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں، ان کے سوال کرنے پر خود ہی دفاع بھی کیا۔

احسان کی تکمیل یہیں ختم نہیں بلکہ اس کی ہدایت و رہنمائی کیلئے انہی میں سے مثالی انسان (انبیاء اکرام) کو پیدا فرمایا۔ جو قریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب ہیں۔ ان پر تین سو پندرہ کتابیں اور صحائف نازل فرمائے۔

انسانیت وانبیاء اکرامؑ کا آغاز ایک ہی شخص (آدمؑ) سے ہوا اور نبوت کا اختتام آقائے نامدار محمد عربیؐ پر ہوا۔ زمانے میں انقلاب آتے رہتے ہیں' کبھی تاریکیاں پھیلتی ہیں تو کبھی روشنیاں پھوٹتی ہیں، آپ کی بعثت سے قبل دنیا کے اخلاقی' معاشرتی' معاشی' سیاسی' تمدنی اور مذہبی حالات بے حد خراب تھے اس لئے انسانیت کو ایک عالم گیر مصلح کی ضرورت تھی۔ جب آپ کو نبوت ملی اس وقت ساتویں صدی عیسوی کا ابتدائی زمانہ تھا۔ نبی کا ادب واحترام اور ان کی تعظیم و توقیر بھی ماننے والوں پر بے حد ضروری ہوتی ہے اس کی تاکید رب ارض و سما نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں یوں فرمائی ہے۔

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسولؐ سے آگے نہ بڑھو اور ڈرتے رہو بے شک اللہ سنتا اور جانتا ہے۔ (الحجرات 1)

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سچی فرمانبرداری اور تعظیم و تکریم اسی وقت میسر ہو سکتی ہے جب خوف خدا دل میں ہو، اگر دل میں ڈر اور محبت نہ ہو تو بظاہر ان کے احکام کو سامنے رکھے گا لیکن فی الحقیقت ان کو اپنی اندرونی خواہشات و اغراض کی تحصیل کے لیے ایک آلہ کار بنائے گا۔

''اے ایمان والوں اپنی آواز کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ہی تم ان سے ایسے بات کرو جیسے تم آپس میں کرتے ہو۔ یہ نہ ہو تمہارے اعمال خراب ہو جائیں اور تمہیں اس کی خبر نہ ہو (الحجرات 2)

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو صحابی رسولؐ حضرت ثابت بن قیسؓ راستے ہی میں بیٹھ کر رونے لگے۔ حضرت عاصم بن عدیؓ ادھر سے گزرے اور رونے کا سبب دریافت فرمایا تو حضرت ثابتؓ نے کہا کہ مجھے خوف ہے کہ یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ میری آواز بلند ہے۔ وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور اپنی بیوی حضرت جمیلہ بنت عبداللہؓ سے کہہ کر اپنے آپ کو گھوڑوں کے اصطبل میں قید کر لیا اور کہا کہ میں اس وقت تک یہاں سے نہ نکلوں گا جب تک مجھے موت نہ آجائے یا پھر اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو مجھ سے راضی نہ کر دیں۔ حضرت عاصمؓ نے سارا ماجرا رسول اللہ کو سنایا تو آپؐ نے انہیں بلا بھیجا جب حضرت ثابتؓ حاضر خدمت ہوئے تو آپؐ نے رونے کی وجہ دریافت فرمائی حضرت ثابتؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری آواز اونچی ہے مجھے خوف ہے کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم قابل تعریف زندگی گزارو گے، شہادت کی موت مارے جاؤ گے اور جنت میں داخل ہو گے۔ یہ سن کر حضرت ثابتؓ خوش ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ میں اللہ تعالیٰ اور آپ کی اس بشارت پر راضی ہوں، اب میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے سامنے کبھی بھی اونچی آواز سے نہ بولوں گا۔

آپ کا ادب واحترام جس طرح سے حیات مبارکہ میں تھا بالکل اسی طرح سے آج بھی ضروری ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے مسجد نبویؐ میں دو شخصوں کی بلند آواز سنی تو ان کو تنبیہ فرمائی کہ اگر تم لوگ طائف کے نہ ہوتے بلکہ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔ افسوس کی بات ہے کہ تم مسجد نبوی میں اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو۔ اس سے علماء امت نے یہ حکم اخذ کیا ہے کہ آپ کا احترام و توقیر اب بھی لازم ہے۔

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ کامل مسلمان بننے کیلئے ادب شرط اول ہے اور یہ وہ اسلامی قدر ہے جس پر آغاز اسلام ہی سے زور دیا جاتا رہا ہے۔ ادب تکبر کی ضد ہے، تکبر انسان کو تباہ کر دیتا ہے۔ ادب انسان کی شخصیت کو تمام آلائشوں اور کوتاہیوں سے منزہ کرتا ہے تا آنکہ انسان کا وجود مسجد کی طرح پاک وصاف ہو جاتا ہے اور اسی میں انسان کی دنیا و آخرت کی فلاح ہے۔

حافظ رضوان علی (ایم فل)

پاکستان اسلام کی تجربہ گاہ

قائد اعظمؒ اور رحمتہ للعالمین ﷺ

13 جنوری 1948ء کو اسلامیہ کالج پشاور سے خطاب کرتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناح، گورنر جنرل پاکستان نے فرمایا:

''ہم نے پاکستان کا مطالبہ زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کیلئے نہیں کیا تھا بلکہ ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں''۔

قائد اعظم کی نظر میں پاکستان کا خطہ جغرافیائی طور پر اس لئے حاصل کیا جا رہا تھا تا کہ یہاں اسلامی تہذیب وثقافت اور اسلامی اصولوں کا تجربہ کیا جا سکے جس کے بعد دنیا پر یہ ثابت کیا جائے کہ دین حق صرف اور صرف اسلام ہے۔ دیگر تمام ادیان باطل ہیں، وہ نہ تو پنپ سکتے ہیں اور نہ ہی انسانیت کے کام آ سکتے ہیں۔

قائد اعظم پاکستان کو ''اسلام کی تجربہ گاہ'' سمجھتے تھے اور اس کے قیام و بقا کی خاطر وہ جان کی بازی لگا دینے سے بھی گریز نہ کرتے تھے۔ حب الوطنی جزو ایمان ہے۔ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے وطن کی خاطر شہید ہو جائے۔ مولانا حالی نے کیا خوب فرمایا ہے:

حب وطن کی دولت جس کو نہیں ملی ہے
سمجھو اس آدمی میں ایمان کی کمی ہے

قائد اعظم پاکستان کو دنیا کی عظیم ترین قوم جانتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ مسلمان اس مہم کی خاطر شہید ہو جائے لیکن اس پر آنچ نہ آنے دے ان کا ایقان تھا کہ عزت، وقار اور سرفرازی قربانی دیے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے 30 اکتوبر 1947ء کو لاہور میں ملت اسلامیہ کے نام اپنے پیغام میں فرمایا:

''اس وقت میں آپ سے صرف اس بات کا طلب گار ہوں کہ میرا یہ پیغام جس جس شخص کے پاس پہنچے، وہ اپنے دل میں اس بات کا عہد کرے کہ ضرورت پڑنے پر وہ پاکستان کو اسلام کی پشت پناہ اور دنیا کی عظیم ترین قوم بنانے کیلئے جس کا نصب العین امن و آشتی ہو اندرون ملک اور بیرون ملک بھی، مسلمان کیلئے اس سے بہتر کوئی ذریعہ نجات نہیں ہو سکتا کہ وہ حق کی خاطر شہید ہو جائے''۔ 25 جنوری 1948ء کو عید میلاد النبی ﷺ کے مبارک موقع پر کراچی ایسوسی ایشن کے استقبالیہ میں ''شریعت اسلامیہ'' پر تقریر کرتے ہوئے قائد اعظم نے فرمایا: ''کون کہتا ہے کہ پاکستان کے آئین کی اساس شریعت پر نہیں ہوگی؟ جو لوگ ایسا کہتے ہیں وہ مفسد (یعنی فسادی) ہیں۔ ہماری زندگی میں آج بھی اسلامی اصولوں پر اسی طرح عمل ہوتا ہے جس طرح کہ تیرہ سو سال پہلے ہوتا تھا۔ اسلام نے جمہوریت دکھائی ہے مساوات اور انصاف کا سبق دیا ہے۔ لہٰذا اسلامی اصول پر عمل کرنے سے ہم ہر ایک کے ساتھ انصاف کر سکیں گے۔

صوبائیت ایک لعنت ہے، ایک بیماری ہے۔ میں اس سے مسلمانوں کو نجات دلانا چاہتا ہوں کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ ایک عزم کے ساتھ متحد ہو کر نہ چلے۔ ہم سب پاکستانی ہیں اور مملکت کیلئے ہم سب کو مل کر کام کرنا ہے۔ قربانیاں دینی ہیں اور وقت پڑے تو جان بھی دے دینا ہے۔

بانی پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناح پاکستان میں اسلامی نظام حیات رائج کرنا چاہتے تھے۔ ان کے مطابق یورپ کا جمہوری نظام مسلمانوں کیلئے زہر قاتل کی حیثیت رکھتا تھا۔ وہ پاکستان میں اسلامی جمہوریت کا ارتقا و احیا چاہتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ پوری ملت اسلامیہ اسلامی جمہوریت کیلئے وقف ہو جائے۔ 21 فروری 1948ء کو اپنے اس نظریے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ''ہم نے پاکستان کی جنگ آزادی جیت لی ہے مگر اسے برقرار رکھنے اور مضبوط و مستحکم بنیادوں پر قائم کرنے کی سنگین ترین جنگ ابھی جاری ہے اور اگر ہمیں ایک بڑی قوم کی حیثیت سے زندہ رہنا ہے تو اس جنگ میں کامیابی حاصل کرنی ہوگی۔ فطرت کا اٹل اور سفاک قانون ہے ''بقائے اصلح'' ہمیں خود کو اس نئی آزادی کا اہل ثابت کرنا ہے۔ فاشیت کے خطرات سے دنیا کو بچانے اور اسے جمہوریت کیلئے محفوظ بنانے کی خاطر کرہ ارض کے دور دراز حصوں میں جا کر آپ نے میدان جنگ میں داد شجاعت حاصل کی ہے مگر اب آپ کو اپنے ہی وطن عزیز کی سرزمین پر اسلامی جمہوریت، اسلامی معاشرتی عدل اور مساوات انسانی کے اصولوں کی پاسبانی کرنی ہے۔ آپ کو ان کیلئے ہر وقت تیار رہنا پڑے گا۔ ہمہ تن ہوشیار رہئے سستانے کا موقع ابھی نہیں آیا ہے۔ یقین محکم، ضبط و نظم اور ادائیگی فرض کی دھن، ایسے اصول ہیں کہ اگر آپ ان پر کاربند رہے تو کوئی شے ایسی نہیں جسے آپ حاصل نہ کر سکیں۔ محمد حنیف شاہد



ڈینٹل سرجن ڈاکٹر بابر سبزواری

دانتوں کی صفائی اور دیکھ بھال

ٹوتھ برش کا انتخاب

ٹوتھ پیسٹ ہمیشہ بدل بدل کر استعمال کریں

ہمارے منہ اور دانتوں کی نامناسب صفائی اور دیکھ بھال نا صرف ہماری شکل کی خوبصورتی خراب کرتی ہے بلکہ دل کی بیماریاں، سٹروک، یادداشت کی کمی، قوت اعضاء کی کمی کے علاوہ چہرے پر جھریوں کا سبب بھی بنتی ہے۔ ہم اپنے دانتوں کو بہت ہی معمولی اور کم قیمت طریقہ سے صحت مند رکھ سکتے ہیں۔

مثلاً دانتوں کو دن میں 2 مرتبہ برش کرنا خصوصی طور پر رات کو سوتے وقت دانتوں کی صفائی بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ دانت کی ہر سطح پر برش کم از کم دس مرتبہ پہنچنا چاہئے اس طرح دانتوں کی ایک وقت کی صفائی پر 3 سے 5 منٹ صرف ہوتے ہیں۔ ٹوتھ برش ہمیشہ نرم اور اچھی قسم کا استعمال کریں۔

ٹوتھ پیسٹ میں عام طور پر بہت زیادہ ادویات شامل ہوتیں مگر بلاضرورت ادویات والا ٹوتھ پیسٹ زیادہ عرصہ استعمال نہ کریں اگر آپ کے دانتوں میں بہت زیادہ Carvity بنتی ہے تو فلورائیڈ والا ٹوتھ پیسٹ استعمال کریں اور دانتوں کے مستند ڈاکٹر سے معائنہ کروائیں۔

ماؤتھ واش کے لیبل کو ضرور پڑھ لیا کریں کیونکہ اکثر ماؤتھ واش الکوحل والے ہوتے ہیں۔ جس سے منہ خشک رہتا ہے۔ ایسے ماؤتھ واش کا مسلسل استعمال ایسے بیکٹر یا کو بھی ختم کر دیتا ہے جو ہمارے منہ کیلئے ضروری ہیں۔ ایسے ماؤتھ واش بہتر ہوتے ہیں جن میں Chlorhexidine شامل ہو مگر بچوں میں زیادہ استعمال سے دانتوں کا رنگ پیلا ہو جاتا ہے۔

چیونگم کا استعمال ہمارے منہ کے مسلز کی ایکسر سائز کرتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ دانتوں کے اوپر والی سطح کی صفائی بھی ہوتی رہتی ہے۔ مصنوعی رنگوں اور میٹھے والی چیونگم دانتوں کو نقصان بھی پہنچا سکتی ہے۔

اکثر حضرات منہ سے آنے والی بدبو سے بے خبر ہوتے ہیں مگر ایسے حضرات کے ساتھ کام کرنے والے اکتاہٹ کا شکار رہتے ہیں۔ تمام خواتین و حضرات کو اپنے منہ کی بدبو کو جانچنا چاہئے اگر منہ سے ناخوشگوار بدبو محسوس ہو تو سب سے پہلے زبان پر جمی ہوئی باریک تہہ کو (Tongue scraper) یا ٹوتھ برش سے اتاریں۔ رات کو سوتے وقت میٹھے سوڈے والے ماؤتھ واش سے غرارے کریں۔ اگر پھر بھی بدبو موجود رہے تو اپنے دانتوں کے معالج سے رابطہ کریں۔ ہم روزمرہ استعمال ہونے والی خوراک سے بھی اپنے دانتوں کی صحت اور صفائی کا انتظام کر سکتے ہیں۔ پھلوں سبزیوں اور دانتوں کی

معاملہ میں ٹوتھ برش اور ٹوتھ پیسٹ دو ہی چیزیں اہمیت کی حامل ہیں۔ جہاں تک ٹوتھ پاؤڈر اور منجن کا تعلق ہے تو یہ بات مسلمہ ہے کہ تمام ایسی چیزیں جو دانتوں پر رگڑ کا عمل کر سکتی ہوں دانتوں کی اوپری تہہ یعنی emal کی پالش کو خراب کرتی ہیں اور اس طرح اس کو نقصان پہنچ سکتا ہے جو آگے چل کر

صفائی کے دوران صرف کلائی کا زور لگائیں پورے بازو کی طاقت لگانے سے دانتوں کی سطح پر رگڑ لگتی ہے جو دانتوں کی پالش کو ختم کر دیتی ہے۔ دانتوں کی صفائی کے

مسوڑھوں کے ساتھ ساتھ باریک Cavity بنا دیتا ہے۔ لہٰذا دانتوں پر سخت اور دانے دار اشیا نہیں رگڑنی چاہئیں۔ اس رگڑ کے عمل کو کم سے کم کرنے کے لئے ٹوتھ برش ہمیشہ نرم اور اچھی قسم کا استعمال کریں۔ برش پر ٹوتھ پیسٹ لگانے سے قبل برش کو اچھی طرح صاف پانی سے دھو لیں۔ ٹوتھ برش کو

مسوڑھوں کی مخالف سمت میں استعمال نہ کریں۔ جوشیلے انداز میں دانتوں پر زور آزمائی نہ کریں بلاوجہ میڈیکیٹڈ ٹوتھ پیسٹ استعمال نہ کئے جائیں عام طور پر ایک ٹوتھ پیسٹ مندرجہ ذیل اجزا پر مشتمل ہوتا ہے۔

سوپنگ ایجنٹ/ابریسو ایجنٹ/سوئنر/کلر/ ہیں ان تمام اجزا میں سب سے اہم جزو ہیں ہے۔ یہ اگر پاؤڈر کی شکل میں ہو تو ٹوتھ پیسٹ سے بھی رگڑ کا عمل پیدا ہو سکتا ہے۔ لہٰذا Liquid Base ٹوتھ پیسٹ زیادہ مفید ہوتے ہیں۔

ٹوتھ برش اور ٹوتھ پیسٹ اچھی قسم کے خریدیں اور ایک ہی قسم کے ٹوتھ پیسٹ بار بار استعمال نہ کریں۔ ٹوتھ پیسٹ بدل بدل کر استعمال کریں جب ایک قسم کا ٹوتھ پیسٹ ختم ہو جائے تو دوسری قسم کا خریدیں، اسی طرح ہر 3 ماہ بعد ٹوتھ برش

تبدیل کریں۔ ٹوتھ برش ہمیشہ سافٹ نرم والا اور اچھی قسم کا استعمال کریں۔ تمام گھر والے ٹوتھ برش اکٹھے ایک ہی جگہ پہ نہ رکھیں۔ ٹوتھ برش کو کھلی اور ہوادار جگہ پر اس طرح رکھیں کہ برش دوسری چیزوں سے نہ ٹکرائے اور خشک ہو جائے۔

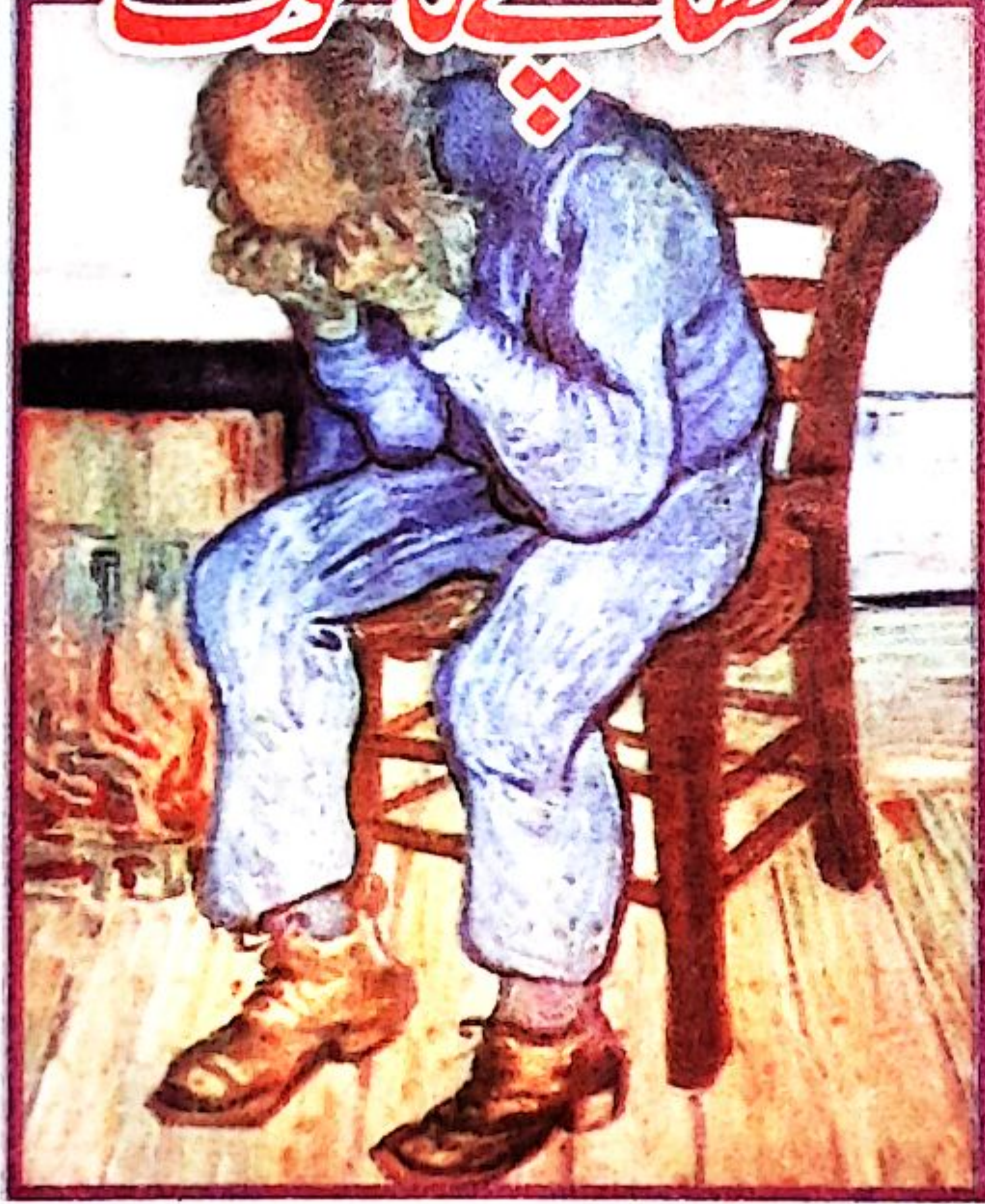
بوتھ برش کرنے کے دو اوقات سب سے زیادہ فائدہ مند ہے ایک صبح ناشتہ کے بعد اور دوسرا رات سوتے وقت اگر آپ رات کو سونے سے پہلے برش کرتے ہیں تو یہ سب سے زیادہ صفائی کا عمل کرتا ہے۔ دوسرے رات بھر صفائی رہنے سے مسوڑھا اور دانتوں پر مضر صحت اجزا کے نقصان دہ اثرات بھی نہیں ہوتے۔

منہ سے بدبو آنے کا عمل زیادہ تر زبان اور دانتوں پر جمی ہوئی چکنائیوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اگر دانتوں کی طرح زبان پر بھی تھوڑا ٹوتھ برش کر لیا جائے تو بدبو کافی حد تک ختم ہو جاتی ہے۔

نفسیات

بڑھاپے کا خوف

امتیاز احمد راجا



نفسیاتی ماہرین نے جدید تحقیق کی روشنی میں کہا ہے کہ بڑھاپے کا خوف انسان کو جلد بوڑھا کر دیتا ہے۔

نفسیاتی ماہرین کی رائے اپنی جگہ! لیکن ہماری رائے ہے کہ خوف کوئی بھی ہو بوڑھا کر دیتا ہے ممکن ہے مغربی ملکوں میں ایسا ہوتا ہو مگر ہمارے ہاں جب کوئی بوڑھا ہو جاتا ہے تو وہ اور بھی جوان ہو جاتا ہے اور کہتا پھرتا ہے کہ لو جی! ہمیں بونس مل گیا ہے اور بقول حفیظ جالندھری! ''ابھی تو میں جوان ہوں'' اس بات کا ثبوت صاف نظر آتا ہے، جب ملکہ پکھراج اسے بڑھاپے میں گاتی تھیں تو جوان لگتی تھیں اکثر مغربی ممالک کی بوڑھی عورتیں میک اپ کرتی ہیں شاید انہیں خوف آ رہا ہے اور میک اپ سے تسلی ہو جاتی ہے۔ جب کہ ہمارے ہاں تو بوڑھی عورت اگر میک اپ کر لے تو اسے کہتے ہیں 'بوڑھی عورت لال لگام' یہاں پر بڑھاپے کا کیا خوف؟ یہاں تو مہنگائی کا خوف، گیس کی لوڈشیڈنگ کا خوف، بجلی کی لوڈشیڈنگ اور مہنگی ہونے کا خوف اور بھی انجانے خوف یہاں کے لوگوں کو بڑھاپے سے پہلے ہی بوڑھا کئے جا رہے ہیں۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ناخالص خوراک بھی وقت سے پہلے بوڑھا کر دیتی ہے۔

بہرحال بزرگ شہری خاندانوں اور معاشروں کے لئے قیمتی اثاثہ ہیں۔ ''اولڈ از گولڈ'' کے مطابق ان کی فکر جوان ہوتی ہے نوجوانوں کو ان کی فکر و سوچ سے فائدہ حاصل کرنا چاہئے۔ مرزا غالب کو اگرچہ بڑھاپے کا کوئی خوف نہ تھا لیکن انہوں نے ایک موقعہ پر کہہ دیا تھا

مضمحل ہو گئے قویٰ غالب

اب عناصر میں اعتدال کہاں ہے

اسی نظریے کو اس طرح بھی بیان کیا جاتا ہے

بڑھاپے میں جسم کا ہر حصہ درد کرتا ہے

اور جو درد نہیں کرتا وہ کام نہیں کرتا

اتحاد اور دوستی کو برقرار رکھنے کے لئے بیش بہا قربانی دینی پڑتی ہے۔ دوستی ایسا ناطہ ہے جو مر کر بھی نہیں ٹوٹتا۔ کسی کے اعتماد کو ٹھیس پہنچانا بے حد خسارے کا سودا ہے۔ ہر چیز قربان کر دینی چاہئے مگر کسی کا اپنے اوپر اعتماد نہیں توڑنا چاہئے۔ اچھا دوست بہترین اثاثہ ہے۔ جو وقت آنے پر کام آتا ہے۔

موم بتیوں کی مدھم روشنی میں رات کا کھانا یا کینڈل ڈنر ایک رومانی انداز ضرور ہو سکتا ہے تاہم سائنس دانوں نے متنبہ کیا ہے کہ یہ طریقہ کار مضر صحت ہے۔

جنوبی کیرولائنا کی سٹیٹ یونیورسٹی کے ماہرین کے مطابق موم بتیوں کے جلنے سے نکلنے والے بخارات اور گیسز پھیپھڑوں کے سرطان اور دمہ کا باعث ہو سکتی ہیں۔ تاہم ایسا سال با سال استعمال کرنے کے بعد ہی ممکن نہیں۔

دنیا بھر میں ہڈیوں کی بیماری آسٹیو پراسس بہت عام ہو گئی ہے۔ خاص طور پر ایشیا اور افریقہ ممالک میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس بیماری میں ہڈیاں کمزور اور بھربھری ہو کر ٹوٹ جاتی ہیں۔ یہ کیفیت اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب ہڈیوں میں پروٹین کی کمی ہو جاتی ہے۔ خاص طور پر کیلشیم کی کمی اس مرض کا بڑا سبب ہے۔ اس مرض کا شکار ہونے والے مریض کو اس بات کا علم اس وقت ہوتا ہے جب اس کے جسم کی کوئی بھی ہڈی معمولی جھٹکے، ٹکر یا کسی چیز سے ٹکرانے سے ٹوٹ جاتی ہے۔

جیسے جیسے انسان کی عمر بڑھتی ہے انسان کی ہڈیوں کے ریشے کم ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جس کے باعث اس مرض کے لاحق ہونے میں بھی اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ وہ عورتیں جن کی ہڈیاں چھوٹی ہوں وہ دبلی ہوں تو ان میں بیماری کی زد میں آنے کا خدشہ زیادہ ہوتا ہے۔ بعض خواتین و حضرات کے جسم میں کیلشیم یا پروٹین کی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ اور یہ کمی ہر خطرناک بیماری کو دعوت دیتی ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو اپنا وزن کم کرنے کے لئے ڈائٹنگ کرتے ہیں وہ خود ہی اس مرض کے لاحق ہونے کے خطرے میں اضافہ کر لیتے ہیں۔ اس لئے کہا جاتا ہے ڈائٹنگ کرنے والے افراد اپنی غذا کو متوازن رکھیں۔ ہر فرد کے لئے لازمی ہے کہ وہ اپنی روزمرہ زندگی میں متوازن اور صحت سے بھرپور غذا کا استعمال کرے۔ دودھ انڈا وہ غذائیں ہیں جن میں پروٹین اور کیلشیم وافر مقدار میں موجود ہوں اپنی خوراک کا لازمی جزو بنائے اور روزانہ ورزش کرے۔

وہ کون سا نظام ہے جو دنیا نے آزما کر نہیں دیکھا مگر حاصل کیا ہے

آبروئے ما زنامِ مصطفیٰؐ است

صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی

12 ربیع الاول کو صرف ظہور قدسی نہیں ہوا بلکہ عالم نو طلوع ہوا اس تاریخ کو نہ یہ کہ حضورﷺ نے جہان خاکی میں قدم رکھا بلکہ تاریخ عالم نے نئے سفر کا آغاز کیا اس روز ایک ماں نے سعادت مند بیٹے کو جنم نہیں دیا بلکہ مادر گیتی نے ایک انقلاب کو جنم دیا اس دن محض آمنہ کا گھر منور نہیں ہوا بلکہ تیرہ و تار خاکدان ہستی روشن ہوا جس کے قدم رنجہ فرمانے سے زندگی پر شباب آ گیا اور صدیوں سے دیکھے جانے والے خواب کی تعبیر مل گئی اس کی بارگاہ کی نسبت سے زمین ارجمند اور اس کی پایگاہ کے بوسے سے آسمان بلند ہو گیا اس کی تاب رو سے شش جہت کائنات کو روشنی ملی اور اس کے حلقہ مو میں حیات منتشر کو آسودگی نصیب ہوئی۔

آپ کی تشریف آوری سے دنیا کو شرف انسانی کا حقیقی اندازہ ہوا ورنہ اس سے پہلے حضرت انسان کو دوسری ہر چیز کی عظمت و شوکت کا احساس تھا لیکن وہ اپنی حرمت اور اپنے مقام سے بے خبر تھا اسی بے خبری کے نتیجے میں وہ سورج چاند اور ستاروں کی بلندی اور غاروں کی گہرائی سے متاثر ہو کر انہیں خدا کا درجہ دیئے ہوئے تھا راجوں مہاراجوں نوابوں سرداروں شاہوں اور رہبانوں کی جلالت و حشمت سے مسحور ہو کر انہیں خدا کا اوتار مانے ہوئے تھا انسان اتنا دبا ہوا تھا کہ ہر ابھرتی چیز کے سامنے جھک جاتا تھا اتنا ڈرا ہوا تھا کہ ہر ڈراونی شے کی بندگی پر آمادہ ہو جاتا تھا اتنا سہما ہوا تھا کہ ہر ایک کا زور اس پر چلتا تھا اتنا سمٹا ہوا تھا کہ اسے اپنی وسعت کا ادراک ہی نہ ہو سکا اتنا مبہوت تھا کہ جن بھوت اس کے سجدوں کے حقدار قرار پائے اتنا گھٹا ہوا تھا کہ اس بکراں کائنات میں سانس لیتے ڈرتا تھا اور اتنا جکڑا ہوا تھا کہ ہر نئی زنجیر کو اپنے لئے تقدیر سمجھتا تھا حضورﷺ نے آکر اسے بتایا کہ تیری حرمت کعبے سے افضل ہے تیری

ذات راز الٰہی

ہے تیری تخلیق حرف

''کن'' سے نہیں خاص دست قدرت سے ہوئی ہے تو امانت الٰہی کا حامل ہے تجھے ارادہ و اختیار کا وصف عطا کیا گیا ہے تو اپنے ذرہ ہستی میں صحرا ہے اور قطرہ وجود میں قلزم ہے حضورﷺ کی اس تعلیم اور خود آگہی کے اس درس کا یہ نتیجہ نکلا کہ جو انسان پہلے مٹی کے مادھو (بت) کے سامنے سمٹا ہوا ہوتا تھا آج اس کی ہیبت سے پہاڑ سمٹ کر رائی بنے ہوئے ہیں جو انسان مورتیوں بھوت پریتوں اور واہموں کے خوف سے نیم جان تھا اب صحرا و دریا اس کی ٹھوکر سے دو نیم ہوئے جا رہے ہیں جو انسان دیوی دیوتا کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑا رہتا تھا آج وہ یزداں بکمند آور کا نعرہ مستانہ لگاتا نظر آتا ہے سچی بات یہ ہے کہ کائنات کا اعتبار ہو کہ انسانیت کا وقار یہ سب کچھ صاحب لولاک کے دم قدم سے ہے۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

آپ کی ولادت باسعادت اور بعثت باکرامت سے پہلے یہی معمورہ ہستی جہان خراب کا منظر پیش کر رہا تھا یونان اپنی عظیم الشان تہذیب کے کھنڈر پر یکہ و تنہا کھڑا آنسو بہا رہا تھا اور اہل یونان اس کھنڈر کے ملبے تلے دبے ہوئے کراہ رہے تھے یونانی حکماء نے اپنے فلسفہ کے زور پر ہر مسئلہ حل کرنا چاہا اس دور کا یونان فلسفیوں سے بھرا پڑا تھا یا ارشمیدس یا اقلیدس یا بطلیموس یا سقراط یا بقراط یا ارسطو یا افلاطون جس طرف نگاہ اٹھتی فلسفیوں کی قطار بندھی نظر آتی مگر اب پھر وہی ہے جو حکیم الامت اقبال نے کہی ہے۔

اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ہوا
آج تک فیصلہ نفع و ضرر کر نہ سکا

یونان کی چمکتی دمکتی اکیڈمیوں نے اندھیرا اور گہرا کر دیا یہ دنیا منور ہوئی تو غار حرا کے گوشے سے طلوع ہونے والے آفتاب نبوت سے ہوئی۔

روم الکبریٰ کے قیصر اور فارس کے کسریٰ بھی انسانیت کی پیٹھ پر بوجھ ہی رہے اگر کسی نے آ کر انسان کو سبکدوش کیا تو آغوش آمنہؓ کے پروردہ نے کیا یہ فغفور و خاقان انسانیت کیلئے تاوان ثابت ہوئے دنیا کو امان ملی تو پیغمبر کے گوشہ دامان میں نصیب ہوئی شاہی قبا و عبا انسانی آبادی کیلئے وبا نکلی وہ کالی کملی تھی جو گرفتاران بلا کیلئے نسخہ شفا بنی بادشاہوں کی وسیع سلطنتیں اپنے باشندوں کیلئے سخت اور تنگ شکنجے تھے جبکہ یتیم مکہ کی چھوٹی سی کوٹھڑی دنیا بھر کے مظلوموں کیلئے اپنے اندر افلاک کی وسعتیں رکھتی تھی حبش سے آنے والے روم سے آنے والے فارس سے آنے والے اور نجد سے آنے والے آتے گئے اور سماتے گئے ارقم کے چھوٹے سے گھر میں بحر و بر سمٹ گئے۔

مولانا احمد رضا خان بریلویؒ نے بڑی خوبصورت بات کی ہے۔

ٹھوکریں کھاتے پھرو گے ان کے در پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضا اول گیا آخر گیا

واقعہ یہ ہے کہ آج بوعلی غبار ناقہ میں گم ہو کر رہ گیا ہے کوئی مجنوں ڈھونڈھا جائے جو محمل لیلیٰ کو پا سکے۔ یہ مجنوں یورپ کی دانش گاہوں میں نہیں ملیں گے غبار رہ حجاز کو آنکھوں کا سرمہ بنا کر دیکھا جائے تو شاید کہیں مجنوں نظر آ جائیں۔ وہ کون سا نظام ہے جو دنیا نے آزما کر نہیں دیکھا اور وہ کون سا طرز حیات ہے جو اہل دنیا نے اپنا کر نہیں دیکھا مگر حاصل کیا ہے؟ انسانیت کی بے قدری ایک دوسرے سے بیگانگی نری خشکی اور محض برہمی انسانی دنیا اگر فی الواقع خلوص دل سے یہ چاہتی ہے کہ وہ مزید ٹھوکروں سے بچ جائے تو اس کا واحد حل یہی ہے کہ وہ اپنا بستر اس گلی میں لگا دے جس کوچے کا ہر گدا شکوہ قیصری رکھتا ہے اس گلی کے پھیری لگانے والے اپنے سر میں سکندری کا سودا سمائے رکھتے ہیں یہ بند اور اندھی گلی نہیں اس کا ایک سرا دنیا اور دوسرا عقبیٰ ہے دربار شہی میں وہ عزت نہیں ملتی جس قدر اس گلی میں

ذاتی مفاد کی ہر علامت کو مٹا ڈالا

فتح مکہ کے اس موقع پر یہ بات ان کے حق میں ہو جائے گی کہ اس وقت جب کہ اہل مکہ کے ماضی کے انتہائی ظالمانہ سلوک پر انہیں جتنا بھی طیش آتا کم تھا اور ان کے انتقام کی آگ کو بھڑکانے کیلئے کافی تھا مگر انہوں نے اپنے لشکر و سپاہ کو ہر قسم کے خون خرابے سے روکا اور اپنے اللہ کے سامنے انتہائی بندگی و اطاعت کا مظاہرہ کیا اور شکرانہ بجا لائے۔ صرف دس بارہ آدمی ایسے تھے جنہیں پہلے ہی ان کے وحشیانہ رویے کی وجہ سے جلاوطن کر دیا گیا اور ان میں سے بھی صرف چار کو قتل کیا گیا لیکن دوسرے فاتحوں کے وحشیانہ طرز عمل کے مقابلہ میں اسے بہر حال انتہا درجہ کی شرافت و انسانیت سے تعبیر کیا جائے گا مثلاً صلیبیوں کے مظالم 1099ء میں فتح یروشلم کے موقع پر انہوں نے ستر ہزار سے زائد مسلمان مرد عورتوں اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا یا وہ انگریز فوج جس نے صلیب کے زیر سایہ لوٹتے ہوئے 1874ء میں افریقہ کے سنہری ساحل پر ایک شہر کو نذر آتش کر ڈالا۔ محمدؐ کی فتح درحقیقت دین کی فتح تھی سیاست کی فتح تھی انہوں نے ذاتی مفاد کی ہر علامت کو مٹا ڈالا اور ظالمانہ نظام سلطنت کو جڑ سے اکھاڑ دیا اور جب قریش کے مغرور و متکبر سردار عاجزانہ گردنیں جھکائے مجرموں کی طرح کھڑے تھے تو محمدؐ نے ان سے پوچھا کہ تمہیں مجھ سے کیا توقع ہے؟ ''رحم اے سخی و فیاض بھائی! رحم'' وہ بولے: ارشاد ہوا ''جاؤ آج تم سب آزاد ہو''

(ارتھر گلمین)

حضورؐ کی انقلابی قیادت

فلاح و کامیابی کے حصول کیلئے نبی آخر الزماںؐ سے ایمانی وابستگی کی ضرورت ہے

علامہ منیر احمد یوسفی

کسی مخلص اور کامل قائد اور راہنما کی علامت یہ ہوتی ہے کہ اُس کے قول و فعل میں مطابقت پائی جاتی ہے۔ اُس کا حال، حال کے مطابق ہوتا ہے وہ جو کچھ کہتا ہے اُس پر عمل پیرا ہو کر دکھاتا ہے۔ ایسی ہستی کا لایا ہوا انقلاب، حقیقی انقلاب ہوتا ہے۔ اِس انقلاب سے ظلم انصاف میں 'سختی نرمی میں' دشمنی دوستی میں' عداوت اخوت میں' گمراہی ہدایت میں' افتراق اتحاد میں اور بدامنی سکون میں بدل جاتی ہے۔

سینکڑوں سالوں سے انسانیت ایسے انقلابی قائد اور راہنما کی منتظر تھی۔ جس کی صداقت اور اَمانت پر اپنے تو در کنار غیر بھی اُنگلی نہ اُٹھا سکیں اور جس کا لایا ہوا انقلاب 'خود سری کی بجائے پاکیزگی اور تقویٰ کی' قتل و غارت گری کی بجائے عفو در گذر کی اور ظلم کی بجائے انصاف کی فضا پیدا کرے۔

چنانچہ رحمتِ خداوندی جوش میں آئی اور سسکتی ہوئی انسانیت کی آہیں قبولیت سے بہرہ ور ہوئیں اور ۱۲ ربیع الاول شریف کی سہانی صبح کو جب رات کی تاریکی چھٹ رہی تھی، صبح کا اُجالا دھیرے دھیرے پھیلتا جا رہا تھا۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے آنگن میں کائنات کے امام علیہ التحیۃ والثناء جلوہ گر ہوئے جن کے آنے سے بے کسوں کو آسرا' بے سہاروں کو سہارا اور اندوہ و غم کے ماروں کو سنبھال گئے۔ صبح صادق کے وقت حضور خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین شفیع معظم' نور مجسم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری اِس بات کا اشارہ تھا کہ اب ظلم وستم کی شب دیجور رخصت ہو کر عدل وانصاف کی صبح روشن ہو رہی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے سے قبل دنیا انسانی اقدار سے بے خبر ہو چکی تھی۔ کائناتِ ارضی کے گوشے گوشے میں شرک اور بت پرستی کی بیماری ایک وبا کی صورت اختیار کر چکی تھی۔ لوگوں نے ربِّ کائنات جل وعلا سے اپنی بندگی کا رشتہ توڑ لیا تھا۔ دنیا اَخلاقی' معاشرتی' معاشی اور سیاسی طور پر تباہ حال ہو چکی تھی۔ اَخلاقی اور معاشرتی پستی کا یہ عالم تھا۔ کہ باپ کے مرنے کے بعد بیٹا اپنی سوتیلی ماں کو لونڈی بنا لیتا تھا' چاہتا تو شادی کر لیتا ورنہ اپنے کسی اور بھائی یا رشتہ دار کو دے دیتا۔ شراب خوری اور قمار بازی بھی عرب معاشرے میں کثرت سے رائج تھی۔ مہمان نوازی کی طرح اِن دونوں کاموں میں مال و دولت لٹانے پر فخر کرتے تھے۔ شقاوتِ قلب کا یہ حال تھا کہ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی یا کچھ عرصہ بعد بچپنے کے عالم میں زندہ دفن کر دیتے تھے۔ لڑائیوں میں آدمیوں کو زندہ جلا دینا' مستورات کے پیٹ چاک کرنا اور بچوں کو تہ تیغ کرنا عموماً جائز سمجھتے تھے۔

اس عالمگیر ظلمت کو ختم کرنے کے لئے ربِّ کائنات جل وعلا نے ساری دنیا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلابی قیادت سے نوازا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی ہر لحاظ سے بے لوث رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اَخلاقِ حمیدہ سے متصف اور صدق وامانت میں مشہور اور لقب امین کے ساتھ کائنات میں انقلاب برپا کرتے ہیں۔

اعلیٰ وادنیٰ، گورے و کالے، قریشی و غیر قریشی، عربی و عجمی کی تمیز ختم ہو گئی۔ تقویٰ باعثِ عزت وشرافت ہوا۔ عرب کے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حبشہ کے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے۔ مکہ مکرمہ کے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور فارس کے سلمان رضی اللہ عنہ ایک جگہ بیٹھنے لگے۔ اُم القریٰ کے عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور روم کے صہیب رضی اللہ عنہ یکجا جلوہ افروز ہوئے۔ قومیت کی بنیاد پر عبادت میں امتیازی حیثیت کسی کو نہ رہی۔ عورت جس کو لوگ بکاؤ مال سمجھتے تھے جسے مال وراثت کے طور پر تقسیم کیا جاتا تھا اُس کے قدموں کے نیچے جنت کی بشارت سے اُس کو بامِ عروج تک پہنچا دیا۔ اُس کی پرورش شفاعت اور نجات کا ذریعہ بن گئی۔ وہ لوگ جو پشت در پشت دشمن چلے آ رہے تھے۔ انقلابِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں بھائی بھائی بنا دیا۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: ''جب تم میں دشمنی تھی اُس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اُس کے فضل سے تم آپس میں بھائی ہو گئے''۔ انقلابِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ایک حقیقی انقلاب ہے۔ اس میں صداقت ہے' خالی نعرے نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے اعلان فرمایا ہے: ''بے شک تمہارے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی بہترین نمونہ ہے یعنی تجسس اور تحقیق کی ضرورت نہیں۔ آنکھیں بند کر کے اُسوۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر فلاح ہی فلاح ہے' کامیابی ہی کامیابی ہے۔ دینی و دنیوی مسائل کا حل ہے اور مصائب وآلام سے چھٹکارا ہے۔

قرآن مجید نے ایک اور مقام پر فلاحِ انسانیت کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلابی قیادت سے وابستگی پر منحصر قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: ''وہ لوگ جو اُن پر ایمان لائے' اُن کی تعظیم کریں اور اُنہیں مدد دیں اور اُس نور کی پیروی کریں جو اُن کے ساتھ اترا (یعنی قرآن مجید)۔ وہی کامیاب و کامران ہیں''۔ اِس ارشادِ ربانی کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فلاحِ انسانی، انفرادی یا اجتماعی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلابی قیادت کے زیر سایہ آئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔

امن وسکون انسانی ضروریات میں بنیادی اور اہم حیثیت کا حامل ہے۔ فرد ہو یا معاشرہ' مرد ہو یا عورت' حاکم ہو یا محکوم' شاہ ہو یا گدا، امیر ہو یا غریب' عربی ہو یا عجمی' مسلمان ہو یا غیر مسلم ہر شخص اَمن کا متمنی بھی ہے اور متلاشی بھی۔

بلاشبہ مادی وسائل کی فراوانی اور دولت کی بہتات انسانی حاجات کو پورا کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں لیکن سب سے بڑی دولت جو خوشگوار اور پُر مسرت زندگی کی ضمانت دیتی ہے وہ امن وسکون کی دولت ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ رسالتِ عامہ' عالمگیر رحمت اور انقلابِ کائنات کے لئے مبعوث ہوئے ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انقلاب اور پیغامِ امن پوری کائنات انسانیت پر محیط ہے اور یہ انقلاب درحقیقت دعوتِ اسلام ہے۔

آج دنیا حیران و پریشان ہے' مادی وسائل کی فراوانی کے باوجود مصائب وآلام انسانیت کو گھیرے ہوئے ہیں۔ مسلمان ہو یا غیر مسلم' مشرقی ہو یا مغربی، عربی ہو یا عجمی، ایشیائی یا یورپی ہر طرف اضطراب ہی اضطراب ہے۔ حیرانی اور سراسیمگی کی کیفیت ہے۔ امن وسکون کی تلاش ہے۔ یہ سکون اور کامیابی اُس ذات والا صفات کے اُسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے میں مُضمر ہے۔ جن کی زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح ہے۔ جن کی جلوت اور خلوت روزِ روشن کی طرح نورانی اور واضح ہے اور جنہوں نے یہ اعلان کر کے بڑے بڑے انقلابیوں کو حیران اور ششدر کر دیا تھا کہ اگر بنو مخزوم کی فاطمہ کی جگہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوری کی مرتکب ہوتی تو اُس کا ہاتھ بھی کاٹا جاتا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلابی قیادت میں قانون کی بالا دستی میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کو بھی تحفظ دیا گیا ہے۔ اُن کی عزت، جان اور مال سے کھیلنے والا' اسلامی شریعت میں مجرم قرار دیا گیا ہے۔ جو امن چاہتے ہیں اور اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں میں حصہ نہیں لیتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سنو! جس نے کسی مُعاہد پر ظلم کیا یا اُس کے حقوق غصب کئے یا اُسے طاقت سے زیادہ تکلیف دی یا اُس کی مرضی کے بغیر اُس سے کوئی چیز لی تو قیامت کے دن میں اُس کی طرف سے جھگڑا کروں گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولین مسلمان حکمرانوں نے ہمیشہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس انقلابی تعلیم کو پیش نظر رکھا اور اس پر عمل پیرا رہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دورِ خلافت میں ایک یہودی نے اِسلامی عدالت میں مقدمہ دعویٰ دائر کر دیا تو امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جوابِ دعویٰ کے لئے مقدمہ کے ایک عام فریق کی حیثیت سے عدالت میں حاضر ہونا پڑا۔ ایک موقعہ پر حمص کے حاکم کے منہ سے ایک ذمی کے بارے میں یہ الفاظ نکل گئے اَخْذَکَ اللہ'' ''اللہ تجھے رسوا کرے''۔ اس پر انہیں اس قدر ندامت ہوئی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور فرمایا کہ اگر میں اس ملازمت میں نہ ہوتا تو میرے منہ سے یہ الفاظ نہ نکلتے۔ اس واقعہ سے غیر مسلموں کی عزت وناموس کے تحفظ کے بارے میں مسلمانوں کے عمل اور اِسلامی تعلیمات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

فلاح وکامیابی کے حصول کے لئے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمانی وابستگی کی ضرورت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس حق وباطل' صدق وکذب اور ہدایت وگمراہی میں امتیاز پیدا کرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ پاک سے وابستگی اور حق وصداقت کو قبول کرنا، ہدایت کے حصول کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ ذات جل وعلا ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلابی قیادت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر دینی اور دنیوی کامیابی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین او آخر دعوانا الحمد للہ رب العالمین۔

مُعلم انسانیت

آپؐ کی تعلیم وہدایت انسانی زندگی کے ہر شعبے پر محیط ہے

محمد یوسف عزمی

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبع علم وہدایت سے مزین فرما کر مبعوث کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انہی میں سے ایک پیغمبر بھیجے جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ کر سناتے اور ان کو پاک کرتے اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں۔ اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔

سورۃ آل عمران 164

پھر ارشاد خداوندی ہوتا ہے

جس بات کا بھی رسول اکرم ﷺ تم کو حکم دیں اس پر عمل پیرا ہو جاؤ اور جس امر سے منع فرمائیں اس سے باز آ جاؤ اور خدا سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ سخت پکڑ کرنے والا ہے۔ (الحشر)

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایک اور جگہ ارشاد فرمایا۔ جس نے رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی (النساء)

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہی ارشاد ہے۔

رسول اکرم ﷺ اپنی خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہی نہیں بلکہ وہی فرماتے ہیں جس کی انہیں وحی کی جاتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی تعلیم وہدایت انسانی زندگی کے ہر شعبے پر محیط ہے۔ آپ ﷺ نے انسانوں کو اپنے خالق ومالک کی اطاعت کی تعلیم دی اور تمدن ومعاشرے کے اعلیٰ اصول اور طریقے بھی بتائے۔ آپ ﷺ تمام انسانوں کے جسمانی اور باطنی دونوں امراض کے بھی طبیب کامل تھے۔

آپ ﷺ عام طور پر عمل کے ذریعے اسلامی تعلیمات سمجھاتے تھے مثلاً نماز اسلام کا سب سے بڑا رکن ہے اور ہر مومن کو دن میں پانچ مرتبہ یہ عبادت کرنا ہوتی ہے۔ جب آپ ﷺ سے نماز کے مسائل کے بارے میں پوچھا جاتا تو آپ ﷺ فرماتے کہ تم لوگ نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصہ عبادت کے لئے دوسرا حصہ خلق کے لئے اور تیسرا حصہ اپنی ذات کے لئے وفود آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اسلامی تعلیمات وہدایات سے بہرہ ور ہو کر واپس ہوتے تو اپنے اپنے قبائل میں ان تعلیمات کو پھیلاتے تھے۔ اسلامی تعلیمات کا اثر قبول کر کے اور اسلامی معاشرے کے مثبت نتائج سے متاثر ہو کر لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے دریافت فرمایا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے کہ (1) تم محض اللہ کی عبادت کرو اور عبادت میں کسی غیر کو اللہ کا شریک نہ بناؤ۔ (2) فرض نمازیں ادا کرو (3) زکوٰۃ دو اور (4) رمضان کے روزے رکھو' کچھ اور سوالات کے جوابات لینے کے بعد وہ شخص چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے واپس بلاؤ۔ چنانچہ اسے تلاش کیا لیکن اس کا کوئی سراغ نہ ملا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام تھے جو اس غرض سے آئے تھے کہ اس طرح لوگوں کو دین کے ضروری امور کی تعلیم حاصل ہو۔

دنیا میں اخلاق کے بڑے بڑے معلم پیدا ہوئے مگر ان سب میں درس گاہ عالم کے سب سے آخری معلم کے لئے حسب ذیل معیاروں پر پورا اترنا نہایت ضروری تھا۔ (1) اس کی زندگی کا کوئی پہلو پردہ میں نہ ہو۔

(2) اس کی ہر زبانی تعلیم کے مطابق اس کی عملی مثال بھی سامنے موجود ہو۔

(3) اس کی اخلاقی زندگی میں یہ جامعیت ہو کہ وہ انسانوں کے ہر کارآمد گروہ کے لئے اپنے اندر اتباع اور پیروی کا سامان رکھتی ہو۔

ان معیاروں پر اگر ہم سارے انبیاء علیہ اسلام اور مذہبوں کے بانیوں کی زندگیوں کو جانچیں تو معلوم ہو گا کہ دن میں کسی کی زندگی بھی پیغمبر اسلام کی حیات پاک کے برابر جامع کمالات نہیں دنیا کا کوئی پیغمبر یا بانی مذہبی ایسا نہیں ہے جس کی اخلاقی زندگی کا ہر پہلو ہمارے سامنے اس طرح بے نقاب ہو کہ گویا وہ خود ہمارے سامنے موجود ہے لیکن نبی ﷺ کی اخلاقی زندگی کا ہر پہلو ہمارے سامنے ہے۔ آپ ﷺ کا فرمایا ہوا ہمارے سامنے ہے۔ آپ ﷺ کا خود یہ حکم تھا کہ میرے ہر قول اور عمل کو ایک سے دوسرے تک پہنچاؤ محرمان راز کو اجازت تھی کہ جو مجھے خلوت میں کرتے دیکھو اس کو جلوت میں برملا بیان کرو' جو حجرہ میں کہتے سنو اس کو چھتوں پر چڑھ کر پکارو۔

ایک شخص نے آ کرام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے دریافت کیا کہ آنحضرت ﷺ کے اخلاق کیا تھے؟ فرمایا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا جو قرآن میں الفاظ کی صورت میں ہے' وہی حال قرآن کی سیرت میں بصورت عمل تھا۔ اگر غریبوں اور مسکینوں کی امداد واعانت کا حکم دیا تو پہلے خود اس فرض کو ادا کیا۔ خود بھوکے رہے اور دوسروں کو کھلایا۔ آپ ﷺ نے اپنے دشمنوں اور قاتلوں کو معاف کیا کھانے میں زہر دینے والوں سے درگزر کیا۔ اپنی ذات کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا۔ جنہوں نے آپ ﷺ پر تیر برسائے اور تلواریں چلائیں' مسلح ہو کر بھی کبھی ان پر ہاتھ نہیں اٹھایا کپڑوں کی شدید ضرورت کے وقت میں بھی جس نے آپ ﷺ سے کپڑا مانگا خود اپنی چادر اتار کر اس کے حوالے کر دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی غلام کو' لونڈی کو' کسی عورت اور جانور کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی کوئی درخواست رد نہیں فرمائی لیکن یہ کہ وہ ناجائز ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وسلم جب گھر کے اندر تشریف لاتے تو نہایت خنداں' ہنستے اور مسکراتے ہوئے آتے تھے دوستوں میں پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ باتیں ٹھہر ٹھہر کر اس طرح فرماتے تھے کہ کوئی یاد رکھنا چاہے تو رکھ لے۔ آپ ﷺ راتوں کو اٹھ کر عبادت کیا کرتے تھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی رات کی یہ عبادت ترک نہیں کی۔ اگر کبھی مزاج اقدس ناساز یا سست ہوا تو بیٹھ کر ادا کرتے تھے۔

قارئین کی منتخب تحریروں کا گلدستہ

بزم قارئین



سبز چائے کی افادیت

سبز چائے انسانی صحت کے لیے کس قدر فائدہ مند ہے اس بات کا اندازہ محققین کی چند تحقیقات سے لگایا جاسکتا ہے جاپان میں سبز چائے کے استعمال کے حوالے سے ایک جائزہ لیا گیا جس میں ان عمر رسیدہ افراد کو شامل کیا گیا جو روزانہ گرین ٹی کے کئی کپ پیتے ہیں سبز چائے میں ایسے نامیاتی اجزاء موجود ہوتے ہیں جو مدافعتی نظام کے لیے اہم خلیات کو بچانے میں کلیدی کردار ادا؟ کرتے ہیں محققین کولیسٹرول اور کینسر کے مریضوں پر سبز چائے کے اثرات کے حوالے سے تحقیق کر چکے ہیں تاہم اس حوالے سے ملے جلے نتائج آئے ہیں محققین نے یہ جاننے کی کوشش کی ہے کہ کیا سبز چائے استعمال کرنے والے افراد میں بڑھاپے کے وقت کمزور اور معذور ہونے کے خدشات کم ہو جاتے ہیں؟ سبز چائے میں کیفین کے علاوہ بہت معمولی سی مقدار میں وٹامن موجود ہوتا ہے جس کی وجہ سے رگوں میں خون جمنے نہیں پاتا ٹوکیو یونیورسٹی سے طب کی ڈگری حاصل کرنے والے یاسونا کے ٹوماتا نے ۶۵ یا اس سے زائد برسوں کی عمر کے تقریباً ۱۴ ہزار افراد کا تین سال تک مشاہدہ کیا ان کے بقول اگر بوڑھے افراد کی روزانہ کی مصروفیات جیسے غسل کرنا، کپڑے تبدیل یا گھر صاف کرنا وغیرہ کو دیکھا جائے تو وافر مقدار میں سبز چائے پینے والے افراد دوسروں کے مقابلے میں زیادہ متحرک ہوتے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ روزمرہ کے کام کاج میں سبز چائے پینے والے افراد زیادہ فعال ہوتے ہیں اور ان کے معذور ہونے کے امکانات کم ہوتے ہیں اس مشاہدے کے مطابق وہ افراد جو دن میں ایک کپ سے بھی کم سبز چائے پیتے ہیں ان میں سے ۱۳ فیصد کو کام کاج کو کرنے میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تاہم اس مشاہدے میں یہ بھی واضح کیا گیا کہ صرف سبز چائے ہی بڑھاپے میں اس پھرتی کی وجہ نہیں ہوتی اس کے شوقین افراد عام طور پر صحت افزا خوراک پسند کرتے ہیں وہ مچھلی، سبزی اور پھلوں کا استعمال کرتے ہیں اس وجہ سے وہ دل کے دوروں اور فالج کا کم ہی شکار ہوتے ہیں ساتھ ہی ساتھ ہی سماجی طور پر متحرک ہوتے ہیں۔

عظمیٰ ریاض لاہور

آخر کب تک

اس دور کا سب سے مشکل کام اس دور میں جینا ہی تو ہے اور جو انسان اس دور کے طور طریقے سیکھ گیا وہی کامیاب ٹھہرا۔ ہر دور انسان خود بناتا ہے کیونکہ دور وہی رہتا ہے بس انسان تبدیل ہو جاتے ہیں پچھلے چند سالوں سے پاکستان کو پوری دنیا میں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جارہا تھا جس کی چند وجوہات سے کرپشن ناانصافی اور دہشت گردی شامل ہیں آج اگر کوئی انسان غلط کام کرے تو حکومت اس کے خلاف ایکشن لیتی ہے لیکن اگر حکومت غلط کام کرے تو کوئی بھی ایکشن نہیں لیتا آخر ایسا کیوں، اور کب تک؟ ہمیں ان سوالات کا جواب چاہیے جو کہ ہمارے سوا اور کوئی نہیں دے سکتا ہے کیونکہ یہ ملک ہم سے ہے اگر ہم غلط ہوں گے تب ہی یہ ملک بھی غلط ہوگا آج ہماری عوام گونگی اور اندھی ہونے کا ثبوت دے رہی ہے جو آج سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی اپنی آنکھیں کان اور زبان بند کئے ہوئے ہے ہماری مثال اس دور میں منزلہ بحری جہاز جیسی ہے جس کی نیچے کی منزل والے لوگ جہاز میں سوراخ کر رہے ہوں اور اوپر والے چپ چاپ بیٹھ کر تماشا دیکھیں اور اس جہاز کے ڈوبنے کا انتظار کریں کیا ہم ان لوگوں کو روک نہیں سکتے کیا ہمیں جینے کا حق نہیں ہے خدا ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ اور ہماری قوم کو جلد از جلد خواب غفلت سے بیداری عطا فرمائے (آمین) تاکہ ہم اس جہاز کو صحیح سلامت اس طوفان سے نکال کرلے جائیں۔

محمد عاطف ابراہیم حافظ آباد

موبائل فون ضرورت یا زحمت

چند سال پہلے جب گھر کا کوئی فرد گھر سے باہر جاتا تھا اور کسی وجہ سے دیر ہو جاتی تو بہت پریشان ہو جاتے تھے۔ مختلف وہم ذہنی اذیت میں مبتلا کر دیتے تھے مگر اب موبائل فون نے اس پریشانی سے باہر نکال دیا ہے۔ ہمیں فوری طور پر خبر رسانی کی سہولت مل گئی ہے۔ اس کے علاوہ موبائل کے کئی فنکشنز ہیں جن میں ڈکشنری بہت اہم سہولت ہے مگر نقصان ہماری نوجوان نسل کی اخلاقی تربیت کا ہے۔ ہر وقت SMS کرتے کرتے اکثر لڑکے لڑکیاں اسی طرح دوستی کر لیتے ہیں یا اگر والدین رشتہ طے کریں تو آپس میں پیغامات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اچھی بھلی شریف گھرانے کی لڑکیاں بھی اس برائی کی نذر ہو جاتی ہیں اور اپنے لئے مشکلات کھڑی کر لیتی ہیں۔ فلمی ڈراموں اور کہانیوں سے متاثر ہو کر لڑکے لڑکیاں اپنے آپ کو ہیرو ہیروئن سمجھ بیٹھتے ہیں موبائل اور نیٹ نے یہ مشکل بہت آسان کر دی ہے کہ اپنے دل کی بات فوراً ان تک پہنچا دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ کیبل پر انڈین چینلوں کے ڈراموں نے بھی ہماری نوجوان نسل کو خراب کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ والدین کا کردار اس ضمن میں بہت اہم ہے کہ اپنے بچوں کی تربیت پر نظر رکھیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں، اپنے کون سے دوستوں میں وقت گزار رہے ہیں، موبائل اور نیٹ کا استعمال کس طرح کرتے ہیں بلکہ ہر وقت چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی ان کی کونسلنگ (Counselling) کرنی چاہئے اور ان کے جوش و جذبے کو تعلیمی و دینی رجحان دینا چاہیے۔

مدیحہ افتخار...... لاہو

محنت و استقلال

1۔ خوش قسمتی کیا ہے؟ محنت کی اولاد ہے (فرینکلن)

2۔ محنت ہمارے ہاتھ میں ہے اور نصیب خدا کے ہاتھ میں ہے اس سے کام لینا لینا چاہیے جو ہمارے ہاتھ میں ہے۔

3۔ حقیقی مسرتیں ستی سے نہیں بلکہ محنت اور کام سے حاصل ہوتی ہیں (سالمز)

فائزہ یعقوب

عمل سے زندگی بنتی ہے!

یوں تو آج کل ہر کوئی معاشرے کی اچھائیوں برائیوں کا ذکر کرتا رہتا ہے لیکن کوئی یہ نہیں سوچتا کہ آخر معاشرے کی برائیوں کو جڑ سے ختم کرنے کی تدابیر کیا ہیں؟ اور معاشرے کی اچھائیوں میں مزید نکھار لانے کیلئے کیا تدابیر اپنائی جاسکتی ہیں؟ ہر کوئی باتیں تو بہت کرتا ہے کہ ہم نے یہ کیا، ہم یہ وہ کرتے ہیں، یہ وہ کریں گے وغیرہ لیکن کہنا تو سب کیلئے آسان ہوتا ہے، اصل بات تو عمل پیرا ہونے کی ہے

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

دیکھا جائے تو جب کوئی حکومت آتی ہے تو آنے سے پہلے جو وعدے بھی بن پڑیں کئے جاتے ہیں، اجلاسوں سیمیناروں میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا جاتا ہے لیکن حکومت میں آنے کے بعد کہاں کے وعدے کہاں کی تسلیاں بس خالی باتیں رہ جاتی ہیں اور پھر وہی لیڈر جو عوام سے ایک ووٹ مانگنے کیلئے دربدر پھرتے تھے وہی امریکہ کے غلام بن جاتے ہیں، سپر پاور امریکہ کو مزید سپر پاور بنانے میں لگ جاتے ہیں، اپنے ملک کی بجائے باہر کے ممالک سے علاج معالجہ کی اعلیٰ و بہترین سہولتوں سے استفادہ حاصل کرتے ہیں، غریب کو روزگار فراہم کرنے کی بجائے سڑکوں پر سراپا احتجاج کیلئے چھوڑ دیتے ہیں، انہی عوام سے ووٹ لے کر انہی کو سراپا احتجاج بنا دیتے ہیں۔ پارلیمنٹ کے باہر کوئی خودسوزی بھی کرے تو ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی، بجلی گیس کا بحران ان کیلئے کوئی وقعت نہیں رکھتا اور غریب کو روٹی کپڑا مکان کی بجائے فقط بس نعرہ ملتا ہے۔ آخر کب حکمران عوام سے آنکھ مچولی کا کھیل کھیلتے رہیں گے؟ کیا عملی کاموں کی طرف لوٹنا بھی چاہیں گے یا نہیں؟ اپنے عمل سے معاشرے کو جنت یا جہنم بنانا اب حکمرانوں کے بس کا کام نہیں رہا، عوام ہی کو عملی تدابیر اپنانا ہوں گی۔

عمل کی سوکھتی رگ میں ذرا سا خون شامل کر
میرے ہم دم فقط باتیں بنا کر کچھ نہیں ملتا

ثنا گل لاہور



نہیں چاہیے!

لوٹ لیتے ہیں ہریالی جو دیس کی
وہ لیٹرے قیادت نہیں چاہیے
وقت کا ہو نہ اپنا جہاں
پھر وہ دور حکومت نہیں چاہیے
لوگ بھی مر رہے ہیں تیرے ہاتھ سے
تیرا کردار صورت نہیں چاہیے
قتل کرنے لگا بھائی کو بھائی دیکھ
جسم وجاں کی تجارت نہیں چاہیے
گولی بندوق گولہ کہ بارود بھی!
یہ درندے یہ دہشت نہیں چاہیے
دیس کے محسنوں کو نہ بیچو کبھی
باخدا ایسی دولت نہیں چاہیے
ہوگیا سانس لینا بھی مشکل یہاں
خون میں ڈوبی سیاست نہیں چاہیے
جو بھی سودا کریں زندگی کا کہیں
وہ محافظ حفاظت نہیں چاہیے
گیس پانی یہ بجلی کہ مہنگائی بھی
زیست زیر حراست نہیں چاہیے
امن کا کوئی تو آئے پرچم لئے
شاکر یہ قتل وغارت نہیں چاہیے

سلیم شاکر

غزل

میرے دل پہ ہے تیری حکمرانی
یہی رونا میں اکثر رو چکی ہوں
وہ گھاؤ اور تازہ ہوگیا ہے
جسے میں آنسوؤں سے دھو چکی ہوں
یقیناً اس میں کوئی شک نہیں ہے
ہمیشہ کے لئے اب سو چکی ہوں
کسے معلوم کیسی فصل ہوگی
وفا کا بیج آنچل بو چکی ہوں

سعدیہ آنچل

دھن والوں کی نظر

نشہ ہے دولت کا انبار لگاؤں گا
پیچھے میں اپنے کاغذ کے ٹکڑے چھوڑ جاؤں گا
فکر ہے مجھے اپنے بچوں کی سکندر بناؤں گا
نہیں پتا کہ اپنی دولت سے اک کفن بھی پہن پاؤں گا
سکندر تو کہتا تھا اک دن خالی ہاتھ ہی جاؤں گا
میں تو اپنی قبر میں نوٹوں کا بازار لگاؤں گا
اللہ کی بارگاہ میں کیا منہ دکھاؤں گا
پھر بھی حرص و لالچ سے باز نہ آؤں گا
انہیں معصوم سمجھ کر میں چکر دے جاؤں گا
اعلیٰ و بالا سے ابتر میں اک دن ہو جاؤں گا
کہتا ہوں میں بھوکوں کو روٹی کھلاؤں گا
مکان ہو نہ ہو دو گز زمین میں ضرور چھوڑ جاؤں گا
نازاں ہے تیری فکر و سوچ پر محمد علی
یوں تو صدیاں گذر جائینگی تیری سنے نہ کوئی

(محمد علی خان، لاہور)

اولمپکس 1935ء کی تاریخی ہاکی
جس پر تمام کھلاڑیوں کے دستخط موجود ہیں

کرنل (ر) اے آئی ایس دارنے محمد امین مرحوم کے کام سے متاثر ہوکر اولمپکس کیلئے ان سے ہاکیاں بنوائیں

شاذیہ سعید

کسی بھی ملک کا ثقافتی ورثہ تاریخی اہمیت کا حامل ہوتا ہے "ثقافت تہذیب وتمدن اور تاریخی نوادرات کو اصلی حالت میں رکھنے کیلئے سخت مانیٹرنگ کی ضرورت ہوتی ہیں کیونکہ یہی وہ چیزیں ہیں جن کی بدولت ہم اپنی آئندہ نسلوں کو ثقافت سے روشناس کرواسکتے ہیں۔ دنیا میں کہیں بھی چلیں جائیں وہاں ہمیں انکی پرانی ثقافت کی چھاپ ضرور نظر آئی گی جسکی وجہ یہ ہے کہ وہاں کی حکومت اپنی پرانی چیزوں کی حفاظت پر پیسے خرچ کرتی ہے تاکہ وہ کہیں سے بھی ٹوٹی پھوٹی اور دیکھنے والوں کو بری نہ لگیں۔ ہمارے ہاں ایسے بہت سے افراد موجود ہیں جو اپنے خاندانی ورثے کو صدیوں تک سنبھال کر رکھتے ہیں تاکہ آنے والوں کو اپنے خاندان کی اہمیت بتا سکیں۔ اگر ہم پرانے لاہور یا "والڈ سٹی" کا دورہ کریں تو ہمیں ایسی بہت سی شخصیات سے ملنے کا موقع ملے گا جن کے تاریخی خاندانی ورثے کے بارے میں جان کر کوئی بھی حیرت میں گم ہو جائے۔ ایسی ہی ایک شخصیت جو پرانی انارکلی میں گزشتہ سو برسوں سے اپنی سپورٹس کی دکان چلا رہے ہیں۔ "امین برادرز" کے نام سے موسوم یہ دوکان انارکلی کے آغاز پر ہی ہے موجود ہے۔ محمد امین نے یہ دوکان 1913ء میں سیالکوٹ سے لاہور منتقل ہونے کے بعد تعمیر کی وہ خاندانی طور پر ایک کاروباری آدمی تھے وہ زیادہ تر لکڑی سے سپورٹس کا سامان بنایا کرتے تھے۔ انکی وفات کے بعد انکے بیٹوں خواجہ محمد الیاس اور خواجہ محمد ناصر مل کر اس کاروبار کو اسے کامیابی سے چلا رہے ہیں۔ انکے والد محمد امین نے اپنے زمانے میں بہت سی لکڑی کی ہاکیاں بنائیں ہیں' برصغیر ہند میں 1935ء کو ہندوستانی ہاکی ٹیم اولمپکس کیلئے منتخب ہوئی تو کرنل اے آئی ایس دار نے مرحوم محمد امین سے انکے کام سے متاثر ہوکر اپنی ٹیم کیلئے ہاکیاں بنوائیں۔ اولمپکس سے واپسی پر انہوں نے ایک ہاکی پر تمام کھلاڑیوں کے دستخط لے کر محمد امین کو بطور تحفہ پیش کی۔ 1935ء سے لیکر اب تک وہ ہاکی امین برادرز شاپ پر جوں کی توں پڑی ہے اور اس بات کو تقریباً سو سال ہونے کو ہیں۔ خواجہ محمد الیاس نے نوائے وقت کو بتایا کہ ہم نے اپنے والد کو اس ہاکی کی حفاظت کرتے ہی دیکھا ہے اسی نسبت سے انکے جانے کے ہم بھائیوں نے بھی اسے اپنے پاس اسی طرح سے سنبھال کر رکھا ہوا ہے اور انکی حفاظت کرتے ہیں۔ مرحوم کرنل نے والد کے کام کی بہت تعریف کی اس زمانے میں بھی ہم ہاکی مختلف ممالک میں ایکسپورٹ کیا کرتے تھے لیکن گزرتے وقت کے ساتھ اور لکڑی کی پیداوار کم ہونے کے باعث ہاکی بنانا کم کر دیا اور ایکسپورٹ کا کم بھی تقریباً ختم ہو گیا لیکن اب ہم لوگ ٹینس ریکٹ' فٹبال اور مارشل آرٹ یونیفارم بناتے اور ایکسپورٹ بھی کرتے ہیں۔ جس جگہ پر ہماری دوکان ہے وہاں پر صرف ایک ہی فلور تھا لیکن اللہ کے فضل سے اب ہم پانچ فلورز کے مالک ہیں جن پر ٹینس ریکٹ بنائے جاتے ہیں لیکن مینوفیکچرنگ سیالکوٹ میں ہوتی ہے کیونکہ ہمارا خاندانی کاروبار ہے چنانچہ سارا کام سیالکوٹ میں ہی ہوتا ہے البتہ والد صاحب کی بنائی یہ دوکان کامیابی سے چل رہی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ہمارے کسٹمرز ہم پر اعتماد کرتے ہیں اگر وہ خریدا ہوا مال دو سال کے بعد بھی واپس کریں تو ہم انہیں انکے پیسے واپس لوٹا دیتے ہیں۔ اداروں کو سامان کی سپلائی کے حوالے سے محمد الیاس کا کہنا تھا کہ اداروں میں کرپشن کی وجہ سے ہم اپنا مال اداروں کو سپلائی نہیں کرتے البتہ اس سے قبل ہم گورنر ہاؤس' سول سروس اور اکیڈمیوں کو سپلائی کیا کرتے تھے جبکہ قیام پاکستان سے قبل ہم اپنا مال ہندوستان بھر میں سپلائی کرتے تھے اور نامور پلیئرز ہم سے سامان بنواتے تھے لیکن اب چونکہ لکڑی کا کاروبار بند ہو گیا ہے اور ہاکی سٹک ایک خاص قسم کی لکڑی جو کہ شتوت کے درخت سے ملتی ہے سے بنائی جاتی ہے لیکن یہ درخت کے ناپید ہونے کے باعث ہم نے بھی لکڑی سے بنی ہاکی سٹکس بنانا کم کر دیا ہے۔ کھلاڑیوں کی دستخط شدہ ہاکی کے بارے میں محمد الیاس نے بتایا کہ جس طرح سے والد صاحب اس سٹک کو سنبھال کر رکھتے تھے ویسے ہی ہم بھی اسکی دیکھ ریکھ کرتے ہیں کیونکہ یہ ہمارا تاریخی ورثہ ہے ہم نے کبھی بھی نہیں سوچا کہ اس ہاکی سٹک کو ضائع کر دیں اس سلسلے میں ہمارے بچے بھی ہمارا بھرپور ساتھ دیتے ہیں وہ لوگ کہتے ہیں دادا نے بنائی ہے اور یہی ہماری پہچان ہے۔ لوگوں کے ردعمل پر بات کرتے ہوئے محمد الیاس کا کہنا تھا کہ لوگ اسے بہت شوق سے دیکھتے ہیں اور والد صاحب کی بنائی اس ہاکی کی تعریف کرتے ہیں تو ہمارا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے۔ بچوں کی کاروبار میں دلچسپی کے حوالے سے انکا کہنا تھا کہ بچے کاروبار میں ہاتھ بٹا دیتے ہیں لیکن سب کے اپنے اپنے شوق ہیں وہ لوگ کچھ اور کام کرنا چاہتے ہیں لیکن انہیں اپنے اس خاندانی کاروبار کی بھی مکمل معلومات حاصل ہیں۔ ہاکی چونکہ ہمارا قومی کھیل ہے اسی نسبت سے ملک میں ہاکی کو فروغ ملنا چاہیے تھا لیکن حکومت کی عدم دلچسپی کے باعث اس کھیل میں لوگوں کی دلچسپی بھی نہ ہونے کو برابر ہے۔ اس حوالے سے محمد الیاس کا کہنا تھا کہ ہاکی کو بھی ویسی ہی اہمیت دی جائے جیسی کرکٹ کو دی جاتی ہے' حکومت کو کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے انہیں کھیلنے کیلئے پلے گراؤنڈز مہیا کئے جائیں۔ ہمارے ہاں انڈسٹریاں بالکل تباہ ہو کر رہ گئیں ہیں کاروباری افراد دلبرداشتہ ہو کر دوسرے ممالک کا رخ کر رہے ہیں۔ یہ بات آئینے کی طرح واضح ہے کہ جن ممالک نے ترقی کی ہے انکی انڈسٹری بہت مضبوط ہے۔ ہمیں وسائل ہی نہیں

> ہاکی کو بھی ویسی ہی اہمیت دی جائے جیسی
> کرکٹ کو دی جاتی ہے' حکومت کو کھلاڑیوں
> کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے انہیں کھیلنے
> کیلئے پلے گراؤنڈز مہیا کئے جائیں

دیے جاتے کہ ہم اپنی مصنوعات کو دنیا کے کونے کونے میں لے جاسکیں۔ ہمارے پاس ہنر مندوں کی کمی نہیں ہے ہم کوئی بھی چیز اسی مہارت سے بنا سکتے ہیں جیسے کہ دوسرے ممالک بناتے ہیں لیکن ہمارے ان ہنر مندوں کا ہنر زنگ آلود ہو رہا ہے کیونکہ ان کے پاس وسائل ہی نہیں ہیں۔ ثقافتی اور خاندانی ورثے کی نمائش پر بات کرتے ہوئے محمد الیاس کا کہنا تھا کہ جن لوگوں کے پاس ایسی قیمتی اور نادر اشیاء موجود ہیں وہ انہیں منظر عام پر لائیں اور حکومت سے درخواست ہے کہ یہ نادر اشیاء ہی ہماری ثقافت کی پہچان ہے خدارا انہیں ضائع ہونے سے بچایا جائے تاکہ آئندہ نسلوں کو انکی اہمیت کیا اندازہ ہو سکے اور وہ اپنی تاریخ کو یاد رکھیں۔

http://www.nawaiwaqt.com.pk
email:editor@nawaiwaqt.com.pk

مسلسل اشاعت کے 70 سال



DAILY
NAWA-I-WAQT
LAHORE

روزنامہ نوائے وقت لاہور
بانی حمید نظامی مرحوم — ایڈیٹر مجید نظامی
لاہور، کراچی، راولپنڈی/اسلام آباد اور ملتان سے بیک وقت شائع ہوتا ہے

WEDNESDAY, 5 JANUARY 2011

جلد		صفحات	رجسٹرڈ نمبر پی ایل	شمارہ
70	بدھ، 29 محرم الحرام 1432ھ، 5 جنوری 2011ء، 21 پوہ 2067ب — فون نمبرز 54-36367551-36302050 — UAN 111-222-007 — قیمت 10 روپے	12	101	284



اللہ کے نام سے جو بے انتہا مہربان، رحم فرمانے والا ہے

○ ... اور ہم نے بھیجے تھے پیغمبر آپ سے پہلے بھی ان میں سے بعض کا ذکر ہم نے آپ سے کر دیا اور ان میں سے بعض کا ذکر (قرآن کریم میں) آپ سے نہیں کیا اور کسی رسول کی مجال نہ تھی کہ وہ لے آتا کوئی نشانی اللہ کی اجازت کے بغیر، پس جب آئے گا اللہ کا حکم (تو) فیصلہ کر دیا جائیگا حق (وانصاف) کیساتھ اور باطل پرست وہاں (سراسر) گھاٹے میں رہیں گے ○

المومن (آیت:78)



مسلم لیگ ن کا الٹی میٹم: وزیراعظم سوگ کے بعد 72 گھنٹوں میں بتائیں پٹرول سمیت 9 نکاتی ایجنڈے پر عمل کرنا ہے یا نہیں: نواز شریف

اصلاح احوال کیلئے شارٹ ٹرم ایجنڈے میں کرپٹ وزرا کی برطرفی، سرکاری اخراجات میں 30 فیصد کمی، قرضوں کی واپسی، این آر او سمیت عدالتی فیصلوں پر عملدرآمد، خودمختار الیکشن، احتساب کمشن کا قیام شامل: 45 دن بعد اپوزیشن سے رجوع کرینگے

ایجنڈے پر عملدرآمد نہ ہونے پر پنجاب حکومت میں پیپلز پارٹی کو خدا حافظ کہہ دینگے، مشرف کا احتساب ان کے بس سے باہر ہے اسے شامل نہیں کیا، سنٹرل آرگنائزنگ کمیٹی کے اجلاس کے بعد پریس کانفرنس، جے یو آئی (ف) متحدہ کا ساتھ نہ دینے کا فیصلہ

اسلام آباد (وقائع نگار، وقت نیوز، ریڈیو/مانیٹرنگ نیوز، ایجنسیاں) مسلم لیگ ن کے قائد میاں محمد نواز شریف نے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ واپس لینے سمیت اصلاح احوال کیلئے 9 نکاتی قومی ایجنڈے پر عملدرآمد کرانے کی یقین دہانی کرانے کیلئے صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 30

ملزم نے اعتراف کیا گورنر نے ناموس رسالت ایکٹ کو کالا قانون کہا اس لئے قتل کیا: رحمن ملک

تحقیقات کرینگے یہ انفرادی فعل ہے یا پس پردہ کچھ اور عناصر بھی شامل تھے، گورنر کو سکیورٹی کی فراہمی پنجاب حکومت کی ذمہ داری تھی، میڈیا سے گفتگو

ظاہر ہوتا ہے پنجاب حکومت بھی قتل کی ذمہ دار ہے، پیپلز پارٹی کیلئے بینظیر کی شہادت کے بعد یہ بڑا سانحہ ہے: تسنیم قریشی

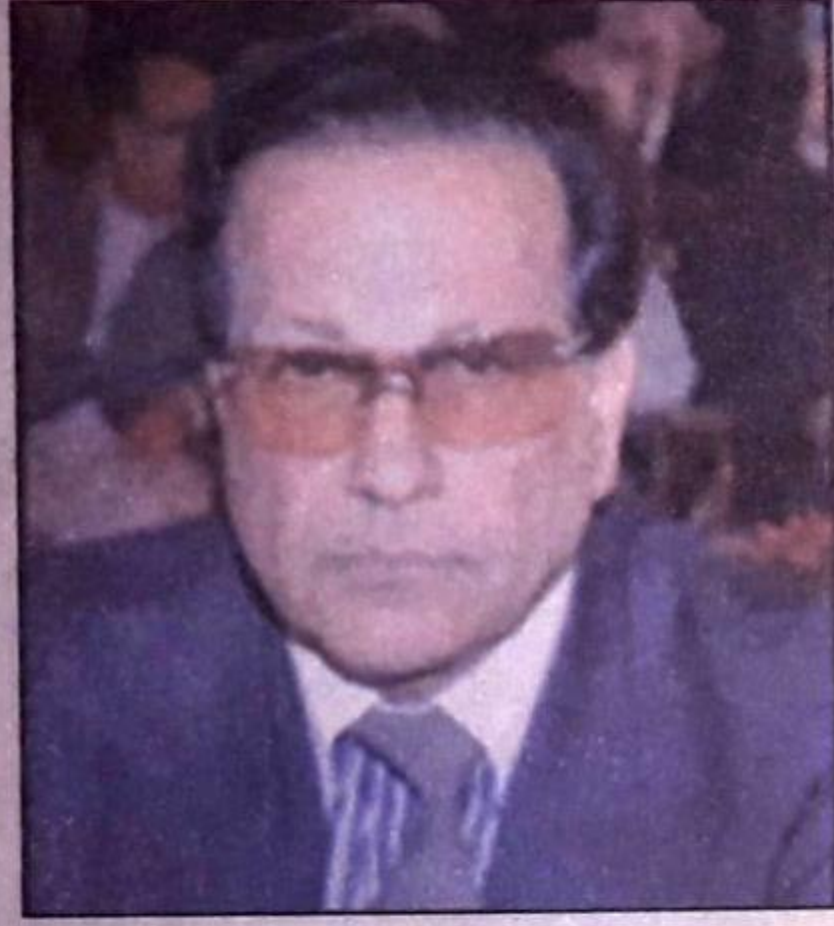
کراچی (این این آئی + جی این آئی) وفاقی وزیر داخلہ رحمان ملک نے کہا ہے کہ گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو ان کے گارڈ ممتاز حسین قادری نے قتل کیا اس نے اعتراف کیا ہے کہ اس نے گورنر پنجاب سلمان صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 32



گورنر پنجاب کو قتل کرنے والا ایلیٹ فورس کا اہلکار ملک ممتاز قادری

ممتاز قادری یکم جنوری 1985ء کو پیدا ہوا
2003ء میں پنجاب پولیس جوائن
کی 2008ء میں ایلیٹ فورس کی تربیت لی

لاہور + اسلام آباد (مانیٹرنگ ڈیسک + اے پی پی + آن لائن) گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو قتل کرنے والا اہلکار ممتاز قادری راولپنڈی ایلیٹ فورس میں صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 31



اسلام آباد میں گورنر سلمان تاثیر سرکاری گارڈ کی فائرنگ سے جاں بحق

پیپلز پارٹی نے دو ہفتے، وزیراعظم نے 3 روزہ سوگ کا اعلان کر دیا

سلمان تاثیر سہ پہر کو کوہسار مارکیٹ گئے، جب وہ گاڑی میں بیٹھنے لگے تو ایلیٹ فورس کے اہلکار گن مین ممتاز قادری نے ان پر ایس ایم جی سے برسٹ کھول دیا، گورنر کو فوری ہسپتال لے جایا گیا لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے، میت لاہور پہنچا دی گئی، ملزم اور اس کے 4 بھائی گرفتار

سلمان تاثیر کے ساتھ ڈیوٹی کرنے والے تمام اہلکاروں کو بھی حراست میں لے لیا گیا، گورنر کو 4 سے 5 فٹ کے فاصلے سے 27 گولیاں ماری گئیں، پوسٹ مارٹم رپورٹ/وزیراعظم نے سرکاری مصروفیات منسوخ کر دیں، صدر نے کہا کہ گورنر انتہائی دلیر رہنما تھے: فوزیہ وہاب

اسلام آباد (اپنے سٹاف رپورٹر سے + خبر نگار + مانیٹرنگ سیل) گورنر پنجاب سلمان تاثیر وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں سرکاری گارڈ کی اندھا دھند فائرنگ سے جاں بحق ہو گئے۔ ایلیٹ فورس پنجاب کے حملہ آور گن مین کو گرفتار کر لیا گیا، واردات میں استعمال ہونے والی ایس ایم جی اور گولیوں کے خول صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 21

اسلام آباد/کراچی (ایجنسیاں + مانیٹرنگ سیل) پیپلز پارٹی نے گورنر سلمان تاثیر کے قتل پر دو ہفتے کے سوگ کا اعلان کرتے ہوئے پارٹی کی تمام صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 22



اسلام آباد: گورنر پنجاب کے قتل کے بعد ان کی میت کو ہسپتال منتقل کیا جا رہا ہے

گورنر کے قتل پر خوف و ہراس، مارکیٹیں بند، لاہور سمیت کئی شہروں میں مظاہرے، ہنگامہ آرائی

لاہور کی تمام بڑی، چھوٹی مارکیٹوں میں سناٹا چھا گیا، کارکنوں کی بڑی تعداد گورنر ہاؤس پہنچ گئی، کئی کارکن دھاڑیں مار کر روتے رہے

پنجاب حکومت کے خلاف نعرے بازی، سینہ کوبی، سیالکوٹ میں کارکنوں کی توڑ پھوڑ، حاصل پور میں ریلی، دیگر شہروں میں بھی کارکنوں نے ٹائر جلا کر سڑکیں بلاک کر دیں

لاہور + فیصل آباد (خبر نگار خصوصی + سٹاف رپورٹر + نمائندہ خصوصی + ریڈیو نیوز + وقت نیوز) گورنر پنجاب کے قتل پر ملک بھر میں خوف و ہراس پھیل گیا اور بازار اور مارکیٹیں بند ہو گئیں۔ لاہور سمیت کئی شہروں میں پی پی کے کارکنوں نے مظاہرے کئے اور ہنگامہ آرائی کی۔ بڑی تعداد میں کارکن گورنر ہاؤس کے باہر جمع ہو گئے اور پنجاب حکومت کے خلاف نعرے بازی کی۔ اس موقع پر کئی کارکن دھاڑیں مار کر بھی روتے رہے۔ تفصیلات کے مطابق گورنر پنجاب کے قتل کی خبر صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 23

حکومت کو کوئی خطرہ نہیں، موجودہ حالات میں تمام پارٹیوں کو مل کر کام کرنا ہو گا: وزیراعظم

جو بھی آئے گا اسے پریشانی ہو گی، شجاعت نے امن و امان بہتر کرنے، مہنگائی کے خاتمہ پر ساتھ دینے کا وعدہ کیا ہے

متحدہ و ذوالفقار مرزا کے بارے میں تحفظات، فضل الرحمن، سواتی کی برطرفی کی وجہ سے علیحدہ ہوئے، بھیرہ میں گفتگو، مسلم لیگ ن کے بہاؤالحق کی علیحدگی میں ملاقات

بھیرہ (نامہ نگار + وقت نیوز + ریڈیو نیوز) وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی نے کہا ہے پی پی پی کی حکومت کو کوئی خطرہ نہیں وہ مضبوط اور مستحکم پوزیشن میں ہے موجودہ حالات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے تمام پارٹیوں کو مل بیٹھ کر کام کرنا ہو گا۔ موٹر وے سروس ایریا بھیرہ پر صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا موجودہ صورتحال کا حل کس کے پاس ہے جو بھی آئے گا اسے پریشانی ہو گی۔ چودھری شجاعت حسین نے ملک میں لا اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر بنانے اور مہنگائی جیسے مسائل کے خاتمہ پر حکومت کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ سیلاب اور دہشت گردی کی وجہ سے ملک میں مہنگائی بڑھی ہم اس پر قابو پانے کی صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 35



گورنر پنجاب سلمان تاثیر کی اپنی فیملی کے ساتھ یادگار تصویر

گورنر کا قتل ملک کو غیر مستحکم اور جمہوریت کو ڈی ریل کرنے کی سازش ہے: سیاسی مذہبی رہنما

دہشت گردی کا سلسلہ ملک و قوم کے مفاد میں نہیں: نواز شریف، وہی لوگ ملوث ہیں جنہوں نے بینظیر کو شہید کیا: پیپلز پارٹی پنجاب

افسوسناک واقعہ ہے: وفاقی وزرا، چیئرمین سینٹ، سپیکر قومی، صوبائی اسمبلی، شجاعت، پرویز الٰہی، قاضی، منور حسن، عمران خان، ساجد میر و دیگر کی مذمت

لاہور (خبر نگار خصوصی + خصوصی رپورٹر + سٹاف رپورٹر + نامہ نگاران) مختلف سیاسی و مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں نے گورنر پنجاب کے قتل کی شدید مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ گورنر کا قتل ملک کو غیر مستحکم کرنے اور جمہوریت کو ڈی ریل کرنے کی سازش ہے اور یہ ملکی سیاست کے لئے برا شگون ہے۔ تفصیلات کے مطابق مسلم لیگ (ن) کے سربراہ نواز شریف نے گورنر پنجاب کے بہیمانہ قتل کی شدید مذمت کی اور کہا ہے کہ دہشت گردی کا یہ سلسلہ کسی طرح بھی ملک و قوم کے مفاد میں نہیں اور دہشت گردی کی جڑیں کاٹنا لازم ہے۔ چیئرمین و ڈپٹی چیئرمین سینٹ اور سپیکر و ڈپٹی سپیکر قومی اسمبلی سمیت تمام وزرا نے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل پر صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 24

کہنے کے نواز شریف کے اعلان کے بعد

حکومت مدت پوری کرے گی

گورنر پنجاب کا آخری پیغام

نامہ نگاران) مختلف سیاسی و مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں نے گورنر پنجاب کے قتل کی شدید مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ گورنر کا قتل ملک کو غیر مستحکم کرنے اور جمہوریت کو ڈی

فگون ہے۔ تفصیلات کے مطابق مسلم لیگ (ن) کے سربراہ نواز شریف نے گورنر پنجاب کے بہیمانہ قتل کی شدید مذمت کی اور کہا ہے کہ دہشت گردی کا یہ سلسلہ کسی

کی جڑیں کاٹنا لازم ہے۔ چیئرمین و ڈپٹی چیئرمین سینٹ اور سپیکر و ڈپٹی سپیکر قومی اسمبلی سمیت تمام وزراء نے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل پر صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 24

یوسف رضا گیلانی نے کہا ہے پی پی پی کی حکومت کو کوئی خطرہ نہیں وہ مضبوط اور مستحکم پوزیشن میں ہے موجودہ حالات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے تمام پارٹیوں کو مل

صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا موجودہ صورتحال کا حل کس کے پاس ہے جو بھی آئے گا اسے پریشانی ہوگی۔ چودھری شجاعت حسین نے ملک میں ا

کے خاتمہ پر حکومت کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ سیلاب اور دہشت گردی کی وجہ سے ملک میں مہنگائی بڑھی ہم اس پر قابو پانے کی صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 35

حکومت مدت پوری کریگی گورنر پنجاب کا آخری پیغام
قمر کائرہ سے آخری ملاقات کی

اسلام آباد (آن لائن) گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے اپنے آخری پیغام میں کہا ہے کہ حکومت اپنی مدت پوری کرے گی، اپنی موت سے چند لمحے قبل ایک ویب سائٹ پر اپنے پیغام میں سلمان تاثیر نے کہا کہ حکومت 2013ء تک اپنی مدت پوری کرے گی حکومت گرانے کی تمام سازشیں ناکام ہوں گی۔ گورنر نے صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 25

سلمان تاثیر کی صدر زرداری اور بلاول کے ساتھ یادگار تصویر جنہوں رہنما پیپلز پارٹی کی صوبائی پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں شریک ہیں

پنجاب میں آج عام تعطیل کا اعلان، قومی اسمبلی کا اجلاس بغیر کارروائی ملتوی

اسلام آباد کے تعلیمی اداروں میں بھی چھٹی ہوگی، پنجاب یونیورسٹی، کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج یونیورسٹی میں آج ہونے والے پرچے ملتوی، قومی اسمبلی میں قومی سلامتی، امن امان کیلئے دعا

لاہور + اسلام آباد (خصوصی رپورٹر + کامرس رپورٹر + لیڈی رپورٹر) گورنر سلمان تاثیر کے قتل پر آج پنجاب بھر میں عام تعطیل کا اعلان کر دیا گیا۔ قومی اسمبلی کا اجلاس بغیر کسی کارروائی کے آج تک کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق رات گئے پنجاب بھر میں سرکاری اداروں میں تعطیل کا نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے جس کے تحت تمام سرکاری نیم سرکاری ادارے بند رہیں گے۔ اسلام آباد کے تمام تعلیمی ادارے بھی بند رہیں گے۔ جب کہ پنجاب یونیورسٹی اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج یونیورسٹی نے آج ہونے والے تمام امتحانات منسوخ کر دیے ہیں جن کا اعلان بعد میں کیا جائے صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 26

گورنر پنجاب سلمان تاثیر کی اپنی فیملی کے ساتھ یادگار تصویر

سلمان تاثیر 80 کی دہائی میں پیپلز پارٹی میں شامل ہوئے، 2008ء میں گورنر بنے

لندن سے چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کی تعلیم حاصل کی، بھٹو کی پھانسی کے خلاف چلائی جانے والی تحریک میں حصہ لیا

قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں، مشرف کی نگران کابینہ میں وزیر صنعت و پیداوار بھی رہے

لاہور (خبر نگار خصوصی + ریڈیو نیوز + وقت نیوز) گورنر پنجاب سلمان تاثیر طویل سیاسی جدوجہد کے حامل تھے۔ وہ 12 جون 1946ء کو پیدا ہوئے۔ انہوں نے لندن سے چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کی تعلیم مکمل کی۔ 80 کی دہائی میں پیپلز پارٹی میں شامل ہوئے۔ بھٹو کی پھانسی کے خلاف چلائی جانے والی تحریک میں بھی حصہ لیا اور ذوالفقار بھٹو کی سیاسی زندگی پر کتاب بھی لکھی۔ سیاسی جدوجہد کے دوران ان پر کئی صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 33

پیپلز پارٹی کو پنجاب حکومت سے خدا حافظ کہنے کے نواز شریف کے اعلان کے بعد پی پی رہنماؤں کے موبائل فون بند، میڈیا کو ردعمل لینے میں مشکلات کا سامنا

لاہور (سٹاف رپورٹر) مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں نواز شریف کی طرف سے پیپلز پارٹی کی حکومت کو 3 دن دینے ورنہ پنجاب حکومت میں خدا حافظ کہنے کے اعلان کے بعد پیپلز پارٹی پنجاب کے اکثر رہنماؤں نے اپنے موبائل فون فوراً بند کر دیئے جس کی وجہ سے میڈیا کو پیپلز پارٹی کا ردعمل حاصل کرنے میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

اسلام آباد: نواز شریف پریس کانفرنس کر رہے ہیں شہباز شریف، ظفر الحق، چودھری نثار اور اقبال جھگڑا بھی ساتھ ہیں

حالات کا تقاضا ہے موجودہ سیاسی جمہوری نظام چلتا رہے: چودھری شجاعت

حکومت عوام کو ریلیف دے اور عوامی مفاد میں دانشمندانہ فیصلے کرے: (ق) لیگ پارلیمانی کمیٹی کا اجلاس

اسلام آباد (مانیٹرنگ نیوز/ وقت نیوز) مسلم لیگ (ق) کے سربراہ چودھری شجاعت نے کہا ہے کہ صورتحال کا تقاضہ ہے کہ موجودہ سیاسی و جمہوری نظام چلتا رہے۔ نجی ٹی وی کے مطابق گزشتہ روز مسلم لیگ (ق) کی پارلیمانی کمیٹی کا اجلاس چودھری شجاعت کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس کے بعد قائد مسلم لیگ (ق) نے کہا کہ حکومت عوام کو ریلیف دے اور عوامی مفاد میں فیصلے کرے۔ حکومت دانشمندانہ فیصلے کرے۔

گورنر پنجاب کے قتل کی تحقیقات کیلئے ٹیم تشکیل دیدی گئی 24 گھنٹوں میں رپورٹ طلب

تحقیقاتی ٹیم آئی ایس آئی اور آئی بی پر مشتمل ہوگی، واقعہ میں ملوث ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائیگا: رحمن ملک

اسلام آباد (آن لائن) وفاقی وزیر داخلہ رحمن ملک نے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کی تحقیقات کے لئے مشترکہ ٹیم تشکیل دیتے ہوئے 24 گھنٹوں میں وقوعہ کی رپورٹ طلب کر لی ہے۔ تحقیقاتی ٹیم آئی ایس آئی، سپیشل برانچ، آئی بی اور دیگر قانون نافذ کرنے والے اداروں پر مشتمل ہوگی۔ وزیر داخلہ رحمن ملک نے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کی شدید مذمت کرتے ہوئے نہایت دکھ اور افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ واقعہ میں ملوث ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔

رحمن ملک کی قائم علی شاہ سے ملاقات، ایم کیو ایم کے تحفظات دور کرنے پر اتفاق

پیپلز پارٹی کے دیگر رہنماؤں سے بھی ملاقاتیں، گورنر سندھ کے ساتھ ملاقاتوں کی تفصیلات سے آگاہ کیا

کراچی (مانیٹرنگ نیوز) وفاقی وزیر داخلہ رحمان ملک نے گزشتہ روز وزیر اعلیٰ ہاؤس میں وزیر اعلیٰ سندھ قائم علی شاہ، پیپلز پارٹی کے دیگر رہنماؤں صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 39

ایم کیو ایم ارکان سندھ اسمبلی نے مہنگائی کے خلاف تحریک التواجمع کرادی

کراچی (ریڈیو نیوز) ایم کیو ایم کے ارکان سندھ اسمبلی نے مہنگائی کے خلاف تحریک التواجمع کرادی۔

نئے سیاسی بحران میں مسلم لیگ کا اتحاد پھر موضوع بحث بن گیا

لاہور (خبر نگار خصوصی) مسلم لیگی قیادتوں کے درمیان تحفظات اور اختلافات کے باوجود نئے سیاسی بحران میں ایک بار پھر مسلم لیگ کا اتحاد موضوع بحث بن گیا ہے۔ دونوں بڑے گروپوں کے مخلص مسلم لیگی باہمی رابطوں کے درمیان یہ کہتے نظر آرہے صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 40

جسٹس خواجہ شریف کی حلف برداری کے موقع پر گورنر سلمان تاثیر اور شہباز شریف بھی موجود ہیں یادگار تصویر

سلمان تاثیر پہلے گورنر جن کی نماز جنازہ گورنر ہاؤس لاہور میں ادا کی جائیگی

لاہور (خصوصی رپورٹر) گورنر پنجاب سلمان تاثیر پہلے گورنر پنجاب ہوں گے جن کی نماز جنازہ گورنر ہاؤس لاہور میں ادا کی جائے گی۔ اس سے قبل کسی بھی مرنے والے گورنر کی نماز جنازہ گورنر ہاؤس میں ادا نہیں کی گئی۔

سلمان تاثیر آخری دنوں میں نواز شریف کے طرز عمل کی تعریف کرتے نظر آئے

لاہور (خبر نگار خصوصی) گورنر پنجاب سلمان تاثیر آخری دنوں میں ملکی حالات کے حوالے سے نواز شریف کی تعریف کرتے نظر آئے دو روز قبل انہوں نے نوائے وقت کے چیف رپورٹر سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ صورتحال میں نواز شریف کی سوچ اور اپروچ ضروری ہے اور اسی سوچ اور اپروچ کو بروئے کار لا کر بحران کا حل تلاش کیا جا سکتا ہے، سلمان تاثیر کا یہ بھی کہنا تھا کہ اس سوچ اور اپروچ کو بروئے کار لا کر جمہوری سسٹم کو آگے چلایا جا سکتا ہے۔

گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل پر مال روڈ سنسان ہے، مال روڈ پر دکانیں بند ہیں

سلمان تاثیر کی نماز جنازہ آج گورنر ہاؤس میں ادا کی جائے گی: راجہ ریاض

گورنر پنجاب کے قتل کے مقدمے کی مدعیت کا فیصلہ ان کے اہل خانہ اور پارٹی کرے گی

سلمان تاثیر نے بلٹ پروف گاڑی مانگی تھی جو پنجاب حکومت نے نہیں دی: سینئر صوبائی وزیر

لاہور (مانیٹرنگ نیوز + ریڈیو مانیٹرنگ + این این آئی) سینئر وزیر پنجاب راجہ ریاض نے کہا ہے کہ گورنر پنجاب کی شہادت قومی نقصان ہے انہوں نے کہا کہ سلمان تاثیر نے پنجاب حکومت سے بلٹ پروف گاڑی مانگی تھی جو نہیں دی گئی۔ سلمان تاثیر کی نماز جنازہ آج گورنر ہاؤس میں ایک بجے دوپہر کے بعد ادا کی صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 27

اقلیتی برادری بھی دو ہفتے سوگ منائے گی، قاتل بچ نہیں سکیں گے: شہباز بھٹی

اسلام آباد (ریڈیو نیوز) وفاقی وزیر اقلیتی امور شہباز بھٹی نے کہا ہے کہ گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قاتل بچ نہیں سکیں گے۔ میڈیا سے گفتگو کرتے انہوں نے کہا کہ قتل کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے انہوں نے کہا کہ اقلیتی برادری 2 ہفتے تک سوگ منائے گی۔

2011ء کے آغاز میں قتل کا پہلا بڑا واقعہ

لاہور (خصوصی رپورٹر) گورنر پنجاب سلمان تاثیر کا قتل ملک میں نئے سال 2011ء کے آغاز میں ہونے والا قتل کا پہلا بڑا واقعہ ہے۔

گورنر کے قتل کی ذمہ دار پنجاب حکومت ہے، مشرف کی جماعت کا الزام

لاہور (جی این آئی) مشرف کی جماعت آل پاکستان مسلم لیگ نے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل پر دکھ کا اظہار کرتے الزام عائد کیا کہ سلمان تاثیر کے قتل کی ذمہ دار پنجاب حکومت ہے اور وزیر اعلیٰ شہباز شریف نے اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ان کو بلٹ صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 28

گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل پر گورنر ہاؤس کے باہر پیپلز پارٹی کے کارکن جمع ہیں

جمہوریت کو نقصان پہنچانے والے کسی فیصلے کی حمایت نہیں کرینگے: سلیم سیف اللہ

مسلم لیگ ہم خیال کا اجلاس آج ہوگا، وزیر اعظم کی حمایت کے متعلق فیصلہ کیا جائیگا

اسلام آباد (آن لائن) پاکستان مسلم لیگ ہم خیال کی مرکزی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس آج بدھ کو اسلام آباد میں ہوگا جس میں ملک کی سیاسی صورتحال کے پیش نظر مستقبل کی حکمت عملی تیار کرنے سمیت وزیر اعظم کی حمایت کرنے یا نہ کرنے کے حوالے سے حتمی فیصلہ کیا جائیگا۔ ذرائع کے مطابق مسلم لیگ سیکرٹریٹ میں ہونیوالے اجلاس کی صدارت مسلم لیگ ہم صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 41

”سلمان تاثیر“ ..... مرتضیٰ بھٹو کے بعد پولیس اہلکار کی فائرنگ سے جاں بحق ہونیوالے دوسرے لیڈر

لاہور (سٹاف رپورٹر) میر مرتضیٰ بھٹو کے بعد گورنر پنجاب سلمان تاثیر دوسرے نامور سیاستدان تھے جو پولیس اہلکار کی فائرنگ کا شکار ہوئے۔ سابق صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 42

نواز شریف نے سلمان تاثیر کے قتل کی اطلاع ملتے ہی پریس کانفرنس ختم کردی

اسلام آباد (اے پی پی) مسلم لیگ (ن) کے قائد محمد نواز شریف نے پریس کانفرنس کے دوران گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کی اطلاع ملتے ہی پریس کانفرنس ختم کردی۔ نواز شریف کو پہلے گورنر پر فائرنگ کی اطلاع دی گئی جس پر انہوں نے افسوس صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 36

ذوالفقار علی بھٹو کا 83 واں یوم پیدائش آج ہے

اسلام آباد/ جہانیاں (آن لائن) پاکستان پیپلز پارٹی کے بانی چیئرمین، سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کا 83 صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 37

امریکہ نے پاکستانی ائرپورٹس پر امریکی سکیورٹی اہلکار تعینات کرنیکا مطالبہ کردیا

دہشتگردی کے خطرے سے نمٹنے کیلئے امریکہ پاکستان سے سفر کرنیوالے مسافروں کی تفصیلات چاہتا ہے: دفتر خارجہ

اسلام آباد (ثناء نیوز) دفتر خارجہ کے اہلکار نے انکشاف کیا ہے کہ امریکہ نے اپنے ملک میں دہشت گردی کے خطرے سے نمٹنے کے لیے پاکستان سے بیرون ملک سفر کرنے والے مسافروں کی تفصیلات فراہم کرنے اور پاکستان کے ہوائی اڈوں پر امریکی سکیورٹی اہلکاروں کو مسافروں کی سکیننگ صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 43

فیصل آباد: ڈاکوؤں نے مزاحمت پر سکیورٹی گارڈ کو قتل کر دیا

شبیر احمد کو ہجویری ٹاؤن میں لوٹ مار کے دوران مارا گیا، گلبرگ میں شوکت، اسلام نگر میں نصیر کے گھر ڈکیتی

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) لوٹ مار میں مزاحمت پر ڈاکوؤں نے سکیورٹی گارڈ کو قتل کر دیا جبکہ شہری نصف درجن موٹر سائیکلوں سے محروم ہو گئے۔ تفصیلات کے مطابق اظہر ٹاؤن سے تعلق رکھنے والا 50 سالہ بشیر احمد ہجویری گارڈن میں بطور سکیورٹی گارڈ ڈیوٹی کرتا ہے جس کو گذشتہ روز ڈاکوؤں نے لوٹ صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 44

وزارت خزانہ نے پٹرول سستا کرنے کے لئے ٹیکس میں کمی کی تجویز دیدی

وزارت پٹرولیم نے بھی قیمتیں کم کرنے کے لئے اپنی تجاویز دے دیں پٹرولیم قیمتوں میں کمی کا اعلان متوقع

اسلام آباد (ریڈیو نیوز) وزارت خزانہ اور وزارت پٹرولیم نے حکومت پاکستان کو پٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں کم کرنے کے لئے تجاویز دے دیں۔ نجی ٹی وی کے مطابق وزارت خزانہ نے اپنی تجویز میں کہا ہے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی ٹیکس کم کر کے ہی کی جا سکتی ہے۔ پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کیا گیا اضافہ کم کرنے کا اعلان کئے جانے کا امکان ہے۔

پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ، ہائیکورٹ نے اوگرا اور وفاقی حکومت کو نوٹس جاری کر دیئے

31 دسمبر 2010ء کے نوٹیفکیشن کو کالعدم قرار دیا جائے، اضافہ آئی ایم ایف کو خوش کرنے کے لیے کیا گیا: درخواست

لاہور (وقائع نگار خصوصی) لاہور ہائیکورٹ کے مسٹر جسٹس شیخ عظمت سعید نے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں 9 فیصد حالیہ اضافہ کے خلاف دائر درخواست پر چیئرمین اوگرا اور وفاقی حکومت کو آئندہ ہفتے کے لیے نوٹس جاری کر دیے ہیں۔ گزشتہ روز متین الحق ایڈووکیٹ نے اپنے دلائل میں کہا کہ 31 دسمبر 10ء کے نوٹیفکیشن کو کالعدم قرار دیا جائے، پٹرولیم مصنوعات کے نرخوں میں تقریباً 9 فیصد اضافہ سے مہنگائی کا صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 38

لاہور: پنجاب اسمبلی کے باہر پولیس اہلکار چوکس کھڑا ہے

اسلام آباد: گورنر پنجاب کے قتل کے بعد سکیورٹی اہلکار جائے وقوعہ سے شواہد اکٹھے کر رہے ہیں

پاکستان دوبارہ قتل وغارت کا مرکز بن گیا، گورنر پنجاب کی کمی مدتوں پوری نہیں ہوگی: شوبز حلقے

لاہور (کلچرل رپورٹر) گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل پر شوبز کے حلقوں میں گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور کہا کہ پاکستان دوبارہ قتل وغارت کا صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 34

ججز توہین عدالت نوٹس کیس ارکان پارلیمنٹ، جرنیلوں کے خلاف اقدام کی پوزیشن میں نہیں: وکیل

یہ ذمہ داری قوم اور اسکے اداروں کی ہے: جسٹس جواد، پی سی او نافذ کرنے والے ججوں کے خلاف بھی میری درخواست کی سماعت نہیں ہو رہی: آفتاب باجوہ ایڈووکیٹ

یکساں ٹرائل کا اصول ہے کہ تمام ملزموں کا اکٹھا ٹرائل ہونا چاہیے: وکیل، آپ کی درخواست ہمارے سامنے نہیں آئی: جسٹس جواد

اسلام آباد (ریڈیو نیوز، وقت نیوز) سپریم کورٹ میں پی سی او ججز کو توہین عدالت کے نوٹسز کیس کی سماعت ہوئی۔ ڈاکٹر عبدالباسط ایڈووکیٹ نے دلائل دیتے ہوئے کہا کہ عدالتی بنچ پر اعتراضات کی درخواست واپس ہونے پر اپیل کی سماعت نہیں کی جا رہی۔ کیس کی سماعت جاری رہی تو اپیل غیر موثر ہو صفحہ 6 پر بقیہ نمبر 29

سورہ اخلاص اور بندوں کی خدائی

خبر آئی ہے کہ رحمان ملک نے صحافیوں کو سورت اخلاص سنائی وہ تو سوالوں کے جواب عربی زبان میں دینے کو تیار تھے۔ مگر کسی صحافی کو عربی میں سوال کرنے کی جرات نہ ہوئی آج کل سیاست دان جواب نہیں دیتے۔ لاجواب کرتے ہیں۔ رحمان ملک کے لئے شیخ ریاض کی وجہ سے نرم گوشہ ہے۔ ان کے کالم نوائے وقت میں بھی شائع ہوئے ہیں۔ رحمان ملک کو سورۃ اخلاص پڑھنا نہیں چاہئے تھی۔ سننے والوں، میں شاید ایک بھی آدمی نہ تھا جو خلوص رکھتا ہو۔ ممبران اسمبلی یعنی سیاستدان جس قدر افلاس سے دور ہیں۔ اخلاص سے بھی اتنے ہی دور ہیں۔ رحمان ملک کو کیا پڑی تھی کہ وہ تلاوت کرنے بیٹھ گئے۔ بے چارے حامد سعید کاظمی کے بعد یہ بھی مولانا فضل الرحمان کی سازش ہوگی۔ ورنہ اعظم سواتی کو حامد سعید کاظمی سے کوئی دشمنی نہ تھی۔ اصل میں وہ حامد سعید کاظمی کو وزیراعظم سے نکلوا کے اب صدر زرداری سے وزیراعظم کو نکلوانا چاہتا ہے۔ صدر زرداری کے لئے بھی کوئی ترکیب اس کے دل میں ہوگی۔



خطرہ ہے کہ اب صدر زرداری سے سورہ فاتحہ کی تلاوت کراکے اسے مفتوح کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ وہ تنقید سے زیر نہیں ہوئے۔ تمسخر سے زیروزبر کرنے کی کوشش ہوگی۔ جس طرح اصل ہدف حامد سعید کاظمی نہ تھے۔ وزیراعظم گیلانی تھے۔ گیلانی نہ رہے تو اس سیٹ اپ کو اپ سیٹ کرنا آسان ہو جائے گا۔ رحمان ملک سے یہ کس نے کہلوایا کہ میں عربی گریجویٹ ہوں۔ اب یہ کہا جائے گا کہ ایک عربی گریجویٹ کو سورہ اخلاص نہیں آتی۔ اس کی ڈگری چیک کرو۔ یار لوگ ڈاکٹر بابر اعوان کی ڈگری کے جعلی ہونے کا پروپیگنڈا کرتے ہیں جب کہ الیکشن کے لئے بی اے کی شرط تھی۔ بابر اعوان سینیٹر بنے تو یہ شرط بھی نہ تھی۔ رحمان ملک بھی اس شرط کے پابند نہیں مگر پروپیگنڈا کرنے میں کیا حرج ہے۔ جمشید دستی بھی سپریم کورٹ میں اسلام کے بنیادی سوالات کے جواب نہ دے سکے تھے۔ موصوف کے پاس کسی دینی مدرسے کی ڈگری تھی۔ یہ کسی نے چیک نہیں کیا کہ دستی صاحب نے کس دینی مدرسے کی ڈگری تھی۔ کہیں وہ حضرت مولانا کے کسی مدرسے کی ڈگری تو نہ تھی!۔ جمشید دستی نے دوبارہ جیت کے ثابت کر دیا کہ ووٹ لینے کے لئے ڈگری لینا ضروری نہیں۔ اس پر کسی مقدمے میں ڈگری ہو چکی ہے تو یہ بھی کوالیفیکشن ہے۔ بی اے پاس کرنے کے لئے کتاب وغیرہ پڑھنا ضروری تو نہیں ڈگری لینے اور حصول علم میں بڑا فرق ہے۔ عام طور پر بی اے پاس لوگ انگریزی میں درخواست نہیں لکھ سکتے۔ انگریزی بی اے میں لازمی ہے۔ عربی لازمی نہیں قومی زبان اردو بھی لازمی نہیں۔ ہماری بیورو کریسی (براکریسی) نے ہمارے نوجوانوں کے فیل ہونے کے لئے انگریزی کا مضمون رکھا ہوا ہے۔ پچھلے ساٹھ برس میں انگریزی لازمی ہونے سے جعل سازی فراڈ اور کرپشن عام ہوئی ہے۔ زوال آیا ہے ترقی تو نہیں ہوئی۔ حکمرانوں اور سیاستدانوں کو کمپلکس میں مبتلا رکھا گیا ہے۔ انہیں انگریزی نہیں آتی۔ غلط انگریزی بولتے ہیں اپنا مذاق اڑواتے ہیں مگر بولتے انگریزی ہیں۔ چین، جاپان، جرمنی، فرانس نے ترقی کی ہے اور انگریزی وہاں لازمی نہیں ہے۔ سی ایس ایس کا امتحان کسی نہ کسی طرح پاس کر کے اپنی نالائقیوں کو چھپانے کے لئے جاہل حکمرانوں اور احمق سیاست دانوں پر اپنی جعلی لیاقت کا رعب ڈالتے رہتے ہیں۔ وہ صرف افسری کرتے ہیں اور احکامات پر دستخط کرتے ہیں۔ سارا فائل ورک ملازم کرتے ہیں پھر بھی انہیں ملزم سمجھا جاتا ہے۔ دستخط کرنے میں ہی کئی مہینے لگا دیتے ہیں۔ البتہ دستخط انگریزی میں کرتے ہیں۔ کوئی بتائے کہ انہوں نے کوئی آئیڈیا کوئی پالیسی، کوئی منصوبہ بندی ایسی پیش کی ہے جو ملک وقوم کے لئے مفید ہوتی ہو اور کسی طرح کی ترقی کا سبب بنی ہو۔ اس کے باوجود صرف انہی پر انحصار کیا جاتا ہے اور وہ کسی خواب وخیال والے علوم وفنون میں کمال والے کو آگے نہیں آنے دیتے۔ ہمارے کئی امیر کبیر وزیر شذیر اور بے ضمیر تسبیح ہاتھ میں لے کے پھرتے ہیں۔ قیمتی موبائل کی طرح مہنگی تسبیح بھی اب فیشن ہوگیا ہے کسی نے پوچھ لیا کہ یہ تسبیح پر پڑھتے کیا ہیں۔ یونہی جواب دے دیا گیا۔ آیت الکرسی۔ اس نے کہا کہ آیت الکرسی تو بڑی لمبی ہے۔ اور یہ لوگ بڑی جلد جلدی دانے گراتے ہیں۔ بتایا گیا کہ انہوں نے آیت الکرسی کا خلاصہ کرلیا ہے۔ کرسی...... کرسی...... کرسی......

آخر سورہ اخلاص کا خلاصہ کیا ہے۔ یہ تو پہلے ہی مختصر ہے۔ اس کے لفظی خلاصے کی ضرورت نہیں۔ اس کا مظاہرہ صرف چہرے کے تاثرات، باڈی لینگوئج اور حاکمانہ پروٹوکول کے ذریعے ہی ہو جاتا ہے۔ اللہ ایک ہے۔ کوئی اس جیسا نہیں۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ سیاست دان اور حکمران بھی تکبر کر کے سمجھتے ہیں کہ کوئی ان کا شریک نہیں۔ نعوذ باللہ وہ وحدہ لاشریک ہیں۔ شراکت اقتدار تو انہیں قبول ہی نہیں جہاں تدبر ضروری ہے وہاں بھی تکبر سے کام نکالنے کی کوشش کرتے ہیں وہ تسبیح ہاتھ میں لینے کا تکلف بھی نہیں کرتے۔ اپنے رویے اور طرز عمل سے سب کچھ کرتے ہیں۔ رحمان ملک تو ایسے لگتے نہیں۔ شاید اسی لئے انہوں نے سورہ اخلاص پڑھنے کی کوشش کی۔

میرے آقا ومولا رسول کریم حضرت محمدؐ نے معراج پر جاتے ہوئے فرشتوں سے کہا تھا (جب کہ ان کے مخاطب آج کے حکمران اور سیاست دان ہیں) ''میں اللہ کے دربار میں وہ چیز لے کے جا رہا ہوں جو اس کے پاس بھی نہیں۔'' فرشتے حیران ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ ''میں خدا کے حضور عاجزی لے کے جا رہا ہوں۔'' خدا کے سامنے بندگی ہی بندے کا اعزاز ہے۔ مگر وہ خدا کا بندہ ہونا نہیں چاہتے۔ یہاں بندوں کو خدا ہونے کا بڑا شوق ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ خدا جس کو عاجز کرنا چاہتا ہے اس سے عاجزی چھین لیتا ہے۔!

NAWA-I-WAQT
نوائے وقت
مسلسل اشاعت 70 سال

اشاعت خاص

گورنر کا قتل.. سیاسی مضمرات

سلمان تاثیر مذہبی اور سیاسی انتہاپسندی کا شکار ہو گئے

معاشرے کا مجموعی پرتشدد مزاج ایک خطرناک امر کی نشاندہی کرتا ہے

تجزیہ: سلمان غنی

پاکستان کی سیاسی تاریخ پر نظر ڈالیں تو اس میں آپ کو سیاسی تشدد کی کئی مثالیں ملتی ہیں جس میں ذوالفقار علی بھٹو کی سیاسی پھانسی، لیاقت علی خان کا قتل، جنرل ضیاالحق کے طیارے کو حادثہ، بے نظیر بھٹو، نواب اکبر بگٹی، عظیم احمد طارق، چوہدری ظہور الٰہی، میر مرتضیٰ بھٹو کا قتل سمیت کی طرح کے پرتشدد واقعات شامل ہیں۔ ان تمام واقعات نے ہماری سیاسی تاریخ میں سیاست کو مہذب بنانے کی بجائے اس میں تشدد کے عنصر کو جنم دیا ہے۔ لوگوں نے سیاست میں مکالمہ کی جگہ تشدد کو اپنی سیاسی حکمت عملی کا حصہ بنا لیا ہے۔ پاکستان کا سیاسی بحران ایک عجیب و غریب منظر نامہ پیش کر رہا ہے اور لگتا ہے کہ سیاسی محاذ پر موجود تلخیوں نے سیاسی دشمنیوں کو بھی جنم دیا ہے۔ یہاں لوگ اپنے سیاسی، مذہبی اور سماجی نظریات کے مقابلے میں کسی اور کے نقطہ نظر کو نہ صرف ماننے کے لیے تیار نہیں بلکہ ان کو اس بات کی بھی اجازت دینے کے لیے بھی تیار نہیں کہ وہ اپنے موقف کو کسی کے سامنے بڑی جرات کے ساتھ پیش کر سکیں۔ پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر کا قتل بھی ایک بار پھر اس ملک میں سیاسی تشدد کو ابھارنے کا ایک خاص منصوبے کا حصہ ہے۔ گورنر سلمان تاثیر کے موقف سے بہت سے لوگوں کو اختلاف ہو سکتا ہے، لیکن ان کے موقف کے ماننے والوں کی بھی ایک بڑی اکثریت اس ملک میں موجود ہے۔ وہ ایک خاص سوچ رکھتے تھے اور ہم انہیں ایک پروگریسو اور لبرل سوچ کا حامل سیاست دان کہہ سکتے ہیں۔ سلمان تاثیر اپنے موقف کو پیش کرنے میں کبھی بھی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کرتے اور اپنی بات کو بڑی بے باکی سے پیش کرنا ان کی سیاست میں شامل رہا تھا۔ بعض اوقات ان کے انداز سے بہت سے لوگ ناراض بھی ہو جاتے تھے اور ان کی حالیہ گورنر شپ پنجاب میں ایک متنازعہ گورنر کے طور پر بھی ان کے مخالفین پیش کرتے رہے ہیں۔ مسلم لیگ (ن) ان کی سخت نقاد تھی اور انہوں نے پیپلز پارٹی کے ساتھ اپنے معاملات میں میں ہمیشہ ان کی گورنری کو تبدیل کرنے کی کوشش کی، لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ حالانکہ سلمان تاثیر نے گورنر بننے کے فوری بعد نواز شریف اور شہباز شریف کی طرف مفاہمت کا ہاتھ بھی بڑھایا تھا اور اس کے لیے انہوں نے رائیونڈ جانے کا بھی اعلان کیا تھا۔ لیکن مسلم لیگ (ن) کی طرف سے ان کی دعوت کو قبول کرنے کی بجائے ان کو قبول کرنے سے انکار ہی کر دیا گیا۔ سلمان تاثیر نے پچھلے دنوں توہین رسالت قانون کے تناظر میں آسیہ بی بی کے مقدمے میں کھل کر ان کی حمایت کی اور ان کا بار بار موقف تھا اس قانون میں کافی سقم ہے جس کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں انہوں صدر زرداری سے بھی بات چیت کی اور ان سے درخواست کی کے وہ آسیہ بی بی کے مقدمے میں ان کی سزا کو معاف کر دیں۔ سلمان تاثیر کے اس طرز عمل نے مذہبی جماعتوں میں ان کے خلاف ایک سخت ردعمل پیدا کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ ان کو فوری طور پر گورنر شپ سے فارغ کیا جائے۔ اس طرح وہ کھل کر اس ملک میں دہشت گردی کے خلاف جاری جنگ میں امریکہ اور حکومت کی اختیار کی گئی پالیسی کے حامی تھے۔ پاکستان تحریک طالبان کے بعض راہنماؤں نے ان کے خلاف بیانات بھی دیے جن میں دھمکیوں کا عنصر بھی پیش پیش تھا۔ سلمان تاثیر نے بعض افراد اور جماعتوں کے تحفظات کے باوجود ملک میں فوجی آپریشن کی بھی حمایت کی اور وہ شمالی وزیرستان میں بھی فوجی آپریشن کے حامی تھے۔ وہ ملک میں بڑھتی ہوئی مذہبی انتہاپسندی کے سخت مخالف تھے اور اس میں انہوں نے اپنے سیاسی مخالف مسلم لیگ (ن) پر یہ بھی الزام بھی لگایا کہ وہ انتخابات میں کامیابی کے حصول کے لیے صوبے میں موجود انتہاپسند اور کالعدم مذہبی تنظیموں کی حمایت کرتے رہے ہیں۔ اس لیے سلمان تاثیر کی سوچ کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں تھی اور اپنے خیالات میں ایک واضح تصویر تھے۔ لیکن سوال یہ ہے کیا اس ملک میں ایک خاص نقطہ نظر رکھنے والے کسی بھی فرد کو جسے معاشرے کا مجموعی حصہ قبول کرنے کے لیے تیار نہیں اس کی سزا موت ہے اور کیا ہمیں ان کی آواز کو دبانے کے لیے جمہوری انداز ترک کرنے کی بجائے ایک مکمل تشدد کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ یقیناً اس کا جواب نفی میں ہے اور کوئی باشعور طبقہ اس طرح کے تشدد کی حمایت نہیں کر سکتا لیکن کیونکہ جس انداز میں ملک کے اندر مذہبی انتہاپسندی اور سیاسی بلوغیت میں کمی واقع ہو رہی ہے اس میں مکالمہ کی اہمیت کم ہوتی جا رہی ہے۔ ہم نے جس انداز سے مسائل کے حل کے لیے بندوق کی سیاست کو آگے بڑھایا اس کے نتائج ہمیں محض چند افراد کے خلاف نظر نہیں آتے بلکہ معاشرے کا مجموعی مزاج پر تشدد ہوتا جا رہا ہے جو ایک خطرناک امر کی نشاندہی کرتا ہے۔ بدقسمتی ہمارے یہاں بہت سے لوگ ان پرتشدد کارروائیوں کی لاشعوری یا شعوری طور پر حمایت کرتے ہیں جس سے تشدد کا راستہ اختیار کرنے والوں کو تقویت بھی ملتی ہے۔ یہ خطرناک کھیل جو یہاں جاری ہے اس کھیل میں سلمان تاثیر بھی شکار ہو گئے ہیں۔ ہم نے ان سے سیاسی طور پر نمٹنے کی بجائے بندوق کے ذریعے ختم کرنے کا جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ اب رکنے والا نہیں ہے۔ بدقسمتی سے ہمارا معاشرہ ایک پرتشدد معاشرہ بنتا جا رہا ہے اور اس میں اب سیاسی مکالمہ کی جگہ ختم ہوتی جا رہی ہے۔ حالانکہ ہماری اسلامی تعلیمات بھی یہی کہتی ہیں کہ ہم کسی کے ساتھ اپنی سوچ کو جبر کی بنیاد پر مسلط نہیں کر سکتے اور ان ہی ان پر بندوق تان کر مجبور کر سکتے ہیں کہ وہ ایسا طریقہ کار اختیار کریں جو ہم چاہتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو کس نے قتل کیا اور کیا ان کے قاتل بے نقاب ہو سکیں گے اور کیوں ان کے قتل کی ضرورت محسوس کی گئی۔ اس طرح اور بھی بہت سے سوالات ہیں جن پر غور و فکر کی ضرورت ہے۔ یہ کہنا کے ان ملزموں کو بے نقاب کیا جا سکے گا تو یہ اب ممکن نہیں کیونکہ سیاسی قتل کے ذمہ داروں کا سامنے آنا مشکل ہوتا ہے اور سلمان تاثیر کا قتل بھی ایک معمہ ہی رہے گا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سلمان تاثیر کے قاتل وہی ہیں جو اس ملک میں مذہبی اور سیاسی انتہاپسندی کے قائل ہیں اور یہاں ایک ایسی سیاست مضبوط کرنا چاہتے ہیں جو جمہوریت نہیں بلکہ آمریت اور تشدد کے راستے کی نشاندہی کرتی ہے۔ سلمان تاثیر کو بہت سے لوگ سیاسی منظر نامہ سے الگ کرنا چاہتے تھے جس میں ان کے سیاسی مخالفین کے علاوہ وہ لوگ بھی شامل تھے جو ان کے بہت قریب تھے۔ لیکن سلمان تاثیر کو سیاسی طور پر شکست نہیں دی جا سکی، بلکہ ان کو بہت سے لوگوں کی طرح تشدد کے راستہ اختیار کرکے ختم کیا گیا ہے اور اس کا اثر اب آنے والے دنوں میں ہماری سیاست پر اور زیادہ گہرا ہو گا اور سیاست میں تشدد کا عنصر اب رکے گا نہیں بلکہ اس نے اور زیادہ بڑھنا ہے، کیونکہ جب ہم نے طے کر لیا ہے کہ ہم سیاسی طور پر آگے بڑھنا نہیں چاہتے تو پھر سیاسی تشدد اور سیاسی قتل کا کھیل رکے گا نہیں آج سلمان تاثیر کی باری تھی اور کل کسی اور کی باری ہے۔ اس لیے ہمیں اس کھیل کو بند کرنا ہو گا جس میں بندوق کو سیاست کا مرکز بنا لیا گیا ہے اور یہ جمہوریت کے لیے بھی ضروری ہے اور ملک کے استحکام کے لیے بھی۔



مطلوب احمد وڑائچ

تعلیم تھے اور میں اس وقت نوائے وقت برطانیہ سے منسلک تھا۔ پھر جب شہید بھٹو نے ایوب

نسرین نے جواب دیا پاپا جہاں آپ وہاں ہم۔ نسرین جانڈیو کو دکھ ہے کہ پیپلز پارٹی کی قیادت کو دشمن سیاسی طور پر ختم کرنے میں ناکام ہو گئے تو جسمانی

پرو گریسو اور لبرل سوچ کا حامل سیاست دان کہہ سکتے ہیں۔ سلمان تاثیر اپنے موقف کو پیش کرنے میں کبھی بھی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کرتے اور اپنی بات کو بڑی بے باکی سے پیش کرنا ان کی سیاست میں شامل رہا تھا۔ بعض اوقات ان کے انداز سے

جماعتوں میں ان کے خلاف ایک سخت ردعمل پیدا کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ ان کو فوری طور پر گورنر شپ سے فارغ کیا جائے۔ اس طرح وہ کھل کر اس ملک میں دہشت گردی کے خلاف

انتہا پسندی کے سخت مخالف تھے اور اس میں انہوں نے اپنے سیاسی مخالف مسلم لیگ (ن) پر یہ بھی الزام بھی لگایا کہ وہ انتخابات میں کامیابی کے حصول کے لیے صوبے میں موجود انتہا پسند اور کالعدم مذہبی تنظیموں کی حمایت کرتے رہے

اندر مذہبی انتہا پسندی اور سیاسی بلوغت میں کمی واقع ہو رہی ہے اس میں مکالمہ کی اہمیت کم ہوتی جا رہی ہے۔ ہم نے جس انداز سے مسائل کے حل کے لیے بندوق کی سیاست کو آگے بڑھایا اس کے نتائج ہمیں محض چند افراد کے خلاف نظر

میں اب سیاسی مکالمہ کی جگہ ختم ہوتی جا رہی ہے۔ حالانکہ ہماری اسلامی تعلیمات بھی یہ ہی کہتی ہیں کہ ہم کسی کے ساتھ اپنی سوچ کو جبر کی بنیاد پر مسلط نہیں کرسکتے اور ان ہی ان پر بندوق تان کر مجبور کرسکتے ہیں کہ وہ ایسا طریقہ کار

بُھٹو مجید نظامی کی نظر میں

بُھٹو کو آفر کی 'نوائے وقت کے صفحات آپ کیلئے حاضر ہیں'

مطلوب احمد وڑائچ

"صدیوں کا بیٹا"، "دی گریٹ تھری" اور "ذوالفقار علی بھٹو اور پاکستان کی کامیاب خارجہ پالیسی" یہ تصانیف میری طرف سے شہید بھٹو کے لیے خراج تحسین تھا اس عظیم قائد کے لیے جو اپنی قوم کے لیے فکرمند تھا جس نے برصغیر کے مسلمانوں کے راستے عالمی سیاست کے لیے کھولے۔ شہید بھٹو کے عروج اور اقتدار کے زوال کے زمانے میں ہم ہائی سکول کے طالب علم تھے اور بس چند ایک بار قائد عوام کو دیکھنے اور ایک بار ہاتھ ملانے کا شرف حاصل ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ بعد ازاں اپنی زندگی اور مقصد حیات شہید کی عظیم بیٹی شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کے ساتھ ایک کمٹمنٹ کے ذریعے وابستہ کردی۔ سیاسی و ذہنی وابستگی کا یہ دور ایک سے دوسری نسل تک منتقل ہو چکا ہے۔ قائد عوام کے بعد ان کی بیٹی سے سیاسی تربیت لینے کا مجھے شرف حاصل ہے اور میری بیٹی ماہ نور وڑائچ جو ابھی اے لیول کی سٹوڈنٹ ہے پیپلز پارٹی کی جیالی بن چکی ہے۔ ماہ نور جب شہید محترمہ بے نظیر بھٹو سے دلچسپ سوال کرتی تو شہید بی بی کہتی یہ بچی ضرور سیاست میں نام پیدا کرے گی۔ خود میں نے اوائل 80ء میں جب پہلی جلاوطنی اختیار کی تو شہید بھٹو کی تصانیف اور لٹریچر جوان پر لکھا گیا مجھے دوران جلاوطنی پڑھنے

تعلیم تھے اور میں اس وقت نوائے وقت برطانیہ سے منسلک تھا۔ پھر جب شہید بھٹو نے ایوب خان کابینہ میں شمولیت اختیار کی اور سائنس و ٹیکنالوجی کی وزارت ملی تو بھٹو ایوب کابینہ کے سب سے کم عمر وزیر تھے۔ پھر شہید بھٹو ایوب کابینہ کے وزیر خارجہ بنے۔ اس دوران ہماری ملاقاتیں تواتر سے ہوتی رہیں۔ پھر 65ء کی جنگ کے بعد جب تاشقند کا معاہدہ ہوا تو شہید بھٹو نے اختلافات کی بناء پر ایوب کابینہ سے استعفیٰ دے دیا تو میری شہید بھٹو سے ملاقات ہوئی تو اس دوران ایبڈو کا قانون بھی لایا جا چکا تھا۔ سیاست دانوں پر پابندیوں کی وجہ سے معروف سیاست دان زیر عتاب تھے۔ میں نے شہید بھٹو سے کہا کہ سیاست میں ان کی گنجائش ہے جس پر بھٹو نے مجھ سے سوال کیا کہ اس مشکل حالات میں کون میرا ساتھ دے گا؟ جس پر میں نے پیشکش کی کہ نوائے وقت کے صفحات آپ کے لیے حاضر ہیں جس سے بھٹو کے ارادۂ سیاست کو تقویت ملی اور پھر میں نے یوم حمید نظامی پر بھٹو کو دعوت دی۔ پھر مال روڈ لاہور پر وائی ایم سی اے ہال پر تقریب منعقد ہوئی۔ ایک بھرپور تقریب تھی ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا یہاں سے شہید بھٹو نے لاہور میں پہلی بھرپور سیاسی جدوجہد کا آغاز کیا۔ اس دوران ڈاکٹر مبشر حسن کے بڑے بھائی ڈاکٹر شبر جو کہ میرے بڑے بھائی حمید نظامی

کو ملا۔ یہی وجہ ہے کہ محترمہ کی شہادت کے بعد جب میں نے اپنا پہلا کالم نوائے وقت کے لیے لکھا اور وہ شائع ہو گیا تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ ایک ایسے موقر روزنامہ میں جس کو پیپلز پارٹی مخالف میڈیا گروپ تصور کیا جاتا تھا۔ محترمہ کی شدید خواہش تھی کہ کوئی ان کے اور پیپلز پارٹی کے لیے نوائے وقت میں لکھے۔ نوائے وقت میں پچھلے تین سال سے میرے کالم بڑی باقاعدگی اور "سنسر" کے بغیر شائع ہو رہے ہیں جس سے میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کسی وقت میں مرد صحافت نظریہ پاکستان کے سالار اعلیٰ جناب مجید نظامی صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ یہ بتائیں کہ شہید قائد عوام کے متعلق ان کے نظریات اور زاویہ نظر کیا ہے؟ جناب مجید نظامی صاحب نے تاریخ کے جھروکوں سے کچھ واقعات نکال کر مجھے سنائے۔ شہید بھٹو کی پیدائش اور میری پیدائش کا ایک ہی حال ہے اور بھٹو سے میری پہلی ملاقات لندن میں ہوئی جہاں وہ زیر

مرحوم کے قریبی دوست تھے، مجھ سے خواہش کی کہ میں بھٹو کے نام "رقعہ" دوں تاکہ شہید بھٹو سے مل کر جدوجہد کرسکوں۔ جس پر میں نے ڈاکٹر مبشر حسن کو بھٹو کے نام سفارشی خط دیا۔ یہی وجہ تھی کہ جلسے کے بعد بھٹو کو ڈاکٹر مبشر حسن نے وائی ایم سی اے ہال سے ہوٹل تک پہنچایا اور پھر ڈاکٹر مبشر حسن کے گھر ہی پیپلز پارٹی کا پہلا اجلاس منعقد ہوا جس میں ڈاکٹر مبشر حسن پارٹی کے جنرل سیکرٹری چنے گئے جو بعد ازاں پیپلز پارٹی کی حکومت کے پہلے وزیر خزانہ بھی بنائے گئے۔ مجید نظامی صاحب نے بتایا کہ 71ء کی جنگ کے بعد جب پیپلز پارٹی اقتدار میں آئی تو نوائے وقت کے اشتہارات پر پابندی بھی لگائی گئی مگر بھٹو سے میری ذاتی دوستی میں کبھی یہ فرق دوریاں پیدا نہ کرسکا۔ مجید نظامی صاحب نے بتایا جب پارٹی نے اپنا منشور پیش کیا تھا تو اس دوران بھٹو ایوب حکومت کی طرف سے لگائے گئے الزامات اور مقدمات کی وجہ سے پابند سلاسل تھے۔ اور

سوشلزم ہماری معیشت ہے۔ میں نے بھٹو سے پوچھا کہ آپ اپنے منشور کے ذریعے پاکستان کو روس کی جھولی میں ڈال رہے ہو۔ جس پر شہید بھٹو نے مجھے کہا یہ سب شرارت زیڈ اے سلہری کی ہے جو فرانس میں سفیر تھے۔ مجید نظامی صاحب نے بتایا کہ قائد اعظم محمد علی جناح کے علاوہ تین لیڈروں کا میں بہت احترام کرتا ہوں وزیر اعظم چوہدری محمد علی، جونیجو صاحب اور شہید بھٹو۔ نظامی صاحب نے کہا کہ لاہور میں اقتدار سے پہلے میکو ریسٹورنٹ (شاہ دین بلڈنگ جہاں آجکل بینک الفلاح ہے) میں شہید بھٹو کے ساتھ میری بہت سی طے شدہ ملاقاتیں ہوئیں جن میں ہم نے ملکی معاملات پر اظہار خیال کیا۔ قارئین محترم مجید نظامی صاحب نے جب مجھے یہ بتایا کہ شہید بھٹو نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی مہم کے دوران مجھے کراچی بلایا اور یہ ٹاسک دیا کہ مولانا مودودی کو مل کر ملاقات کا وقت لوں تو میں نے مولانا صاحب سے ملاقات

کی اور پھر بھٹو کو کراچی جا کر مولانا صاحب کا پیغام پہنچایا۔ جس پر شہید بھٹو لاہور تشریف لائے اور اچھرہ میں یہ ملاقات ہوئی۔ اس طرح قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مشن اپنے مثبت انجام تک پہنچا۔ مجید نظامی صاحب نے بتایا کہ مولانا مودودی مرحوم اور میں آج بھی اس بات پر یقین کامل رکھتے ہیں کہ قادیانیوں کے غیر مسلم قرار دیے جانے کے عمل کی وجہ سے بھٹو کو جنت میں جانے سے کوئی نہیں روک سکتا اور بھٹو نے یہ کارنامہ انجام دے کر اپنے تمام گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا ہے۔۔ بھٹو کو جنرل ضیاء نے اپنی طرف سے تو قبر میں ڈال دیا لیکن وہ نچلے طبقے کے لوگوں کے ذہنوں اور کتابوں میں آج بھی زندہ ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے سچائی کو سینے سے لگائے رکھنے کا تہیہ کیا ہوا تھا۔ بھٹو نے تو واضح طور پر کہہ دیا تھا کہ: "میں تاریخ کے ہاتھوں مرنے کی بجائے فوج کے ہاتھوں مرنے کو ترجیح دوں گا۔ اور یہی ہوا وہ جسمانی طور پر تو مر گیا لیکن تاریخ میں آج بھی زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔" سچائی کا قافلہ صدیوں سے رواں دواں ہے۔ سچ بولنے والے ہر صدی میں سچ بولنے کی پاداش میں تختہ دار پر کھینچے جاتے رہے ہیں لیکن سچائی کی ہمیشہ ہی جیت رہی ہے

سچ کو آنچ نہیں ہے لیکن سچ کہنے والوں نے آخر
پاتو زہر کا گھونٹ پیا یا جلتے انگارے کھائے

خواتین ورکرز مایوسی کا شکار

جنکے گھر نصرت بھٹو اور بے نظیر خود چل کر آتی تھیں وہ بھی آج شکوہ کناں ہیں

یوسف خان

بھٹو کی پیپلز پارٹی کو ساری زندگی دی ہے ہمیں کیا ملا؟ یہ سوال ہے کیماڑی کی ضعیف العمر فریدہ کا۔ جس نے پیپلز پارٹی کے لئے خود کو وقف کردیا۔ بھٹو سے بے نظیر اور پھر آصف زرداری تک کا سفر فریدہ کے لئے جان لیوا ہے۔ کیماڑی کے نگینہ اسکوائر میں اپنے تنگ و تاریک فلیٹ میں فریدہ نے اپنی یادوں کی راکھ کریدنے سے انکار کردیا۔ "پیپلز پارٹی کو چھوڑو یہ وہ پارٹی نہیں ہے جس کے لئے ہم مرتے تھے"۔ فریدہ جنہوں نے اپنے بچوں کو باپ کی طرح پالا جئے بھٹو کا نعرہ کبھی ترک نہیں کیا انتہائی محرومی کا شکار ہیں۔ انکے صاحبزادے عارف بلوچ جوانی میں دل کے مریض بن گئے۔ "میرا بھائی پاس ہوا ہے پیپلز پارٹی نے دل توڑا تو دل کے مرض میں مبتلا ہو گیا۔ میری والدہ کی زندگی پیپلز پارٹی کے لئے آنسو بہاتے گذر گئی ذوالفقار علی بھٹو کی پھانسی پر انکے لئے روتی رہیں، تین روز تک چولہا نہیں جلایا۔ اس صدمہ سے فارغ نہ ہونے پائی تھیں کہ شاہنواز کا غم پھر مرتضیٰ کا صدمہ آخر میں بے نظیر بھٹو چلی گئیں، میری والدہ پی پی پی کے لئے روتی تھیں، مگر دعائیں دیتی تھیں، روتی اب بھی ہیں، مگر دعائیں دینے کی ہمت نہیں ہے۔ پرانی البم سے نکال کر عارف بلوچ نے ایک تصویر دکھائی جس میں بے نظیر بھٹو اس کی والدہ اور نور جہاں سومرو کے ساتھ کھڑی ہیں، بے نظیر نے جس بچے کے سر پر ہاتھ رکھا ہوا ہے، خود عارف ہے۔ عارف بلوچ پی پی پی کراچی کے جنرل سیکرٹری رہے، نواز شریف کے دور میں بڑے بڑے لوگ بھاگ گئے تھے عارف بلوچ ڈٹا

رہا، پھر مشرف دور میں ڈٹ گیا اسے کیا صلہ ملا۔ سی ایم ہاؤس میں ابو بھائی اور وقار مہدی سے نہیں مل سکتا اس پر دروازے بند ہیں۔ اس کی والدہ جو خود انتہائی فعال تھیں، اب سامنے آنے سے کیوں کترا رہی ہیں۔ "ہم عزت کے بھوکے ہیں، جہاں عزت نہ ملے وہاں جانے کا کیا فائدہ غریب تھے مگر ہمارے گھر سے پیپلز پارٹی کی تحریکیں چلتی تھیں یہ حقیقت ہے"۔ ذوالفقار علی بھٹو کی 82 ویں برسی پر ورکر مایوسی کا شکار ہیں، خواتین زیادہ



زینب سومار

مایوس ہیں انکو زیادہ امیدیں تھیں، کھدو ملا کی والدہ چل بسیں بیگم نصرت بھٹو، بے نظیر بھٹو خود چل کرانکے گھر آتی تھیں، غریبوں پر جان چھڑکتی تھیں، یہ فیملی اب بھی پارٹی پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہے۔ کچھ عورتوں نے کہا کیا کریں، پیپلز پارٹی کے سوا کیا ہے، کون ہے، بھٹو نے غریبوں کو زبان دی، پھر اپنی جان دے دی۔ بیٹی باپ کے پہلو میں دفن ہے۔ ایک سارہ ماسی ہے، جس نے بھٹو کی پھانسی پر اپنی بیٹی کی شادی ملتوی کردی تھی جہیز کا سامان تک نہیں خریدا۔ ایک رشتہ دار بازار میں گر کر دم توڑ گیا سارہ ماسی اور اس کی بہن جانی ماسی کسمپرسی کی زندگی گزار رہی ہیں، مگر شکایت لبوں پر لانے کو تیار نہیں ہیں۔ لیاری کی نسرین چانڈیو کو پی پی پی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو کچھ کچھ یاد ہیں وہ تیسری کلاس میں تھی جب ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی ہوئی، وہ بھٹو کی تصویر لیکر امتحان دینے گئی اس نے ٹیچر کے حکم پر تصویر ہٹانے سے انکار کردیا، کمسن نسرین کو اندازہ نہ تھا کہ کبھی وہ سندھ اسمبلی کی ممبر ہوگی۔ پی پی پی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو کی پھانسی پر نسرین اتنا روئی کہ بے ہوش ہو گئی۔ اس کے حلق سے نوالہ نہیں اترتا تھا اس نے تہیہ کرلیا کہ بھٹو کی بیٹی بے نظیر سے ضرور ملے گی، جب محترمہ کی شادی ہوئی تو انکی مہندی میں شرکت کی۔ ککری گراؤنڈ کے استقبالیہ میں شریک تھی۔ یہ خوشی کے لمحات تھے جب ابتلا کا وقت آیا تو نسرین چانڈیو کسی سے پیچھے نہ تھیں، ایک بار بے نظیر بھٹو نے انکو دیکھ کر کہا آپ یہاں۔

نسرین نے جواب دیا "بی بی جہاں آپ وہاں ہم"۔ نسرین چانڈیو کو دکھ ہے کہ پیپلز پارٹی کی قیادت کو دشمن سیاسی طور پر ختم کرنے میں ناکام ہوگئے تو جسمانی طور پر ختم کردیا۔ وہ کارساز میں ایک استقبالی جلسہ میں تھیں، جب راولپنڈی کے دھماکہ کی خبر ملی۔ بے رحم راولپنڈی نے بھٹو کے بعد بے نظیر کو نگل لیا تھا۔ "مجھے ایسا لگا جیسے سب کچھ ختم ہو گیا ہے، کچھ نہیں بچا ہے میں آگ کا دریا پار کرکے سکھر لیکن پہنچی، عورتیں بین کر رہی تھیں۔ نسرین چانڈیو کسی نہ کسی طرح لیاری سے گڑھی خدا بخش پہنچ گئی، بے نظیر کی تازہ قبر پر مٹی ڈالی جا رہی تھی" "ایک پھول میں نے قبر سے اٹھایا اب تک" لیمر کی 70 سالہ زینب سومار نے پی پی پی کا طویل سفر اپنی آنکھوں سے دیکھا اس سفر کا ایک ایک لمحہ انکے دل پر نقش ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو سے پہلی ملاقات 1970ء میں کراچی کے ہوٹل میٹروپول میں ہوئی اس ملاقات میں بیگم نصرت بھٹو بھی موجود تھیں، زینب سومار اس عظیم سیاستدان کی شخصیت کے سحر میں کھو گئی۔ انہوں نے میری طرف دیکھا اور کہا پیپلز پارٹی میں مشکلات زیادہ ہیں آسانیاں کم ہیں۔ چند سال بعد زینب کو اندازہ ہوا کہ بھٹو کی بات کس قدر صحیح تھی پی این اے کی تحریک میں زینب سومار کا گھر نذر



آتش کردیا گیا۔ بھٹو سے بے نظیر بھٹو پھر زرداری کا دور آ گیا۔ زینب سومار کو گھر نہیں ملا وہ مایوس نہیں ہیں نہ ناراض، میں یہی سوچتی ہوں بھٹو صاحب کی بات کس قدر صحیح تھی۔ آصف زرداری 2004ء میں جب دبئی سے لاہور آئے اپنے سیاسی سفر کا آغاز کرنے گئے تو زینب سومار کو انیس فاطمہ سعیدہ اور نذیراں کے ساتھ گرفتار کرلیا گیا۔ لاہور پولیس نے تو زیادتی کی پیپلز پارٹی کی خاتون رہنماؤں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی ہمارا کھانا شگفتہ جمالی اور نزہت پٹھانی کھا جاتی تھیں، ہمارے لئے جیل کا خراب کھانا چھوڑ دیتی تھیں۔ زینب سومار کو یہ افسوس ہے کہ انکو جیل میں قید ذوالفقار علی بھٹو سے ملاقات نہیں کرنے دی گئی جنرل ضیا الحق کی فوج مزار پر جانے کی اجازت دینے کو تیار نہ تھی، یہ سیاہ دور تھا بھٹو کو یاد کرکے اس کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑتے ہیں۔ ایسا لیڈر کبھی پیدا نہیں ہوگا وہ غریبوں کے سچے ہمدرد تھے۔ بھٹو کی پھانسی سے قبل 1978ء میں انکی 70 کلفٹن میں بے نظیر بھٹو سے ملاقات ہوئی منیر وشاکر اور بیگم شمیم این ڈی خان اس ملاقات میں موجود تھیں، جب پی آئی اے کے طیارے ہائی جیکنگ کیس میں ناصر بلوچ کو سزائے موت دی گئی زینب کی ان کے گھر بے نظیر بھٹو سے ملاقات ہوئی، وہ ایسے دور ہیں کیسے انکا اپنا بھائی بچھڑ گیا ہو۔ زینب سومار کو دکھ ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو اور بے نظیر بھٹو کے بعد پیپلز پارٹی وہ پارٹی نہیں رہی جو پہلے تھی، مگر انکو یقین ہے کہ غریبوں کے مسائل پیپلز پارٹی ہی حل کرسکتی ہے کیونکہ یہی غریبوں کی پارٹی ہے۔

قبر میں نماز و قرآن کی اجازت

بس اس کے یہ کہنے کی دیر تھی کہ آدم علیہ السلام اوپر سے آئے تھے، وہ برس پڑا اور بولا کہ کیا آسمان پر سیڑھی لگی تھی جہاں سے وہ اترے تھے۔ اور پھر کہا، اے بد بخت، آدم علیہ السلام اوپر سے آسکتے ہیں تو ہمارے پیارے نبیؐ نیچے سے اوپر

کلمہ حق

نواز خان میرانی

nawazkhan4@hotmail.com

نہیں جاسکتے؟ اس چھوٹی سی مثال سے وہ نام نہاد منکر خاموش ہو گیا اور اس طرح سے مزید تلخی اور بدمزگی موقع پر ہی دم توڑ گئی۔

دراصل تنقید برائے تنقید، اور بحث برائے بحث نہ صرف وقت کا ضیاع ہے بلکہ معاشرے میں بگاڑ اور ذہنوں میں خلفشار کا باعث بنتا ہے۔ اگر آپ کسی کے مسلک اور کسی کے نظریے سے متفق نہیں ہوتے تو خاموشی ہی اس کا علاج ہے اور قرآن بھی ہمیں یہی درس دیتا ہے کہ ان فروعی معاملات میں جھگڑنے کی بجائے باوقار انداز میں وہاں سے چلے جانا چاہیے۔ پچھلے دنوں جنات اور ملائکہ کے منکر خواب پہ بھی بحث و مباحثے میں مبتلا نظر آئے۔ قرآن پاک میں حضرت یوسفؑ کے خوابوں کی تعبیر کے حوالے سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ منکرین اس بات پر تکرار کر رہے تھے کہ کسی شخص نے خواب میں کسی مرحوم و مغفور کو قرآن پڑھتے، نماز ادا کرتے دیکھا تھا اور وہ اس کی صداقت سے انکار کر رہے تھے حالانکہ حضرت عباسؓ، حضرت انسؓ، ابوسعید خدریؓ کے مطابق رسول پاکؐ نے شبِ معراج میں موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز ادا کرتے دیکھا تھا اور امام جلال الدین سیوطیؒ نے دُرِ منشور، علامہ ابن قیمؒ نے زادالمعاد میں بتایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جسم مبارک قبر میں اور روحانی طور پر چھٹے آسمان پر تھے۔ یہ تو اللہ رحیم و کریم کا کرم ہے کہ جس پر چاہے اپنی عنایات و نوازشات کی برکھا برسا دے، چاہے روحانی، چاہے جسمانی کیونکہ اللہ پر کوئی قانون لاگو نہیں ہوتا!

کے لئے لوگ بہت پہلے ہی تیاریوں کا آغاز کر دیتے ہیں لیکن دہشت زدہ اور مہنگائی سے بھرپور ماحول نے

ہاربن آئس فیسٹیول بھی 5 جنوری سے 5 فروری تک چین میں ہی منایا جاتا ہے۔ لوگ برف کی چیزیں

انگور مارنے کا مقابلہ بھی ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لئے بھی خصوصی تیاری کی جاتی ہے۔ ہنگنگی لالٹین

ہوئے لوگوں کی پریڈ بھی ہوتی ہے۔ لوگ دلچسپی سے اس تہوار میں شریک ہوتے ہیں۔

بہاولپور کا ڈرنگ اسٹیڈیم

شاہد اختر بلوچ

بہاولپور شہر شروع سے ہی کھیلوں کے لحاظ سے زرخیز خطہ جانا جاتا ہے قیام پاکستان سے قبل ریاست بہاولپور کے دور میں یہاں کھیلوں کے فروغ اور ان کی آبیاری کیلئے نہ صرف تعلیمی اداروں کیساتھ بڑے بڑے سپورٹس گراؤنڈ مہیا کیے گئے وہاں ڈرنگ سٹیڈیم کے نام سے ایک ایسے سپورٹس اسٹیڈیم کی بنیاد رکھی گئی جو بعدازاں ایشیا کا خوبصورت ترین سٹیڈیم کہلایا۔ یہ سٹیڈیم ریاست بہاولپور کے وزیراعظم کرنل اے آر ڈرنگ نے 1951 میں تعمیر کرایا اور یہ اب تک انہیں کے نام سے ڈرنگ اسٹیڈیم کے طور پر جانا جاتا ہے یہ اسٹیڈیم 304 کنال رقبہ پر محیط ہے جس میں ہاکی، کرکٹ، فٹ بال، والی بال، سکواش، سوئمنگ، باسکٹ بال جیسے اہم کھیلوں کی سہولیات میسر ہیں۔ بہاولپور کے ڈرنگ سٹیڈیم کا کرکٹ گراؤنڈ اور پویلین بین الاقوامی معیار کا ہے اور اس گراؤنڈ میں بین الاقوامی ٹیموں کے درمیان ون ڈے اور ٹیسٹ ہوتے رہے ہیں اسی طرح ہاکی کے معیاری گھاس کے ہموار میدان تھے جہاں اب جدید آسٹروٹرف اسٹیڈیم بنادیا گیا ہے جو اولمپئن مطیع اللہ خان کے نام سے مطیع اللہ ہاکی سٹیڈیم کے طور پر جانا جاتا ہے اسی طرح فٹ بال کے بین الاقوامی سٹینڈرڈ کے گراؤنڈ بھی موجود ہیں یہ سٹیڈیم کھیلوں کے ساتھ ساتھ سیاحوں کی تفریح کا بھی سامان لئے ہوئے ہے اس میں لان ٹینس کا بہترین کورٹ موجود ہے ڈرنگ اسٹیڈیم کو کھیلوں کی جدید سہولیات سے مزین کرنے کیلئے کمشنر بہاولپور ڈویژن ثاقب ظفر کی سربراہی میں ڈویژنل سپورٹس آفیسر سید تحسین شاہ اور ان کے دیگر سپورٹس افسران جن میں ڈسٹرکٹ سپورٹس آفیسر بہاولپور مقصود الحسن جاوید بہاولنگر رانا اقبال، رحیم یار خان اشفاق احمد کے علاوہ اسٹیڈیم انچارج طلعت محمود، انچارج ہاکی سٹیڈیم طارق محمود، تحصیل سپورٹس افسران عامر حمید، ناصر ضیاء اور مختلف کھیلوں کے کوچز شامل ہیں اپنی دن رات کی کاوشوں سے اس اسٹیڈیم کو چار چاند لگانے میں معروف ہیں ڈویژنل سپورٹس آفیسر سید تحسین شاہ کو جنون کی حد تک کھیلوں سے لگاؤ ہے اور وہ کھیلوں کی ترویج وترقی کیلئے اپنی بھرپور مساعی استعمال کرتے ہیں انہوں نے ایک ملاقات میں بتایا کہ ڈرنگ سٹیڈیم کو بہتر سے بہترین بنانے میں وفاقی وزیر ریاض حسین پیرزادہ صوبائی وزیر اقبال چنڑ، چیئرمین وزیر اعلیٰ ٹاسک فورس برائے کھیل حنیف عباسی، کمشنر بہاولپور ثاقب ظفر اور ڈائریکٹر جنرل سپورٹس پنجاب ذوالفقار گھمن بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں انہوں نے کہا ڈرنگ سٹیڈیم کو بین الاقوامی مقابلوں کیلئے تیار کیا جارہا ہے اور یہاں قومی کھیل بھی منعقد ہوسکیں گے۔ سٹیڈیم میں ان ڈور کھیلوں کی سہولیات کیلئے جمنیزیم بنایا گیا ہے جو سٹیٹ آف دی آرٹ ہے اور اس پر 18 کروڑ روپے لاگت آئی ہے اس میں PU فلور لگایا گیا ہے اور اسے بین الاقوامی معیار کا بنایا گیا ہے اس کے علاوہ چیمہ ٹاؤن میں بھی ایک جمنیزیم زیرتعمیر ہے جبکہ حاصل پور، خیر پور ٹامیوالی، ہارون آباد، لیاقت پور، صادق آباد میں بھی جمنیزیم بنائے جارہے ہیں جس سے ان ڈور گیمز کا ٹیلنٹ ابھرے گا بہاولپور کے ڈرنگ اسٹیڈیم کے علاوہ رحیم یار خان میں سپورٹس ای لائبریری مکمل ہوچکی ہیں جس سے کھلاڑیوں کو بھرپور استفادہ کے مواقع میسر آئیں گے۔ ڈرنگ سٹیڈیم میں جم کی سہولت بھی فراہم کی گئی ہے جہاں جدید مشینری اور دیگر سہولیات میسر ہیں بہاولپور میں بین الاقوامی اور قومی سطح کے کھیلوں میں حصہ لینے والے کھلاڑیوں کیلئے ہوسٹل بھی بنایا گیا ہے جس میں ایئر کنڈیشنڈ کمرے، ڈائننگ ہال اور جنریٹر کی سہولیات فراہم کی گئی ہیں جبکہ بہترین کراکری تمام کمروں میں ایل سی ڈی کی تنصیب کی گئی ہے کھیلوں کے گراؤنڈز میں فلڈ لائٹس لگائی گئی ہیں اور اب یہاں ہاکی، فٹ بال اور کرکٹ کے مقابلے مصنوعی روشنیوں میں ہوتے ہیں سٹیڈیم میں تیراکی کے مقابلوں کیلئے موجود سوئمنگ پول کو بین الاقوامی معیار کا بنایا گیا ہے اور اس میں 13 لاکھ کی لاگت سے واٹر فلٹریشن پلانٹ بھی نصب کیا گیا ہے اور الیکٹرک واٹر کولر بھی لگایا گیا ہے۔ ریسلنگ ایریا میں پاکستان لیول کے دنگل ہوتے ہیں اور یہاں ہر طرح کی سہولیات فراہم کی گئی ہیں سٹیڈیم میں رگبی، آرچری اور کراٹے جیسی کھیلوں کی سہولیات بھی فراہم کی گئی ہیں سید تحسین شاہ کے مطابق کھیلوں کے فروغ کیلئے تمام ایسوسی ایشنوں کیساتھ تعاون کو مربوط بنایا گیا ہے سٹیڈیم کی آمدنی کے ذرائع پیدا کیے جارہے ہیں۔ سٹیڈیم کا جوگنگ ٹریک بہترین بنایا گیا ہے اور اس میں روشنیوں کا بھی انتظام کیا گیا ہے ہاکی سٹیڈیم کے آسٹروٹرف کو جلد ہی تبدیل کردیا جائیگا گرلز ہاکی کے فروغ کیلئے بھی کوشش جاری ہیں قومی تہواروں پر کھیلوں کے مقابلے منعقد کرانا روایت بن چکی ہے انہوں نے بتایا بہاولنگر میں 214 کنال پر محیط سٹیڈیم مکمل ہوچکا ہے اور اسے ڈسٹرکٹ سپورٹس کمیٹی کے نام منتقل کردیا گیا ہے اب بہاولنگر کے کھلاڑی بھی رگبی، ٹیبل ٹینس، بیڈمنٹن میں پورے پاکستان کی نمائندگی کررہے ہیں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے تعاون سے حیدر سٹیڈیم کے کرکٹ گراؤنڈ کا پویلین بنایا گیا ہے اور اس میں فلڈ لائٹس لگائی گئی ہیں۔ وزیراعلیٰ انڈر 19 پروگرام کے تحت بہاولنگر کے تین کھلاڑی جونیئر نیشنل چیمپئن بنے ہیں 35 کھلاڑیوں کو کھیلوں کی بنیاد پر مختلف محکموں میں ملازمین فراہم کرائی گئی ہیں جو مختلف پوزیشنز پر کام کررہے ہیں بہاولپور کھیلوں کے لحاظ سے زرخیز خطہ ہے اور اس نے ہاکی کے نامور کھلاڑی پیدا کیے جنہوں نے پاکستان کا نام دنیا بھر میں بلند کیا۔ اب بھی کوشش کی جارہی ہے کہ بہاولپور کو تمام کھیلوں میں منفرد مقام حاصل رہے۔

گردے انسانی جسم کا اہم جزو

عروج ندیم بٹ

2006ء میں قائم ورلڈ کڈنی ڈے کا مقصد ایک فرد کی مجموعی صحت کے لئے گردوں کی اہمیت کے بارے میں شعور بلند کرنا اور دنیا بھر میں گردوں کی بیماری اور اس سے متعلقہ صحت کے مسائل کے اثرات کو کم کرنا ہے۔ گردے انسانی جسم کے اہم جزو ہیں۔ یہ خون کو صاف رکھنے کے ساتھ کیمیائی طور پر خون کو متوازن رکھتے ہیں۔ گردے بیج کی شکل کے ہوتے ہیں اور ان کا سائز تقریباً مٹھی کے برابر ہوتا ہے۔ گردے کمر میں دائیں اور بائیں جانب گیارہویں پسلی کے نیچے ہوتے ہیں۔ تندرستی کی حالت میں گردہ تقریباً 11 سم لمبا، 5 سے 7 سم چوڑا اور 2.5 سم موٹا ہوتا ہے۔ گردے ہر روز انسانی جسم میں 200 ملی میٹر خون اور 2 ملی لیٹر گندے اجزاء اور زائد پانی کا اخراج کرتے ہیں جو یورین کے ذریعے جسم سے خارج ہوتا ہے۔ اگر گردے بروقت غیر ضروری اجزاء جسم سے خارج نہ کریں تو جسم کے اندرونی نظام کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور جسم میں بیماریاں لاحق

ذیابیطس کے مریض 10 سال سے 20 سال کی مدت کے بعد گردوں کی خرابی کا شکار ہو جاتے ہیں

ہو سکتی ہیں۔ ٹانگوں اور ٹخنوں میں سوجن، تھکاوٹ، کم بھوک، ہائی بلڈ پریشر اور یورین میں خون کی موجودگی گردے کے مسائل کی علامات ہیں۔ اس کے علاوہ ذیابیطس گردوں کے فیل ہونے کی اہم وجہ ہے۔ ذیابیطس کے مریض عموماً 10 سال سے 20 سال کی مدت کے بعد گردوں کی خرابی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ خون میں شوگر کے نامناسب کنٹرول کے باعث خون کی نالیوں میں تنگی آنا شروع ہو جاتی ہے اور جہاں پر نالیاں بہت چھوٹی ہیں جیسے آنکھ، گردہ، دماغ اور دل وغیرہ وہاں خون کی مقدار پہنچ نہیں پاتی اور وہ عضو اپنا کام ٹھیک سے سرانجام نہیں دے پاتے ہیں۔ عموماً پہلے آنکھ کی بینائی ضائع ہوتی ہے۔ اس کے بعد گردے اپنا کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ ہمارے ہاں 50 فیصد سے زائد مریض جو ڈائلسز (Dialysis) کرواتے ہیں ان کے گردے شوگر کی وجہ سے خراب ہوتے ہیں۔ اس لئے شوگر کے مریضوں کو اپنی شوگر بہت مناسب حد تک کنٹرول میں رکھنی چاہیے تاکہ اعضائے رئیسہ اس وجہ سے خراب نہ ہوں۔ ہائی بلڈ پریشر کی زیادتی کی وجہ سے بھی گردے خراب ہو جاتے ہیں اور ہمارے معاشرے میں 15 سے 20 فیصد افراد اس مرض کا شکار ہیں۔ ہائی بلڈ پریشر گردوں کے فیل ہونے کے ساتھ ساتھ دل کے دورہ اور فالج کا خطرہ بھی بڑھ سکتا ہے۔ اس لئے بلڈ پریشر کو کنٹرول میں رکھنا بے حد ضروری ہے۔ ہر فرد کو کم از کم چھ ماہ میں ایک بار بلڈ پریشر چیک کروانا چاہیے۔ موسم گرما میں جسم میں پانی کم ہو جانے کی وجہ سے گردوں میں پتھری بن جاتی ہے جو یورین کے اخراج میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے اور گردوں میں زخم کر دیتی ہے جس سے گردے فیل ہو سکتے ہیں۔ گردے کے فیل ہونے کا علاج اس کی اقسام اور سٹیج کے مطابق کیا جاتا ہے۔ اگر 50 فیصد GFR ہو تو مریض کو احتیاطی علاج پر رکھا جاتا ہے۔ اگر مریض کا 10%GFR سے کم ہو جاتا ہے تو لازمی خون کی صفائی کرنی پڑتی ہے۔

یورک ایسڈ ہارٹ اٹیک کا سبب بھی بن سکتا ہے

یورک ایسڈ بڑھنے کی وجہ بلڈ پریشر، موٹاپا، خون کی کمی اور چنبل

ڈاکٹر محمد عرفان چودھری

یورک ایسڈ ایک قسم کا نامیاتی ترشہ ہے۔ جس کا تعلق پیورین گروہ سے ہے۔ یورک ایسڈ بے رنگ قلمی ٹھوس یا کرسٹل کی طرح ہوتا ہے۔ مردوں میں یورک ایسڈ کی نارمل مقدار 2.5mg/dl سے 7.5mg/dl ہوتی ہے اور عورتوں میں 1.5mg/dl سے 6mg/dl تک ہوتی ہے۔ یورک ایسڈ ایک خطرناک بیماری ہے۔ اس کی وجہ سے کئی لوگوں کا چلنا پھرنا بھی دوبھر ہو جاتا ہے۔ یہ خدانخواستہ ہارٹ اٹیک کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ جسم میں یورک ایسڈ کی زیادتی یا اس کا کم خارج اور بعض اوقات دونوں وجوہات مل کر بھی یورک ایسڈ میں اضافے کا سبب بنتی ہیں۔ یورک ایسڈ گردے کی یورک ایسڈ پر مشتمل پتھریوں، پیشاب اور یورک ایسڈ کے ذروں کا ایک عام جزو بھی ہوتا ہے۔ جس کا جسم سے اخراج بہت ضروری ہوتا ہے۔ یورک ایسڈ بڑھنے کی وجہ میں بلڈ پریشر، موٹاپا، خون کی کمی اور چنبل شامل ہے۔ یورک ایسڈ بڑھنے سے درد میں شدت کے ساتھ ساتھ جوڑوں، ایڑھیوں اور گھٹنوں میں سوزش ہونے لگتی ہے۔ ماہرین صحت کا کہنا ہے کہ جب ہم ایسے کھانے جیسے سرخ گوشت کی مقدار بڑھا دیتے ہیں۔ ایسی صورتحال میں کھانے میں احتیاط کرنی چاہئے اور پانی زیادہ پینا چاہئے۔ یورک ایسڈ بڑھ جانے سے پیدا ہونے والی بیماری کو چھوٹے جوڑوں کا درد کہتے ہیں۔ جب یورک ایسڈ کی لگاتار خون میں مقدار بڑھی رہے تو مریض نقرس مزمن میں مبتلا ہو جاتا ہے اور مزمن نقرس میں ایک مخصوص نسیجیاتی یا بافتی تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ اس بافتی تبدیلی کو گٹھلی یا ٹوفس بنا کہتے ہیں۔ خون میں یورک ایسڈ کی زائد مقدار کا وجع المفاصل نقرسی (Arthritis Gouty) سے صحیح یا باضابطہ تعلق ابھی تک پوشیدہ ہے کیونکہ یورک ایسڈ کی زیادتی ایسے لوگوں میں بھی ملتی ہے جن کو کبھی نہ تو نقرس ہوتا ہے اور نہ ہی ان میں یورک ایسڈ کی پتھریاں بنتی ہیں۔ میٹھی ڈبل روٹی، مچھلی، مرغی، سرخ گوشت کا بہت زیادہ کھانا، فاقہ کشی، پانی کی جسم میں کمی ہو جانا اور ان کے علاوہ بھی کئی ایسے اسباب ہوتے ہیں جو خون میں یورک ایسڈ کے اضافے کا سبب بن سکتے ہیں۔ یورک ایسڈ کی زیادتی کا شکار مریض گندم، مکئی، چاول اور ان سے بننے والی مصنوعات، پھیکی یا سفید ڈبل روٹی، خمیری روٹی، ساگودانہ، جو کا دلیہ، کیک، شہد، زرشک، دودھ اور دودھ کی مصنوعات، انڈے کی سفیدی، چینی، شکر، مٹھائیاں، سبزیاں خاص طور پر شلجم، کدو، ٹینڈے، مولی، گاجر، بھنڈی، کھیرا، مولی، پیاز، دھنیا۔ اس کے علاوہ پھلوں میں چیکو، لوکاٹ، سٹرابری، امرود، انجیر، مالٹا، کینو، ناشپاتی، کیلا، خربوزہ، تربوز وغیرہ گوشت کے اجزاء کے بغیر بنا ہوا سوپ استعمال کر سکتے ہیں۔ پرہیز علاج سے بہتر ہے اسلئے پرہیز پر خاص طور پر توجہ دینی چاہئے۔

گوشۂ صحت

امراض معدہ اور چند احتیاطی تدابیر

حکیم عامر رزاق اوبھایا

معدہ جو باہر سے غلافی اندرونی حصہ تولیہ کی مانند ہوتا ہے۔ معدہ کا نظام پسلیوں کے نچلے حصے میں ہوتا ہے۔ معدہ کا پیلانہ غذائی نالی کے نیچے موجود ہے اور اسی غذائی نالی سے غذا معدہ میں داخل ہوتی ہے۔ معدہ ہماری غذا اسٹور کرنے کا ذخیرہ ہے۔ ایک صحت مند انسان کا معدہ ہاف گیلن غذا کو محفوظ رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے معدہ میں تین کروڑ پچاس لاکھ چھوٹے بڑے غدود بنائے ہیں۔ یہ غدود روزانہ ایسی رطوبتیں پیدا کرتے ہیں جن کا معدہ کی غذا کو قابل ہضم بنانے میں اہم کردار ہے۔ یہ رطوبتیں زیادہ تر (Hydro chloric acid) ہوتی ہیں۔ یہ رطوبتیں انظائم ہوتی ہیں۔ دوسرے الفاظ میں پیپسولوجن اس کا کام پروٹین (چکنائی) کو قابل ہضم بنانا ہے۔ جیسے دودھ، گوشت، مکھن، مچھلی، انڈہ، پراٹھا وغیرہ ہاضمے کی یہ تیزابی رطوبتیں خوراک کو گاڑھا پیسٹ کی تہہ بنا کر معدہ کے قریب موجود پائی لورک وال کی طرف بھیج دیتا ہے۔ پائی لورک وال دراصل معدہ کا دوسرا حصہ ہے جو چھوٹی آنت کی طرف کھلتا ہے۔ چھوٹی آنت کے اس حصہ کو Duodenum کہتے ہیں جو پیٹ میں معدہ کے قریب ایک فٹ لمبائی میں ہوتا ہے۔ چھوٹی آنت میں ہاضمے میں مدد دینے والی تیزابی مادے (ہائیڈروکلورک ایسڈ) زیادہ دیر تک اس جگہ موجود رہیں تو چھوٹی آنت میں اس جگہ سوراخ کر دیتے ہیں جس سے السر معدہ کی شکایت ہو جاتی ہے۔ معدہ چھوٹی آنت میں غذائی اجزاء اتنا داخل کرتا ہے جتنی مقدار میں موجود تیزابی مادے اس کو پاک رکھ سکیں۔ چھوٹی آنت ان تیزابی مادوں کو (الکلائن) نمکیات کے ذریعے بے ضرر بنا دیتی ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے علاج کے حوالے سے جو ہمیں ہدایات دیں ان میں مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا۔ ان میں سے سب سے اہم جز معدہ ہے۔ حدیث نبوی ﷺ جس کا مفہوم ہے "معدہ بدن کا حوض ہے جس سے بدن کو تمام رگیں لگی ہوتی ہیں جب معدہ صحیح ہوتا ہے تو رگیں صحت کے ساتھ رطوبت لیکر چلتی ہیں اور جب معدہ خراب ہو تو رگیں مرض لیکر بدن میں پھیلتی ہیں۔"

تمام بیماریوں کا گھر معدہ ہے۔ معدہ جب بیمار ہوتا ہے تو وہ جسم کی تمام رگوں کو بیمار کر دیتا ہے۔ امراض معدہ میں آج ہر دوسرا آدمی مبتلا ہے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے "سب سے بدترین برتن جسے انسان بھرتا ہے وہ اس کا پیٹ ہے۔" اللہ تعالیٰ نے ہمیں اچھی غذا کھانے کا حکم دیا ہے۔ تین حصوں میں کھانا کھانا چاہئے۔ ایک حصہ غذا، دوسرا حصہ پانی اور تیسرا حصہ ہوا۔ پہلی خوراک جب تک ہضم نہ ہو دوسری خوراک نہ کھائیں۔ کھانا کو آہستہ آہستہ چبا کر کھائیں۔ پروٹین میں چکنائی والی خوراک صبح کے ناشتہ میں کھانی چاہئے جیسے گوشت، مکھن، پراٹھا وغیرہ۔ معدہ کا نظام درست ہوگا تو جگر خون بنائے گا۔ پھیپھڑے خون کو صاف کریں گے۔ آنتیں اپنا صحیح کام کریں گی۔ دل خون کو پمپ کر کے پورے جسم میں خون مہیا کرے گا جس سے گردوں کو طاقت ملے گی۔ ہم اس جدید دور میں صبح کا ناشتہ بیکری یا چائے بسکٹ یا چائے سینڈوچ یا آملیٹ سلائس پراٹھا ناشتہ کے عادی ہو گئے ہیں۔ رات کو ناشتہ کریں یعنی ہلکی غذا جیسے دودھ، جوس، دودھ کی کھیر، دودھ سوئیاں، فروٹ وغیرہ، دوپہر کو فروٹ یا سلاد کھائیں۔ کھانا کھانے کے دوران ٹھنڈا پانی نہ پئیں۔ ٹھنڈا پانی پینے یا آئسکریم کھانے سے جو معدہ ہمارا ۹۹ ڈگری پر ہوتا ہے ۲۰ سے ۲۵ ڈگری کم ہو جاتا ہے، جس سے معدہ کا نظام کچھ دیر کیلئے ختم ہو جاتا ہے۔ صبح آملیٹ اور پراٹھا کھالیں ایک صحت مند انسان کو سارا دن معدہ میں جلن ہوتی رہے گی۔ جب تک ہمارے ملک میں برائلر گوشت، بیکری مصنوعات، کولا مشروبات مضر صحت کوکنگ آئل بکتے رہیں گے ہم امراض کا شکار ہوتے رہیں گے۔

محلے کی درزن ناپید ہوگئی

اعلیٰ تعلیم کے ساتھ سلائی کڑھائی اور ہنرمندی بچیوں کی تربیت کا بنیادی حصہ ہے





رخشندہ نیر

لباس ضروریات زندگی کی اولین ترجیح ہے اور لباس کو شخصیت کا آئینہ بھی کہا گیا ہے۔ دو دہائی قبل مائیں بچیوں کی تعلیم و تربیت میں تعلیم کو جہاں اہمیت دیتیں وہیں تربیت میں گھر گرہستی کے نادر نمونوں کو بھی فراموش نہیں کرتی تھیں اچھا کھانا پکانا بیٹی کی شان سمجھی جاتی۔ گھر گرہستی کے اصولوں میں سلائی کڑھائی اور گھریلو ٹوٹکوں سے اس کے ذہن کو روشن کرتے ہوئے ایک چھوٹا مطلب مائیں اس کے پلو سے باندھ کر گھر سے رخصت کرتیں تاکہ آدھی رات کو گھر کے کسی بھی فرد کو کوئی مسئلہ درپیش ہو تو وہ گھر بھر کو مستفید کرکے آسودگی کا سامان کرے لیکن آج ہم ان سنہری اصولوں سے دور ہوکر مغربی تہذیب کی اندھادھند تقلید میں اپنی قیمتی روایت سے بھی دور ہوگئے ہیں۔ جس سے ناصرف والدین پریشان ہوئے بلکہ آج شادی کے بعد بچیاں بھی شدید مصائب میں گھری نظر آتی ہیں۔

مائیں پہلے بچیوں کو تعلیم کے ساتھ ساتھ جب بھی فارغ دیکھتیں تو گھر کے کسی نہ کسی اہم کام میں معروف کردیتی بچیاں شوق شوق میں گھر بھر کے بگڑے کام سنوارنے میں اپنی ذہانت کو کام میں لاکر بہتری کی راہیں ہموار کرکے گھر بھر سے داد و تحسین سمیٹتیں مگر آج موبائل فوبیا نے ان نوجوان لڑکیوں کو نکما کر دیا ہے لیکن شادی کے بعد جب بٹن ٹانکنے کا ہنر بیگم صاحبہ کو نہیں آتا تو پھر انہیں اپنی والدہ کی نصیحتیں یاد آتی ہیں کہ کاش کچھ ہنر بھی سیکھ لیا ہوتا تو شاید آج ڈگری کے ساتھ ہماری ہنرمندی سے بھی عزت میں اضافہ ہوتا۔ بلاشبہ خواتین خواہ کیسی اور کتنی ہی اعلیٰ تعلیم یافتہ کیوں نہ ہوں، گھریلو امور پر ان کی دسترس اور امور خانہ داری میں ان کی ہنرمندی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔

چند دہائی پہلے مائیں شادی کی عمر کو پہنچنے تک بچیوں کی خصوصی تربیت کرتیں والد صاحب بھی گاہے بگاہے بیٹیوں کی تربیت بارے ماؤں کو توجہ دلواتے مگر آج ریڈی میڈ ٹرینڈ نے زندگی کے حقیقی گوہر پاروں سے انسانوں کو بیگانہ کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ آج ایک سوٹ کی سلائی کیلئے درزی کے دس چکر کسی حساب میں نہیں آتے اور کپڑوں کی سلائی سوٹ کی اصل قیمت سے بھی بڑھ گئی ہے جس سے گھر کا بجٹ ناصرف متاثر ہوتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات بات لڑائی تک پہنچ جاتی ہے اور درزی کی کوئی کل سیدھی ہی نہیں ہوتی وہ سوٹ کی سلائی ہماری مرضی سے نہیں بلکہ اپنے موڈ کے مطابق لیتا ہے۔

کبھی درزی سوٹ اونچا سی دیتا ہے تو کبھی فٹنگ کیلئے جو سوٹ ساتھ بھیجا تھا اور درزی کو سمجھایا بھی گیا تھا کام کے رش کی وجہ سے درزی کو یاد نہیں رہا کبھی بہت زیادہ کھلے سی دیے جاتے ہیں کبھی تنگ کبھی کیپری کہا تو شلوار بنا دی اور کبھی فلیپر کہا تو ٹراؤزر سی دیا۔

محلے کی درزن تو اب نایاب ہوگی ہے کیونکہ اب یہ شوق سلائی کڑھائی کا لڑکیوں کو شاید وارے نہیں آتا کہ کون سارا دن گردن جھکائے مشین میں سر دے کر بیٹھے۔ ذمہ دار مائیں اپنی بیٹیوں کو تعلیم کے ساتھ ساتھ ہنرمندی کے زیور سے بھی آراستہ کریں تاکہ قابل قدر شہری ہونے کے ساتھ گھر بیٹھی برسرروزگار بھی ہوسکیں۔

اب لڑکیاں سلائی کڑھائی

کی جانب توجہ نہیں دیتیں کہ

کون سارا دن گردن جھکائے

مشین میں سر دے کر بیٹھے

سلائی کڑھائی ایک آرٹ بھی ہے اور فن بھی ہے آپ کی جدت پسندی اسے نئی جہتوں سے روشناس کروا سکتی ہے۔ بزرگوں نے سچ ہی کہا ہے کہ محلے کی درزن سگی باجی اور سب کی بھیدی ہوتی ہے کیونکہ ہر گھر والی اپنے کپڑے سلوانے کے بہانے سارے راز اسے دے جاتی ہے یہ محبت اور انسیت کے رشتوں کو جوڑنے کا ذریعہ بھی ہے اسے جاری رہنا چاہئے کیونکہ اس مہنگائی کے دور میں مائیں ہنرمند بچیاں معاشرے کو دیں گی تو سماجی زندگی کو تقویت ملے گی اور خواتین درزیوں کے نخروں سے بھی جان کی امان پائیں گی یوں محلے کی گھڑ مند درزن سب کی آنکھ کا تارا بنکر چمکتی رہے گی۔



گورا رنگ کیسے ہو؟

سفید، نرم و ملائم اور لطیف سکن آج کے دور میں ہر لڑکی کا خواب ہے۔ لیکن سفید جلد کے حصول کی خاطر لوگ مختلف ٹوٹکے اور طریقوں کا انتخاب کرتے ہیں لیکن بازار میں دستیاب کریمیں اور لوشن انہیں عارضی گورا تو کرتے ہیں لیکن ان کے متواتر استعمال سے رنگت گوری ہونے کی بجائے الٹا خراب ہی ہوجاتی ہے۔ اگر آپ خوبصورت اور سفید جلد کی خواہاں ہیں تو ان بازاری چیزوں کی بجائے گھریلو ماسک کا طریقہ اختیار کریں اور اس کیلئے درج ذیل طریقوں پر عمل کریں۔

☆ انڈے کی سفیدی میں پانچ قطرے لیموں کا جوس ڈال کر اچھی طرح مکس کرلیں۔ اب اس ماسک کو جلد پر دس منٹ تک لگا رہنے دیں۔ اس کے بعد ٹھنڈے پانی سے دھو لیں۔ یہ ماسک خشک اور سیاہ جلد کیلئے مفید ہے۔ اس ماسک کو حساس اور آئلی سکن (چکنی جلد) پر نہ لگائیں۔

☆ تین چمچ میدہ لیکر اس میں ایک چمچ خشک دودھ اور ایک چمچ لیمن جوس ڈال کر کریمی پیسٹ تیار کرلیں۔ اس پیسٹ کو برش کی مدد سے گردن اور چہرے پر بیس منٹ تک لگائیں۔ اس کے بعد چہرہ نیم گرم پانی سے دھو لیں۔ یہ ماسک نارمل جلد کیلئے مفید ہے۔

☆ ایک کیلا میش کرکے اس میں اتنا دودھ ڈالیں کہ یہ پیسٹ بن جائے اس پیسٹ کو لگاتے وقت زیادہ ڈارک حصوں کو مدنظر رکھیں اور اس حصے میں زیادہ لگائیں اور آدھے گھنٹے تک لگا رہنے دیں۔ اس کے بعد عام پانی سے دھولیں۔ کچھ ہی دنوں میں آپ کو واضح فرق محسوس ہوگا۔

دسترخوان



آلو بخارے کا شربت

ترکیب: آدھا کلو آلو بخارہ اچھی طرح دھو کر صاف کرلیں۔ آدھا لٹر پانی میں آلو بخارہ ڈال کر رات بھر کیلئے چھوڑ دیں۔ صبح کو اسی پانی میں آلو بخارے کو ابال لیں۔ دو چار جوش آنے کے بعد چولہے سے اتار لیں۔ چھلکے اور گٹھلی نکال کر پھینک دیں۔ اب اس رس میں ایک کلو چینی ملا کر پکائیں۔ ایک تار کا شربت تیار ہوجائے تو ایسنس چند قطرے اور ایک چائے کا چمچ زرد رنگ بھی ملا دیں اور چمچہ چلا کر سب کچھ اچھی طرح ملالیں۔ پھر اتار کر ٹھنڈا کرلیں اور صاف بوتل میں بھر لیں۔

خوبانی کا شربت

ترکیب: ایک کلو خوبانی دھو کر گٹھلیاں نکال دیں۔ خوبانی کا گودا لیکر ایک لٹر یعنی نصف مقدار میں عرق گلاب میں شامل کردیں اور پکنے کیلئے چولہے پر چڑھا دیں۔ جب خوبانی کا گودا خوب گل جائے تو اسے ململ کے کپڑے سے چھان لیں۔ پھر ایک لٹر عرق گلاب میں خوبانی کا چھنا ہوا عرق اور ایک کلو چینی ملا کر پکائیں۔ اس دوران آنچ دھیمی رکھیں۔ جب قوام درست ہوجائے تو اتار کر ٹھنڈا کرلیں اور بوتلوں میں ڈال لیں۔



کپاس کی پیسٹ سکاؤٹنگ



نوید عصمت کاہلوں

کسی مخصوص رقبہ میں چل پھر کر ایک مقررہ وقت پر فصل کے نقصان رساں عوامل (کیڑا، بیماری، جڑی بوٹی وغیرہ) کی تعداد اور ان سے ہونے والے نقصان کا اندازہ لگانا پیسٹ سکاؤٹنگ کہلاتا ہے، اس کا مقصد نقصان رساں عوامل کے موثر تدارک کیلئے مناسب وقت معلوم کرنا ہے۔

پیسٹ سکاؤٹنگ کے فوائد میں ضرر رساں عوامل کی پیش گوئی، متاثر حصوں کی نشاندہی، کیڑوں کے دوران زندگی میں کمزور اور حساس پہلوؤں کی نشاندہی، کیڑوں کے انسداد کیلئے لائحہ عمل تیار کرنا، سپرے کیلئے صحیح زہر اور وقت کا انتخاب، متاثرہ حصوں کی زہرپاشی، مفید کیڑوں کو بڑھنے اور پھولنے کا موقع دینا، اندھادھند سپرے سے بچاؤ اور سپرے کی تعداد، خرچ اور وقت میں بچت شامل ہیں۔

پیسٹ سکاؤٹنگ کے دوران احتیاطی تدابیر میں فصل کا ہر ہفتہ باقاعدگی سے معائنہ، ابتدا ہی سے پیسٹ سکاؤٹنگ، پیسٹ سکاؤٹنگ کیلئے صبح یا شام کا وقت، پیسٹ سکاؤٹنگ کیلئے رقبہ، یعنی 5 ایکڑ کیلئے ایک ایکڑ اور 25 ایکڑ رقبہ کیلئے 5 ایکڑ کو پیمانہ تصور کیا جائے۔ کسی بھی کیڑے کے نقصان کی معاشی حد اس کیڑے کی اس سطح نقصان کو ظاہر کرتی ہے جب اس کے خلاف زہرپاشی لازمی ہوجاتی ہے۔ زہرپاشی نہ کرنے کی صورت میں حملہ زیادہ بڑھ جائے گا کسی ایک کیڑے یا زیادہ کیڑوں کی حد حتمی نہ ہوگی بلکہ اس کا انحصار کئی عوامل پر ہوتا ہے۔

مثلاً فصل کا قد، اس کی بڑھوتری، کیڑوں کے حملہ کی خاصیت یا شدت، حالت اور مقدار پر ہوتا ہے۔ ضرر رساں کیڑوں کی معاشی حدود پیسٹ سکاؤٹنگ کے طریقوں سے معلوم کی جاتی ہے۔ 5 ایکڑ کے بلاک میں "ایکس، وائے زیڈ" کے انداز میں چلیں۔ کھیت کے ایک کونے سے داخل ہوں۔ چند قدم اندر جاکر 20 مختلف پودوں پر سے اس طرح پتوں پر حملہ آور کیڑوں کا معائنہ کریں کہ پہلی قطار میں پودے کا اوپر والا مکمل سائز کا پتا، دوسرے پودے کے درمیان سے اور تیسرے پودے کے نچلے حصے سے، پھر چوتھے پودے کے اوپر والے حصے اور اسی طرح بالترتیب 20 پتے پورے کریں۔

رس چوس کیڑوں اور مفید کیڑوں کی گنتی کرنے کے بعد پیسٹ سکاؤٹنگ کارڈ پر لکھ لیں اور فی پتا کیڑوں کی تعداد معلوم کرکے کیڑوں کے نقصان



کی معاشی حد سے موازنہ کریں۔ اگر کیڑے حد سے زیادہ ہوں یا برابر ہوں تو سپرے کریں۔

کپاس کے ٹینڈے کی سنڈیوں کی پیسٹ سکاؤٹنگ کیلئے تقریباً 15 ایکڑ کپاس کے ایک کھیت میں سنڈیوں کے معائنے کیلئے 4 مقامات کا تعین کریں اور ہر مقام سے 5 پودوں کا مکمل معائنہ کریں۔ ان پر موجود انڈوں نیز پتوں، پھول، ڈوڈیوں اور ٹینڈوں میں موجود سنڈیوں کی گنتی کرلیں اور کیڑوں کی معاشی حد سے موازنہ کرکے زہروں کا سپرے کریں۔ کپاس کے کیڑوں کی معاشی نقصان کی حدود کچھ اس طرح ہیں۔ سفید مکھی: 5 بالغ یا بچے فی پتا یا دونوں ملا کر 5 فی پتا۔ سبز تیلا: ایک بالغ یا بچہ فی پتا۔ تھرپس: 8 تا 10 بالغ یا بچے فی پتا۔ ست تیلہ: اوپر کی شاخوں میں واضح نقصان ظاہر ہونے پر۔ جوں: پتوں پر نقصان ظاہر ہونے پر یا 10 تا 15 جوئیں فی پتا۔ ملی بگ: ٹکڑیوں میں واضح حملہ کی علامات۔ ڈسکی بگ: 10 فی ڈوڈی یا 10 فی ٹینڈا۔ چتکبری سنڈی: 3 سنڈیاں فی 25 پودے یا 10 فیصد ڈوڈیوں کا نقصان ملنے پر۔ امریکن سنڈی: 5 بھورے انڈے یا 3 چھوٹی سنڈیاں یا دونوں ملا کر 5 فی 25 پودے۔ گلابی سنڈی: ٹینڈے بننے سے قبل مدھانی نما جڑے ہوئے پھولوں کی موجودگی یا جنسی پھندے کے ذریعے گلابی سنڈی کے پروانوں کی نشاندہی یا 5 سنڈیاں 100 نرم ٹینڈوں میں۔ لشکری سنڈی: ٹکڑیوں میں واضح حملہ اس کی علامات ہیں۔

زرعی پیداوار میں کمی کی وجوہات



ملک کاشان محبوب

پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور زراعت ہمارے ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے مگر اکثر کسان فصلوں کی کم پیداوار کی وجوہات کے بارے میں لاعلم ہوتے ہیں۔ ذیل میں اس حوالے سے کچھ معلومات دی جارہی ہیں۔

سب سے پہلے ماحول کے زراعت پر اثرات کی بات کی جائے تو سب سے بڑا مسئلہ "گلوبل وارمنگ" کا ہے جس کی وجہ سے درجہ حرارت میں تیزی سے ہونے والی تبدیلی نے ہماری زراعت کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ اس کے علاوہ ہوا میں نمی کے تناسب میں تبدیلی بھی زراعت کی تنزلی کی ایک اہم وجہ ہے۔ پانی کا زیاں دن بدن بڑھتا جارہا ہے اور اس کو بچانے کیلئے ڈیم تعمیر کرنے کی بجائے سیاست پر زیادہ یا پھر تمام توجہ دی جارہی ہے اور اس کی وجہ سے پانی کی کمی واقع ہے، جبکہ زراعت تو پانی پر مکمل طور پر انحصار کرتی ہے۔ کہیں پر بارشیں کم ہورہی ہیں اور کہیں پر ضرورت سے زیادہ اس کے علاوہ زمین میں وہ طاقت نہیں رہی جو کہ آج سے کئی سال پہلے ہوا کرتی تھی۔ اس کے علاوہ زمین میں کم نامیاتی مادہ پی ایچ کا کم یا زیادہ ہونا، سیم تھور زدہ زمینیں اور دیگر مسائل کی وجہ سے ہم لوگ زراعت میں پیچھے ہیں اور اس سب کے ذمہ دار بھی ہم خود ہی ہیں۔

لیکن ایسی بہت سی چھوٹی چھوٹی غلطیاں ہیں جن کی وجہ سے پیداوار میں کمی واقع ہوتی ہے۔ جیسے کہ وقت کاشت اور طریقہ کاشت کیونکہ اکثر کسان حضرات محکمہ زراعت کی سفارشات پر خاصی توجہ نہیں دیتے اور کم پیداوار کی صورت میں انہیں کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ سفارش کردہ شرح بیج سے زیادہ بیج کا استعمال کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے پلانٹ پاپولیشن ضرورت سے زیادہ ہوجاتی ہے جو کیڑوں اور بیماریوں آماجگاہ بن جاتی ہے یعنی کہ زیادہ کے چکر میں کسان تھوڑی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

آبپاشی کے شیڈول کی بات کی جائے تو اس کے تو کیا ہی کہنے! جب فصل کو پانی کی اشد ضرورت ہوتی

جب فصل کو پانی کی اشد

ضرورت ہوتی ہے تب پانی

کا کہیں نام ونشان ہی نہیں ہوتا

ہے تب پانی کا نام ونشان ہی نہیں ہوتا اور جب فصل کو پانی نقصان دیتا ہے تب پانی کی فراوانی ہوتی ہے تو زراعت اس طرح ترقی کیسے کرسکتی ہے؟ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی ایسی وجوہات ہیں جو کہ ہماری زراعت کو مزید ترقی سے روکے ہوئی ہیں۔

یعنی شعبۂ زراعت میں ریسرچ کی کمی، انٹرمیڈیٹ کے بعد جب کوئی طالبعلم شعبۂ زراعت



میں داخلہ لیتا ہے اُس کے پاس نوٹس اور کتابیں نہیں ہوتیں زراعت اور بیروزگاری کی وجہ سے وہ اپنے چار سال نمبر لینے اور نوکری کا سوچنے میں گزار دیتا ہے اور سوائے چند باتوں کے اُسے زراعت کا کچھ علم نہیں ہوتا کیونکہ صرف کتابیں پڑھائی جاتی ہیں عملی طور پر کچھ سکھایا نہیں جاتا۔

ماسٹرز کی ڈگری میں جب مجبوراً ریسرچ کا مرحلہ آتا ہے تو ماسٹرز ہو ہی جاتا ہے۔ زرعی طالبعلم اور سرکاری زرعی محکموں میں کوئی تال میل نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ڈگری کے بعد زرعی گریجویٹ کسی بھی قسم کے عام سوال کا جواب بھی نہیں دے پاتا۔ زرعی پروڈکٹس کے معیار پر توجہ دینے کی بجائے اس بات پر توجہ دی جاتی ہے کہ اپنا پیٹ کیسے بھرنا ہے تو اس صورتحال میں ہماری زراعت کیسے ترقی کرسکتی ہے؟

اگر کسانوں کو زرعی قرضے دینے کی بات کی جائے تو حقدار اس سے محروم ہیں اور جاگیردار اور وڈیرے ان بلا سود قرضوں سے لطف اندوز ہورہے ہیں اس کے علاوہ فصل کی کٹائی کے بعد جب کسان منڈیوں کا رخ کرتے ہیں تو ان کے ساتھ فقیروں والا سلوک کیا جاتا ہے، اتنے کم نرخ دیئے جاتے ہیں کہ وہ بیچارہ اپنے لگائے ہوئے پیسے بھی بمشکل پورا کر پاتا ہے۔



آخرت کے بدلے دُنیا کی زندگی

یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے آخرت کے بدلے دُنیا کی زندگی خریدی۔ سو نہ تو ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ (ہی) ان کی مدد کی جائے گی ○ اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب دی اور ان کے پیچھے یکے بعد دیگرے پیغمبر بھیجتے رہے اور عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) کو کھلے نشانات بخشے اور رُوح القدس (یعنی جبرئیل) سے ان کو مدد دی۔ تو جب کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسی باتیں لے کر آئے جن کو تمہارا جی نہیں چاہتا تھا تو تم سرکش ہو جاتے اور ایک گروہ (انبیاء) کو تم جھٹلاتے رہے اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے ○ (سورۃ البقرہ 2 ۔ ترجمہ، آیات 86 تا 87)

کافروں پر اللہ کی لعنت ہے

اور کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر پردے ہیں (نہیں) بلکہ اللہ نے ان کے کُفر کے سبب ان پر لعنت کر رکھی ہے، بس یہ تھوڑے ہی ایمان لاتے ہیں ○ اور جب اللہ کے ہاں سے ان کے پاس کتاب آئی جو ان کی (آسمانی) کتاب کی بھی تصدیق کرتی ہے اور وہ پہلے (ہمیشہ) کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے۔ تو جس چیز کو وہ خوب پہچانتے تھے جب ان کے پاس آ پہنچی تو اس سے کافر (انکاری) ہو گئے، پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہے ○ (سورۃ البقرہ 2 ۔ ترجمہ: آیات 88 تا 89)



کتاب و سُنّت کی روشنی میں



مولانا مفتی محمد حسام اللہ شریفی

زکوٰۃ کی فرضیت

حکیم عبیداللہ انور ..... سکھر

سوال: زکوٰۃ کی فرضیت کن لوگوں پر عائد ہوتی ہے؟

جواب: ہر صاحب نصاب، خوشحال مسلمان پر فرض ہے کہ اگر اس کے پاس بقدر نصاب مال سال بھر تک موجود رہے تو سال پورا ہونے کے بعد اس کی زکوٰۃ ادا کرے۔ جو شخص اس کی فرضیت کا انکار کرے، وہ کافر ہے اور جو شخص اس کے فرض ہونے کا انکار تو نہ کرے لیکن ادا بھی نہ کرے تو وہ سخت گناہ گار اور فاسق و فاجر ہے۔

سوال: کیا زکوٰۃ کی حیثیت ایک ٹیکس کی ہے؟

جواب: زکوٰۃ اس طرح کا کوئی ٹیکس نہیں ہے جو سرکاری طور پر حکومت اپنے عوام پر لازم قرار دیتی ہے بلکہ یہ ایک مالی عبادت اور رُکن اسلام ہے۔ جس طرح نماز، روزہ، حج ارکان اسلام ہیں، اسی طرح زکوٰۃ بھی اسلام کا ایک اہم رُکن ہے۔ جس کے ذریعے غریب مسلمانوں کی مدد کی جاتی ہے اور انہیں بے یار و مددگار نہیں چھوڑا گیا ہے۔

بغیر عذر روزہ نہ رکھنا

محمد اسلم ڈوگر ..... ننکانہ صاحب

سوال: بغیر عذر کوئی شخص رمضان کے مہینے میں روزے نہ رکھے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: بغیر کسی عذر کے رمضان کے روزے نہ رکھنے والا شخص بہت سخت گناہ گار ہوگا۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ: ”جو شخص کسی شرعی عذر کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دے پھر وہ اس کی تلافی کے لئے عمر بھر روزے رکھتا رہے تب بھی اس ایک روزے کی تلافی نہیں ہو سکتی۔“

(ترمذی ..... ابوداؤد، مسند احمد)

مؤلفۃ القلوب

محمد ذاکر خان ..... سیالکوٹ

سوال: مؤلفۃ القلوب کون لوگ ہیں؟

جواب: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی تالیف قلب مقصود ہو۔ اسلام اور اسلامی مملکت کے مفاد کے لئے ان کو ہموار کرنا ہو اور مخالفت کے جوش کو ٹھنڈا کرنا ہو۔ مؤلفۃ القلوب کو زکوٰۃ کی رقم دینے کے متعلق فقہائے احناف کا کہنا ہے کہ ابتدائے اسلام میں مؤلفۃ القلوب کو زکوٰۃ دی جا سکتی تھی۔ اب چونکہ اہل اسلام اس تعداد کو پہنچ گئے ہیں کہ اس کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

کرائے پر چلائی جانے والی اشیاء

دین محمد ..... بدین

سوال: کرائے پر چلائی جانے والی اشیاء مثلاً ڈیکوریشن کا سامان رکشا، ٹیکسی، فرنیچر، کراکری، سائیکل، موٹر سائیکل وغیرہ پر کیا زکوٰۃ دینی ہوگی؟

جواب: کرائے پر چلائی جانے والی مذکورہ اشیاء پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں کیلئے سزا

محبوب سبحانی ..... مینگورہ، سوات

سوال: جو لوگ صاحب ثروت ہوتے ہوئے بھی زکوٰۃ نہ ادا کریں، ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا سزا رکھی ہے؟

جواب: جو لوگ مسلمان ہوتے ہوئے اور مال و دولت رکھتے ہوئے بھی زکوٰۃ دینے سے انکار کریں وہ اللہ کے دین اور اس کے احکام سے انحراف کرنے والے ہیں، اس وجہ سے وہ دین اسلام سے خارج ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ایسے لوگوں کے متعلق فرمایا: ”اللہ رب العزت کی قسم! جو لوگ نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کریں گے، میں ان کے خلاف لازماً جنگ کروں گا۔“ (صحیح بخاری و صحیح مسلم) جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”ہمیں نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے اور جو آدمی زکوٰۃ ادا نہ کرے اس کی نماز بھی نہیں ہے۔“ (طبرانی) یعنی اس کی نماز بھی قابل قبول نہیں ہے اور نہ اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ قرآن حکیم کی سورۂ توبہ کی آیت نمبر 35،34 میں ارشاد فرماتا ہے:

”اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں اس کو خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ ایک دن (قیامت کے دن) وہ آئے گا جب اس سونے اور چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اس سے ان لوگوں کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا اور (کہا جائے گا) یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا تو اب اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھو۔“ (سورۂ توبہ: 35،34) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ اس آیت میں ”کنز“ کا جو لفظ استعمال ہوا ہے، اس سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”کنز“ سے مراد وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہو۔“ جناب نبی کریم ﷺ نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کو متنبہ کرنے کے لئے آخرت کے لرزہ خیز عذاب کی تصویر اس طرح کھینچی ہے۔ ”جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا پھر اس شخص نے اس مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو اس مال کو قیامت کے روز انتہائی زہریلے ناگ کی شکل دے دی جائے گی۔ زہر کی شدت کے باعث اس کا سر گنجا ہوگا اور اس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ قیامت کے روز وہ ناگ اس (زر پرست بخیل) کے گلے میں لپٹ جائے گا اور اس کے دونوں جبڑوں میں اپنے زہریلے دانت گاڑ کر کہے گا میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا جمع کیا ہوا خزانہ ہوں۔ پھر آپ نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت کی۔ ”جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مال و دولت سے نوازا ہے اور وہ بخل سے کام لیتے ہیں، اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ بخل اور زر پرستی ان کے حق میں بہتر ہے۔ یہ روشنی ان کے لیے نہایت ہی بری ہے، وہ اپنی کنجوسی سے جو کچھ جمع کر رہے ہیں وہی قیامت کے روز ان کے گلے میں طوق بنا کر پہنایا جائے گا۔“

(آل عمران 180) (صحیح بخاری)

روزے میں ڈرپ لگوانا

شاہد حمید ..... کراچی

سوال: روزے کی حالت میں ڈرپ لگوانا جائز ہے یا نہیں؟ اس سے روزہ ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب: روزے کی حالت میں ڈرپ لگوانا جائز نہیں۔ اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

روزے میں انسولین لگوانا

فاروق علی خان ..... حیدر آباد

سوال: روزے کی حالت میں انسولین کا انجکشن لگوایا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: روزے کی حالت میں انسولین کا انجکشن نہیں لگوایا جا سکتا۔

عذر کی حالت میں روزہ توڑنا

نسیمہ عاصم ..... سکھر

سوال: کسی شخص نے روزہ رکھا لیکن بعد میں کسی بیماری کی وجہ سے اس کی حالت ایسی ہو گئی کہ اسے روزہ توڑنا پڑ گیا، تو ایسی صورت میں اس کے لئے کیا کفارہ ہوگا؟

جواب: جب کسی شخص کی جان پر بن جائے تو اسے روزہ توڑ دینے کی اجازت ہے۔ ایسے شخص کو رمضان کے بعد ایک روزہ بطور قضا رکھنا ہوگا۔ اس پر روزہ توڑنے کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔ البتہ اگر بغیر عذر کے روزہ توڑا گیا تو پھر اس کو روزہ توڑنے کا کفارہ ادا کرنا ہوگا اور لگاتار ساٹھ روزے رکھنے ہوں گے۔ اگر ایسا شخص مسلسل انسٹھ (59) روزے تو رکھ لے لیکن کسی وجہ سے ایک روزہ نہ رکھ سکے تو اسے نئے سرے سے پھر ساٹھ روزے لگاتار رکھنے ہوں گے۔ یا وہ ساٹھ مسکینوں کو ایک پورے دن کا کھانا کھلائے یعنی صبح کا ناشتہ، دوپہر اور شام کا کھانا کسی غریب مسکین کو کھلائے۔ ایسا شخص ایک مسکین کو بھی ساٹھ روز تک کھانا کھلا سکتا ہے اور ساٹھ مسکینوں کو بھی ایک دن کا کھانا کھلا سکتا ہے۔ یا اتنی رقم کسی غریب مسکین کو دیدے جس سے ساٹھ مسکین ایک دن کا کھانا کھا سکیں۔ کفارے کی رقم کسی دینی تعلیمی ادارے میں بھی جمع کرائی جا سکتی ہے۔ ان کو بتا دیا جائے کہ یہ کفارے کی رقم ہے جبکہ کسی غریب مسکین کو رقم دیتے وقت بتلانا ضروری نہیں ہے۔

روزہ کا مقصد

زیبا بخاری ..... لندن

سوال: روزہ کا مقصد کیا ہے؟

جواب: علم النفس راہنمائی کرتا ہے کہ ایک انسان میں زبان، دل اور عمل، ان تینوں کے ذریعے انسانی سیرت و کردار کی تشکیل ہوتی ہے، اس لئے ان تینوں میں یک رنگی اور ہم آہنگی پیدا ہونی چاہئے اور ان سب کے درمیان سچ کا رشتہ قائم ہونا چاہئے۔ زبان کی سچائی یہ ہے کہ انسان ہمیشہ سچ بولے، اس پر جھوٹ کا سایہ بھی نہ پڑنے دے۔ دل کی سچائی یہ ہے کہ اس کے اندر نفاق کا ذرا سا شائبہ بھی پیدا نہ ہو یعنی اس میں کسی قسم کی ریاکاری نہ پائی جائے۔ عمل کی سچائی یہ ہے کہ اس کا عمل ضمیر کے مطابق ہو۔ اگر کسی عبادت میں نفاق اور دکھاوا شامل ہو جائے تو پھر وہ نیکی کسی کام کی نہیں رہتی اور نہ بارگاہ رب العزت میں قبول ہوتی ہے۔ روزہ آدمی کے اندر یہ تینوں اوصاف پیدا کرتا ہے۔ اس کی زبان، اس کے دل اور اس کے عمل میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہوتا تو پھر وہ روزہ نہیں ہے، اس کو زبردستی روزہ کا نام دے دیا گیا ہے، ورنہ روزہ تو آدمی کے اندر تقویٰ پیدا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر کامل طور پر عمل کیا جائے۔

رمضان میں کرنے کا کام

اطہر صدیقی ..... بہاول پور

سوال: رمضان میں کون سا کام خاص طور پر کرنے کی ضرورت ہے؟

جواب: اہل وطن کو رمضان المبارک میں اپنے پیارے ملک کی سلامتی اور اس کی حفاظت کے لئے خصوصی دعائیں کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ پاکستان کے تمام مسائل حل فرمائے اور اس کی پریشانیاں دور کرے۔ آمین۔

رمضان المبارک کے دوسرے عشرے کی دعائیں

رمضان المبارک کا دوسرا عشرہ مغفرت کا ہے۔ اس عشرے میں ہمیں اپنے تمام اگلے پچھلے گناہوں کی بخشش طلب کرنی چاہئے اور چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے اَسْتَغْفِرُ اللّٰه (ترجمہ: اے اللہ میری مغفرت فرما۔) پڑھتے رہنا چاہئے۔ اس کے علاوہ یہ دعائیں بھی پڑھیں۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ط

ترجمہ: ”اے میرے رب! میری مغفرت فرما اور رحم فرما اور بے شک آپ بہترین رحم فرمانے والے ہیں۔“

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ط

ترجمہ: ”اے ہمارے رب! ہم نے ظلم کیا اپنے نفسوں پر اور اگر تو نے ہمیں نہیں بخشا اور رحم نہ کیا تو ہم خسارے پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔“

ارشاداتِ نبوی ﷺ

سیّد افتخار حسین

روزہ دار فحش گوئی سے اجتناب کرے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”روزہ ایک ڈھال ہے (دُنیا میں نفسانی خواہشات اور آخرت میں عذاب دوزخ سے) اس لئے (روزہ دار) نہ فحش گوئی کرے اور نہ جاہلانہ افعال اور اگر کوئی شخص اس سے لڑنے مرنے کے لئے کھڑا ہو جائے یا اسے گالی دے تو (روزہ دار) کا جواب صرف یہ ہونا چاہئے کہ میں روزہ دار ہوں (یہ الفاظ) دو مرتبہ (کہہ دے) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ اور پاکیزہ ہے (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) بندہ اپنا کھانا، پینا اور اپنی شہوات میرے لئے چھوڑتا ہے، روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ ہوں اور (روزہ میں دوسری) ثواب بھی اصل نیکی سے دس گنا ہوتا ہے۔“ 1766

(صحیح بخاری شریف: باب [illegible])

روزہ میں غیبت کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹی بات بنانا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ شخص اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔“

(روزہ کا مقصد تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ اگر روزہ سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا یعنی روزے میں بھی جھوٹ اور غیبت کو نہیں چھوڑتا تو پھر روزہ محض بھوک اور پیاس کہلائے گا اور اس سے اس کا مقصد حاصل نہیں ہوگا)۔

(سنن ابی داؤد شریف: باب الغیبة للصائم)

روزہ دار کو قے آجائے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس کو خود بخود (دورانِ روزہ) قے (اُلٹی) آجائے تو اس پر قضا نہیں ہے اور جو عمداً قے کرے تو اس پر (روزہ کی) قضا ہے۔ یعنی خود بخود اُلٹی آنے کی صورت میں روزہ نہیں ٹوٹتا اور اگر عمداً اُلٹی کرے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم ہوتی ہے۔“ 1676

(سنن ابن ماجه شریف: باب ماجاء فی الصائم یقئی)

نمازِ تراویح

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات مسجد میں گیا سب لوگ متفرق اور منتشر تھے۔ کوئی تنہا نماز پڑھ رہا تھا اور کسی کے پیچھے بہت سے لوگ اس کی نماز کی اقتدا کے لئے کھڑے تھے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ اگر تمام نمازیوں کی ایک امام کے پیچھے جماعت کر دی جائے تو زیادہ اچھا ہو، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت بنا کر حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کو ان کا امام بنا دیا۔ پھر دوسری رات میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی نکلا تو لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز تراویح پڑھ رہے تھے۔ (یہ منظر دیکھ کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ نیا طریقہ کس قدر بہتر اور مناسب ہے لیکن رات کا وہ حصہ جس میں یہ (لوگ) سو جاتے ہیں اس سے بہتر اور افضل ہے جس میں نماز پڑھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مراد رات کا آخری حصہ (کی افضلیت) سے تھی کیونکہ لوگ نماز (تراویح) رات کے شروع ہی میں پڑھ لیتے تھے۔ 1875

(بخاری شریف: باب فضل من قام رمضان)

رمضان کے لئے جنت کو سجایا جاتا ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں، بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سال کے شروع سے سال کے آئندہ تک رمضان کے لئے جنت کو سجایا جاتا ہے۔ جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے، عرش کے نیچے سے جنت کے پتوں سے حور عین پر سے ایک ہوا چلتی ہے، وہ کہتی ہے: اے ہمارے رب اپنے بندوں میں ہمارے ایسے خاوند بنا جن کے ساتھ ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہمارے ساتھ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ 1870

(مشکوٰۃ شریف: کتاب الصوم)

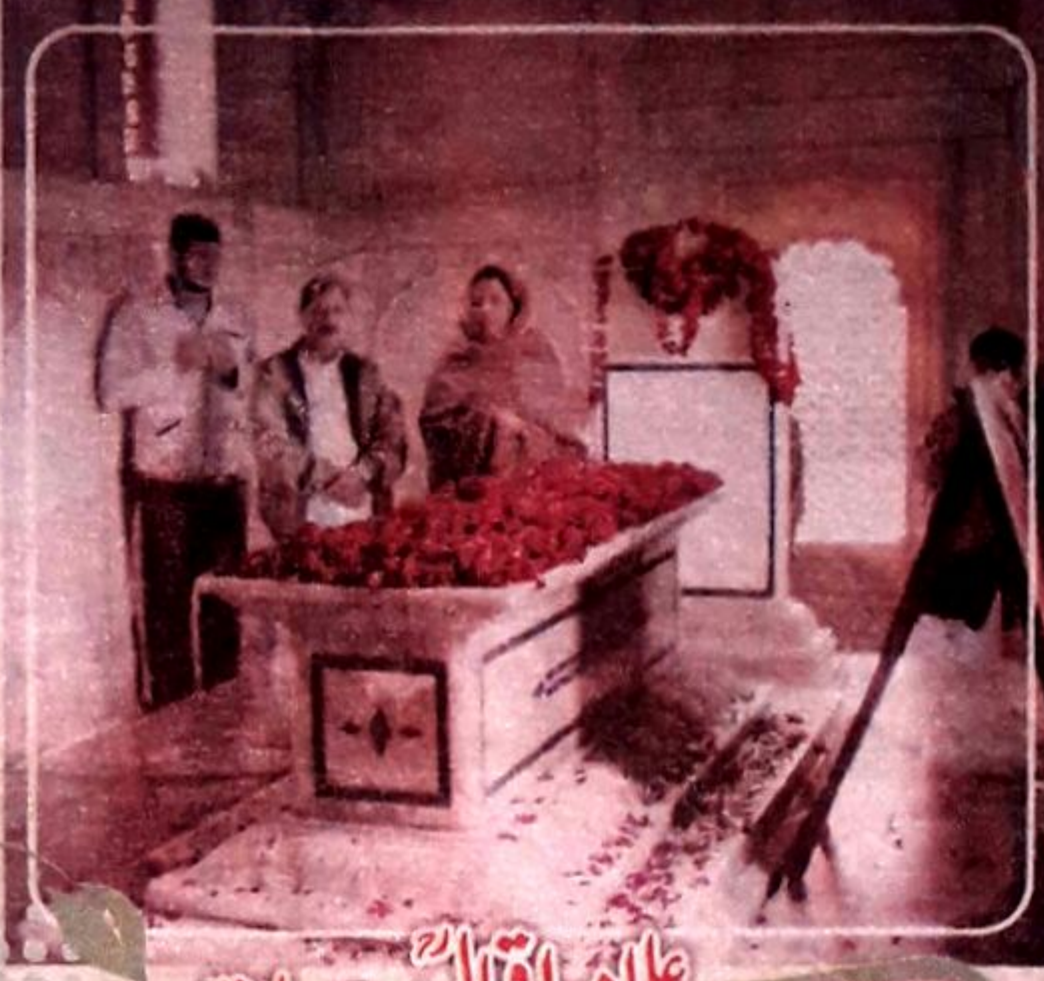
علامہ اقبالؒ سے ملاقات

روحانی سفر کا ایک نیا باب

روحانیت کی اسراریت میں لپٹی قلبی وارداتوں کی سلسلہ وار روداد

دل کی باتیں دل ہی جانے (5)

طیبہ ضیاء



"داتا" صرف اللہ ہے۔ ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ دینے والی ذات اللہ کی ہے۔ شیخ علی ہجویریؒ کے لئے داتا صاحب کا لفظ روحانی فیض کے حوالے سے بولا جاتا ہے۔ گنج بخش فیض عالم۔۔۔ بندوں کو اللہ سے جوڑنے والا۔ شیخ ہجویری کو ان کے مرشد ابوالفضل غزنویؒ نے حکم دیا کہ آپ لاہور تشریف لے جائیں اور وہاں اسلامی جھنڈا لہرائیں لہذا آپ اپنے پیر بھائیوں کے ہمراہ لاہور پہنچے۔ دریائے راوی کے قریب ایک مندر تھا۔ آپ نے اس مندر کے قریب اسلامی جھنڈا نصب کر دیا اور فرمایا کہ اب یہ جھنڈا لاہور پر سایہ فگن رہے گا۔ لوگ داتا کی درگاہ پر حاضری دیتے ہیں۔ وہاں رکھے ڈبوں میں نذرانہ ڈالتے ہیں اور خود کو ہلکا پھلکا محسوس کرتے ہیں جیسے انہوں نے اپنی تمام پریشانیاں اور مسائل نذرانے کے ڈبے میں پھینک دی ہوں۔ اللہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ ان کی نیتیں اور اندر کا حال جانتا ہے۔ بندوں کو ان کے گمان کے مطابق نوازتا ہے۔ حضرت "کشف المحجوب" میں لکھتے ہیں کہ بایزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کے ساتھ معاملہ کچھ یوں ہے کہ جو کچھ دنیا میں اس نے اپنے بندے کو عطا کیا ہے اس کو تھوڑا کہا ہے۔ قرآن میں فرمایا ہے کہ "اے محمدؐ! کہہ دیجئے کہ دنیا کا سامان جو تمہیں دیا گیا ہے وہ تھوڑا ہے"۔ اس تھوڑی عمر اور تھوڑے سامان کے ہوتے ہوئے بندوں کے ذکر کو بہت کہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میرا بندہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔ بندے کا اپنے اللہ کے ساتھ تعلق ہر طرح کے فتوؤں سے بے پروا ہوتا ہے۔ شیطان زہد و تقویٰ میں فرشتوں سے بھی آگے تھا اور یہی زعم اسے لے ڈوبا۔ پاکستان کے چیف جسٹس افتخار محمد چودھری جب امریکہ آئے تو مجھے انہیں قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ علمی گفتگو اور روحانی بصیرت متاثر کن ہے۔ کہنے لگے کہ حق اور باطل میں جنگ روز اول سے ہے۔ شیطان اور انسان میں دشمنی بھی پہلے روز سے ہے مگر جب انسان شیطان کا کردار ادا کرنے لگے تو سمجھو اللہ اس پر غضبناک ہے۔ پاکستان کے اس چیف جسٹس سے بارہا ملاقات ہوئی۔ صوفی منش ہیں۔ نیو یارک آئے تو اس گھڑی سب حیران رہ گئے جب چیف صاحب سٹیج پر جانے کی بجائے ہاتھ ملانے کے لئے لوگوں کے پاس چلے آئے۔ لوگ فرط جذبات سے ہاتھ چوم رہے تھے۔ گلے مل رہے تھے۔ آبدیدہ تھے۔ سات سمندر پار بسنے والے جاں نثاروں نے چیف صاحب کے سینے میں سات سمندروں کا ٹھاٹھیں مارتا پیار لمحوں میں پالیا۔ عجیب عالم تھا کہ وہ کچھ نہ کہہ کر بھی سب کچھ کہہ گئے اور پھر سٹیج پر تشریف لے گئے۔ ان کے ہاتھ میں ہر وقت ایک تسبیح ہوتی ہے۔ کثرت ذکر کرتے ہیں۔ چھ نمازیں پڑھتے ہیں۔ عبادات بہت سے لوگ کرتے ہیں مگر اللہ پر توکل اور ایمان کی طاقت کم ہی لوگوں کو نصیب ہے۔ چیف صاحب سٹیج پر خاموش بیٹھے رہے جبکہ انکی دھڑکنوں کی آواز جاں نثاروں کو اپنے سینے میں دھڑکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ اپنے سامنے بیٹھے اور کھڑے ہزاروں کے مجمع کو خطاب نہ کر سکنے کی کیفیت انکی پلکوں میں ٹھہری ہوئی نمی اور ہونٹوں پہ اداس خموشی میں چھلک رہی تھی۔ بقول منیر نیازی کے

اداسی کو بیاں کیسے کروں میں خموشی کو زباں کیسے کروں میں
بدلنا چاہتا ہوں اس زمیں کو یکایک آسماں کیسے کروں میں

اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے محبوب بندے کو لوگوں کی نظر میں بھی محبوب اور مقبول کر دیتے ہیں۔ امریکہ کی تاریخ میں کبھی کسی پاکستانی لیڈر کی شان میں ایسا عظیم الشان اجتماع دیکھا نہ سنا۔ قابل رحم ہیں وہ جنکے پاس اقتدار تو ہے لیکن وقار نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں عدل کرنے والوں سے محبت کرتا ہوں۔ رد کئے گئے ہیں وہ جو قوت سماعت و بصارت کے باوجود اندھے اور بہرے ہیں۔ ابوجعفر منصور کو ایک شخص نے واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ وہ چین گیا۔ وہاں کا بادشاہ قوت سماعت سے محروم ہو گیا تو بہت رویا۔ بادشاہ کے ہم نشینوں نے اسے صبر کی تلقین کی تو اس نے کہا "میں اسلئے نہیں رو رہا کہ میں سننے سے محروم ہو چکا ہوں۔ یہ اللہ کی مرضی تھی۔ مجھے تو یہ سوچ کر رونا آ رہا ہے کہ کوئی مظلوم انصاف کے لئے میرا دروازہ کھٹکھٹائے گا اور مجھے اسکی آہ سنائی نہیں دے گی"۔ کچھ توقف کے بعد بادشاہ نے کہا "میں قوت سماعت سے محروم ہو چکا ہوں لیکن میری آنکھیں تو دیکھ رہی ہیں، انکی روشنی سے محروم نہیں ہوا۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ آج کے بعد لال کپڑا مظلوم کے سوا کوئی دوسرا نہیں پہنے گا تاکہ مظلوم پہچانا جائے اور اسے فوری انصاف مل سکے"۔ چیف صاحب بادشاہ کی بصارت و بصیرت اور قلبی کیفیت کو سمجھ سکتے ہیں۔ چیف جسٹس افتخار محمد چودھری خوش نصیب انسان ہے اور خوش نصیب انسان حق کے قریب رہتا ہے۔ وہ ہوس اور حسرت سے آزاد ہے۔ وہ فنا کے دیس میں بقا کا مسافر ہے۔ اسکا دل جلوہ پر نور سے معمور ہے۔ وہ خود پر راضی، اپنے حال پر راضی، اپنے حالات پر راضی، اپنے خیالات پر راضی، اپنے خدا پر راضی ہے۔ ایسا شخص استقامت کی تفسیر ہے اور استقامت صرف اللہ کے دوستوں کو نصیب ہے۔۔۔

اولیاء کرامؒ کی حکایات اور کہاوتوں میں ایک سبق ہے۔ زندگی گزارنے کے اسرار و رموز ہیں۔ ہر چیز کی سند تلاش نہیں کی جا سکتی۔ سند تلاش کرنے نکلو گے تو اپنی سند بھی پیش کرنا پڑے گی۔ جدی پشتی مسلمانوں کی سند کیا ہے؟ بنا بنایا مذہب مل گیا تو اترانے لگے؟ وہ لوگ جو تمام آزمائشوں اور تکالیف کے باوجود اسلام لائے ان کا ایمان ان کی سند ہے اور یہ سند انہیں صوفیاء کرامؒ کی صحبتوں میں بیٹھ کر حاصل ہوئی ہے۔ ایمان کی حقیقت جاننا چاہو گے تو شاید کتا تم سے بازی لے جائے۔ اصحابؓ اور صوفیاء کرامؒ کی عمریں احتساب کی چکی میں پستے گزر گئیں اور گناہگار بندے پانچ سجدے کر کے خدا بن بیٹھے؟ فرائض کسی پر احسان نہیں ہے۔ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی بنیادی شرائط ہیں مگر جنت کی سند نہیں ہیں۔ اور بھی بہت کچھ درکار ہے۔ ایک دفعہ خواجہ بایزید بسطامیؒ کسی جگہ سے گزر رہے تھے کہ راستے میں ایک کتا بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت نے اپنے پیراہن کا دامن اوپر کر لیا کہ کتے سے چھو نہ جائے۔ کتے نے کہا اے خواجہ! میری نجاست ظاہری ہے لیکن وہ نجاست جو تیرے باطن میں ہے وہ اس قدر ہے کہ اسے اگر سات دریاؤں کے پانی سے دھویا جائے تو بھی پاک نہ ہو گی۔ خواجہ! خود کو سلطان العارفین کہتے ہو اور درویشی کا دعویٰ بھی کرتے ہو مگر گندم کا بھرا ہوا گھڑا تمہارے گھر میں موجود ہے، کیا یہی توکل ہے۔ اس کے مقابلے میں میری درویشی دیکھو کہ میں ایک کتا ہوں، مجھے ایک ہڈی ملتی ہے تو اسے اسی وقت ختم کر دیتا ہوں، کل کے لئے بچا کر نہیں رکھتا۔ حضرت رونے لگے اور فرمایا آج میں کتے کی ہمسری و صحبت کے لائق بھی نہیں رہا اور کل محشر میں اہل سلوک کی ہمسری اور اللہ تعالیٰ کے حضور کیسے حاضر ہو سکوں گا۔

شریعت پر عمل ہر مسلمان پر فرض ہے مگر اسے راہ نجات تصور کر لینا خود فریبی ہے۔ بخشش بندے اور خدا کے بیچ راز و نیاز ہے۔ قبر کی گیلی مٹی میں جانے تک وثوق کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا۔ ایک مبلغ نے بڑے اعتماد سے کہا کہ اسے یقین کامل ہے کہ وہ مومن ہے۔ میں نے کہا انشاءاللہ کہو ورنہ اسی زعم میں نہ مارے جاؤ۔ نبی کریم ﷺ۔ بعد از خدا بزرگ تو ہی قصہ مختصر۔ بھی اللہ کے حضور حساب دینے کا سوچ کر رو دیتے تھے۔ بدگمانی ساری کھیتی کرائی پر پانی پھیر سکتی ہے۔ بازار حسن میں بیٹھی کا معاملہ بھی اللہ کے ساتھ پوشیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو نہ جانے کس کی کون سی ادا بھا جائے۔ عاجزی میں درویشی ہے۔ محاسبہ نہیں احتساب چاہئے۔ درد بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ جوں جوں متھے ٹیکے باطن کی گندگی دکھائی دینے لگی۔ بابا فریدالدین گنج شکرؒ فرماتے ہیں۔

کالے میڈے کپڑے، کالا میڈا ویس
گناہیں بھریا میں پھراں، لوک کہیں درویش

بابا صاحبؒ فرماتے ہیں، اے فریدو! قبر میں پڑے ہوئے مردے کی یہ حالت ہے کہ اس کے سرہانے تکیے کی جگہ اینٹ ہے۔ اس کا سونا نرم گرم بستر کی بجائے سخت اور کھردری زمین پر ہے اور کیڑے اس کے جسم کو کاٹتے رہتے ہیں۔ اے کوے امیر اہڈیوں کا ڈھانچہ نہ نوچ بلکہ اگر تیرا بس چلے تو کم از کم یہی سوچ کر یہاں سے اڑ جا کہ ہڈیوں کے جس ڈھانچے میں میرے محبوب کا بسیرا ہے تجھے اس کا گوشت نہیں کھانا چاہئے۔ شیخ فرید بوڑھا ہو گیا ہے اور بڑھاپے کے باعث اس کے اعضائے جسمانی پر رعشہ طاری رہنے لگا ہے۔ یہ زندگی ایک کنواں کی مانند ہے۔ کنویں سے پانی نکالتے ہوئے اپنی خیر مناؤ اور اپنی عاقبت کی فکر کرو کیونکہ تمہاری مال ٹوٹنے لگی ہے۔ مال کے ٹوٹتے ہی تم دھڑام سے کنویں میں جا گرو گے۔ میں کرامات پڑھنے کی شوقین نہیں ہوں کہ مریدین اپنے مشائخ کی کرامات بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔ مصالے لگا کر سناتے ہیں۔ اکثر خود سے گھڑ لیتے ہیں۔ طرز زندگی کو حسین بنانے کے لئے کرامات کی نہیں اللہ والوں کے معمولات، ارشادات، عبادات، تعلیمات کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ ہر انسان کے اندر ولی بننے کی صفات موجود ہیں۔ دوسروں کو دیکھنے کی بجائے اپنے اندر جھانکنے کی ضرورت ہے ولی مل جائے گا۔ اشفاق احمد مرحوم کو زندگی میں ایک بار ملنے کا شرف حاصل ہوا اور میں نے ان سے وہ سوال کر دیا جو مجھے اکثر پریشان کرتا تھا۔ پوچھا "بابا کہاں ہے"؟ بولے بابے ہمارے ارد گرد رہتے ہیں تلاش کی جستجو ہو تو مل جاتے ہیں۔ تم بتاؤ تمہیں کوئی بابا ملا؟ میں نے کہا ہاں، پوچھا کہاں ہے؟ میں نے بتایا میرے اندر چھپا بیٹھا تھا مگر اس سے کبھی ملاقات ہی نہ ہو سکی اور باہر ڈھونڈتی رہی۔ بابے اقبالؒ نے ایک مصرع میں سارا راز فاش کر دیا ہے۔

من میں ڈوب کے پاجا سراغ زندگی

میرے اندر کی دنیا میں کہیں بابا فریدؒ تھا، کہیں بابا اقبالؒ اور ان بابوں کی انگلی تھامے چلنا شروع کیا تو معرفت کی شاہراہ میرے اپنے ہی گھر کی جانب مڑ گئی، دیکھا تو وہاں میرا اپنا بابا بیٹھا مسکرا رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ایک دن اس کی بیٹی بھی اپنی اصل کو لوٹے گی مگر اس کے لئے اسے طرح طرح کے بابوں کے تجربات و مشاہدات سے گزرنا پڑے گا۔ جب تک باہر کی دنیا کی خاک نہ چھان لی جائے گھر کے بابے کی پہچان نہیں ہو سکتی۔ میاں محمد بخشؒ سرکار نے سچ کہا ہے کہ

اسانی اڈدی پھڑ نا ایں
جیدا گھر بیٹھا اونوں پھڑیا نہیں

میرا باپ ہی میرا رہبر بنا اور مجھے دنیا کے بابوں سے نجات دلائی۔ بابے اقبالؒ سے ملاقات کا واقعہ میرے والد کی کتاب "سفینہ مدینہ" میں رقم ہے۔ لکھتے ہیں "چھوٹی بیٹی کا امریکہ سے کل فون آیا کہ گذشتہ شب یعنی اگست اور ستمبر 2001 کی درمیانی شب اس نے خواب دیکھا اور بہت خوش ہے۔ خواب اس طرح بیان کیا کہ اس نے میرے سے فرمائش کی کہ ابا جان میں علامہ اقبالؒ سے ملنا چاہتی ہے۔ میں نے کہا کہ وہ تو قبر میں ہیں۔ اصرار پر بیٹی (طیبہ) اور اس کے بھائی ذوالفقار سمیت چل پڑا۔ ایک باغ تھا جس میں ہر طرف پھول اور بہت خوشنما ماحول تھا۔ اس میں ایک خام قبر تھی جو زمین سے زیادہ اونچی نہ تھی۔ اس پر ایک سفید چادر تھی۔ قریب پہنچے تو چادر ہٹ گئی اور علامہؒ اٹھ کر بیٹھ گئے اور کھڑے ہو گئے۔ بہت باصحت، خوبصورت باوقار، دراز قد شخصیت تھے۔ سیاہ بال، کشادہ پیشانی اور آنکھوں سے نورانی چمک عیاں تھی۔ سفید شلوار کرتا پہن رکھا تھا۔ بیٹی (طیبہ) کا ہاتھ پکڑ کر باغ میں ٹہلنا شروع کر دیا اور فرمایا کہ "وہ شاعر نہ تھے نہ ہی شاعری کی ہے۔ وہ سادہ انسان تھے اور اپنا درد لکھتے تھے۔ طبع کرانے کی بھی سوچ اور فکر نہ تھی۔ شاعر تو غالب تھے۔ جن کو لوگ نہ سمجھ سکے۔ مزید فرمایا لوگوں نے زندگی میں ان کی (اقبالؒ) پہچان اور قدر نہ کی، بعد میں بہت کی اور کتب طبع ہوتی رہیں۔ تم بھی لکھنا شروع کرو۔ طباعت کا خیال نہ کرنا۔ بات خود ہی لوگوں تک پہنچ جاتی ہے" علامہؒ پلٹ کر پھر قبر کی طرف آ گئے اور ہم سے جدا ہو کر قبر میں لیٹ کر غائب ہو گئے۔ میں نے یہ خواب اپنے والد کو سنایا تو انہوں نے اپنی ڈائری میں نوٹ کر لیا تھا۔ اس خواب نے مجھے وہ بابا عطا کر دیا جس کی رہنمائی میں لکھنا سوچنا اور پڑھنا شروع کیا۔ اگست اور ستمبر کی درمیانی شب خواب آیا اور دلچسپ بات ہے کہ میری یوم پیدائش بھی یکم ستمبر ہے۔ یہ خواب نائن الیون کے واقعہ سے دس روز قبل آیا۔ اس خواب میں علامہؒ کی رہنمائی کا اشارہ اور نائن الیون کا واقعہ میرے قلم کی طاقت بنے۔ روحانی سفر کا نیا باب کھل چکا تھا۔ سفر کا آغاز علامہؒ کی "کلیات اقبال" سے ہوا۔ اس کے پہلے صفحہ پر علامہؒ کے چند جملے کہ "میں نے کبھی اپنے آپ کو شاعر نہیں سمجھا۔ فن شاعری سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں رہی، ہاں! بعض مقاصد خاص رکھتا ہوں جن کے بیان کے لئے حالات و روایات کی رو سے میں نے نظم کا طریقہ اختیار کر لیا ہے" پڑھ کر خواب میں علامہؒ کے کہے الفاظ یاد آ گئے۔ یہ لوگ مر کر بھی زندہ ہیں۔ رہنمائی کرتے ہیں۔ روحانیت کے مسافر تھے۔ اپنی منزل مقصود کو پہنچ گئے ہیں۔ کنفیوز لوگ بیچ راہ کھڑے کبھی ادھر اور کبھی ادھر بھٹک رہے ہیں۔ کسی ایک راستہ کا انتخاب کر لیا ہوتا تو وساوس اور تذبذب کی حالت سے نجات مل جاتی۔ رہنمائی کے بغیر روحانیت کی منزل نہیں مل سکتی۔ خواجہ غریب نواز معین الدین چشتیؒ سے رہنمائی پانے والے چشتی کہلانے لگے اور حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کے چشمے سے سیراب ہونے والے قادری کہلانے لگے اور ان دونوں چشموں سے فیضیاب ہونے والے حضرت شاہ احمد نیازؒ کا آستانہ "نیازیہ" کہلانے لگا۔ خواجہ معین الدین چشتیؒ کو اللہ تعالیٰ نے نائب رسولؐ برائے ہند مقرر فرمایا اور ہندوستان کی سلطنت کا ظاہری و باطنی نظام حضرت خواجہؒ کے سپرد فرمایا گیا۔ جو قلمرو ہند آپ کو دی گئی اس میں موجودہ بھارت، پاکستان، بنگلہ دیش، ایران، افغانستان اور برما شامل ہے۔ خواجہؒ فرائض منصبی سنبھالنے کے لئے ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں بغداد میں درگاہ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ پر قیام فرمایا۔ وہاں اس وقت بہت کم لوگوں کی حاضری ہوتی تھی اور حضرت شہاب الدین سہروردیؒ خدمات انجام دیتے تھے۔ بغداد سے چل کر خواجہؒ کا قیام لاہور میں حضرت علی ہجویریؒ کی درگاہ پر ہوا۔ جہاں پاکستی آج بھی آپ کی چلہ گاہ موجود ہے۔ رخصت ہونے سے قبل خواجہؒ نے یہ شعر پڑھا

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

اس وقت سے ہمیشہ کے لئے یہ شعر زبان زد و عام ہو گیا۔ خواجہ کا اس شعر سے مقصود عوام کو حضرت سیدنا علی ہجویریؒ کے مقام قرب الٰہی سے آگاہ کرنا تھا۔ لاہور سے چل کر آپ اجمیر پہنچے جہاں بحکم خدا آپ کی قیام گاہ اور آخری آرام گاہ منظور تھی۔ اجمیر میں جھیل ان ساگر کے کنارے آپ نے ڈیرہ جمایا۔ ہر طرف اہل ہنود تھے جن کا طریقہ عبادت راگ رنگ سے تھا۔ آپ کے خادم بھی گھڑے کی تھاپ پر پڑھنے لگے۔ پہلے تو کفار کو اپنی عبادت کی آواز آتی، پھر اللہ اللہ کی صدا میں محو ہو جاتے اور آپ کے ہی ہو کر رہ جاتے۔ یہ صورتحال اس وقت کے مہاراجہ پرتھوی راج تک پہنچائی گئی جو فوج لے کر باہر مہم پر گیا ہوا تھا۔ اجمیر اس کا دارالخلافہ تھا۔ یہ واقعہ سن کر اس نے کہا کہ واپس جا کر سب درست کر دے گا۔ خواجہ کو مہاراجہ کی واپسی سے خدام نے آگاہ کیا، آپ خاموش رہے۔ راجہ کی سواری جب نزدیک پہنچ گئی تو خدام نے خوفزدگی کے عالم میں بتایا کہ یا شیخ راجہ کسی بھی وقت پہنچنے والا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا، پہنچے گا تو؟ اجمیر سے باہر ہی اس کی شہاب الدین غوری کی فوج سے مڈبھیڑ ہو گئی، پرتھوی راج کو شکست ہوئی اور مارا گیا۔ غوری نیاز مندی کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہی بزرگ تو ساتھ والے گھوڑے پر لڑائی میں موجود تھے۔ قدم بوس ہوا۔ یاد رہے کہ بھارت نے اپنے میزائل کا نام پرتھوی رکھا ہے، جس کے جواب میں پاکستان نے اپنے میزائل کا نام غوری رکھا ہے۔ خواجہؒ اجمیر کے جانشین خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کا مزار دہلی میں ہے۔ خواجہ قطبؒ کے جانشین بابا فریدالدین گنج شکرؒ تھے۔ بابا فریدؒ کے بعد خواجہ نظام الدین اولیاءؒ دہلی میں جانشین ہوئے۔ آپ کے بعد خواجہ نصیر الدینؒ چراغ دہلی جانشین ہوئے اور پھر کئی واسطوں کے بعد سلسلہ چشتیہ خواجہ فخرالدینؒ دہلوی تک پہنچا جن کے ذریعے ہند میں سلسلہ چشتیہ کو ترقی اور تازگی ملی۔ خواجہ فخرالدینؒ کے خلیفہ حضرت شاہ نیاز احمدؒ گزرے ہیں۔ آپ کا آستانہ "نیازیہ" بریلی میں ہے جہاں آج بھی مسلمان ہندو سکھ عیسائی حاضری دیتے ہیں اور سکون قلب اور نور اسلام کی دولت سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ حضرت نیاز بے نیازؒ نے بریلی میں خانقاہ نیازیہ کی بنیاد رکھی۔ درس و تدریس کا سلسلہ تھا۔ حضرت نیاز بے نیازؒ فرماتے ہیں۔

تیری عطا کی خوبیاں میری طلب میں بھی نہیں
بندگی خود پکار اٹھی بندہ نواز ہے یہی

> فنا کے دیس میں بقا کے مسافر استقامت کی تفسیر ہیں
> اور استقامت صرف اللہ کے دوستوں کو نصیب ہے

توہین رسالت کے مرتکب

ظالموں کا نہ کوئی ولی ہے نہ مددگار

پیغمبر اسلام کی توہین اور استہزا کرنے والے جہنم کا ایندھن بنتے رہیں گے

محمد نواز میرانی

یہودیوں اور عیسائیوں کے انبیاء کی رسول پاک ﷺ کی آمد کی بشارت دینے اور ان کی اتباع و اطاعت کا حکم دینے کے باوجود وہ خود کو لاعلمی اور شک کا فائدہ نہیں پہنچا سکتا رسول پاک ﷺ کے دور میں جب انہوں نے ظلمتوں کے اندھیرے میں اور ساری دنیا کی مخالفت اور ان طاقتوں کے جبر و استبداد ان کی ظاہری شان و شوکت اور تمام تر ظاہری اسباب و اختیارات سے مرعوب و متاثر ہوئے بغیر، حق و صداقت اور صراط مستقیم کا راستہ دکھانے کے لئے بنی آدم کو جہنم میں جھونکنے سے بچانے اور دائمی عیش و انبساط، امن و چین سکون، اور حیات ابدی کی خاطر جب اللہ تبارک تعالیٰ کی ہدایت پر نبوت کا دعویٰ کیا تو انہوں نے پھر اپنی کسی بھی مخالفت، دشمنی اور دھمکیوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے وہی کیا اور وہی کہا جس میں رب کی رضا شامل تھی اور اس وقت سے لے کر آج بلکہ قیامت تک ان کے مخالفین اعدا ابولہبی اپنا کر شاتمیت کا باعث بنتے اور جہنم کا ایندھن بنتے رہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

”کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا اور وہ اپنے رب کی طرف سے ایک روشنی پر چل رہا ہے (اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس نے (روزمرہ) کی ان باتوں سے کوئی سبق نہیں لیا۔ تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جن کے دل اللہ کی نصیحت سے اور زیادہ سخت ہو گئے (ہدایت کے وقت انسانی قلب کی دو ہی کیفیتیں ہوتی ہیں۔ ایک میں سینہ تنگ ہو جاتا ہے اور وہ نصیحت قبول ہی نہیں کر پاتا حالانکہ بظاہر سب کچھ نظر آ رہا ہوتا ہے تو پھر سینہ اور دل پتھر کا ہو جاتا ہے۔ جس کا انجام مکمل تباہی و بربادی ہوتا ہے۔“

اس حالت میں پہنچنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ آیت مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ ان لوگوں کو متنبہ کرنا تھا کہ جو رسول پاک ﷺ کی مخالفت اور دشمنی میں ضد اور ہٹ دھرمی پر تل چکے تھے اور فیصلہ کر بیٹھے تھے کہ آپ کی کوئی بات نہیں ماننی اس پر انہیں خبردار کیا گیا کہ جس چیز کو تم قابل فخر سمجھ لیتے ہو درحاصل وہ ایک انسان کی نالائقی اور بدنصیبی ہے کہ رب کی نصیحت کے باوجود دل نرم پڑنے کے اور زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ دوسری صورت میں اللہ دل فراخ کر دیتا ہے اور نصیحت قبول کرنے کے لئے اس کا سینہ ہدایت کے لئے فراخ کر کے کھول دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

”اللہ جسے چاہتا ہے سنواتا ہے مگر اے نبی تم ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں (یعنی اللہ کی مرضی کی بات اور ہے وہ چاہے تو پتھروں کو سماعت بخش دے۔ لیکن رسول ﷺ کے بس کی یہ بات نہیں کہ جن لوگوں کے سینے ضمیر کے مدفن اور قبریں بن چکے ہوں تو ان کے دلوں میں نبی ﷺ کی کوئی بات دل میں اتر سکے)“

”تم تو بس ایک خبردار کرنے والے ہو ہم نے تم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ بشارت دینے والا نہ آیا ہو اب اگر یہ لوگ تمہیں جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگ بھی جھٹلا چکے ہیں۔ ان کے پاس ان کے رسول کھلے دلائل اور صحیفے اور روشن ہدایت دینے والی کتاب لے کر آئے تھے پھر جن لوگوں نے نہ مانا ان کو میں نے پکڑ لیا اور دیکھ لو کہ میری سزا کیسی سخت ہے۔

رب کائنات تو ایک ایک بات کی وضاحت‘ ہدایت‘ تلقین اور سبق اس طرح دے رہا ہے کہ انسانوں کو ہدایت بھرا راستہ دکھانے اور بنی آدم کی فلاح کے لئے وہ کتنا غفور و رحیم ہے۔ اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ

”یہی بات ان مشرکوں کو سخت ناگوار ہوتی ہے۔ جس کی طرف اے محمد تم انہیں دعوت دے رہے ہو۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنا کر لیتا ہے اور وہ اپنی طرف آنے کا راستہ اسی کو دکھاتا ہے۔ جو اس کی طرف رجوع کرے یعنی جو اللہ کی طرف رجوع کرے۔ ان کے احکامات کو توجہ سے پڑھے اور سے مگر یوم آخر وہ یہ کہے گا کہ

”اے کاش اللہ نے مجھے ہدایت بخشی ہوتی تو میں بھی متقیوں میں سے ہوتا“ یا عذاب دیکھ کر کہے کہ ”کاش مجھے ایک اور موقع مل جائے اور میں بھی نیک عمل کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں (اور اسے یہ جواب ملے کہ) کیوں نہیں میری آیات تمہارے پاس آ چکی تھیں۔ پھر تو نے انہیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافروں میں سے تھا۔ آج جن لوگوں نے خدا پہ جھوٹ باندھے ہیں قیامت کے روز تم دیکھو گے کہ ان کے منہ کالے ہوں گے کیا جہنم میں متکبروں کے لئے کافی جگہ نہیں ہے؟“

جب کم فہم یہ سنتے ہیں تو لامحالہ ان کے ذہنوں میں یہ وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ ہی سب کو ہدایت دیتا اور سینے دل تنگ کرتا اور ہدایت کے لئے کھول دیتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ سب انسانوں کو ایک امت اور ایک جیسا کیوں نہیں بنا دیا؟

مگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تو واضح فرما دیا ہے کہ کوئی قوم ایسی نہیں آئی جس کے پاس کوئی پیغمبر یا راستہ دکھانے والا نہ آیا ہو اور پھر اللہ تبارک تعالیٰ نے تو دنیا ہی اس لئے بنائی ہے کہ وہ راستہ دکھا کر اور یہ اختیار دے کر کہ وہ کون راستہ چنتا ہے۔ قیامت کے روز سزا و جزا دے گا اور روز الست بھی تو وہ روحوں سے وعدہ لے چکا ہے۔ اس کے علاوہ نبوت پر کسی بھی انسان کو مبعوث کرنا اور اس شخص کا اپنے آپ کو نبی کی حیثیت سے متعارف کرانا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ نبی کو لوگوں کی قسمتوں کا مالک بنا دیا گیا ہے کیونکہ قسمتیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہیں لیکن یہ دعویٰ ہر نبی نے کیا ہے کہ میری بات اور احکامات کو مانو جو اللہ کی طرف سے تم لوگوں کو صراط مستقیم دکھانے کے لئے ہے۔ اس لئے اگر آپ لوگ ان پر عمل پیرا ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نہ صرف تم پر خوش ہو گا بلکہ تمہیں اللہ کی رضا بھی حاصل ہو جائے گی جو بالآخر ہم سے بچنے اور جنت میں داخل ہو جانے کا سبب بن جائے گی۔

اسی لئے اللہ نے شعوری اور لاشعوری طور پر نیکی بدی کا اختیار دے کر پھر جو اس کی طرف رجوع کرنے کی راہ اپنائے تو پھر اللہ تبارک و تعالیٰ اسے سہارا دے کر اس کی رہنمائی کر کے اسے حسن عمل کی توفیق دے کر اپنی بے پایاں رحمت خاص میں داخل کر دیتا ہے تو پھر اسے یہ سمجھنے میں ایک لمحے کی تاخیر بھی نہیں ہوتی کہ جس دین اور اسلام کو حضور سرور کائنات پیش کر رہے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے۔ حضور ﷺ ہی کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ چونکہ کائنات کا اور انسان کا مالک اور خالق ہے اسی لئے وہ انسان کا حاکم بھی ہے۔ اسی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے ابتدا سے انسان کے لئے ایک دین مقرر کیا ہے اور دین اسلام رسول پاک ﷺ کی معرفت اللہ نے انسانوں تک پہنچایا ورنہ بقول اللہ تعالیٰ کے کہ ”اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک ہی امت بنا دیتا مگر وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر دیتا ہے اور ظالموں کا نہ کوئی ولی ہے نہ مددگار اور یہ ایسے نادان ہیں کہ انہوں نے اسے چھوڑ کر دوسرے ولی بنا رکھے ہیں۔

ولی تو اللہ ہی ہے وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے“

ظالم اللہ تبارک و تعالیٰ کی نظر میں کون ہے؟ جو رسول پاک ﷺ کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتا بلکہ ظالم اور حد سے گزر جانے والے وہ ہیں جو استہزا کا باعث بنتے اور رسول پاک ﷺ کے آداب اور احترام کو نظر انداز کرنے بلکہ ان کو زک پہنچانے کا باعث بنتے ہیں۔ سورۃ المومنین میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اسی طرح اللہ ان سب لوگوں کو گمراہی میں ڈال دیتا ہے جو حد سے گزرنے والے اور شکی ہوتے ہیں نیز فرمایا کہ اسی طرح اللہ ہر متکبر اور ظالم (جبار) کے دل پر ٹھپہ لگا دیتا ہے“

رسول پاک ﷺ کے احترام میں تو اللہ نے یہ فرمایا ہے کہ ”اے نبی جو لوگ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔ اگر وہ تمہارے برآمد ہونے تک صبر کرتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا۔ آداب معاشرت کی تلقین، جس کی ابتدا ہی آداب نبوت سے ہوتی ہے۔ اللہ کی کتاب میں کھول کھول کر بیان کر دی گئی ہے مثلاً قرآن میں اللہ فرماتا ہے کہ

”یاد کرو عیسیٰ ابن مریم کی وہ بات جو اس نے کہی تھی کہ ”اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ تصدیق کرنے والا ہوں۔ اس تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہوئی موجود ہے“ (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب) جس میں انہوں نے کہا تھا کہ خداوند تیرا خدا تیرے ہی درمیان سے یعنی میرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا تم اس کی سننا۔ نیز خداوند نے مجھ سے کہا کہ میں اپنا کلام اس (نبیؐ) کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ اسے حکم دوں گا وہ وہی ان سے کہے گا اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب ان سے لوں گا۔“ (استثناء باب 18 آیات 15-19)

قرآن مجید کے مطابق اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”اور بشارت دینے والا ہوں‘ ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا“

مفسرین لکھتے ہیں کہ احمد کے دو معنی ہیں ایک وہ شخص جو اللہ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا ہو دوسرے وہ شخص جس کی سب سے زیادہ تعریف کی گئی ہو یا جو بندوں میں سب سے زیادہ قابل تعریف ہو۔ حضور ﷺ نے خود بھی فرمایا کہ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں حاشر ہوں۔

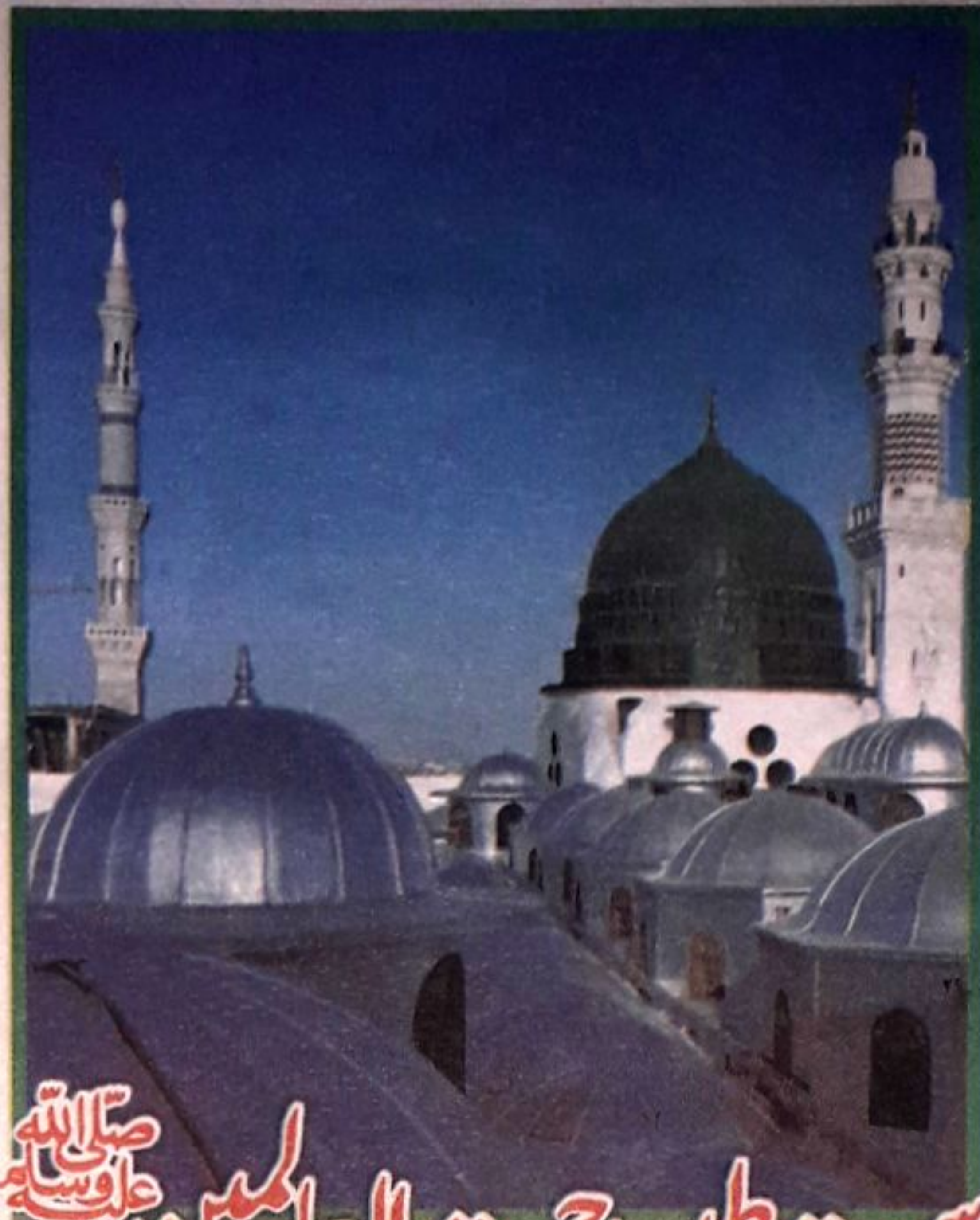
حضور ﷺ کا یہ اسم مبارک صحابہ میں بھی معروف تھا۔ حضرت حسان بن ثابت کا یہ شعر اس کی گواہی دیتا ہے کہ

”اللہ نے اور اس کے عرش کے گرد جھمگھٹا لگائے ہوئے فرشتوں نے اور سب پاکیزہ ہستیوں نے بابرکت احمد پر درود بھیجا ہے“ اس کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی یہ روایت کتنی تاریخی اہمیت کی حامل ہے کہ مہاجرین کو جب بادشاہ نجاشی نے اپنے دربار میں بلایا اور حضرت جعفر بن ابی طالب سے رسول پاک کی تعلیمات سنیں تو اس نے کہا مرحبا تم کو اور اس ہستی کو جس کے پاس سے تم آئے ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور وہی ہیں جن کا ذکر ہم انجیل میں پاتے ہیں اور وہی ہیں جن کی بشارت عیسیٰ ابن مریم نے دی تھی۔ (مسند احمد)

اب جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں نے نبی آخر کے بارے میں واضح کھل کر حتیٰ کہ نام لے کر اپنے پیروکاروں کو بتا دیا تھا کہ ان کے بعد رسول پاک ﷺ دنیا میں تشریف لے آئیں گے۔ اپنی اگلی قسط جو گستاخانہ خاکوں کے خلاف آخری قسط ہے بائبل‘ تورات اور انجیل میں آپ ﷺ کی آمد کے بارے میں آیات اور ان جلیل القدر نبیوں کی بشارتوں کو مفصل انشاء اللہ بیان کریں گے۔ ان لوگوں کو جو ان کے ماننے والے ہیں آپ کی فرمانبرداری‘ احترام اور ادب کی تلقین کی ہے۔

روز و شب میں نظر آنے والی یہ خبریں جو اکثر اخبارات میں اشتہار کی شکل میں نظر آتی ہیں کہ فلاں باپ نے اپنے بیٹے کو نافرمانبرداری کے جرم کی سزا کے طور پر اپنی جائیداد سے عاق کر دیا ہے اور یہ ”عاق“ کرنا ایسا فعل ہے کہ اسلام میں عاق کرنا جائز قدم نہیں ہے مگر ایک حقیقی باپ‘ جس کی شفقت و محبت مثالی ہوتی ہے اور باپ سے زیادہ ہمدرد و غمگسار دنیا میں اور کوئی نہیں ہوتا تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ اپنی محبتوں کو بھی قربان کر دیتا ہے مگر نافرمان برادری برداشت نہیں کر سکتا‘ ایسا صرف پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر ملک میں ہوتا ہے۔

تو پھر کیا وجہ ہے کہ سب کچھ جانتے بوجھتے‘ سمجھتے کے باوجود مسلمانوں کے باپ کے بارے میں دانستہ توہین آمیز رویہ اختیار کرنا‘ ان کا مذاق و استہزا کرنا‘ اور ان کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہونے والے لوگوں کو معاف کر دینے کی تلقین کی جاتی ہے جو کسی بھی طور پر ممکن نہیں۔ ایک مسلمان اپنے باپ کی توہین برداشت کر سکتا ہے اپنے والدین کی جان نچھاور کر سکتا ہے۔ اپنے مال کی قربانی دے سکتا ہے‘ اپنی اولاد کا صدقہ دے سکتا ہے مگر کسی شاتم کو یہ اجازت نہیں دے سکتا کہ وہ توہین رسالت کا مرتکب ہو۔ وہ اس لئے بھی کہ اس کی اجازت اسلام میں ہے نہ اس کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اللہ ان مسلمانوں کو بھی صراط مستقیم پہ چلائے جو بن سمجھے سوچے محض اپنے عقل سے کام لے کر اس لعین کی گستاخی کو معاف کرنے کی وکالت کرتے نظر آتے ہیں حالانکہ اسلام کے احکامات اور شعائر اسلامی کی توجیہہ یا اصلاح کسی غیر مستند شخص زیب ہی نہیں دیتی کہ وہ بغیر تعلیم اصل کئے‘ ڈگری کے بغیر یا جعلی ڈگری کی بنیاد پر اسمبلی میں پہنچ جانے والوں کی تقلید کرتے ہوئے‘ اسلامی قوانین کو بھی اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے اور اس کی اپنی مرضی کے مطابق تشریح کرنے کا فریضہ خدائی خدمت گار کے طور پر انجام دینا شروع کر دے اور ڈاکٹر بابر اعوان کی طرح درس بھی دینا شروع کر دے حتیٰ کہ سپریم کورٹ کے ججوں کو سیاق و سباق سے ہٹ کر اپنی مرضی کے آیات سنانا شروع کر دے اور اس عمر میں پہنچ جانے کے بعد اس مقام پہ پہنچانے والے کا تو احسان مند ہو لیکن مقام آدمیت پر فائز کرنے والے کو یکسر فراموش کر دے۔ دراصل یہ ہماری اجتماعی خودکشی کرنے کی ایک صورت ہے جو کہ ہم مسلمان ہونے کے باوجود کرنے پہ نہ صرف آمادہ ہیں بلکہ تلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ خدا ہمیں اعتدال پسندی کا ظرف عطا فرمائے۔



سیرت طیبہ رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم

مسعود خان نیازی

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ
ترجمہ: ہم نے آپ ﷺ کو دونوں جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے (القرآن)

بیشک اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے نبی اکرم ﷺ پر رحمت بھیجتے ہیں' اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا عالم میں ہر گروہ' ہر علاقے اور ہر زبان کے لوگوں میں انہی میں سے ان کی بھلائی و رہنمائی کیلئے انبیاء کرام کو مخصوص وقت کیلئے مبعوث فرمایا لیکن نبی اکرم ﷺ کو دونوں جہانوں کا سردار اور رہبر و رہنما اور رحمت دو عالم بنا کر بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی اور اسکی امت کو احکامات جاری فرمائے نیکی و بدی کا راستہ بیان فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی بھی امت کو یہ نہیں فرمایا کہ میں اور میرے ملائکہ یہ کام کرتے ہیں اسلئے تم بھی اسی طرح کرو لیکن اللہ رب العزت نے یہ شرف و اعزاز صرف رحمتہ اللعالمین ﷺ کی ذات پاک کو بخشا کہ اسکی امت کو یہ بتادیا اور حکم دیا کہ اے ایمان والو! میں اور میرے فرشتے نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں تم بھی ان پر درود و سلام بھیجا کرو۔

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں کے بیان کرنے کیلئے حضرت جبرائیلؑ کی زبان اور سمندروں میں پانی کے برابر سیاہی چاہئے شاید تب جاکر محبوب خدا کی فضیلت اور سیرت کا حق ادا کرنے کے شایان شان ہو پائے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا گیا کہ آپ نے نبی اکرم ﷺ کو جلوت اور خلوت میں بہت قریب سے دیکھا ہے تو آپ ﷺ کا اخلاق کیا پایا؟ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ "خلق القرآن' نبی اکرم ﷺ کا اخلاق مجھ سے پوچھتے ہو' اللہ کے قرآن کو کھول کر دیکھ لو جس کا ہر ورق رحمت دو عالم ﷺ کی سیرت کا عملی نمونہ پیش کر رہا ہے۔

ارشاد بانی ہے کہ (بے شک رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ان لوگوں کیلئے پیروی اور اتباع کا بہترین نمونہ ہے جو اللہ سے ڈرنے اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے اور بہ کثرت ذکر کرنے والے ہیں) (سورۃ الاحزاب)

اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران میں ارشاد فرمایا ہے کہ اے پیغمبر! مدعیان محبت الٰہی سے کہہ دو کہ اگر تم واقعی اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو (اگر تم نے ایسا کیا تو تم کو اللہ کی محبت کے دعوے کی ضرورت نہ ہوگی) بلکہ خود اللہ تم کو اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہوں کو بھی بخش دیگا وہ نہایت مہربان بخشنے والا ہے۔

ان آیات کریمہ میں رحمتہ اللعالمین ﷺ کے اسوۂ حسنہ' اتباع اور پیروی کیلئے جو حکم دیا گیا ہے دراصل یہی سیرت طیبہ ہے اور یہی محبوب خدا ﷺ سے محبت و عشق کی کسوٹی ہے۔ اور اسی پر عمل کرتے ہوئے پیارے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی جماعت کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ قرآن مجید فرقان حمید آپ ﷺ کی تعلیمات صرف مسلمانوں کیلئے نہیں بلکہ پوری دنیائے عالم کیلئے ضابطہ حیات و ضابطہ اخلاق ہے۔ اور ساتھ ہی اللہ کی یہ برحق آخری کتاب دنیائے عالم کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً یہ درس دیتا اور بتلاتا ہے کہ جس ہستی پر یہ کتاب نازل کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اگر اس قرآن کو پہاڑوں پر نازل کیا جاتا تو وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر روئی کی طرح فضا میں اڑ جاتے بکھر جاتے۔ وہ کتنی شان والا نبی ہے۔ اور کیسے زمانے میں تشریف آوری ہوئی۔ کیسے ملک اور ماحول میں اور کن کن مشکلات سے دوچار ہو کر بچپن سے جوانی تک کا وقت گزرا' اپنے پرائے' دوست اور دشمن کیسے تھے۔ اور آپ ﷺ کی نبوت کے اعلان سے قبل کیا جذبات رکھتے تھے اور اعلان نبوت کے بعد وہی لوگ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کی جان کے کیونکر دشمن بن گئے؟ آپ ﷺ نے اپنی مبارک زندگی کیسے اور کن مصائب میں کس صبر و تحمل وایثار و قربانی سے گزاری ہے۔ اپنے وطن عزیز کو کس کے حکم اور رضا کیلئے الوداع کہا؟ لوگوں نے کیسا برتاؤ کیا اور آپ ﷺ نے جواباً کس حسن سلوک کا مظاہرہ کیا۔ نبی کریم ﷺ کی گھریلو زندگی کیسی تھی اور معاشرتی زندگی میں گھر کی معاشرت کا کیسا حال تھا دن میں کس طرح مشغول رہتے اور رات کی تنہائیوں میں کن کاموں کیلئے ساری ساری رات تڑپتے رہتے تھے۔ آپ ﷺ کی زندگی میں کون کون سے حادثات و واقعات وقوع پذیر ہوئے۔ آپ ﷺ جب دنیا میں تشریف لائے اور پہلی نظر دنیا پر ڈالی تو کیا حالات تھے اور آپ ﷺ دنیا سے پردہ پوشی فرماتے وقت دنیا میں دنیا والوں کیلئے اپنے پیچھے کیا چھوڑ کر رخصت ہوئے۔ غرض یہ کہ آپ ﷺ نے واپسی نظر وداع ڈالی تو دنیا کہاں سے کہاں پہنچ چکی تھی قرآن مجید نے ایک وجود' مقاصد وجود اور اعلام صداقت و عظمت کیلئے جن جن باتوں کی ضرورت ہو سکتی ہے وہ سب کچھ بیان فرما دیا اور کسی طرح بھی رحمتہ اللعالمین ﷺ کا اسوہ حسنہ کسی مزید محتاجی کا محتاج نہیں ہے۔

پورے قرآن مجید کا بغور جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ قرآن مجید میں سوائے نبی اکرام ﷺ کی سیرت اور اسوۂ حسنہ کے ذکر و حالات و واقعات کے کوئی اور ذکر ہی نہیں ہے۔ اور اگر غور کیا جائے تو یہ حقیقت میں خصائص و اعجاز قرآن ہے کہ کسی پیغام کی صداقت اس وقت تک صحیح معلوم ہو سکتی جب تک پیغام لانے والے کی صداقت و امانت کی معلومات اور یقین کامل نہ ہو اور ان معلومات کیلئے اسکی زندگی کے اعمال و اطوار دنیا کے سامنے نہ ہوں۔ دنیائے عالم میں قرآن مجید کے علاوہ کوئی آسمانی صحیفہ یا کتاب تمام عالم انسانیت کیلئے ایسی نازل نہیں کی گئی ہے جس نے اپنے لانے والے نبی کی زندگی کے وقائع و سوانح ہر عہد اور ہر زمانے میں خود اپنی زبانی خود سنائے ہوں۔ ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ کا اسوہ حسنہ قرآن کریم میں اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ رشد و ہدایت بن کر موتیوں کی لڑی کی طرح پرو کر ہمارے سامنے ہے۔ اور دین اسلام ایک تعلیم اور اس تعلیم کا عملی نمونہ رحمتہ اللعالمین ﷺ کی زندگی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے ادب و احترام کا تقاضہ یہی ہے کہ آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ پر سچے دل سے عمل کیا جائے۔ سچا ادب اور احترام وہی ہے جو دل سے ہوتا ہے نہ کہ صرف زبان سے احترام کے بلند بانگ دعوے کرے اور عملی زندگی اسکے برعکس گزارے۔ عقیدہ اور ایمان بھی ایک روحانی قانون ہے نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔ لیکن ساتھ ہی اعمال ظاہری و لسانی کو بھی اہمیت حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے بار بار اظہار کیا کہ ایمان کا تعلق محض دل و اعتقاد سے ہے۔ تعظیم کی اصل جگہ دل ہے جو نام دل کو بہت محبوب و محترم ہوتا ہے وہی نام ہر وقت ورد زبان رہتا ہے

بقیہ عید میلاد النبیؐ

سکتا' نسل' نسب' زبان' رنگ' وطن' معاشی مفاد اور دوسری جتنی چیزیں سوسائٹی کی بنیاد بنتی ہیں وہ لازمی طور پر انسانوں کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر کے ایک دوسرے کے مدمقابل بنا دیتی ہیں۔ ان میں اگر موافقت ہوتی بھی ہے تو اغراض کی بنا پر ایک ناپائیدار عارضی موافقت ہوتی ہے۔ کشمکش اور جنگ اس تقسیم کی عین فطرت میں داخل ہیں اور اس کا لازمی نتیجہ بے انصافی ہے۔ اس کو دور کرنے کی کوئی صورت اس کے سوا نہیں کہ تمام انسانوں کو خدا کی بندگی پر متحد کیا جائے اور خدا کے سامنے جواب دہ ہونے کا احساس پیدا کر کے انہیں انصاف پر آمادہ کیا جائے۔

قومیت اور طبقات کے بجائے خدا کی بندگی اور خلافت کے تصور پر جس عالمگیر سماجی زندگی کی بنیاد حضرت محمد ﷺ نے رکھی اس کے ہر پہلو کو انہوں نے پائیدار اخلاقی اصولوں پر ڈھال دیا۔ ان کے پیش کئے ہوئے اخلاقیات تارک الدنیا درویشوں کیلئے نہیں تھے بلکہ دنیا کا کام چلانے والے لوگوں کیلئے تھے۔ کسان' زمیندار' مزدور' کارخانہ دار' تاجر' خریدار' پولیس مین' مجسٹریٹ' کلکٹر' جج' گورنر' سپاہی اور سپہ سالار وزیر اور سفیر ہر ایک کو اس کے دائرہ عمل میں انہوں نے اخلاق کے ایسے ضابطوں سے باندھ دیا جس کی بندشوں کو کھولنا اور کسنا' جس کے اصولوں کو بنانا اور بگاڑنا افراد یا رائے عام کی خواہشات پر منحصر نہیں تھا۔ انہوں نے معاشرت اور شخصی تعلقات کو' آرٹ اور ادب کو کاروبار اور لین دین کو' سیاست اور انتظام ملکی کو' بین الاقوامی تعلقات اور صلح و جنگ کو' غرض انسانی زندگی کے سارے معاملات کو' اخلاق کا پابند بنایا اور جو چیز بھی انسانی زندگی سے تعلق رکھتی ہو اس کا یہ حق تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کہ وہ اخلاق کی بندشوں سے آزاد ہو کر نشوونما پائے۔

یہ وہ بڑے بڑے اصول تھے جن پر حضرت محمد ﷺ کا اصلاحی پروگرام مبنی تھا۔ اس پروگرام کو عمل میں لانے کیلئے انہوں نے جو طریقہ اختیار کیا وہ انفرادی اصلاح سے شروع ہوتا تھا۔ ان کی نگاہ سے یہ بات پوشیدہ نہ تھی کہ اجتماعی اصلاح کے ہر نقشہ کا دارومدار بالآخر افراد ہی پر جا کر ٹھہرتا ہے۔ کوئی بہتر سے بہتر نظام بھی کمزور کریکٹر اور ناقابل اعتماد سیرت کے لوگوں کو لے کر کامیابی کے ساتھ نہیں چلایا جا سکتا۔ افراد کی سیرت کی خامیوں سے ایک نظام کے عمل درآمد میں جو رخنے اور شگاف پڑتے ہیں' انہیں کاغذ پر نہیں بھرا جا سکتا۔ کاغذ کی دنیا میں آپ مختلف ممکن خرابیوں کے سدباب کا جس قدر چاہیں خیالی انتظام کر لیں' لیکن عمل کی دنیا میں اس کاغذی نقشہ کو چلانے کا انحصار بہرحال کارکن افراد ہی پر ہوگا۔ یہ افراد اگر بجائے خود خواہشات' اغراض اور تعصبات سے شکست کھا جانے والے لوگ ہوں' اگر ان کے اندر سچا ایمان اور پختہ کریکٹر نہ ہو' تو آپ کی ساری خیالی احتیاطوں کے باوجود اس نظام میں رخنے پڑیں گے اور ایسی ایسی جگہوں سے پڑیں گے جہاں تک آپ کا تصور بھی نہ جا سکے گا۔ بخلاف اس کے کاغذ پر ایک نظام کو دیکھ کر آپ اس میں بہت سے رخنوں کا امکان ثابت کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کو چلانے کیلئے اگر بھروسے کے قابل افراد موجود ہوں تو ان کا صحیح عمل ان سارے رخنوں کو بھر دے گا جس کے رونما ہونے کا امکان عالم خیال میں آپ کو نظر آتا ہو۔

اسی بنا پر حضرت محمد ﷺ نے پہلے اپنی ساری قوت ایسے افراد کو تیار کرنے پر صرف کی جو ان کے پروگرام کے مطابق بہترین طریقہ پر دنیا کی اصلاح کر سکتے ہوں۔ انہوں نے ایسے لوگ تیار کیے جو ہر حال میں خدا سے ڈر کر بدی سے پرہیز کرنے والے ہوں۔ جو اپنی زندگی کے ہر معاملہ میں خدا کے سامنے اپنی ذمہ داری کو پیش نظر رکھنے والے ہوں۔ جو ہر اس کام سے رک جانے والے ہوں جس کے متعلق انہیں خدا کی ناراضی کا اندیشہ ہو اور ہر اس کام میں دل و جان سے کوشش کرنے والے ہوں جس کے متعلق انہیں معلوم ہو جائے کہ خدا اس سے خوش ہوگا۔ جنہیں خدا کی خوشنودی پر اپنی کسی چیز کو قربان کرنے میں تامل نہ ہو۔ جن کے دل میں خدا کے سوا کسی کا خوف' کسی کی مہربانی کا لالچ' اور کسی کے انعام کی تمنا نہ ہو۔ جن کے لیے پبلک اور پرائیویٹ زندگی میں کوئی فرق نہ ہو۔ جو راز کے پردوں میں بھی اتنے ہی نیک' شریف اور پرہیزگار ہوں' جتنے پبلک میں منظر عام پر آئیں۔ جن پر بھروسا کیا جا سکے کہ بندگان خدا کی جان' مال' آبرو اگر ان کے اختیار میں دے دی جائے تو خیانت کار ثابت نہ ہوں گے۔ اپنی ذات یا اپنی قوم اور حکومت کی طرف سے کوئی عہد کریں تو بے وفا نہ نکلیں۔ انصاف کی کرسی پر بٹھائے جائیں تو ظالم نہ پائے جائیں۔ لین دین کے بازار میں بیٹھیں تو بدمعاملگی نہ کریں گے۔ حق مانگنے میں چاہے سست ہوں مگر حق ادا کرنے میں سست نہ ہوں گے۔ اور اپنی ذہانت' ہوشیاری' تدبر اور قوت و قابلیت کو راستی اور انصاف کیلئے اور انسانیت کی فلاح کیلئے استعمال کریں گے نہ کہ شخصی یا قومی اغراض کی خاطر دوسروں کو بے وقوف بنانے اور دوسروں کے حق تلف کرنے کیلئے۔

کامل پندرہ سال تک حضرت محمد ﷺ ایسے افراد کی تیاری میں لگے رہے۔ اس مدت میں آپ نے حق پرستوں کی ایک مٹھی بھر جماعت تیار کر لی۔ جو صرف عرب کیلئے نہیں بلکہ تمام دنیا کی اصلاح کیلئے سچا عزم رکھتی تھی اور جس میں عرب کے علاوہ دوسری قوموں کے افراد بھی شامل تھے۔

اس جماعت کو منظم کرنے کے بعد آپ نے وسیع پیمانہ پر سماج کی اصلاح کیلئے عملی جدوجہد شروع کی اور صرف آٹھ برس میں بارہ لاکھ مربع میل پر پھیلی ہوئی سرزمین عرب کے اندر مکمل اخلاقی' معاشی' تمدنی اور سیاسی انقلاب برپا کر کے رکھ دیا۔

پھر وہی جماعت جسے آپ نے منظم کیا تھا عرب کی اصلاح سے فارغ ہو کر آگے بڑھی اور اس نے اس زمانہ کی مہذب دنیا کے بیشتر حصے کو اس انقلاب کی برکتوں سے مالا مال کر دیا جو عرب میں رونما ہوا تھا۔

آج ہم نئے نظام (نیو آرڈر) کی آوازیں ہر طرف سن رہے ہیں۔ لیکن یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ جن بنیادی خرابیوں نے پرانے نظام کو آخرکار فتنہ بنا کر چھوڑا وہی اگر صورت بدل کر کسی نئے نظام میں بھی موجود ہو تو وہ نیا نظام ہوا کب۔ وہ تو وہی پرانا نظام ہوگا جس کے کاٹنے اور ڈسنے سے جاں بلب ہو جانے کے بعد ہم نئے نظام کا تریاق مانگ رہے ہیں۔ انسانی اقتدار اعلیٰ' خدا سے بے نیازی' بے خوفی' قومی و نسلی امتیازات' ملکوں اور قوموں اور طبقوں کی سیاسی و معاشرتی خود غرضیاں' اور ناخدا ترس افراد کا دنیا میں برسراقتدار ہونا' یہ ہیں وہ اصلی خرابیاں جو اس وقت تک نوع انسانی کو تباہ کرتی رہی ہیں اور آئندہ بھی اگر ہماری زندگی کا نظام انہی خرابیوں کا شکار رہا تو یہ ہمیں تباہ کرتی رہیں گی۔ اصلاح اگر ہو سکتی ہے تو انہی اصولوں پر ہو سکتی ہے جن کی طرف انسانیت کے ایک سچے بہی خواہ نے اب سے صدیوں پہلے ہماری محض رہنمائی ہی نہ کی تھی بلکہ عملاً اصلاح کر کے دکھا دی تھی۔

(عید میلاد النبیؐ پر یہ نشری تقریر 20 مارچ 1942ء کو کی گئی)

بقیہ رحمت عالمؐ

اس کے بعد حضرت خدیجہؓ حضور ﷺ کو لے کر ایک رشتہ دار ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں۔ یہ ایک بوڑھے شخص تھے جو توریت اور انجیل کے عالم تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے انہیں سارا واقعہ سنایا۔ ورقہ یہ سن کر حضور ﷺ سے مخاطب ہو کر بولے:

"یہ وہی چھپے بھیدوں کو جاننے والا فرشتہ ہے جو اللہ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا۔ اے کاش میں اس وقت تک زندہ ہوتا۔ جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکال دے گی"

حضور ﷺ نے حیران ہو کر پوچھا

"کیا میری قوم مجھے نکال دے گی؟"

ورقہ نے کہا:

"ہاں' تم جو کچھ لے کر آئے ہو' اس کو لے کر جو نبی بھی آیا۔ اس سے لوگوں نے یہی سلوک کیا ہے۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو جان و دل سے آپ ﷺ کی مدد کروں گا۔"

اس واقعے کے تھوڑے ہی دن بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا۔

اس کے بعد جبرائیلؑ کی آمد رکی رہی اور آپ ﷺ بدستور غار حرا میں جاتے رہے تقریباً چھ ماہ بعد پھر حضور ﷺ کے سکون اور اطمینان کیلئے کبھی کبھی جبرئیلؑ تشریف لانے لگے' وہ آپ ﷺ کو اطمینان دلاتے کہ یقیناً آپ ﷺ کا انتخاب رسول کی حیثیت سے ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ انتظار فرمائیں۔ پھر کچھ دنوں بعد حضرت جبرئیلؑ باقاعدگی سے آنے لگے۔

جب حضور ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو اس وقت آپ ﷺ کی عمر چالیس برس تھی۔ آپ ﷺ کے اعلان پر حضرت خدیجہؓ' حضرت ابوبکرؓ' حضرت علیؓ اور حضرت زیدؓ فوراً ہی ایمان لے آئے ان کے بعد چند اور اصحاب' حضرت عثمانؓ' حضرت زبیرؓ' حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف' حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور حضرت طلحہؓ اسلام لے آئے اور چپکے چپکے اس سچے دین کا چرچا لوگوں میں ہونے لگا اور مسلمانوں کی تعداد بڑھنے لگی۔

تین سال تک تو حضور ﷺ چپکے چپکے پوشیدہ طور پر اسلام کی دعوت دیتے رہے لیکن پھر آپ ﷺ کو خدا کی طرف سے حکم ہوا:

"اے محمد ﷺ جو کچھ تم کو حکم دیا گیا ہے کھلم کھلا کہہ دو"

پھر حکم آیا

"اپنے قریبی خاندان والوں کو ڈراؤ"

اس حکم کے ملتے ہی حضور ﷺ صفا کے پہاڑ پر چڑھ گئے اور پکارا

"اے قریش' اے قریش"

جب لوگ جمع ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

"اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے ایک لشکر آ رہا ہے تو کیا تم مان لو گے؟"

سب نے کہا:

"ہاں' ہم مانیں گے' کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ تم ہمیشہ سچ بولتے ہو"

تب حضور ﷺ نے ان کو اللہ کا پیغام پہنچایا کہ بت پرستی چھوڑ دو' ایک خدا کو مانو اور نیکی کی طرف آؤ...... پھر فرمایا:

"اے قریش اگر تم ایمان نہ لائے تو تم پر سخت عذاب نازل ہوگا"

یہ سن کر لوگ بگڑ گئے اور خفا ہو کر گھروں کو چلے گئے۔

کچھ دنوں کے بعد حضور ﷺ نے اپنے گھر پر تمام خاندان والوں کی دعوت کی جب سب کھانا کھا چکے تو حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا:

"میں وہ چیز لے کر آیا ہوں جو دین و دنیا کیلئے کافی ہے۔ بتاؤ اس مشکل کام میں کون میرا ساتھ دے گا؟" تمام لوگ چپ تھے۔ حضرت علیؓ جن کی عمر اس وقت (نو یا بارہ) برس کی تھی اٹھے اور کہا:

"اگرچہ میری آنکھیں دکھتی ہیں اور میری ٹانگیں پتلی ہیں اور میں سب سے چھوٹا ہوں۔ مگر اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ کا ساتھ دوں گا"

یہ سن کر سب حاضرین ہنس پڑے اور اٹھ کر اپنے گھروں کو چل دیئے۔

اللہ کے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے قبل دنیا میں جتنے بھی انبیاء تشریف لائے' ان کا پیغام صرف اپنی قوم اور صرف اس خطے تک محدود رہا' جس کیلئے وہ مبعوث ہوئے' لیکن خاتم النبین رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو پیغام و تعلیمات لے کر آئے وہ کسی ایک خاندان' طبقہ' نسل اور خطہ ارضی کیلئے نہ تھا بلکہ حضور ﷺ ساری دنیا کے لئے اور قیامت تک کیلئے تمام بنی نوع انسانوں کی ہدایت و فلاح کیلئے تشریف لائے۔ آپ نے تمام انسانوں کو اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام دیا کہ "اے لوگو! بندگی اختیار کرو' اپنے اس رب کی جس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔" (البقرہ:۲۱)

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی پر اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی تکمیل فرما دی اب قیامت تک آپ ﷺ ہی کی تعلیم اس کائنات کے لئے ہدایت و فلاح کا باعث بنے گی، ارشاد ربانی ہے "آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا' اور اپنی نعمت (اسلام) تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین (کامل) کی حیثیت سے قبول کر لیا" (المائدہ:۳)

اعلان نبوت کے بعد حضور ﷺ تقریباً دس سال مکہ میں رہے' اور انتہائی شدید مصائب و تکالیف برداشت کرنے کے باوجود اسلام قبول کرنے والوں (مسلمانوں) کی تعلیم و تربیت کا کام انجام دیا۔ اس مختصر عرصہ میں حضور ﷺ نے قرآنی تعلیمات اور اپنے اسوۂ حسنہ کی بدولت وہ بہترین جماعت تیار کر لی' جس نے آئندہ 23 برسوں میں آپ ﷺ کی قیادت میں وہ عظیم الشان انقلاب برپا کیا۔ جس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔

سنہ 1ھ میں حضور ﷺ مدینہ میں تشریف لائے۔ تو وہاں سب سے پہلے مسجد تعمیر کرائی۔ اس مرکز اسلام میں ایک تعلیم گاہ (صفہ) قائم کی۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے بقول یہ اسلام کی اولین اقامتی Residential یونیورسٹی تھی' جس کے معلم خود اللہ کے رسول ﷺ تھے۔ اس درسگاہ کا مقصد علوم قرآنی سے واقفیت کے بعد دوسرے انسانوں کو اس سے روشناس کراتا تھا۔ اس نبوی درسگاہ کی بدولت ہر صحابیؓ قرآنی تعلیمات سے آشنا اور اسلامی مزاج سے واقف تھا۔ یہیں سنہ 7ھ میں خالق کائنات کا یہ حکم نازل ہوا۔ "(اے میرے نبی ﷺ) اعلان فرما دیجئے کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں' جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے۔" (الاعراف:۱۵۸)

یہ حکم نازل ہوتے ہی رسول اللہ ﷺ نے تمام صحابہؓ کو جمع کیا۔ اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کیلئے رحمت اور پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ دیکھو' عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرح (آپس میں) اختلاف نہ کرنا۔ اٹھو' اور میری طرف سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاؤ۔ (پیغمبر اعظم و آخر: صفحہ 591)

اس کے بعد حضور ﷺ نے ایک ہی دن میں دنیا کے چھ بڑے حکمرانوں کے نام دعوت اسلام کے خطوط لکھ کر اپنے' سفیروں کے ذریعے بھجوائے۔ ان حکمرانوں کے نام یہ ہیں:

(1) ہرقل' قیصر روم' (2) نجاشی' بادشاہ حبشہ (3) خسرو پرویز' شہنشاہ ایران (4) عزیز مصر (5) رؤسائے یمامہ (6) حارث غسانی' رئیس حدود شام۔

قیصر روم کے نام جو گرامی نامہ آپ ﷺ نے لکھوایا' اس کا متن یہ ہے:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد ﷺ کی طرف سے جو اللہ کا بندہ اور رسول ہے۔ ہرقل قیصر روم کے نام۔ سلامتی ہے' اس پر جو ہدایت کی پیروی کرتا ہے۔ اما بعد۔ میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ مسلمان ہو جاؤ۔ سلامت رہو گے' اور اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا۔ اگر تم نے روگردانی کی' تو تمہاری رعایا کا گناہ بھی تم پر ہوگا۔ اے اہل کتاب اس بات پر آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں طور پر مسلم ہے۔ یعنی اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں' کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور ہم میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائے۔ پھر اگر تم اس سے روگردانی کرو' تو گواہ رہنا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار بندے (یعنی مسلمان) ہیں"۔ تقریباً اسی طرح کے خطوط حضور ﷺ نے دوسرے شاہان عالم کو لکھوائے۔ جواب میں قیصر روم نے حضور ﷺ کو لکھا کہ میں آپ کے رسول ہونے کا اقرار کرتا ہوں' لیکن جب میں نے اپنی رعیت کو آپ ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دی' تو انہوں نے اسے نہیں مانا۔

ایران کے بادشاہ کسریٰ پرویز کو یہ نامہ گرامی ملا' تو وہ غصہ سے آگ بگولا ہو گیا۔ نامہ گرامی چاک کر کے پرزے پرزے کر دیا۔ (لیکن پھر یہ ہوا کہ بہت جلد اس کی سلطنت کے پرخچے اڑ گئے)

حبش کے بادشاہ نجاشی نے اس نامہ گرامی کو پڑھ کر اسلام قبول کر لیا' اور جواب میں رسول اللہ ﷺ کو تحائف بھجوائے۔ والیٔ مصر نے گرامی نامہ بڑی تعظیم کے ساتھ قبول کیا' جواباً تحائف بھجوائے' اسلام قبول نہ کیا' لیکن اس دعوت اسلام پر غور کرنے کا وعدہ کیا۔

حاکم یمامہ' ہوذہ نے بھی حضور ﷺ کے سفیر کی تعظیم کی' اور نامہ گرامی کو بڑی توجہ سے سنا۔ لیکن جواب میں لکھوایا کہ عرب چونکہ میرے رتبے کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ اس لئے اپنے بعض اختیارات مجھ کو بھی تفویض کیجئے ہم اتباع کریں گے۔ "گستاخی پر مبنی یہ خط حضور ﷺ کو ملا' تو آپ نے فرمایا: اگر وہ مجھ سے ایک بالشت زمین بھی طلب کرے گا' تو نہیں دوں گا' عنقریب جو اس کے قبضے میں ہے وہ بھی جانے والا ہے۔" (اور جلد ہی رسول صادق ﷺ کی یہ بات سچ ثابت ہوئی)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت اسلامی کو دنیا میں عام کرنے کا حکم ملنے پر اب حضور ﷺ کا ہر خطاب اور ہر پیغام پورے عالم انسانیت کیلئے تھا۔ وفات سے قبل حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا' اس کے مخاطب قیامت تک آنے والے تمام انسان ہیں' فرمایا:

"اے لوگو! میری بات غور سے سنو' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے تم سب کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو جماعتوں میں بانٹ دیا کہ تم الگ الگ پہچانے جا سکو۔ اب نہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل ہے' نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر۔ نہ کالا گورے سے افضل ہے' نہ گورا کالے سے۔ ہاں بزرگی اور فضیلت کا کوئی معیار ہے تو وہ صرف تقویٰ ہے۔

"سارے انسان آدمؑ کی اولاد ہیں' اور آدم مٹی سے بنائے گئے تھے۔ اب فضیلت و برتری کے سارے دعوے' خون اور مال کے سارے مطالبے' اور سارے انتقام میرے پاؤں تلے روندے جا چکے ہیں...... عنقریب تم سب اللہ کے حضور حاضر ہو گے' اور وہ تم (سب سے) تمہارے اعمال کی بازپرس میں فرمائے گا۔ لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے' اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اپنے غلاموں کا خیال رکھو۔ انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو۔ ایسا ہی پہناؤ' جیسا تم خود پہنتے ہو۔

پھر آپ ﷺ نے عورتوں کے حقوق ادا کرنے کی تلقین فرمائی۔ پانچ وقت کی نماز ادا کرنے' مہینے بھر کے روزے رکھنے' زکوٰۃ ادا کرنے اور فریضہ حج کی تاکید فرمائی۔

پھر فرمایا: میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں۔ کہ تم کبھی گمراہ نہ ہو سکو گے۔ وہ خدا کی کتاب ہے۔ اور ہاں دیکھو دین کے بارے میں غلو سے بچنا۔

بقیہ میراڈونا

عالمی مقابلوں میں حصہ لینے پر پابندی لگا دی گئی تھی اور پھر اسکی عدم شمولیت کے بعد ارجنٹائن کی فٹ بال ٹیم بھی ٹورنامنٹ ہار گئی تھی۔

اس نے بعدازاں حالات کو سمجھتے ہوئے حالات سے سمجھوتہ نہیں کیا بلکہ مختلف میچوں میں ریفریوں سے بھی الجھنے لگا۔

ارجنٹینا کے ذرائع ابلاغ کی ابتدائی رپورٹوں کے مطابق میراڈونا کی بیماری کی ممکنہ وجہ منشیات کے زیادہ استعمال کو بتایا گیا لیکن میراڈونا کے خاندان کی رضامندی سے ہسپتال کی طرف سے جاری کیے گئے بیان میں کہا گیا ہے کہ میراڈونا کی حالت بہت خراب تھی لیکن سانس لینے والی مشین کی مدد کے باعث وہ آسانی سے سانس لے پا رہے تھے۔

فٹ بال سے دلچسپی رکھنے والے اور میراڈونا کے مداح آج اس کی جلد صحت یابی کے لئے دعاگو ہیں اور اس کے لئے بڑے بڑے بینر لے کر سڑکوں پر نکل رہے ہیں۔

بقیہ بیوٹی ٹپس

پرفیومز اور خوشبوئیں استعمال کرنے کیلئے انہیں تین مختلف حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ مرد' خواتین' بچے' Kids اور ان کی شخصیت کی مناسبت کے لحاظ سے ان کیلئے پرفیومز بنائے جاتے ہیں۔ لیکن ان تمام انسانوں کیلئے پرفیومز میں جو بنیادی ایسنس استعمال کئے جاتے ہیں وہ یہ ہیں۔ مسک' عنبر' جاسمین' روز' سنڈل ووڈ وغیرہ یہ ایسنس ہر قسم کی پرفیوم میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ اس میں جو عناصر بلینڈ کئے جاتے ہیں وہ فلورل' ووڈی' فریش' عنبر' فروٹی وغیرہ شامل ہیں۔ ان ایسنس کے کیمیائی ملاپ سے پرفیومز تیار کئے جاتے ہیں۔ خوشبو خواہ کوئی بھی ہو لیکن ایک بات ضرور ہے کہ یہ آپ کی شخصیت کو جاذب نظر اور ان دیکھے طور پر پرکشش ضرور بناتی ہے۔ اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ موقع محل کی مناسبت سے کس قسم کی خوشبو کا انتخاب کرتی ہیں کہ آپ کی شخصیت کی دلکشی دوبالا ہو جائے۔ اس کے علاوہ نوجوان نسل میں پرفیوم کا تحفہ دینے کا رجحان زور پکڑ رہا ہے کیونکہ یہ خوشبوئیں آپ کے جذبات کی بہترین عکاس ثابت ہوتی ہیں۔ لیکن تحفے کیلئے پرفیوم کے انتخاب میں آپ کو اس انسان کی شخصیت کو ضرور مدنظر رکھنا چاہئے جسے تحفہ دیا جا رہا ہے پھر دیکھیں آپ کا دیا ہوا پرفیوم کس طرح دوسرے انسانوں کے دل میں آپ کی قدر و قیمت بڑھاتا ہے۔

چہرے کے مسام

کی خواہش سے پرہیز کریں۔ اگر آپ نے ایسا کیا تو یہ انفیکشن مزید آپ کی جلد کی گہرائی میں اتر جائے گا اور اسے درست ہونے میں دوگنا وقت لگ جائے گا۔

4۔ گرم تیل سے مساج

گرم تیل کے مساج سے تناؤ کی کیفیت ختم ہو جاتی ہے اور دوران خون کا عمل بھی تیز تر ہو جاتا ہے جس سے رنگ چمکدار اور ملائم ہو جاتا ہے۔ مساج کے لیے ریڈی بلینڈ اور دماتھراپی آئل کے چند قطرے یا گریپ سیڈ یا سن فلاور تیل کی تھوڑی سی مقدار لے لیجئے۔ تیل کو اپنے ہاتھ میں لے کر ملئے تاکہ تیل میں حدت پیدا ہو جائے۔ پھر گردن کے نچلے حصے سے مساج کا آغاز کیجئے اور ہلکے ہلکے تھپتھپاتے ہوئے اوپر چلے جائیں۔ پھر ناک کے اوپری حصے سے مساج کا آغاز کیجئے۔ صرف اپنی انگلیوں کے پوروں کو استعمال کرتے ہوئے دائرے کی شکل میں ابرو اور آنکھوں کے گرد تھپتھپایئے یہ عمل کئی بار دہرائیں۔ پھر اپنی انگلیوں سے اپنی آنکھوں کو آہستگی سے دباتے ہوئے پانچ تک گنتی گنئے۔ اضافی تیل کو ٹونز کی مدد سے صاف کر لیں۔

5۔ اپنے رخساروں کو پھولوں کی سی تازگی عطا کیجئے:

چہرے پر ماسک لگانے سے آپ کی جلد کے حسن کا یہ عمل اپنی تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ ماسک اور وافر مقدار میں اپنے چہرے' گردن سے نیچے اور سینے کے اوپری حصے پر لگایئے۔ پھر ٹھنڈے ٹی بیگز کو اپنی آنکھوں پر رکھ لیجئے اور ماسک کو اپنا کام دکھانے کی مہلت دیجئے۔ سکون سے لیٹ کر تھوڑا سا ریلیکس کریں۔ جب طے شدہ وقت پورا ہو جائے تو ماسک کو دھو لیجئے اور ٹونز' موئسچرائزر استعمال کیجئے۔ پانچ منٹ کے بعد اضافی موئسچرائزر کو بلوٹنگ سے صاف کر لیجئے۔ آپ دیکھیں گی کہ آپ کی جلد کی تازگی اور شگفتگی پھولوں کی مانند ہوگی اور آپ کا چہرہ کھل جائے گا۔

26 جون 2016ء
نوائے وقت
سنڈے میگزین

اللہ

رمضان المبارک
کا آخری عشرہ

ان میں ایک رات ایسی ہے
جو کہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے
اور جس میں قرآن مجید نازل ہوا





آب زم زم ایک متبرک پانی

جو شفا بخش ہونے کے ساتھ غذائی اہمیت کا حامل بھی ہے

عثمان احمد

تاریخ عالم کے بنور مطالعہ سے یہ اظہر من الشمس ہے کہ دنیا کے مختلف انواع مذاہب کے پیروکاروں میں پانی کے ساتھ ایک خاص روحانی عقیدت کا عنصر موجود ہے اور اس کا اظہار ان کی عبادات و اعتقادات سے واضح ہو جاتا ہے۔ بھارت میں ہندوؤں کے نزدیک دریائے گنگا کا پانی بہت متبرک اہمیت کا حامل ہے اور پوتر پانی سے موسوم ہے۔ اسی طرح مسیحی حضرات دریائے اردن کے پانی سے بھی روحانی وابستگی رکھتے ہیں۔ دوسرے مذاہب کی طرح اہلیان اسلام کا بھی آب زم زم کے ساتھ ایک تاریخی اور روحانی تعلق موجود ہے اور مذہبی لحاظ سے یہ پانی ان کے لئے مخصوص ہے طبی نقطہ نظر سے اس متبرک پانی کو دوسرے پانیوں پر امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ اس کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ اگر اسے یقین اور صدق قلب کے ساتھ نوش کیا جائے تو یہ تمام جسمانی امراض کو رفع کر کے انسان کو توانا اور صحت مند بنا دیتا ہے۔

چاہ زمزم کے ظہور کا مختلف احادیث اور دیگر تاریخی کتب میں یہ احوال مذکور ہے جب حضرت ابراہیمؑ اپنے پسر جلیل جناب اسماعیلؑ اور زوجہ حضرت ہاجرہؓ کی ہمراہی میں اس بے آب و گیاہ وادی مکہ میں وارد ہوئے تو یہاں سوائے صحرا اور ویرانے کے اور کچھ بھی نہ تھا۔ حضرت اسماعیل اس وقت شیر خوار بچے ہی تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہؓ کے پاس ایک ہی برتن تھا جس میں پانی تھا آپ اسی میں سے خود بھی پیتیں اور ننھے اسماعیل کو بھی پلاتیں۔ حضرت ابراہیم ننھے شیر خوار جناب اسماعیلؑ اور اپنی زوجہ حضرت ہاجرہؓ کو اس دشت میں چھوڑ کر خود اپنی سواری پر سوار ہو کر وہاں سے رخصت ہونے لگے تو حضرت ہاجرہ نے ان سے استفسار کیا مجھے اور میرے ننھے فرزند کو کس کے سپرد کر کے روانہ ہو رہے ہیں؟ آپ کا جواب تھا اللہ عزوجل کی حفاظت میں تم کو چھوڑ کر رخت سفر باندھ رہا ہوں آپ کے اس جواب پر پیکر صبر و رضا حضرت ہاجرہؓ نے کہا میں رب کریم کے سپرد کئے جانے پر راضی ہوں اور جناب ابراہیمؑ رخصت ہو گئے۔ اب حضرت ہاجرہؓ حضرت اسماعیلؑ کو اپنی آغوش میں اٹھائے واپس آ گئی اور زمین پر بیٹھ کر اپنے بچے کو اپنے پہلو میں لٹا دیا۔ برتن سے خود بھی پانی پیتیں اور بچے کو دودھ پلاتی رہی، اسی اثنا میں اچانک پانی ختم ہو گیا اور آپ کا دودھ بھی خشک ہو گیا۔ جناب اسماعیلؑ شدید بھوک کی حالت میں رونے لگ گئے۔ حضرت ہاجرہؓ اپنے فرزند کی حالت غیر سے گھبرا کر شدید اضطرابی کیفیت میں پانی کی تلاش میں مکہ کی پہاڑیوں صفا اور مروہ میں چکر لگاتی رہیں روایت کے مطابق آپ نے اسی طرح سات چکر مکمل کئے۔ اسی اثناء میں ننھے اسماعیل کی ایڑھیوں کی رگڑ سے عطائے ربی سے زمین سے ایک پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا۔ جب حضرت ہاجرہؓ واپس لخت جگر کی حالت زار کو دیکھنے آئیں تو پانی کے چشمہ کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئیں۔ رب جلیل نے اپنے معصوم نبی کے پاؤں کی ٹھوکر سے ایک ایسا پانی کا چشمہ جاری کر دیا جس کے فوائد و برکات سے صدیوں سے ایک عالم مستفید ہو رہا ہے۔ یہ پانی دنیا کے لحاظ سے اپنی تاثیر ذائقہ اور شفاء خاصیت کے لحاظ سے اکسیر اور بے مثال ہے۔

تاریخی روایات کے مطابق جناب اسماعیلؑ کے دور میں یمن سے قبیلہ جرہم مکہ میں آ کر آباد ہوا۔ اس قبیلہ کے افراد نے چاہ زمزم کے نزدیک ہی سکونت اختیار کی۔ انہوں نے اپنی ایک خاتون کو حضرت اسماعیلؑ کی زوجیت میں بھی دے دیا۔ قبیلہ جرہم کے افراد کے مشیت الٰہی کے موافق چاہ زمزم کے تمام نشانات بھی ناپید ہو کر رہ گئے ایسا کیوں ہوا بعض مورخین کے مطابق جب قبیلہ جرہم کے لوگوں نے بیت اللہ کو پامال کر کے بیت اللہ کی طرف آنے والے تمام مال و اسباب کو ہڑپ کر کے دوسرے فاسد امور کا ارتکاب کرتے رہے تو چاہ زمزم خشک ہو کر ناپید ہو گیا حتیٰ کہ اس کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ صدیوں تک چاہ زمزم معدوم ہی رہا اور اس کی جائے وقوع سے عرب کے لوگ لاعلم رہے بالآخر نبی کریمؐ کے دادا جناب عبدالمطلب کو بذریعہ خواب چاہ زمزم کی علامات کی نشاندہی کروائی گئی چنانچہ آپ نے خواب میں دیکھی علامات کی مدد سے زمزم کے کنویں کے اصل مقام کو دوبارہ دنیا کے سامنے ظاہر کیا۔ انہوں نے اسے از سر نو کھدوا کر صاف کروایا اور اس کنویں کے اردگرد پتھروں سے بلند منڈیر بھی تعمیر کروائی۔ تب سے مشیت ربی کے مطابق صدیوں کا سفر اور مختلف تعمیراتی مراحل کی منازل طے کرتا ہوا ماء زمزم بطریق احسن پوری آب و تاب کے ساتھ جاری ہے اور فرزندان توحید کے جسمانی فوائد کا باعث بن رہا ہے۔

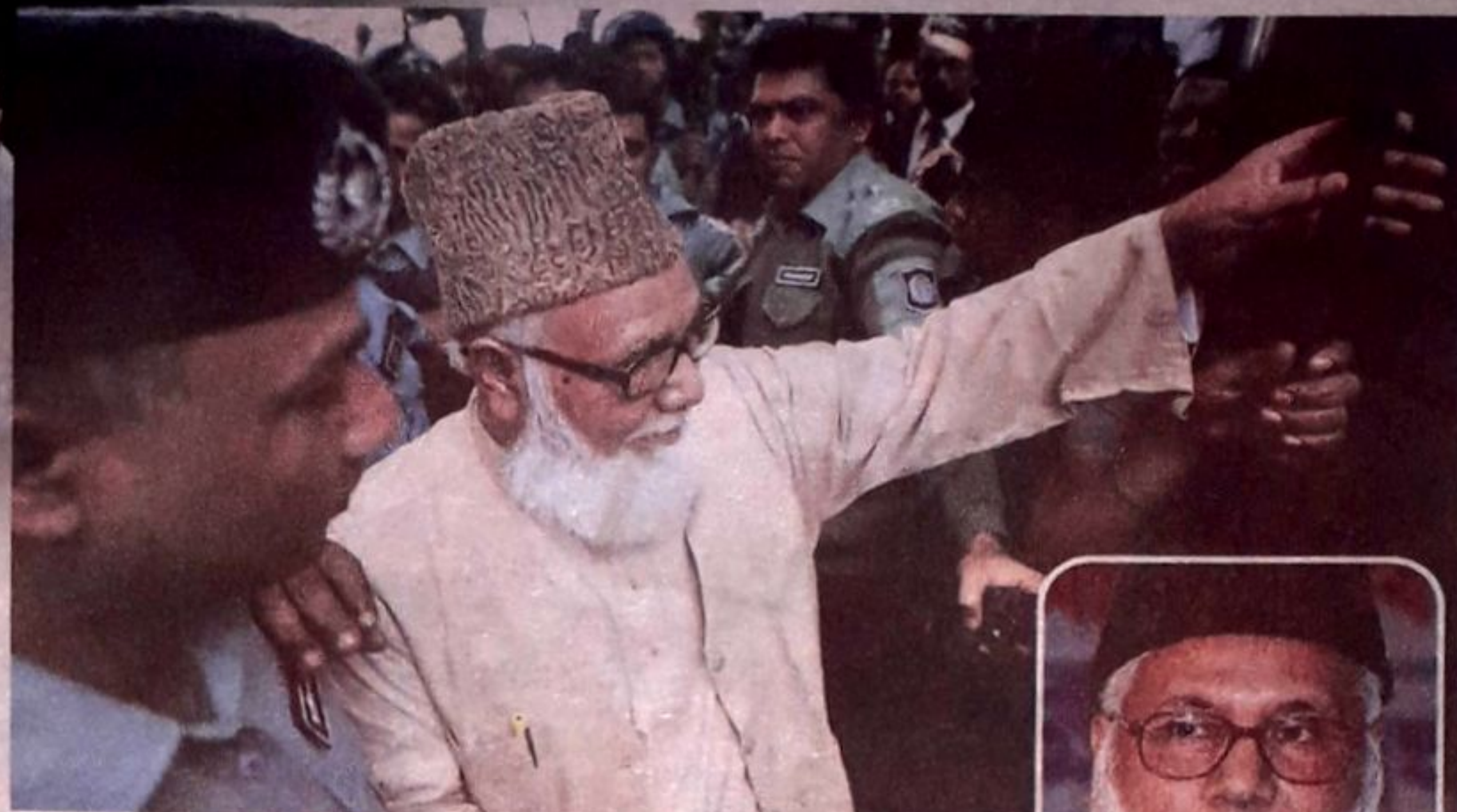
مؤرخین کی تحقیق کے مطابق جناب اسماعیلؑ کی حضرت عیسیٰؑ سے 1910 برس قبل دنیا میں تشریف آوری ہوئی تھی اور اس لحاظ سے مکہ میں حضرت ابراہیمؑ کی معیت میں حضرت اسماعیلؑ کی آمد کا وہی سال ہے تو چاہ زمزم کا ظہور بھی اسی سال میں سمجھا جائے گا ہجری تقویم کے اعتبار سے ماء زمزم کا ظہور آں حضورؐ کی ولادت باسعادت سے تقریباً 2572 برس قبل ہے لہٰذا اعداد و شمار کے لحاظ سے ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ موجودہ دور اور چاہ زمزم کے نمودار ہونے کے مابین چار ہزار برس کا طویل ترین عرصہ محیط ہے گویا چار ہزار برسوں سے دنیا اس کے طبی جسمانی اور روحانی فوائد سے فیض یاب ہو رہی ہے۔

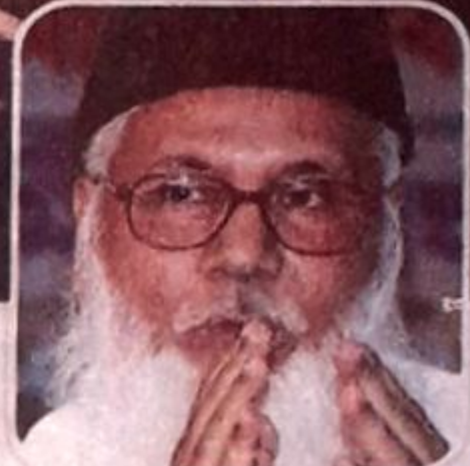
مورخین نے مختلف تاریخی کتب میں زمزم کے مختلف نام مذکور کئے ہیں جن میں سے چند نذر قارئین ہیں مرویہ، نافعہ، عافیہ، میمونہ، شفاء سقم، طعام طعم، ھزمتہ جبریل، شراب الابرار اور مبارکتہ کے اسمائے زمزم نمایاں ہیں۔

دنیا کے طبی ماہرین نے ماء زمزم کے کیمیائی مشاہدہ و تجزیہ کے بعد پوری تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ پانی ہر قسم کی کثافت و آلودگی سے مبرا ہونے کے ساتھ ساتھ پینے کے لئے بہترین مصفا پانی ہے۔ تحقیق کے دوران یہ بات بھی سامنے آئی کہ اس پانی میں انسانی جسم کے لئے ضروری اور افادیت کے حامل تمام عناصر موجود ہیں۔ ان کے مشاہدات کے مطابق اس پانی میں دیگر صحت بخش عناصر کے علاوہ فولاد میگنیشیم، جست اور وافر مقدار میں گندھک اور آکسیجن سے مرکب سلفیٹ اور سوڈیم بھی موجود ہیں۔ ان عناصر کی موجودگی کی بنا پر یہ پانی مقوی دماغ خون کی کمی اور بدہضمی میں مفید ہے۔ یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ طبی لحاظ سے یہ پانی ہر قسم کے مضر صحت جراثیم سے پاک ہے اور اس امر پر طبی محققین اپنی تصدیق کی مہر ثبت کر چکے ہیں رسالت مآبؐ کی حدیث مبارکہ کے مطابق اس کرہ ارض پر سب سے بہترین مفید اور عمدہ پانی زمزم کا ہے (ابن حبان طبرانی) اس متبرک پانی کے پینے کے کچھ آداب و شرائط ہیں جن کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ اس پانی کو پینے سے قبل نبی کریمؐ سے مذکور کردہ یہ دعا پڑھنی چاہیے اے میں تجھ سے فائدہ دینے والے علم نافع رزق کشادہ اور تمام امراض سے شفاء مانگتا ہوں۔'' اسے تین سانس لے کر دائیں ہاتھ میں برتن میں ڈال کر نوش کیا جائے۔ آں حضور کو زمزم کے پانی سے اتنی رغبت تھی کہ آپ نے عامل مکہ حضرت سہیل بن عمروؓ کے نام مراسلہ میں یہ خصوصی ہدایت فرمائی ان کا پیغام اگر شام ہو تو شام ہونے سے قبل ان کے لئے آب زمزم روانہ کر دیا جائے اس سے رسالت مآبؐ کے نزدیک ماء زمزم کی اہمیت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ ماء زمزم صدیوں سے فرزندان اسلام کی تشنگی کو بجھانے کے لئے بہہ رہا ہے اور ہر عہد کے افراد اس کے فیوض و برکات سے مستفید ہو رہے ہیں بنیادی طور پر ماء زمزم پینے کے مقصد کے لئے استعمال ہونے والا متبرک پانی ہے اور یہ امر اب طبی تحقیق کی ریسرچ کی روشنی میں پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ اس سے زیادہ مطہر شفاف پاکیزہ اور صحت بخش فوائد کا حامل پانی اس کرہ ارض پر موجود نہیں ہے۔ آب زمزم میں کینسر، بلڈ پریشر، ذیابیطس، تیزابیت، بدہضمی اور دوسرے متعدد مہلک امراض کا شافی علاج ہے۔ اگر آنکھوں میں زمزم کے چند قطرے بطور دوا ڈال دیئے جائیں تو آشوب چشم کے ساتھ ساتھ متعدد امراض چشم میں بھی فوائد بخش امور کا حامل ہے۔

یہ پانی ہر قسم کے مضر صحت جراثیم سے پاک ہے اور اس امر پر طبی محققین اپنی تصدیق کی مہر ثبت کر چکے ہیں

صدیوں سے فرزندان اسلام کی تشنگی کو بجھانے کے لئے بہہ رہا ہے اور ہر عہد کے افراد اس سے مستفید ہو رہے





شہادت سے قبل مجاہد کی دعا

پھانسی سے قبل بنگلہ دیش جماعت اسلامی کے امیر مولانا مطیع الرحمٰن کی اپنے صاحبزادے ڈاکٹر نعیم الرحمٰن خالد گفتگو

ترجمہ: اختر اقبال

10 مئی 2016ء کو سنٹرل جیل ڈھاکہ میں بنگلہ دیش جماعت اسلامی کے امیر مولانا مطیع الرحمٰن نظامی سے ان کے اہل خانہ نے آخری ملاقات کی جو رات قریباً 9 بجے ہوئی۔ اس کے کچھ ہی دیر بعد انہیں پھانسی دے دی گئی تھی۔ اس ملاقات کی تفصیلات ان کے صاحبزادے نعیم الرحمٰن نے تحریر کیں۔ یہاں ان کی انگریزی تحریر کا اردو ترجمہ دیا جا رہا ہے۔

غیر یقینی کیفیت میں جیل روانگی

10 مئی 2016ء کو نماز مغرب سے کچھ ہی قبل جیل حکام نے ہمارے والد صاحب کے ذاتی معاون کو فون پر بتایا کہ اہل خانہ جیل جا کر ان سے ملاقات کر لیں۔ جیل حکام یہ بتانے سے اجتناب کر رہے تھے کہ والد صاحب کے ساتھ یہ ہماری آخری ملاقات ہوگی۔ اس غیر یقینی کیفیت میں ہم جیل کی طرف روانہ ہوئے۔

تین کاروں میں ہم 26 افراد تھے۔ سخت حفاظتی حصار میں ہم صحافیوں اور میڈیا والوں کے بیچ میں سے گزر کر جیل میں داخل ہوئے۔ جیل حکام سے ایک چٹھی کی وصولی پر ہمیں معلوم ہوا کہ یہ اپنے والد سے ہماری آخری ملاقات ہے۔ سکیورٹی لوازم سے گزارتے ہوئے ہمیں مجرموں کے سیل میں ایک چھوٹے سے کمرے میں لے جایا گیا۔ یہ سیل "راجنی گندھا" کہلاتا ہے۔ اس کے آخر میں ہمارے والد کمرہ نمبر 8 میں تھے۔ اس میں کوئی کھڑکی نہ تھی۔ یہ 8x8 کا کمرہ تھا سامنے کی طرف آہنی جنگلہ تھا۔ کمرے کے اندر ہمارے ابو ہم سے کچھ فاصلے پر ایک سبز جائے نماز پر قبلہ رُو ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ عربی میں صاف اور پرسکون آواز میں دعائیں کر رہے تھے۔ ان کی آواز نہ زیادہ بلند تھی نہ دھیمی۔ حسب عادت وہ ہر دعا کے بعد ایک وقفہ کر رہے تھے۔ اس انداز سے دعائیں کرتے ہم انہیں اپنے بچپن سے دیکھتے آئے تھے۔ براؤن رنگ کا بلی کا ایک بچہ بھی ان کے سامنے بیٹھا تھا۔ گویا وہ بھی اللہ سے فریاد کر رہا ہو۔ ان کا تین سالہ پوتا معاذ سیڑھیوں پر چڑھ کر انہیں پکارنے لگا کہ "دادا ابو دروازہ کھولیں ہم آپ سے ملنے آئے ہیں"۔ ابو نے دعا مکمل کی اور خاموشی سے کھڑے ہو گئے اور کہا "تم آ گئے، یہ الوداعی ملاقات ہے"۔

فضا جذباتی ہو گئی

میری ہمشیرہ نے جذبات سے مغلوب ہو کر کہا اگر اللہ چاہے تو یہ آخری ملاقات نہیں ہوگی۔ اس وقت فضا بہت جذباتی ہو گئی تھی لیکن انہوں نے ہر ایک سے ہاتھ ملائے انہوں نے سفید کرتے اور لنگی پہنی ہوئی تھی، گرمی اور کوئی کھڑکی نہ ہونے کے سبب سے ان کا کرتہ پسینے سے شرابور تھا۔ پھر بھی ان کا چہرہ دیکھتے ہوئے کوئی نہ کہہ سکتا تھا کہ انہیں ایک ظالم حکومت کی طرف سے کچھ ہی دیر بعد پھانسی دی جانے والی ہے۔

صدر سے رحم کی اپیل سے انکار

جنگلے سے ایک دوسرے کو صحیح طور پر دیکھنا کافی دشوار لگ رہا تھا اسی لئے ہماری درخواست پر جیل کے افسر نے دروازہ کھول دیا۔ ہمارے والد کمرے سے باہر آ کر ہمارے درمیان ایک پلاسٹک کی کرسی پر بیٹھ گئے۔ اپنی عادت کے مطابق انہوں نے سب سے پہلے ہر ایک سے اس کے معمول کے معاملات کے بارے میں دریافت کیا، پھر کہا کہ جیل سپرنٹنڈنٹ نے عدالتی فیصلہ (جس میں نظرثانی کی درخواست مسترد کی گئی تھی) پڑھ کر سنایا اور مجھ سے پوچھا کہ آیا کہ میں صدر سے رحم اور معافی کی اپیل کرنا چاہتا ہوں؟ میں نے کہہ دیا کہ میں نے کوئی غلط کام نہیں کیا۔ معافی مانگنا تو گویا اپنی غلطی کا اعتراف کرنا ہے لہٰذا صدر سے میری معافی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ کسی انسان سے زندگی کی بھیک مانگ کر میں ایمان خراب نہیں کرنا چاہتا۔ آج ڈی آئی جی جیل نے مجھے کہا کہ میں تحریری طور پر بتاؤں کہ میں معافی کی اپیل نہیں کرنا چاہتا۔ چنانچہ میں نے لکھ دیا ہے کہ نہ ہی میں کبھی کسی سے معافی مانگوں گا اور نہ زندگی کی بھیک۔

ہم اللہ کے حضور گواہی دیں گے

اس وقت ماحول بے حد جذباتی ہو گیا تھا۔ ہمارے والد ہر ایک سے کہہ رہے تھے کہ وہ مضبوط رہے اور صبر سے کام لے۔ ہم نے ان کی آنکھوں میں کوئی آنسو نہیں دیکھے۔ اگرچہ وہ جذبات سے عاری اور سخت گیر تو کبھی نہ تھے لیکن اس وقت وہ ایک ایسی پرسکون اور مطمئن روح دکھائی دے رہے تھے جو اپنے عظیم مالک سے ملاقات کی منتظر تھی۔ پھر ہم سب کمرے سے باہر آ گئے تاکہ اماں اور ابو خلوت میں بات چیت کر سکیں۔ اماں ابو سے کہہ رہی تھیں روز حساب ہم اللہ کے حضور گواہی دیں گے کہ آپ ایک پاکباز اور ایماندار انسان ہیں، آپ نے کوئی غلط کام نہیں کیا۔ ابو نے کہا آج سے تمہیں بچوں کے لئے ماں اور باپ دونوں حیثیتیں حاصل ہو گئی ہیں، بچے مجھے تم میں پائیں گے اور تم مجھے بچوں میں دیکھو گی"۔

کچھ دیر بعد ہم پھر کمرے میں آ گئے۔ ہمارے والد نے ہم سے کہا تم سب متحد اور اکٹھے رہنا۔ ہمیشہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے راستے پر چلنا۔ اپنی ماں کا خیال رکھنا۔ تم مجھے اپنی ماں میں پاؤ گے اور تمہاری ماں مجھے تم میں پائے گی۔ تم لوگوں کو میرے بارے میں ویسا ہی بتانا جیسا تم نے مجھے دیکھا۔ میرے بارے میں مبالغے سے کام نہ لینا۔ میں اس وقت 75 برس کا ہوں میرے ساتھیوں نے اتنی طویل عمر نہیں پائی۔ تم خوش قسمت ہو کہ تم نے اتنی لمبی مدت تک مجھے پایا۔ زندگی، موت اللہ ہی دیتا ہے اگر میری موت آج رات لکھی جا چکی ہے تو وہ تو مجھے گھر میں بھی آ جاتی۔ اللہ کے بارے میں ہمیشہ اچھی سوچ رکھنا اور اس کے شکر گزار رہنا۔

بچوں کو اصحاب رسولؐ جیسا بننے کی دعا

ہم نے اپنے بچوں کے بارے ابو کو بتایا کہ ان کے تین پوتوں کے نام ان کے بعد رکھے گئے تھے، ہم نے ان سے درخواست کی کہ وہ بچوں کے لئے دعا کریں کہ وہ ان جیسے بنیں۔ انہوں نے جواب دیا میں "دعا گو ہوں کہ وہ مجھ سے بھی عظیم بنیں۔ بالکل رسولؐ کے اصحابؓ کے جیسے"۔ پھر انہوں نے ایک واقعہ سنایا...... "ایک مرتبہ ایک بڑے عالم نے اپنے بیٹے سے پوچھا کہ وہ کیا بننا چاہتا ہے۔ بیٹے نے جواب دیا کہ وہ اپنے عالم فاضل والد جیسا بننا چاہتا ہے۔ بیٹے کا جواب سن کر عالم نے چلانا شروع کر دیا۔ ان کا بیٹا گھبرا گیا۔ عالم نے سمجھایا کہ میں تو ہمیشہ حضرت علیؓ جیسا بننا چاہتا تھا لیکن دیکھو کہ میرے اور حضرت علیؓ کے درمیان کتنا وسیع فرق ہے۔ (کہاں میں، کہاں حضرت علیؓ) اگر تم مجھ ہی جیسا بننا چاہتے ہو تو سوچ لو کہ تم فی الحقیقت کہاں تک جا پاؤ گے"۔ ہمارے ابو نے مزید کہا میرا دوسرا بیٹا موسن مجھ سے بڑا اسکالر ہے۔ میں کئی معاملات میں اس کی رائے لیتا رہا ہوں"۔

بغیر جنگ لڑے شہادت: اللہ کی عنایت

ہم نے کہا ہمارے پیارے ابو جان! ہم آپ کے لئے کچھ نہ کر سکے۔ انہوں نے جواب دیا آخری فیصلہ تو اللہ ہی کا ہوتا ہے تم تو مقدور بھر کوشش ہی کر سکتے ہو۔ میرے، بہت سے ساتھی مجھ سے بھی کم عمر میں دنیا سے چلے گئے۔ اللہ مجھے بہت پہلے اٹھا سکتا تھا اگر مجھے بغیر جنگ میں حصہ لئے شہادت نصیب ہو رہی ہے تو یہ اللہ کی بہت بڑی عنایت ہے۔ پھر ابو نے کہا کہ ہم ان کا سلام و سپاس ان تک پہنچا دیں جنہوں نے تحریک اسلامی اور اس کے رہنماؤں کے لئے جدوجہد کی۔ ابو نے ہر ایک سے کہا کہ وہ دعا کرے کہ اللہ کے حضور ان کی شہادت قبول ہو جائے۔ اماں نے کہا کہ اللہ نے آپ کو اس دنیا میں عزت دی اور انشاء اللہ آخرت میں بھی دے گا۔ ابو کا جواب تھا میں ایک دور افتادہ دیہات کا رہنے والا معمولی سا آدمی ہوں لیکن اللہ کے فضل و کرم سے پوری دنیا کے معروف علماء نے مجھ سے ہمدردی کا اظہار بھی کیا اور میرے لئے دعائیں بھی کیں حتیٰ کہ وزیراعظم حسینہ واجد نے ترکی کے شہر استنبول میں ہونے والی او آئی سی کی 13 ویں چوٹی کانفرنس میں شرکت کا طے شدہ پروگرام ہی منسوخ کر دیا۔ اسے خوف تھا کہ وہاں اسے میری رہائی سے متعلق سوالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ سب اللہ کی مہربانیاں ہی تو ہیں۔ ہم نے ان سے درخواست کی کہ روز قیامت اللہ کے حضور جنت کے لئے ہماری سفارش کیجئے گا، ان کا جواب تھا کہ "اگر تم نے جنت میں جانے والے اچھے کام کئے تو انشاءاللہ ضرور جنت میں جاؤ گے"۔

مجاہد کی دعا

ہماری درخواست پر انہوں نے دعا مانگی۔ یہ دعا ایک گھنٹہ جاری رہی۔ سب سے پہلے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر جناب رسولؐ پر درود و سلام بھیجا۔ پھر بیس منٹ تک مسنون دعائیں کیں جو وہ زندگی بھر باقاعدگی سے دعائیں کرتے رہے تھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے ملتجی ہوئے:

"یا اللہ! میں تیرا عاجز و گناہ گار بندہ ہوں، میں نے تیری توفیق سے تیرے دین کی جو خدمت بھی انجام دی اسے قبول فرما۔ مجھے زندگی کے آخری لمحے تک اسلام اور ایمان کے راستے پر قائم رہنے کا موقع عنایت فرما اور مجھے شہادت کی موت نصیب فرما۔ یا اللہ مجھے اور میری نسل کو ان جیسا بنا دے، جو نماز قائم کرنے والے ہیں، روز قیامت مجھے میرے والدین اور تمام اہل ایمان کو معاف فرما دینا۔ یا اللہ! ہمیں ایمان کامل عطا فرما ہمیں موقع دے کہ ہم تجھ پر ہی انحصار کریں۔ ہماری زبانیں ہمیشہ تجھے یاد کریں۔ ہم تجھ سے مانگتے ہیں۔ ☆ ایسے دل کہ جو تیرے خوف و خشیت سے لبریز ہوں ☆ ایسا علم جو نافع ہو ☆ ایسا رزق جو حلال اور وافر ہو ☆ بہترین شعور اور راست فہم دین۔ یا اللہ ہمیں موت سے قبل توبہ کا موقع نصیب فرمانا۔ ہماری موت کو ہم پر آسان کر دینا۔ موت کے بعد ہمیں بخش دینا اور جہنم کی آگ سے محفوظ رکھنا۔ یا اللہ! ہمیں حلال چیزوں کے ذریعے حرام اشیاء سے محفوظ رکھنا۔ ہمیں اپنی اطاعت کے قابل بناتے ہوئے نافرمانی سے محفوظ رکھنا، ہمارے تیرے سوا کسی پر بھروسہ نہ ہو۔ ہمیں نور ہدایت نصیب فرمانا، تو ہمارے سارے گناہ جانتا ہے ہم تجھی سے معافی چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں، یا حنان! یا منان! یا اللہ اس ملک کو اپنے دین کے قبول فرما لے۔ اسے امن دے، قتل و غارت ابتری اور استعماریت سے محفوظ فرما"۔

ابو نے اس ملک کے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے بھی دعا کی۔ دعا کے دوران میری بیٹی نے دیکھا کہ وہاں موجود جیل گارڈز کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے تھے۔

اپنے رب سے جلد ملنے کا اشتیاق

دعا کے بعد ابو نے میرے بھائی موسن سے پوچھا کہ پھانسی کے بعد (آخری رسومات اور جنازہ کے موقع پر) اسے کون سا لباس پہننا چاہئے۔ آیا روایتی لنگی یا پاجامہ کرتا۔ موسن نے جواب دیا کہ اسے پاجامہ کرتا ہی پہننا چاہئے۔ بحیثیت معالج میں نے اپنی پیشہ ورانہ زندگی میں بہت سی اموات دیکھی ہیں۔ میں نے بستر مرگ پر لوگوں کو موت کے خوف میں مبتلا دیکھا ہے۔ ان کی آنکھوں میں موت کے سائے منڈلاتے دیکھے اور انہیں ذرا سی دیر کے لئے مزید زندہ رہنے کی شدید خواہش کرتے دیکھا ہے لیکن جب ہم الوداعی ملاقات کیلئے اپنے والد کے پاس گئے تو ہم نے گویا جنت کے ایک نڈر مہمان کو دیکھا جو اپنے رب سے جلد ملنے کے لئے تیار بیٹھا تھا۔ ان کے پاس رحم کی اپیل کے ذریعے مزید کچھ دن حاصل کرنے کا موقع بھی تھا لیکن ہم جانتے ہیں کہ موت کا وقت اللہ کی طرف سے معین ہوتا ہے۔ اس دن میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ پر مضبوط یقین سے کیسے کوئی اطمینان اور سکون کے ساتھ موت کو گلے لگاتا ہے۔

عوام سے محبت

ہمارے والد سے ملنے والا ہر شخص اس بات کی تصدیق کرے گا کہ وہ کتنے رقیق القلب انسان تھے۔ وہ ہمیشہ لوگوں کے عام معاملات پر توجہ رکھتے تھے، اگر کوئی تکلیف میں ہوتا تو وہ اس پر بہت توجہ دیتے۔ اس سے باخبر رہتے اور اس کی پریشانی کے حوالے سے بار بار پوچھتے رہتے، یہ اس بات کا اظہار تھا کہ وہ لوگوں پر کتنے مہربان اور ان سے محبت کرنے والے تھے آج کی ملاقات سے پہلے کی جیل میں ملاقاتوں کے دوران وہ متفکر رہتے کہ آیا وہ آخری لمحے تک ثابت قدم رہ پائیں گے۔ یہ بڑی حیرت کی بات تھی کہ اپنی یقینی موت کے موقع پر اتنا نرم دل انسان انتہائی اطمینان اور سکون سے باتیں کر رہا تھا۔ اس موقع پر ہمارے ابو ہر قسم کے دنیوی جذبات و احساسات سے بلند تھے۔ ملاقات کے آخر میں انہوں نے پوچھا کہ جنازے اور تدفین کے لئے ان کے گاؤں ستیا (Satia) کون کون جائے گا۔ میں نے کہا کہ میں اور بھائی موسن جائیں گے۔ انہوں نے اپنی مخصوص پرسکون آواز میں کہا کہ "احتیاط سے سفر کرنا اور میرے معاون "مشنو" کو بھی ساتھ رکھنا"۔ انہوں نے اماں کو رات کے وقت وہاں جانے سے منع کر دیا۔ موسن کو ہدایت کی کہ وہ نماز جنازہ پڑھائے اور شرٹ کی بجائے کرتہ پہنے۔

آخری نصیحت

☆ قرآن و سنت پر جمے رہنا اور رسول کی اتباع کرنا۔ ☆ ہر قسم کے حالات میں اللہ پر مکمل یقین رکھنا۔ ☆ روزانہ پنجگانہ نماز کی پابندی کرنا۔ ☆ جیل کے قیام کے دوران لکھی گئی دو کتابوں (1) رسول اللہ کی حیات طیبہ، قرآن و حدیث کی روشنی میں (2) آداب زندگی کا مطالعہ کرنا۔ ☆ جیل جانے سے قبل لکھی جانے والی کتب کا بھی مطالعہ کرنا۔

خدا حافظ

پھر وہ ہماری سب سے بڑی ہمشیرہ "محسنہ" سے مخاطب ہوئے...... "میری پیاری بیٹی! میں تمہارے بارے میں فکر مند ہوں۔ تم میرے بچوں میں سب سے بڑی ہو، میری زندگی میں تم ہی نے سب سے پہلے مجھے ابو کہا تھا۔ تمہیں صبر سے کام لینا ہوگا۔ پھر انہوں نے ہماری اماں سے کہا میں اپنے چھ قیمتی بچے تمہارے پاس چھوڑے جا رہا ہوں۔ تم مجھے ان میں پاؤ گے اب تم مجھے خدا حافظ کہو اور جاؤ کہ میں تمہیں جاتے ہوئے دیکھ سکوں۔ ہم سب نے ان سے ہاتھ ملائے اور انہیں آخری بار خدا حافظ کہا۔ بلی کا بچہ بھی ہمارے پیچھے پیچھے آ گیا۔ راستہ بھر ہمارے تصور میں اپنے والد گرامی کا نورانی چہرہ موجود رہا۔

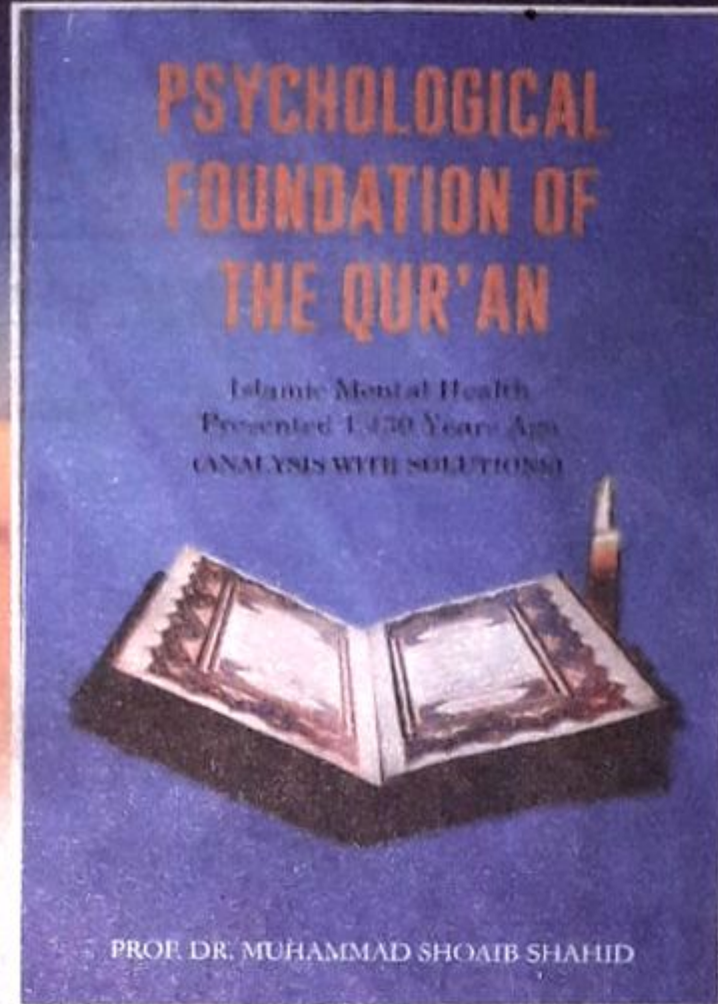
جیل سے باہر آ کر ہم اپنے گاؤں ستیا (Satia) روانہ ہو گئے تھے۔ ہم نے ابھی ابھی اپنے جیتے جاگتے والد کو خدا حافظ کہا تھا لیکن اب ہم ان کے جنازے کے انتظامات کرنے جا رہے تھے راستہ بھر میں پیارے رسولؐ کے فرمان کو یاد کرتا رہا کہ

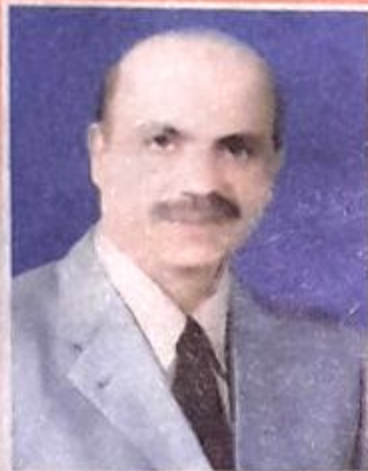
"اگر تم میں سے کسی پر کوئی مصیبت آئے تو وہ میری مصیبت کو یاد کرے کیونکہ وہ مصیبتوں میں سب سے بڑی مصیبت ہے"۔ (اذا اصاب احدکم مصیبۃ فلیذکر مصیبتی فانھا من اعظم المصائب)

جو امت اپنے پیارے رسول کی جدائی کا صدمہ اٹھا چکی ہو وہ انشاءاللہ ہر صدمے اور نقصان سے صبر و استقامت سے گزر جائے گی۔ ہمارے پیارے پروردگار ہمیں صبر عطا فرما اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمیں کافروں پر فتح عطا فرما (سورۃ البقرہ آیت 250)

میری ہمشیرہ نے جذبات سے مغلوب ہو کر کہا اگر اللہ چاہے تو یہ آخری ملاقات نہیں ہوگی اس وقت فضا بہت جذباتی ہو گئی تھی

جنگلے سے ایک دوسرے کو صحیح طور پر دیکھنا کافی دشوار لگ رہا تھا اسی لئے ہماری درخواست پر جیل کے افسر نے دروازہ کھول دیا





قرآن درس انقلاب ہے جس نے قبلوں میں بٹے ہوئے انسانوں کو متحد کیا

قرآن پاک سے عدم رجوع انسانیت انتشار کا شکار

ماہر نفسیات کے ڈاکٹر محمد شعیب شاہد کی کتاب سائیکالوجیکل فاؤنڈیشن آف قرآن سے اقتباسات

جی آر اعوان
grawan99@yahoo.com

دنیا کا ہر انسان دباؤ' تناؤ' اور انتشار کا شکار ہے۔ خوف' بے چارگی' درماندگی اور پس ماندگی نے ہر شخص کو حصار میں لے رکھا ہے۔ زندگی کے مختلف مراحل میں بے بسی اور بے کسی لوگوں کا مقدر بن چکی ہے۔ ان کیفیات نے ہر انسان کو منتشر' انتہا پسند اور پریشانیوں کے گرداب میں غرق کر رکھا ہے۔

انسان اپنی فطرت کے باعث ردعمل کے طرز عمل' خود غرضی اور آپے سے باہر ہونے جیسی عادات اختیار کرنے پر مجبور ہے۔ ایسا محض اس لئے ہوتا ہے۔ انسان کا مزاج تنظیم' ترتیب اور اپنی زندگی کے مقاصد کے ادراک سے تہی دست ہے۔ اس حوالے سے اسے ارفع اور اعلیٰ رہنمائی کی ضرورت ہے تاکہ وہ جان سکے وہ کیوں ہے اور اسے کیا کرنا ہے۔ اس درک کے نتیجے میں وہ اپنی فطرت کے کمزور پہلوؤں کو کسی حد تک قابو میں رکھ سکتا ہے۔

یہ اقتباسات امریکی نژاد معروف پاکستانی سائیکالوجسٹ' سائیکو تھراپسٹ ڈاکٹر محمد شعیب شاہد کی تین جلدوں پر مشتمل کتب سائیکالوجیکل فاؤنڈیشن آف قرآن میں سے لئے گئے ہیں۔ یہ تینوں کتابیں مصنف کی پانچ سالہ عرق ریز محنت کا ثمر ہیں۔ یہ کتابیں بنیادی طور پر منطق کی سائنسی آلات ہیں جن سے انتہا پسندی' دہشت گردی' فرقہ ورایت کی نفرت کو کم کر کے انسانوں کو امن وسکون سے ہم کنار کیا جاتا ہے۔ تاکہ مخلوق اپنے خالق کی طرف رجوع کرے' جس خالق نے اپنے آخری پیغمبرؐ کی زبان سے اپنے الفاظ میں فلاح وبھلائی کا پیغام دیا ہے۔

ان کتابوں کے مصنف ڈاکٹر محمد شعیب شاہد پاکستان کے مشہور شہر جھنگ کے باسی ہیں تاہم انہوں نے اپنی تعلیم امریکہ میں مکمل کی ہے۔ 13 کلینیکل تصانیف کے ساتھ اپنی 45 سالہ پیشہ ورانہ تجربات' تحقیق تدریس اور تربیت کے نچوڑ پر مبنی مضامین بھی لکھے۔ مصنف نے انسانی فطرت کے نفسیاتی پہلوؤں کے ہمہ جہت ثقافتی علوم پر ملکی اور غیر ملکی ورکشاپس اور سیمینارز میں بھی شرکت کی۔ بطور ماہر نفسیات انہوں نے کیمونٹی مینٹل ہیلتھ کے موضوع پر میڈیا پروگرام ہے جبکہ غیر ملکی پروفیسر کے طور پر دہشت گردی اور انتہا پسندی پر شمار لیکچر دیئے۔ ڈین آف سوشل سائنسز کے طور پر ریٹائرڈ ڈاکٹر شعیب شاہد اس وقت امریکہ میں سائیکالوجیکل فاؤنڈیشن برائے فلاح انسانی کے صدر ہیں اور مختلف ممالک میں اپنی تحقیقی اور پیشہ ورانہ خدمات انجام دیتے رہے ہیں نوائے وقت کے ساتھ ایک نشست میں انہوں نے یہ کتابیں لکھنے کی غایت اور ان کی افادیت پر روشنی ڈالی۔ مصنف اپنی کتاب کی پہلی جلد کے مندرجات کے بارے میں کہتے ہیں آج کا انسان خوف زدہ رہنے کے باعث گھبراہٹ بے مائیگی کے باعث وہ انتقامی جذبوں' فرسودہ خیالات اور پریشانیوں کا شکار ہے اور یہ سب خدا' رسولؐ اور کتاب خدا قرآن حکیم سے عدم رجوع اور علوم خدا سے عدم آگاہی کا پیش خیمہ ہے۔ انسان کو اگر یہ علم ہو جائے اس کی تخلیق کا مقصد کیا ہے۔ اس نے زندگی میں کن اعمال کو سرانجام دینا ہے اور کن سے اجتناب کرنا ہے تو اس کی زندگی سکھ چین اور امن وآشتی سے ہمکنار ہو جائے اور ایسا صرف قرآن حکیم کے ادراک سے ممکن ہے۔

ڈاکٹر شعیب شاہد اپنی کتاب کی پہلی جلد میں ہی لکھتے ہیں کہ اللہ نے انسان کو اپنے پاک پیغمبروں اور پاک کتابوں کے ذریعے علم اور ہدایت عطا کی ہے انسان تحفظ' دل کا چین' دماغ کا سکون اور زندگی کی سبھی خوشیوں کا طالب ہے۔ انسانی خواہشوں اور اللہ کے فضل کے درمیان عقل ایک ایسی چیز ہے جو خواہشوں کی تکمیل کو اللہ کے فضل کے تابع رکھ سکتی ہے۔ اگر عقل اچھائی اور برائی کے ادراک کی قوت عطا کر دے تو اللہ کے فضل پر شکر کی توفیق بھی مل جاتی ہے اور اگر کسی جگہ خواہشوں کی عدم تکمیل کا سامنا ہو تو عقل برداشت کے ساتھ صبر کا دامن تھام لینے کی تلقین کرتی ہے۔ ایسے میں انسان کیلئے زندگی کے ان مقاصد کا حصول آسان ہو جاتا ہے۔ جس کیلئے وہ پیدا کیا گیا ہے اور جنہیں حاصل کرنا اس کا خواب ہے۔

ڈاکٹر شعیب شاہد لکھتے ہیں عربی زبان سے ناآشنائی اور اس زبان کی گہرائی سے ناواقفیت سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ محکمات و متشبہات کے اسرار ورموز اشارات کی زبان تک رسائی' ذہانت و فطانت کے علاوہ کسی صالح اور دیانت دار رہنما کی بھی محتاج ہے۔ اس کیلئے مدارس کی چند کتابیں اور رٹے رٹائے اصول کافی نہیں قرآن وہ کتاب ہے جو درس انقلاب ہے یہی وہ کتاب ہے جس نے قبلوں میں بٹے ہوئے انسانوں کو متحد کیا۔

> ''دین پر کوئی جبر نہیں'' ''تمہارے لئے تمہاری راہ میرے لئے میری راہ'' جیسے اصول دہشت گردی کا توڑ ہیں

قرآن مجید ہی اس فارمولے سے ہمکنار کیا کہ ''دین میں کوئی جبر نہیں'' ''تمہارے لئے تمہاری راہ میرے لئے میری راہ' یہ وہ رہنما اصول ہیں جن پر عمل پیرا رہنے سے دہشت گردی کا احتمال ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی خط فکر نے سیاسی' سماجی اور فرقہ وارانہ تقسیم کو ختم کیا۔ اپنے بڑوں کے بت بنا کر شخصیت پرستی کے جس جال میں انسانیت مقید تھی خدا نے اپنے حبیبؐ کے منہ سے اپنا کلام سنا کر انسانیت کو اس عفریت سے رہائی دلائی۔

یہ قرآن مجید نے بدعت کی بیخ کنی کرنے کی راہ دکھائی' عقیدے کی پختگی اور جانچ کی میزانی سے روشناس کرایا۔ عورتوں اور مردوں کے حقوق وفرائض کو باور کرایا۔ اللہ اور اس کے رسول کی بتائی ہوئی راہ سے کوشش' امید اور منزل کا پتہ بتایا۔ یہ کلام خدا ہی ہے جو انسان کو انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ضوابط سے آگاہ کرتا ہے۔

دوسری جلد کے حوالے مصنف ڈاکٹر شعیب شاہد بتاتے ہیں مذہب میں بدعت جیسے خود ساختہ اصولوں اور توحید سے منافی رویوں نے انسان اور بالخصوص مسلمانوں کو رواداری اور بردباری جیسے اصولوں سے محروم کر کے رکھ دیا ہے۔ اس طرز عمل پر سوچے سمجھے چلنے والے انسان اصل راہ کھو چکے ہیں۔ حقیقت خرافات میں کھو کر رہ گئی ہے۔ حالانکہ بدعت کے مطالب کو عربی لغت کے تحت سمجھا جائے تو یہ بات واضح طور پر ادراک میں آجاتی ہے۔

> بدعت وہ چیز ہے' جس کی اللہ کے قرآن نہ رسولؐ کے فرمان میں کوئی گنجائش ہے، یہ شخصیت پرستی ہے

بدعت وہ چیز ہے' جس کا اللہ نے نہ تو اپنی کتاب میں حکم دیا ہے اور نہ اللہ کے رسولؐ کی حدیث مبارکہ میں اس کی کوئی گنجائش ہے۔

بدعت محض اپنی خواہش کی تکمیل کیلئے وضع کئے گئے نام نہاد وہ اصول وقوانین ہیں جن کو مذہب کے پیکر میں ڈھال کر انسانیت اور مسلمانیت کو گمراہ کیا گیا ہے۔ یہ بدعت دین میں داخل کی گئی وہ نئی باتیں ہیں جن اسلام کا ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کے خلاف ورزی پر مبنی بدعت صحابہ کرام نے بھی اجتناب کیا اور اس کے بعد صوفیا اور اولیاء کی تعلیمات میں بدعت کی سخت مخالفت کی گئی ہے۔ بدعت دراصل شخصیت پرستی کا نام ہے جو بت پرستی سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ یہ بدعت ہی جو توحید کے زریں اصولوں سے انحراف، خدا کے رسولؐ کے فرمودات سے بے بہرہ کرتی ہے۔

بدعت سے مذہب میں فرقہ ورانہ انتہا پسندی اور دہشت گردی جیسے فیکٹرز نے جنم لے انسانوں کی قسمت سے کھیلنے والوں نے اپنے مفادات کے لئے دہشت گردی کو استعمال کیا، مذہب کی آڑ میں خون کی ہولی کھیلنے کو جائز قرار دینے والے دہشت گردی کی آڑ میں اپنے مخالفین کا قلع قمع کر رہے ہیں۔

اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر بھائی چارے اور محبت کے بنیادی اصولوں طاق نسیاں میں رکھ دیا گیا ہے حکومتی حلقے سربراہ مملکت وزراء سرمایہ دار، ملکوں کی اشرافیہ، جس میں دانشور اور نامور سائنس دان اور ان کے حواری اپنے احتساب سے بے نیاز ہو کر دوسروں کا احتساب کرنے کے خوگر ہیں، اپنے مفادات کے لئے دوسروں کی جان لینا اور مال دار پر قبضہ کر لینا۔ درحقیقت مذہب کے حقیقی اصولوں سے انحراف کا نتیجہ ہے۔

ڈاکٹر شعیب شاہد بتاتے ہیں کاروبار، تعلیم، سماجی بہبود کے کاموں میں وقتی اور معمولی فائدوں کے لئے کرپشن اور بدعنوانی کو فروغ پا گیا ہے۔ اس سے انسانوں اندھی خود اعتمادی پیدا ہو گئی جس نے انہیں خالق کے احکام سے بے بہرہ کر دیا ہے اور قرآن مجید کے ان فرمودات کو بھلا بیٹھے ہیں کہ معتدل مفید اور بامقصد زندگی گزارنے کے لئے اپنے اعمال کی صحت پر نظر رکھی جائے اور اپنے انجام کی فکر کی جائے۔ یہی وہ راستہ ہے جو خوف خدا اور اتباع رسول کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

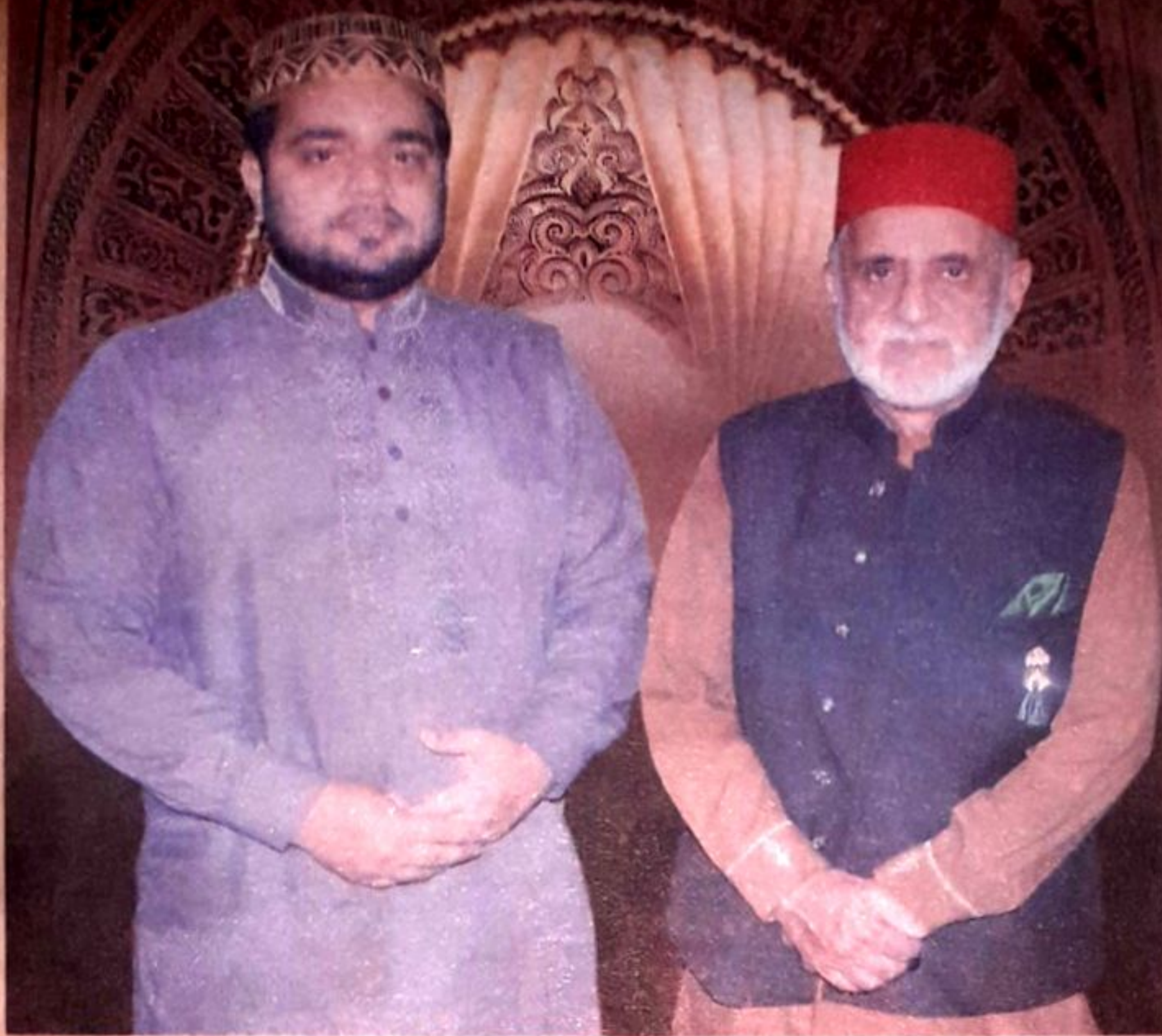
تیسری جلد کے بارے میں مصنف ڈاکٹر شعیب شاہد کہتے ہیں انہوں نے بطور پروفیسر آف سائیکالوجی زیادہ اس بات پر زور دیا ہے کہ موجودہ مغربی تحقیق کی عمر 125 سال سے زیادہ نہیں جو انسانوں کے محدود وسائل اور تجربات پر مبنی ہے۔ اس لئے فلاسفہ کے کمزور تجربات پر انحصار کرنے کے بجائے علم کی ان مبادیات پر توجہ دینے کی ضرورت ہے جو آج سے چودہ سو سال قبل اللہ نے اپنے رسول پاکؐ کے ذریعے انسانیت کو عطا کیا جس علم کی روشنی سے منہ موڑنے والے روز حشر حساب دینا ہوگا۔ وہ حساب کسی تخصیص کے بغیر لیا جائے گا۔

مصنف کا کہنا ہے جس ذہنی کرب نے انسانوں کو سب سے زیادہ انتشار کا شکار کیا ہے وہ قبائل اور گروہوں میں تقسیم ہے۔ اللہ کے حکم سے رسول کریمؐ نے چودہ سو سال پہلے جس فلاحی معاشرے کی بنیاد رکھی اس کے قواعد کی اول شق ہی قبائل اور خاندانوں پر فخر کی بیخ کنی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا عرب کے لوگ مہذب ترین قوم بن گئے اور قوموں کی برادری میں انہیں مثالی سمجھا جانے لگا۔

اللہ اور اس کے نبی پاک کی تعلیمات کا ہی یہ اعجاز تھا مسلمان سائنس ٹیکنالوجی اور سماجی علوم کے حوالے سے بام عروج پر پہنچ گئے۔ آج بھی بھٹکا ہوا آہو اگر سوئے حرم چل پڑے تو اسے ان تمام کرب سے نجات مل سکتی ہے جن سے انسانیت دوچار ہے۔

مصنف شعیب شاہد کا کہنا ہے جس طرح کوئی ماہر انجینئر کسی مشین کی ایجاد کرتا ہے تو اس کے فوائد اور سقم سے اس کے علاوہ کوئی اور واقف نہیں ہوتا اور مشین میں جب کوئی خرابی پیدا ہو تو وہ فوری طور پر اس کا نقص تلاش کر کے مشین کی اصلاح کر دیتا ہے۔ اللہ انسان کا خالق ہے اسے انسان کے اندر کے اچھے اور برے پہلوؤں سے کامل آگاہی حاصل ہے اس لئے وہی جانتا ہے انسان کے لئے صراط مستقیم کیا ہے اور کون سی راہ ہے جو اسے مغضوب اور ضالین میں شمار کرتا ہے کتاب خدا سے متمسک ہونا چاہیے تاکہ ہم اپنے خالق کی جانب سے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کر کے اپنی زندگیوں کو جنت بنا سکیں۔

ڈاکٹر شعیب شاہد نے بتایا کہ جس نائن الیون کا واقعہ ہوا تو بے شمار یہودی اور عیسائی کلام پاک لے کر مسلمان علماء کے پاس آئے اور ان سے سوال کیا کہ یہ کتاب تو امن وآشتی کی پیام بر ہے یہ کتاب تو حقوق وفرائض کی ادائیگی کی ضامن ہے یہ کتاب جس ہستی پر نازل ہوئی وہ رحمت للعالمین ہیں آپ کی رحمت صرف مسلمانوں کے لئے محدود نہیں۔ اس پاک کلام خدا میں تو کسی جگہ بھی کسی انسان کے قتل کو حلال قرار نہیں دیا گیا بلکہ ارشاد خداوند کریم تو یہ ہے جس نے ایک شخص کو قتل کیا اس نے انسانیت کو قتل کیا جس نے ایک شخص کی جان بچائی اس نے انسانیت کو بچالیا۔



فرزانہ چودھری
farzanach95@yahoo.com

فوٹوگرافی: اعجاز لاہوری

حافظ مرغوب احمد ہمدانی کو نعت خوانی کا فن ورثے میں ملا۔ وہ صرف بہترین نعت خواں ہی نہیں بلکہ اچھے قاری اور حکیم بھی ہیں۔ ان کے خاندان کی تیسری نسل نعت خوانی سے منسلک ہے۔ ان کے والد حکیم منظور احمد ہمدانی تحریک پاکستان کے کارکن تھے اور تقسیم ہند سے قبل قائداعظم محمد علی جناح (مسلم لیگ) کے جلسوں میں نعت اور نظم ترنم سے پڑھتے تھے۔ ان کے بعد ان کے بڑے بیٹے محبوب احمد ہمدانی اور چھوٹے بیٹے مرغوب احمد

تیسری نسل نعت گوئی سے منسلک، والد قائداعظم کے جلسوں میں نعت اور نظم پڑھتے تھے

نعت خوانی

عبادت سمجھ کر کرتا ہوں

ممتاز نعت خواں الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی سے گفتگو

ہمدانی نے نعت گوئی کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آواز میں اس قدر سوز و گداز رکھا ہے کہ وہ نعت پڑھتے ہیں تو حاضرین محفل پر وجد طاری ہو جاتا ہے۔ حافظ مرغوب احمد ہمدانی بین الاقوامی سطح پر ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ان کی نعتوں کی درجنوں آڈیو کیسٹ او رمختلف کمپنیوں سے ویڈیو ڈیز ریلیز ہو چکی ہیں۔ ان کا پہلا آڈیو کیسٹ بے حد مقبول ہوا۔ انہوں نے نعت گوئی میں بے پناہ شہرت کمائی۔ انہوں نے نعت گوئی میں اپنی بہترین کارکردگی کی بدولت بے شمار ایوارڈز حاصل کیے۔ 23 مارچ 2000ء میں ان کو صدر رفیق تارڑ نے صدارتی ایوارڈ پرائیڈ آف پرفارمنس سے نوازا۔ 2001ء میں ان کو ریڈیو پاکستان نے ایکسیلینس اور پی ٹی وی نے نیشنل سپریم ایوارڈ دیا۔ گزشتہ دنوں ثنا خوان الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی سے گفتگو ہوئی جو نذر قارئین ہے۔ نعت خواں مرغوب احمد ہمدانی نے بتایا" 1960ء میں میں نے آٹھ نو سال کی عمر میں مدرسہ تجوید القرآن موتی بازار سے قرآن پاک حفظ کیا۔ میرے استاد حافظ قاری فضل کریم نابینا تھے۔ قرأت قاری احمد تھانوی سے سیکھی۔ 1961ء میں ہونے والی کل پاکستان "مقابلہ حسن قرأت" میں حصہ لیا اور پہلا گولڈ میڈل حاصل کیا۔ دوسرا انعام قاری سید صداقت علی کو اور تیسرا انعام احمد میاں تھانوی کو ملا۔ اس وقت ہم تینوں بچے تھے۔ 1977ء میں طبیہ کالج سے حکمت کا امتحان پاس کرنے کے بعد والد کے ساتھ مطب میں بیٹھنے لگا۔ میرے بھائی محبوب احمد ہمدانی مجھ سے پہلے نعت پڑھتے تھے ان کو تمام اہم ایوارڈز مجھے ملنے کے بعد ملے ہیں۔ ایک گھر میں دو صدارتی ایوارڈز نعت کی برکت سے اللہ نے دیے ہیں۔ میرے بیٹے وصاف ہمدانی کا شمار بھی اچھے نعت خوانوں میں ہوتا ہے۔ والد کی نصیحت پر قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد سے تراویح پڑھائی اور کبھی ناغہ نہیں کیا۔ ان کی دعاؤں سے 55 سال اللہ نے مجھ سے تراویح پڑھوائی۔ میں اسی مسجد میں تراویح پڑھتا ہوں جہاں سے میں نے قرآن حفظ کیا تھا۔ میں برطانیہ، دبئی، شارجہ، مسقط سمیت دیگر کئی ممالک میں محافل نعت میں شرکت کر چکا ہوں۔ مجھے پاکستان اور دیگر ممالک کے متعدد سربراہوں کے سامنے بھی نعت پڑھنے کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ ایک مرتبہ مجھے رمضان المبارک میں لندن میں محفل نعت میں مدعو کیا گیا میں نے انکار کر دیا کیونکہ رمضان میں تراویح پڑھانی تھی۔ میرے والد نے کہا تم نے موسیقی کی طرف نہیں جانا۔ اگر موسیقی کی طرف جاؤ گے تو قرآن پاک بھول جاؤ گے۔ مجھے فلموں میں گانے ریکارڈ کرانے کی پیش کش ہوئی مگر میں نے انکار کر دیا۔ پی ٹی وی اور کئی چینلز والوں نے کہا آپ ڈف کے ساتھ نعت ریکارڈ کروائیں۔ میں نے انکار کر دیا میں نے کہا اللہ کی ہم پر اتنی مہربانی ہے کہ ہمیں نعت گوئی میں کسی سہارے کی ضرورت نہیں ہے اللہ نے مجھے نعت خوانی کا شرف بخشا ہے۔ ہمارے خاندان اور ہماری پہچان، شان اور عزت نعت خواں ہونا ہے۔

☆ آپ نے نعت گوئی کی تربیت کس سے لی؟

ج: میرے والد فارسی زبان میں نعتیہ کلام پڑھتے تھے۔ میں نے اپنے والد سے باقاعدہ نعت پڑھنی سیکھی۔ پہلی مرتبہ باقاعدہ نعت بیگم شاہی مسجد بادامی باغ میں محفل میلاد میں پڑھی۔ میرے والد لدھیانہ میں بھی محفل میلاد کرواتے تھے۔ پاکستان آنے کے بعد میلاد کا سلسلہ جاری رکھا۔ 80ء کی دہائی میں انہوں نے پہلی بار مسجد وزیر خان میں کل پاکستان آٹھ روزہ نعت خوانی کا مقابلہ کروایا۔ اس وقت ملک بھر سے نعت خواں اس میں شریک ہوئے تھے۔ اس محفل میں میاں نواز شریف بھی تشریف لائے تھے۔ اس وقت وہ وزیر خزانہ تھے۔ میرے والد رمضان المبارک میں شبینہ میں اور مختلف بزرگوں کے درباروں، داتا گنج بخش اور شاہ جمال کے مزار پر محفل میلاد کراتے تھے۔ انہوں نے پہلی بار الحمراء میں محفل نعت کا انعقاد کیا اور ایک عمرے کا ٹکٹ رکھا۔ اس کے بعد سے ہر سال الحمراء میں محفل نعت ہوتی ہے اور اب عمرہ کے ٹکٹ بڑھتے بڑھتے گیارہ ہو گئے ہیں اب تو کلچرل کمپلیکس میں بھی محفل نعت منعقد ہوتی ہے۔ آج کل نوجوان نسل میں محفل میلاد کرانے کا شعور پیدا ہو چکا ہے۔

☆ سرکاری اور قومی تقریبات میں نعت گوئی کا سلسلہ کب شروع کیا تھا؟

ج: جنرل ضیاء الحق کے دور میں، میں نے سرکاری وقومی تقریبات میں نعت پڑھنی شروع کی۔ تب سے اب تک پورے پاکستان میں ہونے والی قومی تقریبات میں مجھے نعت گوئی کے لیے مدعو کیا جاتا ہے۔ جنرل ضیاء الحق کے دور میں حج اکبر کے موقع پر پورے پاکستان سے مجھ سمیت سینئرز دس حکماء کا ایک وفد حاجیوں کی خدمت کے لیے ساتھ بھیجا کہ جو حاجی دیسی دوائی کھانا چاہے وہ ان حکماء سے دوائی لے۔ میں اس وقت نوجوان حکیم تھا۔ نیشنل کونسل فار طب میں ہونے والی قرعہ اندازی میں میرا نام نکلا تھا۔

☆ اپنی زندگی کا ناقابل فراموش واقعہ سنائیں؟

ج: میاں نواز شریف اور شہباز شریف جب سیاست میں نہیں تھے اس وقت ان کے والد میاں شریف مجھے نعت سننے کے لئے

نعت گوئی کا شرف اللہ نے بخشا، جنرل ضیاالحق کے دور سے آج تک قومی تقریبات میں نعت پڑھ رہا ہوں

ہر مہینے کی گیارہویں شریف کے موقع پر ماڈل ٹاؤن مدعو کرتے تھے۔ یہ 80ء سے پہلے کی بات ہے۔ اپنے والد کو دیکھ کر ان کو بھی نعت سننے کا شوق پیدا ہوا۔ جلاوطنی کے دور میں میاں شریف اپنی فیملی کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کے پاس سرکاری رہائش میں قیام پذیر تھے جہاں شہزادے ٹھہرتے ہیں۔ 2003ء میں پہلی بار حج پر گیا، ان کو کسی نے بتایا کہ مرغوب ہمدانی آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے مجھے مکہ مکرمہ بلوالیا اور نعتیں سنیں۔ میاں نواز شریف چھوٹے سے کیمرے سے ہماری ویڈیو بنا رہے تھے۔ رات کو انہوں نے مجھے ہوٹل میں ٹھہرایا، پھر صبح شہباز شریف مجھے تھرڈ فلور سے نیچے تک چھوڑ کر گئے۔ ایک مرتبہ میاں نواز شریف کو پتہ چلا کہ میں مدینہ شریف میں ہوں تو انہوں نے ایک بندے کی ڈیوٹی لگائی کہ ہمدانی صاحب کو ڈھونڈ کر لاؤ۔ عصر کا وقت تھا میں مسجد نبوی میں قرآن پاک پڑھ رہا تھا۔ مجھے میاں نواز شریف کی طرف سے پیغام ملا کہ عصر کے بعد آپ نے اس جگہ پر بیٹھنا ہے جہاں حضورؐ کے روضہ مبارک کی حد بندی کر رکھی ہے۔ عصر کے بعد میاں نواز شریف وہاں آگئے اور مجھے اپنے ساتھ بٹھایا اور کہا آپ نے رات کو ہمیں نعت سنانی ہے۔ پھر ایک دم سے دل میں نہ جانے کیا آیا کہنے لگے افطاری سے پہلے نعت سنا دو۔ افطاری ہونے والی تھی میں نے آہستہ سے نعت پڑھنا شروع کی تو میاں نواز شریف کہنے لگے اونچی آواز میں پڑھو۔ میں نے کہا یہاں تو اونچی آواز میں پڑھنے نہیں دیں گے۔ انہوں کہا کچھ نہیں ہوتا آپ پڑھو۔ سرکار کا کرم ہوا میں بالکل چھتریوں کے نیچے بلند آواز سے نعت پڑھ رہا تھا۔ وہاں پاکستانی اور عربی بھی آکر کھڑے ہو گئے۔ کسی نے مجھے اونچی آواز میں نعت پڑھنے سے نہیں روکا۔ میں سمجھتا ہوں سرکار کی طرف سے منظوری ہوئی، اس لئے کسی نے نہیں روکا۔ 83ء میں گوجرانوالہ کے میرے دوست وحید نے گنبد شریف کے باہر بیٹھ کر ہم سے نعتیں سنیں۔ وہاں نعتیں پڑھتے پڑھتے تہجد ہوگئی اس وقت حضورؐ کے روضے کا دروازہ کھلا تو ہم اندر چلے گئے۔ حاجیوں کا رش مکہ شریف میں تھا۔ اس لئے سرکار کے روضے کے اندر بھی رش نہیں تھا۔ ہم نے سرکار کے

حضورؐ کے روضے کی جالی چومنے کے بعد نعت "جب مسجد نبویؐ کے مینار نظر آئے" پڑھی تو میرا دامن شہرت سے بھر گیا

روضے کی جالیاں چومیں، وہاں ہمیں کسی شرطے نے نہیں روکا۔ کیونکہ وہاں مجھے کوئی شرطہ نظر نہیں آیا۔ جو میرے ساتھ دوست تھے وہ آپ کے چہرہ مبارک کی طرف کی جالیوں کے پاس پہنچ گئے انہوں نے وہاں مجھے بھی بلوالیا۔ ادھر بھی کوئی شرطہ نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ اور سرکار کا ایسا کرم ہوا کہ قدمین شریف سے بھی اور چہرہ مبارک سے بھی جالیاں چومیں۔ ہمیں سرکار کی طرف سے یہ انعام اور یادگار تحفہ ملا ہے۔ اب تو ان جالیوں کے قریب جانے کا کوئی چانس ہی نہیں ہے۔ اب تو آپ جالیوں کو انگلی بھی نہیں لگا سکتے انہوں نے اتنا فاصلہ کر دیا ہے۔ اس وقت حضورؐ کے روضے کے چار مینار تھے۔ حضورؐ کے روضے کی جالیاں چومنے کے بعد جب میں نے نعت "مسجد نبویؐ کے مینار نظر آئے اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے" پڑھی تو مجھے بہت مزہ آیا۔ یہ کلام ہمارے بزرگ نعت گو ظہور قصوری صاحب پڑھتے تھے لیکن اتنا زیادہ مشہور نہیں ہوا تھا۔ پی ٹی وی نے میری یہ نعت ریکارڈ کی اور بہت مرتبہ اس نعت کو پیش بھی کیا گیا۔ یہ نعت آج بھی سب سے مقبول ہے اور میری وجہ شہرت بھی ہے۔ میں جب بھی نعت "جب مسجد نبویؐ کے مینار نظر آئے" پڑھتا ہوں آبدیدہ ہو جاتا ہوں۔ یوں لگتا ہے جیسے میرے آقا میرے سامنے بیٹھے میری نعت سماعت فرما رہے ہیں۔ یہ نعت میرے لئے دعاؤں کا وسیلہ بھی بنی۔ اس نعت کی فرمائش میں آج تک کمی نہیں آئی۔

ہندوستان سرہند شریف میں حضرت مجدد الف ثانی کے عرس پر میں گیا وہاں انڈیا کے مسلم تاجروں نے مصرانہ کھانا اور مجھ سے کلام سنانے کی فرمائش کی۔ میں نے میاں محمد بخش کا عارفانہ کلام "رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا اے اک قطرہ بخشے میتوں کم بن جاوے میرا" پیش کیا اس پروگرام میں سکھ حضرات بھی تھے۔ سکھ مجھ سے دونوں ہاتھ ملا کر ملے اور عارفانہ کلام سن کے بہت خوش ہوئے۔ ایک مرتبہ میں دہلی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے عرس پر گیا تھا۔ وہاں رات کو ایک محفل تھی۔ اس محفل میں اندرا گاندھی بھی آگئیں انہوں نے محفل سنی۔ میری نعت سن کر وہ بہت محظوظ ہوئیں اور داد دی۔ مڈل ایسٹ میں بھی لوگوں کو نعت سننے کا بہت زیادہ شوق ہے۔ میں نے بحرین، کویت، عمان، دوبئی، شارجہ میں محفل نعت کے بہت پروگرام کیے ہیں۔ قطر کے شہر صالا کے لوگوں کی خواہش تھی کہ ہمدانی صاحبان محفل میں آئیں۔ وہاں ہم حضرت ایوبؑ کے مزار پر گئے۔ حضرت اویس قرنیؓ کا بھی وہاں مزار تھا وہ حضورؐ کے عاشق تھے۔

☆ ڈف کے ساتھ نعت پڑھی جا سکتی ہے؟

ج: حدیث نبویؐ میں صرف ایک جگہ پر لکھا ہے کہ بچیوں نے ہجرت کے موقع پر حضورؐ کا ڈف بجا استقبال کیا۔ اس کے بعد یہ بات دوبارہ حدیث میں نہیں آئی۔ میرے خیال میں نعت کو سادگی سے پڑھا جائے تو بہتر ہے۔ نعت کے تقدس اور احترام کا تقاضا یہ ہے کہ اسے ناچنے گانے والے نہ پڑھیں نعت کو اداکاری اور گلوکاری نہیں بنانا چاہیے۔

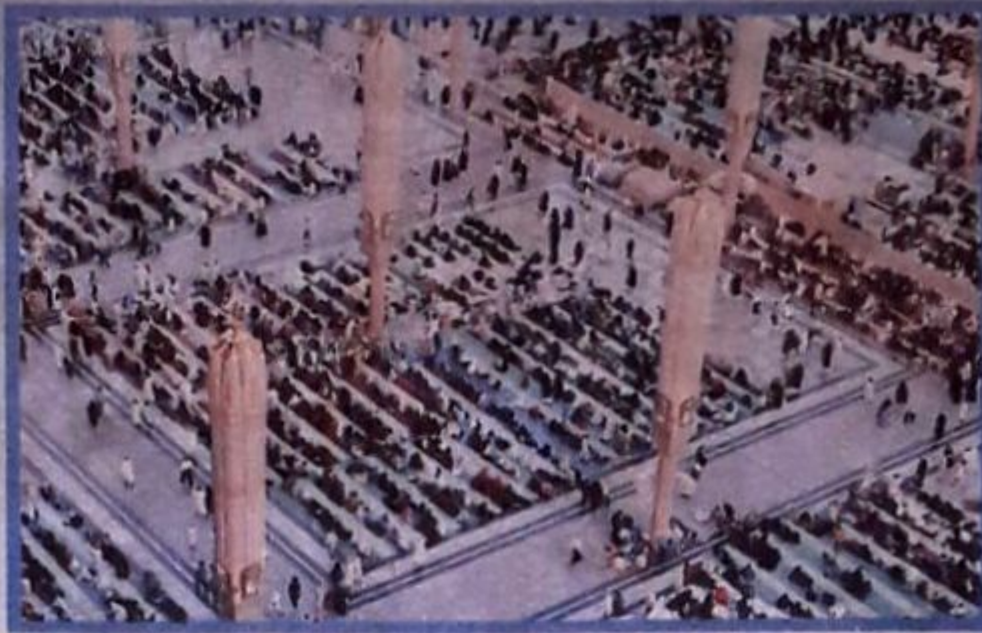
☆ نعت خواں نعت خوانی کا باقاعدہ معاوضہ مانگتے ہیں۔ اس بارے میں کیا کہیں گے؟

ج: میں نعت عبادت سمجھ کر پڑھتا ہوں۔ نعت خواں معاوضہ طے کرے یہ درست اور جائز نہیں ہے۔ اس طرح سے تو یہ چیز لالچ کے زمرے میں آ جاتی ہے۔ ہاں اگر کوئی اپنی محبت سے آپ کو کچھ پیش کرتا ہے تو یہ تحفے کی صورت میں آ جاتا ہے۔ نعت پڑھنا عبادت ہے لیکن اگر اسے نیک نیتی سے پڑھیں گے تو یہ عبادت رہے گی اور اگر لالچ سے پڑھیں گے تو پھر یہ عبادت نہیں رہے گی۔ ایسے افراد کی حوصلہ شکنی ہونی چاہیے۔

☆ نعت گو کا مستقبل کیا دیکھتے ہیں؟

ج: نعت گوئی کا مستقبل روشن ہی دیکھتا ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے اب تو ملک بھر میں گلی گلی میلاد کی محافل ہوتی ہیں۔ نوجوان نسل نعت گوئی کی طرف بھی راغب ہو رہی ہے کیونکہ ذکر سرکارؐ میں سب پیار ہی پیار ہے۔

نعت خواں وصاف ہمدانی نے کہا" ہمارے گھر میں نعت پڑھی اور سنی جاتی ہے بچپن سے ایسا ماحول ملا کہ مجھے نعت گوئی کا شوق پیدا ہوا۔ نعت گوئی میں میرے استاد اور پسندیدہ نعت گو میرے والد ہیں۔ نعت گو وہی بنتا ہے جسے اللہ اچھی آواز عطا کرے۔ بے شمار نعت خواں ہیں لیکن مجھ پر اللہ کی خاص عنایت ہے۔ لوگوں کو ایسے لوگوں کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے جو میوزک کے ساتھ نعت پڑھتے ہیں۔ مفتی منیب الرحمٰن کو کسی نے کہا کہ آج کل جو میوزک کے ساتھ نعت خوانی ہو رہی ہے اس کو بند کروائیں تو انہوں نے کہا" جو لوگ محفل کروا رہے ہیں وہ ہی اس کو درست کروا سکتے ہیں کہ وہ کیسا سننا پسند کرتے ہیں میں نہیں کروا سکتا۔ ادب والے طریقے سے نعت سننے کا شعور لوگوں کو نہیں ہے، جس دن ان کو شعور آ گیا میوزک کا سہارا لینے والے نعت خوانوں کو لوگ خود ہی نہیں سنیں گے"۔ بہرحال آج بھی اچھے لوگوں کی محفل میں بغیر دھن اور میوزک کے نعت سننے کو ترجیح دی جاتی ہے۔ نعت میں ادب سے نسبت، ہمارے بزرگ نعت گو ظہور قصوری، اعظم چشتی مرحوم کا رنگ ہے ہم نے ان کے انداز کو اپنایا ہے۔ ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں۔ میں اپنے والد کے ساتھ محافل میں نعت پڑھتا ہوں مجھے ان سے سیکھنے کا بہت موقع ملتا ہے۔



ممتاز احمد بڈانی

فرزندان اسلام لاکھوں زائرین کو روزہ افطار کرانے کا منظر دیدنی

حرم پاک اور مسجد نبویؐ میں افطار دستر خوان

دستر خوان پر کھجور، لسی، جوس، آب زم زم، عربی قہوہ

یوں تو ماشاء اللہ مکہ مکرمہ حرم شریف میں اور مدینہ منورہ مسجد نبویؐ شریف میں پورا سال رونق رہتی ہے مگر جونہی رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ شروع ہوتا ہے، ان دونوں مقامات میں رونقیں اور روح پرور مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ خاص کر افطار کے وقت فرزندان اسلام لاکھوں زائرین کو روزہ افطار کرانے کا منظر دیدنی ہوتا ہے۔ حرم شریف میں رمضان المبارک میں بہت بڑا دستر خوان لگایا جاتا ہے لیکن اب حرم شریف میں توسیع کے کام کے سبب صحن کا کافی حصہ مصروف ہے۔ معلومات کے مطابق مدینہ منورہ یعنی مسجد نبویؐ کے اندر ایک ستون سے دوسرے ستون کے درمیان کا فاصلہ تقریباً چار میٹر کا ہے۔ اس طرح مسجد نبویؐ کے اندر چار میٹر کے تقریباً تین ہزار دستر خوان لگائے جاتے ہیں جس میں خادم حرمین شریفین کی جانب سے خیراتی اداروں کی جانب سے اور اس کے علاوہ انفرادی طور پر بھی دستر خوان سجائے جاتے ہیں۔ اس طرح مسجد نبوی کے اندر چار میٹر کے دستر خوانوں کی تعداد تین سے ساڑھے تین ہزار تک ہوتی ہے۔

اگر تین ہزار دستر خوانوں کا حساب کریں تو اس کا فاصلہ بارہ کلومیٹر بنتا ہے اس طرح کے صحن میں تیس میٹر کے تقریباً چار ہزار دستر خوان لگائے جاتے ہیں جس کا فاصلہ ایک سو بیس کلومیٹر بنتا ہے۔

اس طرح پھر ٹوٹل ایک سو بتیس کلومیٹر شمار ہوگا اس کو ہم دنیا کا سب سے بڑا دستر خوان شمار کریں گے۔ تیس میٹر کے دستر خوان پر تقریباً پچیس سو سے دس ہزار ریال خرچ ہوتے ہیں۔ دستر خوان پر کھجور، لسی، جوس، آب زم زم، عربی قہوہ، سادہ چائے، سوپ، چاول، مرغی، ڈبل روٹی، فروٹس اور مقامی مٹھائیاں وغیرہ شامل ہوتی ہیں۔ یہاں حیران کن بات یہ ہے کہ ایک سو بتیس کلومیٹر کا طویل دستر خوان صفائی کی ڈیوٹی پر مامور نوجوان تین سے پانچ منٹ کے اندر سمیٹتے ہوئے صفائی کر لیتے ہیں۔ کیونکہ پھر اسی جگہ پر باجماعت نماز ادا کی جاتی ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق حرم شریف میں سوسائٹی کی جانب سے چار سے پانچ لاکھ لوگوں کو روزانہ سحری و افطاری کرائی جاتی ہے

اور مسجد میں تین ساڑھے تین لاکھ روزہ داروں کو افطار و سحر کرایا جاتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے بلکہ قابل فخر ہے کہ مسجد نبوی میں موجودہ وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف کی جانب سے ہر سال آخری عشرہ میں دستر خوان لگایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر پاکستانی جو بالخصوص پاکستان سے تشریف لاتے ہیں اور بعض جو یہاں پر مقیم ہیں وہ بھی ہمیشہ ہر سال یہاں دستر خوان سجاتے ہیں اور نیکیاں سمیٹتے ہیں ہم کسی اور مقام پر جب ایک نیکی یا عبادت کریں تو اس کی جگہ دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے لیکن بزرگوں کے مطابق جب ہم مسجد نبویؐ میں کوئی نیکی خدمت خلق یا نماز نفل سنت ادا کریں تو اس کا ثواب پچاس ہزار لکھا جاتا ہے

اسی طرح حرم شریف میں ایک روزہ دار کا روزہ افطار کرایا تو اس نے پچاس ہزار افراد کا روزہ افطار کرایا۔ اسی طرح حرم شریف میں ایک روزہ دار کا روزہ افطار کرانے کا مطلب ایک لاکھ روزہ دار کا روزہ افطار کرانا ہے سب سے بڑی بات یہ کہ جس نے عبادت کی اسے جنت ملے گی مگر جس نے انسانیت کی خدمت کی اسے خود خداوند کریم ملیں گے اور روز قیامت جسے خدا مل جائے اسے اور کیا چاہئے۔ سبحان اللہ ...... یہ بات قابل ذکر ہے کہ مدینہ منورہ میں مقیم خاص کر سعودی اتنے خوش اخلاق وملنسار ہیں کہ جب ان سے ملیں تو جیسے دل کو ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے مکہ مکرمہ کے لوگوں کا ایک اپنا مقام ہے مگر سبحان اللہ کیا بات ہے مدینہ والوں کی خلق وملنساری۔ محبت و عاجزی تو کوئی ان سے سیکھے۔

افطار کے وقت جن لوگوں نے دستر خوان لگائے ہوئے ہوتے ہیں مسجد نبوی میں داخل ہونے والے ہر شخص کو دور سے مصافحہ کر کے بڑی عاجزی پیار و محبت سے منت سماجت کر کے اپنے لگائے ہوئے دستر خوان تک لے آتے ہیں۔

وہاں پر دستر خوان لگانے والے ہر شخص کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ زائرین ان کے مہمان بنیں۔ مسجد نبوی میں پندرہ سال سے مسلسل دستر خوان لگانے والے طلال الاحمدی نے بتایا کہ مجھے پورا سال اسی ماہ کا انتظار رہتا ہے کیونکہ جو مزہ مسجد نبوی میں آئے ہوئے مہمانوں کو روزہ افطار کرانے میں آتا ہے وہ کہیں اور نہیں آتا۔

عبدالعزیز نے بتایا کہ مسجد نبوی میں افطاری کا دستر خوان تقریباً چودہ پندرہ سال سے لگا رہا ہوں جس میں میرے اور دوست بھی شامل ہوتے ہیں۔ اسی طرح پاکستانی شہری حاجی محمد نواز کئی برسوں سے یہاں پر دستر خوان سجا رہے ہیں دعا ہے کہ اللہ پاک ان تمام لوگوں کے رزق و مال میں برکت فرمائے اور ان کی عبادت منظور و مقبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔۔۔

مسجد نبویؐ میں کوئی نیکی خدمت خلق یا نماز نفل سنت ادا کریں تو اس کا ثواب پچاس ہزار لکھا جاتا ہے

وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف کی جانب سے ہر سال آخری عشرہ میں دستر خوان لگایا جاتا ہے



قیدیوں میں موجود مولوی نماز پڑھاتے، تین نمازیں باجماعت ادا کی جاتی ہیں

ماہ صیام میں قیدیوں کے معمولات

افطاری میں لیموں، شربت، کھجوریں اور مینیو کے حساب سے کھانا دیا جاتا ہے

صابر بخاری
bukhariaims@gmail.com

رحمتوں برکتوں کا ماہ صیام اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جاری وساری ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان اس ماہ مبارک میں خداوند تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو کر اور روزوں کی بدولت اپنے گناہوں کی معافی کے طلب گار ہوتے ہیں۔ یہی وہ مہینہ ہے جس کا ایک ایک لمحہ سعادتوں برکتوں سے لبریز ہے اور مسلمان ان لمحات کو خداوند تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے عبادات میں مشغول ہو کر گزارتے ہیں۔ اس ماہ ہر طرف ،ہر سوں ایک عجب سا سماں بندھ جاتا ہے لوگ افطاری پر ایک دوسرے کو بلاتے ہیں اس طرح جہاں بے پناہ ثواب ملتا ہے وہاں پر محبت بھائی چارے کو بھی فروغ ملتا ہے۔ اس ماہ غریب بھی پیٹ بھر کر اور مختلف انواع واقسام کے پھلوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ مساجد بھی نمازیوں سے کھچا کھچ بھر جاتی ہیں۔ روحانی مناظر سے انسان عش عش کر اٹھتا ہے۔ معاشرے کا ایک طبقہ جو کسی نہ کسی جرم کی پاداش میں جیلوں میں قید و بند ہوتا ہے وہ بھی اس ماہ مقدس میں اپنے گناہوں کی معافی تلافی کیلئے خداوند تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ حقیقت میں یہ مہینہ ایسے افراد کیلئے زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے جن سے جانے انجانے میں کوئی گناہ، غلطی، جرم سرزد ہو جاتا ہے۔

اس ماہ صیام میں ایسے افراد بارگاہ اقدس میں گر گر، گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی کے طلب گار ہوتے ہیں اور روز قیامت اس ماہ مقدس میں کی گئی عبادات اور دعاؤں کا خداوند تعالیٰ خوب اجر دے گا۔ جیلوں میں قید افراد کیسے اس ماہ مقدس میں عبادات کرتے روزے رکھتے اور اس کے ایک ایک لمحے کو کس طرح گزارتے ہیں؟۔ حکومت ،جیل حکام اور مخیر حضرات کی جانب سے جیلوں میں بند قیدیوں کی افطاری، سحری، تراویح نماز اور دوسری عبادات کیلئے کیا انتظامات کیے جاتے ہیں؟ اس کے لیے ہم نے لاہور کی بڑی جیل کوٹ لکھپت جیل کا وزٹ کیا ہم جب پیکو روڈ پر پہنچے تو پولیس کا ناکہ لگا ہوا تھا۔ اس روڈ پر کسی اجنبی کو آنے جانے کی قطعی اجازت نہیں دی جا رہی تھی۔ ہم نے چونکہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل کو آگاہ کر رکھا تھا اور انہوں نے گیٹ پر نام بھی درج کرا رکھا تھا اس لیے پہلے ناکہ والوں نے جب وائرلیس پر ہماری اطلاع دی تو وائرلیس پر پیغام دیا گیا کہ آنے دیں مگر تلاشی لے کر، خیر پولیس والوں نے ہماری تلاشی نہ لی اور ہمیں آگے جانے دیا۔ کچھ فاصلہ پر ایک اور ناکہ لگا ہوا تھا وہاں بھی شناخت کے بعد ہمیں آگے جانے دیا گیا۔ تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ہم جیل کے مرکزی گیٹ پر پہنچ گئے وہاں شناخت اور وائرلیس پر اجازت ملنے کے بعد ہم جیل کے اندر داخل ہو گئے۔ یہاں پر کافی رہائشی گھر اور فلیٹس بنے ہوئے تھے۔ دیواریں کافی بڑی اور خاردار تاروں سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ ہم اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کے پاس پہنچ گئے یہاں ہم نے سکیورٹی کے حوالے سے جو چیزیں دیکھیں وہ قابل اطمینان تو تھیں مگر جیل کی دوسری طرف رہائشی کالونی ہے جس کی دیوار جیل سے جڑی ہوئی ہے وہاں سے کسی بھی ناخوشگوار واقعہ کا خطرہ ہو سکتا ہے مگر اب جیل حکام کی جانب سے اس طرف بڑے ٹاور بنائے جا رہے ہیں تاکہ کالونی کے افراد پر نظر رکھی جا سکے۔ یہ ٹاور تعمیر کے مراحل میں ہیں۔ اس کے بعد ہم اس جگہ پہنچ گئے جہاں قیدیوں کو بند رکھا جاتا ہے۔ وہاں سے ہمیں قیدیوں کے افطار وسحر اور عبادات کے حوالے سے جو بتایا گیا اس کے مطابق قیدیوں کو ماہ صیام میں خصوصی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ قیدیوں کی افطاری اور سحری کا شیڈول کچھ اس طرح ہے کہ صبح ایک بجے سحری کے انتظامات شروع ہو جاتے ہیں۔ ایک بجے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سحری تقسیم افسر، نائٹ افسر، لنگر کا انچارج اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ اور 6 سے 7 ملازم سحری تقسیم کرنے کیلئے پہنچ جاتے ہیں یہ عملہ روزانہ تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ قیدی ہی کھانا بناتے ہیں اور تقریباً 60 سے 70 قیدی جیل میں سحری تقسیم کرتے ہیں جیل کا عملہ بھی نگرانی کرتا رہتا ہے۔ اڑھائی بجے تک سحری کا انتظام ہو جاتا ہے۔ سحری میں مینیو کے مطابق سالن (جس میں گوشت زیادہ ہوتا ہے)، روٹی اور چائے قیدیوں کو دی جاتی ہے۔ قیدی تین بجکر بیس منٹ تک سحری کھا سکتے ہیں۔ قیدیوں کو ساڑھے تین سو گرام کی دو روٹیاں دی جاتی ہیں جو کہ کافی بھاری ہوتی ہیں اور قیدی کا پیٹ بھر جاتا ہے۔ ان روٹیوں کی پیمائش مشین سے کی جاتی ہے۔ قیدی ہی کھانا تقسیم کرتے ہیں اور قیدیوں کی کوشش ہوتی ہے کہ تقسیم پر ڈیوٹی نہ لگے۔ سورج نکلنے سے تقریباً آدھا گھنٹہ پہلے گنتی مکمل جاتی ہے پھر قیدی نماز صبح ادا کرتے ہیں۔ ہر بیرک میں مسجد ہے قیدیوں میں سے موجود مولوی نماز پڑھاتے ہیں۔

اس کے علاوہ حافظ قرآن قیدیوں کو قرآن پاک کی تعلیم بھی دیتے ہیں اس کے علاوہ یہ حافظ قرآن قیدی نماز تراویح بھی پڑھاتے ہیں۔ جیل میں تین نمازیں باجماعت ادا کی جاتی ہیں۔ اسی طرح قیدیوں کی افطاری کا بھی خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات مخیر حضرات کی جانب سے قیدیوں کو افطاری کرائی جاتی ہے مگر اس ماہ مبارک میں کسی تنظیم یا مخیر حضرات کی جانب سے قیدیوں کو افطاری اور سحری نہیں دی جا رہی۔ جیل انتظامیہ خود ہی قیدیوں کی سحری اور افطاری کے انتظامات کر رہی ہے۔ قیدیوں کو افطاری میں لیموں، شربت جام شیریں والا، کھجوریں اور مینیو کے حساب سے کھانا دیا جاتا ہے چونکہ اب افطاری کا وقت ہو چکا تھا اس لیے ہم نے بھی قیدیوں کے ساتھ افطاری کی۔ ہمیں بھی افطاری اسی کھانے اور شربت سے دی گئی جو قیدیوں کو دی جا رہی تھی۔ شربت کافی بہتر، کھانا بھی اس لحاظ سے بہت بہتر تھا جو اکثر کہا جاتا ہے کہ جیلوں میں کھانا اچھا نہیں دیا جاتا۔

مجبور بھی مناسب تھیں ہم نے افطاری جیل کے اندر کی اس وقت تمام قیدی اپنی اپنی بیرکوں کے اندر جا چکے تھے اور وہیں پر وہ افطاری کرتے اور اپنی اپنی بیرکس میں نماز ادا کرتے ہیں۔ اس ماہ مبارک میں قیدیوں کو دی جانے والی مشقت کے بارے میں ہمیں بتایا گیا کہ اس ماہ میں قیدیوں کی مشقت سزا میں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ تقریباً 50 سے ساٹھ فیصد قیدی روزہ رکھتے ہیں۔ جیل کے اندر فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں اس کے علاوہ یہاں پر چارپائیاں، قالین بھی قیدی تیار کرتے ہیں۔ ان چیزوں کو بیچ کر رقم قومی خزانے میں جمع کرائی جاتی ہے۔ اس جیل میں قیدیوں کی جانب سے تیار کیا جانے والا سامان اچھی قیمت پر فروخت ہوتا ہے مگر اس میں سے قیدیوں کو کچھ حصہ نہیں دیا جاتا۔ جو ہمارے خیال میں دیا جانا چاہیے اور کچھ جیلوں میں قیدی جو سامان تیار کرتے ہیں اس میں سے کچھ حصہ قیدیوں کو دیا جاتا ہے۔ ہمیں بتایا گیا کہ قیدیوں کی سزا زیادہ سخت نہیں ہوتی۔ عدالت کے وارنٹ پر لکھا ہوتا ہے کونسا قیدی صرف محض والا اور کونسا سخت قید والا قیدی ہے محض والے قیدی کو مشقت نہیں دی جاتی، ہر بیرک اور ہر مسجد میں وافر مقدار میں قرآن پاک بھی موجود ہیں جن کی قیدی تلاوت کرتے ہیں۔ این جی اوز کے مذہبی ٹیچر صبح قیدیوں کو قرآن پاک پڑھاتے ہیں۔ تدریس کا یہ عمل صبح آٹھ سے دس بجے تک جاری رہتا ہے۔ سحری اور افطاری کے علاوہ عام دنوں میں بھی برتن دھونا، سبزی کاٹنا، کھانا پکانا سمیت تمام ذمہ داری قیدیوں کی ہوتی ہے۔ ہر کمرے میں ٹی وی ہوتا ہے مگر کیبل کی سہولت یہاں پر موجود نہیں صرف پی ٹی وی کی نشریات ہی قیدی دیکھ سکتے ہیں۔ قیدیوں کیلئے ان ڈور گیمز، کرکٹ، والی بال کی سہولت موجود ہے۔ اس مقصد کیلئے جیل کے اندر نیٹ اور گراؤنڈ بھی موجود ہے۔ قیدیوں کو شام چھ بجے سے پہلے تک یہ سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ ہمیں بتایا گیا کہ جیل میں لائٹ نہیں جاتی۔ اگر ایمرجنسی میں جائے بھی تو جنریٹر موجود ہوتا ہے مگر اتفاق کہیں یا کچھ اور ابھی ہم جیل میں بیٹھے تھے کہ دھماکہ سے بجلی غائب ہو گئی۔ بتایا گیا کہ خرابی ہو گئی ہے مگر ہماری موجودگی تک جنریٹر نہ چلا اور ہماری طرح قیدیوں نے بھی اندھیرے میں روزہ افطار کیا۔ ہفتہ میں ہر قیدی 20 منٹ سافٹ ویئر کے ذریعے اپنے گھر والوں سے پانچ نمبروں پر بات کر سکتا ہے۔

ہر بیرک میں ہر روز قیدی کی گنتی ہوتی ہے۔ شام کو ہر ملازم اپنی بیرک بند کرتا ہے۔ یہی گنتی والا پرچہ لنگر پر جاتا ہے اور اس کے مطابق کھانا قیدیوں میں تقسیم ہوتا ہے جب جیل بند ہو جاتی ہے تو پھر کوئی بندہ بھی اندر نہیں جا سکتا۔ پولیس اہلکار بھی اسلحہ ساتھ لے کر جیل کے احاطے میں نہیں جا سکتے۔ جیل کے اطراف میں کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ چاروں طرف ٹاور اور اسلحہ موجود ہوتا ہے۔ کوٹ لکھپت جیل میں 15 سو قیدیوں کی گنجائش ہے مگر جیل میں اس وقت 38 سو قیدی موجود ہیں جو کافی زیادہ ہیں۔ ہمیں بتایا گیا جیل کے اندر واش روم اور باتھ اچھے اور صاف ستھرے ہیں مگر ہم اس کو چیک نہ کر سکے۔ ہفتہ وار شیڈول کے مطابق قیدیوں کی اپنے گھر والوں سے ملاقات کرائی جاتی ہے۔ قیدیوں کے اہلخانہ جو سامان لاتے ہیں ان کی خصوصی نگرانی کی جاتی ہے۔

جیل میں 130 خواتین قیدی بھی موجود ہیں۔ جیل کے اندر موجود افسران اور اہلکاروں کی رہائش گاہیں کافی پرانی ہیں۔ وہاں پر افسران اور اہلکاروں کے بچوں کی تعلیم کی سہولت بھی میسر نہیں ہے۔ تمام بچے جیل سے باہر کالونی میں پڑھنے جاتے ہیں جو بڑا سکیورٹی رسک ہے۔

سحری میں مینیو کے مطابق سالن روٹی اور چائے دی جاتی ہے

حافظ قرآن قیدی ساتھی قیدیوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتے، نماز تراویح بھی پڑھاتے ہیں

تقریباً 50 سے ساٹھ فیصد قیدی روزہ رکھتے، سزا میں کمی نہیں ہوتی، چارپائیاں، قالین بھی قیدی تیار کرتے ہیں





رمضان اور بچپن کی یادیں

شعبوں کی معروف شخصیات پرمبنی رپورٹ

خالد یزدانی

skyazdani1@gmail.com

دنیا بھر کے مسلمان بجا طور پر ماہِ رمضان المبارک کو مقدس ترین مہینہ سمجھتے ہیں۔ جب ہم بچے تھے تو سحری بھی شوق سے کھاتے اور بوقت افطار والدین اور بہن بھائیوں کے ساتھ افطاری کرتے۔ وہ سماں کچھ اور ہی تھا۔ آج ملک کی معروف شخصیتیں بچپن کی یادیں تازہ کرتی ہیں۔

سعدیہ راشد صدر ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان نے کہا کہ میں بھی جب چشمِ تصور سے اپنے بچپن میں جھانکتی ہوں تو ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بازار کی بنی بنائی اشیائے خورد و نوش کی بجائے تمام لوازمات گھر ہی میں تیار کیے جاتے تھے۔ پکوڑوں کے لیے تازہ بیسن پسوایا جاتا۔ دہی بڑے گھر ہی میں تیار ہوتے اور اس میں ڈالنے کے لیے اور فروٹ چاٹ کے لیے لذت آمیز مصالحے گھر ہی پر تیار ہوتے تھے۔

ابا جان (حکیم محمد سعید شہید) ٹونٹیوں والے بڑے ڈرم میں روح افزا بھروا کر اور شیشے کی خالی بوتلیں گھر بھجوایا کرتے تھے۔ پھر میں اور امی جان خالی بوتلوں میں روح افزا بھر کر عزیز و اقارب، پاس پڑوس کے گھرانوں اور مسجد میں بھجوانے کا انتظام کرتے تھے۔ ہماری امی جان ویسے تو سارا سال لیکن رمضان المبارک میں خاص طور پر صدقہ، خیرات اور زکوٰۃ کا بھی بھرپور لیکن خاموشی سے اہتمام کرتی تھیں۔ اور مجھے سمجھاتیں کہ ہاتھ پاؤں سے کسی کی مدد کرنے کا بھی اجر (ثواب) ہے۔ ایک مزے دار بات کا ذکر بھی کروں اور وہ یہ ہے افطاری کے وقت دسترخوان پر دیگر نعمتوں کے علاوہ خوبانی بھی ہوتی تھی۔ میں خوبانی کھا کر چپکے سے اس کی گٹھلیاں چھپالیا کرتی تھی۔ پھر مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد تھوڑا الگ تھلگ جا کر ان گٹھلیوں کو توڑتا اور اس میں سے نکلنے والی بادام نما گری کو کھانے کا مزا ہی نرالا تھا۔ سکول سے دوپہر کو واپسی ہوتی۔ گرمی اپنے عروج پر ہوتی اور میں روزے سے! جلدی جلدی ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر اپنے ململ کے دوپٹے کو گیلا کر کے پنکھے کے نیچے لیٹ کر سونا۔ آ ہا یا لگل اے سی میں سونے کا مزہ!

یہاں ایک بات کا ذکر بھی ضروری ہے اور وہ یہ کہ سحر و افطار میں ہمارے گھر میں اتنی تیاری کے باوجود ہمارے ابا جان افطار میں صرف کھجور اور پھل کھاتے، مغرب کی نماز کے فوراً بعد ہلکا سا کھانا۔ سحری میں صرف دودھ پیتے اور کبھی کبھار دو تین پاپے ساتھ کھا لیتے۔ بہت سادہ خوراک کی عادت تھی ان کی۔ بھاری بھرکم مرغن اشیا سے دور ہی رہتے تھے ہمارے پیارے ابا جان۔

اب سوچتی ہوں کہ رمضان المبارک میں زیادہ گھرانوں میں بنی بنائی اشیائے خورد و نوش بازار سے آتی ہیں اور دسترخوان پر سجادی جاتی ہیں۔ اپنے ہاتھوں سے تیار کردہ چیزوں کا رواج رفتہ رفتہ کم ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ماہِ رمضان میں تمام مسلمانوں کی دعائیں قبول فرمائے۔

معروف گلوکار رحیم شاہ نے اپنے بچپن اور پہلے روزہ کے حوالے سے بتایا کہ میں نے پانچ سال کی عمر میں پہلا روزہ رکھا تھا اور سحری کھانے کے بعد معمول کے مطابق دوستوں کے ساتھ کھیلنے چلا گیا اور گیارہ بجے تک فٹ بال گراؤنڈ میں کھیلتا رہا۔ بعد میں گھر آیا تو کہا گیا کہ نماز ظہر ادا کرنے کے بعد سو جانا لیکن میں نماز کے بعد بھی نہیں سویا اور نہ سارا دن بھوک پیاس نے تنگ کیا۔ جب ماموں گھر آئے تو ان کو میرے پہلے روزہ رکھنے کا علم ہوا تو بہت خوش ہوئے اور ہمارے گھر میں پورے مہینے کا راشن بھیج دیا۔ مجھے یاد ہے میں نے کھجور سے روزہ کھولا۔ بچپن کے وہ دن آج بھی یاد آتے ہیں۔

پاکستان کرکٹ ٹیم کے سابق کپتان عامر سہیل نے بچپن کے روزہ کے حوالے سے بتایا نو سال کی عمر میں پہلا روزہ رکھا تھا۔ میری ماں نے اس دن میرے لئے بڑے اہتمام سے سحری تیار کی تھی کیونکہ گھر میں سب روزہ رکھتے تھے لہٰذا مجھے بھی روزہ رکھنے کا شوق ہوا۔ والدہ نے بار بار پوچھا کہ اگر بھوک پیاس لگی تو کچھ کھاؤ گے تو نہیں۔ میں نے عزم سے کہا آپ سب دیکھ لینا میں سب کی طرح روزہ رکھوں گا۔ لہٰذا دہی اور پراٹھے کے ساتھ سحری کھائی اور نماز فجر کی ادائیگی کے بعد والدہ نے سلا دیا اور پھر سکول جانے کے وقت جگا دیا۔ سکول میں بھی میں نے فخریہ بتایا کہ میں نے آج روزہ رکھا ہے۔ سکول چھٹی ہوئی تو پیاس سے برا حال تھا۔ سوچا گھر جا کر سو جاؤں گا لیکن بھوک پیاس کی وجہ سے نیند نہ آئی۔ بعد ازاں والد باہر گھمانے لے گئے اور ہم نے خوب سیر کی اور افطار سے کچھ پہلے گھر پہنچے۔ مغرب کی اذان ہوئی تو والدہ نے کہا کھجور سے روزہ افطار کرو۔ بعد میں پیٹ بھر کر فروٹ چاٹ اور دہی بھلے کھائے۔ والدہ اور والد کی حوصلہ افزائی نے ہمت دی اور یوں میں نو سال کی عمر ہی میں پابندی سے روزہ رکھنے لگا۔

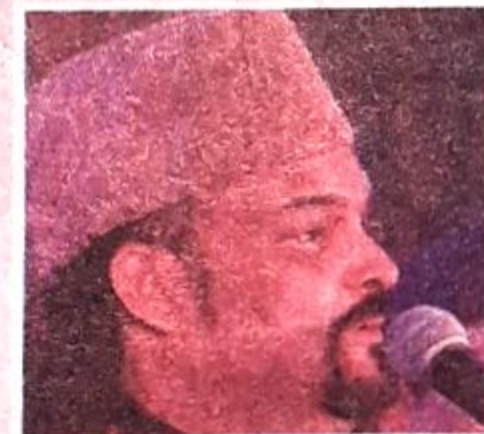


سعدیہ راشد



شہناز شیخ

عامر سہیل



امجد صابری

رحیم شاہ



آصف محمود جاہ



سعید امرتسری



مولانا سرور عاصم

نامور قوال امجد صابری نے بچپن کے دور کی یادیں تازہ کرتے ہوئے کہا کہ میری عمر اس وقت سات سال تھی جب میں نے پہلا روزہ رکھا تھا۔ یہ جمعہ کا مبارک دن تھا۔ گھر والوں نے سحری پر خصوصی اہتمام کیا تھا اور پھر سارا دن میرا خیال رکھا کہ کہیں میں نے روزہ توڑا تو نہیں۔ میں نے بخار کے باوجود پہلا روزہ صبر کے ساتھ مکمل کیا اور اس دن والد نے گھر کے باہر قوالی کی محفل بھی رکھی۔ بوقت افطاری مجھے ڈھیروں تحائف ملے۔

پاکستان ہاکی کے لیجنڈ سابق اولمپئن شہناز شیخ نے کہا کہ میں نے پہلا روزہ نو سال کی عمر میں رکھا تھا۔ اس وقت ہم سیالکوٹ میں رہائش پذیر تھے۔ ہمارا گھر حویلی نما تھا سترہ کمرے تھے ساری فیملی اکٹھی رہتی تھی والد صاحب نظم و ضبط کے پابند تھے اور رمضان المبارک میں سحری اور افطاری پر روح پرور منظر ہوتا تھا۔ ان دنوں میری والدہ کی خواہش تھی کہ میں بھی روزہ رکھوں لہٰذا میں نے ان کی خواہش کے احترام میں روزہ رکھا۔ اس وقت میں چوتھی جماعت کا طالب علم تھا۔ سحری پر والدہ نے جگایا۔ اگرچہ سحری پر مجھ سے زیادہ کھایا نہ گیا اس کے باوجود سکول گیا اور واپس آ کر آرام بھی کیا۔ بوقت افطار پکوڑے سموسے فروٹ چاٹ اور شربت سے افطاری کی اور یہ بتاتا چلوں افطاری کا سارا انتظام تایا جان نے کیا تھا بلکہ رمضان میں افطاری کا سارا وہی کرتے تھے۔

مولانا محمد سرور عاصم نے رمضان اور بچپن کے حوالے سے بتایا ہماری رہائش فیصل آباد کے نواحی گاؤں 208 رب میں تھی۔ بچپن میں گرمیوں کے دن تھے میری عمر اس وقت نو دس سال تھی۔ ماحول ایسا تھا والد، والدہ، بہن بھائی عزیز و اقارب سب روزہ رکھتے تھے۔ گرمی کی شدت کے باوجود افطاری والدہ اور والد کے ساتھ مل کر دودھ اور کھجور سے کی اور پھر سب کے ساتھ کھانا کھایا۔ اس کے بعد روزہ معمول بن گیا۔ وہ دن آج بھی یاد آتے ہیں کہ وہ سنہرے دن تھے اور آج میرے بچے بھی روزے رکھتے ہیں اور جس طرح ہم اپنے والدین کے ساتھ مل کر سحری اور افطاری کرتے تھے آج ہم اپنے بچوں کے ساتھ جب افطاری کرتے ہیں تو اکثر اپنا بچپن یاد آ جاتا ہے۔

معروف شاعر احمد سعید خاں سعید امرتسری کہتے ہیں:

یادِ ماضی عذاب ہے یارب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

لیکن میں یادِ ماضی کو اک سہانا اور خوشگوار سمجھتا ہوں جب بھی میں اس کو سوچتا ہوں تو پرانی خوشگوار یادوں میں محو ہو جاتا ہوں اور بیدار ہونا نہیں چاہتا لیکن پھر بھی ماضی سے نکلنا پڑتا ہے۔ ہم ضلع امرتسر کے ایک قریبی گاؤں فتح پور راجپوتاں سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد غالباً اکتوبر 1947ء کی بات ہے۔ والد صاحب کی پوسٹنگ بنگلہ محکمہ انہار میاں چنوں میں ہو گئی۔ ہم اپنے نانا کے گاؤں L-24/11 چیچہ وطنی سے یہاں شفٹ ہو گئے۔ مجھے یاد ہے جب پہلا رمضان شریف آیا امی جان، ابا جان صبح اٹھ کر کچھ کھاتے تھے۔ ہم نے گلہ کیا ہم کو کیوں نہیں کھلایا اُس وقت میری عمر 8 سال اور چھوٹے بھائی کی عمر 6 سال تھی ہم رونے لگے کہ ہم کو کیوں نہیں کھلایا۔ امی جان نے کہا کہ تم چھوٹے ہو روزے نہیں رکھ سکتے۔ مجھے یاد ہے مجھے پہلا روزہ رکھوایا اس وقت میری عمر دس سال تھی۔ مئی 1954ء میں ساہیوال میں ٹرانسفر ہوئی تو شہر میں رہائش تھی۔ وہاں ہمیں سحر اور افطاری کا مفہوم سمجھ میں آیا۔ ان دنوں کچھ پھیری والے سحری اور افطاری کے وقت ڈھول باجے کے ساتھ نعتیں پڑھتے ہوئے آتے تھے، اُن کی سحر انگیز آواز سے جاگ جاتے تھے۔ وہ سماں بڑا دلکش سہانا ہوتا تھا۔ ہم ان کی آواز سننے کے منتظر ہوتے تھے جو کہ مسحور کن ہوتی تھی۔ ساہیوال میں ہمارا محلہ اسلام آباد میں گھر تھا۔ قریب مسجد واقع تھی جس کو سنہری مسجد گول چکر کہتے تھے کے زیر انتظام "شبینہ" منایا جاتا تھا۔ آخری تین دنوں میں پورا قرآن پڑھا جاتا تھا۔ وہ سحری اور افطاری کا منظر یاد کرتا ہوں۔

سبحان اللہ مساجد میں قرآن خوانی
ماشاءاللہ قراء کی خوش الحانی
وجد آفریں ہے سحر آفریں ہے
صبح و مسا کی یہ جلوہ سامانی

یہ سب کچھ تو ہے مگر ڈھول باجے سے جگانے والے اور نعتیں پڑھنے والے نہیں ہیں۔

نقیب محفل نعت رسول مقبولؐ و سابقہ اسپیکر ہمدرد نونہال اسمبلی اور مستقبل قریب کی مسیحا ڈاکٹر حمیدہ علی نے پہلے روزہ کشائی کی خوشگوار یادیں تازہ کرتے کہا رمضان المبارک میں روزہ دار اور اگر یہ کوئی ننھا روزہ دار ہو تو کیا ہی بات ہے۔ ایسی ہی خوشگوار یادوں کو میں بھلا نہیں سکتی جب میں ننھی منی سی تھی اور میں نے پہلا روزہ رکھا وہ کیفیت کیا خوب تھی۔ مجھے میرے بڑوں نے رمضان المبارک اور روزہ کی فضیلت کے بارے بتایا تو میرا جی چاہا کہ میں بھی روزہ رکھوں اور ڈھیر سارا ثواب سمیٹ لوں اس سے پیارے اللہ میاں بھی خوش ہوں گے اور مجھے بھی خوشی ہو گی لہٰذا میری مرضی پر میرے ابو نے لبیک کہا اور بہت خوش ہوئے، مجھے کہنے لگے ہمارے اسلامی معاشرہ میں سالگرہ اور دیگر غیر اسلامی رسموں کی روایات بہت تیزی سے پروان چڑھ رہی ہے۔ جبکہ ہمیں بسم اللہ (یعنی قرآن پاک کا آغاز) اور اسی طرح آمین اور روزہ کشائی جیسی نیک بابرکت تقاریب کو فروغ دینا چاہیے اور یہ سب کچھ بھرپور انداز سے ہونی چاہیے لہٰذا اہتمام کیا تھا انہوں نے تمام رشتہ داروں کو مدعو کیا بالخصوص میرے ہم عمر بچے جو میرے پہلے روزے میں سحری میں بھی میرے ساتھ تھے، میری اس وقت ایک رشک آمیز کیفیت تھی۔ الحمدللہ! روزہ رکھا اذان فجر کی آواز آئی مجھے اپنے دوسرے ننھے ساتھیوں کے ہمراہ نماز ادا کرائی گئی، اس روز اسکول سے چھٹی تھی پھر خوب نیند پوری کی ظہر کی نماز ادا کرائی گئی۔ مجھے بھلا بھلا سا محسوس ہو رہا تھا عصر کے وقت مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ میری خالہ ثمینہ جو بہت اچھی ثناخواں بھی ہیں تمام بچوں اور خواتین کو محفل نعت خوانی میں شامل کیا اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اور پیارے حبیب کے احکامات و ہدایات کے بارے میں سامعین کو پیاری پیاری باتیں بھی بتائیں انہوں نے دعا بھی کرائی صرف میرے لیے نہیں اور حاضرین کی نیک تمناؤں کیلئے بھی بلکہ اُن دنوں کشمیر سمیت پاکستان کے شمالی علاقوں میں زلزلہ کے متاثرین کیلئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام بھی ہوا، بہر حال گھر میں ایک عید کا سا سماں تھا میرے عزیز و اقارب نے میری خوب حوصلہ افزائی کی اور میرے پہلے روزے کو یادگار بنا دیا۔

رمضان المبارک اور میرا بچپن کے حوالے سے ڈاکٹر آصف محمود جاہ (ستارۂ امتیاز) نے کہا الحمدللہ شروع ہی سے گھر میں دینی ماحول تھا۔ جب سے ہوش سنبھالی، تمام گھر والوں کو دینی اقدار کی پابندی کرتے دیکھا۔ بچپن میں جونہی رمضان المبارک کی آمد ہوتی، گھر میں خوشی کا سماں ہوتا۔ محدود وسائل اور چھوٹا سا گھر مگر اس کے باوجود بھی رمضان المبارک کی آمد سے پہلے ہی اس کے لیے اہتمام شروع ہو جاتا۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ 8 سال کی عمر میں پہلا روزہ رکھا۔ بچپن سے لے کر اب تک ہمیشہ رابطہ امی سے ہی ہوتا تھا۔ والد صاحب شروع سے ہی سخت مزاج کے ہیں۔ ان کے ساتھ بات کرنے کا حوصلہ نہ پڑتا۔ آج تک والد صاحب کے سامنے زیادہ بات کرنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ بچپن اور لڑکپن کا ابتدائی زمانہ سرگودھا کی گلیوں میں گذرا۔ روزہ رکھنے کا ارادہ کیا۔ امی کو بتایا تو بہت خوش ہوئیں۔ اس دن یاد پڑتا ہے کہ ساری رات نیند نہ آئی۔ صبح سحری کے وقت گرلز ہائی سکول میں لگے گوگو (الارم) نے جگا دیا۔ پھر پھیری والوں کی آمد شروع ہو گئی۔ ان دنوں یاد پڑتا ہے کہ موسم معتدل تھا۔ نہ زیادہ گرمی نہ سردی۔ صبح سویرے سکول چلے گئے۔ سکول میں دینیات کے استاد مولوی ایوب (مرحوم) ہوا کرتے تھے انہوں نے سب سے پوچھا کس کس کا روزہ ہے؟ جن کا روزہ تھا ان کو شاباش دی۔ مولوی ایوب کی شاباش سن کر دل خوش ہو گیا۔ ظہر کی نماز سکول میں ہی ادا کی۔ گھر آ کر افطاری کا انتظار شروع ہو گیا۔ بار بار بڑے بھائی منیر احمد سے پوچھتا کہ افطاری میں کتنا وقت رہ گیا ہے؟ روزہ رکھنے کی خوشی ہی اتنی تھی کہ پورے دن بھوک پیاس کا احساس نہ ہوا۔ آس پاس نانا نانی اور پھوپھو رہتے تھے۔ ان کو پتہ چلا کہ بچے نے روزہ رکھا ہوا ہے تو انہوں نے بھی افطاری کے لیے سامان بھجوایا ہے۔ نانی جان مرحومہ کے ہاتھ کے بنے ہوئے کھانے خصوصاً کڑھی کا ذائقہ اتنے سال گذرنے کے باوجود آج بھی منہ میں پانی لے آتا ہے۔ الحمدللہ پہلے روزے سے لے کر آج تک جب کہ پچاس کی دہائی میں پہنچ چکے ہیں۔ رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ نے اہتمام کے ساتھ روزے رکھنے کی توفیق دی جو تا حال جاری ہے۔

> افطاری پر دیگر نعمتوں کے علاوہ خوبانی بھی ہوتی تھی میں خوبانی کھا کر چپکے سے اس کی گٹھلیاں چھپالیا کرتی تھی' سعدیہ راشد

> نانی کے ہاتھ کے بنے ہوئے کھانے کا ذائقہ اتنے سال گذرنے کے باوجود آج بھی منہ میں پانی لے آتا ہے' آصف محمود جاہ


الله

رمضان المبارک

کا آخری عشرہ

ان میں ایک رات ایسی ہے جو کہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور جس میں قرآن مجید نازل ہوا



مولانا محمد سرور عاصم

ماہِ رمضان رحمتوں، برکتوں، سعادتوں اور مغفرتوں کا مہینہ ہے جو یہ تقاضا کر رہا ہے کہ دیکھنا کہیں ہمیشہ کی طرح اس بار بھی میری تمام تر فضیلتیں سمیٹنے سے محروم نہ رہ جانا..... شاید یہ زندگی کا آخری رمضان ہو..... دوبارہ ایسا بابرکت مہینہ نصیب میں نہ ہو.....

روزے کی حفاظت کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ اگر ہم نے اس سلسلے میں سستی و کوتاہی کا ثبوت دیا اور صحیح طریقے سے روزے کی حفاظت نہ کر سکے تو ہم اس کی فضیلتوں اور برکتوں سے محروم رہ سکتے ہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ (روزے کے اجر و ثواب کو ختم کرنے والے اعمال مثلاً) جھوٹ، بہتان، چغلی، غیبت اور لڑائی جھگڑے سے بچا جائے، خصوصاً زبان کی حفاظت کی جائے اور تقویٰ اختیار کیا جائے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا:

"جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل نہیں چھوڑتا تو اللہ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے"۔

رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنا سنت نبوی ہے اور یہ تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

جس طرح رمضان کے ماہ مبارک کو دیگر مہینوں پر فضیلت حاصل ہے بالکل اسی طرح اس ماہ کے آخری عشرہ کو بھی پہلے عشروں پر فضیلت ہے جس میں وہ مبارک رات بھی ہے جس کو قرآن مجید نے ہزار مہینوں سے بہتر فرمایا اسی طرح اس عشرے کو جہنم کی آگ سے خلاصی کا مہینہ بھی کہا گیا۔ اس عشرے میں اپنی تمام تر توانائی اس پر خرچ کر دینی چاہیے کہ ہم سے ہمارا اللہ راضی ہو جائے اور ہماری کمیوں، کوتاہیوں اور خطاؤں سے درگزر فرما دے اور نیکیوں کے حصول میں اضافہ اور جذبہ سبقت ہو۔ (رمضان میں) رسول اللہؐ بھلائی میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخاوت کرتے تھے۔

سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب (آخری) عشرہ شروع ہو جاتا تو رسول اللہؐ شب بیداری فرماتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے اور (عبادت کے لئے) کمر کس لیتے۔

اسی عشرے میں لیلۃ القدر ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا اور آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے''۔

لہٰذا آخری عشرے میں لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہیے، کیونکہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے قیام کرے، تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے"۔ رمضان المبارک کے آخری عشرے کے انوار و برکات کو زیادہ سے زیادہ سمیٹنا چاہیے رمضان المبارک کے ان دس شب کو جو اہمیت اور فضیلت حاصل ہے اس کا اندازہ حدیث سے بخوبی ہوتا ہے کہ انہی راتوں میں سے ایک رات وہ ہے جو کہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور جس میں قرآن مجید نازل ہوا

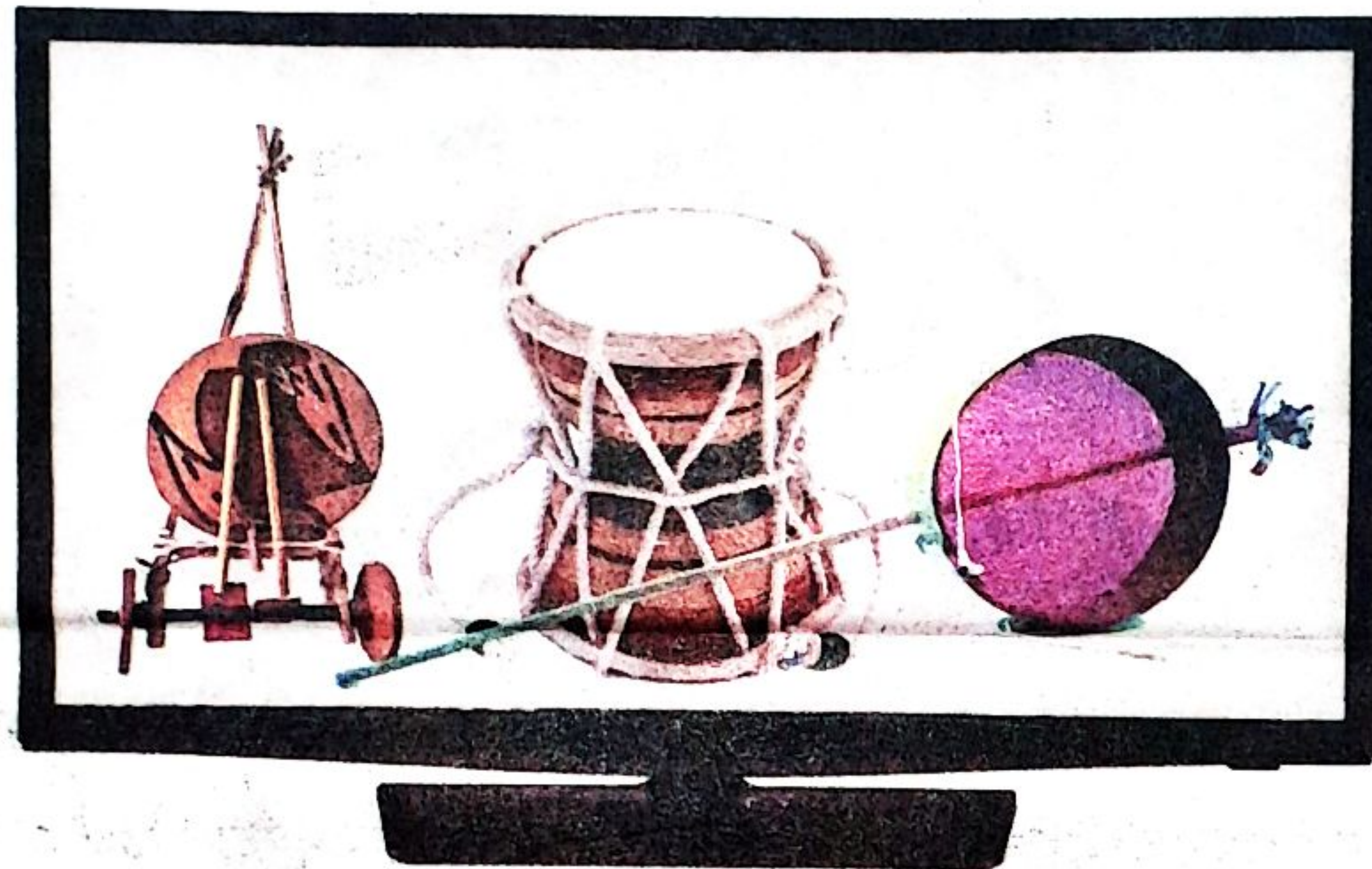
ہدایت کے صحیفے سب کے سب اس ماہ میں اترے
اسی ماہ مبارک میں کلاموں کا امام آیا
اسی میں رات اک آئی ہزاروں رات سے بہتر
کہ جس میں چشمۂ رحمت سے بندے کو سلام آیا

کری ایٹو ہیڈ: زاہد رانا

رمضان نشریات

ہوتا ہے شب و روز تماشا!

غزالہ فصیح



رمضان المبارک پورے سال میں ایک مہینے کا ''مہمان '' ہے۔ یہ وہ ماہ ہے جس کی ایک ایک ساعت اس قدر برکتوں اور سعادتوں کی حامل ہے کہ باقی گیارہ ماہ مل کر بھی اس کی برابری و ہم سری نہیں کر سکتے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان میں بحالتِ ایمان ثواب کی نیت سے قیام کیا تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے گئے''۔ ایک ایسا مہینہ جس کی ہر ہر ساعت ہمارے لئے سعادتوں کی پیامبر اور خدائے ذوالجلال کی بے پایاں رحمتوں کی نوید بن کر آتی ہے' ہم اس ماہ مقدس کے شب و روز کو غنیمت جان کر اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے کا اہتمام کر سکتے ہیں۔ اسی لئے ماہ رمضان ہم عبادات میں گزارتے ہیں۔ ماحول اسلامی رنگ میں ڈھل جاتا ہے اور معمولاتِ زندگی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ماہ رمضان میں ریڈیو ٹی وی پر بھی ایسے پروگرام پیش کئے جانے کی روایت رہی ہے جن سے دینی تعلیم و معلومات کو فروغ ملتا ہو، علمائے دین سے گفتگو اور حمد و نعت کی اس طرح پیشکش کی جاتی تھی کہ ٹی وی پروگرام رمضان کے تقدس سے یکسر ہم آہنگ نظر آتے تھے، لیکن ان دنوں پاکستان کے بیشتر ٹی وی چینلز پر رمضان ٹرانسمیشن کے نام پر جو اودھم جاری ہے، انہیں دیکھ کر تو بے ساختہ ''الحفیظ والاماں'' کی صدا نکلتی ہے۔ افطار سے قبل ان چینلز پر علماء سے گفتگو اور حمد و نعت پیش کی جاتی ہیں لیکن آذان مغرب کے فوراً بعد رمضان ٹرانسمیشن میں ''منی بدنام ہوئی ڈارلنگ تیرے لئے'' بجایا جاتا ہے، کچھ دیر قبل دینی مسائل پر اپنی علمیت جھاڑنے والے، بزعم خود ''سب سے مقبول'' میزبان، ناچتے، گاتے ہوئے مسخرے کا روپ دھار لیتے ہیں، رمضان ٹرانسمیشن میں دھما چوکڑی مچانے میں حقیقتاً وہ سب سے بازی لے گئے ہیں، لیکن دیگر چینلز بھی کم نہیں ایک دوسرے سے ریٹنگ میں آگے نکلنے کی دوڑ میں ایسی نشریات پیش کر رہے ہیں جو ماہ رمضان کے تقدس کے منافی ہیں۔ مذہب کے نام پر ان پروگراموں

> میزبان اور کالر کے درمیان اس موقعے پر مذاق بھی شروع ہو جاتا ہے اور عالم کی گفتگو کا سارا تاثر بکھر جاتا ہے

میں شعائر اسلامی کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ ماڈل، اداکار اور گلوکار رمضان کی خصوصی نشریات کی میزبانی کر رہے ہیں، عالم دین، اساتذہ کرام، یا رول ماڈل شخصیات کی بجائے ان پروگراموں میں شوبز فنکاروں کو مدعو کیا جا رہا ہے۔ ماڈلز اور اداکارائیں نیم عریاں ملبوسات میں اس انداز میں جلوہ گر ہو رہی ہیں جیسے رمضان پروگرام نہیں فیشن شو میں شریک ہوں۔

ماہ رمضان زکوٰۃ، صدقات اور خیرات کا مہینہ ہوتا ہے اس حوالے سے رمضان کے پروگراموں میں تحفے تحائف دینا اچھی بات ہے لیکن ہمارے چینلوں نے ایک دوسرے کی مسابقت میں اس میں بھی ایسا انداز اختیار کیا ہے کہ شرکاء تحائف کی بھیک مانگتے دکھائی دیتے ہیں۔ دینی معلومات کے متعلق سوالات کی حوصلہ افزائی پر انعام کی بجائے میزبان کی پسند کے مطابق تحائف بانٹنے سے لوگوں میں لالچ کو فروغ مل رہا ہے اور اسلامی تعلیمات میں دلچسپی کے برعکس لوگ تحائف کی لوٹ میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ رمضان نشریات کے میزبان جب مہمانوں میں انعامات کی بارش کر رہے ہوتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو حاتم طائی سے کم نہیں سمجھتے۔ لگتا ہے کہ وہ یہ انعامات اپنے گھر سے لا کر عوام میں تقسیم کر رہے ہیں۔ اس موقعے پر اپنے تیار کردہ گرتے بانٹ کر ذاتی کاروبار کی تشہیر بھی کی جاتی ہے۔ پروگرام کے دوران ناظرین کی فون کالز بھی لی جاتی ہیں اور ان سے سوالات پوچھ کر انہیں بھی انعامات دیئے جاتے ہیں۔ لہذا جب علماء کے درمیان کوئی نہایت سنجیدہ گفتگو ہو رہی ہوتی ہے تو کوئی محترمہ فون کر کے بجائے اس بحث سے متعلق سوال کرنے کے میزبان سے اپنی پسند کی ڈیزائنر لان کی فرمائش کر دیتی ہیں یا پھر انہیں اپنے بھائی یا شوہر کے لئے موٹر سائیکل چاہیے ہوتی ہے۔ میزبان اور کالر کے درمیان اس موقعے پر ہنسی مذاق بھی شروع ہو جاتا ہے اور عالم کی گفتگو کا سارا تاثر بکھر جاتا ہے۔ تحائف کے لئے مقابلے کے نام پر خواتین و حضرات سے مضحکہ خیز ہی نہیں ہتک آمیز ''حرکات'' کروائی جاتی ہیں۔ نوجوانوں کے سر منڈوانے، ان پر انڈے پھوڑنے جیسے کارنامے، ان شوز میں نظر آتے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ بزرگ خواتین و حضرات بھی تحائف کے خاطر ہنستے مسکراتے بے عزت ہوتے رہتے ہیں۔

کمرشل ازم کے شکار رمضان کے ان پروگراموں کے بارے میں عوام شدید احتجاج کر رہے ہیں۔ اخبارات کو روزانہ فون کالز اور احتجاجی مراسلے موصول ہو رہے ہیں اور سوشل میڈیا پر بھی لوگ ان کے خلاف بھرپور آواز اٹھا رہے ہیں۔ ان پروگراموں کو رمضان کے نام پر سجائی گئی دکانیں قرار دیا جا رہا ہے۔ دینی معلومات کی بجائے عوام کو گمراہ کرنے اور غلط رجحانوں کو فروغ دینے کی مذمت کی جا رہی ہے اور پیمرا سے پوچھا جا رہا ہے کہ انکی آنکھیں اور کان بند کیوں ہیں۔

فیڈرل یونیورسٹی کے استاد اسمٰعیل حنیف نے اس کے متعلق بات کرتے ہوئے کہا کہ اس طرح کے پروگراموں سے معاشرے میں ''مانگنے'' کا عنصر فروغ پا رہا ہے۔ جو لوگ آٹھ یا دس ہزار روپے مہینہ کماتے ہیں انہیں بھی ٹی وی پر لا کر مدد مانگنا خود ان کو ''منگتا'' بنا رہا ہے۔ اس طرح معاشرے سے سفید پوشی ختم ہوتی جائے گی اور لوگ مانگنے کو اچھا سمجھنے لگیں گے''۔ ورکنگ وومن ثوبیہ نے کہا جب سے یہ پروگرام شروع ہوئے ہیں سڑکوں پر مانگنے والوں کی تعداد کم اور ٹی وی چینلز پر زیادہ نظر آنے لگی ہے۔ کوئی اپنے آپ کو یتیم خانے کا بتا رہا ہے تو کوئی بے آسرا۔ اسلام میں بے آسرا اور بے گھر بزرگ شہریوں، زیادتیوں کا شکار بچوں اور اسی قسم کے دوسرے پسے ہوئے اور مجبور طبقے کے افراد کی مدد کرنے کے لئے اس طرح کہا گیا ہے کہ ایک ہاتھ سے دو تو دوسرے ہاتھ کو پتہ نہ چلے مگر اب یہ سب ٹی وی پر آ رہا ہے۔ گویا نیکیوں کی تشہیر ہو رہی ہے۔'' گھریلو خاتون اسماء ناز نے کہا کیا یہ احترام رمضان ہے بچے بچیاں سحری و افطاری قرآن کی برکات چھوڑ کر پانچ بجے ٹی وی کے آگے بیٹھ جاتے ہیں، نہ اچھے انداز میں افطار کرتے ہیں نہ سحری، نہ تلاوت قرآن پاک کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ تراویح پڑھنے اور نماز باجماعت پڑھنے کی بجائے بچے بچیاں اب تو نوجوان اور بوڑھے بھی گھروں میں ٹی وی کے آگے سے اٹھنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم کدھر جا رہے ہیں کون سا دین اپنے بچے بچیوں کو سکھا رہے ہیں، دین سے کھلم کھلا انحراف ہمیں عذاب الٰہی میں مبتلا نہ کر دے۔ میں ٹی وی مالکان سے درخواست کرتی ہوں خدارا غور کیجئے پروفیشنلزم اپنایئے، بھیڑ چال، مقابلے بازی اور ریٹنگ کے نام پر ہونے والی ڈرامہ بازی دنیا میں تو آپ کو بظاہر کامیاب قرار دے سکتی ہے، مگر اللہ نے دین کا تمسخر اڑانے والوں کے لئے سخت عذاب رکھا ہے۔ علماء دین کی جانب سے بھی رمضان کی لغو نشریات کی بھرپور مذمت کی جا رہی ہے۔ فتویٰ دینے والے مدارس میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی، جامعہ اشرف المدارس، جامعہ بنوریہ العالمیہ سائٹ اور جامعۃ الدراسات الاسلامیہ گلشن اقبال شامل ہیں۔ مولانا الیاس قادری نے انکی مذمت میں سوشل میڈیا پر وڈیو جاری کی ہے۔

رمضان ٹرانسمیشن کی وجہ سے کراچی میں ایک نئی بھیڑ چال شروع ہو گئی ہے، وہ پہر ڈھلتی نہیں کہ ٹی وی چینلز کے دروازوں پر گاڑیاں بھر بھر کر لوگ جوق در جوق پہنچنے لگتے ہیں۔ حتیٰ کہ عمارتوں کے اندر جانے کے لئے بھی سینکڑوں لوگ لائن لگائے کھڑے رہتے ہیں۔ ہر شخص کی کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح اس کا نام بھی مہمانوں کی فہرست میں

> کمرشل ازم کے شکار رمضان کے ان پروگراموں کے بارے میں عوام شدید احتجاج کر رہے ہیں

درج ہو جائے اور وہ اسٹوڈیو میں پہنچ جائے۔ لوگ اسکرین پر نظر آنے کے لئے اپنے دفتروں اور فیکٹری و کارخانوں سے چھٹیاں لے کر یہاں پہنچتے ہیں۔ مہنگے مہنگے انعامات، روزہ افطار کی سہولت اور کار، موٹر سائیکل اور عمرے کے ٹکٹس حاصل کرنے کی خواہش بھی انہیں یہاں تک کھینچ لاتی ہے۔ کراچی میں فیڈرل بی ایریا کے متوسط طبقے کی آبادی سے لیکر مضافاتی علاقوں نارتھ کراچی، سیراب گوٹھ، اورنگی، کورنگی اور ملیر وغیرہ میں چینلز اپنی

> رمضان پروگرامز کے مثبت پہلو کے متعلق اگر بات کی جائے تو ان میں غریب کم آمدنی والے یا نادار لوگوں کی مالی معاونت بھی کی جا رہی ہے

ٹرانسپورٹ مہیا کرتے ہیں اور سحری کی نشریات کے لیے لوگوں کو گھروں سے پک کیا جاتا ہے۔ شہر کے اس نئے کلچر میں اب سینکڑوں خاندان اپنے گھروں کی بجائے ٹی وی چینلز کے دسترخوانوں پر سحر و افطار میں مصروف نظر آتے ہیں۔

رمضان پروگرامز کے مثبت پہلو کے متعلق اگر بات کی جائے تو ان میں غریب، کم آمدنی والے یا نادار لوگوں کی مالی معاونت بھی کی جا رہی ہے۔ نا صرف ٹی وی چینلز انتظامیہ کی جانب سے بلکہ ٹی وی کے ذریعے مخیر افراد سے اپیل کے ذریعے بھی مالی معاونت طلب کی جاتی ہے اور یوں دیکھتے ہی دیکھتے لاکھوں روپے جمع ہو جاتے ہیں۔ مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے مذہبی اسکالر لوگوں کے سوالات اور دینی مسائل کے سوالات کا جواب دیتے ہیں۔

رمضان ٹرانسمیشن جاری رہنے کی اہم وجہ وہ اسپانسرز ہیں جنہیں جذبات، ہمدردی کے درمیان اپنے اشتہارات لوگوں کی بہت بڑی تعداد تک پہنچانے کا موقع مل رہا ہے۔ بے شک وہ کروڑوں روپے انویسٹ کر رہے ہیں۔ ایک جانب تمام افراد کے لئے افطار کے سامان اور کھانے پر بھاری رقم خرچ کرنا پڑ رہی ہے تو دوسری جانب ٹی وی چینلز کو اشتہارات چلانے کے بھی پیسے دے رہے ہیں۔ گویا انہیں ہر سیکنڈ پر لاکھوں روپے خرچ کرنا پڑ رہے ہیں۔ دوسری جانب چینلز ان پروگرامز کے سیٹس، لائٹنگ جدید آڈیو ویڈیو ریکارڈنگ سسٹم دیگر آلات و ساز و سامان روزانہ کی صفائی، تزئین و آرائش پر یومیہ کئی لاکھ روپے صرف کرتے ہیں۔ اگر اسی رقم کی پلاننگ کی جائے تو ہزاروں لوگوں کے لئے مستقل روزگار کا بندوبست بھی کیا جا سکتا ہے، لیکن اس طرح چینلوں کا کاروبار کیسے چلے گا؟

ذمہ دار ذرائع کے مطابق 'رمضان ٹرانسمیشن ٹی وی چینل کی آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں۔ ملٹی نیشنل کمپنیز ہوں یا ملکی انڈسٹریز، سب کی پہلی ڈیمانڈ یہی ہوتی ہے کہ ان کے کمرشلز سحر و افطار کی نشریات میں لازماً اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں دکھائے جائیں۔ اس کے لئے وہ چھوٹے سے چھوٹے سوالات پر بڑے سے بڑے انعامات بھی دیتے ہیں اور چینلز کو اشتہارات چلانے کے پیسے بھی اس طرح سارے سال کی آمدنی ایک ماہ میں نکل آتی ہے۔ چنانچہ کمرشل ازم کی دوڑ میں بیشتر چینلز اخلاقی و مذہبی اقدار سب کچھ پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ تاہم دھما چوکڑی کے اس ماحول میں بھی بعض چینلز نے رمضان نشریات میں بھی اپنی اقدار کو برقرار رکھا ہے، ان کے پروگراموں میں ناظرین کو دینی معلومات، کھانے پکانے کی ترکیبیں، معروف شخصیات سے ملاقات، ہنسی مذاق اور انعامات سب کچھ ملتا ہے لیکن شائستگی برقرار رکھی جاتی ہے۔ سمجھدار طبقے کی بڑی تعداد ان پروگراموں کی معترف ہے۔ وقت نیوز سمیت ایسے چند اور چینلز نے رمضان نشریات کی بھیڑ چال میں شرکت نہیں کی اور اسکے لیے موزوں وقت مخصوص کیا ہے۔ احسن یہی ہے کہ ماہ رمضان کی بابرکت ساعتیں، خشوع و خضوع سے نماز پڑھنے، قرآن پاک کو سمجھنے، گھر والوں کے ساتھ وقت گزارنے، سماجی خدمت، عزیز رشتے دار، پڑوسیوں، دوستوں سے تعلقات بہتر بنانے میں صرف کی جائیں نہ کہ ''رمضان شو'' میں شرکت کے لئے ٹی۔ وی چینلز کے باہر لائنیں لگا کر یا ٹی وی سیٹ کے سامنے بیٹھ کر خرافات پر مبنی شو دیکھ کر اپنا ایسا قیمتی وقت برباد کیا جائے، جس کی برکتیں سمیٹنے کا موقعہ آئندہ سال ملے نہ ملے۔

بھیک مانگنا قابل سزا جرم' گداگری میں سالانہ 4 فیصد اضافہ

گداگری کے بدلے انداز!

بھکاری نارمل حالات میں اوسطاً 30 سے 40 ہزار روپے ماہانہ کما لیتے ہیں

شاذیہ سعید

shazi1730@hotmail.com

آفس سے آکر ابھی پرس میز پر رکھا ہی تھا کہ کسی نے بیل بجائی، سوچا ذرا سانس لے لوں تو دیکھتی ہوں لیکن یہ کیا دوسری بار پھر بیل بجی، تیسری بار صبر نہیں ہوا تو دھڑ دھڑا دھڑ دروازہ پیٹا جانے لگا۔ باہر والا یا تو بہت جلدی میں تھا یا پھر اسے یوں لگ رہا ہوگا ہم دروازے کے پیچھے چھپ کر بیٹھے ہیں جیسے ہی وہ آئیں بیل بجائیں اور ہم دروازہ کھلو دیں۔ غصہ تو بہت آیا کہ آنے والے پر کیا مصیبت ٹوٹ پڑی کہ صبر بھی نہیں ہو رہا۔ جونہی دروازہ کھولا چھپاک کر کے دو بچے ہاتھ پھیلائے سامنے آگئے"باجی ہم نے دو دن سے کچھ نہیں کھایا، ہمیں پیسے دے دو، پہلے تو مجھے غصہ آیا کہ یہ آفت کے پرکالے کہاں سے ٹپک پڑے ہیں اور اب یوں ہاتھ پھیلا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کیوں گھر میں ماں نے کچھ بنایا نہیں، ڈھنائی سے کہتے ہیں نہیں، میں نے پوچھا کہ والد کہاں ہیں تو کہتے ہیں وہ ادھر پارک میں پڑا ہوا ہے۔ مجھے لگا کہ بچے جھوٹ بول رہے ہیں محض مانگنے کا بہانا بنا رہے ہیں تو میں نے کہا وہ سامنے ہوٹل والے کے پاس جاؤ اور اس سے کچھ کھانے کو لے لو پیسے میں اسے دے دوں گی تو کہتے ہیں نہیں ہمیں پیسے دے دیں ہم خود ہی کھالیں گے۔

پھر تو شک حقیقت میں بدلنا ہی تھا میں نے کہا چلو دکھاؤ مجھے کہاں ہے تمہارا باپ یہ سنتے ہی دونوں نے دوڑ لگا دی۔ یہ محض ایک ہی قصہ نہیں ہے یہ روز کا معمول ہے، روز کوئی نہ کوئی دروازے پر آتا ہے اور یونہی بھیک مانگتا ہے ان میں بچے ہی نہیں بڑے، بوڑھے اور بزرگ حضرات بھی شامل ہوتے ہیں۔ یہ گداگروں کے مانگنے کے نئے طریقے اور انداز ہیں۔ پہلے تو یہ لوگ سڑکوں پر، ٹریفک سگنلز پر، گلی میں یا چراہوں پر ہی ملتے تھے اب تو جناب یہ لوگ گھروں تک آپہنچے ہیں۔ آج کل چونکہ رمضان کا مہینہ چل رہا ہے تو ان کے پاس بہانے بھی بہت سے ہیں۔ یہ گداگر روز ہر گھر پر جاتے ہیں اور کچھ نہ کچھ ڈیمانڈ کرتے ہیں جن میں سے زیادہ ڈیمانڈ ایک موٹی رقم کی ہوتی ہے۔ جب ان سے کہا جائے کہ ہم پہلے سے ہی کسی کے گھر راشن ڈلوا رہے ہیں تو کہتے ہیں ہم زیادہ مستحق ہیں، ہمیں بھی دیا جائے۔ عین افطاری کے وقت بچے زور زور سے دروازہ بجانے لگتے ہیں کہ افطاری کروادیں یا پیسے دے دیں۔ بزرگ حضرات کہتے ہیں کہ ان کی بہو نے انہیں سحری اور افطاری نہیں دی ہماری پیسوں سے مدد کردیں۔ جب ان سے کہتے ہیں کہ چلو دکھاؤ کہاں رہتی ہے تمہاری بہو ہم بات کرتے ہیں تو یہ کہتے ہوئے چلے جاتے ہیں کہ ہمارا گھر بہت دور ہے نہیں دینے پیسے تو نہ دیں۔

گداگری کا یہ پیشہ گزشتہ دو برسوں میں پروان چڑھنے لگا ہے، پہلے پہل تو ایک ادھ بندہ یا بندی ہی آتے تھے لیکن اس برس تو یوں لگتا ہے کہ جیسے یہ لوگ لائن بنا کر کھڑے ہوں کہ ہمیں بھی رمضان میں کچھ دیا جائے۔ ان میں سے اکثریت صحتمند افراد کی ہوتی ہے، جب ان سے کہا جائے کہ ہاتھ پیر سلامت ہیں جا کر خود سے کما کر کھاؤ تو کہتے کہ جو کماتے ہیں اس میں خرچہ پورا نہیں ہوتا یا کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی کام ہی نہیں دیتا۔ گداگری کا پیشہ عام دنوں دنوں کی نسبت رمضان المبارک کے بابرکت اور رحمتوں والے مہینے میں خوب پروان چڑھتا ہے۔

پیشہ ور گداگر اپنے آبائی قصبوں اور دیہاتوں سے نکل کر ملک کے اہم شہروں اسلام آباد، لاہور، کراچی، کوئٹہ، پشاور، حیدرآباد، ملتان اور فیصل آباد وغیرہ کی طرف



آجاتے ہیں چونکہ شہروں میں زیادہ متمول اور نسبتاً خوش حال لوگ رہتے ہیں جو خاص طور سے رمضان المبارک میں اپنے مال و متاع کی زکوۃ، صدقات اور خیرات وغیرہ کثرت سے غرباء و مساکین میں تقسیم کرتے ہیں۔ اسی لئے یہ پیشہ ور گداگر اور دیہی و پس ماندہ علاقوں کے غریب، نادار، مفلس اور ضرورت مند لوگ بھی رمضان میں ''کمائی'' کے لئے شہری علاقوں میں ڈیرے ڈال لیتے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں سالانہ 13 ارب 78 کروڑ روپے سے زاید زکوۃ دی جاتی ہے جب کہ 16 ارب کے لگ بھگ چیریٹی کی مد میں دیئے جاتے ہیں۔ گویا مجموعی طور پر کم و بیش 30 ارب روپے مالی طور پر خیرات کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ تقریباً ساڑھے 11 ارب روپے سالانہ کی امدادی اشیاء بھی غریبوں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کی جاتی ہیں اور خیرات کے ان اربوں روپوں سے اپنے کشکول بھرنے کے لئے بنے ٹھنے پیشہ ور گداگروں کے غول کے غول ملک کے طول و عرض میں سرگرم ہو جاتے ہیں۔

رمضان میں گداگر روزانہ 2 سے ڈھائی ہزار اور بسا اوقات اس سے بھی زیادہ کما لیتا ہے۔ 2012ء کی تحقیق کے مطابق فی بھکاری نارمل حالات میں اوسطاً 30 سے 40 ہزار روپے ماہانہ کما لیتا ہے اور رمضان و عیدین جیسے مخصوص مواقع پر تو ان کی چاندی ہو جاتی ہے۔ آج کل بھی رمضان المبارک کے مقدس ایام کے دوران گلی کوچوں اور شہروں میں پیشہ ور بھکاریوں کی بڑی تعداد نظر آرہی ہے

البتہ پیشہ ور بھکاریوں اور جائز ضرورت مند افراد کے درمیان تفریق کرنا مشکل ہے۔ کئی شہری رمضان المبارک کے دوران بھکاریوں کو بھیک دینے یا نہ دینے سے متعلق تذبذب کا شکار ہیں، کئی بھکاری ٹولیوں کی شکل میں نظر آتے ہیں جو اپنے خاندان بھر کے ہمراہ گلیوں، بازاروں اور سڑکوں پر مانگتے نظر آتے ہیں۔ شہریوں کو کہنا ہے کہ بھکاری بالخصوص افطاری کے اوقات میں جمع ہو جاتے ہیں

اور گھر گھر جا کر بھیک مانگتے ہیں تاہم رمضان المبارک میں بھکاریوں نے بڑے شہروں میں اپنے ڈیرے جما لئے ہیں اور ان کے مانگنے کا انداز اتنا جذباتی ہوتا ہے کہ بعض اوقات سخت دل انسان بھی ان کی آہ و بکا سن کر مدد کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ شہریوں کا کہنا ہے کہ بھیک مانگنے والوں کی حوصلہ شکنی کی جائے اور محنت کر کے گزر بسر کرنے کی تلقین کی جانی چاہئے کیونکہ پیشہ ور بھکاری معاشرے کیلئے کسی طرح سودمند نہیں جبکہ مخیر حضرات اور فلاحی تنظیموں کو چاہئے کہ وہ مستحق افراد کی مدد کو یقینی بنائیں لیکن یہاں پر بھی یہی مسئلہ ہے کہ کیا سچ میں یہ لوگ ضرورت مند ہیں یا نہیں رمضان المبارک میں آنے والے گداگروں کو موسمی گداگر بھی کہا جاتا ہے۔ ان گداگر خاندانوں میں مرد، خواتین، بچے، بزرگ، نوجوان لڑکے اور لڑکیاں شامل ہوتی ہیں۔ یہ رمضان المبارک، عید الفطر اور عید الاضحیٰ تک شہر میں موجود رہتے ہیں۔ گداگر مختلف جگہوں کا انتخاب کرتے ہیں جن میں سگنلز، ریلوے سٹیشن، بس اڈے، ہسپتال اور بڑی بڑی مارکیٹس شامل ہیں۔ گداگر خاندان فٹ پاتھوں، پارکوں، میدانوں، پلوں کے نیچے اپنی عارضی رہائش گاہیں بناتے ہیں۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ان بھکاریوں کو بھیک دینا جائز نہیں تو پھر واقعی حاجت مند کی پہچان کیسے ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سب سے زیادہ حق دار اپنے قریبی لوگ ہیں۔ ان میں رشتہ دار، دوست احباب اور وہ لوگ جن کو آپ جانتے ہیں کہ یہ لوگ واقعی حاجت مند ہیں۔ اس کے بعد تمام لوگوں کو چاہیے کہ اپنے اپنے علاقے اور محلے میں تلاش کرے کہ کون ایسے سفید پوش لوگ ہیں جو کسی کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہوئے شرماتے ہیں۔ ایسے افراد کو ڈھونڈ کر ان کو ان کا حق دیا جائے۔ اگر آپ نے مکمل احتیاط کے ساتھ کسی کو حق دار سمجھ کر کچھ دے دیا تو یہ آپ کے دل کا معاملہ ہے۔ جیسی نیت ویسی جزا۔ اگر آپ نے بلا سوچے سمجھے اور بغیر تحقیق کے بھکاریوں کو کچھ دیا تو آپ ملک میں ان لوگوں کی تعداد میں اضافے کا سبب بنیں گے جو کہ یقیناً ملک کے لئے نقصان کا باعث ہے۔۔ پاکستان کے قانون کے مطابق بھی بھیک مانگنا قابل سزا جرم ہے۔ گداگری میں سالانہ 4 فیصد اضافہ ہو رہا ہے۔ گزشتہ سال کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں بھکاریوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ بھکاریوں کو یہ جرم کرنے سے روکے۔ ان کے لئے کسی روزگار کا انتظام کرے اور انہیں زبردستی اس قابل سزا قبیح جرم سے منع کرے۔ واضح رہے کہ بھیک مانگنا آئین کے آرٹیکل 3 اور 11 کی خلاف ورزی ہے لیکن آج تک اس قانون پر عمل درآمد دیکھنے میں نہیں آیا۔

بڑے شہروں میں بھکاریوں کی یونین ہوتی ہے۔ بھکاری اپنے تمام کام اپنی یونین کے سربراہ کی مرضی سے سرانجام دیتے ہیں۔ پورے شہر میں ان کے کارندے ہر بھکاری پر نظر رکھے ہوتے ہیں۔ کسی بھی شاہراہ، چوک یا چوراہے پر بھیک مانگنے سے پہلے بھکاری مافیا کے سربراہ سے اجازت لینا ضروری ہوتا ہے۔ ان سے اجازت لئے بغیر وہ کسی کو بھیک مانگنے کی اجازت نہیں دیتے بلکہ ہر بھکاری سربراہ یونین کو بھتہ یا کمیشن بھی دیتا ہے۔ اگر نہ دے تو اسے بھیک مانگنے کی کہیں اجازت نہیں دی جاتی، زبردستی اسے بھگا دیا جاتا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً تین لاکھ سے زاید پیشہ ور بھکاری مختلف شہروں میں باقاعدہ ایک منظم نیٹ ورک کے تحت صبح و شام ''محنت مزدوری'' کر رہے ہیں جو مختلف گروپوں اور گروہوں میں تقسیم ہیں اور ہر گروپ اور گروہ باقاعدہ ایک سرغنہ یا سردار کی زیر نگرانی کام کرتا ہے۔ بھکاریوں کی یونین نے بھکاریوں کے لئے گاڑیوں کا انتظام بھی کیا ہوتا ہے، جو انہیں کسی مخصوص مقام پر چھوڑ جاتے ہیں اور پھر رات کے وقت وہاں سے واپس لے جاتے ہیں۔ گداگروں کی گداگری کی سب سے محبوب جگہیں ٹریفک سگنلز ہوتی ہیں۔ یہاں انہیں زیادہ مشقت نہیں اٹھانا پڑتی، بڑی بڑی گاڑیوں والے امیر لوگ خود ہی ٹریفک سگنل پر آجاتے ہیں۔

ان سے پیسے نکلوانا قدرے آسان ہوتا ہے۔ سگنلز پر عام طور پر پانچ قسم کے بھکاریوں سے پالا پڑتا ہے۔ پہلی قسم کے بھکاری تو وہ ہوتے ہیں جو واقعی معذور ہوں، پیدائشی معذور ہوں یا کسی حادثے کی وجہ سے معذور ہوگئے ہوں، یہ فٹ پاتھ پر ایک جگہ بیٹھے رہتے ہیں، اسی جگہ پر لوگ ان کو بھیک دیتے ہیں۔ دوسری قسم کے بھکاری وہ ہوتے ہیں جو جان بوجھ کر جھوٹ موٹ میں معذور بنے ہوتے ہیں۔ ان میں سے کچھ نابینا اور کچھ نے جسم پر مصنوعی طور پر زخم لگائے ہوتے ہیں۔ تیسری قسم کے بھکاری سگنلز پر کھڑے وہ بچے ہوتے ہیں جو بھیک مانگنے کے فن سے پوری طرح واقف ہوتے ہیں۔ بھکاریوں کی چوتھی قسم ان خواتین و حضرات پر مشتمل ہوتی ہے جنہوں نے اپنی گود میں اکثر و بیشتر نوزائیدہ بچہ اٹھایا ہوتا ہے۔ وہ معصوم بچوں کو اس وجہ سے گود میں اٹھا کر بھیک مانگتے ہیں کیوں کہ لوگ ان بچوں کو دیکھ کر پیسے زیادہ دیتے ہیں۔ گود میں لیے ہوئے بچوں کے بارے میں یہ انکشاف ہوا ہے کہ بعض اوقات یہ بھکاری دوسرے لوگوں سے گود میں لینے کے لیے بچے کرائے پر بھی لے کر آتے ہیں۔ پانچویں قسم کے بھکاری وہ مرد و خواتین ہوتے ہیں جن کی گود میں کوئی بچہ نہیں ہوتا لیکن یہ اس قدر ڈرامائی انداز سے بھیک مانگتے ہیں کہ پتھر دل بھی موم ہو جاتا ہے اور لوگ انہیں بھیک دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ آج کل پرانے گداگر نئے بھیس میں گھر گھر جا کر بھیک مانگ رہے ہیں حکومت کو ان کے خلاف ایکشن لینے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ ایسے میں مستحق افراد اپنے حق سے محروم رہ جاتے ہیں کیونکہ وہ کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔

مانگنے کا انداز اتنا جذباتی ہوتا ہے بعض اوقات سخت دل انسان بھی ان کی آہ و بکا سن کر مدد کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے

گداگری کا پیشہ عام دنوں دنوں کی نسبت رمضان المبارک کے بابرکت اور رحمتوں والے مہینے میں زیادہ پروان چڑھتا ہے

دیہی و پس ماندہ علاقوں کے ضرورت مند لوگ بھی رمضان میں ''کمائی'' کے لئے شہری علاقوں میں ڈیرے ڈال لیتے ہیں

گداگر خاندان فٹ پاتھوں، پارکوں، میدانوں، پلوں کے نیچے عارضی رہائش گاہیں بنا لیتے ہیں

جسم میں شوگر کی کمی سر درد کی شدت بڑھا دیتی ہے

بلڈ پریشر کے مریضوں کو

روزہ فائدہ دیتا ہے

پروفیسر آف میڈیسن ڈاکٹر فرخ اقبال سے گفتگو

فرزانہ چودھری
farzanach95@yahoo.com





رمضان المبارک ایک انتہائی مبارک اور متبرک مہینہ ہے جس کا انتظار اہل اسلام شدت سے کرتے ہیں۔ اللہ تعالی نے اس ماہ میں روزے نازل فرمائے اور روزے ہمارے دین کا ایک بنیادی رکن ہیں۔ رسولؐ نے فرمایا روزہ مومن کی ڈھال ہے۔ یہ نہ صرف انسان کو روحانی طور پر مضبوط کرتا ہے بلکہ ہر قسم کے امراض کی بہتری میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اسی لئے اسے ڈھال سے تشبیہ دی گئی ہے۔ رمضان المبارک کے روزے اور مریضوں کی صحت کے حوالے سے پروفیسر فرخ اقبال سے گفتگو کی ہے جو نذر قارئین ہے۔ پروفیسر فرخ اقبال پروفیسر آف میڈیسن ہیں اور ان کا شمار سنیئر فزیشن میں ہوتا ہے۔ آج کل وہ یونیورسٹی کالج آف میڈیسن کے پرنسپل اور یونیورسٹی آف لاہور ٹیچنگ ہسپتال میں ڈیپارٹمنٹ آف میڈیسن کے پروفیسر اور سربراہ کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ان کا میڈیسن کے میدان میں وسیع تجربہ ہے اور میڈیکل کے شعبے میں ایک مستند پروفیسر آف میڈیسن کے نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ پروفیسر فرخ اقبال نے ابتدائی تعلیم کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج سے حاصل کی اور پھر وہ برطانیہ چلے گئے جہاں سے انہوں نے ایم آر سی پی لندن سے کیا اور پھر ایف آر سی پی (FRCP) کی ڈگریاں لندن اور ایڈنبرا یوکے سے حاصل کیں۔ وہ میڈیسن کے شعبہ میں درس و تدریس کے ماہر ہیں۔ ان کے ملکی اور غیر ملکی شہروں کے جرائد میں طب کے حوالے سے آرٹیکلز چھپ چکے ہیں۔ طب پر بے شمار لیکچر دینے کے ساتھ وہ دس میڈیکل کی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ وہ شوگر کے امراض اور ان کی پیچیدگیوں کے علاج میں دسترس رکھتے ہیں۔ پروفیسر فرخ اقبال نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا" اللہ تعالی نے انسان کو بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور اس کو اشرف المخلوقات کا لقب دیا ہے۔ لیکن دوسری مشینوں کی طرح انسان بھی ایک مشین ہے اور اگر مشین کی سروس نہ کی جائے تو وہ خراب ہوجاتی ہے۔ روزہ بھی ایک طرح جسمانی مشینری کی سروس ہے ماہ رمضان میں تو ہر چھوٹے بڑے کو روزہ رکھنے کا شوق ہوتا ہے۔ لیکن جب علی الصبح (سحر) سے مغرب (افطار) تک کھانا پینا بند ہو تو اس کے کچھ اثرات انسانی جسم پر نمودار ہوتے ہیں۔ آیئے انسانی جسم پر ہونے والے ان اثرات کا جائزہ لیں۔ ایک بڑی موٹی بات بتادوں کہ اسلام ایک نہایت حلیم مذہب ہے۔ اس میں کسی قسم کی زبردستی نہیں ہے۔ روزہ ہر صحت مند مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے لیکن بچے، بیمار اور حاملہ کے علاوہ مخصوص ایام میں خواتین روزہ رکھنے سے استثنیٰ ہیں۔ آیئے ہم درجہ بدرجہ مختلف امراض اور روزے کی افادیت کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ ذیابیطس (شوگر) کا مرض وباء کی طرح پھیل رہا ہے شوگر کا مرض دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک ٹائپ ون (Type-1) ہے جس میں شوگر کے مریض کو علاج کے لیے انسولین کی ضرورت مشروط ہے جبکہ ٹائپ ٹو (Type-2) میں گولیاں اور انسولین سے علاج کیا جاتا ہے۔ ویسے تو شوگر کے مریض کو روزہ نہیں رکھنا چاہیے لیکن پھر بھی 43% ٹائپ ون شوگر کے مریض اور 72% ٹائپ ٹو شوگر کے مریض روزہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ٹائپ ون میں انسولین کی خوراک ایڈجسٹ کرنا پڑتی ہے جبکہ ٹائپ ٹو ذیابیطس میں مریض دوائی کی جو خوراک صبح لیتے ہیں وہ افطار کے فوراً بعد لیں اور شام والی خوراک صبح سحر سے پہلے کرلیں۔ دوسرے لفظوں میں 1/3 حصہ دوائی کا صبح سحر کے وقت لیں اور 2/3 حصہ افطاری کے بعد لیں تو شوگر کنٹرول ہوسکتی ہے۔ روزے کے دوران شوگر کا کم ہونا بعض اوقات خطرناک ثابت ہوسکتا ہے اور زندگی کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ اس لئے شوگر کے مریض کے لیے شوگر کم ہونے کی وجہ سے بعض اوقات روزہ توڑنا ضروری ہوجاتا ہے۔ حاملہ خواتین کو روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ روزے کے دوران شوگر چیک کرتے رہنا چاہیے۔ یہ یاد رہے کہ دوران روزہ شوگر چیک کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، صرف وضو ٹوٹتا ہے جب خون [illegible] ہے۔ رمضان ختم ہونے پر شوگر کے مریضوں کو دوبارہ اپنی اصل دوائیوں اور ان کی مقررہ خوراک پر منتقل کردینا چاہیے۔ روزہ افطار کرتے وقت میٹھے مشروب مت استعمال کریں۔

ایک سوال کے جواب میں پروفیسر فرخ اقبال نے نے کہا "بلڈ پریشر کے مریضوں کو روزہ فائدہ دیتا ہے کیونکہ اس کا systolic اور diastolic دونوں پر اچھا اثر ہوتا ہے اور بلڈ پریشر زیادہ کنٹرول رہتا ہے جو لوگ پیشاب آور دوائی لیتے ہیں ان کو رمضان میں دوائی بند کردینی چاہئے یا اس کی مقدار آدھی کردینی چاہیے اور باقی دوائی دن میں صرف ایک بار صبح سحری میں لینی چاہیے۔

روزے کے دوران سر درد کا ہونا ایک معمول کی بات ہے۔ کیونکہ شوگر کی کمی سر درد کی شدت بڑھا دیتی ہے۔ جن لوگوں کو درد شقیقہ کا مرض ہو ان کو اس سے سخت تکلیف ہوتی ہے اور سر درد کی شدت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ اس لئے درد شقیقہ (Migrain) کے مریضوں کو روزہ رکھنے میں احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ رمضان کے روزے رکھنے سے کھانے میں کمی، پانی اور مشروبات کی کمی وجہ سے دل کی چند بیماریاں جن میں Heart failure اور بلڈ پریشر قابل ذکر ہیں وہ بہتر ہوجاتی ہیں اور پیشاب آور دوائی کی مقدار بھی کم ہوجاتی ہے۔ جن مریضوں کو حال ہی میں ہارٹ اٹیک ہوا ہو ان کو روزہ رکھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ معدہ اور نظام انہظام پر روزہ کا بہت اچھا اثر ہے۔ روزہ رکھنے سے معدہ اور آنتوں کو آرام ملتا ہے اور ان کا کام بہتر ہوجاتا ہے۔ لیکن روزہ کھولتے وقت چٹ پٹی اور تلی ہوئی اشیاء سے پرہیز کرنا چاہیے۔ دوران حمل روزہ رکھنے سے پرہیز کیا جائے کیونکہ بچے کی نشوونما کے لئے خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر حاملہ خاتون مکمل طور صحت مند ہو تو زیر نگرانی روزہ رکھنا جائز ہے لیکن باقاعدگی سے معائنہ کرانا لازمی ہے"۔

ایک سوال کے جواب میں پروفیسر فرخ اقبال نے نے کہا" آج کل شدید گرمی پڑ رہی ہے شدید گرمی میں فیلڈ میں کام کرنے والے لو اور پانی کی کمی کا شکار ہوجاتے ہیں۔ اس لئے روزہ داروں کو چاہیے کہ اس شدید گرمی میں بلاوجہ گھر سے باہر نہ نکلیں اور ٹھنڈی جگہ پر رہیں۔ روزہ کھولنے کے فوراً بعد پانی یا کوئی بھی مشروب ایک گلاس سے زیادہ مت پئیں اور گھونٹ گھونٹ کر کے پئیں۔ روزہ رکھنے سے کولیسٹرول اور جسم کی چربی میں واضح طور پر کمی نظر آتی ہے اور HDL بڑھ جاتا ہے جو کہ اچھا کولیسٹرول ہے جو دل کو فائدہ دیتا ہے۔ روزہ کے دوران اور عام حالات میں بھی تلی اور مرغن اشیاء سے پرہیز کیا جائے تو صحت میں بہتری کی امید ہوجاتی ہے۔ رمضان میں روزے داروں کا یورک ایسڈ بڑھ جاتا ہے کیونکہ سرخ گوشت، ساگ، پالک کا زیادہ استعمال یورک ایسڈ بڑھا دیتا ہے جس سے gout کی بیماری لاحق ہوجاتی ہے۔ روزہ رکھنے سے جسم کے مختلف قسم کے ہارموز (Hormons) پر بھی اثر ہوتا ہے۔ لیکن یہ کوئی زیادہ خطرناک نہیں ہوتا۔ رمضان کے دوران مختلف اقسام کی خوراک میں کمی کے باعث کینسر پیدا کرنے والے عناصر کم ہوجاتے ہیں اور جس کی وجہ سے کینسر ہونے کے خطرات کم ہوجاتے ہیں۔

رمضان کے روزے رکھنے سے گردے بھی آرام کرتے ہیں اور ان کی concentrating ability بہتر ہوجاتی ہے۔ لیکن اگر گردوں میں پتھری کی شکایت ہو تو روزہ رکھنے سے concentrating ability بڑھ جاتی ہے۔ روزہ رکھنے سے موٹاپے میں کمی کے اثرات بہتر ہوتے ہیں اور وزن میں کمی ہوسکتی ہے بشرطیکہ سحر اور افطار میں کھانا مناسب مقدار میں اور متوازن غذا کھائی جائے۔ لیکن ہم لوگ اپنی خوراک پر غور نہیں کرتے جس کی وجہ سے وزن کم ہونے کی بجائے بڑھ جاتا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ سگریٹ نوشی کے دلدادہ لوگ سگریٹ نوشی تو بند کردیتے ہیں لیکن سحر اور افطار کے وقت اتنی سگریٹ نوشی کرتے ہیں کہ دن بھر کی کسر پوری کرلیتے ہیں جو کہ غلط ہے۔ کاش یہ لوگ اس عادت کو سارا سال اپنائیں۔ سگریٹ نوشی جان لیوا عادت ہے۔ اس سے چھٹکارہ حاصل کرکے اپنی زندگی کو بہتر بنائیں۔ ایک بات میں گوش گزار کردوں کہ ہمارے ہاں دوائیوں کے استعمال اور رمضان کے متعلق مختلف قسم کے اعتقاد ہیں۔ اس سلسلے میں مراکش میں جون 1977ء کو دنیا کے بیشتر علماء کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مندرجہ ذیل عوامل پر روزہ رکھنے اور روزہ ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے پر متفق ہوئے۔

1۔ آنکھوں اور کانوں میں قطرے ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

2 جلد پہ مختلف قسم کے لوشن اور مرہم لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

3۔ جلد، بازو اور نس میں ٹیکہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا بشرطیکہ ان میں گلوکوز نہ ہو۔

4۔ زبان کے نیچے Angina یا بلڈ پریشر کے لئے گولی رکھنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا بشرطیکہ وہ گولی نگلی نہ جائے۔

5۔ غرارے یا کلیاں کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا بشرطیکہ پانی نگلا نہ جائے۔

6۔ ناک کے قطرے یا سپرے یا Iinhalers کے استعمال سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مختصراً یہ کہ روزہ انسان کی حفاظت کرتا ہے اس کے انسانی جسم کو بے شمار فوائد ہوتے ہیں۔ روزہ نظام انہضام کو درست رکھتا ہے۔ دل، دماغ کو الرٹ کرتا ہے پھیپھڑوں کے نظام کو بہتر کرتا ہے فالج اور دل کے درد کو قدرے کم کرتا ہے۔ نظام بصارت کو بہتر کرتا ہے اور مختلف قسم کے انفیکشن اور کینسر کو کم کرتا ہے اگرچہ ماہ رمضان اللہ تعالی کی بے شمار اور ان گنت نعمتوں میں سے ایک بابرکت نعمت ہے۔ روزہ انسانی جسم کی مکمل صفائی کردیتا ہے۔ ایمان کی صفائی تو ہے ہی لیکن جسم کے مختلف اعضاء بھی بہتر ہوجاتے ہیں۔ آخر میں میں یہی کہوں گا کہ ہم ماہ رمضان میں نمازیں مسجد میں جاکر باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں تو اس سے جسم کی ورزش بھی ہوجاتی ہے جو جسم کے مختلف جوڑ، ہڈیوں اور پٹھوں کو مضبوط کرتی ہے۔ اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ وہ باقی کا سارا سال اسی طرح ہمیں گزارنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم ایک اچھے، باعمل اور اعلی مسلمان بن سکیں۔

روزے کے دوران شوگر چیک کرتے رہنا چاہیے

معدہ اور نظام انہظام پر روزہ کا بہت اچھا اثر ہے

روزہ رکھنے سے کولیسٹرول اور جسم کی چربی میں واضح طور پر کمی نظر آتی ہے

روزے رکھنے سے گردے بھی آرام کرتے ہیں

خوراک میں کمی کے باعث کینسر پیدا کرنے والے عناصر کم ہوجاتے ہیں

روزہ دل، دماغ کو الرٹ، بصارت اور پھیپھڑوں کے نظام کو بہتر کرتا ہے



عہد رفتہ کے یادگار قدیم پیشے

ان کی ایک جھلک پسماندہ علاقوں میں نظر آتی ہے

سلیم ناز

گزشتہ دنوں فیس بک پر پوسٹ ایک تصویر نے بچپن کی یادیں تازہ کردیں۔ وہ بھی کیا دن تھے جب ہمارا ماحول دھماکوں دہشت گردی کی وارداتوں سے پاک ہوتا تھا اور ہم والد صاحب ایک ٹکٹ تین ٹیڈی سے لیکر بلاخوف وخطر گھر سے باہر نکل جاتے تھے مختلف ٹھیلوں پر جا کر چٹ پٹی اشیاء سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ ڈبے والی فلم لازمی دیکھتے تھے۔ ایک ٹکہ (تین پیسے) لیکر فلم والا بچوں کو پاکستان کے مختلف مناظر دکھاتا اور کبھی سعودی عرب کی سیر کراتا جونہی سیر کا لطف آنے لگتا تو فلم ختم ہو جاتی اور ہم پھر ٹکہ دے کر آنکھیں ڈبے کے ایک بڑے سے سوراخ پر جما دیتے۔ چند سال بوہڑ گیٹ سے پاک گیٹ جاتے ہوئے ایسے فوٹو گرافروں پر نظر پڑتی تھی جنہوں نے سڑک کے کنارے فٹ پاتھوں پر اپنی دکانیں سجا رکھی تھیں۔ یہاں سے فوٹو کھنچوانے والوں کو چند منٹوں میں ہی تصویر تیار مل جاتی تھی۔ فوٹو کھنچوانے کا شوقین کیمرے کے آگے بنچ پر براجمان ہوتا۔ فوٹو گرافر کالے کپڑے میں ہاتھ ڈال کر ریڈی کرتا اور تھوڑی دیر بعد ہی تصویر بنا کر ہاتھ میں تھما دیتا۔ نہ لیبارٹری کا چکر نہ ڈویلپنگ کا مسئلہ لیکن آج کے دور میں یہ سب کچھ ختم ہو کر رہ گیا ہے اگر کہیں ہے بھی تو اس کی اہمیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ ترقی کے پہیے نے ہماری مشرقی اقدار روند کر رکھ دی ہیں۔ تیزی سے گھومتے ہوئے اس پہیہ کی وجہ سے ہماری روایات ماضی کی بھول بھلیوں میں گم ہوتی جا رہی ہیں وقت کے ساتھ ساتھ رہن سہن بھی بدل گیا۔

ابو جان: مجھے پیسے دیں میں نے ویڈیو گیمز کھیلنے جانا ہے۔ ابھی ابو بیٹے کا مطالبہ پورا نہ کر پائے تھے کہ آواز آئی "مجھے بھی پیسے چاہیں میں نے ریموٹ کنٹرول گڑیا خریدنی ہے۔ مجھے فلاں کمپنی کی آئس کریم کھانی ہے مجھے یہ چاہئے مجھے وہ چاہئے" پھر تو فرمائشوں کا طوفان امڈ آیا۔ آج کے دور میں اس قسم کی فرمائشیں ہر گھر میں سننے کو ملتی ہیں۔ وہ دن گئے جب گلی میں غبارے لچھے اور قلفیاں بیچنے والوں کی کانوں میں رس گھولنے والی آوازیں سن کر بچے ایک آنے سے چار آنے تک کی فرمائش کرتے تھے۔ چوڑیاں خریدلو گلی محلے میں جونہی یہ آواز گونجتی لڑکیاں بالیاں دروازوں پر لپکتی تھیں۔ مٹی کے کھلونے بیچنے والوں کی آوازیں باقاعدگی کے ساتھ روزانہ سنائی دیتی تھیں اب نہ پاندے قلفی کرالو پرانے نویں بنالو کی آوازیں سنائی دیتی ہیں اور نہ ایک آنے لے کر ڈبے کے اندر فلم دکھانے والا آتا ہے۔

تھرموس میں رکھی قلفیوں کا ذائقہ بڑے لوگ ابھی نہ بھولے ہوں گے سائیکل پر چلتا پھرتا بیوٹی پارلر سنار خواتین کے کتنے مسائل حل کر دیتا تھا لیکن اب یہ سب کچھ خواب رہ گئے ہیں۔ وقت کی تبدیلی اور زمانے کی ترقی میں ماضی کے یہ قدیم پیشے گم ہو کر رہ گئے ہیں۔

اچھو قلعی گر کا اصل نام اسلم ہے۔ اس نے اپنی زندگی کے تیس سال لوگوں کے برتن چمکانے میں لگا دیئے لیکن اپنے مقدر آج تک نہیں چمکا سکا۔ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس نے پلاسٹک کے جوتوں کی دکان کھول رکھی ہے۔ ماموں کا کہنا تھا جب سے پلاسٹک کے برتنوں کا استعمال شروع ہوا ہے لوگوں نے تانبے اور پیتل کے برتنوں کا استعمال ترک کر دیا ہے دوسرا قلعی کا میٹریل بہت مہنگا ہو گیا ہے اگر بھولے بسرے سے آن بھی ٹپکے تو وہ اس قدر معاوضہ نہیں دیتا جس سے ہمارا خرچہ ہی پورا ہو جائے۔ اچھو نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں نے مٹی اور تانبے کے برتنوں کا استعمال ترک کیا ہے نہ کھانے میں وہ لطف آتا ہے اور نہ ذائقہ الٹا بیماریاں ہی بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ اس کے باوجود ماموں پرامید ہے کہ ایک دور ایسا ضرور آئے گا کہ جب لوگ دوبارہ تانبے اور پیتل کے برتنوں کا استعمال شروع کردیں گے۔

ماشکی ہمارے معاشرے کا جیتا جاگتا کردار تھا جو اب وقت کے دھندلکوں میں گم ہو کر رہ گیا ہے۔ نانو ماشکی 65 سال کی عمر تک لوگوں کے گھروں میں پانی مہیا کر کے اپنا گھر بار چلاتا تھا نانو کی وفات کے بعد اس کے بیٹے رمضان نے مشک اٹھالی اور گھروں میں پانی پہنچانے لگا جیسے ہی سرکاری پانی محلوں میں پہنچا تو اس کا یہ پیشہ ختم ہو کر رہ گیا۔ رمضان نے مایوس ہو کر سگریٹوں کا کھوکھا لگا لیکن وہ اپنے پیشے سے مطمئن نہیں۔ وہ بتانے لگا کہ صبح ہی صبح اٹھ کر پانی بھر کر سپلائی کرنے کا اپنا لطف تھا۔ دن میں تین بار مسلسل بھاری مشک اٹھانے سے نہ صرف ورزش ہوتی تھی بلکہ مناسب معاوضہ بھی مل جاتا تھا۔ فی گھر پچاس روپے ماہانہ مل جاتے تھے فارغ وقت میں دوستوں سے گپ شپ کرنے کا موقع مل جاتا تھا جب سے ماشکی کا کام چھوڑا ہے اور کھوکھے پر مسلسل بیٹھنے سے ٹانگوں میں بھی درد رہنے لگا ہے دوسرا سگریٹوں میں کوئی خاص بچت بھی نہیں ہوتی۔ گلی محلوں میں گھوم پھر کر چھان بورا خریدنے والے اب شاذ و نادر ہی نظر آتے ہیں۔ ساٹھ سالہ خیر محمد کمر پر بوری لٹکائے ہاتھ میں ترازو لئے دن بھر مختلف محلوں کے چکر کاٹتا اور چھان بورا خریدنے کے بعد دکانوں پر بیچ دیتا تھا۔ خیر محمد کا کہنا ہے اب اس نے پیشے کو اس لئے خیر باد کہہ دیا ہے اب لوگوں نے آٹے سے چھان نکالنا چھوڑ دیا ہے کیونکہ آٹا مہنگا ہونے کی وجہ سے لوگ نہ فالتو روٹی پکاتے ہیں نہ ان کے پاس سوکھے ٹکڑے بچتے ہیں۔ اس کو شکایت تھی کہ لوگ ان پر اعتماد نہیں کرتے۔ لاکھ ایمانداری سے تولو بیچنے والا بے مشکوک نگاہوں سے ہی دیکھے گا۔ سارا دن گھوم پھر کر دو اڑھائی کلو ٹکڑے جمع ہوتے تھے اس لئے میں نے اس پیشے کو خیر باد کہہ کر سبزی کی ریڑھی لگالی ہے۔ راجو ایک عرصہ تک گلی کوچوں میں صبح سویرے غبارے بیچنے آتا تھا۔ اس کی طوطی کی آواز پر سوئے ہوئے بچے فوراً جاگ جاتے اور غباروں کی فرمائش کرتے۔ راجو کا کہنا ہے کہ اب بچے غباروں سے نہیں کھیلتے بلکہ ان کے پاس ریموٹ کنٹرول کھلونے اور ویڈیو گیمز ہیں۔ بولنے والی گڑیا ہے ایسے میں کون غباروں سے کھیلے گا جس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا کہ کھیلتے کھیلتے پھٹ جائے۔ راجو کو شکایت ہے کہ مہنگائی کی وجہ سے غبارے بیچنے سے اس قدر منافع حاصل نہیں ہوتا جس سے گھر کا خرچ چل سکے لہذا وہ بھی متبادل پیشہ اپنانے کی سوچ رہا ہے۔ آج کے تیس چالیس سال کے عمر کے لوگوں کو آگ والا چورن نہیں بھولا ہوگا اب بھی وہ منظر آنکھوں کے سامنے گھومتا ہے جب چورن بیچنے والا کاغذ میں پڑے ہوئے چورن پر لمبی سی سلائی کا سرا رکھتا تو آگ کا ایک شعلہ سا نکلتا اور جل جاتا۔ بچے آگ جلنے کے اس منظر سے کافی لطف اندوز ہوتے جونہی چورن بیچنے والے کی آواز ان کی سماعت سے ٹکراتی تو سب کام چھوڑ کر گلی میں پہنچ جاتے تھے جب تک وہ گلی میں موجود رہتا گھر جانے کا نام نہیں لیتے تھے اب نہ چورن بیچنے والا آتا ہے اور نہ آگ کا وہ منظر دیکھنے میں ملتا ہے۔ وقت نے ہماری زندگی کو کس قدر بدل کر رکھ دیا ہے ہماری ثقافتی روایات دم توڑ رہی ہیں۔ دلہن اب والدین کے گھر کی دہلیز کی بجائے شادی گھروں سے رخصت ہوتی ہے۔ ڈولی اٹھانے کا رواج ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ رمضو بابا ایک عرصہ تک ڈولی اٹھانے کا کام کرتا رہا ہے۔ شادی کے موقع پر اسے دولہا اور دلہن والوں کی طرف سے کافی رقم اور کپڑے مل جاتے تھے۔ رمضو بابا نے بتایا کہ میں نے ڈولی اٹھانے کیلئے اپنے ساتھ تین آدمی رکھے ہوئے تھے جنہیں مناسب معاوضہ دیتا تھا۔ جب سے دلہنیں کاروں میں رخصت ہونے لگی ہیں ہمارا کام ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ اس لئے میں نے آلو کی ٹکیاں بیچنا شروع کردی ہیں گھر کی گزر بسر ہو ہی جاتی ہے۔

مائی حیدراں کی عمر کوئی ستر سال کے لگ بھگ ہوگی۔ محلے بھر میں وہ خالہ حیدراں کے نام سے مشہور تھی۔ اس نے کوئی بیس سال چوڑیاں بیچ کر اپنے گھر کا انتظام چلایا "کچ دیاں چوڑیاں لے لو چوڑیاں" کی آواز گلی میں گونجتی تو نہ صرف نوعمر لڑکیاں بلکہ خواتین بھی گھروں کے دروازوں پر پہنچ جاتیں۔ مائی حیدراں ماضی کی یادوں کو دہراتے ہوئے کہنے لگیں جب گھروں میں پردے کی پابندی کا رواج تھا تو خواتین گھروں سے کم کم باہر نکلتیں ہم چوڑیاں بیچنے جاتیں تو ہر خاتون دو تین درجن چوڑیاں لازمی خریدتی تھیں جب سے خواتین نے بازاروں میں قدم رکھا ہے ہمارا روزی دھندہ ختم ہو گیا ہے کیونکہ انہیں بازاروں میں مختلف ڈیزائن کی چوڑیاں مل جاتی ہیں اس لئے ہمیں کوئی نہیں پوچھتا۔ کچھ عرصہ قبل بھورا خان چاقو چھریاں تیز کرالو کی آوازیں لگاتا تھا۔ اب وہ بھنے فروخت کرتا ہے۔ بھورا خان کا کہنا ہے کہ بہت کم لوگ چھریاں چاقو قینچی بازار سے تیز کراتے ہیں لوگوں کے پاس گھروں میں اب یہ پتھر موجود ہیں جس سے وہ خود تیز کر لیتے ہیں ہماری اہمیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس لئے مایوس ہونے کی بجائے میں نے بھنے بیچنے شروع کر دیئے۔

یہ قدیم پیشے ہمارے آباؤ اجداد کی مٹ دو کی یادگاریں ہیں انہیں ختم نہیں ہونا چاہئے۔ دوسرے ملکوں کے تو عجائب گھروں میں آج بھی پرانے دور کے پیشوں کو محفوظ رکھا گیا ہے۔ وہ اقوام اپنی پرانی تہذیب سے پیار کرتی ہیں۔ ہمارے ہاں بھی لوگ اپنے پرانے پیشوں سے پیار کرتے ہیں مگر انہیں ان چیزوں کی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں ہے ہر دور کا فیشن اور پیشہ آنے والوں سالوں میں پرانا ہو جاتا ہے یہ نہیں کہ وہ مکمل طور پر ختم ہو جاتا ہے بلکہ اس میں اس قدر تبدیلیاں ہوتی ہیں کہ پہلے والا پیشہ پرانا ہو جاتا ہے لیکن اس دور کے پیشوں اور پرانے پیشوں میں بہت فرق ہے اس دور میں زمانے نے اس قدر ترقی نہیں کی تھی اور لوگ ہاتھوں سے مشقت کرتے تھے اب لوگ مشینوں کی مرہون منت ہیں۔

ایک زمانے میں بچوں کو گھگھو گھوڑے بہت پسند ہوا کرتے تھے مٹی کے بنے ہوئے یہ کھلونے نہایت دیدہ زیب ہوتے تھے اب یہ کھلونے دستیاب ہیں مگر ان کی ساخت بدل چکی ہے۔ مٹی کی بجائے پلاسٹک سے بنائے جاتے ہیں۔ ایک بچے نے اس حوالے سے بتایا کہ انکل ہمیں مٹی کے وہ کھلونے بہت پسند ہیں جن سے ہمارے پاپا جانی کھیلا کرتے تھے۔ ہمارے پاپا نے وہ کھلونے محفوظ کر لئے تھے جب بھی وہ فارغ ہوتے ہمیں اپنے بچپن کی باتیں بتاتے ہیں۔ ایک روز ہم سے ایک کھلونا ٹوٹ گیا تو پاپا بہت ناراض ہوئے تھے۔ اس روز کے بعد ہم بہت احتیاط کے ساتھ کھیلتے ہیں۔ آج کے دور کے تمام بزرگ اپنے بچپن میں ان کھلونوں سے کھیلتے ہوئے جوان ہوتے ہیں مگر کسی کو ان کھلونوں کو دوبارہ سے بنانے یا انہیں محفوظ کرنے کی خواہش نہیں ہوتی البتہ وہ اپنی پرانی یادوں کو تازہ کر کے خوش ہوتے رہتے ہیں۔ قدیم پیشوں کے بارے میں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پاکستان کے پسماندہ ترین علاقوں میں آج بھی کچھ پرانے پیشے رواں دواں ہیں۔ خصوصاً بلوچستان، سرحد اور پنجاب کے دور افتادہ علاقوں میں لوگوں کا روزگار انہی پیشوں سے وابستہ ہے اور لوگ بڑے فخر کے ساتھ اپنے پیشوں سے رزق کماتے ہیں۔ سیاح جب ان علاقوں میں جاتے ہیں تو انہیں یہ پیشے بہت اچھے لگتے ہیں وہ ان کے ساتھ تصویریں بناتے ہیں لیکن شہروں میں اس قسم کے پیشے ختم ہو کر رہ گئے ہیں اگر نئی نسل کو اس بارے میں بتانا پڑے تو تصاویر دکھا کر ماضی کی یادیں تازہ کی جاتی ہیں۔



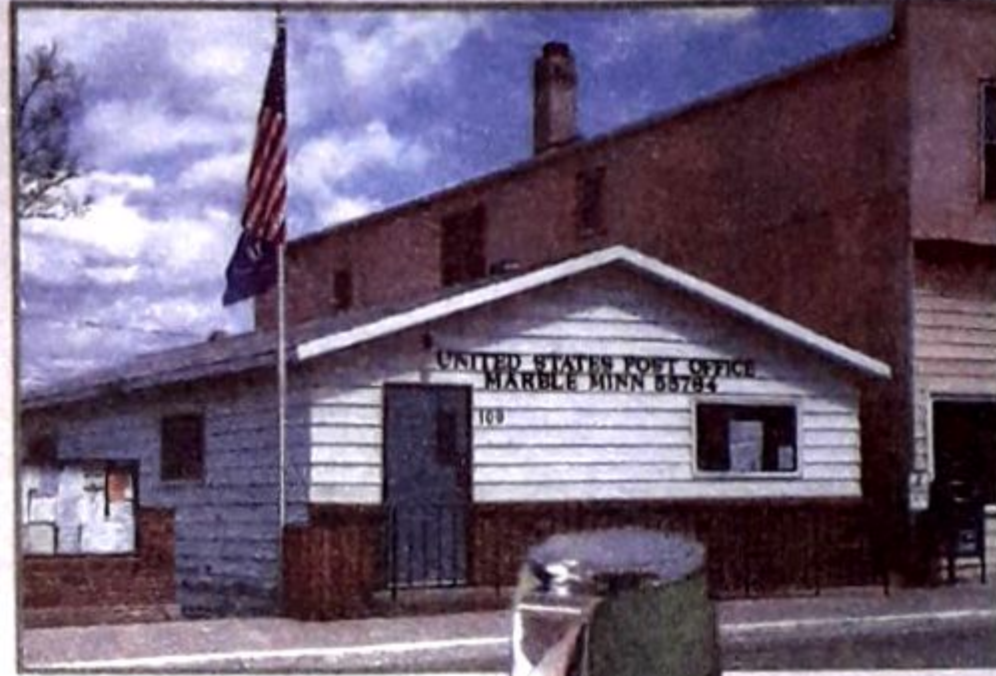
بوہڑ گیٹ سے پاک گیٹ جاتے ہوئے ایسے فوٹو گرافروں پر نظر پڑتی تھی جنہوں نے سڑک کے کنارے فٹ پاتھوں پر اپنی دکانیں سجا رکھی تھیں

ترقی کے پہیے نے ہماری مشرقی اقدار روند کر رکھ دی ہیں وقت کے ساتھ ساتھ رہن سہن بھی بدل گیا

امریکی ڈاکخانے

جہاں لکھنے کیلئے پین گھر سے لانا ضروری ہے

کوکب خواجہ



کیا دور تھا کہ وہ بھی جب کبوتروں کے ذریعے خطوط جایا کرتے تھے پھر گھوڑے ایک سے دوسرے شہر ڈاک لے جانے کیلئے استعمال ہونے لگے۔ آجکل کے انٹرنیٹ کے دور میں خطوط کی ترسیل چند لمحوں میں ہونے لگی ہے پھر بھی ڈاک خانوں کا وجود ابھی قائم ہے۔

میں نے پاکستان میں شاذ و نادر ہی کبھی کسی ڈاک خانہ جانے کی زحمت کی ہو گی کیونکہ وہاں ایسے کام ہمارا ڈرائیور یا کوئی ملازم ہی سرانجام دے دیتا ہے۔ صرف ایک بار مقامی ڈاک خانہ جانے کا اتفاق ہوا تھا وہ بھی اس طرح کہ ایک روز صبح ٹی وی آن کیا تو لکھا آرہا تھا "آج ورلڈ پوسٹ آفس ڈے" ہے۔ یکدم میرے ذہن میں ایک خیال آیا اور اس کے تحت میں نے بیکری سے جا کر ایک کیک خریدا اور قریب ترین پوسٹ آفس پہنچ گئی۔ بے چارا غریب سی حالت کا یہ پوسٹ آفس..... چند ٹوٹی بے حال میزوں پر جھکے کچھ مجبور لوگ کام میں مصروف تھے.... ایک بہتر میز پر میں نے کیک کا ڈبہ رکھتے ہوئے آج کے دن کی مبارکباد دی تو وہ حیرت سے میری طرف دیکھنے لگے۔ جب میں نے بتایا کے آج عالمی پوسٹ آفس ڈے ہے تو ان کے علم آیا کہ میں کیک اور مبارکباد اسی حوالے سے دے رہی ہوں۔

ان سب کی خوشی دیدنی تھی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے اس gesture کے بارے میں۔ پھر انہوں نے اپنی زبوں حالی کے بارے میں بتایا حتیٰ کہ ان کے پاس گلو (گوند) اور ٹیپ جیسی معمولی چیزیں بھی نہ تھیں۔ بہر حال یہ ایک عام سے مقامی ڈاک خانے کا حال تھا جہاں چھت پر لگا ایک پنکھا بھی سب میزوں تک ہوا پہنچانے کیلئے ناکافی تھا۔ اس کے بعد تو کبھی جانا نہ ہوا کے اب ناں تو عید کارڈ بھجوانے کا رواج رہا ہے ناں ہی خطوط لکھنے کا، سب کچھ ای میل نے آسان کر دیا ہے۔

کل مجھے امریکہ کے پوسٹ آفس جانے کا اتفاق ہوا۔ مجھے پٹس برگ (مشرقی ساحل) میں ڈاکٹر راحیلہ جو رشتے میں میرے بھتیجے کی بیوی ہے اُسے ایک پاکستانی سوغات بھجوانا تھی۔ ہم نے کاروں کی ترتیب سے لگی قطاروں میں ایک خالی جگہ پر اپنی کار پارک کی اور چند گز کا فاصلہ طے کر کے ڈاک خانے کی وسیع عمارت میں داخل ہوئے.... واہ لطف آ گیا.... کیا ٹھنڈا ٹھار وسیع و عریض ہال تھا.... کاؤنٹرز کے سامنے لوگ اپنے اپنے پارسل یا لفافے پکڑے قطار میں کھڑے تھے۔

دوسری جانب میز کرسیاں رکھی تھیں تا کہ بیٹھ کر ایڈریس وغیرہ لکھ سکیں۔ شیلفوں میں ہر سائز کے مضبوط لفافے اور پیکٹ (گتے کے) رکھے تھے۔ ہم نے ایک چھوٹا پیکٹ لیا..... اپنی چیز اس میں ڈالی.... اسے فولڈ کر کے ڈبہ بنایا..... اب ایڈریس لکھنے کیلئے میرے پاس تو بال پین ناں تھا۔ خالد اس دوران کار کی طرف چلے گئے کہ شاید اس میں کوئی رکھا ہو۔



میں نے قطار میں کھڑا ہونے کیلئے جانے والی ایک اچھی سی خاتون سے قلم کے بارے پوچھا تو اس نے خوشدلی سے ایک بال پین پرس سے نکال کر دے دی۔ میں نے اسے ابھی واپس کرنے کا کہہ کر اپنی سیٹ پر آ کر ایڈریس لکھا.... اس دوران خالد بھی ناکام لوٹ آئے اور مجھے پتہ لکھا دیکھ کر (بمعہ پین) حیران ہوئے۔

یہاں ڈاک خانے میں پین فراہم نہیں کئے جاتے بلکہ خود لانا ہوتے ہیں۔ پتہ لکھ کر جب بال پین واپس کرنے مُیں مُڑی تو وہ مہربان خاتون فارغ ہو کر جا چکی تھی اور اب وہ پین ایک خوبصورت یاد کے ساتھ میرے پرس میں موجود رہتا ہے۔

میں نے پارسل کاؤنٹر پر جا کر وہاں کھڑی ایک حسین خاتون کے سپرد کیا جس نے اس پر کچھ ٹھپے اور ٹیپ لگائے اور سات ڈالرز کا بل دیا جو میں نے ادا کر کے نہ صرف شکریہ ادا کیا بلکہ اس کے تعاون کی تعریف بھی کی۔ اسی ٹھنڈے ٹھار ہال کی ایک دیوار کے ساتھ شیلفوں میں ہر موقعہ محل کے مطابق انواع و اقسام کے کارڈز بھی سجے تھے۔ یعنی یہاں سے خرید کر یہاں سے ہی پوسٹ کر دیں البتہ ایڈریس لکھنے کیلئے پین ضرور گھر سے لے کر آئیں۔

ہمارے ہاں لفافے اور پین تو پرے رکھے ہوتے ہیں مگر ایسا ماحول، ڈسپلن اور عملہ کی خوش اخلاقی دیکھنے میں نہیں آتی ...... اسی لئے ہم تھرڈ ورلڈ کے باسی ہیں اور امریکہ فرسٹ ورلڈ کہلاتا ہے

کیونکہ یہاں ڈسپلن ہے...... رول آف لاء ہے..... ہر کوئی قانون کا پابند ہے۔ کوئی اس سے بالاتر نہیں ..... اُف یہ امریکی پوسٹ آفس نے مجھے کس قدر جذباتی کر دیا ہے۔ میں پھر دونوں دنیاؤں کا تقابلی جائزہ لینے لگی ہوں۔ مجھے کیوں بھول جاتا ہے کہ میں تھرڈ ورلڈ سے تعلق رکھتی ہوں مگر سوچ میری فرسٹ ورلڈ کی ہے۔

اور یہ ہی تکلیف دہ چیز ہے۔ کاش میرے ارباب بست و کشاد میری طرح محسوس کرنے لگیں اور تھرڈ ورلڈ میں رہتے ہوئے اسے صرف ایک چیز دے سکیں اور وہ ہے رول آف لاء .... Roll of law یعنی قانون کی پاسداری، پھر ہمارے ملک کو آگے بڑھنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔

اور مستقبل میں کوئی کوکب خواجہ امریکی ڈاک خانے میں کھڑے ہو کر اپنے وطن کے کھنڈر ڈاک خانے کی حالت پر کڑھنے کی بجائے اطمنان سے باہر نکلے گی۔

بچی اوون میں جھلس کر مرگئی

مریضہ بیوی کے پاس بچوں کو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہیے

بلقیس ریاض



اخباری ایک خبر نے مجھے چونکا دیا...... ایک ماں نے اپنی ننھی سی بچی کو اوون (oven) میں ڈال دیا...... وہ جھلس کر مرگئی یہ سب کچھ اس کو بے ہوشی میں کرنا پڑا۔ ماں مرگی کی بیماری میں مبتلا تھی...... انجانے میں جب اس کو دورہ پڑا تو اس نے بے خیالی میں بچی کو اوون میں ڈال دیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے نہ جانے ایسی کئی مائیں ہوں گی جو اس طرح کی حرکتیں سرزد کرتی ہوں گی۔ اگر وہ ذہنی طور پر مفلوج تھی تو اسے اکیلے گھر میں نہیں چھوڑنا چاہیے تھا...... بلکہ اس کے شوہر کو چاہیے تھا کہ اس کا علاج باقاعدگی سے کرواتا...... آخر وہ اس کے بچوں کی ماں تھی... اس بچی کے علاوہ جو اس کے بعد بھی بچے تھے اگر وہ اسی طرح مرگی کے دورے میں مزید مبتلا رہتی تو یہ ممکن تھا کہ دونوں بچوں کو بھی وہ کسی نہ کسی طرح سے مار دیتی۔ نہ جانے کیسی حالات جوان کے گھر میں چل رہے تھے ان کا علم صرف اسی کو تھا...... لیکن شوہر کے اوپر بہت سارے فرائض عائد ہوتے ہیں ...... روزگار کے چکر میں گھر سے نکلا تو رات کو لوٹا۔ مگر اس قسم کے حالات گھر میں پیدا ہو رہے ہوں تو اسے احساس ہونا چاہیے تھا کہ وہ بیمار ہے اور کسی ذہنی امراض کے ہسپتال میں داخل کروا کے باقاعدہ اس کا علاج کرتا...... یہ خبر بھی کینیڈا کے شہریوں کی ہے جو پاکستان سے ہجرت کر کے گئے ہیں وہاں پر تو انسانی زندگی کے حصول کے لئے بہت ساری سہولتیں مہیا ہیں...... اگر شوہر علاج کروانے کے قابل نہ ہو تو اسے گورنمنٹ بھرپور مدد کرتی ہے پندرہ پرسنٹ ٹیکس وہاں کا ہر شہری ادا کرتا ہے تو نہ صرف ملک کو سنوارا جاتا ہے بلکہ غریب اور نادار لوگوں کی بھی احسن طریقے سے مدد کی جاتی ہے۔ ہمارے پاکستانی روزگار کی خاطر باہر تو چلے جاتے ہیں...... مگر اپنے ملک کے طور طریقے بھی ساتھ لے جاتے ہیں...... یہاں بیوی گاڑی کے دو پہیے ہوتے ہیں۔ ایک بھی خراب ہو جائے تو جب تک پہیہ اچھی طرح ٹھیک نہ ہو تو گاڑی چلتی نہیں ہے...... ہمارے پاکستانی ہر چیز کو کسی تناؤ کے لیتے ہیں...... یہ بھی شوہر نے کوشش نہیں کی کہ اس کو مرگی کا دورہ کس وجہ سے پڑتا ہے...... گھر کی گھٹن سے ذہنی کھچاؤ سے یا شوہر کے برے سلوک سے...... لیکن لیبر کلاس کی یہ سوچ ہوتی ہے...... بیوی اس کی ملکیت ہے وہ جو چاہے اس کو سزا دے اور جیسا چاہے اس کے ساتھ برابرتاؤ کرے...... لیکن وہ یہ بھول جاتا ہے کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے...... ایسی مظلوم عورتیں دنیا کے کسی کونے میں چلی جائیں اور مظلوم ہی رہتی ہیں...... اور شوہر کی سوچ بھی ویسی ہی رہتی ہے۔ کینیڈا ہو یا لندن، امریکہ...... ماحول کا ذرا بھر احساس نہیں ہوتا...... ایسے جیسے ایک گدھے کو باہر کے ملکوں میں بھیجو تو وہ گدھا ہی واپس آتا ہے...... لہذا شوہر حضرات کو اپنی اہلیہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے...... دیار غیر میں سوائے اللہ کے بعد ایک شوہر ہی اس کا سہارا ہوتا ہے۔

جب ہمیں اغواء کیا گیا

یہ واقعہ فیصل آباد میں تنیس سال پہلے پیش آیا

میاں محمد ابراہیم طاہر

انسان کو زندگی میں بے شمار ایسے حوادث و واقعات سے واسطہ پڑتا ہے جن میں سے بعض وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دل و دماغ سے محو ہو جاتے ہیں اور بعض پوری زندگی ذہن کے ساتھ چپکے رہتے ہیں۔

ایسا ہی ناقابل فراموش حادثہ میرے ساتھ 17، جولائی 1993ء کی سہانی صبح کو پیش آیا تھا، جس کا اظہار یا ذکر آج میں پہلی دفعہ کرنے جا رہا ہوں۔

میں دو سال پہلے 1991ء میں امریکہ چلا گیا تھا اور وہاں اپنے کچھ دوستوں کے تعاون اور مدد سے اپنا کاروبار شروع کرنے اور پیر جمانے میں کامیاب ہو گیا تھا کاروباری مصروفیات میں ماہ و سال کے گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا۔ آخر دو سال بعد قدرے فرصت ملی تو میں جون

1993ء کے آخری دنوں میں چند روز کیلئے اپنے خاندان، دوست احباب اور عزیز و اقارب سے ملنے کیلئے لاہور آ گیا۔ اس سلسلے میں مجھے ایک روز کیلئے فیصل آباد بھی جانا پڑا، کیونکہ میرے اکثر رشتہ دار اور کنبے کے افراد وہیں مقیم ہیں۔ فیصل آباد میں میرا قیام اکثر ریل بازار میں اپنے برادر نسبتی محمد سعید احمد (مرحوم) کے ہاں ہوتا تھا۔ وہاں میرے کپڑوں کے ایک دو جوڑے عموماً موجود ہوتے تھے، لہٰذا مجھے گھر سے کوئی فالتو جوڑا ساتھ لے جانے کی کبھی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ ریل بازار میں قیام کا ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ نماز فجر کے بعد، فیصل آباد سے لاہور کیلئے روانہ ہونے والی نان سٹاپ ٹرین، پیدل ہی، سیر کرتے ہوئے، سٹیشن پہنچ کر پکڑی جا سکتی تھی، جو صبح آٹھ بجے کے قریب لاہور پہنچا دیتی تھی۔

ہفتے کے روز کی اس سہانی صبح کو، نماز فجر کے بعد، میں خراماں خراماں، درود پاک کا ورد کرتے ہوئے میں پیدل ریلوے سٹیشن کی طرف چلا جا رہا تھا۔ ریلوے روڈ پر اکا دکا رکشے اور تانگے بھی سواریاں لے کر سٹیشن کی طرف رواں دواں تھے۔ فیصل آباد کی سٹینڈرڈ چارٹرڈ بنک کے بالمقابل، پیچھے سے ایک نیلے رنگ کی کار عین میرے برابر آ کر رکی۔ اس میں تین افراد سوار تھے۔ میں فٹ پاتھ پر جا رہا تھا کہ بائیں طرف کا پچھلا دروازہ کھول کر، ایک موٹے تازے صحت مند ادھیڑ عمر شخص نے نہایت مؤدبانہ انداز میں مجھے سلام کیا اور فرمایا کہ "حضرت ہم نے سمندری کی طرف جانا ہے، آپ ذرا ہمیں رستے کی رہنمائی کر دیں۔"

میں نے اپنے دائیں ہاتھ کے اشارے سے اسے بتایا کہ "آپ اگلے گول چکر سے دائیں گھوم جائیں۔ یہی سمندری روڈ ہے جو آپ کو ناک کی سیدھ سمندری لے جائے گی۔"

میں ابھی اپنا دائیاں بازو، جس سے میں اسے راستے کی نشاندہی کرا رہا تھا، نیچے نہیں کرنے پایا تھا کہ اچانک کار کا اگلا بایاں دروازہ کھلا اور ایک مضبوط ڈیل ڈول کے نوجوان نے مجھے اٹھا کر کار کی پچھلی سیٹ پر پھینک دیا اور اس موٹے مشٹنڈے نے مجھے اپنے بازوؤں کی گرفت میں جکڑ لیا، جو مجھ سے راستہ پوچھ رہا تھا۔ اس واردات میں چند سیکنڈ لگے اور سڑک پر آنے جانے والوں میں سے کسی نے دیکھا تک نہیں۔

میں نے اپنے ہوش و حواس قائم رکھتے کوئی مزاحمت یا واویلا نہیں کیا۔ دل میں سوچا کہ "واردات" ہو گئی ہے۔ اب حاضر دماغی سے ہی معاملے کو سلجھایا جا سکتا ہے۔

کار کی پچھلی سیٹ پر مجھے قابو کرنے والے موٹے شخص نے کوئی چیز میری دائیں پسلی میں چبھو رکھی تھی۔ خدا جانے چاقو تھا یا پستول کی نالی۔

مجھے قابو کرتے ہی انہوں نے کار، سمندری روڈ کی بجائے ریلوے سٹیشن اور بعد ازاں طارق آباد کی طرف بھگانی شروع کر دی۔ پھر وہ نہر کی پٹڑی پر چڑھ گئے۔

اسی دوران اس نوجوان نے، جو ڈرائیور کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور جس نے انتہائی پھرتی سے، چند لمحے قبل مجھے اٹھا کر کار کی پچھلی سیٹ پر پھینکا تھا، اپنا ہاتھ بڑھا کر میری قمیض کی سامنے کی جیب سے میرا پرس نکال لیا، جو دراصل پرس یا بٹوہ نہیں بلکہ میرا "انٹرنیشنل پریس کارڈ" تھا، جس کے خوبصورت اور مضبوط پلاسٹک کور کو میں بطور پرس استعمال کرتا تھا۔ پریس کارڈ مجھے برسل (بلجیم) سے "انٹرنیشنل فیڈریشن آف جرنلسٹس" کے ہیڈ کوارٹر سے جاری ہوا تھا۔

میرے پرس میں چند ہزار روپے، میرا شناختی کارڈ اور چند وزٹنگ کارڈ تھے۔ پیسے نکالنے کے بعد وہ لڑکا میرا پرس نہر میں پھینکنے لگا تھا کہ میں نے ہاتھ بڑھا کر پرس اس سے چھین لیا۔ میں نے موٹے شخص سے کہا۔ مجھے اغواء کرنے سے تمہاری غرض پیسوں سے تھی۔ پیسے تم نے نکال لئے ہیں۔ اب میرا شناختی کارڈ کیوں ضائع کرتے ہو۔

اس کے بعد موٹے شخص نے میری قمیض کی دائیں سائیڈ جیب دیکھی، میری شلوار کے نیفے کو ٹٹول کر دیکھا۔ وہاں کچھ ہوتا تو ملتا۔ میں نے مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"پیسے آپ کو مل گئے۔ اب آپ ان پیسوں کے عوض مجھے کتنی دیر فیصل آباد کی سیر کراؤ گے؟" گاڑی انہوں نے نہر کی پٹڑی سے مدینہ ٹاؤن کی طرف موڑی تھی۔ کچھ توقف کے بعد موٹا بولا۔

"اب ہم تمہیں تمہاری مل میں لے کے جائیں گے۔"

"وہاں سے جو مال ملے گا، اس میں میرا کتنا حصہ ہوگا؟"

"تیرا کی مطلب اے؟" موٹے نے موٹی موٹی آنکھیں نکالتے پوچھا۔

"چوتھا حصہ تو ہونا ہی چاہئے" میں نے مسکراتے ہوئے اطمینان سے جواب دیا۔

"اگر ہم پکڑے گئے تو مجھے بھی تو ڈاکو ہی سمجھا جائے گا۔"

میرے اطمینان اور ان سوال و جواب سے موٹا پریشان نظر آنے لگا۔ پھر بولا۔ "آپ ..... مل کے مالک؟"

میں نے سکون سے جواب دیا۔ "اسی لئے تو میں نے کہا ہے کہ مجھے مل میں ساتھ لے جائیں۔ جو مال ملے اس میں میرا بھی چوتھا حصہ ہوگا۔"

"پھیر توں

ہے کون؟ اساں تے تسانوں ..... مل دا مالک سمجھ کے چکیا سی۔"

میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ میں ایک اخبار کا نمائندہ ہوں۔ اگر میں 11 بجے تک دفتر لاہور نہ پہنچا تو سارے پنجاب کی پولیس مجھے ڈھونڈنے نکلی ہوگی۔ تم مجھے کہاں کہاں لئے پھرو گے؟

اب تو موٹا آگے بیٹھے دونوں لڑکوں کو بے نقط ماں بہن کی گالیاں بکنے لگا۔

اب ان کے طرز گفتگو اور لب و لہجے سے صاف پتہ لگ رہا تھا کہ وہ فیصل آباد کے مقامی لوگ نہیں، جھنگ یا سرگودھا کی طرف کے ہیں۔ موٹا گالیاں بکنے کے ساتھ ساتھ انہیں کوس رہا تھا کہ تم نے غلط بندہ چک لیا اے۔

جب اس کا غصہ اپنے ساتھیوں پر ذرا کم ہوا تو ڈرائیور کو حکم دیا۔ "گاڑی روکو اور اس بندے کو یہاں اتار دو۔"

یہ مدینہ ٹاؤن کی جدید آبادی تھی۔ ایک سے ایک بڑھ کر جدید اور خوبصورت کوٹھیاں اور صبح سویرے گلیاں اور سڑکیں سنسان۔

میں نے کار سے اترنے سے انکار کر دیا۔

موٹا پوچھنے لگا۔ "ہُن تینوں کیہ مسئلہ اے؟"

"میں یہاں سے نہ تو پیدل لاہور روڈ تک پہنچ سکتا ہوں اور نہ ہی میرے پاس لاہور تک کا کرایہ ہے۔"

"توں سانوں پھنسا ایں۔" موٹا اب قدرے گھبرایا ہوا نظر آ رہا تھا۔

میں نے اطمینان سے جواب دیا۔ پھنس تم خود ہی جاؤ گے۔ میں تو کرایہ لے کر اور نہر کے قریب جا کر ہی اتروں گا"۔

موٹے نے آگے بیٹھے لڑکے سے میرے پیسوں میں سے ہی پانچ سو کا ایک نوٹ لے کر میری جیب میں ڈالا۔ مجھ سے معافی مانگی کہ ہماری آج سیشن کورٹ میں پیشی تھی اور ہمارے پاس وکیل کی فیس اور عدالتی اہلکاروں کی مٹھی گرم کرنے کیلئے پیسے نہ تھے اس لئے یہ واردات کرنی پڑی۔

ہم نے نہر پہنچ کر لاہور جانے والی بس پکڑی اور صبح آٹھ بجے لاہور پہنچ گئے۔ 11 بجے ہم نے لاہور کے ایک اخبار کے دفتر سے ایس ایس پی فیصل آباد کو اس واردات کی اطلاع دی اور بتایا کہ حلیہ اور ڈیل ڈول اور ہیئر کٹ سے وارداتیے پولیس اہلکار ہی لگتے تھے۔ ہمیں بتایا گیا کہ یقیناً وہ پولیس والے ہی ہیں۔ لیکن فیصل آباد کے نہیں، سرگودھا کے۔ وہ پہلے بھی ایسی کئی وارداتیں کر چکے ہیں۔ فیصل آباد میں واردات کے بعد وہ سرگودھا بھاگ جاتے ہیں۔

اس حادثے کے چند روز بعد ہم واپس امریکہ چلے گئے۔ ہم نے اپنی فیملی، دوست احباب یا عزیز و اقارب سے آج تک اس واردات کا قطعاً ذکر نہیں کیا تھا۔ آج پہلی مرتبہ قلم و قرطاس کی زینت بنا رہے ہیں۔

کپڑوں کی سلائی اور درزی

گلزار ملک

رزق حلال عبادت ہے اس صورت میں کی جانے والی محنت میں عظمت ہے رزق کمانے کے لاتعداد مختلف طریقے ہیں کچھ لوگ ہنر سیکھ کر اور کچھ تعلیم حاصل کر کے قلم کار بنتے ہیں کسی بھی چیز کا علم ہونا بھی ایک ہنر ہے ہنر مندی کے ذریعے بہت سے لوگوں نے روزگار کمانے کے علاوہ اس جدید دور سے متعلقہ اشیاء کی ایجاد اور پھر خرابی کے بعد ان کی درستگی میں نام پایا ہے۔

☆..... ہنر بہت سارے کاموں میں پوشیدہ ہے کپڑوں کی سلائی و کٹائی اور پھر لباس میں خوبصورتی پیدا کرنا بھی ایک بہترین ہنر ہے کہتے ہیں کہ کپڑا نہ بھی ہو مگر درزی اپنے ہنر اور فن کے ذریعے اسے قیمتی لباس بنا دیتا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ ناقص سے ناقص کم قیمت والے کپڑے میں بھی ٹیلر ماسٹر اپنے فن کی مہارت سے جان ڈال دیتا ہے یہ فن کوئی معمولی فن نہیں ہے بظاہر دیکھنے میں یہ کوئی کام نظر نہیں آتا مگر دوسری طرف اگر غور کیا جائے تو اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ بہترین لباس شخصیت پر اثر انداز ہوتا ہے اچھا سلا ہوا لباس انسان کی اپنی پسند کے علاوہ لوگ بھی پسند کرتے ہیں۔ کپڑوں اور لباس کی ماڈلنگ میں سب سے زیادہ لباس کی کٹائی اور سلائی کو مدنظر رکھتے ہوئے نمبر 1 دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اچھا اور خوبصورت لباس خواتین و مرد حضرات کپڑوں کی سلائی میں خود پسند ہیں اور دور دراز علاقوں سے اچھے درزی تلاش کر کے ان سے مہنگے داموں میں کپڑوں کی سلائی کروایا کرتے ہیں۔

☆..... کسی زمانے میں درزی حضرات پرچون کپڑا فروخت کرنے والے دکانداروں کے پاس فری بیٹھا کرتے تھے کہ کپڑا خریدنے والا گاہک کپڑے کی خرید کے بعد اسی درزی کو سلائی کے لئے دے گا جوں جوں وقت کے اندر تبدیلی اور تیزی آتی گئی اور درزی حضرات نے اپنی دوکانیں الگ بنا کر کام شروع کر دیا ساتھ ہی کپڑا بھی رکھ لیا مگر اس طرف آج تک کسی نے بھی کوئی دھیان نہ دیا کہ آیا اس درزی کو

کام بھی آتا ہے کہ نہیں کیونکہ ہمارے ہاں ادھر بہت سارے ایسے درزی حضرات موجود ہیں جنہوں نے دوکان تو عالی شان بنا رکھی ہے اور ساتھ ہی بہت بڑی ورکشاپ بھی قائم کر رکھی ہے جہاں کپڑوں کی سلائی کا کام ہو رہا ہے۔ مگر فن اور مہارت سے خالی ہیں کیونکہ ہمارے ہاں درزی بننے کے لئے کوئی باقاعدہ قانون نہیں ہے بس چند دن کسی ایسے ہی درزی کے پاس لگائے ماڑے ہوئے ہاتھ سیدھے ہو جانے پر دکان لی اور بیٹھ گئے اور ریٹ لسٹ اپنی مرضی کی بنا کر آویزاں کر دی بعض درزی حضرات کی دوکانوں پر جو ریٹ لسٹ آویزاں ہے اس میں نادرہ کے شناختی کارڈ کو حاصل کرنے کے لئے درج فیس کی طرح ریٹ لکھے ہوئے ہیں اگر سوٹ آٹھ دن کے بعد لینا ہے پندرہ دن کے بعد دونوں کے الگ الگ ریٹ درج ہیں اور ساتھ ہی ارجنٹ سوٹ کا ریٹ عام ریٹ سے 500 روپے ریٹ سے زائد ہے جبکہ سرکاری طور پر کوئی ریٹ مقرر نہ ہے

اسی کمزوری کے باعث بہت سارے درزی حضرات نے اپنی مرضی کی ریٹ لسٹ آویزاں کر رکھی ہے جس پر کسی منظور شدہ اتھارٹی کی جانب سے کوئی مہر وغیرہ درج نہ ہے۔

☆..... راقم کو بھی اچھے اور خوبصورت سلے ہوئے کپڑے پہننے کا طالب علمی کے زمانے سے ہی بڑا شوق ہے۔ 1980 جب سوٹ کی سلائی 20 روپے ہوا کرتی تھی تو اس وقت اتنی بڑی فیس لینے والے درزی کو ایک بہترین درزی سمجھا جاتا تھا ان دنوں میں بہاول پور میں طالب علم تھا۔ وہاں کے ایک درزی سے ایک سوٹ شلوار قمیض سلائی کروایا تھا تو اس وقت یہ سوٹ ناپ سلائی اور فٹنگ کے لحاظ سے اپنی مثال خود تھا جس کو پہننے کے بعد درزی کے فن اور مہارت کا اندازہ خوب ہوتا تھا اور سلائی ہی صرف 125 روپے تھی مگر آج کے دور میں اول تو ایسے فن کا مالک درزی بہت کم ہیں اگر مل بھی جائے تو ان کے ریٹ آسمانوں سے باتیں کرتے ہیں اور کام ان کے پاس ایک لکے کا نہیں ہوتا اس وقت 500 سو روپے سے لے کر 2500 روپے تک شلوار قمیض کی سلائی لی جاتی ہے مگر پھر بھی 25 روپے والے درزی مہارت یافتہ درزی کے ساتھ 2500 سو روپے والے درزی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ایسے درزی حضرات جب سوٹ گاہک کے معیار کے مطابق تیار نہیں کر پاتے تو بعد میں یہ لوگ سننا بھی گوارہ نہیں کرتے کیونکہ اس بات کا ڈر ہوتا ہے کہ اگر گاہک سے معافی نہ ملی تو اس کو کپڑے کی رقم کے ساتھ سلائی بھی واپس کرنا ہوگی اس لئے یہ لوگ غلطی تسلیم نہیں کرتے اور الٹا تلخ کلامی پر اتر آتے ہیں کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ اونچی دوکان پھیکا پکوان

☆..... پرانے وقتوں میں جب لڑکی کا رشتہ دیکھا جاتا تو سب سے پہلے یہ سوال کیا جاتا تھا کہ لڑکی کو سلائی کڑھائی کا کام آتا ہے؟ مگر آج کے جدید دور میں یہ سوالات دفن ہو چکے ہیں اور جدید نئے دور کے سوالات نے جنم لیا ہے جس سے زندگی میں پہلے جیسا سکون بھی نہیں رہا۔ یہی وجہ تھی کہ لڑکیوں کو شادی سے کپڑوں کی سلائی کرنا سکھایا جاتا تھا تاکہ اپنے سسرال جا کر انہیں ضرورت محسوس ہو تو اس ہنر کو بطور روزگار اپنا لیں آج گلی محلوں کی سطح پر خواتین اس ہنر کے ذریعے اپنے گھروں کا خرچہ پانی چلا رہی ہیں۔ ان میں زیادہ تر وہ خواتین ہوتی ہیں جن کے شوہر نشئی نکھٹو یا پھر انتقال کر گئے ہو شوق سے اس ہنر کو اپنانے والی خواتین اس شعبہ میں بہت کم ہیں۔

کپڑے سلائی کروانے والے حضرات کو درزیوں سے ایک شکایت یہ بھی رہتی ہے کہ لوگ وعدے کے مطابق گاہک کو کپڑے نہیں دیتے کئی کئی دنوں تک ان کی دکانوں پر حاضری دینی پڑتی ہے۔ بہرحال اس ہنر سے وابستہ بہت سارے درزی ایسے ہیں جو اپنے فن اور مہارت کی بدولت لوگوں کے دلوں پر راج کر رہے ہیں۔۔

تعلیم ہی ہجوم کو قوم بناتی ہے

معاشروں کی تنزلی کا ایک بنیادی سبب تعلیم سے اغماض کی عادت بھی قرار دی جاسکتی ہے

اشرف جاوید

معاشروں کی تنزلی کا ایک بنیادی سبب تعلیم سے اغماض کی عادت بھی قرار دی جاسکتی ہے۔ میں نے پالیسی کی جگہ عادت کا لفظ جان بوجھ کر استعمال کیا ہے، کیوں کہ پالیسیاں تو ہر وقت اور ہر نئے سال اور ہر نئی حکومت کی آمد پر بنتی اور معرض وجود میں آتی رہتی ہیں اور پھر ان میں طرح طرح کی تبدیلیاں بھی رونما ہوتی رہتی ہیں اور پھر حکومتیں اور حکمران جماعت کے کارندے اپنی مرضی کے مطابق ان کے نقش و نگار سنوارتے رہتے ہیں، لیکن عادات کا فلسفہ اس سے قدرے مختلف ہے، عادت، جو ایک بار انسانی زندگی میں داخل ہو جائے، تو پھر اس سے چھٹکارا ناممکن ہو جاتا ہے۔

انسان ہر قسم کے عمل سے جان چھڑا سکتا ہے سوائے عادت کے، لہٰذا یہی کہنا بہتر لگا ہے کہ ہر سطح پر تعلیم کی

پاکستانی معاشرے میں آج بھی سکول کی عمر تک آنے والے بچوں کی 40-35 فی صد تعداد سکول کا منہ دیکھنے کی روادار نہیں ہے

جانب سے آنکھیں بند کر لینا ہمارا انفرادی نہیں، بل کہ قومی وطیرہ بن گیا ہے۔ فرد سے لے کر خاندان تک اور خاندان سے لے کر معاشرے تک اور پھر معاشرے سے لے کر ایوان اقتدار تک یہی بے حسی دیکھنے میں آتی ہے۔

پاکستانی معاشرے میں آج بھی سکول کی عمر تک آنے والے بچوں کی 40-35 فی صد تعداد سکول کا منہ دیکھنے کی روادار نہیں ہے، اگر بچوں کے والدین سے پوچھا جائے، تو وہ اپنی معاشی مجبوریوں کا رونا رو کر چپ ہو جاتے ہیں، لیکن قوم کا یہ اثاثہ، جو معاشرے کا ایک فعال حصہ اور کارآمد جز بن سکتا ہے اور معاشرے اور قوم کی ترقی میں مرکزی کردار ادا کرنے کے قابل ہو سکتا ہے، جسے ہم قوم اور معاشرے کا مستقبل بھی کہتے ہیں، بالکل ناکارہ اور بیکار کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے، پھر حکومتی سطح پر بھی تعلیمی شعبہ سے متعلق کوئی خیر کی خبر نہیں آتی۔

بجٹ کا کوئی تین فیصد حصہ اس شعبے کے لیے مختص کیا جاتا ہے، یعنی اونٹ کے منہ میں زیرے والی بات۔ یہ تو محاورہ ہے، لیکن دیکھا جائے، تو اس محاورے کی سچائی بھی مخدوش ہوتی نظر آتی ہے، کیوں کہ یہاں تو زیرے سے بھی کم جسامت اور حجم کی کوئی شے اونٹ کے منہ میں دی جاتی ہے اور پھر اس میں سے بھی بہت سے غیر ضروری اخراجات نکل آتے ہیں، جن کا پیٹ بھرنا بھی اشد ضروری گردانا جاتا ہے، اساتذہ کی تنخواہیں، اب جا کر قدرے معقول ہوئی ہیں کہ اس میں بھی سابقہ حکومت کا بہت بڑا کردار ہے، ہر چند کہ اس اضافے پر بھی اُس وقت کی اپوزیشن نے بال کھول کر واویلا کیا تھا، پھر بھی ابتدائی تعلیم کے مدرسوں میں تعینات اساتذہ کی کسمپرسی دیکھنے کے لائق ہے۔

گزشتہ دنوں قومی اسمبلی اور سینٹ کے ممبران کی تنخواہوں میں بے پناہ اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ یقیناً یہ غریب لوگ ہیں، انھیں بھی اپنے بچوں اور خاندان کا پیٹ پالنا ہے،

آخر یہ سب لوگ صرف تنخواہ پر ہی تو گزارہ کرتے ہیں! امیر عوام سے ووٹ لے کر اسمبلیوں میں آ بیٹھنے کے بجائے عوام کے در پر صبح شام حاضری دیتے ہیں، ان سے مسائل کا پوچھتے ہیں، پھر ان کے حل کے لیے اسمبلیوں کے دروازے پر دستک دیتے ہیں اور پھر تمام ثمرات ایک ایک کر کے عوام کی جھولی میں ڈال دیتے ہیں۔

عوام سے کیے ہوئے وعدے طاق پر نہیں سجاتے، بل کہ انھیں پورا کرنے میں وقار اور عزت محسوس کرتے ہیں، جب ایسا ہے، تو کیوں نہ ان غریب نمایندوں کی روزی روٹی کا اہتمام کیا جائے، کیوں نہ حکومت عوام کے غمگساروں کی اشک شوئی کرے اور کیوں نہ عوام کے ان ہمدرد لوگوں کی پانچوں اُنگلیاں گھی میں ہوں۔

حیرت کی بات ہے کہ جہاں ''نوازشات'' کی ضرورت ہے

وہاں انعامات واکرامات کی بارش نہیں ہوتی اور جہاں

معاشروں کا بکھراؤ زندگی کو ہر سطح پر متاثر کرتا ہے، اگر کسی کو متاثر نہیں کر پاتا تو وہ ہمارا حکمران طبقہ ہے

غیر ترقیاتی کاموں پر اربوں روپوں کا تصرف دکھایا گیا ہے

تعلیم کے لیے ہر ممکنہ حد تک کم سے کم رقم مختص کی گئی، کیوں کہ تعلیم انسان کو تہذیب سکھاتی ہے

پہلے سے کھیت ہرے بھرے ہیں، وہاں جل تھل ہو رہا ہے، واہ ری قدرت تیرے بھی اپنے ضابطے ہیں اور تیرے بھی اپنے کھیل ہیں، تو اگر غریب کو غریب نہ رکھے، تو حکمران طبقہ کس پر حکمرانی کرے، حکمران پر تو حکمرانی نہیں کی جاسکتی ناں!

پاکستان کو معرض وجود میں آئے کوئی انسٹھ برس ہونے کو آئے ہیں، کیا زمانہ تھا! جب قائداعظم کی ایک آواز پر مسلمانوں کا ہجوم ایک قوم میں ڈھل کر سامنے آیا تھا اور پھر یہی قوم اپنے مقصد کے حصول کے لیے یک جان دو قالب ہو گئی تھی۔

1940ء میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی اور اگست 1947ء میں، یعنی کل سات برسوں میں دنیا کے نقشہ پر ایک نیا ملک پاکستان کے نام سے طلوع ہو چکا تھا، جب مقصد میں سچائی اور کردار میں یکتائی ہو، تو اسی طرح کے معجزے رونما ہوتے ہیں، پھر اسی قوم کو تقریباً 24 برسوں میں ہم نے پھر سے ہجوم میں تبدیل ہوتے دیکھا، یہ وہ زمانہ تھا، جب پاکستان کا خواب دیکھنے والے اور اس خواب کو تعبیر دینے والوں دونوں رہنما راہی ملک عدم ہو چکے تھے

اور ان کے بچوں سے نہ یہ ملک سنبھالا گیا، نہ یہ قوم اور 1971ء میں ہم نے وہ کام کر دکھایا، جس سے ہمارا ہمسایہ کانوں تک خوش نظر آیا، پھر کیا تھا وہ دن اور آج کا دن یہ قوم ایسی ہجوم میں تبدیل ہوئی کہ پھر قوم نہ بن سکی اور نہ اسے کوئی ڈھنگ کا لیڈر میسر آسکا اور اگر آیا بھی تو اسے دار پر لٹکا دیا گیا۔ یہ ایک لمبی کہانی ہے، پھر کبھی سہی۔ ابھی تو ہجوم اور قوم اور پھر قوم سے ہجوم تک آئے ہیں، یہ طویل اور اذیت ناک سفر ہے، دیکھنا یہ ہے کہ اب یہ ہجوم کس طرف جاتا ہے؟

معاشروں کا بکھراؤ زندگی کو ہر سطح پر متاثر کرتا ہے، اگر کسی کو متاثر نہیں کر پاتا تو وہ ہمارا حکمران طبقہ ہے،

اساتذہ کی تنخواہیں، اب جا کر قدرے معقول ہوئی ہیں پھر بھی ابتدائی تعلیم کے مدرسوں میں تعینات اساتذہ کی کسمپرسی دیکھنے کے لائق ہے

کیوں کہ وہ پاکستانی روایات کو خوب سمجھتا ہے اور پاکستانی عوام کو بہلانے پھسلانے کے ہزار طریقے جانتا ہے۔

کبھی پڑھا لکھا پنجاب کا نعرہ لگایا جاتا ہے اور کبھی پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب کا خواب دکھایا جاتا ہے۔ خواب دیکھنا اور دکھانا اچھی بات ہے، لیکن تب، جب اس کی تعبیر بھی ممکن ہو، مگر تعبیر کی فکر کرنے والے منوں مٹی کے نیچے آرام فرما ہیں، اب تو خواب دکھانے والے سبز باغ دکھاتے ہیں اور منوں دولت گٹھڑیوں میں باندھ کر باہر کے ملکوں میں لے جاتے ہیں اور پھر قوم کے پوچھنے پر عجیب ڈھٹائی کے ساتھ مسکراتے اور منہ بناتے دیکھے جاتے ہیں۔

بلی بجٹ کے تھیلے سے باہر آچکی ہے، غیر ترقیاتی کاموں پر اربوں روپوں کا تصرف دکھایا گیا، اور نج ٹرینوں کا گیت گایا گیا، زندگی کے تمام غیر فعال اداروں، یعنی سفید ہاتھیوں کو پالنے کے منصوبے بنائے گئے اور ان کی تکمیل و تعمیر کا اعلان کیا گیا، لیکن تعلیم کے لیے ہر ممکنہ حد تک کم سے کم رقم مختص کی گئی، کیوں کہ تعلیم انسان کو تہذیب سکھاتی ہے اور تہذیب بکھرے ہوئے انسانوں کو ایک مرکز پر لاتی اور ہجوم کو قوم میں تبدیل کرتی ہے اور ہم یہ کام کسی قیمت پر نہیں کرنا چاہتے، کیوں کہ ایک مضبوط قوم کسی بھی وقت حکمرانوں کا محاسبہ کر سکتی ہے!

آپ کا ہفتہ

محمد یسین وٹو

حمل
21 مارچ تا 20 اپریل

سیارہ مرخ' نمبر 9 پتھر ہنا' حرف ذ'ل'ع'ی' آتشی مذکر دن منگل

آپ کا حکمران سیارہ مرخ آپ کے برج سے واپسی کے سفر پر ہے جس کا واضح اثر آپ کے لمبے عرصے کے تعلقات اور پارٹنر شپ وغیرہ پر پڑ سکتا ہے اور زیادہ اہم بات یہ ہے کہ آپ جتنا اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کریں گے اتنا ہی آپ کے لئے مسائل بڑھتے جائیں گے۔

ثور
21 اپریل تا 21 مئی

سیارہ زہرہ نمبر 6 مبارک پتھر ہیرا حرف ب' عنصر خاکی موئث دن جمعہ

اگر آپ جذباتیت کی بجائے معاملات فہمی سے کام لیں تو آپ آئندہ ہفتے میں آنے والی ایک بڑی مشکل سے بچ سکتے ہیں۔ جمعرات کے روز سے آپ کے نجمی قاعدے بدل رہے ہیں اور وہ آپ کی طرفداری میں بدلیں گے۔ اس مثبت معاملے کے سبب آپ کے لئے اپنی زیرالتواء کاوشوں کو حل کرنا آسان ہوگا۔

جوزا
22 مئی تا 21 جون

سیارہ عطارد' نمبر 5 مبارک پتھر زمرد' حرف ک'ق' عنصر بادی مذکر دن بدھ

سوموار کے روز قمر آپ کے رومانوی معاملات کے حکمران قوس کے زیر اثر ہے۔ اس کے سبب آپ کی رومانوی زندگی، مضبوط رشتے اور ایڈونچر کے معاملات ابھر کر سامنے آئیں گے۔ آپ ایک موجودہ رشتے کے نئے نظریے سے دیکھ سکیں گے۔ اگر آپ دوسروں کو موقع دیں تو وہ لوگ آپ کو مایوس نہیں کریں گے

سرطان
22 جون تا 23 جولائی

سیارہ قمر نمبر 2' مبارک پتھر اوپل حرف ح' ہ' عنصر آبی موئث دن پیر

اس ہفتے شمس برج سرطان میں براجمان ہوگا، نئے سالانہ شمسی چکر کا آغاز ہوگا۔ توانائی کے گنج شمس کی موجودگی کے سبب آپ کے زیرالتواء پراجیکٹ بھی جدت پاکر انگڑائی لیں گے۔ یہ موقع ہے کہ آپ انا اور خود غرضی کو بھول کر کوشش کر ڈالیں۔ پہلا قدم اٹھالیں، دوسرا رب خود اٹھوادے گا۔

اسد
24 جولائی تا 22 اگست

سیارہ شمس' نمبر 1 '4 مبارک پتھر روبی یاقوت حرف م' عنصر آتشی مذکر دن اتوار

اس ہفتے آپ کافی خود غرض واقع ہونگے، تمام تر توجہ اپنے خوابوں، امنگوں پر مرکوز رہے گی۔ دوسرے آپ کی نظر التفات سے محروم رہیں گے۔ موجودہ نجمی قاعدے آپ کو سپورٹ کر رہے ہیں کہ آپ اپنے خوابوں اور امنگوں کو پورا کرسکیں۔ ایسی کیفیت میں رومانوی اور خاندانی زندگی متاثر ہوتی ہے

سنبلہ
23 اگست تا 23 ستمبر

سیارہ عطارد نمبر 5 مبارک پتھر اوپل حرف پ' ڑ' عنصر خاکی موئث دن بدھ

اس ہفتے آپ کے برج کے لئے حالات سازگار رہیں گے۔ خوش قسمت سیارہ مشتری اور مثبت سوچ کا حامل پلوٹو باہم رابطہ میں ہیں جس کا واضح اثر آپ کے تاثرات مزاج اور کوششوں پر پڑے گا۔ آپ کے سامنے نئی آپشن آئیں گی۔ آپ خود کو کسی بندگلی میں محسوس نہیں کریں گے۔

میزان
24 ستمبر تا 23 اکتوبر

سیارہ زہرہ نمبر 6 مبارک پتھر ہیرا حرف ت' ط' عنصر بادی مذکر دن جمعہ

اس ہفتے قمر آپ کے برج کے حلقے میں موجود ہے جس کا علاقہ' اثر آپ کا ابلاغی علاقہ ہے۔ قمر کی موجودگی آپ کی کیمونیکیشن کی صلاحیتوں کو چمکا دے گی۔ اگر آپ کی انٹرویو کال، مصاحبہ یا مباحثہ ہے تو آپ کی کارکردگی نہایت متاثر کن رہے گی۔

عقرب
24 اکتوبر تا 22 نومبر

سیارہ مرخ نمبر 9 مبارک پتھر مرجان حرف ن' ش' عنصر آبی مذکر دن منگل

موجودہ حالات میں اکٹھی ہوئی مشکلات جمعرات کے روز سے رفع ہونی شروع ہونگی جب آپ کا حکمران سیارہ پلوٹو قسمت کے سیارے مشتری کے ساتھ ملے گا۔ پلوٹو دولت کا سیارہ ہے لہٰذا آپ کی معاشی مشکلات آسان ہونگی جبکہ مشتری قسمت اور مثبت سوچ کا سیارہ ہے اور آپ کی سوچ مثبت اور قسمت مہربان رہے گی۔

قوس
23 نومبر تا 21 دسمبر

سیارہ مشتری' نمبر 3' مبارک پتھر پکھراج حرف ف' عنصر آتشی مذکر دن جمعرات

اس ہفتے قمر آپ کے برج میں ہے اور اس کا حلقہ اثر آپ کی ذاتی زندگی ہے لہٰذا اس پر مثبت اثرات رہیں گے۔ خواہ یہ ذاتی زندگی ہو یا رومانوی، آپ کو مثبت لہریں آتی محسوس ہوں گی۔ آپ کا اعتماد اونچا ہے کیونکہ جس پراجیکٹ کے لئے آپ نے جان جوکھوں میں ڈال رکھی وہ اب مکمل ہونے کو ہے۔

جدی
22 دسمبر تا 20 جنوری

سیارہ زحل نمبر 8 مبارک پتھر یاقوت حرف ج خ گ دن ہفتہ

زندگی کے نصب العین' طویل المدتی اہداف اور قلیل المدتی فوائد کے حوالے سے آپ کی سوچ تبدیل ہو رہی ہے۔ گو کہ آپ کو اپنی تبدیلی اتنی مثبت نہیں لگ رہی کیونکہ آپ کو رشتے اور ناطے کمپرومائز کرنا پڑ رہے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ مردہ ٹہنیاں اتریں تو ہی سرسبز شگوفے پھوٹتے ہیں۔

دلو
21 جنوری تا 18 فروری

سیارہ زحل' نمبر 8' مبارک پتھر نیلم حرف ث' س' ص' عنصر بادی مذکر دن ہفتہ

اس ہفتے آپ کی سماجی زندگی کافی کنفیوژن اور مسائل کا شکار رہے گی کیونکہ مرخ اور زحل آپ کے سماجی حلقہ اثر میں دندناتے پھر رہے ہیں۔ ان کا باہم ربط سماجی تعلقات پر منفی اثر رکھتا ہے۔ اس ہفتے آپ جن کوششوں میں ناکام ہونگے وہ اگلے ہفتے آپ کو پرکاہ معلوم ہونگی۔

حوت
19 فروری تا 20 مارچ

سیارہ مشتری' نمبر 3' مبارک پتھر پکھراج حرف د' ذ' عنصر آبی موئث دن جمعرات

حوت کے لئے اس ہفتے ذاتی زندگی اور رومانوی زندگی دونوں نہایت آسان اور سادہ ہیں کیونکہ مشتری کا براہ راست آپ کے ان حلقوں پر ہے۔ کوشش کریں کہ مصیبتوں کے بیل کو سرخ کپڑا خود نہ دکھائیں۔ معمولی باتوں اور مسائل کو صرف نظر کریں۔ معاشی بہتری واضح ہے اگر آپ اپنے رویے کو درست کرلیں تو پیسے ڈوبنا بھی بند ہو جائے گا۔

ماہ رمضان

رحمتوں کے چمن پہ نکھار آیا ہے
ماہ رمضان پھر نہ بہار آیا ہے
در کھلے سارے جنت کے ہوں فیضیاب
ہر مسلماں کو پھر سے پکار آیا ہے
اس قدر بخششیں ہے سمیٹے ہوئے
کر کے بیڑے مرادوں کے پار آیا ہے
آنسوؤں سے گناہوں کو دھو ڈالو تم
رب کو مخلوق پہ اپنی پیار آیا ہے
دکھ کے کانٹے مقدر سے کر کے یہ دور
سکھ کے پھولوں کا بن کے یہ ہار آیا ہے
یہ بہشتوں کی ٹھنڈک کا بخشے سکوں
بن کے دوزخ کے آگے دیوار آیا ہے
رونقیں مسجدوں کی دوبالا ہوئیں
ہر برائی کو دل سے اکھاڑ آیا ہے
کیسے روی اٹھاؤں گی سجدے سے سر
اس قدر میرے دل کو قرار آیا ہے

(اروما بٹ رومی)

برکتوں کا مہینہ

برکتوں کا مہینہ ہے آیا
میرے اللہ نے مجھ کو دکھایا
رکھوں روزہ میں سحری روزانہ
یہ فرمان حق کا ہے آیا
نعت دیتا ہے مجھے روزانہ
کروں شکر میں بھی اس کا سوایا
میں بوڑھا ہوں تو کیا ہوا ہے
مر نہ جاؤں گا اک دن نہ کھایا
روزے کی برکتوں سے لطیف
مل ہی جائے گا جنت کا سایہ

(حاجی محمد لطیف کھوکھر)

چینلز اور اشتہارات

عائشہ ارشد

یہ بات بجا ہے کہ الیکٹرونک و پرنٹ میڈیا کی ترقی و آمدنی اشتہارات پر منحصر ہوتی ہے۔ اشتہارات کے بغیر نہ تو کوئی اخبار چل سکتا ہے اور نہ ہی کوئی ٹی وی چینلز کیونکہ اشتہارات سے ملنے والے سرمائے ہی کی بدولت میڈیا ترقی کے منازل طے کرتا ہے اور اپنے ادارے کو کامیابی سے جاری و ساری رکھتی ہے۔ دنیا میں سب سے پہلا اشتہار ٹی وی پر جولائی 1941 میں بیس بال کے میچ کے دوران نیویارک کے مقامی چینل پر نشر ہوا جو کہ 10 سیکنڈ کے دورانیے کا تھا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ٹی وی پر اشتہارات کا رجحان بڑھتا گیا اور میڈیا کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت کر گیا۔ نجی، سرکاری و عوامی ادارے یا کمپنیاں اپنے پروڈکٹ کی تشہیر، اسکے پھیلاؤ اور مقبولیت کیلئے مختلف ٹی وی چینلز میں اشتہارات دیتے ہیں تاکہ عوام اس پروڈکٹ کو اپنائیں اور ادارے کو فائدہ پہنچائیں۔ مختلف اشتہارات مختلف دورانیے کے ہوتے ہیں اور مختلف قیمت کے حامل بھی، اشتہارات دینے والی کمپنیاں سیکنڈز کے لحاظ سے رقم ادا کرتی ہیں۔ پہلے پہل جب اشتہارات کا آغاز ہوا تو ایک باقاعدہ حکمت عملی کے تحت اشتہارات کی عکسبندی کی جاتی تھی اور ان کے معیار کو برقرار رکھا جاتا تھا اور کوئی بھی ایسی چیز دکھانے سے گریز کیا جاتا تھا جو کہ عوام میں بے راہ روی اور افراتفری کا باعث بنے مگر جیسے جیسے معاشرہ ترقی کر رہا ہے ٹی وی چینلز میں اضافہ ہو رہا ہے اور ان چینلز پر مختلف قسم کے اشتہارات بھی روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ یہی وہ ہے کہ ٹی وی چینلز کی بھرمار ہونے کی وجہ سے اشتہارات کے معیار کو مسلسل اور بہت بری طرح سے نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ اور بنا سر پاؤں والے اشتہارات کو نشر کیا جا رہا ہے جو کہ عوام کو سمجھ سے کچھ حد تک بالاتر بھی ہیں اور عوام کو گمراہی کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

پاکستانی ٹی وی چینلز پر ملکی و غیر ملکی دونوں اشتہارات دیئے جاتے ہیں ان کا معیار بہتر بنانے کی ضرورت ہے مختلف کمپنیاں محض اپنے پروڈکٹ کی تشہیر کے لئے اشتہارات میں غیر ضروری چیزوں کو شامل کر کے عوام کو گمراہ کر رہی ہے مختلف پروڈکٹس کی تشہیر تو ہو رہی ہے اور پروڈکٹس متعارف کروانے والی کمپنیوں کو فائدہ بھی پہنچ رہا ہے مگر چند لوگوں کا مفاد ہمارے پورے معاشرے میں بگاڑ کا باعث بن رہا ہے۔

ایک معیاری اشتہار وہ ہوتا ہے جو کہ عوامی طبقات اور نمائندگی کرے اور جو مصنوعات متعارف کروائی جارہیں وہ عام عوام کی پہنچ میں ہوں۔ مگر ہمارا معاشرہ تو مختلف طبقات میں بٹ چکا ہے اور جسکا فائدہ صرف اور صرف ایلیٹ کلاس کو اور نقصان صرف لوئر کلاس کے زمرے میں آیا ہے۔

یہ مہنگے اشتہارات ہمارے معاشرے کے لے "آ بیل مجھے مار" والی کہاوت کے مترادف ہیں۔ جسکے ذمہ دار صرف اور صرف حکمران طبقہ اور پیمرا ہے جس نے ٹی وی چینلز کو اتنی چھوٹ دے رکھی ہے کہ وہ اشتہارات کے معیار کو اپنی مرضی کیمطابق ڈھال رہے ہیں۔ اگر ایسے ہی چلتا رہا تو وہ وقت دور نہیں جب وقت ہمارے ہاتھ سے نکل جائیگا اور ہم صرف ہاتھ ملتے رہ جائیں گے اور معاشرہ تباہی کے دہانے پر کھڑا ہوگا۔

روزے کا مقصد!

اسلامی مہینوں میں رمضان افضل ترین ماہ ہے۔ اس ماہ قرآن کا نزول مکمل ہوا یہ رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے۔ فرمایا جاتا ہے اس مہینے میں جتنی رحمتیں اور برکتیں سمیٹ سکتے ہیں سمیٹ لینی چاہیے۔ ایک جگہ پر رسول کریمؐ نے فرمایا بدنصیب ہے وہ شخص جس نے رمضان کا مقدس ماہ پایا اور اپنی بخشش نہ کروا سکا۔ رمضان کے پورے ماہ مسلمانوں کے لئے اللہ پاک نے روزے فرض کئے ہیں۔ ان روزوں کا مقصد تقویٰ حاصل کرنا ہے۔ اپنے رب کی خوشنودی کے لئے سارا دن بھوکا پیاسا رہ کر نیکی کے کام کرنا اور برائی سے بچنا اور اپنے نفس کو قابو میں کرنا ہی اصل روزہ ہے۔ لیکن آج کل لوگ روزے کا اصل مطلب بھول چکے ہیں۔ ان کے نزدیک سارا دن صرف بھوکا پیاسا رہنا ہی روزہ ہے جبکہ یہ غلط ہے روزے کا اصل مقصد صرف بھوکا پیاسا رہنا نہیں ہے بلکہ اپنے رب کی رضا کے لئے اپنی خواہشات کو ترک کرنا، ہر اس کام سے پرہیز کرنا جس سے اللہ پاک ناخوش ہوتا ہے اور اپنے رب کی رضا اور خوشنودی کے لئے ہر نیک اور اچھا کام کرنا ہی روزہ ہے۔ روزہ صرف پیٹ کا نہیں ہوتا بلکہ روزہ آنکھ کان منہ ہاتھ پاؤں سب کا ہوتا ہے۔ لہٰذا روزے دار کے لئے ضروری ہے کہ وہ نہ آنکھ سے برا دیکھے نہ کان سے برا سنے اور نہ منہ سے کچھ ایسا کہے جو کہ غیر اخلاقی ہو اور برائی کی طرف کوئی قدم اٹھائے۔ ٹھیک طرح سے روزہ رکھ کر انسان قرب الٰہی حاصل کر سکتا ہے۔ نبی پاکؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو روزہ دار کی منہ کی بو مشک سے زیادہ پسند ہے۔ اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہوا کہ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔ روزہ دار جب اپنی خواہشات رد کر کے اپنے رب کے احکام کے سپرد کر دیتا ہے خود کو تو وہ اللہ پاک کی رحمتوں برکتوں اور مغفرت کا مستحق بن جاتا ہے اور یہی اصل مقصد ہے روزے کا۔ روزہ دار گناہوں سے پاک ہو کر اپنے رب سے قریب ہو جاتا ہے تو اس کے دل سے برائیوں کا خاتمہ شروع ہو جاتا ہے اس کو اپنے پروردگار کی خوشنودی کے لئے اپنا نفس قابو کرنا آ جاتا ہے تو اس کا رب بھی اس سے راضی ہو جاتا ہے پھر۔ اور جس شخص سے رب راضی ہو جاتا ہے اس کی دنیا بھی سنور جاتی ہے اور آخرت بھی۔

ثناء عالمگیر

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی

رمضان ٹرانسمیشن

ماہ رمضان خداوند کریم کی خاص نعمتوں میں سے ایک ہے۔ رمضان میں قرآن مجید کا نزول ہوا۔ رمضان میں ثواب کا اجر ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے اور شیاطین کو قید کر لیا جاتا ہے مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا ہم رمضان کے تقدس کا خیال رکھتے ہیں؟ کیا ہم اس افضل ترین ماہ کا حق ادا کر رہے ہیں؟ رمضان کے آغاز کے ساتھ ہی میڈیا اپنی دکانداری میں مصروف ہو جاتے ہیں اور سحر و افطار ٹرانسمیشن کا آغاز ہو جاتا ہے۔ جس میں ٹی آر پی حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ عوام بھی چھوٹی بڑی چیز جیتنے کے چکر میں اپنی عزت گنوا دیتے ہیں۔ عوام کیلئے تفریح کے نام پر مختلف کھیل اور سرگرمیاں مرتب کی جاتی ہیں۔ اگر یہ سرگرمیاں مثبت ہوں تو اچھی بات ہے۔ مگر ہو اس کے برعکس رہا ہے۔ ہوسٹس، پروڈیوسر اور چینل انتظامیہ ریٹنگ کی دوڑ میں آگے نکلنے کیلئے ایسی حرکات کرتے ہیں جو اس مقدس ماہ میں نہیں ہونی چاہئے۔ پچھلے دنوں ایک معروف ٹی وی چینل کی ہوسٹ کراوڈ میں سے ایک کو بلا کر اس کے چہرے پر پٹی باندھ کر اسے سانپ تھما دیا اور آپ تصور کریں اس عورت کا پٹی کھلنے کے بعد کیا حال ہوا ہوگا۔ ایک اور مشہور ٹی وی چینل کی ریکارڈ توڑ ٹرانسمیشن کرنے والے کی عجیب حرکات بھی دیکھنے میں آئی اور وہ بھی صرف فضول قسم کی ٹی آر پی حاصل کرنے کیلئے۔ اس کے علاوہ وہ اداکار اور فنکار جو سارا سال شوبز میں کام کرتے یا مختلف ٹی وی سکرین پر دکھائی دیتے ہیں وہ رمضان میں لوگوں کو دین سکھا رہے ہوتے ہیں۔ اور بعض شوز میں ہوسٹ کے جوابات عوام کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتے ہیں اس سے عوام بھی کنفیوژن اور تذبذب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ کیا پیمرا سو رہا ہے۔ پیمرا جس کی ذمہ داری ہے جو میڈیا کا احتساب کرتا ہے وہ کیوں خاموشی اختیار کئے ہوئے ہے۔ عوام کو بھی چاہیے کہ وہ ایسی چیزوں کا نوٹس لیں۔ آپ قلم کے ذریعے اس کے خلاف آواز بلند کریں۔ فیس بک اور ٹویٹر کا سہارا لیں اور برائی کو برا کہنے کی جسارت کریں۔ اگر عوام بولے گی تو حکام بھی قدم اٹھانے پر مجبور ہو جائے گی مگر ہمت عوام کرنی پڑے گی۔۔۔

ارحم عامر ڈار

لاہور کالج برائے خواتین

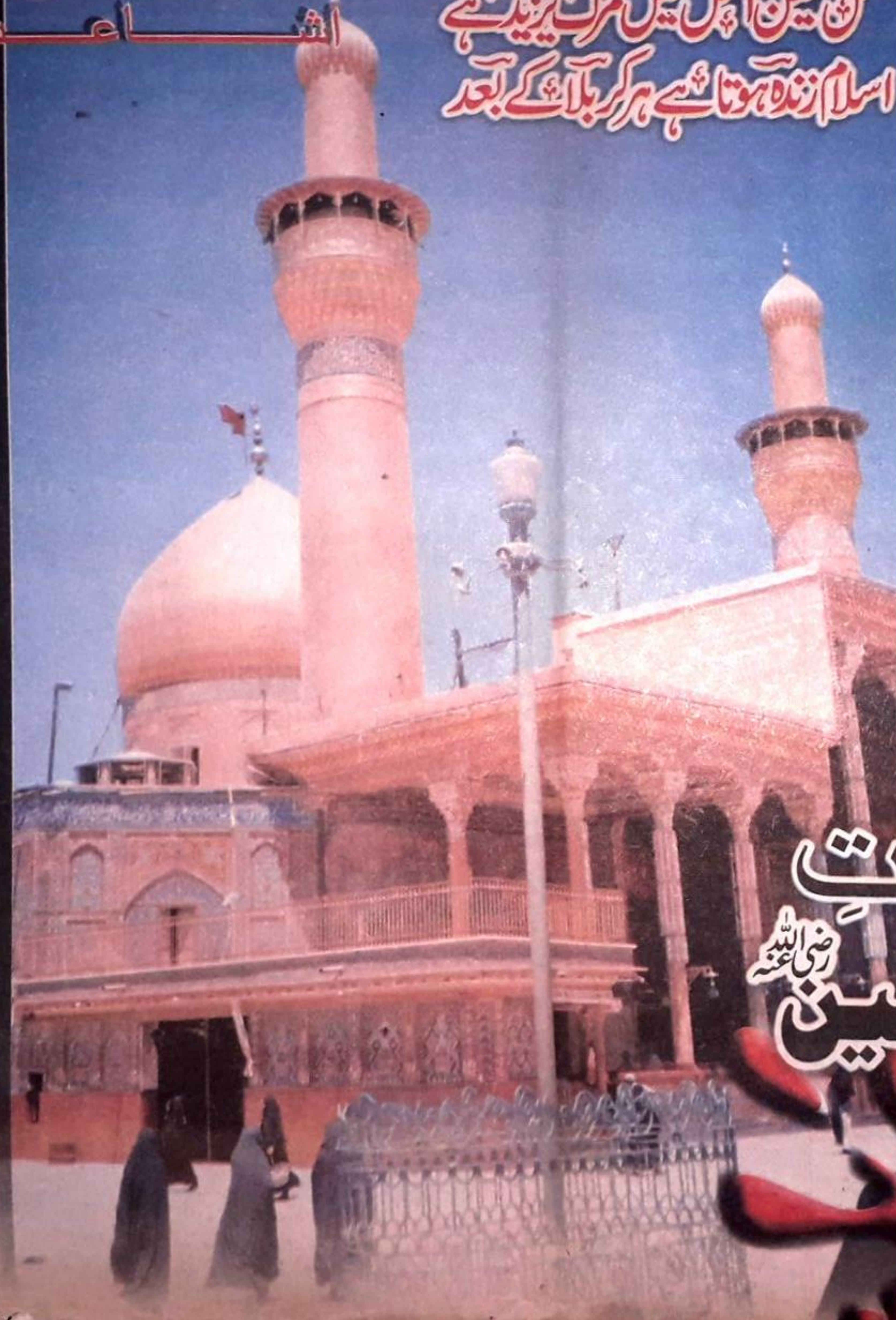
روزے کے طبی فوائد

رمضان کریم میں جہاں روزہ رکھنے سے روحانی صحت بہتر ہوتی ہے وہیں جسمانی صحت پر بھی اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ چند ضروری باتوں کا خیال رکھا جائے۔ روزے کی حالت میں جب جسم غذا سے محروم ہوتا ہے تو یہ توانائی کے حصول کے لئے جسم میں موجود چربی استعمال کرنا شروع کر دیتا ہے۔ جس سے وزن کم ہو جاتا ہے طبی ماہرین کے مطابق یہ ایک نادر موقع ہے۔ جس سے انسان ایک طرف تو اسلامی فریضہ ادا کرتا ہے جبکہ دوسری طرف موٹاپے کا شکار انسان فاقہ کشی کی جانب مائل ہوتا اور روزے کی برکتوں سے صحت بھی بہتر ہو جاتی ہے۔ موٹاپے میں کمی ہوتی ہے۔ روزے کے دوران جسم 16 سے 17 گھنٹے خوراک سے محروم رہتا ہے۔ یعنی سحری کھانے سے افطاری تک۔ اس دوران جب آنتیں کھائی ہوئی خوراک سے غذائیت جذب کرنا شروع کر دیتی ہیں تو گلوکوز جو جگر اور پٹھوں میں محفوظ ہو جاتا ہے جسم کو توانائی بخشتا ہے۔ اس کے بعد توانائی فراہم کرنے کے لئے جسم کی چربی پگھلنا شروع ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر ثاقب کا کہنا ہے کہ روزہ رکھنے سے جہاں بہت سے دوسرے طبی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ وہیں کولیسٹرول کی سطح بھی گھٹ جاتی ہے ذیابیطس کنٹرول میں رہتا ہے بلڈ پریشر کم ہو جاتا ہے جسم سے فاسد مادے خارج ہوتے ہیں اور جسم چست اور ذہن بیدار ہو جاتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ مشورہ بھی دیا افطار اور سحر کے اوقات میں متوازن غذا کا استعمال کیا جائے۔ صحت مند مشروبات کو اہمیت دی جائے۔ چونکہ گرمیوں کے روزے ہیں اس لئے پسینہ آنے سے جسم میں پانی نمکیات کی کمی ہو جاتی ہے اور عضلات ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے افطاری میں سکنجبین کا استعمال کرنا زیادہ فائدہ مند ہے۔ افطار اور سحر کے دوران ایسی غذائیں استعمال کی جائیں جو توانائی بخش ہوں۔ جن میں کاربوہائیڈریٹس، پروٹین اور مفید چکنائی شامل ہوں۔ بہت زیادہ مرغن اور تیز مصالحوں والی اشیا سے اجتناب کیا جائے۔

آمنہ نصر اللہ

ایم اے ابلاغیات گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج چونامنڈی لاہور

NAWA-I-WAQT
نوائے وقت
مسلسل اشاعت 63 سال
Special Edition
اشاعت خاص



فلسفۂ شہادتِ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

شہادت اللہ کی نعمتوں میں سے ایک گراں بہا نعمت ہے۔ جن خوش نصیب حضرات کو یہ نعمت میسر آتی ہے ان انعام یافتہ بندوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے۔

جو کوئی اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرتا ہے۔ پس وہی ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے جو کہ انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین ہیں۔ (النساء 4، 69) مذکورہ آیہ کریمہ میں شہداء کو اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں میں شامل کیا گیا ہے اور شہداء کو صالحین پر فضیلت دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی جو نعمتیں اور فضل و کمال باقی مخلوق کو عطا فرمائے ان تمام کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ میں جمع فرمایا ہے اور حدیث مبارکہ:

"میں قیامت کے دن بنی آدم کا سردار ہوں گا"۔ (صحیح مسلم، کتاب الفضائل)

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔

اللہ رب العزت نے مجھے اعلیٰ اخلاق اور عمدہ افعال کو کمال بخشنے کیلئے بھیجا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین)

شہادت بھی ایک کمال اور اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے بلکہ یہ تو ایسی نعمت ہے کہ اس کی نبی اکرمؐ کو بھی آرزو تھی چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا کہ قسم ہے اس ذات

تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ میری امت (یعنی مسلمانوں ہی سے بعض لوگوں کی جماعت) میرے اس بیٹے کو عنقریب قتل کردے گی۔ میں نے پوچھا "کیا اس بیٹے کو"؟ آپ نے کہا "ہاں" یاد رہے مجھے اس خاک زمین کی مٹی میں سے کچھ مٹی دی جو کہ سرخ تھی۔ (مشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب اہلبیت)

حضرت امام حسینؓ ابھی بچے تھے کہ آقائے دو جہاںؐ نے حضرت ام سلمہؓ کو اس جگہ کی مٹی عطا فرمائی جہاں امام حسین نے شہادت پانا تھی۔

چنانچہ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ حسنؓ اور حسینؓ دونوں میرے گھر میں رسول اللہؐ کے سامنے کھیل رہے تھے کہ جبرئیل امین علیہ السلام خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اے محمدؐ بے شک آپ کی امت میں سے ایک جماعت آپ کے اس بیٹے حسینؓ کو آپ کے بعد قتل کردے گی اور آپ کو (وہاں کی تھوڑی سی) مٹی دی۔ حضور اکرمؐ نے اس مٹی کو اپنے سینہ مبارک سے چمٹا لیا اور روئے پھر فرمایا:

اے ام سلمہؓ! جب یہ مٹی خون میں بدل جائے تو جان لینا کہ میرا یہ بیٹا قتل ہو گیا۔ ام سلمہؓ نے اس مٹی کو بوتل میں رکھ دیا تھا اور وہ ہر روز اس کو دیکھتیں اور فرماتیں اے مٹی! جس دن تو خون ہو جائے گی وہ دن عظیم ہوگا۔

خصائص الکبریٰ، 125:2، سر الشہادتین، 28، المعجم الکبیر للطبرانی 108:3)

نبی اکرمؐ نے نہ صرف یہ کہ حضرت امام حسینؓ کی

کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مسلمانوں کے دل میں اس سے رنج نہ ہوتا کہ میں ان کو چھوڑ کر جہاد کیلئے نکل جاؤں اور میرے پاس اتنی سواریاں نہیں ہیں کہ سب کو ساتھ لے جاؤں تو میں ہر اس گروہ کے ساتھ نکلتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کیلئے جاتا ہے۔

اور قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں۔

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب تمنی الشہادۃ)

حضرت امام حسینؓ ابھی حضورؐ کی گود میں کھیلتے تھے اس وقت سے ہی آپ نے حضرت امام حسینؓ کی شہادت کا تذکرہ عام کر دیا تھا۔ چنانچہ حضرت فضل بنت حارثؓ جو کہ حضرت عباسؓ کی زوجہ اور

بڑی شہرت، جچے اور تحمل کے ساتھ رونما ہوئی۔ تمام قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو آزمانے کی جو جو صورتیں بیان کی ہیں مثلاً وطن سے نکال دیا جانا، پریشانیوں میں مبتلا کیا جانا اور اللہ کی راہ میں جان کا قربان کرنا وغیرہ وہ سارے کے سارے طریقے اور سب کی سب آزمائش شہادت امام حسینؓ اور معرکہ کربلا میں مجتمع نظر آتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جوہر شہادت نبوی کا ظہور تھا۔ اگر کوئی ایک آزمائش بھی باقی رہ جاتی تو حضورؐ کے جوہر شہادت کا ظہور نقطہ کمال پر نہ ہوتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے شہادت امام حسینؓ میں تمام آزمائشوں کو جمع کر دیا۔

شہید کی موت کے وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں تاکہ وہ اعزاز کے ساتھ اس کی روح کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لے جائیں اور فرشتوں کے جھرمٹ میں ایک جلوس کی شکل میں شہید کی روح کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت حضور اکرمؐ کے موجود ہونے کا سبب یہی نظر آتا ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ تھا کہ یہ شہادت کائنات کی تمام شہادتوں سے نرالی ہے۔ آپؐ سمجھتے تھے کہ جس بے بسی، بے کسی اور ظلم و استبداد کے عالم میں میرے حسینؓ کو شہید کیا جائے گا اس وقت ضروری ہے کہ میں حسینؓ کے سامنے کھڑا ہوں تاکہ مجھے دیکھ کر حسینؓ کی جرات بہادری قائم رہے اور اسی جرات و بہادری اور عزم و استقلال کی حالت میں وہ اپنی جان، جان آفرین کے حوالے کردے۔

کچھ لوگوں کی یہ بات سن کر حیرت بھی ہوتی ہے اور تعجب بھی کہ معرکہ کربلا دو شہزادوں کی جنگ تھی اور ان لوگوں کی پست سوچ پر افسوس ہوتا ہے کہ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ اقتدار کی جنگ تھی۔ بھلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پیش نظر یہ اقتدار کی جنگ کیسے ہو سکتی ہے؟ انہیں تو بچپن ہی سے معلوم تھا کہ کربلا کا سفر کروں گا اور وہاں مجھے جام شہادت نصیب ہوگا۔ انہیں تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے بہت پہلے علم ہو چکا تھا کہ میرا عراق کی سرزمین پر سفر، سفر شہادت ہوگا۔

وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ دو شہزادوں کی اور اقتدار کی جنگ تھی انہیں یا تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ معاذاللہ حضرت امام حسینؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک پر یقین نہیں تھا۔ اگر ایسی بات نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اقتدار کے لئے نہیں جا رہے تھے بلکہ وہ تو اپنے انجام شہادت کی طرف بڑھ رہے تھے۔

تاریخ اسلام میں اور بھی بہت سی شہادتیں ہوئی ہیں اور ہر شہادت کی اہمیت اور افادیت مسلم ہے مگر شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی دوسری شہادتوں کے مقابلے میں اہمیت اور اطراف و اکناف عالم میں اس کی شہرت دوسری سب شہادتوں سے بڑھ کر ہے۔

☆☆

سیدنا حضرت حسینؓ

حضور اکرمؐ کی باقی تمام ازواج مطہرات وفات پا چکی تھیں۔

محبوب خداؐ نے نہ صرف یہ کہ اس جگہ کی نشاندہی فرما دی تھی بلکہ اس سن کی طرف اشارہ بھی

کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ چونکہ آپ کو معلوم تھا کہ میری شہادت جوہر نبویؐ کے ظہور تام کے لئے مقدر کر دی گئی ہے اس لئے آپ نے جان دینے سے خود کو بچانے کی کوشش نہ کی۔ وہ کسی بھی لمحہ زندگی

جاتی ہے۔ حضرت امام حسینؓ پانی پی کر بھی شہید ہو سکتے تھے لیکن پانی پی کر شہید ہونا اور بات تھی اور پیاس کی شدت میں تڑپ تڑپ کر شہید ہونا اور بات ہے۔ مظلومیت کی یہ ساری کیفیات جوہر شہادت



کر جہاد ہے کس جاؤں اور میرے پاس اتنی سواریاں نہیں ہیں کہ سب کو ساتھ لے جاؤں تو میں ہر اس گروہ کے ساتھ نکلتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کیلئے جاتا ہے۔

اور قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں' پھر مارا جاؤں۔

(صحیح بخاری کتاب الجہاد باب تمنی الشہادۃ)

حضرت امام حسینؓ ابھی حضورؐ کی گود میں کھیلتے تھے اس وقت سے ہی آپ نے حضرت امام حسینؓ کی شہادت کا تذکرہ عام کر دیا تھا۔ چنانچہ حضرت فضل بنت حارثؓ جو کہ حضرت عباسؓ کی زوجہ اور آنحضرتؐ کی چچی ہیں۔ ان سے مروی ہے کہ ایک روز وہ رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر بولیں کہ یا رسول اللہؐ آج رات میں نے ایک ڈراؤنا خواب دیکھا ہے۔ آنحضرتؐ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ حضرت ام فضلؓ نے عرض کیا کہ سخت ڈراؤنا ہے۔ (نہ تو میں اس کو بیان کرنا پسند کرتی ہوں اور نہ آپ اس کو سن کر پسند کریں گے) حضورؐ نے فرمایا (مجھے سناؤ تو سہی) وہ کیا ہے؟ حضرت ام فضلؓ نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا گویا آپ کے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا کاٹا گیا ہے اور میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔ یہ سن کر رسول اکرمؐ نے فرمایا۔ "تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ (اس کی تعبیر یہ ہے کہ) انشاء اللہ فاطمہؓ کے ہاں لڑکا پیدا ہو گا جو تمہاری گود میں دیا جائے گا (کیونکہ خاندان کی عورتوں میں تمہارا ہی رشتہ بڑا ہے اور تم اس لڑکے کی زیادہ بہتر طور پر تربیت کر سکو گی) چنانچہ حضرت فاطمہؓ کے ہاں حضرت امام حسینؓ پیدا ہوئے اور (جیسا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا) دے دیا گیا۔ پھر ایک دن میں رسول اللہؐ کے پاس گئی اور حسینؓ کو آپ کی گود میں دے کر ذرا دوسری طرف متوجہ ہو گئی اور پھر (مڑ کر میں نے جو آپ کی طرف نظر اٹھائی تو) کیا دیکھتی ہوں کہ رسول اللہؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے"۔

حضرت ام فضلؓ کہتی ہیں:

"میں نے پوچھا اے اللہ تعالیٰ کے نبیؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کو کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا ابھی میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے

شہادت سے پہلے ہی خبر دے دی تھی بلکہ جس مقام پر حضرت امام حسینؓ نے شہادت پانا تھی اس مقام کی نشاندہی بھی فرما دی تھی۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا:

مجھ کو جبریل امین نے خبر دی کہ میرا بیٹا حسین میرے بعد زمین طف میں قتل کر دیا جائے گا اور جبرئیل میرے پاس (اس زمین کی) یہ مٹی لائے ہیں اور انہوں نے مجھے بتایا کہ یہی مٹی حسین کا مدفن ہے۔

(سر الشہادتین 24)

حضرت امام حسینؓ کی شہادت سے کئی سال پہلے صحابہ کرامؓ کے درمیان یہ بات شہرت پا چکی تھی کہ آپ کی شہادت کربلا کے مقام پر ہو گی۔ چنانچہ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ بارش برسانے پر مامور فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضری کی اجازت مانگی جو مل گئی۔ اس دن حضورؐ حضرت ام سلمہؓ کے گھر تشریف فرما تھے فرشتے کی آمد پر رسول خداؐ نے فرمایا۔

"اے ام سلمہؓ! دروازے کا خیال رکھنا کوئی اندر داخل نہ ہو"۔

اس اثناء میں کہ آپ دروازے پر نگہباں تھیں حضرت امام حسینؓ آئے اور بزور اندر چلے گئے۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کندھوں پر جا چڑھے۔ رسول اللہؐ ان کو گود میں لے کر چومنے لگے تو فرشتے نے عرض کی:

کیا آپ اس کو محبوب رکھتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا "ہاں" فرشتے نے کہا: بے شک آپ کی امت اس کو قتل کر دے گی اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھا دوں جہاں یہ قتل کئے جائیں گے پس اس نے اپنا ہاتھ مارا اور آپ کو سرخ مٹی دکھا دی۔ وہ مٹی ام سلمہؓ نے لے لی اور اپنے کپڑے کے کونے میں باندھ لی۔ راوی فرماتے ہیں۔ "ہم سنا کرتے تھے کہ حسین کربلا میں شہید ہوں گے"۔

یہ بات قابل غور ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ جو کہ حضور اکرمؐ کو اپنی سب ازواج میں سے زیادہ محبوب تھیں ان کو مٹی عطا نہیں فرمائی اور نہ ہی کسی اور زوجہ مطہرہ کے سپرد فرمائی بلکہ حضرت ام سلمہؓ کے حوالے فرمائی اور فرمایا کہ اے ام سلمہؓ! جب یہ مٹی خون میں بدل جائے تو یہ سمجھ لینا کہ میرا بیٹا شہید ہو گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ اپنی نگاہ نبوت سے یہ دیکھ رہے تھے کہ میرے بیٹے کی شہادت کے وقت ازواج مطہرات میں سے صرف ام سلمہؓ ہی زندہ ہوں گی۔ چنانچہ جب واقعہ کربلا ظہور پذیر ہوا اس وقت صرف ام سلمہؓ ہی زندہ تھیں۔ حضور اکرمؐ کی باقی تمام ازواج مطہرات وفات پا چکی تھیں۔

محبوب خداؐ نے نہ صرف یہ کہ اس جگہ کی نشاندہی فرمادی تھی بلکہ اس سن کی طرف اشارہ بھی فرما دیا تھا جس سن و سال حضرت امام حسینؓ کی شہادت ہونے والی تھی۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ کا فرمان ہے: ساٹھ ہجری کے سال اور لڑکوں کی امارت (حکومت) سے اللہ کی پناہ مانگو (البدایہ و النہایہ لابن کثیر 8:321)

حضور اکرمؐ نے ساٹھ ہجری کے سال سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا تھا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ ساٹھ ہجری میں میرے جگر کے ٹکڑوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جائیں گے اور انہیں بڑی بے دردی سے شہید کر دیا جائے گا۔ جب حضرت امام حسینؓ مدینہ سے مکہ اور مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو لوگوں نے رخصت کی راہ دکھائی اور کہا کہ کوفی بے وفا ہیں۔ وہ دھوکہ کریں گے۔ اس کے باوجود آپ کے قدم منزل شہادت کی طرف کشاں کشاں بڑھ رہے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ جانتے تھے کہ اتنی مدت کے انتظار کے بعد آج وہ مبارک گھڑی آ رہی ہے جس گھڑی میں میرے نانا جیؐ کے جوہر شہادت کا ظہور تام ہونا قرار پایا ہے۔ وہ خود کو خوش نصیب تصور کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے جسم کو شہادت عظمیٰ کے لئے منتخب فرمایا ہے۔

چنانچہ سیدنا امام حسینؓ جب میدان کربلا پہنچے تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو بارہا کہا کہ شہادت میرا مقدر ہو چکی ہے۔ مجھ کو تو شہید ہونا ہے لیکن میں تم پر شہادت ٹھونسنا نہیں چاہتا۔ تم میں سے جس کسی نے جانا ہے رات کے اندھیرے میں چلا جائے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ چونکہ آپ کو معلوم تھا کہ میری شہادت جوہر نبویؐ کے ظہور تام کے لئے مقدر کر دی گئی ہے اس لئے آپ نے جان دینے سے خود کو بچانے کی کوشش نہ کی۔ وہ کسی بھی لمحہ زندگی میں بارگاہ خداوندی میں اس انجام سے بچنے کی دعا کرتے نظر نہیں آتے اگر آپ دعا کرتے تو ممکن تھا کہ کربلا میں پانسا پلٹ جاتا اور اہل بیت کے ایک ایک فرد کے شہید ہونے کی بجائے یزیدی لشکر تہس نہس ہو جاتا۔ دعا سے حالات تو بدل جاتے لیکن اس طرح جوہر شہادت نبوی کا ظہور ممکن نہ ہوتا۔

حضرت امام حسینؓ اگر چاہتے تو آسمان کی طرف توجہ فرماتے 'خدا کی ذات قدیر بادلوں کو حکم کرتی' وہ برستے اور پیاس کی کوئی صورت نہ رہتی لیکن یہ شہادت نبوی کا ظہور تھا اور شہادت جتنی مظلومیت اور غربت کی حالت میں ہو۔ جتنی بے کسی کی حالت میں ہو۔ اسی قدر رتبے میں بلند سے بلند تر ہوتی چلی جاتی ہے۔ حضرت امام حسینؓ پانی پی کر بھی شہید ہو سکتے تھے لیکن پانی پی کر شہید ہوتا اور بات تھی اور پیاس کی شدت میں تڑپ تڑپ کر شہید ہونا اور بات ہے۔ مظلومیت کی یہ ساری کیفیات جوہر شہادت کے ظہور کو نقطہ کمال تک پہنچانے کے لئے تھیں۔ اگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ایڑی رگڑنے سے چشمہ پیدا ہو سکتا ہے تو نواسہ رسول کے لئے یہ بعید نہ تھا کہ آپ کے حکم سے میدان کربلا میں پانی کے کئی چشمے بہہ نکلتے۔ اگر آپ فرات کی طرف اشارہ کرتے تو فرات اپنا رخ بدل کر آپ کے قدموں میں آجاتا۔ الغرض آپ جو چاہتے خدا تعالیٰ کی ذات وہ کر دیتی مگر نہ آپ نے چاہا اور نہ خدا تعالیٰ کی ذات نے ایسا کیا۔ اس لئے کہ یہ سیرت النبیؐ کا ایک ایسا باب رقم ہونے والا تھا جو حضورؐ کی ظاہری زندگی میں رقم نہ ہو سکا تھا۔

حضرت امام حسینؓ کی شہادت دس محرم الحرام کو ... کے لئے نہیں جا رہے تھے بلکہ وہ تو اپنے انجام شہادت کی طرف بڑھ رہے تھے۔

تاریخ اسلام میں اور بھی بہت سی شہادتیں ہوئی ہیں اور ہر شہادت کی اہمیت اور افادیت مسلم ہے مگر شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی دوسری شہادتوں کے مقابلے میں اہمیت اور اطراف و اکناف عالم میں اس کی شہرت دوسری سب شہادتوں سے بڑھ کر ہے۔

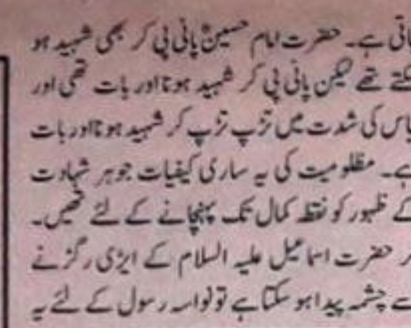
☆☆

لمام حسینؓ نے حالت سجدہ میں اپنی جان خالق حقیقی کے حضور پیش کر دی

ارشاد نبویؐ ہے "حسینؓ مجھ سے ہے میں حسینؓ سے ہوں"

شہادت اللہ تعالیٰ کی بیشمار نعمتوں میں سے ایک گراں بہا نعمت ہے

نواسہ رسولؐ کی ہجرت فکر انسانی کی ارتقا کی ایک اہم منزل ہے



سیدنا حضرت حسینؓ کے زریں اقوال

جو اپنے بھائی کی دنیاوی مصیبت میں کام آیا تو اللہ اس کی آخرت کی مصیبت دور کرتا ہے۔

جو سخاوت کرتا ہے سردار بنتا ہے' جو کنجوسی کرتا ہے ذلیل ہوتا ہے۔

اچھے کام کرتے رہو مگر دل سے

سب سے زیادہ معافی دینے والا وہ ہے جو بدلہ لینے کی قدرت رکھتا ہو اور بدلہ نہ لے

عطا کے ذریعہ نیک نامی حاصل کرو

جلد بازی نادانی ہے' صلہ رحمی نعمت ہے

بخل افلاس ہے' سخاوت دولت مندی ہے

نرمی عقلمندی ہے' رازداری امانت ہے

حسن خلق عبادت ہے' راست بازی عزت ہے

حلم زینت ہے' عمل تجربہ ہے' امداد دوستی ہے

اپنی زیادہ تعریف کرنا ہلاکت کا باعث ہے

جو کسی پر احسان کرتا ہے خدا اس پر احسان کرتا ہے اور خدا احسان کرنے والوں کو دوست بناتا ہے

حاجت مند نے تم سے سوال کر کے اپنی آبرو کا خیال نہ رکھا تو تم اس کی حاجت روائی کر کے اپنی آبرو قائم رکھو

از: حافظ عبدالودود شاہد



دشت بلا میں عصر کا لمحہ لہو لہو

حسن عسکری کاظمی

خانوادہ رسالت مآب کی فضیلت کا بیان مقصود ہو تو اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ ہر فرد یہاں ایک ہی سانچے میں ڈھلا ہے

اللہ تعالیٰ نے ان تمام ہستیوں کو ہر قسم کے رجس سے دور رکھا اور ان کو ایسا پاک و پاکیزہ بنا دیا کہ جیسا پاک و پاکیزہ بنانے کا حق تھا۔ اہل بیت نبوت کا مقام و مرتبہ سمجھنے کے لئے قرآن و حدیث کا مطالعہ ضروری ہے مگر حضور نبی پاکؐ کی معرفت کے بغیر ان تمام نفوس قدسیہ کے مقام و مرتبہ کی تفہیم ممکن نہیں۔ جناب سیدہ طاہرہؓ کو بضعۃ منی فرمایا گیا۔ گویا آپ پارہ محبوب حق ہیں جو صفات و اوصاف حضور نبی کریم صلعم کی ذات میں بدرجہ اتم موجود ہیں وہی صفات و اوصاف جناب فاطمہ کی ذات میں در آئے۔ اسی طرح عہد نبوت میں حسنینؓ شریفین کو یہ اعزاز ملا کہ دوش مصطفیؐ پر سوار ہیں۔ بچپن میں ان کے لباس جنت سے آئے۔ ان کی نشست و برخاست اسوہ رسول مقبول صلعم کی آئینہ دار ہے اگر صلح حدیبیہ ہوئی تو صلح حسنؓ بھی ہوئی۔ اگر معرکہ خیبر و خندق ہوا تو کربلا بھی برپا ہوئی۔ گویا ان کا ہر عمل معنوی اعتبار سے حضور نبی اکرمؐ کے عمل کی پیروی سے عبارت ہے۔ جس طرح حضورؐ نے مخالف قوت کی معاہدہ شکنی کے بعد اقدام کیا اسی طرح میدان کربلا میں بیعت کے طلبگار کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کی بجائے اسلام کی بقا کی خاطر جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کا عزم پیش نظر رکھا گیا۔

امام حسینؓ پروردہ آغوش رسالت، اشجع الناس حضرت علیؓ کے فرزند دلبند اور مخدومہ کونین حضرت فاطمہ زہرہؓ کے لخت جگر کربلا کے امتحان میں اسی طرح کامیاب و کامران ہوئے جس طرح ان کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے خواب کو حقیقت میں بدل کر رکھ دیا اور کمال صبر کی مثال بن کر عالم انسانیت کا سر بلند کر دیا کہ اپنے خالق و معبود کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری پھیر دی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانی کو ذبح عظیم میں بدل دیا۔ اسی عظیم قربانی کو سرزمین کربلا میں امام عالی مقام نے اس طرح پیش کیا کہ آیۂ ذبح عظیم کی عملی تفسیر اپنے خون سے تحریر فرمائی اور اپنے ہاتھوں سے جواں سال بیٹے کے سینے سے برچھی کا پھل نکالا، اپنے بھتیجے قاسم ابن حسن کی لاش کے ٹکڑے چادر میں جمع کئے اور اپنے شیر خوار معصوم علی اصغر کی نازک گردن سے رستے ہوئے خون سے اپنی ریش مبارک کو خضاب کیا۔ بہتر افراد کی قربانی کے بعد نواسہ رسول حضرت امام حسینؓ جس دھج سے مقتل کی سمت گئے ان کا وہ لمحہ زندگی آج بھی اسی طرح تر و تازہ ہے۔ آپؑ کے جسم مبارک پر زخموں کا لباس اور کٹے پھٹے ہونٹوں پر نانا کی امت کے لئے مغفرت کی دعائیں، سر پر سورج کا شامیانہ اور زمین پر بکھری ہوئی لاشیں، تین دن کی بھوک پیاس سے نڈھال مگر ثبات قدمی کا یہ عالم کہ اپنے مقصد حیات میں کامیابی کی بدولت نفس مطمئن اور رضائے حق کے حصول پر شاداں قدم بہ قدم موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جام بقا پینے کی خاطر گرم ریت پر سجدہ شکر میں سر جھکایا کہ بدنہاد قاتل نے سر تن سے جدا کر کے قامت نیزہ پر بلند کر دیا گویا یہ بلندی اعلان حق کے لئے نوک سناں پر جا کر آیات قرآنی کی تلاوت کا اعزاز پانے کی خاطر ضروری تھی، شاعر مشرق نے اسی منظر کے پیش نظر بجا طور پر فرمایا کہ

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن

قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

حرف حق بلند کرنے کا یہی انداز یزیدیت کے سینے میں تیر بن کر ترازو بنا رہا۔ کربلا سے کوفہ اور کوفے سے شام تک امام عالی مقامؑ اور ان کے جاں نثاروں کے سروں کو نیزے کی انی پر اور حضور نبی پاکؐ کے خاندان کی عصمت مآب بیبیوں کو بے مقنع و چادر اور بے کجاوہ اونٹوں کی پشت پر مہینوں کی مسافت کا سفر طے کرنا پڑا۔ بظاہر یزیدی لشکر اپنی فتح کا اعلان کرتا ہوا قریہ قریہ، گاؤں گاؤں بستی بستی اور شہر شہر گھومتا رہا لیکن یہی اعلان یزید کے مکروہ عزائم کو بے نقاب کرنے کا سبب بنا اور یوں "قتل حسینؓ اصل میں مرگ یزید ہے" اور امام عالی مقامؑ کا یہ اقدام جہاد، یزید کے ناپاک ارادوں کو خاک میں ملانے کا تاریخ ساز واقعہ بن کر ابدیت سے ہمکنار ہوا۔

دین اسلام کی حقانیت سے بے بہرہ موری حکمران یہ سمجھتا تھا کہ ملوکیت قائم ہونے کی صورت میں مسلم عوام مصلحت کے پیش نظر خاموش ہو جائیں گے یا وہ عافیت کوش بن کر اس کے ہر اقدام کے حق میں اپنی رضامندی کا اظہار کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عوام حکمران کے سامنے اپنی زبان نہیں کھولتے اور حکمران کو عوام سے زیادہ اہل الرائے، باشعور اور حق شناس افراد سے دھڑکا لگا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ان کو اپنا ہمنوا بنانے کی خاطر ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیتے ہیں۔ لمام حسینؓ وہ فرد منفرد ہیں جو کمال حکمت کے ساتھ خون خرابے سے بچنے اور فساد کی بھڑکتی آگ بجھانے کی تدبیر کرتے صحراؤں کا سفر اختیار کرتے اور ایام حج میں عمرہ ادا کر کے اپنا احرام کھولتے ہوئے ایک ایسی منزل کی جانب روانہ ہوئے جس کی بشارت بہت پہلے آپ کو مل چکی تھی۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی سر الشہادتین میں اس کی تفصیل موجود ہے کہ حضور نبی پاک صلعم کو امام حسینؓ کی ولادت کے بعد یہ خبر جبرئیل امینؑ نے دی کہ آپ کا یہ نواسہ سرزمین عراق کے دشت نینوا میں تین دن کا بھوکا پیاسا شہید کیا جائے گا۔ دین اسلام کی بقا اسی صورت میں ہو گی کہ اس کی رگوں میں خون حسینؓ کی بدولت زندگی کی حرارت قائم رہے گی۔





7 مارچ 2003ء

NAWA-I-WAQT
نوائے وقت
اشاعت کے 62 سال

مِلّی ایڈیشن

حرمت والے مہینے اور اہل اسلام کا نیا سال

قرآن مجید جو اللہ رب العزت کی آخری و مقدس کتاب ہے اور نبی آخر الزمان حضرت محمدؐ پر نازل ہوئی ہے۔ تمام آسمانی کتابوں کی اس سردار کتاب نے زمانہ نزول سے لے کر اب تک تمام انسانیت کی رہنمائی فرمائی اور تا قیام قیامت یہی سلسلہ رہنمائی جاری رہے گا۔ اس کتاب عظیم نے تمام انسانیت بالخصوص اہل ایمان کی ہر موڑ پر رہنمائی کی ہے اور یہ رہنمائی جو کہ دائمی ہے جو کسی زمانہ میں بھی موسموں اور حالات و واقعات کے تغیر و تبدل سے متاثر نہیں ہوتی۔ اہل عرب میں سال کے مہینوں اور موسموں کے بارے میں جو نظریات تھے اور ان کے جو دعوے تھے ان کو غیر مؤثر کرنے کے لئے اللہ کریم نے قرآن پاک کے ذریعے سے ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔

دسویں سپارے کی سورۃ التوبہ کی آیت نمبر 36 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "بے شک مہینوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ ماہ ہے "کتاب الٰہی میں جس روز سے اس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمینوں کو ان میں سے چار عزت والے ہیں یہی دین قیم ہے۔


قاری غلام شبیر سواگی

پس نہ ظلم کرو ان مہینوں میں اپنے آپ پر اور جنگ کرو تمام مشرکوں سے جس طرح وہ سب تم سے جنگ کرتے ہیں اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہیں۔ (کنزالایمان)۔

معلوم ہوا کہ بارہ قمری مہینوں میں سال کی یہ تقسیم کسی انسان کا فعل نہیں نہ کہ اس میں ردوبدل کی گنجائش ہے بلکہ خالق ارض و سمائے نے یہ محکم نظام روز اول سے قائم فرمایا ہوا ہے۔ اس میں کوئی اپنی خواہش اور مصلحت کے پیش نظر تبدیلی نہیں کر سکتا۔ ان بارہ مہینوں میں چار ماہ رجب' ذیقعد' ذوالحجہ اور محرم حرمت و عزت والے مہینے ہیں۔ ان میں ہر طرح کا فتنہ فساد اور جنگ و قتال قطعاً ممنوع ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی اہل عرب ان مہینوں کا بڑا احترام کرتے تھے اور اگر اپنے باپ کا قاتل بھی ان کو مل جاتا تو اسے بھی کچھ نہ کہتے۔ قرآن مجید پس محکم شریعت ہے۔ سال کی تقسیم کا یہی صحیح حساب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرعی احکام کی بجاآوری میں انہی قمری مہینوں کا اعتبار ہوگا۔

اس آیت کریمہ کا شان نزول لکھتے ہوئے صاحب ضیاء القرآن اور صاحب روح المعانی فرماتے ہیں کہ اہل عرب قمری سال سے اپنے دینی و دنیاوی کام کرتے تھے کہ ملت ابراہیمی میں چاند کے سال کا اعتبار ہے باقی دوسرے لوگ شمسی مہینوں اور شمسی سال سے حساب کرتے قمری سال محرم سے شروع اور ذوالحجہ پر ختم ہوتا ہے جبکہ شمسی سال جنوری سے شروع اور دسمبر پر ختم ہوتا ہے۔ قمری سال 355 دن اور شمسی سال 365 دن 6 گھنٹے کا ہوتا ہے۔ اس لئے ہر سال دس دن کا فرق ان دونوں برسوں میں پڑ جاتا ہے۔ گویا شمسی تین سال ہوں تو قمری تین سال ایک ماہ ہو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے قمری سال موسم کا پابند نہیں۔ چنانچہ حج کبھی سردیوں میں آتا ہے اور کبھی گرمیوں میں جبکہ ایک اور آیت میں بھی کفار کے اس ردوبدل کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

ترجمہ: حرمت والے مہینوں کو ہٹا دینا تو اضافہ کرنا ہے۔ کفر میں گمراہ کئے جاتے ہیں۔ اس سے وہ لوگ جو کافر ہیں حلال کر دیتے ہیں ایک ماہ کو۔ ایک سال اور حرام کر دیتے ہیں اسی کو دوسرے سال تک پوری کریں گنتی ان مہینوں کی' جنہیں حرام کیا ہے اللہ نے' تاکہ حیلہ سے حلال کر لیں جسے حرام کیا ہے۔ اللہ نے آراستہ کر دیئے ہیں۔ ان کے لئے ان کے برے اعمال اور اللہ ہدایت نہیں دیتا۔ اس قوم کو جو کفر اختیار کئے ہوئے ہے۔ (کنزالایمان پ10 س توبہ آیت 36)

اور خیال رہے کہ انگریزی مہینوں میں ہر چار سال بعد فروری کا مہینہ 29 دن کا ہوتا ہے۔ باقی سالوں میں 28 دنوں کا۔ اہل عرب کے نزدیک قمری سال تو تھا مگر قمری سن کوئی نہیں تھا۔ سال کو کسی اہم واقعہ کی نسبت سے بیان کرتے تھے۔ جیسے عام الفیل یعنی مکہ مکرمہ پر ہاتھیوں کے حملے کا سال یا عام الحدیبیہ یعنی صلح حدیبیہ کا سال۔ یا عام الفتح یعنی فتح مکہ کا سال۔

خلافت فاروقی تک یہی دستور رہا۔ ایک دفعہ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے امیر المومنین حضرت عمرؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ سن مقرر نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں بہت دشواری ہوتی ہے۔ مثلاً آپ کے کسی پرانے خط میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔ ماہ شعبان' تو ہمیں علم نہیں ہوتا کہ کون سا شعبان' کس سال کا شعبان مراد ہے۔ تب حضرت عمرؓ نے سن ہجری مقرر فرمایا۔ جسے تمام صحابہ کرامؓ نے پسند کیا۔ یہ بات خوب یاد رہے کہ یہ سن ہجری سنت فاروقی ہے۔ تو ان حقائق سے معلوم ہوا کہ سال کے بارہ ماہ ہوتے ہیں اور اہل اسلام کے نزدیک ان میں چار مہینے انتہائی عظمت والے ہیں جن میں سے ایک ماہ محرم الحرام بھی ہے جو کہ ملت اسلامیہ کے نزدیک سال کا پہلا مہینہ ہے۔ جس کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے مگر بدقسمتی سے اس ماہ کو ہم وہ مقام شاید نہیں دیتے جو اسلام اور صحابہ اسلام نے دیا کیونکہ انگریز کا سال جب جنوری سے شروع ہوتا ہے۔ اس پر ہر طرف سے مبارکباد کے ساتھ ساتھ مسرت کا اظہار ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی بھی بڑی تعداد اس میں شریک ہوتے ہیں

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ہر نظام پر غیر قوم چھائی ہوئی ہے۔ پس ہم اندھا دھند ان کی تقلید کئے جاتے ہیں۔ "اللہ تعالیٰ میری ملت کے ہر فرد کو یہود و نصاریٰ کی غیر اسلامی روایات سے نجات عطا فرمائے" (آمین)۔

اس تاریخی پس منظر کے بعد سال کے اس پہلے ماہ مقدس کی عبادات پر ایک نظر کہ اس میں نفلی روزے' نفلی نماز کے متعلق بہت سی روایات مذکور ہیں۔ ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اسلامی سال کے اس پہلے ماہ مقدس کے نفلی روزوں سے متعلق مختلف روایات منقول ہیں جن میں سے چند ایک قارئین کی نظر کرتا ہوں۔

طبرانی کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص محرم کے روزے رکھے تو اس کے لئے ایک دن کے روزہ کا ثواب تیس دنوں کے روزوں کے برابر ہے۔

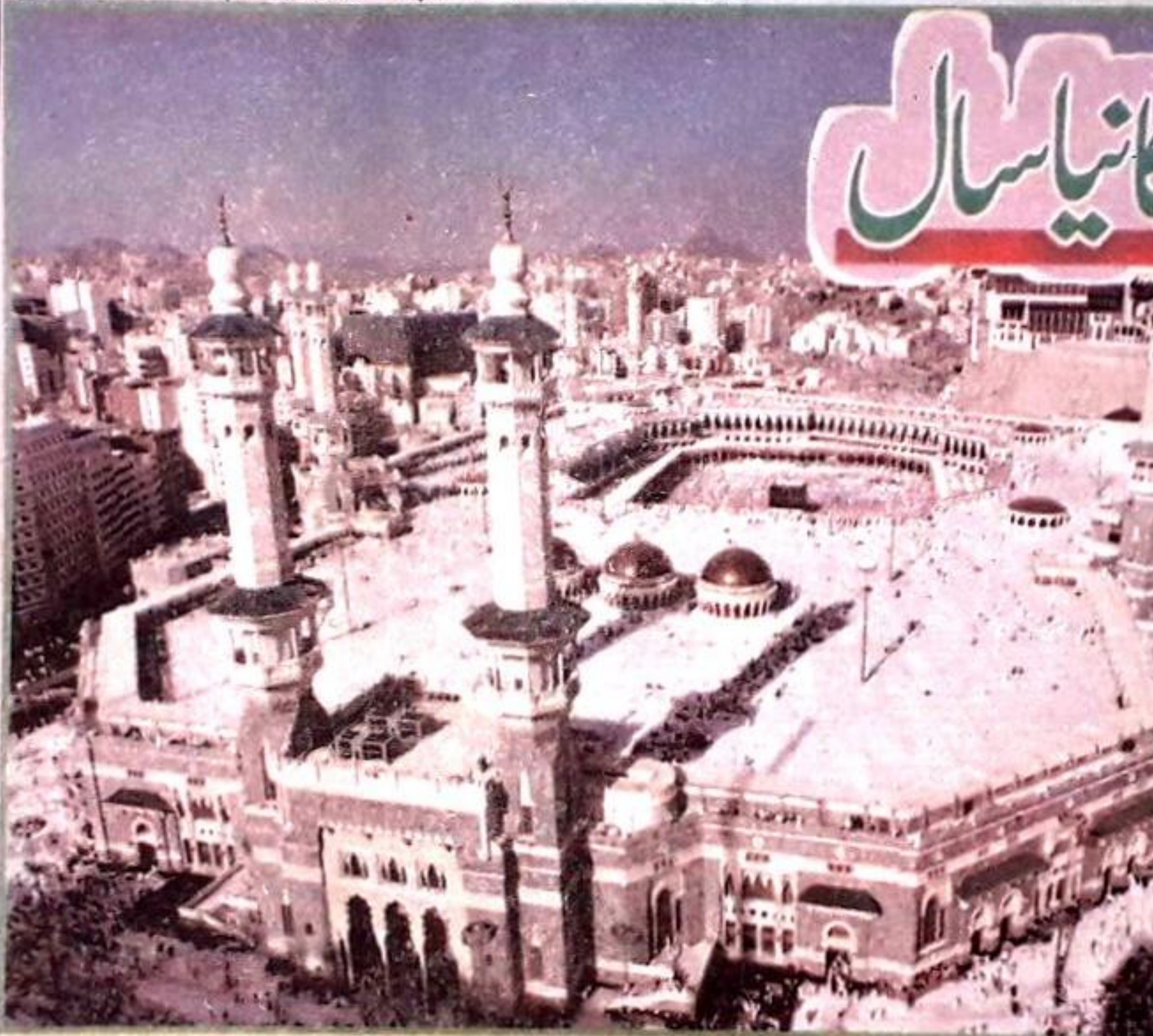
نبی کریمؐ نے فرمایا: جو شخص محرم کے روزے رکھے تو اس کیلئے ایک دن کے روزہ کا ثواب تیس دنوں کے روزوں کے برابر ہے

سیدنا حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا جو کوئی ماہ محرم کے پہلے جمعہ کو روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ گناہ معاف فرما دے گا۔

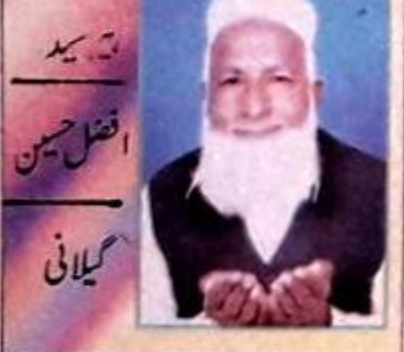
سرکار علیہ السلام نے فرمایا جو کوئی محرم کے یہ تین روزے رکھے۔ جمعرات' جمعہ اور ہفتہ' تو اس شخص کے لئے نو سو سال کی عبادت لکھی جاتی ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا جو کوئی محرم کے پہلے دس دن تک روزے رکھے تو وہ فردوس اعلیٰ کا وارث و مالک ہوگا۔

(ماثبت من السنۃ غنیۃ الطالبین ج2 ص54)



واقعہ کربلا کی حقیقت اور افادیت


بہ سید افضل حسین گیلانی

انسانی معاشرتی تاریخ کا مطالعہ نہایت ہی دلچسپ در سبق آموز ہے اور راہ مستقیم کی تلاش کو نہایت آسان اور زندگی کی حقیقتوں کو پانے کا دلفریب اور خوش کن ذریعہ ہے لیکن یہ اس وقت ممکن ہے کہ جب انسان اسے پانے کی سچی اور پکی جستجو رکھتا ہو اور قرآن پاک کا مکمل علم رکھتا ہو اور کلام پاک کی حکمت کا مکمل ادراک بھی ذہن میں منقش ہو۔ انسانی معاشرتی تاریخ اس بات کو سچ ثابت کرتی ہے کہ ظلم و جبر اور فسق و فجور جو دنیاوی جاہ و جلال کو جو چمک دیتا ہے۔ رفتار زمانہ اسے بالکل مٹا دیتی ہے اور اچھائی بھلائی اور سچائی روشن مینار بن کر چمکتی دمکتی رہتی ہے یہی حقیقت آج سے چودہ سو سال قبل جو سانحہ کربلا میں وقوع پذیر ہوا اس کی آواز شدت سے ماہ محرم میں اپنی تمام تر جزیات کے ساتھ ہر سال سامنے آتی ہے۔ اس واقعہ میں امام حسینؓ نے جو قبیلہ اہل بیت کے نوجوان' صاحب علم و بصیرت' دلیر' صاحب استقامت' جہانوں کے لئے رحمت والے نانا جی کی وراثت کے اہل اور راہ مستقیم کے راہی بھی تھے اپنے اقربا اور جانثاروں کے ساتھ صبر توکل اور رضائے الٰہی کے مراتب عبور کر کے شہادت پائی اور نہایت درخشاں تاریخ مرتب کی جو قیامت تک راہ مستقیم کے متلاشی انسانوں کی رہنمائی کرتی رہے گی واقعہ کربلا کی افادیت و اہمیت کے لئے ضروری ہے کہ ہم تاریخ اور قرآن پاک کی روشنی میں ان حالات و واقعات کا جائزہ لیں اور اپنی زندگیوں کو انکی سانسوں اور طرز عمل سے مزین اور زندگی کا نصب العین بھی حاصل کریں تاکہ جب حشر برپا ہو تو ان عظیم رہنماؤں کا دست شفقت ہماری پشت پر ہو۔

جناب امام حسینؓ کا عراق کے سفر کے دوران خطاب: اے گروہ مردم جناب محمد رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ جس نے ایسے سلطان کو دیکھا جو جابر ہو' حرام و حلال قرار دیتا ہو' اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑتا ہو اور سنت مقدسہ کی مخالفت کر رہا ہو اور وہ شخص اپنے قول یا فعل سے اسے بدلنے کی کوشش کرے تو خدا کو حق ہے کہ اس بندے کو ظالم اور جابر سلطان کے ساتھ اس کے افعال کو شریک قرار دے آگاہ ہو کہ ان لوگوں نے شیطان کی پیروی اختیار کی ہے اور خدا تعالیٰ کی اطاعت ترک کر دی ہے۔ علی اعلان فساد پھیلا رہے ہیں احکام شرع کو معطل کر دیا ہے۔ کوفہ پر قابض ہو گئے ہیں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا ہے اور تم جانتے ہو کہ میں اس کے خلاف آواز بلند کرنے کا سب سے زیادہ حق دار ہوں۔

قرآن کریم میں اس طرز عمل کو اس طرح سے بیان فرمایا گیا ہے۔ سورۃ آل عمران پارہ نمبر ۴ آیات نمبر ۱۵۶-۱۵۷ "اور بے شک اگر تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمت انکے سارے دھن دولت سے بہتر ہے اور اگر تم مار دیا مر جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھنا ہے۔

ii سورۃ آل عمران پارہ چہار آیت نمبر ۲۸ اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ مت خیال کرنا بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کی طرف سے روزی پاتے ہیں ہم انسانیت کے اس ظلم و جبر کو جب ان احکامات کی روشنی میں پرکھتے ہیں تو برملا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ قدرت کاملہ کا یہی وہ طرز عمل ہے جس کی بنا پر ایسے واقعات کو بدی کو مٹانے اور نیکی اور اچھائی کو ابھارنے کا ذریعہ بناتی ہے۔ مثلاً اس واقعہ سے نصف صدی بیشتر اسلامی کیلنڈر نافذ ہوا تو اعلیٰ اکابرین ملت نے پہلے مہینہ کو ہجرت کے مہینہ کو بنیاد بنایا اور اس ماہ کو محرم یعنی حرمت والا مہینہ قرار دیا اور آخری ماہ ہجری کو ذوالحج کا مہینہ یعنی حج کرنے والوں کو گناہوں سے پاک کرنے والا مہینہ پھر یہ دونوں متصل ہیں یعنی سال کے اختتام کے ساتھ ہی ابتدائے دوسرے سال کی بنا پر ایک میں ایک اعلیٰ ترین انسان حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کو جانور کی قربانی سے بدل کر قدرت الٰہیہ کا ثبوت دیا اور اسے قیامت تک نافذ فرما دیا تاکہ گناہوں سے پاک صاف لاکھوں افراد سچی اور پکی عقیدت کے پھول شہدائے کربلا کو پہنچائیں جو ایسے اصول پرست اور خدا خشیت انسانوں کی غذا ہے یہ بھی قیامت تک جاری و ساری رہے گی۔

کلام پاک کا علم رکھنے والا ہر ذی ہوش انسان ہر ممکن طریقہ سے شہدائے کربلا سے عقیدت کا اظہار کرتا ہے

یہی وجہ ہے کہ یہ دونوں واقعات ایک ہی ملت یعنی ملت ابراہیمیؑ سے تعلق رکھتے ہیں۔ کلام پاک کا علم و حکمت رکھنے والا ہر ذی ہوش انسان ہر ممکن طریقہ سے شہدائے کربلا سے عقیدت کا اظہار کرتا ہے اور جونہی ماہ محرم کا اعلان ہوتا ہے۔ فدایان نواسہ رسول ان ابتدائی دنوں میں ان تمام مصائب اور مشکلات کو جزویات کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور اپنے سینوں کو منور کر کے سال بھر رہنمائی کرتے ہیں۔ اسی طرح قدرت کاملہ اپنے ہر چیز پر قادر ہونے اور ہر چیز کا علم رکھنے کا اعلان فرماتے ہیں اور جناب محمد مصطفیٰؐ کی تصدیق بھی فرماتے کیونکہ اس عظیم قربانی نے بھی قبیلہ اہل بیت کو قیامت تک قابل احترام ٹھہرایا اور جناب حسینؓ کی جنت میں نوجوانوں کا سردار ہونے کی سند عطا فرمائی یاد رہے کہ یہ قبیلہ حضرت امام حسینؓ کی قیادت میں جس میں دیگر جانثار بھی شامل تھے ۲۸ رجب سنہ ۶۰ ہجری کو مدینہ منورہ سے کوفہ جو اس وقت سلطنت کا دارالخلافہ تھا روانہ ہوئے اور دس محرم کو ۶۱ ہجری کو کربلا کے مقام پر یزید کی فوجوں سے دست بدست تلواروں کی لڑائی میں نماز عصر کی پہلی رکعت ادا کرتے ہوئے تلوار کے وار سے تن اور سر جدا ہونے سے شہید ہوئے۔ یہی وہ وجہ ہے کہ آج کروڑوں انسان امام حسینؓ کو سچی عقیدت کے پھول بھیجتے ہیں اور یزید پر لعنت ملامت کرتے ہیں اور یزید کا نام ایک گالی بن گیا ہے اور یہ سلسلہ بھی قیامت تک جاری رہے گا

نعت شریف

تازگی قلب و نظر میں جو بسی جاتی ہے
خوشبوئے بادِ صبا ان کی خبر لاتی ہے
باریابی مری تقدیر میں لکھ بھی دیجئے
ہجر میں جاں مری سرکار گھلی جاتی ہے
چشم گریہ ہو مری یا کہ ہو جانِ مضطر
چین بن انؐ کے بھلا کوئی کہاں پاتی ہے
چھا گیا دل پہ مرے جب سے تصور ان کا
اب کہاں غم کی گھٹا دل پہ مرے چھاتی ہے
طالبِ خاکِ درِ روضۂ انور جو ہیں!
ان کے عشاق کو جنت بھی کہاں بھاتی ہے
میں وہاں پہنچا نہیں' کیسا مقدر ہے مرا
وہ گلی میرے تصور میں چلی آتی ہے
آرزو صرف میری عشقِ نبیؐ ہے اکبر
بدلی بدلی مری تقدیر نظر آتی ہے

اکبر بخاری

شعور کو پکڑتے ہی نماز شروع کر دی اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

میں کامیاب و کامران رہے۔ اموی اور عباسی ادوار کی ایجادات و تحقیقات اور عمارتیں دیکھ کر عقل انسانی

تحریر: فضل بلوچ

خلافت فاروقی تک یہی دستور رہا۔ ایک دفعہ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے امیر المومنین حضرت عمرؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ سن مقرر نہ ہونے کی

ایک ماہ ہو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے قمری سال موسم کا پابند نہیں۔ چنانچہ حج کبھی سردیوں میں آتا ہے اور کبھی گرمیوں میں۔ جنگ ایک اور آیت میں بھی کفار کے اس

ان بارہ مہینوں میں چار ماہ رجب' ذیقعد' ذوالحجہ اور محرم حرمت و عزت والے مہینے ہیں۔ ان میں ہر طرح کا فتنہ فساد اور جنگ و قتال قطعاً ممنوع ہے۔ زمانہ

نظام پر غیر قوم چھائی ہوئی ہے۔ پس ہم اندھا دھند ان کی تقلید کیے جاتے ہیں۔ "اللہ تعالیٰ میری ملت

(ماثبت من السنۃ غنیۃ الطالبین ج2 ص54)

کی اطاعت ترک کر دی ہے۔ علی اعلان فساد پھیلا رہے ہیں احکام شرع کو معطل کر دیا ہے۔

نام ایک گالی بن گیا ہے اور یہ سلسلہ بھی قیامت تک جاری رہے گا

محرم اسلامی کیلنڈر کا پہلا مہینہ

ملک محبوب عالم بھٹہ

دنیا کی مختلف قومیں اپنی تقویم مختلف انداز سے شروع کرتی ہیں کسی کے سال کا آغاز کسی بڑے آدمی کی پیدائش سے ہوتا ہے تو کوئی موسمی تغیر سے اپنے سال کا آغاز کرتا ہے۔ اسلامی کیلنڈر کا آغاز نہ ولادت نبویؐ سے ہوتا ہے اور نہ ہی رحلت نبوی سے بلکہ اس کا آغاز ہجرت کے واقعہ سے ہوتا ہے جو رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں انتہائی مظلومیت کا واقعہ ہے اپنی نوعیت کے اعتبار سے ہجرت کا واقعہ منفرد اور تاریخ اسلام میں اپنی اہمیت کے لحاظ سے تاریخ ساز واقعہ ہے۔

محرم کا مہینہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے ایک طرف اس ہجری تقویم کا اولین مہینہ ہے' دوسری طرف یہ ان چار مہینوں میں سے ایک ہے جنہیں رب کائنات نے امن کے مہینے قرار دیا ہے اور جن میں مسلمانوں پر باہمی لڑائی جھگڑا اور جنگ و جدل قطعاً حرام ہے۔ مسلمان پوری دنیا میں ایک ایسا منفرد نظریاتی گروہ ہے جس کی تقویم کا آغاز ایک انقلابی نظریاتی جدوجہد کے ایک اہم اقدام سے ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا تعلق حضور اکرم ﷺ کے واقعہ ہجرت سے ہے اور بعض روایات کی رو سے مسلمانوں کی ہجرت بھی ماہ محرم میں ہی ہوئی تھی۔

محرم کا مہینہ حضور کریم ﷺ کی اسلامی تحریک کی عظیم جدوجہد میں بڑی اہمیت کا حامل ہے ظاہر ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی 23 سالہ اسلامی دعوت کی جدوجہد میں یہ ماہ 23 بار آیا اور سیرت طیبہ اور اسلامی تاریخ کے بے شمار واقعات و حوادث اس ماہ محرم کے دامن میں سمٹے ہوئے ہیں۔ واقعہ ہجرت بظاہر ایک ناخوشگوار واقعہ ہے لیکن حقیقتاً یہ اسلامی انقلاب کی منزل کی طرف ایک اہم پیش قدمی ہے۔ مسلمانوں نے اس لئے اپنے کیلنڈر کو کسی شخصیت' خاندان یا قوم کی طرف نسبت دینے کی بجائے اسے ایک نظریے کی جدوجہد کے ایک مخصوص مرحلے سے نسبت دی ہے۔ چنانچہ ہر سال جب مسلمان اپنے سال نو کا آغاز کرتے ہیں تو وہ اپنی تاریخ کی عظیم ترین اسلامی تحریک کی بھرپور جدوجہد کے ایک ایسے مرحلے کی یاد تازہ کرتے ہیں جب وہ کسمپرسی' بے بسی مظلومیت اور جبر و تشدد کے ماحول سے نکل کر ایک آزاد اسلامی ریاست کے قیام کے مرحلے میں داخل ہو رہے تھے۔ محرم سن ہجری کا اولین مہینہ ہے اسلامی ہجری تقویم واحد تقویم ہے جس کا سال چاند کی تاریخوں سے بننے والے بارہ مہینوں پر مشتمل ہے دنیا بھر میں تمام قوموں کے سال شمسی مہینوں سے وجود میں آتے ہیں

لیکن مسلمانوں کا سال قمری مہینوں سے تشکیل پاتا ہے اور اس کی خوبی یہ ہے کہ اسلام کی ساری عبادات سال کے بارہ مہینوں میں آنے والے موسموں کے اندر گردش کرتی رہتی ہیں مسلمان سردیوں میں بھی روزے رکھتے ہیں اور پھر گرمیوں میں بھی رکھتے ہیں اور انہیں اس امر کا حتمی احساس ہو جاتا ہے کہ گرمی میں بھوکا پیاسا رہنا کیسا ہوتا ہے وہ گرمی میں بھی سفر حج کرتے ہیں اور پھر سردیوں میں بھی سفر کرتے ہیں۔ چاند کی مختلف بدلنے والی تاریخوں کے ساتھ مسلمانوں کی تمام عبادات تمام تہوار اور سارے اجتماعی پروگرام سال کے سارے ہی موسموں میں سے گزرتے رہتے ہیں اس طرح مسلمان سفر و حضر اور عبادات و مشاغل میں موسمی تغیرات کی ہر کیفیت سے آشنا ہوتے رہتے ہیں۔

یہ اللہ کی حکمت ہے کہ ہجرت کی تاریخ اور مسلمانوں کے نئے سال کا نیا مہینہ باہمی اس طرح منطبق ہو گئے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے سال نو کا موضوع ہجرت ہی بن کر رہ گئی ہے گویا ہجرت اور محرم کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور یہی ہجرت جہاد کا راستہ بھی کھولتی ہے۔

بلاشبہ محرم کا مہینہ اور بھی بے شمار واقعات کا حامل ہے جنہیں اسلامی تاریخ میں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ محرم کا مہینہ اس لئے بھی اہم ہے کہ شعب ابی طالب میں حضور اکرمؐ اور آپؐ کے ساتھ تمام بنی ہاشم کی مظلومانہ قید و بند کا واقعہ اس ماہ میں پیش آیا۔ یہ واقعہ محرم 7 بعثت نبوی کا ہے۔ محرم میں ہی حضور اکرمؐ نے اسلام کی بین الاقوامی دعوت کا آغاز کیا۔ یکم محرم 7 ہجری کو آپؐ نے سلاطین کے نام اپنے مشہور و معروف دعوتی مکاتیب کی نگارش کا آغاز کیا ان مکاتیب میں سے چند مکاتیب کے حقیقی متن اور عکس سیرت کی کتابوں میں آج بھی موجود ہیں۔ محرم میں ہی وہ مشہور غزوہ خیبر پیش آیا جس کے لئے لشکر اسلام کو یہودیوں کا یہ گڑھ اکھاڑ دینے کے لئے مدینہ سے ۱۶۸ میل کا فاصلہ طے کر کے جانا پڑا تھا۔ یہ قلعہ ترکی اور شام کے راستے پر واقع ہے اور آج بھی اپنی مضبوطی کے باعث پہاڑی کی چوٹی پر موجود ہے۔ جہاں مسجد علیؓ اور چشمہ علیؓ آج بھی حضرت علیؓ کی قیادت میں اس قلعہ کے فتح ہونے کی نشانی کے طور پر موجود ہیں۔ اسی مہینہ میں حضور اکرمؐ کا نکاح ام المومنین حضرت صفیہؓ سے ہوا جس کے نتیجہ میں ایک مضبوط قبیلے سے مسلمانوں کے تعلقات استوار ہوئے۔ اسی

ماہ محرم کی پہلی تاریخ کو حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت واقع ہوئی جس نے تاریخ اسلام کے دھارے کا رخ موڑ دیا اور پھر اسی ماہ میں حضرت امام حسینؓ کی شہادت کا وہ المناک واقعہ پیش آیا اور مسلمانوں کے اندر سے خلافت اسلامیہ کا وہ معیاری اور مثالی ادارہ ختم ہو گیا جو زمین پر خدا کی رحمت کا نشان تھا اور اس کی جگہ مسلمانوں کے سیاسی نظام میں شخصی حکومت اور ملوکانہ سیاست کا چلن ہوا جس کے بعد مسلمانوں کے بہترین معاشرے پر بتدریج زوال و انحطاط کی پرچھائیاں پڑتی چلی گئیں۔

تعلیم قرآن کے آئینے میں

تحریر: فضل بلوچ

بے شمار دینی اور دنیوی فرائض منصبی کی بجا آوری تخلیق آدم کا سبب بنی۔ قادر مطلق نے اپنے برگزیدہ بندوں پر جو صحائف نازل فرمائے قرآن ان میں نہایت ہی ممتاز' معزز اور معتبر حیثیت کا حامل ہے۔ دوسرے صحائف چونکہ مخصوص مدت اور محدود علاقے کے لوگوں کی دینی دنیوی اور روحانی ضروریات کی تکمیل کی خاطر نازل فرمائے گئے اس لئے وہ بشری تقاضوں کی بدولت تخفیف و اضافت کا شکار ہوئے۔ اس کے برعکس قرآن مجید زمان و مکان کی پابندیوں سے بالاتر عالمگیر حیثیت کی حامل کتاب ہے۔ قرآن مجید کے احکامات میں عصر حاضر کے انسان کی دینی اور دنیوی تمام ضروریات کا بطرق احسن خیال رکھا گیا ہے۔

قرآن کے لغوی معانی بار بار پڑھی جانے والی کتاب کے ہیں۔ بلاشبہ قرآن ہی ایسی واحد کتاب ہے جسے روئے زمین پر سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے۔ قرآن کا بار بار پڑھا جانا اس کی تعلیمی اہمیت پر دلالت کرتا ہے اور پڑھنا تعلیم کا جزو لاینفک ہے۔ قرآن کا لفظ اول شاہد ہے کہ حق باری تعالیٰ نے اپنے محبوب حقیقی کو فرمایا کہ پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے تجھے پیدا کیا اسی حکم خداوندی کا یہ اثر ہوا کہ جانثاران رسول حصول تعلیم کے لئے کوشاں ہوئے اور فلسفہ تعلیم کی بدولت درسگاہ صفہ کا قیام عمل میں آیا۔ حد تو یہ ہے کہ غزوہ بدر کے موقع پر لامحدود معاشی ضرورتوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے کفار قیدیوں پر یہ شرط عائد کی گئی کہ وہ ان پڑھ صحابہ کو زیور تعلیم سے آراستہ کر کے رہائی پا سکتے ہیں۔ یہی بات دینی علم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم کے حصول کی طرف واضح دلیل ہے اور علم ہی ایسا ذریعہ ہے جس کی بنا پر خالق کائنات کی شناسائی ممکن ہے۔

قرآن مجید میں علم' تعلیم' تعلیم اور علمیت جیسی اصطلاحات کا بار بار ذکر ملتا ہے۔ صاحبان فہم و فراست اور ہدایت یافتہ لوگوں کی ستائش کے لئے علم اور راندہ درگاہ لوگوں کی ملامت کے لئے جہل کے الفاظ قرآن میں وارد ہوئے۔ قرآن مجید کا ہر گوشہ ذکر علم و فکر سے مزین اور منور ہے۔ صاحبان فکر و نظر اس امر سے کماحقہ واقف ہیں کہ خدائے لم یزل نے اپنے علم کا اظہار کس پیرائے میں کیا ہے اور اپنی مخلوق کو کس درجہ حصول علم و حکمت کی تاکید فرمائی ہے۔ قرآن مجید میں بالواسطہ اور بلاواسطہ طور پر حصول علم کا ذکر تفہیم و تسخیر کائنات کے حوالے سے آیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اے لوگو زمین میں گھومو پھرو اور مصور مطلق کے بنائے ہوئے مناظر کو دیکھ کر رشد و ہدایت یافتہ ہو۔ یوں تو کلام مقدس قرآن مجید کا ہر لفظ سرچشمہ نور و ہدایت ہے اور دعوت غور و فکر دیتا ہے لیکن بعض مقامات پر حق تعالیٰ نے صریحاً اہمیت علم کو اجاگر فرمایا ہے تاکہ اہل ایمان پر فرضیت علم کی حجت تمام ہو جائے چونکہ قرآن مجید کا انداز بیان فصاحت و بلاغت سے مزین ہے اس لئے نہایت ہی دلچسپ پیرائے میں فرضیت علم پر زور دیا گیا۔ کہیں اکتساب علم کی تاکید فرمائی گئی تو کہیں اہل علم کے دلوں میں موجود خشیت خداوندی کا بیان کیا گیا۔ الغرض قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر علم اور صاحبان علم کی قدر افزائی فرمائی گئی۔

انسان ابتدائے آفرینش سے ہی علم کے راستے سے ہو کر درگاہ رب کائنات تک پہنچا ہے۔ اس لئے جب تک مسلمانوں نے علم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا دنیا میں کامیاب و کامران رہے۔ اموی اور عباسی ادوار کی ایجادات و تحقیقات اور عمارتیں دیکھ کر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ مسلمان نصف سے زائد کرہ ارض کے مالک و قابض رہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں نے دنیا کے تین بڑے براعظموں ایشیا' یورپ اور افریقہ میں ڈنکے کی چوٹ پر حکمرانی کی۔ مسلمانوں کو یہ تزک و احتشام محبت علم کے وسیلہ سے ملی۔ تعلیم نے مسلمانوں کو ایسا سرفراز کیا کہ دنیا انگشت بدندان ہوئی۔ کامیابیوں نے مسلمانوں کے قدم چومے اور دولت ان کے دن کی باندی بنی رہی۔

پھر حالات نے کچھ ایسا پلٹا کھایا کہ مسلمان علم دین و دنیا سے دور ہوتے چلے گئے۔ ان میں نمود و نمائش' حرص و ہوس' جاہ و حشمت' عیش کوشی اور تساہل پسندی جیسی خصلتیں اور عادتیں در آئیں۔ وہ بے مقصد کاموں میں پڑ گئے اور اس سبب کی بدولت ان کے دلوں سے محبت قرآن ختم ہوتی چلی گئی۔

اگر آج مسلمانان عالم اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں کتاب علم و حکمت قرآن مجید کی محبت کا دم بھرنا ہو گا قرآن کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ہی مسلمان عصر حاضر میں درپیش مسائل سے نجات پا سکتے ہیں اور سائنسی میدان میں ترقی بھی قربت قرآن مجید ہی کی بدولت ممکن ہے کیونکہ قرآن مجید کا چھٹا حصہ علم سائنس پر دلالت کرتا ہے۔

ایسا عقلمند بھیڑیا کبھی دیکھا نہ سنا!

زندہ کہانی

پروفیسر خالد پرویز

رات اپنے سر پر چاند ستاروں کا تھال اٹھائے' گلے میں چاندنی کا ہار پہنے مگر تاریکی کی چادر اوڑھے دھیرے دھیرے اپنے سفر پر رواں دواں تھی کہ اسے سورج کی کرنوں کی فوج ظفر موج نے آلیا جسے دیکھتے ہی رات کی رانی نے چپکے سے بوریا بستر سمیٹا اور کسی دوسری منزل پر ڈیرے جمانے کے لئے چل دی۔ اب دن کے راجہ نے تخت سنبھالا تو لوگ نیند سے بیدار ہوئے۔

انہی لمحات دل پذیر میں ایک حسین و جمیل کم سن لڑکا جب رات بھر کی میٹھی نیند کے مزے لے کر جاگا تو سیدھا اپنے والد کے پاس دوڑتا ہوا گیا۔ وہ ایک مخصوص خوشی اور حیرانی کی ملی جلی کیفیت میں تھا۔ اگرچہ اس کے اور بھی بھائی تھے مگر وہ اپنے والد کا سب سے زیادہ لاڈلا اور پیارا تھا۔ باپ نے پوچھا "بیٹا! بتاؤ کیا بات ہے؟ آج تو تم پر اک خاص سرخوشی طاری دکھائی دیتی ہے" بیٹے نے کہا "ابا جان! دراصل بات یہ ہے کہ میں نے گزشتہ رات ایک انتہائی خوبصورت خواب دیکھا ہے جس نے میرا دل اور سینہ معطر و منور کر دیا ہے" باپ نے کہا "بیٹا! جلدی سے مجھے وہ خواب سناؤ" بیٹے نے بتایا "ابا جان! گزری رات میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گیارہ ستاروں کے ساتھ ساتھ سورج اور چاند بھی مجھے سجدہ کر رہے ہیں"۔

باپ خوابوں کی تعبیر کا ماہر تھا۔ اس نے بیٹے کا خواب سنا تو اس کا چہرہ تبسم کی مہک اور انبساط کی چمک سے جگمگا اٹھا۔ مسرت سے لبریز جذبات اور خوشی سے معمور احساسات کے ساتھ باپ نے بیٹے کو بتایا "جان پدر! یہ ایک سچا خواب ہے۔ یہ خواب اس علم کی خوشخبری ہے جو رب رحمٰن و رحیم صرف تمہیں عنایت کرے گا۔ یہ اس نعمت کی پیشین گوئی ہے جو تمہیں ودیعت ہو گی لیکن خبردار! یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ سنانا کیونکہ میرے علم میں ہے کہ وہ تم سے حسد کرتے ہیں۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ تمہارے خلاف کوئی سازش کر کے تمہیں نقصان نہ پہنچائیں کیونکہ تم مرقع حسن و ظرافت ہو اور جمیل و شکیل شخصیت کے مالک ہو۔ پھر یہ کہ وہ تمہارے سوتیلے بھائی ہیں جبکہ تمہاری والدہ ماجدہ راحیل بھی اللہ کو پیاری ہو چکی ہیں۔ اس بناء پر تمہاری طرف میرے زیادہ التفات کو وہ بالکل پسند نہیں کرتے۔

مگر حالات کا اتفاق دیکھئے کہ اس لڑکے کے سوتیلے بھائیوں کو اس خواب کا علم ہو گیا اور انہوں نے اپنے خوش قسمت کم سن بھائی کو اس دار فانی سے ہی ختم کرنے کا ارادہ کر لیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے والد ہم سے زیادہ ہمارے سوتیلے چھوٹے بھائی سے محبت کرتے ہیں۔ باپ کا قرب حاصل کرنے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ یا تو اپنے اس بھائی کو قتل کر دیں یا اسے کسی دور دراز جنگل میں چھوڑ آئیں تاکہ کوئی جنگلی درندہ اسے پھاڑ کھائے یا یہ صحرا کی ریت میں دب کر مر جائے۔

ان سوتیلے بھائیوں میں یہودہ نامی بھائی زیادہ سمجھدار اور بردبار تھا۔ اس نے تجویز دی کہ "کسی کو قتل کرنا گناہ عظیم ہے۔ وہ معصوم بچہ ہے۔ اس نے ہمارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی۔ اگر تم اسے باپ سے دور کرنے پر بضد ہو تو اسے بیت المقدس کے نزدیک اس کنوئیں میں پھینک دو جہاں سے دن رات قافلے گزرتے ہیں۔ کوئی قافلہ اسے وہاں سے نکال کر لے جائے گا اور یوں ہمارا چھوٹا بھائی ہمارے والد کی نظروں سے اوجھل ہو جائے گا۔ اس سے ہمارا مقصد بھی حل ہو گا اور ہم گناہ سے بھی بچ جائیں گے"۔

یہودہ کی اس تجویز کو سب نے پسند کیا۔ اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے وہ سب والد گرامی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی "ابا جان! ہم کل شہر سے باہر سیر کو جائیں گے۔ آپ ہمارے چھوٹے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیجئے۔ وہ سیر کرے گا تو اپنی والدہ کی وفات کا غم بھول جائے گا۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اس کی مکمل خبرگیری کریں گے"

یہ سن کر باپ ایک ان دیکھے خوف سے ڈر گیا۔ اس نے کہا "مجھے خوف ہے کہ کہیں تمہاری لاعلمی میں کوئی بھیڑیا اسے مار دے تو پھر میرے پاس کیا بچے گا؟" بیٹوں نے کہا "ابا جان! یہ کیسے ممکن ہے کہ ہمارے ہوتے ہوئے ہمارے چھوٹے بھائی کو کوئی نقصان پہنچے۔ کیا ہم اتنے کمزور اور غافل ہیں؟"

الغرض اپنے والد کو مکمل اور بھرپور تسلی دے کر سوتیلے بھائیوں نے اپنے کم سن بھائی کو اگلی صبح ساتھ لیا اور سیدھے القدس شریف کے قریبی کنوئیں کے پاس پہنچے۔ اپنے معصوم کمسن بھائی کی قمیض اتاری اور بھائی کو کنوئیں میں دھکا دے دیا۔

واپسی پر راستے میں کوئی جانور ذبح کر کے چھوٹے بھائی کی قمیض کو خون آلود کر دیا اور یہی قمیض لے کر گھر پہنچ کے جھوٹے آنسو بہاتے ہوئے والد کے پاس پہنچے اور کہنے لگے "ابا جان! وہی ہوا جس کا آپ کو اندیشہ تھا۔ ہم نے اپنے بھائی کو سامان کے پاس بٹھایا اور خود دوڑنے کے لئے دور چلے گئے۔ واپس آئے تو ایک خونخوار بھیڑیا ہمارے چھوٹے بھائی کو کھا چکا تھا" کم سن خوش قسمت بیٹے حضرت یوسفؑ کے باپ حضرت یعقوبؑ نے کہا "یہ سب تمہاری نفسانی خواہشات کا کیا دھرا ہے۔ اس واقعہ کے پیچھے تمہارا حسد اور کینہ بول رہا ہے۔ اگر بھیڑیے نے یوسفؑ کو کھایا ہوتا تو کیا یہ قمیض جگہ جگہ سے پھٹ نہ گئی ہوتی۔ ایسا عقل مند بھیڑیا تو آج تک دیکھنے سننے میں نہیں آیا کہ اس نے آدمی کو تو کھایا ہو مگر قمیض پر خراش تک نہ آنے دی ہو۔ البتہ میں صبر سے کام لوں گا۔ یہاں تک کہ ایک دن تمہارے جھوٹ کی قلعی کھل جائے گی۔ بے شک اللہ تعالیٰ میرا مددگار ہے"

تفہیم دین

مفتی غلام مصطفیٰ رضوی

1- محمد یعقوب اطہر' مٹھن کوٹ

س:- سورۃ البروج پ ۳۰ میں فرعون و ثمود کے لشکر بارے تذکرہ آیا ہے ایک کتاب میں' میں نے پڑھا ہے تھا کہ قوم ثمود پر شاہیوں کی بارش کی صورت میں آفت نازل ہوئی براہ کرم فرعون و ثمود کے لشکر کی تفسیر بیان فرمائیں۔

ج:- سورۃ البروج کی آیت 18 میں فرعون اور ثمود کے لشکر کا ذکر اجمالی طور پر آیا ہے فرمان خداوندی ہے کیا پہنچی ہے آپ کے پاس لشکروں کی خبر (یعنی) فرعون اور ثمود کے لشکروں کی (القرآن) ایک مسلمان کا ایمان قرآن مجید کے اتنے ارشاد پر ہونا ہے باقی ان لشکروں کی تفسیر و تفصیل جاننے سے نہ ہمارا دنیوی فائدہ وابستہ ہے اور نہ ہی آخرت میں اس سلسلے میں ہم سے سوال ہو گا۔

2- طارق محمود ایک گمی طرز بہاولپور

س:- روزنامہ نوائے وقت نے تفہیم دین کا سلسلہ شروع کر کے اپنے پڑھنے والوں کے دل موہ لئے ہیں یہ کالم شروع کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے اور اس نور کی کرنیں گھر گھر پہنچیں' میرے چند سوالات ہیں 1- میں ہارون آباد کا رہائشی ہوں میری ملازمت بہاولپور میں ہے میں عرصہ دس سال سے یہاں ملازم ہوں ہارون آباد بھی جانا ہوتا ہے یہاں زیادہ سے زیادہ قیام بارہ دن ہوتا ہے اور گھر سے آتے وقت تقریباً اتنے دنوں میں واپسی کا ارادہ ہوتا ہے کبھی پہلے بھی جانا پڑ جاتا ہے تو کیا میں یہاں نماز قصر کروں گا یا پوری پڑھوں گا؟ 2- میری پیدائش 66ء کی ہے جبکہ میں نے 82ء میں پابندی سے نماز پڑھنا شروع کر رکھی تو کیا مجھے کچھ نمازیں گزشتہ سالوں کی قضا کرنا پڑیں گی۔ 3- ایک مولوی صاحب نے بتایا کہ جانور ذبح کرتے وقت چار رگوں کا کٹنا ضروری ہے اگر کوئی ایک بھی رہ جائے تو جانور حرام ہو جاتا ہے اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ گھنڈی کے ذرا نیچے سے چھری پھیری جائے اوپر چھری چلائی گئی تو جانور حرام ہو جائیگا لیکن میں نے ایک ہفت روزہ اخبار میں پڑھا اگر چھری گھنڈی کے اوپر سے بھی پھر جائے تو بھی جانور حلال ہے لیکن مولوی صاحب نے کہا کہ یہ اخبار والا مسئلہ غلط ہے اب آپ فیصلہ فرمائیں۔

ج:- کالم تفہیم دین پسند کرنے اور ڈھیروں دعائیں دینے کا شکریہ!

1- بہاولپور آپ کا نہ وطن اصلی ہے اور نہ ہی وطن اقامت ہے' لہٰذا جب آپ یہاں بسلسلہ ملازمت رہتے ہیں اور پندرہ دن سے پہلے آپ کو گھر جانا ہوتا ہے تو آپ نماز قصر کریں گے۔ 2- آپ کو جب علامات بلوغ کا پتہ چلا ہو نماز اسی وقت سے آپ پر فرض ہے لہٰذا آپ تاریخ پیدائش وقت بلوغ اور کب شروع کی اس کا حساب لگالیں اور اگر کچھ ماہ آپ بلوغ کے بعد نماز نہ پڑھی ہو تو وہ نمازیں آپ قضا کریں' یہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے حد شعور کو پہنچتے ہی نماز شروع کر دی اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

3- جانور کو ذبح کرتے وقت اگر چھری گھنڈی کے اوپر سے چلائی جائے اور اس کی چار رگیں کٹ جائیں اور اس طرح بھی کٹ جاتی ہیں تو وہ جانور حلال ہے' اصل رگوں کا کٹنا ہے چھری چاہے گھنڈی کے نیچے چلائیں یا اوپر چل جائے اس سے حلت میں فرق نہیں پڑتا۔

3- خدیجہ چوک اعظم

س:- میرے خاوند کا رویہ میرے ساتھ بہت ہی تلخ رہتا ہے' حالانکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھ میں نہ کوئی شرعی عیب ہے اور نہ ہی میری شکل و صورت بری ہے لیکن میرا خاوند ہر وقت مجھ سے غصے میں بات کرتا ہے بات بے بات تذلیل کرتا ہے آپ کوئی ایسا وظیفہ بتائیں کہ اس سے میری جان چھوٹ جائے تاکہ مجھے سکون حاصل ہو۔

ج:- محترمہ! آپ کا خط پڑھ کر از حد افسوس ہوا آپ کے خاوند کو تلخ رویہ اختیار نہیں کرنا چاہئے' بیوی بھی قابل احترام ہوتی ہے جو مرد بلاوجہ اپنی مردانگی کا رعب جمانے کے لئے اپنی بیوی کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا ضروری سمجھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات کی مخالفت کرتا ہے اور اس طرح وہ بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے' محترمہ! میرے پاس میاں بیوی کے درمیان تفریق پیدا کرنے کا کوئی عمل نہیں ہے کاش آپ یہ پوچھتیں کہ کوئی ایسا عمل بتائیں جس سے میرے میاں کا مزاج بدل جائے اور وہ خوش و خرم زندگی گزارنے لگے تو مجھے خوشی ہوتی اور شاید اس سلسلے میں' میں آپ کی مدد کی کوشش بھی کرتا۔ اسلام ہمیں گھر آباد کرنے کا حکم دیتا ہے کسی کا گھر خراب کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

4- سیج الدین راجن پور

س:- میں ایک دن گھر میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے آگے سے میری بیوی گزر گئی' میں نے نماز تو پوری کر لی۔ لیکن دل میں یہ وسواس پیدا ہوا کہ شاید نمازی کے آگے سے عورت کے گزرنے کی وجہ سے نماز نہ ہوتی ہو' میں جب مغرب کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں گیا تو میں نے امام مسجد صاحب سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا واقعی آپ کی نماز نہیں ہوئی۔ لہٰذا آپ اپنی نماز قضا کریں تو مفتی صاحب مجھے کچھ شک سا ہے نماز تو میں نے قضا کر لی ہے لیکن ذہن پریشان ہے۔

ج:- آپ بالکل پریشان نہ ہوں آپ کو نماز قضا کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ اگر نمازی کے سامنے سے عورت گزر جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ مولوی صاحب نے بغیر تحقیق کے جو لوٹا دیا ہے چلئے قضا کی صورت میں بہر حال آپ کو نوافل کا ثواب تو مل ہی جائے گا۔

نصیر احمد لودھراں

س:- میں نے قربانی کا جانور خریدا تھا لیکن بعض پریشانیوں کی وجہ سے قربانی نہیں کر سکا اب کیا کروں

ج:- اس جانور کو فروخت کر کے اس کی قیمت فقراء پر تقسیم کر دیں۔

فخر الدین ٹمبہ سٹہ

س: بعض لوگ نر جانور پال لیتے ہیں اور ان سے افزائش نسل کا کام لیتے ہیں جس کی وہ اجرت لیتے ہیں کیا یہ جائز ہے۔

ج: یہ اجرت قطعاً جائز نہیں۔

M I L L I
11 فروری 2005ء
ملی ایڈیشن
NAWA-I-WAQT
نوائے وقت
مسلسل اشاعت کے 64 سال

امیرالمومنین حضرت سیدنا عمر ابن الخطابؓ... مثالی حکمران

ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی

13 ہجری میں سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ نے رحلت فرمائی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ مقرر ہوئے۔ مسند خلافت سنبھالتے ہی آپ نے مسجد نبوی میں خطبہ ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! میں تمہی میں سے ایک ہوں، اگر میں خلیفہ رسول (حضرت ابو بکرؓ) کی حکم عدولی کر سکتا، تو کبھی بار خلافت نہ اٹھاتا۔

"اللہ نے میرے رفقاء کو اٹھا کر مجھے باقی چھوڑ کر میرے ساتھ تمہیں اور تمہارے ساتھ مجھے ابتلاء میں ڈال دیا ہے۔ اللہ کی قسم! میں تمہاری ہر مشکل کو حل کروں گا اور دیانت وامانت کو کسی صورت بھی ہاتھ سے نہ جانے دوں گا۔ تمہارا ہر آدمی میرے نزدیک اس وقت تک کمزور ہے جب تک میں اس سے حق نہ وصول کرلوں۔

"اے اللہ! میں سخت ہوں، مجھے نرم بنا، کمزور ہوں قوت دے، "بخیل ہوں سخی بنا" —— (طبقات: ج3 ص73)

آپؓ کے عہد خلافت میں (جو تقریباً ساڑھے دس سال رہا) اسلامی سرحدیں بہت وسیع ہوئیں۔ 24 ہجری میں آپؓ کے وصال کے وقت اسلامی مملکت کا رقبہ 2511665 مربع میل تھا۔ اس رقبہ میں 1309501 مربع میل خود حضرت فاروق اعظمؓ کے حسن تدبر سے اسلامی قلمرو میں شامل ہوا۔ گویا تین سو اکاون مربع میل رقبہ ہر روز اسلامی حکومت میں شامل ہوتا تھا۔ 23ھ کے اختتام پر فتوحات فاروقی کی حدیں یہ تھیں۔

شمال میں بحر خزر کے مغربی کنارہ کے ساتھ ساتھ مقام "دربند" سے تقریباً سو میل آگے شمال تک (یعنی کوہ قاف سے بھی آگے تک) جنوب میں عدن اور اس کے جنوب میں واقع جزائر تک۔ مشرق میں پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں مکران تک (اور بقول بلاذری مقام تھانہ تک جو آج کل صوبہ بمبئی میں شمار کیا جاتا ہے) مغرب میں لیبیا کے شہر طرابلس الغرب تک۔ ان حدود کے اندر آجکل یہ مملکتیں قائم ہیں (1) لیبیا (2) مصر (3) فلسطین (4) شام (5) اردن (6) لبنان (7) عراق (8) ایران (9) افغانستان (10) سعودی عرب (11) سلطنت عمان (12) قطر (13) امارات متحدہ عرب (14) یمن جنوبی (15) پاکستانی بلوچستان (16) روسی آذربائیجان (17) مشرقی جنوبی ترکی (18) روسی تاجکستان، ازبکستان اور ترکمانستان (19) کویت (20) بحرین (21) سوڈان (شمالی حصہ)

مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ اپنے جرنیلوں کی سخت نگرانی کرتے تھے لیکن ان کے

وہ نہایت نرمی کے ساتھ اسے مطمئن کرتے۔ اپنے عہد خلافت میں آپ نے ہر شخص کو نکتہ چینی اور طلب حقوق کی پوری آزادی دے رکھی تھی۔ ایک مرتبہ آپؓ تقریر کر رہے تھے دوران تقریر ایک شخص نے کئی مرتبہ کہا اے عمرؓ اللہ سے ڈر لوگوں نے اسے روکا تو آپ نے فرمایا اگر یہ لوگ آزادی کے ساتھ اپنی بات نہ کہیں تو بے مصرف ہیں اور ہم نہ مانیں تو ہم بے مصرف ہیں۔

ایک دفعہ آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر کہا لوگو اگر میں دنیا کی طرف جھک جاؤں تو کیا کرو گے؟ یہ سنتے ہی ایک شخص نے تلوار کھینچ لی اور کہا تمہارا سر اڑا دوں گا۔ آپ نے بھی اس کی دلیری آزمانے کے لئے ڈانٹ کر کہا تو امیر المومنین کی شان میں گستاخی کرتا ہے؟ اس شخص نے اسی جرات سے کہا ہاں، ہاں میں تمہاری شان میں گستاخی کرتا ہوں اگر تم کتاب و سنت کے مطابق حکومت نہ کرو گے تو تمہارا سر اڑا دوں گا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ قوم میں ایسے لوگ موجود ہیں میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو وہ مجھے سیدھا کردیں گے۔

ایک مرتبہ مسلمانوں کو خطاب کرنے کے لئے اٹھے تو ایک بدو اٹھا اور کہا میں نہ تمہاری بات سنتا ہوں نہ اطاعت کرتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ کیوں؟ بدو بولا یمن سے جو چادریں آئی تھیں ان میں سے ایک ایک چادر سب کے حصے میں آئی تھی، اس چادر سے تمہاری قمیض نہیں بن سکتی تم نے اس چادر کی قمیض پہنی ہوئی ہے۔ یقیناً تم نے اپنے حصے سے زائد کپڑا لیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اس کا جواب میرا بیٹا عبداللہ دے گا۔ یہ سن کر عبداللہ بن عمرؓ اٹھے اور کہا واقعی میرے والد کی قمیض ایک چادر میں نہ بنتی تھی میں نے اپنے حصے کی

حضرت عمرؓ جب کسی والی کو روانہ کرتے تو اس کو ایک پروانہ دیتے، جس میں اس کے اختیار کی تفصیل ہوتی جس جگہ وہ مقرر ہو کر جاتا وہاں پر وہ پروانہ مجمع عام میں پڑھ کر سناتا کہ وہ اپنے تقرری کے دور میں ترکی گھوڑے پر سواری نہ کرے گا باریک کپڑا نہ پہنے گا چھنا ہوا آٹا نہ کھائے گا اور دروازے پر کوئی دربان نہ رکھے گا۔

حاجت مندوں کے لئے اس کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہے گا۔ اس کے ساتھ ہی حضرت عمرؓ اس کے تمام مال و اسباب کی فہرست لے کر اپنے پاس محفوظ کرلیتے۔ تعیناتی کے دوران کسی عامل کی مالی حالت میں اضافہ ہوتا دیکھتے تو سختی کے ساتھ بازپرس کرتے ہر عامل کی نسبت حج کے موقع پر شکایت کرنے کی عام اجازت تھی۔ آپ اس کی فوراً تحقیقات کرکے تدارک فرماتے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ کو اطلاع ہوئی کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو انعام دیا ہے۔ آپ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو لکھا کہ اگر خالدؓ نے یہ انعام اپنی جیب سے

اولیات حضرت عمر فاروقؓ

بے شمار چیزیں ایسی ہیں جن کی ابتداء حضرت فاروق اعظمؓ نے کی تھی۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔

(1) سال ہجری سے پہلے تعین واقعات کیلئے عام الفیل اور رومیوں کے سال سے کام لیا جاتا تھا 16ھ میں حضرت عمرؓ نے سال ہجرت کی ترویج کی اور یہ آج تک جاری ہے۔

(2) محکمہ قضا سب سے پہلے آپ نے قائم کیا تھا اور ان صحابہ کو قاضی مقرر کیا تھا قاضی شریح کو کوفہ میں ابو موسیٰ اشعری کو بصرہ میں قیس بن ابی العاص کو مصر میں

(3) وظائف کا سلسلہ آپ نے شروع کیا تھا اور تمام صحابہ وصحابیات کی حسب مراتب تنخواہیں مقرر کی تھیں۔

فرمایا تھا کہ اگر میں ایک سال اور زندہ رہا تو مفلس ترین آدمی کو دولتمند ترین کے مساوی کردوں گا۔

(5) بیت المال قائم کیا

(6) زمینوں کی پیمائش کرائی

(7) مردم شماری کرائی۔ نہریں کھدوائیں۔ نئے شہر آباد کئے۔ (مثلاً کوفہ بصرہ موصل فسطاط وغیرہ) جیل خانے بنوائے فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ پولیس مقرر کئے۔

(8) مکہ سے مدینہ تک مسافروں کے لئے سرائیں بنوائیں

(9) نماز تراویح باجماعت کا انتظام کیا۔

(10) شراب نوشی کی حد مقرر کی۔

(11) نماز جنازہ میں چار تکبیر پر اجماع کرایا۔

آپؓ کے ساڑھے دس سالہ عہد خلافت میں اسلامی سرحدیں بے حد وسیع ہوئیں

بیت المال کی حفاظت ونگرانی میں آپؓ بہت سخت تھے

آپؓ نے ہر شخص کو طلب حقوق کی پوری آزادی دے رکھی تھی

خیال آیا کہ اس سے اہل حاجت کو تکلیف ہوگی۔ آپ نے محمد بن مسلمہ کو حکم دیا کہ جا کر ڈیوڑھی کو آگ لگا دیں وہ گئے اور آگ لگا دی۔ حضرت سعد خاموش دیکھتے رہے۔

عیاضؓ بن غنم جو الجزیرہ (عراق کا ایک حصہ) کے گورنر تھے۔ ان پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ باریک کپڑا پہنتے ہیں اور دروازہ پر دربان رہتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے محمد بن مسلمہؓ کو تحقیقات کے لئے بھیجا انہوں نے دیکھا کہ دونوں باتیں درست ہیں۔ وہ اسی لباس

حضرت عمرؓ نے عتبہ بن ابی سفیان کو ایک علاقے کا گورنر مقرر کیا کچھ عرصہ کے بعد ان کے مال و دولت میں حیرت انگیز ترقی دیکھنے میں آئی۔ فاروق اعظمؓ نے حالات معلوم کرکے ان سے بازپرس کی اور پوچھا: اے عتبہ! یہ سرمایہ کہاں سے آگیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کچھ مال میں اپنے گھر سے لے کر آیا تھا۔ اس کے بعد میں نے تجارت کی اور مال جمع کرلیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں نے تمہیں عامل حکومت بنا کر بھیجا تھا، تاجر بنا کر نہیں۔ تجارت اور

کو جو کچھ کہنا سننا ہو آزادی سے کہہ سکے۔ چنانچہ اہل حاجت اپنی ضروریات بیان کرتے تھے۔ اگر کوئی حاجت مند نہ ہوتا تو تھوڑی دیر بیٹھ کر اٹھ جاتے۔ باہر سے جو وفود آتے ان سے جزئیات تک دریافت فرماتے۔ حج کے موقع پر ممالک محروسہ کے ہر حصہ سے لوگ جمع ہوتے تھے۔ اس موقع پر تمام حکام کو طلب کرتے اور اعلان فرماتے کہ جس شخص کو کسی عامل کے خلاف شکایت ہو وہ برملا پیش کرے۔

مدینہ اور اس کے اطراف میں خود گھوم پھر کر

سے کہا تو بڑی بے رحم ہے اس نے جواب دیا تم کو اصل واقعہ کی خبر نہیں ہے۔ خواہ مخواہ مجھے دق کرتے ہو۔ بات یہ ہے کہ عمرؓ نے حکم دیا ہے کہ جب تک بچے دودھ نہ چھوڑیں اس وقت تک بیت المال سے ان کا وظیفہ مقرر نہ کیا جائے۔ اس لئے میں اس کا دودھ چھڑا رہی ہوں اس پر یہ روتا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ بہت متاثر ہوئے اور فرمایا ہائے عمر تو نے کتنے بچوں کا خون کیا ہوگا! فوراً منادی کرادی کہ جس روز کوئی بچہ پیدا ہوگا اسی روز سے اس کا وظیفہ مقرر کیا جائے گا۔

ایک مرتبہ رات کو گشت کرتے ہوئے مدینہ سے تین میل باہر نکل گئے۔ دیکھا کہ ایک عورت کچھ پکا رہی ہے اور دو تین بچے رو رہے ہیں تحقیق کی تو عورت نے بتایا کہ کئی وقت سے بچے فاقے سے ہیں۔ ان کے بہلانے کے لئے خالی ہاتھ ہانڈی چڑھا دی ہے یہ سن کر آپ اسی وقت مدینہ واپس آئے اور بیت المال سے آٹا، گھی گوشت اور کھجوریں لیں اور اپنے غلام اسلم سے کہا کہ اس کو میری پیٹھ پر لاد دو۔ اسلم نے عرض کی یہ میں اٹھا کر لئے چلتا ہوں۔ فرمایا: قیامت میں میرا بار تم نہیں اٹھاؤ گے۔ غرض کل سامان خود اٹھا کر اس عورت کے پاس لے گئے اور جب تک عورت نے پکا کر بچوں کو کھلا نہیں لیا، وہیں بیٹھے رہے۔ عورت اس حسن سلوک سے بہت متاثر ہوئی اور کہا امیر المومنین ہونے کے قابل تم ہو نہ کہ عمرؓ۔

رعایا کی تکلیف پر کھانا پینا اور سونا حرام ہو جاتا تھا پہلے حاجت مند کی ضرورت پوری کرتے۔ 18ھ میں مدینہ وحجاز میں قحط پڑا تو آپ پر کوہ الم پڑا۔ گوشت گھی روغن زیتون اور دودھ تمام لذائذ ترک کر دیئے۔ نہایت خشوع وخضوع سے دعائیں مانگتے تھے کہ خدایا میری شامت اعمال کے بدلہ میں امت محمدیؐ کو تباہ نہ کر!

آپ کے غلام اسلم کا بیان ہے کہ قحط کے زمانہ میں آپؓ کو جتنی فکر وپریشانی تھی اس سے یہ خطرہ تھا کہ اگر قحط رفع نہ ہوگا تو آپؓ اسی غم میں ہلاک ہو جائیں گے۔ قحط سے عہدہ برآ ہونے کے لئے آپ نے دیار

ہیں۔ فریاد۔ فریاد۔ فریاد۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے فوراً جواب بھجوایا۔

"امداد پہنچ رہی ہے انتظار فرمایئے میں آپ کی طرف اونٹوں کا اتنا بڑا قافلہ بھیج رہا ہوں کہ جس کا پہلا اونٹ آپ کے پاس ہوگا اور آخری میرے پاس"۔

بیت المال

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں خزانہ عامرہ میں کوئی کمی نہ تھی۔ بیت المال کی حفاظت ونگرانی میں آپ بہت سخت تھے۔ اپنی حیثیت ایک متولی اور نگراں کی سی رکھی تھی۔ ایک موقع پر فرمایا: تمہارے مال میں مجھ کو صرف اسی قدر حق ہے جس قدر ایک یتیم کے مال میں متولی کا ہوتا ہے۔ اگر میں دولت مند ہوں گا تو کچھ نہ لوں گا۔ اور اگر حاجت مند ہوں گا تو صرف کھانے کے بقدر لوں گا۔ علامہ شبلی لکھتے ہیں کہ آپ کا روزانہ خرچ صرف دو درہم (یعنی سات آنے) تھا اگر وقت مل جاتا تو مزدوری کرکے یہ رقم خود کما لاتے، ورنہ بیت المال سے لے لیتے۔ (الفاروق 274)

ایک روز بیت المال کے اونٹوں کو تیل مل رہے تھے ایک شخص نے دیکھا تو کہا یہ کام تو کسی غلام کا تھا۔ آپؓ نے فرمایا: مجھ سے بڑھ کر کون غلام ہو سکتا ہے؟ جو شخص مسلمانوں کا والی ہے وہ ان کا غلام بھی ہے ایک مرتبہ بیمار ہوئے تو طبیب نے علاج میں شہد تجویز کیا جو گھر میں موجود نہ تھا بیت المال سے بلا اجازت آپؓ لے نہیں سکتے تھے۔ مسجد نبویؐ میں آئے اور پکار کر کہا: اجازت ہو تو میں بیت المال سے تھوڑا سا شہد لے لوں؟۔

ایک مرتبہ بیت المال کا ایک اونٹ بھاگ گیا۔ حضرت عمرؓ اس کی تلاش میں نکلے عین اسی وقت ایک رئیس احنف بن قیس آپؓ سے ملنے کے لئے آئے دیکھا تو حضرت عمرؓ دامن چڑھائے ادھر ادھر دوڑ رہے ہیں۔ احنف کو دیکھ کر فرمایا: آؤ تم بھی میرا ساتھ دو، بیت المال کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے تم جانتے ہو۔ ایک اونٹ میں کتنے غریبوں کا حق ہے ایک شخص نے عرض کیا۔

"امیر المومنین! آپ کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں کسی غلام کو حکم دیں وہ ڈھونڈ لائے گا" فرمایا مجھ سے بڑھ کر کون غلام ہو سکتا ہے"۔

ایک مرتبہ بازار میں ایک موٹا تازہ اونٹ بکتے ہوئے دیکھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ کے صاحبزادے عبداللہ کا ہے ان سے پوچھا یہ اونٹ کیسا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے اس کو خرید کر چراگاہ میں بھیج دیا تھا اب خوب فربہ ہو گیا ہے اس لئے بیچ رہا ہوں حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"چونکہ یہ سرکاری چراگاہ میں فربہ ہوا ہے اس لئے تم اتنی ہی قیمت کے حقدار ہو جتنی میں خریدا تھا"۔

پھر زائد قیمت لے کر بیت المال میں داخل کر دی۔

حب رسولؐ

آنحضرتؐ کے وصال کے وقت آپ پر غم کے باعث خود رفتگی کی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ حضورؐ کے وصال کے بعد جب بھی آپ کا عہد سعادت آپ کو یاد آ جاتا آپ بے اختیار رونے لگتے۔ شام کے سفر میں جب حضرت بلالؓ نے مسجد اقصیٰ میں اذان دی تو حضرت عمرؓ کو حضورؐ کا زمانہ یاد آ گیا اتنا روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔

آپؓ نے ہر شخص کو طلب حقوق کی پوری آزادی دے رکھی تھی

میں شمار کیا جاتا ہے) مغرب میں لیبیا کے شہر طرابلس الغرب تک۔ ان حدود کے اندر آجکل یہ سلطنتیں قائم ہیں (1) لیبیا (2) مصر (3) فلسطین (4) شام (5) اردن (6) لبنان (7) عراق (8) ایران (9) افغانستان (10) سعودی عرب (11) سلطنت عمان (12) قطر (13) امارات متحدہ عرب (14) یمن جنوبی (15) پاکستانی بلوچستان (16) روسی آذربائیجان (17) مشرقی جنوبی ترکی (18) روسی تاجکستان، ازبکستان اور ترکمانستان (19) کویت (20) بحرین (21) سوڈان (شمالی حصہ)

مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ اپنے جرنیلوں کی سخت نگرانی کرتے تھے لیکن ان کے عہد خلافت پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف جرنیلوں پر ہی نہیں حکومت کے ہر پہلو پر ان کی نگرانی بھرپور اور نہایت سخت تھی۔ ان کی فتوحات انتظامات مساوات عدل غرض ہر شعبہ میں ان کا یہ احتسابی پہلو نمایاں نظر آتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی رعایا کا کوئی فرد جب ان سے باز پرس کرتا تو

فاروق اعظمؓ نے کی تھی۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔

(1) سال ہجری سے پہلے تعین واقعات کیلئے عام الفیل اور رومیوں کے سال سے کام لیا جاتا تھا ۱۶ھ میں حضرت عمرؓ نے سال ہجرت کی ترویج کی اور یہ آج تک جاری ہے۔

(2) محکمہ قضا سب سے پہلے آپ نے قائم کیا تھا اور ان صحابہ کو قاضی مقرر کیا تھا قاضی شریحؒ کو کوفہ میں ابو موسیٰ اشعری کو بصرہ میں قیس بن ابی العاص کو مصر میں

(3) وظائف کا سلسلہ آپ نے شروع کیا تھا اور تمام صحابہ و صحابیات کی حسب مراتب تنخواہیں مقرر کی تھیں۔

(4) وظیفہ خواروں کے رجسٹر تیار کرائے تھے اور

ترین آدمی کو دولتمند ترین کے مساوی کردوں گا۔

(5) بیت المال قائم کیا

(6) زمینوں کی پیمائش کرائی

(7) مردم شماری کرائی۔ نہریں کھدوائیں۔ نئے شہر آباد کئے۔ (مثلاً کوفہ بصرہ موصل فسطاط وغیرہ) جیل خانے بنوائے فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ پرچہ نویس مقرر کئے۔

(8) مکہ سے مدینہ تک مسافروں کے لئے سرائیں بنوائیں

(9) نماز تراویح باجماعت کا انتظام کیا۔

(10) شراب نوشی کی حد مقرر کی۔

(11) نماز جنازہ میں چار تکبیر پر اجماع کرایا۔

(12) قصائد میں عورتوں کا نام لینا جرم قرار دیا۔

چادر انہیں دے دی تھی اس طرح ان کی قمیض بنی ہے۔ یہ سن کر بدو پھر اٹھا اور کہا اب میں تمہاری بات سنتا ہوں اور اطاعت کرتا ہوں۔

عہد فاروقی میں عمال کی نگرانی

دیا ہے تو اسراف کیا ہے اور اگر بیت المال سے دیا ہے تو خیانت کی ہے اس لئے وہ معزول کئے جاتے ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے کوفہ میں ایک مکان بنوایا جس میں ڈیوڑھی بھی تھی حضرت عمرؓ کو خیال آیا کہ اس سے اہل حاجت کو تکلیف ہوگی۔ آپ نے محمد بن مسلمہ کو حکم دیا کہ جاکر ڈیوڑھی کو آگ لگا دیں وہ گئے اور آگ لگا دی۔ حضرت سعد خاموش دیکھتے رہے۔

عیاضؓ بن غنم جو الجزیرہ (عراق کا ایک حصہ) کے گورنر تھے۔ ان پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ باریک کپڑا پہنتے ہیں اور دروازہ پر دربان رہتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے محمد بن مسلمہؓ کو تحقیقات کے لئے بھیجا انہوں نے دیکھا کہ دونوں باتیں درست ہیں۔ وہ اسی لباس میں انہیں ساتھ لے کر مدینہ آئے۔ حضرت عمرؓ نے ان کا باریک کپڑا اتروایا اور موٹے کمبل کا کرتا پہنا کر جنگل میں بکریاں چرانے کا حکم دیا۔ عیاضؓ کو مجال انکار نہ تھی۔ مگر بار بار کہتے تھے: اس سے تو مر جانا بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا تمہیں اس کام سے عار کیوں ہے تمہارے باپ دادا کا تو یہی پیشہ تھا۔

حضرت عمرؓ نے عتبہ بن ابی سفیان کو ایک علاقے کا گورنر مقرر کیا کچھ عرصہ کے بعد ان کے مال و دولت میں حیرت انگیز ترقی دیکھنے میں آئی۔ فاروق اعظمؓ نے حالات معلوم کرکے ان سے باز پرس کی اور پوچھا: اے عتبہ! یہ سرمایہ کہاں سے آگیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کچھ مال میں اپنے گھر سے لے کر آیا تھا۔ اس کے بعد میں نے تجارت کی اور مال جمع کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں نے تمہیں عامل حکومت بنا کر بھیجا تھا، تاجر بنا کر نہیں۔ تجارت اور گورنری جمع نہیں ہو سکتیں۔ پھر حکم دیا کہ یہ سب سرمایہ بیت المال میں داخل کردو۔

رعایا کی خبر گیری

آپؓ نے کبھی کوئی حاجب و دربان نہیں رکھا۔ کسی آدمی کو آپؓ تک پہنچنے میں دقت نہ ہوتی تھی۔ ہر نماز کے بعد مسجد کے صحن میں بیٹھ جاتے کہ جس کو جو کچھ کہنا سننا ہو آزادی سے کہہ سکے۔ چنانچہ اہل حاجت اپنی ضروریات بیان کرتے تھے۔ اگر کوئی حاجت مند نہ ہوتا تو تھوڑی دیر بیٹھ کر اٹھ جاتے۔ باہر سے جو وفود آتے ان سے جزئیات تک دریافت فرماتے۔ حج کے موقع پر ممالک محروسہ کے ہر حصہ سے لوگ جمع ہوتے تھے۔ اس موقع پر تمام حکام کو طلب کرتے اور اعلان فرماتے کہ جس شخص کو کسی عامل کے خلاف شکایت ہو وہ برملا پیش کرے۔

مدینہ اور اس کے اطراف میں خود گھوم پھر کر حالات معلوم کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک قافلہ آیا اور مدینہ کے باہر اترا۔ آپ اس کی خبرگیری اور حفاظت کے لئے تشریف لے گئے۔ پہرہ دے رہے تھے کہ ایک بچہ کے رونے کی آواز سنی پاس جاکر اس کی ماں کو تاکید کی بچہ کو بہلائے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر ادھر سے گزرے تو بچہ کو روتا پایا۔ اس کی ماں

متاثر ہوئی اور کہا امیر المومنین ہونے کے قابل تم ہو نہ کہ عمرؓ۔

رعایا کی تکلیف پر کھانا پینا اور سونا حرام ہو جاتا تھا پہلے حاجت مند کی ضرورت پوری کرتے۔ 18ھ میں مدینہ و حجاز میں قحط پڑا تو آپ پر کوہ الم پڑا۔ گوشت گھی روغن زیتون اور دودھ تمام لذائذ ترک کر دیئے۔ نہایت خشوع و خضوع سے دعائیں مانگتے تھے کہ خدایا میری شامت اعمال کے بدلہ میں امت محمدی کو تباہ نہ کر!

آپ کے غلام اسلم کا بیان ہے کہ قحط کے زمانہ میں آپؓ کو جتنی فکر و پریشانی تھی اس سے یہ خطرہ تھا کہ اگر قحط رفع نہ ہوگا تو آپؓ اسی غم میں ہلاک ہو جائیں گے۔ قحط سے عہدہ برآ ہونے کے لئے آپ نے دیار و امصار کے عمال و حکام کو فرمان صادر کیا کہ جس قدر غلہ حاصل ہو سکے خرید کر مدینے روانہ کر دیں۔

حضرت عمرو بن العاصؓ کو آپؓ نے خط لکھا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم، من جانب عمر المومنین سلام علیک! کیا تو مجھے اور میرے ساتھیوں کو مرتے دیکھ سکتا ہے؟ در آنحالیکہ تو اور تیرے ساتھی زندہ

"چونکہ یہ سرکاری چراگاہ میں فربہ ہوا ہے اس لئے تم اتنی ہی قیمت کے حقدار ہو جتنی میں خریدا تھا"۔

پھر زائد قیمت لے کر بیت المال میں داخل کر دی۔

جب رسولؐ

آنحضرتؐ کے وصال کے وقت آپ پر غم کے باعث خود رفتگی کی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ حضورؐ کے وصال کے بعد جب بھی آپ کا عہد سعادت آپ کو یاد آجاتا آپ بے اختیار رونے لگتے۔ شام کے سفر میں جب حضرت بلالؓ نے مسجد اقصیٰ میں اذان دی تو حضرت عمرؓ کو حضورؐ کا زمانہ یاد آگیا اتنا روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔

حضورؐ کے وصال کے بعد اگرچہ عرب کی سرزمین میں سونے چاندی کی نہریں بہنے لگی تھیں۔ لیکن حضرت عمرؓ آنحضرتؐ کی پرعسرت زندگی کی یاد میں اچھا کھانا نہ کھاتے تھے۔

روزانہ زندگی میں اتباع سنت کا بڑا خیال رکھتے تھے۔

مراد رسولؐ حضرت عمر بن خطابؓ

مفتی غازی عبدالرحمن

حضور اکرم ﷺ کی محبت اور تربیت سے جو شخصیات اسلام میں ابھر کر نمایاں ہوئیں ان میں سے ایک جامع صفات شخصیت سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کی ہے اسلام کے گلشن کو جن شہدائے اسلام نے اپنا قیمتی خون دیکر سدا بہار کیا ہے ان میں آپ کا نام سرفہرست ہے۔ بلاشبہ آپؓ اسلام اور پیغمبر رحمت ﷺ کے شاہکار ہیں جس رخ سے بھی آپؓ کی شخصیت کا مطالعہ کیا جائے اسی رخ سے آپؓ کی ذات گرامی بے مثل صفات کی حامل نظر آتی ہے۔ تدبر و حکمت، عدل و انصاف دور اندیشی تحفظ فی الدین، شجاعت اور دینی غیرت و حمیت غرض کونسی خوبی تھی جو اس ہستی میں پوری شان کے ساتھ موجود نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے صفات حسنہ آپؓ کے اندر بدرجہ اتم ودیعت رکھ دی تھیں آپؓ کی ان خوبیوں کے اعتراف میں رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتا لیکن میں خاتم النبین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا"

حضرت عمر فاروقؓ کی فضیلت و عظمت کا اندازہ لگانے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ باقی تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خود حلقہ اسلام میں داخل ہوئے مگر آپؓ کے لئے خود سرکار دو عالم ﷺ نے بطور خاص دعا فرمائی تھی۔ فاروق اعظمؓ کی جامعیت کا یہ عالم ہے کہ متعدد مراحل پر فاروق اعظمؓ کی رائے سے وحی نے اتفاق کیا جسے موافقات عمرؓ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ازواج مطہرات کے بارے میں آپ کی رائے یہ تھی کہ باپردہ باہر نکلا کریں جس کی تائید میں یہ آیت اتری "اے پیغمبر ﷺ اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنین کی خواتین سے کہہ دیجئے کہ (جب وہ باہر نکلیں تو) اپنے چہرے چادروں سے ڈھانپ لیا کریں۔ مقام ابراہیم کے بارے میں آپ کی رائے یہ تھی کہ اس مقام پر نفل ادا کریں تاکہ عبادت میں ذوق ابراہیمی کی تقلید ہو جائے قرآن اترا "مقام ابراہیم کو مصلیٰ بنالو" رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے وصیت کی تھی کہ میری نماز جنازہ سید الکونین ﷺ پڑھائیں نیز ان کے کرتہ سے میرا کفن تیار کیا جائے۔ نماز جنازہ کی تیاری ہوگئی رحمت عالم ﷺ تشریف لے آئے فاروق اعظمؓ نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ آپ کس کی نماز جنازہ پڑھانے لگے ہیں؟ آپ تو جانتے ہیں اسے یہ کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا عمر میری رحمت تقاضا ہے۔ میں نماز جنازہ پڑھاؤں گا نماز جنازہ ہو گئی عمرؓ ہٹ گئے مگر روح الامین پہنچ گئے قرآن ناطق ہوا (مت پڑھیے ان میں کسی کی نماز جنازہ (منافقین میں سے) اور نہ ہی ان کی قبر پر (دعا و استغفار کے لئے) ٹھہریئے"

ایک یہودی اور منافق کا کسی چیز کی ملکیت پر جھگڑا تھا حضور اکرم ﷺ سے فیصلہ کروانے کے بعد وہ منافق اس یہودی کو لیکر آپؓ کے پاس آگیا فیصلہ کروانے کے لئے فاروق اعظمؓ کو جب صورتحال کا پتہ چلا تو آپؓ نے منافق کا سر قلم کرتے ہوئے فرمایا جسے رسول اکرم ﷺ کے فیصلے پر اطمینان نہیں اس کا فیصلہ میری تلوار نے کردیا۔ اس کے ورثاء نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپؓ کے خلاف مقدمہ دائر کردیا کہ ہمیں انصاف چاہئے چنانچہ یہ آیت اتری "تیرے رب کی قسم! جو تجھے حاکم نہیں مانتا ہم اسے مومن نہیں مانتے۔ عفیفہ کائنات حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ پر جب منافقین کی طرف سے الزام لگا تو آپؓ نے دربار رسالت میں عرض کیا رسول اللہ ﷺ آپ کا نکاح عائشہ سے کس نے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواباً آسمان کی طرف اشارہ کردیا کہ اللہ تعالیٰ نے۔ فرمایا جو خدا نبی ﷺ کے جسم پر ناپاک مکھی نہیں بیٹھنے دیتا وہ بستر پر ناپاک بیوی کیسے بیٹھنے دے گا۔ یہ کھلم کھلا بہتان ہے۔ قرآن بولا سبحانک ھذا بھتان عظیم اسلام لانے کے بعد تمام تر تفاخر خاندانی اور غرور و نخوت جاتی رہی۔ طبیعت میں عاجزی و انکساری دین حق سے وفاداری عادت ثانیہ بن گئی تھی۔ سادگی اور تواضع کا اندازہ اس واقعہ سے لگایئے جسے فقیہ ابو اللیث سمرقندیؒ نے اپنی مشہور زمانہ تالیف "منبیہ الغافلین" میں ذکر کیا ہے کہ ایک مرتبہ ملک شام کے سفر کا اتفاق ہوا آپؓ کے پاس سواری ایک تھی اور ساتھ ایک غلام بھی تھا آپؓ نے اس کے ساتھ سواری کو اس طرح تقسیم فرمایا کہ خود سوار ہوتے تو غلام اونٹ کی نکیل پکڑ کر چلتا اور جب غلام سوار ہوتا تو خود اونٹ کی نکیل پکڑ کر چلتے۔ ایک جگہ راستہ میں پانی آیا تو آپؓ اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے اس پانی میں داخل ہو گئے۔ اور جوتا بائیں بغل میں دبا ہوا تھا۔ ملک شام کے قریب پہنچے تو اس ملک کے گورنر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ شہر سے باہر آکر انتظار کررہے تھے۔ اتفاقاً سے غلام سوار تھا اور آپؓ نکیل پکڑے ہوئے تھے۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے عرض کیا امیرالمومنین لوگ آپ کے استقبال کو آئیں گے اور یہ صورتحال غیر مناسب ہے۔ آپ سوار ہو جایئے۔ فرمایا اللہ نے ہمیں اسلام کے ذریعے عزت دی ہے اب لوگوں کے کہنے کی کوئی پرواہ نہیں لوگوں کے کہنے سے میں ناانصافی نہیں کر سکتا" علامہ ابن سعدؒ اپنی مشہور کتاب "طبقات" میں لکھتے ہیں کہ آپ کی زندگی سادگی سے عبارت تھی بیت المال سے اپنے ذاتی اخراجات کے لئے نہایت معمولی رقم لیتے تھے۔ پہننے کے لئے کپڑوں کا جو جوڑا آپ بنواتے تھے وہ اس وقت تک پہنتے رہتے تھے جب تک وہ بوسیدہ ہو کر پھٹ نہیں جاتا تھا۔ سردی و گرمی میں ایک ہی قسم کے کپڑے پہنے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کو جمعہ کی نماز کے لئے تشریف لانے میں تاخیر ہوگئی جب تشریف لائے تو معذرت کی کہ مجھے اپنے کپڑے دھونے میں دیر ہوئی اور ان کپڑوں کے علاوہ اور کپڑے نہیں تھے۔ عامۃ الناس سے آپ کو بے حد محبت تھی اخلاص کے ساتھ ان کی خدمت کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔ لوگوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے رات کا بڑا حصہ شہر اور مضافات کے گشت میں صرف کر دیتے تھے۔ بے سہارا اور مفلوک الحال

باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں

نبی کریم نے ارشاد فرمایا "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ بن خطاب

ہوتا لیکن میں خاتم النبین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا"

حضرت عمر فاروقؓ کا عہد خلافت

شیخ حسین اختر لدھیانوی

حضرت عمر فاروقؓ کا عہد خلافت اسلامی فتوحات کا ایک زریں دور ہے اس دور میں حضرت عمرؓ نے ہر میدان میں عظمت کے جھنڈے گاڑ دیئے عہد فاروقی میں مسلمانوں نے وسیع پیمانے پر فتوحات میں دمشق حمص لاذقیہ یرموک فلسطین شامل ہیں فتح اسکندریہ کے بعد تمام مصر پر اسلام کا سکہ بیٹھ گیا۔ بہت سے قبطی حلقہ بگوش اسلام ہوئے مسلمانوں نے جذبہ جہاد سے سرشار جوش ایمان کا ایسا مظاہرہ کیا کہ ان کی یلغار کے سامنے ایران و روما کی عظیم سلطنتیں نہ ٹھہر سکیں اور پاش پاش ہو کر رہ گئیں۔ مسلمانوں نے ایک طرف ایران کی وسیع و عریض سلطنت کو زیر نگیں کر کے اسے اسلامی سلطنت کا ایک حصہ بنایا اور دوسری طرف شام و مصر کو فتح کر کے قیصر روم سے اس کی سلطنت کے اہم ترین حصے چھین لئے حضرت عمر فاروقؓ بیت المقدس روانہ ہوئے تو بدن پر وہی موٹا کرتہ اور سادہ لباس تھا جو عموماً پہنا کرتے تھے آپ کے ہمراہ ایک غلام اور ایک اونٹ تھا خوراک کے طور پر ستو اور کچھ کھجوریں تھیں دوران سفر آقا اور غلام باری باری اونٹ پر سوار ہوتے تھے ایک منزل حضرت عمرؓ اونٹ پر بیٹھے تھے تو دوسری منزل غلام جب بیت المقدس کے قریب پہنچے تو اس وقت غلام اونٹ پر سوار تھا حضرت عمرؓ پیدل چل رہے تھے اور اونٹ کی مہار ان کے ہاتھ میں تھی بیت المقدس کے لوگ امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کو اس حالت میں دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے حضرت عمر فاروقؓ بہت بڑے فاتح بے مثال سیاستدان اور ایک مدبر رہنمائے قوم تھے آپ نے اپنے دور خلافت میں جس تدبر اور معاملہ فہمی سے ملت اسلامیہ کی بنیاد کو مضبوط و مستحکم کیا وہ حیرت انگیز فتوحات سے مملکت اسلامیہ کو وسعت دی نیز مفتوحہ ممالک میں عدل و انصاف اور روادارانہ اصولوں پر مبنی انتظام سلطنت نافذ کر کے امن و امان قائم کیا اس کی تعریف میں غیر مسلم مؤرخین بھی رطب اللسان ہیں حضرت عمر فاروقؓ کا نام عمر کنیت ابو حفص اور لقب فاروق تھا والد کا نام خطاب والدہ کا نام حنتمہ تھا حضرت عمر فاروقؓ مسند آرائے خلافت ہوئے تو ہر طرف سے لوگ بیعت کے لئے حاضر ہونے لگے آپ نے جہاد پر پرجوش اور ولولہ انگیز تقریریں کیں خطبہ خلافت دیتے ہوئے کہا کہ اے لوگو میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں اگر مجھے حضرت ابوبکرؓ کی نافرمانی کا خیال نہ ہوتا تو میں تمہارا امیر اور حاکم بننا کبھی پسند نہ کرتا پھر دعا کی اے اللہ میں سخت ہوں مجھے نرم کردے اے اللہ میں کمزور ہوں مجھے طاقت و توانائی عطا کر۔ اے اللہ میں بخیل ہوں مجھے سخی بنادے، جب فتح مدائن کے بعد مال غنیمت آیا تو حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت حسینؓ اور حضرت حسنؓ کو ہزار ہزار درہم دیئے اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو صرف پانچ سو دیئے۔ حضورؐ نے آپ کی بہت زیادہ تعریف کی بلکہ یہاں تک فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے۔ حضور ﷺ نے ایک دفعہ حضرت عمرؓ اور ابوبکر صدیقؓ کو آتے دیکھا تو فرمایا یہ دونوں میرے سمع و بصر ہیں۔ آنحضورؐ نے مختلف مواقعوں پر فرمایا کہ عمرؓ کی وجہ سے خدا نے اسلام کی مدد کی عمرؓ سے شیطان بھاگتا ہے حق بات عمرؓ کی زبان و دل کے ساتھ ہے۔ عمرؓ جب تک زندہ ہیں زندہ رہیں گے فتنے کے دروازے بند رہیں گے۔ جس نے عمرؓ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا ہر نبی کے وزیر ہوتے ہیں میرے وزیر ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ عمرؓ اپنی خصلت میں موسیٰ جیسے ہیں، اور عمرؓ اہل جنت کا چراغ ہیں حضرت عمر فاروقؓ اسلامی تعلیمات کی مجسم تصویر تھے حضرت عمرؓ کو آنحضور ﷺ سے والہانہ محبت تھی اس امر سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جب آنحضورؐ نے رحلت فرمائی تو حضرت عمرؓ کو کسی طرح اس کا یقین نہیں آیا تھا اور مسجد نبوی میں حالت وارفتگی میں قسمیں کھا کھا کر اعلان کرتے تھے کہ جس کسی کی زبان سے یہ نکلا کہ میرا محبوب آقا دنیا سے اٹھ گیا ہے میں اس کا سر قلم کر دوں گا آپ کی تمام زندگی سادگی سے عبارت تھی مدینہ کی گلیوں میں پیوند لگا لباس پہن کر گھومتے رہتے تھے جو کی نمکین روٹی ستو کھجور اور سادہ پانی آپ کی غذا تھی حضرت عمر فاروقؓ مجسمہ رعب و جلال تھے جرأت عدل و انصاف کے اعلیٰ ترین پیکر تھے حق پرست اور حق گو انسان تھے۔ عمرؓ خود فرماتے ہیں اللہ کی قسم میرا دل خدا تعالیٰ کے بارے میں جب نرم ہوتا ہے تو جھاگ سے بھی زیادہ نرم ہو جاتا ہے اور جب سخت ہوتا ہے تو پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے حجر اسود کو بوسہ تو دیا لیکن اس کے سامنے کھڑے ہو کر کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع اگر حضور کو بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو تجھے ہرگز بوسہ نہ دیتا حضرت فاروق اعظم آٹھویں پشت میں آپ کا شجرہ نسب حضورؐ سے مل جاتا ہے۔ حضور نے دعا مانگی اے اللہ اسلام کو عمرؓ کے وجود سے سرفراز فرما ایک دفعہ حضرت عمر فاروقؓ مدینہ منورہ کا گشت کرتے کرتے شہر کے نواح میں پہنچے وہاں دیکھا کہ ایک شخص مکان کے باہر تنہا بیٹھا ہے آپ نے اس کو سلام کیا اور اس طرح بیٹھنے کی وجہ دریافت کی اس دوران مکان کے اندر سے کراہنے کی آواز آئی اس شخص نے بتایا کہ اس کی بیوی دردزہ میں مبتلا ہے اور کوئی اس کے پاس نہیں ہے جو اس نازک وقت میں کچھ نہیں کر سکتا یہ سنتے ہی فوراً واپس آئے اور اپنی زوجہ محترمہ کو بھیجا اس نے اس کی ڈلیوری میں مدد کی اور مناسب نگہداشت بھی کی خدا کے فضل و کرم سے فاروق اعظم باہر بیٹھے رہے اندر سے آواز آئی امیر المومنین بچے کے والد کو مبارک ہو اللہ نے اس کو فرزند عطا کیا ہے۔

۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ کو فجر کی نماز کے وقت جونہی حضرت عمر فاروقؓ نماز فجر کی امامت کے لئے کھڑے ہوئے فیروز ابولولو نے دفعتہً پیچھے سے نکل کر آپ پر پے در پے خنجر کے وار کئے ایک وار پیٹ کے زیریں حصہ میں لگا۔ حضرت عمرؓ نے فوراً حضرت عبدالرحمن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ کھڑا کر دیا اور خود زخموں کے صدمے سے گر پڑے عبدالرحمن نے نماز

باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت عمر فاروقؓ کا عہد خلافت اسلامی فتوحات کا ایک زریں دور ہے

آپؓ نے اپنے دور خلافت میں ملت اسلامیہ کی بنیاد کو مضبوط و مستحکم کیا

حضرت عمر فاروقؓ کی پاکیزہ شخصیت

حافظ نسیم احمد قریشی

نام عمرؓ نسبت ابو حفص اور لقب فاروق ہے فاروق کے معنی حق و باطل میں فرق کرنا کے ہیں آپؓ ۵۵۲ء میں شہر مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کے والد کا نام خطاب تھا جو نفیل بن عبدالعزیٰ کے بیٹے تھے۔ آپؓ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں حضرت محمدؐ سے مل جاتا ہے۔

عمر بن الخطاب ان عاشقان رسولؐ میں سے ایک تھے جو ختم المرسلین خاتم النبین کے دست راست تھے آپؓ ہی وہ عظیم الشان انسان تھے جس کے متعلق ایک مرتبہ آنحضورؐ نے فرمایا تھا کہ جس گلی سے عمر فاروقؓ گزرتے ہیں اس گلی سے شیطان نہیں گزر سکتا۔

حضرت عمر فاروقؓ کے رعب اور دبدبہ کا یہ حال تھا کہ بڑے بڑے شہ زور ان کے سامنے کانپتے تھے۔ آپؓ دنیا کے واحد خوش نصیب انسان تھے جسے سرور کائنات فخر موجودات محمدؐ نے خدا سے مانگا تھا یہی وہ ستون ہے جس کے اسلام میں داخل ہونے سے کفار کے حوصلے ٹوٹ گئے اور اسلام کا بول بالا ہو گیا مسجد کے منبر سے اذان پڑھوانے والا عمر فاروقؓ ہی تو تھا جو خدا کے سوا کبھی کسی سے نہیں ڈرا اور نہ ہی کسی کے سامنے جھکا یہی تو وہ عمر بن خطاب تھا جس کی سادگی یہ تھی کہ تن پر پھٹا ہوا کرتہ تھا۔ لیکن جب جاہ و جلال میں آیا تو کسریٰ کی پرشوکت سلطنت اور قیصر کی باجبروت بادشاہت کو ملیامیٹ کر کے رکھ دیا یہی وہ تاریخ کا دھارا موڑ دینے والا سپہ سالار تھا جس نے شہنشاہوں کے تاج ہاتھ بڑھا کر ان کے پرغرور سروں سے کھینچ لئے اور اپنے پاؤں تلے مسل ڈالے دنیا کی تمام شوکتیں اور طاقتیں دنیا بھر کے لشکر اور فوجیں سرزمین ایران و روم کی حشمتیں اور دولتیں ارض مصر اور وادی نیل کی تہذیبیں اور شائستگیاں اس کے آگے ناچیز اور ہیچ ہو کر رہ گئیں اس کا نظام حکومت اتنا قوی تھا کہ ہزاروں میل دور بیٹھا اس کا نمائندہ اسی طرح کانپتا تھا جیسے دارالخلافہ میں مقیم نمائندہ اس کے احتساب سے خوفزدہ رہتا تھا۔

جس عظیم قابلیت کے ساتھ حضرت عمر فاروقؓ نے حکومت کی جس اعلیٰ لیاقت کے ساتھ آپؓ نے مفتوحہ ممالک کا انتظام چلایا جس بے نظیر تدبر کے ساتھ آپؓ نے مختلف دفاتر اور محکمے قائم کئے جس رواداری کے ساتھ آپؓ نے غیر مسلم رعایا سے سلوک کیا جس بہادری کے ساتھ آپؓ نے ایرانی شوکت، رومی طاقت اور بادشاہت کا مقابلہ کیا وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں آج تک دنیا کے کسی مدبر سے مدبر حکمران نے بھی ایسی خوبی و عمدگی سے حکومت نہیں کی جیسی حضرت عمر بن خطابؓ نے کی اور آج تک ایسے عدل و انصاف والا ایک شہنشاہ بھی نہیں گزرا جیسے عمرؓ تھے حتیٰ کہ عدل فاروقی ایک تاریخی لفظ بن گیا ہے لوگ عمرؓ کی فتوحات کے سامنے سکندر کی فتوحات کو بھول گئے عمر فاروقؓ کے عدل و انصاف کے سامنے نوشیرواں کے عدل و انصاف کو بھول گئے۔

آپؓ نے جہالت کی جگہ علم اور ظلم و طغیان فساد و غدر کی جگہ امن و امان اور سکون بھر دیا عہد عمر فاروقؓ میں کسی فتنہ انگیز کی جرأت نہیں تھی کہ سر اٹھا سکے شیطان و ابلیس اس سے دور بھاگتے تھے باغی اور سرکش ہمیشہ آپؓ کے نام سے لرزتے تھے۔

جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کو اپنا جانشین اور مسلمانوں کا دوسرا خلیفہ مقرر کیا اور خود سفر آخرت پر روانہ ہوگئے تو حضرت عمرؓ نے کہا ابوبکرؓ آپ اپنے جانشین کے کام بہت سخت کر گئے۔

دین کو جیسی تسکین اسلام کو جیسی شوکت مسلمانوں کو جیسی طاقت اور عرب کو جتنی رفعت حضرت عمرؓ کے عہد میں نصیب ہوئی ایسی کبھی کسی فرمانروا کے عہد میں نہیں ہوئی جس قدر فتوحات آپؓ کی حکومت نے دنیا کا کوئی گزشتہ یا موجودہ حکمران اس میں آپؓ کی برابری نہیں کر سکتا

اس کے باوجود کہ وہ ایک عظیم الشان اور وسیع و عریض سلطنت کے مالک تھے جس سادگی کے ساتھ اور جب معمولی حالت میں آپؓ نے اپنی زندگی گزاری دنیا کی تاریخ آج تک اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے اور رہے گی کیونکہ رحمت اللعالمین جیسا وجود نہ کبھی پیدا ہوگا اور نہ اس کی بابرکت صحبت اور تربیت سے فیضیاب ہو کر کوئی دوسرا فاروق اعظم منظر عام پر آئے گا۔

حضرت عمر فاروقؓ نے ہی کہا تھا کہ خدا کی قسم اگر میری حکومت میں ایک کتا بھی بھوک اور پیاس سے مر گیا تو روز محشر مجھے خدا کے حضور جوابدہ ہونا پڑے گا۔

ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔

صحت + زراعت

NAWA-I-WAQT

نوائے وقت

اشاعت کے 64 سال

پانی کے بحران کے باعث صنعتی پہیہ رک جانے کا اندیشہ

تحریر:۔ محمد جاوید عزیز

پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ چاول کاٹن اور اس کی مصنوعات سے ملک کو اربوں روپے کا زر مبادلہ حاصل ہوتا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے زراعت کے شعبے پر کسی حکومت نے توجہ نہیں دی پاکستان کی سونا اگلتی زمینیں پانی کے بحران کے باعث بنجر ہونا شروع ہو گئی ہیں اور کسان جو پاکستان کے پندرہ کروڑ عوام کے لئے اناج پیدا کرتے ہیں اس کی معاشی حالت بھی روز بروز گر رہی ہے اور حال ہی میں پیدا ہونے والی چینی کے بحران سے کاشتکار طبقہ پس کر رہ گیا ہے اور کپاس کا مناسب نرخ نہ ملنے اور عدم خریداری کے باعث کسان قرضوں کے بوجھ تلے اس قدر دب چکا ہے کہ اس کی آنے والی نسلیں بھی اس کا قرضہ نہیں اتار سکیں گی۔ اگر حکومت نے آبی وسائل کی طرف نہ دی تو بھوک افلاس اور قحط کی دلدل میں پھنس جائیں گے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کالاباغ ڈیم اور بھاشا ڈیم کسی مصلحت کے بغیر تعمیر کئے جائیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اراکین اسمبلی کی زیادہ تر تعداد زراعت کے شعبہ سے وابستہ ہے لیکن آج تک کسی بھی رکن قومی اسمبلی کو جرأت نہیں ہوئی کہ وہ کسانوں کے مفاد کی بات کرے اور نہ ہی آبی وسائل کی فراہمی کیلئے کوئی آواز بلند کی گئی ہے۔ ہمارے سیاست دانوں کا یہ حال ہے اگر وہ پنجاب میں ہوں تو کالاباغ ڈیم کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور وہی سیاست دان سندھ میں ہوں تو کالاباغ ڈیم کی جائے آبی وسائل کے لفظ کو اپنی سیاست چمکانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ سیاست دانوں کی انہی مصلحتوں سے زراعت کا شعبہ روز بروز زبوں حالی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ سیاست دانوں کو چاہئے کہ کالاباغ ڈیم کی تعمیر میں تمام صوبوں کو اعتماد میں لئے جانے کے بعد ٹھوس قدم اٹھائیں اور اسے جلد از جلد تعمیر کیا جائے کیونکہ ہمارے دیگر ڈیم سلٹ اپ ہونے کی وجہ سے آبی ذخائر کو اس قدر محفوظ نہیں کر سکتے جتنا آج سے کئی سال پہلے، اگر کالاباغ ڈیم تعمیر نہ کیا گیا تو بجلی کا بھی بحران پیدا ہوگا جس سے صنعتی پہیہ رک جانے کا اندیشہ ہے۔

اب لوگوں کی نظریں صدر مملکت جنرل پرویز مشرف پر لگی ہوئی ہیں کہ وہ کالاباغ ڈیم کا اعلان کب کرتے ہیں۔ اگر صدر جنرل پرویز مشرف کالاباغ ڈیم کی تعمیر میں بھرپور دلچسپی لیں تو پاکستان کی زمینیں ایک بار پھر سونا اگلنا شروع کر دیں گی اور ہم زیادہ سے زیادہ گندم اور دیگر اجناس پیدا کر کے ایکسپورٹ کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

جنوبی پنجاب ایک زرخیز خطہ ہے جہاں امسال ایک کروڑ دس لاکھ روئی کی گانٹھیں پیدا ہوئی ہیں۔ جو ملک بھر کی پیداوار کے لحاظ سے کئی گنا زیادہ ہے۔ سیکڑوں سال قبل چولستان جو جنوبی پنجاب کا حصہ ہے اور انتہائی زرخیز علاقہ تھا اور دریاؤں کے خشک ہونے کے بعد یہاں کے لہلہاتے کھیت ریگستانوں میں بدل گئے اور اس طرح یہاں کی لاکھوں ایکڑ زرعی اراضی ناکارہ ہو کر رہ گئی۔ معاہدہ سندھ طاس کے بعد دریائے ستلج کے پانی سے بھارت میں نہروں کے جال بچھ گئے اور ناکارہ زمینیں سرسبز و شاداب ہو گئیں۔ دریائے ستلج جنوبی پنجاب کو سیراب کرتا تھا۔ اس کے خشک ہونے سے ایک تو یہاں کا زیرزمین پانی تشویشناک حد تک نیچے چلا گیا ہے اور یہ علاقہ نہری پانی سے بھی محروم ہو گیا ہے۔

سابق صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے اس علاقہ کی شادابی کو برقرار رکھنے کے لئے سدھنائی میلسی لنک کینال تعمیر کرائی لیکن یہ نہر دریائے ستلج کا متبادل نہیں ہو سکی۔ اگر اس علاقے میں نہری پانی فراہم نہ کیا گیا تو چند سالوں میں پورا جنوبی پنجاب چولستان کا منظر پیش کرے گا اور یہاں کی ہزاروں سال پرانی تہذیب و تمدن مٹ کر رہ جائے گی اور دریائے ستلج چولستان کے دریائے ہاکڑہ کی طرح قصے کہانیاں اور خواب بن کر رہ جائے گا۔

ایک مفکر کا قول ہے کہ بھوک کے شعلے جب دماغ کی طرف بڑھتے ہیں تو وہ انتقام بن جاتے ہیں۔ خدانخواستہ یہ وقت آئے ہمیں بھوک کا پہلے ہی تدارک کرنا ہوگا۔

تحصیل میلسی کا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے اور یہ کاٹن کی پیداوار کے لحاظ سے صوبہ سندھ سے کہیں آگے ہے۔ تحصیل میلسی کا رقبہ چار لاکھ 5 ہزار 383 ایکڑ پر مشتمل ہے جس میں 369854 لاکھ ایکڑ رقبہ مزارعہ ہے۔ آبادی 'نہریں' سڑکیں اور جنگلات 35629 ہزار ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہیں۔ 319246 لاکھ ایکڑ اراضی نہری پانی سے اور پچاس ہزار 608 ایکڑ رقبہ ٹیوب ویلوں سے سیراب ہوتا ہے۔ اس سال تقریباً اڑھائی لاکھ ایکڑ رقبہ پر کپاس کی فصل کاشت کی گئی جس سے آٹھ لاکھ روئی کی گانٹھیں پیدا ہونا متوقع ہیں۔ تحصیل میلسی کی روئی کو بین الاقوامی منڈی میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے چونکہ اس کا ریشہ لمبا مضبوط اور دنیا بھر میں مقبول ہے۔ چائنا اور مصر کی کپاس بھی میلسی کی پھٹی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

جنوبی پنجاب سے حکومت کو اربوں روپے کا زر مبادلہ حاصل ہوتا ہے۔ ملک بھر کی طرح تحصیل میلسی میں بھی ریکارڈ فصل کپاس پیدا ہوئی ہے لیکن کسان کو اس کا پورا معاوضہ نہیں ملا اور کسانوں کے خواب اس وقت خاک میں مل گئے جب اپٹما نے بیرون ممالک سے روئی کی گانٹھیں امپورٹ کر کے کپاس کی قیمتوں کا مصنوعی بحران پیدا کر دیا۔

وفاقی وزیر خوراک و زراعت ملک سکندر بوسن نے میلسی دورہ کے دوران کاشتکاروں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے یہ یقین دلایا تھا کہ کپاس کے آخری ریشے تک ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان خریداری جاری رکھے گی اور کسانوں کو کپاس کی امدادی قیمت 925 روپے مل کر رہے گی لیکن بیوروکریسی نے وفاقی وزیر خوراک و زراعت کے اس دعوے کو سرخ فیتے کا شکار کر دیا اور ٹی سی پی نے اپنی خریداری انتہائی سست رکھی۔ خریداری کی اس سست رفتاری کا فائدہ صرف اپٹما کو ہی پہنچا کیونکہ اپٹما نے مارکیٹ میں مقابلہ بازی کا رجحان نہ ہونے کی وجہ سے اپنے من مانے بھاؤ پر کپاس خرید کی اور اس طرح کاشتکار کی سال بھر کی محنت کا پسینہ بغیر کسی معاوضے کے ہی خشک ہو گیا اور اس کی کپاس کھلے آسمان تلے پڑی خراب ہو رہی ہے اور اس کپاس کو سات سو روپے من بھی آڑھتی اور کاٹن فیکٹری مالکان خریدنے کو تیار نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وقتی طور پر ل مالکان کسانوں کی مجبوری کا فائدہ اٹھا کر اپنی تجوریاں بھر لیں گے لیکن انہیں یہ بات بھی نہیں بھولنی چاہئے کہ صنعتی پہیہ کی گردش کا تعلق صرف زراعت سے ہے۔ خود غرض اور مفاد پرستی کی وجہ سے کسان اور اس کے بچے بھوک میں مبتلا ہیں۔ اگر زرعی شعبہ بھی مفلوج ہو گیا تو وہ وقت دور نہیں کہ تجوریاں بھرنے والے بھی فاقوں کا شکار ہو جائیں گے۔

حکومت کو چاہئے کہ وہ سیاست دانوں' صنعت کاروں اور کسانوں کے نمائندوں پر مشتمل ایک ایسی کمیٹی تشکیل دے جس سے زراعت کو اپنے قدموں پر کھڑا کرنے کے لئے ٹھوس اقدامات اٹھائے جائیں اور صنعت کو بھی چلایا جائے۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب زرعی شعبہ خوشحال' سرسبز' شاداب ہو گا۔ ملکی معیشت کو مضبوط اور خوراک کے معاملے میں خود کفیل بنانے کے لئے کاشتکاروں کو نئی ٹیکنالوجی سے روشناس کرانے کے لئے ورکشاپس کا اہتمام کیا جائے۔

شعاع پاشی کے ذریعے کم بیج والے کینو کی ایجاد

تحریر: وقاص ملک



کینو بین الاقوامی معیار کا نہایت عمدہ ترشاوہ پھل ہے فی ایکڑ پیداوار اور فروٹ کوالٹی میں کوئی اور ترشاوہ پھل اس جیسا نہیں۔ وسطی اور جنوبی پنجاب کے اضلاع کے موسمی حالات اس کی کاشت کے لئے نہایت موزوں ہیں۔ ان اضلاع میں کینو وافر مقدار میں پیدا کیا جاتا ہے۔ پچھلے کئی سالوں سے یہ پھل مشرق وسطی اور چند ایک مشرقی ممالک کو برآمد کیا جا رہا ہے اس برآمد کو یورپی ممالک تک وسعت دے کر کثیر زر مبادلہ کمایا جا سکتا ہے۔ کینو کے پھل میں بیجوں کی زیادہ تعداد (۲۵ تا ۳۰) اس کے صنعتی استعمال اور خاص طور پر اس کی برآمد کو شدید متاثر کر رہی ہے چونکہ بین الاقوامی منڈی میں بغیر بیج (Seed-less) ترشاوہ پھل کی بڑی مانگ ہے۔ اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے پنجاب میں ۱۹۸۰ء کی دہائی میں تابکار شعاعوں کے ذریعے (Seedless) کینو کی تیاری پر کام شروع کیا گیا۔

تابکار ایٹم کی (ج) شعاعوں کا استعمال کرتے ہوئے کینو میں ایسی جینیاتی تبدیلی لائی گئی کہ جس سے اس میں بیج کی تعداد کو معتبر حد تک کم کیا جا سکے۔ اس مقصد کے لئے کینو کی خوابیدہ آنکھ (Dormant Bud) پر "ج" شعاعوں کی ضیاپاشی کی گئی پھر ان Buds کو جٹی کھٹی کے پودوں کے ساتھ پیوند کر دیا گیا۔ شعاع پاشیدہ "بڈز" سے نکلنے والی شاخوں میں سے ایک شاخ پر ایسا پھل آیا جس میں بیجوں کی تعداد کم یعنی اوسطاً ۵ تھی جبکہ مروجہ کینو میں بیجوں کی تعداد کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ تقریباً ۲۰ تا ۳۰ بیج فی پھل اس طریقہ سے پیدا کردہ نیا کینو انتہائی کم بیج کی خصوصیات کے ساتھ ساتھ شکل و شباہت اور دوسری طبعی و کیمیائی خواص میں اپنے Parent سے انتہائی مماثلت رکھتا ہے۔ چونکہ یہ "نیا" کینو ہر لحاظ سے مروجہ کینو سے بالکل مشابہ ہے لہٰذا اس کی مارکیٹنگ اور عام آدمی کے پسند و ناپسند میں بھی کسی قسم کے منفی اثرات کا احتمال نہیں ہے۔

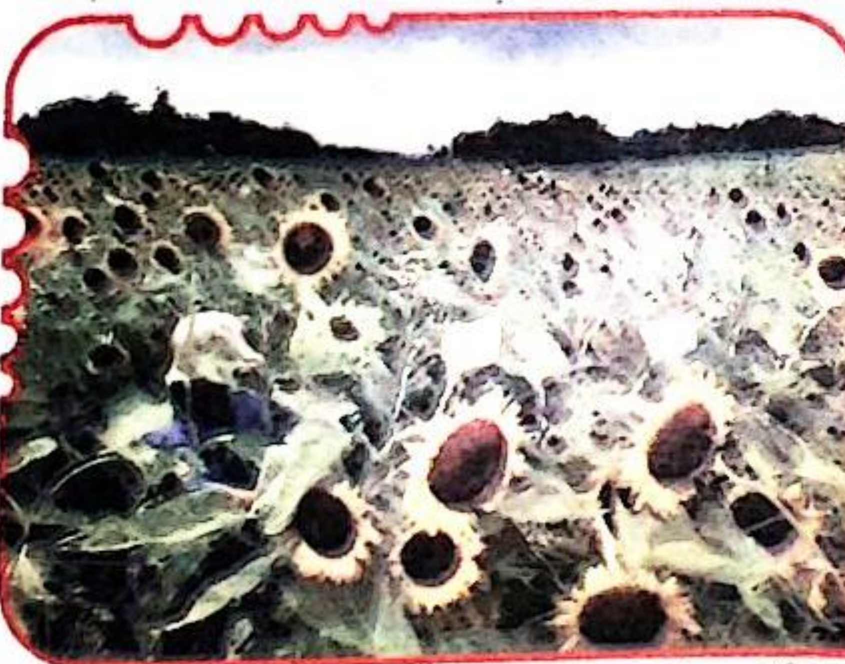
کم بیج والے کینو کی پانچ نسلیں تیار کی گئی تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ شعاع پاشی کے ذریعے لائی گئی تبدیلی پائیدار ہے الحمد للہ پانچویں نسل تک یہ تبدیلی مستحکم پائی گئی یہ یقین کر لینے کے بعد کہ کینو کی اس نئی قسم کے مزید جینیاتی تغیر کا کوئی امکان نہیں ہے۔ اب کینو کی یہ نئی قسم کاشتکاروں کو مہیا کرنے کے لئے اس کے پودوں پر کام شروع کر دیا گیا ہے۔

اراضی کی زرخیزی کیلئے فصلوں کا ردوبدل

تحریر: محمد اقبال گلشن

زمین پر مختلف فصلیں کاشت ہوتی ہیں اور فصلوں کے ردوبدل سے نہ صرف زرخیزی زمین کو برقرار رکھا جا سکتا ہے بلکہ اس میں اضافہ بھی ممکن ہے فصلیں مختلف موسموں کی ہوتی ہیں اور فصلوں کے ہیر پھیر سے جڑی بوٹیوں کو باآسانی تلف اور کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ فصلوں کے ردوبدل سے کیڑے مکوڑوں کا تدارک بھی باآسانی کیا جا سکتا ہے کیونکہ خوراک کی ضرورت کے وقت ان ضرر رساں کیڑوں کو خوراک نہیں ملتی۔ مختلف فصلیں زمین سے مختلف مقدار میں خوراکی اجزا حاصل کرتی ہیں کسی ایک ہی خطہ زمین پر سالہا سال تک ایک ہی فصل بونے سے خوراکی اجزا کے توازن کو برقرار رکھنا ناممکن ہوتا ہے لہٰذا توازن کو برقرار رکھنے کیلئے فصلوں کا ردوبدل انتہائی ضروری ہے۔ مختلف فصلوں کی جڑوں کے نظام میں فرق ہونے سے بعض فصلیں زمین کی اوپر والی سطح سے خوراکی اجزا زیادہ لیتی ہیں جبکہ لمبی جڑوں والی فصلیں زمین کے اندر زیادہ گہرائی سے خوراک حاصل کرتی ہیں مثلاً گندم کے بعد کپاس آئے گی' پھلی دار اجناس فضائی نائٹروجن کو اپنی جڑوں پر پائے جانے والے بیکٹیریا کی مدد سے جذب کرنے کی وجہ سے زرخیزی زمین میں اضافہ کا باعث بنتی ہیں فصلوں کے ہیر پھیر میں سبز کھاد والی فصلوں کو شامل کر کے زمین کی زرخیزی اور نامیاتی مادہ کو بڑھایا جا سکتا ہے۔ فصلوں کے ہیر پھیر سے زمینی کٹاؤ کم کیا جا سکتا ہے۔ اصلاح اراضی بھی ہوتی ہے۔ مثلاً فصلوں کے ہیر پھیر میں چاول کی فصل کو شامل کر کے نمکیات کو ختم یا ان کی شدت کو کم کیا جا سکتا ہے۔ پانی کا درست اور صحیح استعمال کیا جا سکتا ہے۔ آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے۔ اس سے حکومت کو آبیانہ بھی زیادہ حاصل ہوتا ہے کیونکہ مختلف فصلات کا تخمینہ مختلف سطحوں پر کیا جاتا ہے لمبی جڑوں والی فصلوں کے بعد چھوٹی جڑوں والی فصلیں کاشت کرنا چاہئیں اس طریقہ سے زمین کی مختلف گہرائیوں سے زرخیزی مساوی طور پر استعمال اور بحال ہوتی رہتی ہے ایسی فصلات جن کا ایک ہی خاندان سے تعلق ہو ان کو ایک دوسری کے بعد نہیں بونا چاہئے۔ فصلوں کے ہیر پھیر سے وقفہ کے دوران سبز کھاد والی فصلات کو شامل کرنا چاہئے۔ آلو اور کماد کو شامل کریں کیونکہ ان فصلات کیلئے مناسب تیاری زمین کے علاوہ زیادہ زرخیز زمین بھی درکار ہوتی ہے جس وجہ سے آئندہ فصل کو فائدہ پہنچتا ہے۔ ہر تین چار سال کے عرصہ میں ایک دفعہ موسم خریف اور ایک دفعہ موسم ربیع میں کھیت خالی رکھیں تاکہ خالی موسم میں اگنے والی جڑی بوٹیاں قبہ رانی سے اچھی طرح تلف کی جا سکیں جہاں فارم بڑا ہو اور مصنوعی یا گوبر کی کھاد کم ملتی ہو وہاں ایک کھیت میں سالانہ ایک ہی فصل پیدا کی جائے۔ تاکہ خالی موسم میں زمین کی زرخیز قدرتی حالت میں آ جائے۔ مجوزہ ہیر پھیر میں کم از کم پھلی دار فصل ضرور شامل کریں۔ برسیم' لوسرن' سنکھی' چنے' گوارا' مسور' منز' ماش' مونگ پھلی' موٹھ وغیرہ پھلی دار فصلیں ہیں۔ یہ فصلیں کرہ ہوائی سے نائٹروجن حاصل کر کے زمین میں پودوں کی جڑوں کے ساتھ مرد زیوں کی شکل میں محفوظ کر لیتی ہیں۔ یہ نائٹروجن اس فصل کے علاوہ بعد میں بوئی جانے والی فصل کیلئے بھی فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔ اگر ممکن ہو سکے تو کچھ فصل کا حصہ زمین میں بطور سبز کھاد دبا دیا جائے۔ چری' باجرہ' مکئی' سوڈان گھاس وغیرہ ایسی فصلیں ہیں جو زمین کی زرخیزی سلب کر لیتی ہیں۔ اس لئے ان کے بعد موسم ربیع میں یا تو پھلی دار فصل کاشت کی جائے یا زمین خالی رکھی جائے۔ کپاس کی فصل میں براہ راست قدرتی کھاد ڈالنا مناسب نہیں سمجھا جاتا اس لئے کپاس کسی ایسی فصل کے بعد آئے جس میں گوبر کی کھاد ڈالی گئی ہو یا موسم ربیع کی پھلی دار فصل کے بعد یا کسی ایسے کھیت میں جہاں موسم خریف کی پھلی دار فصل کاشت کی گئی ہو یا موسم ربیع میں وہ کھیت خالی رہا ہو۔ گندم یا توریہ کے بعد کپاس اچھی پیداوار نہیں دیتی عام رواج کے مطابق گندم کے بعد گندم ہی کاشت کی جاتی ہے کبھی کبھار کپاس کے بعد بھی گندم بوئی جاتی ہے لیکن اگر گندم کے درمیانی وقفہ میں گوارا بو کر بطور سبز کھاد دبا دیا جائے یا کمزری کپاس میں سنکھی یا برسیم بو دی جائے اور بعد میں گندم کاشت کریں تو پیداوار بڑھ جاتی ہے۔ کماد ایک اہم اور نقد آور منافع بخش فصل ہے جس کو عموماً مکئی' برسیم اور کپاس

فصلوں کے ہیر پھیر سے جڑی بوٹیوں کی تلفی اور کیڑے مکوڑوں کا تدارک باآسانی کیا جا سکتا ہے



باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں

اسہال میں مبتلا بچوں کا آسان ترین علاج

رپورٹ: عرفان علی



دماغ کی رسولی کی وجہ سے بھی ڈپریشن کا مرض پیدا ہوتا ہے

تعمیر کر سکتے جتنا آج سے کئی سال پہلے، اگر کالاباغ ڈیم تعمیر نہ کیا گیا تو بجلی کا بھی بحران پیدا ہو گا جس سے صنعتی پہیہ رک جانے کا اندیشہ ہے۔
اب لوگوں کی نظریں صدر مملکت جنرل پرویز مشرف پر لگی ہوئی ہیں کہ وہ کالاباغ ڈیم کا اعلان کب

علاقہ کی شادابی کو برقرار رکھنے کے لئے سدھنائی میلسی لنک کینال تعمیر کرائی لیکن یہ نہر دریائے ستلج کا متبادل نہیں ہو سکی۔ اگر اس علاقے میں نہری پانی فراہم نہ کیا گیا تو چند سالوں میں پورا جنوبی پنجاب چولستان کا منظر پیش کرے گا اور یہاں کی ہزاروں

ہیں۔ فصیل میلسی کی روئی کو بین الاقوامی منڈی میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے چونکہ اس کا ریشہ اور مضبوطی دنیا بھر میں مقبول ہے۔ چائنا اور مصر کی کپاس بھی میلسی کی پھٹی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جنوبی پنجاب سے حکومت کو اربوں روپے کا

زرعی شعبہ خوشحال، سرسبز، شاداب ہو گا۔ ملکی معیشت کو مضبوط اور خوراک کے معاملے میں خود کفیل بنانے کے لئے کاشتکاروں کو نئی ٹیکنالوجی سے روشناس کرانے کے لئے ورکشاپس کا اہتمام کیا جائے۔

مقدار میں خوراکی اجزا حاصل کرتی ہیں کسی ایک ہی خطہ زمین پر سالہاسال تک ایک ہی فصل بونے سے خوراکی اجزا کے توازن کو برقرار رکھنا ناممکن ہوتا ہے لہٰذا توازن کو برقرار رکھنے کیلئے فصلوں کا ردوبدل انتہائی ضروری ہے۔ مختلف فصلوں کی جڑوں کے نظام

ہیر پھیر میں سبز کھاد والی فصلوں کو شامل کر کے زمین کی زرخیزی اور نامیاتی مادہ کو بڑھایا جا سکتا ہے۔ فصلوں کے ہیر پھیر سے زمینی کٹاؤ کم کیا جا سکتا ہے۔ اصلاح اراضی بھی ہوتی ہے۔ مثلاً فصلوں کے ہیر پھیر میں چاول کی فصل کو شامل کر کے نمکیات کو ختم یا ان کی

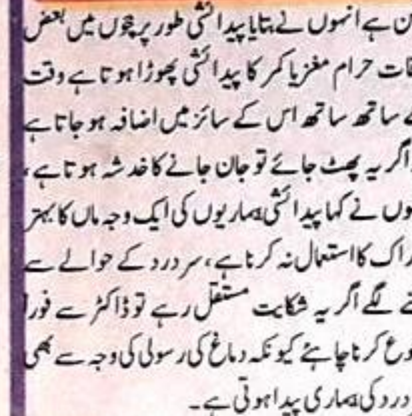
ہیر پھیر میں کم از کم پھلی دار فصل ضرور شامل کریں۔ برسیم، لوسرن، پھلی، چنے، گوارا، مسور، مٹر، ماش، مونگ، پھلی، موٹھ وغیرہ پھلی دار فصلیں ہیں۔ یہ فصلیں کرہ ہوائی سے نائٹروجن حاصل کر کے زمین میں پودوں کی جڑوں کے ساتھ مروڑیوں کی

ہو کر بطور سبز کھاد دبا دیا جائے یا کمزی کپاس میں کچی یا برسیم بو دی جائے اور بعد میں گندم کاشت کریں تو پیداوار بڑھ جاتی ہے۔ کماد ایک اہم اور نقد آور منافع بخش فصل ہے جس کو عموماً کچی، برسیم اور کپاس

باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں

دماغ کی رسولی کی وجہ سے بھی ڈپریشن کا مرض پیدا ہوتا ہے

نشتر ہسپتال ملتان شعبہ نیورو سرجری کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر اظہر جاوید سے گفتگو



انٹرویو:۔ سلیم ناز

نشتر ہسپتال ملتان کے نیورو سرجری وارڈ میں خوشگوار تبدیلی دیکھ کر معلوم ہوا کہ اس وارڈ کو بھی کوئی ماہر اور باذوق سربراہ میسر آگیا ہے کچھ عرصہ قبل اس وارڈ اور یہاں کے بعض ڈاکٹروں کے بارے میں جو تاثر پیدا ہوا تھا وہ رفتہ رفتہ زائل ہو رہا ہے، اب یہاں ورثاء اپنے مریضوں کو لانے سے نہیں گھبراتے اب انہیں کوئی خوف نہیں کہ ان کا مریض بڑے سیاہ اس کی ذاتی جنگ کی نذر ہو جائے گا، یہ ماحول میں تبدیلی کا اثر ہے کہ مریض اب نجی ہسپتالوں کی نسبت یہاں علاج کو ترجیح دینے لگے ہیں نہ صرف یہاں مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے بلکہ عوامی شعور کی بیداری کے لئے خصوصی لیکچرز اور جدید سہولیات بھی میسر آ رہی ہیں، سربراہ شعبہ کا وہ کمرہ جو کبھی غالب کے اس شعر کا نقشہ پیش کرتا تھا کہ:

کوئی ویرانی سی ویرانی ہے
دشت کو دیکھ کر گھر یاد آیا

اب وہ سربراہ شعبہ پروفیسر ڈاکٹر محمد اظہر جاوید کے دم سے پررونق ہو چکا ہے۔

جب سے انہوں نے وارڈ کا چارج سنبھالا ہے بس اسی کوششوں میں مصروف ہیں کہ مریضوں کو علاج معالجہ میں کوئی کمی نہ آئے وہ لواحقین کو بتاتے ہیں کہ کس طرح خطرناک امراض سے محفوظ رہا جا سکتا ہے، ڈاکٹر محمد اظہر جاوید کا تعلق تو وہاڑی سے ہے لیکن زیادہ تر وقت حصول اعلیٰ تعلیم اور ملازمت کی وجہ سے اپنے گھر اور ملک سے باہر گزرا نشتر میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کرنے کے بعد جنرل ہسپتال لاہور سے ہاؤس جاب کیا اور 1981ء میں انگلینڈ چلے گئے، آئرلینڈ

نیورو سرجری وارڈ میں جدید سہولتوں سے آراستہ 12 بیڈ پر مشتمل آئی سی یو بہت جلد کام شروع کر دے گا

سے ایف آر سی پی کیا 1987ء میں نیورو سرجری میں سپیشلائزیشن کی 91 میں وطن واپس لوٹے اور گنگارام ہسپتال میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر اپنی خدمات سرانجام دینے لگے وہاں نیورو سرجری یونٹ کا آغاز کیا، پھر سروسز ہسپتال لاہور میں ایسوسی ایٹ پروفیسر تعینات ہوئے، یہاں بھی نیورو سرجری یونٹ کے آغاز کا سہرا انہیں حاصل ہوا پھر جنرل ہسپتال میں ایسوسی ایٹ پروفیسر نیورو سرجری خدمات سرانجام دیں، دو ماہ قبل نشتر ہسپتال ملتان کے نیورو سرجری وارڈ کے سربراہ مقرر ہوئے، ان کی کوشش ہوتی ہے کہ مریض کے علاج کے ساتھ باقی لوگوں کو اس بیماری سے دور رہنے کے لئے آگاہی دلائی جائے ان میں شعور پیدا کیا جائے تاکہ وہ حفاظتی تدابیر اختیار کر سکیں۔

نیورو سرجری کے حوالے سے انہوں نے کہا دماغ اور حرام مغز کی بیماریوں اور ان کے آپریشن کو نیورو سرجری سے تعبیر کیا جاتا ہے یہ بھی میڈیکل سائنس کا ایک شعبہ ہے، دماغ دراصل سنٹرل کمپیوٹر کمانڈ سٹیشن ہے جو جسم کی تمام حرکات و سکنات کو کنٹرول کرتا ہے اگر دماغ کا کوئی حصہ کام کرنا چھوڑ دے تو اس سے منسلک جسم کا وہ حصہ بھی ناکارہ ہو کر رہ جاتا ہے دماغی بیماریوں کے حوالے سے انہوں نے بتایا دماغ کی رسولیاں یعنی برین ٹیومر، حرام مغز کی ٹی بی، پیدائشی نقائص، ریڑھ کی ہڈی کا مسئلہ، دماغ یا حرام مغز کی چوٹ، پیچیدہ بیماریوں میں شمار ہوتے ہیں۔

کمر درد کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کمر درد کی شکایت پٹھوں کی کمزوری یا مہرے میں کھنچاؤ کی وجہ سے ہوتی ہے اگر بروقت علاج شروع کرایا جائے تو نوے فیصد مریض بغیر آپریشن کے صحت مند ہو جاتے ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا بعض لوگوں کے دماغ میں رسولیاں پیدائشی ہوتی ہیں، جبکہ بعض میں یہ بعد میں پیدا ہوتی ہیں، یہ کس قدر خطرناک ہیں اس کا فیصلہ مریض کا معائنہ کرنے کے بعد کیا جاتا ہے کوئی رسولی دماغ کے حساس ترین حصے کے پاس ہے تو یہ زیادہ خطرناک ہوتی ہے، اگر باہر کی طرف ہو تو اس کے نقصانات کم ہوتے ہیں، اور اس کے سائز پر بھی منحصر ہوتا ہے اگر برین ٹیومر رسولی کا سائز چھوٹا ہو گا تو مریض کے علاج میں آسانی ہوتی ہے اگر اس کا سائز بڑا ہو تو یہ جسم پر اسی طرح اثر انداز ہوتا ہے اس کے علاج میں بھی خاصی دشواری ہوتی ہے۔

علامات کے حوالے سے انہوں نے بتایا سردرد، دے آنا، نظر پر اثر پڑنا، جسم کا کوئی حصہ کمزور پڑنا یا سن ہونا، مرگی کے دورے پڑنا، جسم کا توازن درست نہ رہنا، اگر رسولی حرام مغز کے قریب ہو تو پیشاب یا پاخانے پر کنٹرول نہیں رہتا، ان میں کوئی ایک علامت ظاہر ہو تو مریض کو فوراً ڈاکٹر کے پاس جانا چاہئے، انہوں نے کہا بعض مریض ڈاکٹر کے پاس اس وقت پہنچتے ہیں جب پانی سر سے گزر چکا ہوتا ہے ابتدائی سٹیج پر اگر بیماری پر کنٹرول پا لیا جائے تو بعد کی بے شمار مشکلات سے بچا جا سکتا ہے۔

ڈپریشن کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں ڈاکٹر جاوید نے کہا ڈپریشن بذات خود ایک خطرناک بیماری ہے، ہمارا سوشل سیٹ اپ، ماحولیاتی آلودگی اور دیگر معاشرتی مسائل ڈپریشن کا باعث بنتے ہیں، اگر دماغ میں رسولی ہو تو بھی ڈپریشن کا مرض پیدا ہوتا ہے، جہاں تک یادداشت ختم ہونے کی بات ہے، اول تو اس میں عمر کا بھی عمل دخل ہوتا ہے، کیونکہ جب جسم کے بعض حصے کمزور ہونے لگتے ہیں تو دماغ بھی سکڑنے لگتا ہے، دماغ کی رسولی کے باعث بھی یادداشت ختم ہونے لگتی ہے۔

فالج کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا دماغ کا فالج دماغ میں خون کی نالیوں کی بندش یا پھٹ جانے سے ہوتا ہے، لیکن اس کا علاج ممکن ہے انہوں نے بتایا پیدائشی طور پر بچوں میں بعض اوقات حرام مغز یا کمر کا پیدائشی پھوڑا ہوتا ہے وقت کے ساتھ ساتھ اس کے سائز میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اگر یہ پھٹ جائے تو جان جانے کا خدشہ ہوتا ہے، انہوں نے کہا پیدائشی بیماریوں کی ایک وجہ ماں کا بہتر خوراک کا استعمال نہ کرنا ہے، سردرد کے حوالے سے کہنے لگے اگر یہ شکایت مستقل رہے تو ڈاکٹر سے فوراً رجوع کرنا چاہئے کیونکہ دماغ کی رسولی کی وجہ سے بھی سردرد کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔

دماغی چوٹ کے حوالے سے انہوں نے کہا ویسے تو دماغ کے حصے بہت اہم ہوتے ہیں لیکن دماغ کے نچلے حصے میں کنٹرول کا سارا نظام ہوتا ہے زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے، بعض اوقات دماغ کی معمولی سی چوٹ بھی موت کا باعث بنتی ہے، ہیلمٹ کے استعمال سے سر کی چوٹ سے بچا جا سکتا ہے، انہوں نے بتایا اگر کان کا انفیکشن ہو جائے تو اس کا اثر دماغ پر بھی پڑ سکتا ہے، کیونکہ کان کی بیماریوں کا دماغی بیماریوں سے بھی گہرا تعلق ہے۔

نیورو سرجری وارڈ کے حوالے سے انہوں نے کہا مجھ سے پہلے یہاں کیا ہو تا رہا ہے؟ میں اس مسئلہ کی طرف نہیں جاؤں گا، بس اتنا کہوں گا میرے آنے کے بعد یہاں بہت سی تبدیلیاں آئی ہیں، تمام سٹاف دوستانہ ماحول میں اپنے فرائض سرانجام دیتا ہے، مریضوں کو اب یہ شکایت نہیں ہوتی کہ بار بار بلانے پر ڈاکٹرز نہیں آتے بلکہ اگر ایمرجنسی میں ضرورت پڑ

باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں

اسہال میں مبتلا بچوں کا آسان ترین علاج

نمکول کے بروقت استعمال سے بچوں کو منفی اثرات سے بچایا جا سکتا ہے

رپورٹ: عرفان علی

بدقسمتی سے پاکستان کا شمار ان ممالک میں ہوتا ہے جہاں بچوں کی شرح اموات بہت زیادہ ہیں جبکہ دوسرے ترقی پذیر ممالک میں بچوں کی شرح اموات پاکستان کے مقابلے میں کہیں کم ہے۔ ایک سروے کے مطابق پاکستان میں ایک ہزار میں سے 84 بچے ایک سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے فوت ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک ہزار میں سے 109 بچے پانچ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔ موت کا شکار ہونے والے ان بچوں میں سے 35 فیصد صرف اسہال (دست) کی بیماری کی لپیٹ میں آکر فوت ہوتے ہیں۔ اسہال کی بیماری میں مبتلا بچوں میں سے 82 فیصد علاج معالجہ کے لئے ڈاکٹروں تک پہنچ پاتے ہیں اور ان میں سے صرف 54 فیصد کو نمکول تجویز کیا جاتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اسہال کی بیماری کا شکار ہونے والے بچے کے علاج معالجے پر تقریباً 187 روپے خرچ ہوتے ہیں جبکہ گھر میں ایک بچے کے لئے نمکول کی تیاری پر صرف اڑھائی روپے خرچہ آتا ہے لیکن بدقسمتی سے ہمارے ہاں گھروں میں اسہال میں مبتلاء بچوں کو نمکول پلانے کی افادیت کا شعور نہ ہونے کے برابر ہے۔ جس کی اہم وجوہات میں ماؤں کو اسہال کی بیماری کی وجوہات اور نمکول کی افادیت کا علم نہ ہونا ہے۔ مائیں بچوں کے جسم میں پانی اور نمکیات کی کمی کی علامات سے ناواقف ہوتی ہیں اور انہیں گھر پر نمکول بنانے اور بچوں کو پلانے کے صحیح طریقے کا علم بھی نہیں ہوتا۔ گھروں میں مائیں اسہال کی بیماری کے دوران بچے کی غذا کی اہمیت سے بھی ناآشنا ہوتی ہیں۔ ان ساری وجوہات کے پیش نظر رواں سہ ماہی میں صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف نے ہر گھر میں ایک ماں کو نمکول بنانے اور پلانے کے صحیح طریقے کی تربیت کا جامع پروگرام شروع کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے یہ ذمہ داری نیشنل کمشن فار ہیومن ڈویلپمنٹ (NCHD) کے سپرد کی۔ اس سلسلہ میں گذشتہ دنوں رحیم یار خان میں NCHD کے زیراہتمام صحافیوں کو قومی او آر ایس تحریک (نمکول) تحریک کے بارے میں تفصیلی بریفنگ دی گئی۔ اس موقع پر رحیم یار خان میں NCHD کے جنرل منیجر کرنل حنیف ملک کے ہمراہ اسلام آباد سے آئی ہوئیں NCHD کی میڈیا آفیسر عدیلہ انوار بھی موجود تھیں۔ کرنل حنیف ملک نے بتایا کہ ضلع بھر میں گاؤں کی سطح تک ہر گھر سے ایک ماں کو نمکول بنانے اور پلانے کی تربیت کا پروگرام تیار کیا گیا ہے۔ اس مہم کے دوران ضلع رحیم یار خان کی پانچ لاکھ 55 ہزار سے زائد ماؤں کو تربیت دی جائے گی۔ اس سلسلہ میں ضلعی اسمبلی، محکمہ صحت، محکمہ تعلیم اور دوسرے متعلقہ اداروں کو بھی قومی او آر ایس تحریک بارے بریفنگ دی جائے گی۔ انہوں نے توقع ظاہر کی کہ NCHD کے صحت اور تعلیم کے دوسرے پروگراموں کی طرح اس مہم میں بھی ضلعی حکومت اور انتظامیہ ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کریں گی۔ انہوں نے مہم کو کامیاب بنانے کے لئے صحافیوں سے بھی تعاون کی اپیل کی۔ بعد ازاں ڈسٹرکٹ پروگرام آفیسر ہیلتھ ڈاکٹر شاہد اقبال نے قومی او آر ایس تحریک کے اغراض و مقاصد اور تربیتی پروگرام کے لائحہ عمل پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ انہوں نے بتایا کہ ماؤں کو نمکول تیار کرنے اور پلانے کی تربیت کے نتیجے میں توقع ہے کہ مائیں دست کی بیماری، اس کی وجوہات، بیماری کی صورت میں جسم پر اثرات اور جسم میں پانی کی کمی کی علامات کے بارے میں جان جائیں گی۔ گھر میں بوقت ضرورت پانی، نمک اور چینی سے نمکول تیار کر سکیں گی۔ اسہال میں مبتلاء بچوں کو نمکول پلانے کا صحیح طریقہ جان لیں گی اور اس کے ساتھ ساتھ دست کی بیماری میں غذا کے استعمال اور فوائد کے بارے میں بھی آگاہ ہوں گی۔ انہوں نے بتایا کہ 22 ماہ پر مشتمل اس تربیتی پروگرام کے تین دور ہوں گے تاکہ نمکول کے بارے میں تمام معلومات ماؤں کو ازبر کروائی جا سکیں۔ مہم میں دو ہزار سے زائد رضاکار حصہ لیں گے اس مہم میں کمیونٹی کی شرکت کو بھی یقینی بنایا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر شاہد اقبال نے بتایا کہ ایک محتاط اندازے کے مطابق پاکستان میں ہر سال پیدا ہونے والی بیماریوں میں تقریباً 12.4 فیصد بیماریوں کی وجہ اسہال ہے۔ اگرچہ یہ بیماری جان لیوا ثابت ہو سکتی ہے لیکن گھر کی سطح پر بھی اس سے بچاؤ ممکن ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اگر کسی تندرست شخص کو 24 گھنٹوں میں تین یا اس سے زائد مرتبہ پتلے پاخانے آئیں تو اس کو دست کی بیماری کہا جاتا ہے۔ نوزائیدہ بچے عام طور پر دودھ پینے کے بعد ہر مرتبہ پتلے پاخانے کرتے ہیں جو کہ ان کے لئے معمول کی بات ہے ایسی صورت میں اگر بچے کو معمول سے زیادہ پتلے پاخانے آنے لگیں تو اس کو دست کی بیماری میں مبتلا سمجھا جائے گا۔ انہوں نے بتایا کہ انسانی جسم میں تقریباً تمام اعمال کا انحصار جسم میں پانی اور نمکیات کی مناسب مقدار میں موجودگی پر ہوتا ہے۔ دست کی بیماری کی صورت میں جسم سے پانی اور نمکیات زیادہ مقدار میں خارج ہونا شروع ہو جاتے ہیں جس سے جسم میں پانی اور نمکیات کی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ اگر اس کمی کو پورا نہ کیا جائے تو یہ مہلک ثابت ہو سکتی ہے۔ اس بیماری سے بچاؤ کیلئے صفائی کے اصولوں پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ کھانے کی چیزوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے بچوں کو کھانا کھلانے یا خود کھانا کھانے سے پہلے اور لیٹرین کے استعمال کے بعد صابن سے ہاتھ دھونے چاہئیں۔ کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانپ کر رکھنا چاہئے اور ایسی جگہ بیٹھ کر کھانا نہ کھائیں جہاں مکھیاں یا گندگی موجود ہو۔ باسی کھانا بھی صحت کیلئے مضر ثابت ہو سکتا ہے اگر کھانا ٹھنڈا ہو جائے تو اسے کھانے سے قبل پہلے اچھی طرح گرم کر لینا چاہئے۔ پھل ہمیشہ دھو کر کھائیں اور بچوں کو بازار کے کٹے ہوئے پھل کھلی آئس کریم، کھلے شربت اور برف کے گولے وغیرہ نہ کھانے دیں۔ جسم میں پانی اور نمکیات کی کمی کی صورت میں جلد کی لچک میں کمی آجاتی ہے۔ آنکھیں اندر دھنس جاتی ہیں۔ منہ خشک اور رونے کی صورت میں آنسو نہیں آتے۔ مریض کی طبیعت میں چڑچڑا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ بیماری کی صورت میں اس کا آسان ترین علاج نمکول کا بروقت استعمال ہے اور اگر بیماری کی ابتداء ہی میں نمکول کا استعمال شروع کر دیا جائے تو یہ جسم میں پانی اور نمکیات کی کمی نہیں ہونے دے گا۔ تاہم جب تک نمکول تیار ہو اس وقت تک پانی کی کمی سے بچاؤ کے لئے مریض کو گھر پر مایا چیزیں پلانی چاہئیں مثلاً لسی، پھلوں کا تازہ جوس وغیرہ اگر یہ مشروبات نہ ہوں تو سادہ پانی ہی پلائیں۔ ڈاکٹر شاہد

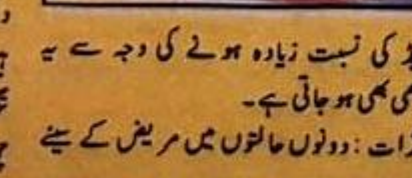
رحیم یار خان۔۔۔۔ این سی ایچ ڈی کے جنرل منیجر کرنل حنیف ملک قومی او آر ایس تحریک کے سلسلہ میں پریس بریفنگ دے رہے ہیں۔ این سی ایچ ڈی کی میڈیا آفیسر عدیلہ انوار بھی موجود ہیں

ضلع میں 5 لاکھ سے زائد ماؤں کو نمکول بنانے اور پلانے کی تربیت دی جائے گی: کرنل حنیف ملک

اسہال کے سبب جسم میں پانی اور نمکیات کی کمی ہو جاتی ہے جو کہ انسانی زندگی کیلئے مہلک ثابت ہو سکتی ہے: ڈاکٹر شاہد اقبال

باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں

سینے کی بناوٹ کا نقص



پروفیسر ڈاکٹر افتخار حسین

کچھ لوگوں میں دونوں طرف کی پسلیوں کے درمیان میں سینے کی سامنے والی ہڈی ٹیڑھی ہوتی ہے۔ یہ ہڈی اگر بہت اندر کو دھنس جائے تو سینے میں سامنے کی طرف ایک گہرا کھڈا بن جاتا ہے اس کو قیف نما چھاتی Funnel shaped chest کہتے ہیں۔ بعض اوقات یہ ہڈی کبوتر کے سینے کی طرح باہر نکلی ہوتی ہے۔ اس کو کبوتر نما چھاتی Pigeon shaped chest کہا جاتا ہے۔

وجوہات: یہ صورتحال دونوں اطراف کی پسلیوں کی ضرورت سے زیادہ افزائش کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس سے نہ صرف یہ کہ سینے کی ہڈی یا تو اندر کو دھنس جاتی ہے یا پھر باہر نکل آتی ہے بلکہ ایک سائیڈ کی افزائش دوسری سائیڈ کی نسبت زیادہ ہونے کی وجہ سے یہ ٹیڑھی بھی ہو جاتی ہے۔

اثرات: دونوں حالتوں میں مریض کے سینے کی بناوٹ غیر مناسب ہوتی ہے۔ سینہ کی بناوٹ میں نقص اس قدر غیر معمولی ہوتا ہے کہ یہ مریض بچپن سے ہی احساس کمتری کا شکار رہتے ہیں اور کبھی بھی لوگوں کی موجودگی میں قمیض نہیں اتارتے۔ یہ شرمیلا پن آہستہ آہستہ ان کی شخصیت کا حصہ بن جاتا ہے جس کی وجہ سے یہ بچے عام بچوں کے برعکس کھیل کود اور دیگر سرگرمیوں میں حصہ لینے سے کتراتے ہیں۔ سکول میں بھی اکثر دوسرے بچے ان کو تنگ کرتے اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ قیف نما چھاتی میں سینے کی ہڈی پیچھے دھنس جانے سے دل اور پھیپھڑوں کے لئے جگہ کم ہو جاتی ہے۔ ان مریضوں میں اس وجہ سے ورزش اور مشقت کرنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔ کچھ مریضوں میں سینے کی ہڈی کا یہ نقص ریڑھ کی ہڈی کے ٹیڑھا ہونے کا باعث بھی بن جاتا ہے۔

علاج: اکثر مریضوں میں یہ نقص قابل علاج ہے۔ آپریشن کے ذریعے پسلیوں کا وہ حصہ جس کی زائد افزائش ہو گئی ہو نکال دیا جاتا ہے اور سینے کی ہڈی کو سیدھا کر دیا جاتا ہے۔ اس سے سینے کی بناوٹ نارمل سے نزدیک ترین ہو جاتی ہے۔ اس آپریشن کے بعد ہسپتال میں مریض کا قیام تقریباً 5 دن ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ آپریشن عمر کے کسی حصے میں بھی کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے لئے بہترین عمر 10-14 سال کے درمیان ہے۔

DAILY
NAWA-I-WAQT
MULTAN

روزنامہ
نوائے وقت ملتان
بانی حمید نظامی مرحوم
معمار مجید نظامی مرحوم
ایڈیٹر رمیزہ مجید نظامی
لاہور، کراچی، راولپنڈی/اسلام آباد اور ملتان سے بیک وقت شائع ہوتا ہے

ہفتہ 21 رمضان المبارک 1438ھ 17 جون 2017ء 3 ہاڑ 2074ب

مقبوضہ کشمیر: بھارتی فوج کی فائرنگ 2 نوجوان شہید، پولیس پر حملے ایس ایچ او سمیت 8 اہلکار ہلاک

بج بہاڑہ کے مکان میں مجاہدین کے محاصرے پر سینکڑوں افراد جمع، بھارتی فوج کی گولیاں لگنے سے 36 زخمی، اشرف دم توڑ گیا

رنگریٹ میں نصیر احمد کو گولیاں لگیں، کولگام کے بشیر پولیس اہلکار، بانڈی پورہ میں شہزاد احمد مارا گیا، وادی بھر میں انٹرنیٹ سروس معطل، ہائی الرٹ

سرینگر (نیٹ نیوز + بی بی سی) مقبوضہ کشمیر میں گزشتہ روز بھارتی فوج کی فائرنگ سے 2 نوجوان شہید جبکہ 2 حملوں میں 8 پولیس اہلکار مارے گئے۔ تفصیلات کے مطابق اننت ناگ میں گزشتہ باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 2

ملتان: ڈپٹی کمشنر شمس آباد رمضان بازار کا دورہ اور عام مارکیٹ میں آٹے کی انسپکشن کر رہے ہیں دوسری طرف سٹی پولیس آفیسر محمد احسن یونس نادر چشتہ کے ہمراہ سبزی منڈی کے دورے کے موقع پر

رام پور میں دریائے سندھ کے کٹاؤ میں شدت، ہزاروں گھروں کو خطرہ

بستی اللہ بخش (نمائندہ نوائے وقت) دریائے سندھ کا کٹاؤ بڑھنے سے ہزاروں علاقے کے گھروں کو خطرہ، تفصیل کے مطابق تحصیل جتوئی کا نواحی علاقہ رام پور میں دریائے سندھ کے کٹاؤ باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 9

عوامی جے آئی ٹی کے سامنے کب پیشی ہوگی

بے نیازیاں
ڈاکٹر محمد اجمل نیازی
dr.ajmalniazi@hotmail.com

تاریخ تو عابد شیر علی نے بھی بنائی ہے۔ نواز شریف نے تاریخ نہیں بنائی۔ وہ تو عدالت میں اپنی تاریخ پر پیش ہوئے ہیں۔ وزیراعظم کے لئے یہ کم بات نہیں ہے۔ ہماری تاریخ میں ایسے کئی واقعات ہیں۔ عابد شیر علی نے امامت کرائی۔ ان کی امامت میں سات آٹھ آدمیوں نے نماز ادا کی۔ عابد شیر علی جو کچھ ہیں جس طرح کے سیاستدان ہیں سب جانتے ہیں۔ سیاستدان جو ممبر اسمبلی بنتے ہیں پھر وزیر مشیر اور چھوٹے وزیر یعنی وزیر مملکت بھی بن جائیں۔ تب بھی وہ جو ہیں وہی رہتے ہیں۔ بات موجودہ اسمبلی تک محدود نہیں ہے۔ اب تک بننے والی ساری اسمبلیوں میں اسی طرح کے لوگ ہی منتخب ہوتے ہیں۔ وہ جس طرح منتخب ہوتے ہیں لوگ جانتے ہیں۔ ذمہ داری عوام پر عائد کر دی جاتی ہے کہ انہوں نے ہمیں منتخب کیا ہے۔ انہیں نجانے کون منتخب کرتا ہے۔ ایک جیسے لوگ بار بار آ جاتے ہیں۔

اسمبلیوں میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو دیکھیں۔ ان میں سے کوئی نہیں جس نے ایک کتاب بھی پوری پڑھ رکھی ہو۔ کتاب اور خواب سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ لوگ بس قانون پسند نہیں ہوتے۔ اس طرح کی بات بہت اچھے مقرر اور پڑھے لکھے ایڈیشنل آئی جی ذوالفقار چیمہ نے اولڈ راوین کی ایک تقریب میں کہی ایس ایم ظفر قانون پسند ہیں اور حسیم حسن شاہ خاتون پسند ہیں۔ یہ دونوں حضرات محفل میں موجود تھے بلکہ سٹیج پر بیٹھے تھے۔ عابد شیر علی سے ملتے جلتے وزیر رانا ثناء اللہ نے کہا کہ شہباز شریف کو بلائیں۔ جے آئی ٹی نے فوراً بلا لیا۔ رانا صاحب نے یہ بھی کہا جو شہباز شریف پیشی پر باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 1

سی پی او، ڈی ایس پیز، ایس ایچ اوز کی مساجد میں کھلی کچہریاں

شہریوں کے مسائل سنے، پولیس کو کسی سے بدتمیزی کرنے اور رشوت لینے کا کوئی حق نہیں: احسن یونس

ملتان (کرائم رپورٹر) سٹی پولیس آفیسر ملتان محمد احسن یونس نے جامع مسجد بلال گلگشت میں نماز جمعہ ادا کی۔ بعد ادائیگی نماز جمعہ عوام کے مسائل سنے اور ان میں گھل مل گئے۔ اس موقع پر کھلی کچہری سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملتان پولیس 24 باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 3

سانحہ ماڈل ٹاؤن کو 3 سال گزر گئے، انصاف کب ملے گا؟ پاکستان عوامی تحریک نے سوال نامہ جاری کر دیا

ملتان (نامہ نگار خصوصی) پاکستان عوامی تحریک جنوبی پنجاب کے صدر چوہدری باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 4

آر پی او اور ڈپٹی کمشنر ملتان کا رمضان بازار و سبزی منڈی کا دورہ

اشیاء کے معیار اور سکیورٹی انتظامات کا جائزہ، سی پی او نے گلگشت رمضان بازار میں شہریوں کے مسائل بھی سنے

ملتان (کرائم رپورٹر، نامہ نگار خصوصی) آر پی او، ڈپٹی کمشنر ملتان اور سی پی او کا مختلف رمضان بازاروں کا دورہ سکیورٹی انتظامات اور اشیاء کے معیار کا جائزہ لیا۔ ریجنل پولیس آفیسر سلطان اعظم تیموری نے گزشتہ روز رمضان بازار ایم ڈی اے چوک کا باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 6

بجلی کے کاٹے گئے کنکشن بقایاجات اور واجبات کی 50 فیصد ادائیگی پر بحال کرنے کی ہدایت جاری

ملتان (نامہ نگار خصوصی) بجلی کی تقسیم کار کمپنیوں کو عدم ادائیگی پر منقطع کئے گئے کنکشن باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 5

امریکہ کے دو جنگی بیڑے قطر روانہ، مشترکہ فوجی مشقوں میں حصہ لیں گے

مشرق وسطیٰ میں امریکی فوج کے سب سے بڑے فوجی اڈے کی میزبانی کرتا ہے

دوحہ (صباح نیوز) امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ کی جانب سے قطر پر دہشت گردوں کو امداد فراہم کرنے والے ملک کا الزام عائد کرنے کے کچھ دن بعد امریکہ نے دو فوجی بیڑے دوحہ کو باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 7

آپ خواہ کسی بھی محکمے میں کام کرتے ہوں، لوگوں کے ساتھ آپ کا برتاؤ اور سلوک خوش اخلاقی پر مبنی ہونا چاہئے۔ لوگوں کو یہ محسوس کروائیے کہ آپ ان کے ملازم اور دوست ہیں۔ عزت و تکریم، انصاف اور غیر جانبداری کا اعلیٰ ترین معیار قائم کیجئے۔ اپنے عوام کو سمجھنے کی کوشش کیجئے۔
(سرکاری ملازمین سے خطاب، چٹاگانگ، 25 مارچ 1948ء)

نیاز زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر

جو مذہب اور دوسرے مذہبوں کے لئے بدخواہی کے جذبات رکھتا ہو وہ پیچ اور کینہ فطرت ہے۔ میں دوسرے مذہبوں کا احترام کرتا ہوں اور یہی نہیں بلکہ قرآنی تعلیمات کے مطابق ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کرنا میرا فرض ہے۔
(کتاب افکار اقبال، مصنف ڈاکٹر جاوید اقبال)

ملتان: عوامی راج پارٹی کے زیر اہتمام نادر آباد پھاٹک پر جمشید دستی کی گرفتاری کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا جا رہا ہے

جمشید دستی کی گرفتاری کیخلاف عوامی راج پارٹی کا ملتان میں احتجاجی مظاہرہ

مظاہرے میں قوم پرست رہنماؤں کی بھی شرکت، جمشید دستی کی رہائی تک احتجاج جاری رکھنے کا عزم

دستی کیخلاف ناجائز اسلحہ کیس کی سول عدالت کوٹ ادو میں سماعت، 50 سے زائد کلاشنکوف برآمد ہوئے، پولیس ایچ او تفتیشی آج طلب

ملتان، کوٹ ادو (نمائندہ نوائے وقت، خبر نگار، نامہ نگار) عوامی راج پارٹی کے سربراہ و رکن قومی اسمبلی جمشید دستی کی گرفتاری کے خلاف احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے اور عوامی راج پارٹی باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 8

تھیلیسیمیا کے خوف سے آزاد۔ صحت مند اولاد

صرف ایک سکریننگ ٹیسٹ

بظاہر صحت مند نظر آنے والے نوجوان جوڑے بھی تھیلیسیمیا مائنر ہو سکتے ہیں

اگر میاں بیوی دونوں تھیلیسیمیا مائنر ہوں تو پیدا ہونے والا بچہ تھیلیسیمیا میجر ہو سکتا ہے

اور یوں یہ مہلک موروثی مرض بچوں میں منتقل ہو جاتا ہے۔



ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق استعمال کی گئی ادویات
کے باوجود خون کی کمی کا شکار افراد بھی
تھیلیسیمیا سکریننگ ٹیسٹ لازمی کروائیں

شادی سے پہلے تھیلیسیمیا کا ٹیسٹ، اس عمر بھر کے روگ سے بچنے کا واحد حل ہے

درج ذیل مفت تشخیصی سہولیات پنجاب کے تمام سنٹرز میں موجود ہیں

- تھیلیسیمیا کیریئر سکریننگ (Thalassaemia Carrier Screening)
- تشخیص قبل از پیدائش (Prenatal Diagnosis of Thalassaemia)
- جینیاتی مشاورت (Genetic Counselling)
- جینیاتی تشخیص (DNA Testing)

مزید معلومات و رہنمائی کیلئے

ہیڈ آفس	ریجنل آفس ملتان
سر گنگا رام ہسپتال، لاہور (رابطہ۔ 042-99202644-5)	نشتر میڈیکل کالج اور ہسپتال، ملتان (رابطہ۔ 061-9330046)
ریجنل آفس بہاولپور	ریجنل آفس راولپنڈی
بہاول وکٹوریا ہسپتال، بہاولپور (رابطہ۔ 062-9330004)	ہولی فیملی ہسپتال، راولپنڈی (رابطہ۔ 051-9290379)



پنجاب تھیلیسیمیا پریوینشن پروگرام

اسپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن ۔ حکومت پنجاب





پنجاب ٹال فری ہیلپ لائن 0800-99000

سر گنگا رام ہسپتال، لاہور 042-99202644-5

SPL#: 1976

فیصل آباد اشاعت خاص

فنون لطیفہ کی ترویج کیلئے آرٹ کونسلوں کو مزید فعال بنایا جا رہا ہے

نصرت فتح علی خان آڈیٹوریم کے منصوبے کو جلد مکمل کرنے کیلئے اقدامات کئے جا رہے ہیں

سٹیج ڈراموں میں بے حیائی کی حوصلہ شکنی کرینگے' وزیر ثقافت چودھری شوکت علی

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) فنون لطیفہ اور فن و ثقافت کی ترویج و ترقی کیلئے آرٹ کونسلوں کو مزید فعال بنایا جا رہا ہے بلکہ مختلف فنون کے آرٹسٹوں کو اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کئے جا رہے ہیں یہ صوبائی وزیر ثقافت و امور نوجوانان چوہدری شوکت علی نے فیصل آباد آرٹ کونسل کے زیر تکمیل نصرت فتح علی خان آڈیٹوریم کے مختلف حصوں کا معائنہ کرتے ہوئے کہی ڈی سی او طاہر حسین ریذیڈنٹ ڈائریکٹر آرٹ کونسل آصف چوہدری اور دیگر افسران بھی اس موقع پر موجود تھے صوبائی وزیر نے کہا کہ استاد نصرت فتح علی خان آڈیٹوریم جدید فن تعمیر کا شاہکار نمونہ ہے اس کے بقیہ کام کو جلد مکمل کرنے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں تاکہ علاقہ میں ادبی و ثقافتی سرگرمیوں اور آرٹ و کلچر کے فروغ کے لئے بہترین پلیٹ فارم مہیا ہو سکے انہوں نے ہدایت کی کہ سٹیج ڈراموں وغیرہ میں اخلاق باختگی لچر پن فحاشی عریانی اور بے حیائی کی حوصلہ شکنی کی جائے اور ایسی منفی سرگرمیوں میں ملوث فنکاروں اور منتظمین کے خلاف ضابطہ کے تحت کارروائی کی جائے چیئرمین آرٹ کونسل ڈی سی او طاہر حسین نے صوبائی وزیر کو آڈیٹوریم کے تعمیراتی مراحل کے بارے میں بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ ہال کی عدم تکمیل کے باوجود آرٹ کونسل اپنی معمول کی ثقافتی سرگرمیوں کو جاری رکھے ہوئے ہے اور تاریخی ایام تہوار اور دیگر اہم موقعوں پر مختلف ادبی ثقافتی و تفریحی پروگرام باقاعدگی سے منعقد کروائے جا رہے ہیں ریذیڈنٹ ڈائریکٹر آصف چوہدری نے بھی آرٹ کونسل کی کارکردگی پر تفصیلی روشنی ڈالی۔

12 ربیع الاول کے موقع پر مسلم لیگ (ق) کے زیراہتمام مسلم لیگ سیکرٹریٹ میں خواتین کی تقریب ہوگی: ڈاکٹر شمیم رانا

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) پاکستان مسلم لیگ شعبہ خواتین (ق) ضلع فیصل آباد کی ضلعی جنرل سیکرٹری ڈاکٹر شمیم رانا نے کہا ہے کہ عید میلاد النبی ﷺ دونوں عیدوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ اس روز سرکار دوجہاں رحمت عالم امام الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری ہوئی تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ عید میلاد النبی بھرپور عقیدت محبت اطاعت و فرمانبرداری اور مذہبی جوش و جذبہ سے منائیں۔ عید میلاد النبی ﷺ کے بابرکت موقع پر قرآن خوانی اور محفل میلاد کا اہتمام کیا ہے پورے ضلع کی تمام تحصیلوں کی خواتین عہدیداران' کارکنان 12 ربیع الاول کے مقدس دن صبح ٹھیک 10 بجے ضلعی مسلم لیگ سیکرٹریٹ واقع تیمور ٹریولز چوہدری ظہیر الدین خان صوبائی وزیر کے دفتر آئیں۔

مسلمانوں کی ذلت و رسوائی کی وجہ قرآن و سنت سے دوری ہے

حضورؐ سے محبت کا اظہار جلسے جلوسوں سے نہیں آپ کی تعلیمات پر عمل سے ہوگا

سیرت طیبہ پر عمل کرنے سے ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکتے ہیں: اہلحدیث یوتھ فورس

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) سیرت طیبہ پر عمل پیرا ہونے سے ہی ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکتے ہیں حضور ﷺ کی تعلیمات ہمارے لئے مشعل راہ ہے لہٰذا تمام اسلامیان پاکستان کو چاہیے کہ تمام تر اختلافات کو ختم کر کے آپس میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنا چاہیے تاکہ ہم سب کامیاب ہو سکے ان خیالات کا اظہار اہلحدیث یوتھ فورس تحصیل فیصل آباد کے رہنماؤں خالد محمود اعظم آبادی حافظ حبیب الرحمان عمر فاروق عاصم مولانا حبیب الرحمان اشفاق احمد چیمہ بشیر احمد صدیقی چوہدری محمد یونس محمد اسلم یزدانی اور دیگر نے سیرۃ النبی کے سلسلہ میں منعقد کئے گئے پروگرام سے خطاب کے دوران کیا انہوں نے کہا کہ ہماری نجات صرف اور صرف قرآن و سنت پر عمل پیرا ہونے میں ہے آج دنیا بھر میں مسلمانوں کی ذلت و رسوائی کی بڑی وجہ قرآن و سنت سے دوری اور مسلمانوں کی نااتفاقی ہے آج کا مسلمان حضور سے پیار و محبت کا اظہار جلسے جلوس نکالنے اور جھنڈیاں و چراغاں کرنے سے کرتا ہے یہ کوئی پیار و محبت کی علامت تو نہیں حضور اکرم محسن انسانیت سے پیار و محبت اور عقیدت تو صرف آپ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے میں ہے نے کہا کہ ربیع الاول کے مہینے کو دھوم دھام سے منا کر ہم عاشق رسول یا محب رسول نہیں بن سکتے بلکہ پیار و محبت صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم اپنی زندگیوں کو قرآن و حدیث یعنی نبی کریم علیہ السلام کی زندگی کے مطابق ڈھالیں افسوس کہ آج کا مسلمان قرآن و حدیث اور محسن انسانیت کو چھوڑ کر غیر مسلموں کی تعلیمات پر عمل پیرا اور ان کو اپنا رہنما آئیڈیل بنا رہا ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمان دنیا بھر میں ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔



فیصل آباد: ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ لاہور افتخار علی طور ضلعی حکومت کے ... سے خطاب کر رہے ہیں

کرائی سوپا کی پرورش زرعی سائنسدانوں کا بڑا کارنامہ ہے: شاہین عتیق الرحمن

انسان دوست کیڑے

اس ٹیکنالوجی سے زراعت کے شعبہ میں ایک انقلاب برپا ہوگا اور کیڑوں سے کپاس کو پہنچنے والے نقصان کا ازالہ ہو سکے گا

انسان دوست کیڑوں کے لاروے سفید مکھی اور تیلے کے انڈوں کو کھا جاتے ہیں کسان آسانی سے خود ان کیڑوں کو تیار کر سکیں گے

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) شاہین عتیق الرحمن نے زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر ریاض حسین قریشی کے ساتھ ایک ملاقات کے دوران یونیورسٹی ...

عید میلاد النبی ﷺ کا دن مسلمانوں کیلئے عظیم نعمت ہے

اس دن کے تقدس کو پیش نظر رکھتے ہوئے نوافل اور درود پاک کی محفلیں سجائی جائیں

مرکزی میلاد کمیٹی فیصل آباد کا اجلاس' پروگرام کو حتمی شکل دی گئی

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) مرکزی میلاد کمیٹی فیصل آباد کے عہدے داروں اور اراکین کا اجلاس بسلسلہ میلاد النبی ﷺ مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ جھنگ بازار میں زیر صدارت حاجی منیر احمد نورانی منعقد ہوا۔ مولانا عبدالحنان سیالوی' حاجی عبدالشکور قادری اور حاجی بشیر احمد اشرفی نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عید میلاد النبی مسلمانوں کے لئے ایک عظیم دن ہے کہ اس روز امام الانبیاء کی دنیا میں تشریف آوری تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ عید میلاد مناتے ہوئے اس دن کے تقدس کو بھی پیش نظر رکھیں۔ نوافل درود پاک اور نعت خوانی کا اہتمام کریں صدقہ و خیرات کریں اور اپنے گھروں اور بازاروں میں چراغاں کریں سید محمد شاہد قادری محمد یونس شاکر ناظم محمد عاشق رحمانی نائب ناظم نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عید میلاد النبی کے موقع پر سٹی ناظم سے ملاقات کر کے شہر میں صفائی کی حالت بہتر بنانے سمیت کارپوریشن کے ذمہ تمام کام ذمہ داری سے ہونگے۔ انہوں نے کہا کہ عید میلاد النبی کا دن مسلمانان عالم کیلئے نعمت عظمیٰ سے کم نہیں۔ شیخ محمد طاہر شیخ عبدالرحمن حاجی دوست محمد اور غلام رسول چشتی نے عید میلاد کیلئے مختلف تجاویز پیش کیں حاجی منیر احمد نورانی نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انشاء اللہ اس بار بھی بہترین سجاوٹ کرنے والوں کو خوبصورت شیلڈز پیش کی جائیں گی بازاروں میں بینرز اور بورڈ لگائے جائینگے عید میلاد کے روز گھنٹہ گھر میں مرکزی کیمپ قائم کیا جائے گا۔



زرعی یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر محمد اشفاق کو نظامت امور طلباء کا پرنسپل افسر مقرر کیا گیا ہے

دعائے صحت کی اپیل

حکومت تعلیم کے فروغ کی طرف خصوصی توجہ دے رہی ہے

ایم این اے محترمہ رفعت امجد



فیصل آباد: جامع مسجد ... سردار لیاقت ٹاؤن میں جشن عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں محفل میلاد مصطفی ... سے مولانا عبدالرشید جامی و دیگر مقررین خطاب کر رہے ہیں

مخیر حضرات کے تعاون سے چنیوٹ میں پولی ٹیکنک انسٹی ٹیوٹ کا قیام

حضورؐ کی ولادت ہر مسلمان کیلئے باعث رحمت ہے

جمہوریت کی بقا کیلئے کارکن ہر قسم کی جدوجہد کیلئے تیار ہیں

ایل ایف او حقیقی جمہوریت کی بحالی میں بڑی رکاوٹ ہے: عبداللہ خان

زرعی یونیورسٹی کے شعبہ سوشل سائنس کو انسٹی ٹیوٹ کے طور پر اپ گریڈ کر دیا گیا

واسا کی پانی اور سیوریج کے غیر قانونی کنکشنوں اور نادہندگان کیخلاف مہم

گھریلو کمرشل اور انڈسٹریل کنکشن بھی چیک کئے جا رہے ہیں' غیر قانونی کنکشن ریگولر کئے جائینگے

عید میلاد النبیؐ' صفائی اور دیگر سہولتوں کی فراہمی کیلئے سٹی ناظم کی خصوصی ہدایات

کوڑا سٹینڈ تعمیر کرنے کا مطالبہ

فیصل آباد آرٹ کونسل کے زیر اہتمام مادر ملت فاطمہ جناح کے پورٹریٹ بنانے اور دستکاری سٹال کے مقابلہ میں انعامات کی تقسیم صوبائی وزیر ثقافت شوکت علی بھٹی کر رہے ہیں

...جرپور آغاز کریں گے انہوں نے کہا کہ فیصل آباد کی پارٹی کارکنوں کی صفوں میں ناقابل تسخیر اتحاد و یکجہتی ہے ماضی کی طرح پارٹی کارکنان سٹی صدر، عمران مرتضیٰ جانی خان کی قیادت میں پارٹی کاز کی سربلندی کیلئے ہراول دستہ کا کردار ادا کریں گے اس موقع پر وفود میں شامل پارٹی کارکنوں نے جمہوریت کے استحکام کیلئے ہر قسم کی قربانی دینے کا عزم کیا۔

عید میلادالنبیؐ: صفائی اور دیگر سہولتوں کی فراہمی کیلئے سٹی ناظم کی خصوصی ہدایات

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) عید میلادالنبیؐ ... میں صفائی/پانی کے چھڑکاؤ اور سٹریٹ لائٹ کی درستگی فوری طور پر مکمل کی جائے اور شہریوں کو اس بابرکت دن کے موقع پر تمام بنیادی سہولتوں کی فراہمی کو یقینی بنانے کیلئے چوہدری ممتاز علی چیمہ سٹی ناظم نے خصوصی طور پر ہدایت جاری کیں تحصیل میونسپل آفیسر ڈاکٹر سید پرویز عباس شاہ اور دیگر برانچوں کے انچارج افسران کے ساتھ ناظم نے میٹنگ کے دوران مختلف ہدایات دیں انہوں نے کہا کہ صفائی کا نظام بہتر بنانے کیلئے مختلف ٹیمیں تشکیل دی جائیں تاکہ 12 ربیع الاول کے سلسلہ میں شہر کے مختلف علاقوں سے نکالے جانے والے جلوسوں کیلئے روٹ صاف میسر آسکے۔


فیصل آباد: آل پاکستان جیمس گرائنڈرز ایسوسی ایشن کی تقریب سے شیراز صابر، حافظ محمد مجاہد، مرکزی صدر، محمد سعید بخاری، منظور احمد، محمد امتیاز، میاں منیر اور آدم خان خطاب کر رہے ہیں

زرعی ترقی انفارمیشن ٹیکنالوجی کا کردار کے موضوع پر بریفنگ 22 مئی کو ہوگی

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں 22 مئی بروز جمعرات کو صبح 10 بجے زرعی ترقی میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کا کردار کے موضوع پر پاکستان کی سب سے بڑی زرعی ویب سائٹ پاکستان ڈاٹ کام ڈاکٹر خالد محمود شوق (کوآرڈینیٹر پاکستان آرگینک فارمنگ ایسوسی ایشن) محکمہ زراعت کے ماہرین اور سائنس دانوں کو بریفنگ دیں گے یہ بریفنگ ملٹی میڈیا اور انٹرنیٹ کے ذریعے لائیو (Live) پیش کی جائے گی اس موقع پر محکمہ زراعت کے اعلیٰ حکام بھی موجود ہوں گے۔

سزائے موت کا قیدی "صلح" سے قبل دل کا دورہ پڑنے سے جاں بحق

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) سزائے موت کا قیدی سزا پر عمل درآمد سے قبل ہی حارٹ اٹیک سے جاں بحق ہو گیا چک جھمرہ کے نواحی گاؤں سے تعلق رکھنے والا راحت زبیر احمد جسے قتل کے جرم میں عدالت نے سزائے موت سنائی تھی کافی عرصہ سے جیل میں بند تھا اور اس کے لواحقین اس کی رہائی کیلئے مقتولین سے صلح کی کوشش کر رہے تھے اور ایک ہفتہ قبل یہ کوششیں بار آور ثابت ہونے کے آثار پیدا ہوئے تھے کہ راحت زبیر احمد کو جیل میں ہارٹ اٹیک ہو گیا اور وہ صلح سے قبل ہی جاں بحق ہو گیا۔

لیپکا کا اجلاس، تنخواہوں میں مہنگائی کے مطابق اضافہ کرنے کا مطالبہ

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) آل پاکستان کلرکس ایسوسی ایشن کا ہنگامی اجلاس زیر صدارت احمد نواز بلوچ ڈویژنل صدر ہوا جس میں تمام ڈویژنل عہدیداران نے شرکت کی متفقہ طور پر قرارداد پاس کی کہ حکومت کو یاد کرایا جائے کہ ملازمین کو فی الفور مہنگائی کے تناسب سے تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے کرایہ مکان نئی تنخواہوں کے مطابق دیا جائے میڈیکل الاؤنس میں اضافہ کیا جائے اور ملازمت سے برطرفی کا آرڈیننس 200 فوری طور پر منسوخ کیا جائے۔

بجلی بند رہے گی

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) فیسکو شعبہ تعلقات عامہ کی پریس ریلیز کے مطابق برقی لائنوں کی ضروری مرمت توسیع اور تبدیلی کے کام کے باعث 16 مئی کو صبح 7 بجے سے دن 11 بجے تک بسم اللہ پور یونیورسٹی فیڈر 17 مئی کو صبح 8:30 سے دن 11:30 بجے تک مرید والا فیڈر صبح 8:30 سے دن 12 بجے تک گوجرہ روڈ فیڈر صبح 8 سے دوپہر 2 بجے تک پی ایس ڈی II فیڈر (صبح) سے دوپہر 1 بجے تک نیو مدینہ ٹاؤن فیڈر صبح 8 سے دوپہر 1 بجے تک یونائیٹڈ فیڈر اور صبح 8 سے سہ پہر 3 بجے تک نیو سدھار اور سرشمیر فیڈر سے برقی رو کی فراہمی معطل رہیگی 18 مئی کو صبح 8 سے دوپہر 1 بجے تک ایس پی ایس فیڈر صبح 8 سے 2 بجے دوپہر تک پی ای سنڈیکا فیڈر سے بجلی بند رہیگی۔

جمعیت علمائے اسلام کے وفد کی ڈی آئی جی سے ملاقات، شہر میں امن قائم کرنے کیلئے تعاون کی یقین دہانی

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) جمعیت علماء اسلام کے مرکزی جنرل سیکرٹری صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی شیخ الحدیث قاری الیاس مولانا ابراہیم مولانا رفیق جامی قاری اہل اللہ رحیمی مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی خالد کالج مولانا صابر سرہندی شیخ الحدیث مولانا فضل امین شیخ القرآن مولانا یوسف فاروقی مولانا حق نواز خالد مولانا حفیظ الرحمن مولوی سلیم حافظ اسحاق ڈاکٹر شعیب ابوبکر قادری قاری ادریس قاسمی نے آج ڈی آئی جی فیصل آباد کے دفتر میں ڈی آئی جی فیصل آباد الطاف قمر سے خصوصی ملاقات کی اور فیصل آباد میں پیدا ہونے والے مسائل کے بارے میں آگاہ کیا علماء اکرام نے کہا کہ ہم نے شہر کے امن کو برقرار رکھنے کیلئے ہمیشہ انتظامیہ کے ساتھ تعاون کیا ہے اسی امن کو برقرار رکھنے کیلئے مولانا ضیاء القاسمی اور مولانا تاج محمود نے بہت قربانیاں دیں سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ہمارا تعاون انتظامیہ کو ہمیشہ حاصل رہے گا مگر ہمارے مسلک کی مساجد اور مدارس کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے ڈی آئی جی نے علماء کو یقین دہانی کرائی کہ آپ کے معاملات اور مسائل کا جائزہ لیکر ان کو حل کیا جائے گا اور تمام فیصلے میرٹ پر ہوں گے علماء نے مطالبہ کیا کہ مساجد الاٹمنٹ کمیٹی کا فوری اجلاس بلا کر تمام فیصلے جو موخر کیے گئے ہیں جلد حل کیے جائیں ڈی آئی جی فیصل آباد نے علماء پر زور دیا ہے کہ وہ شہر میں قیام امن کیلئے تعاون کریں۔

بعد الیکشن کا مرحلہ شروع ہوا جس میں محمد علی رفیق چشتی کی رائے کے مطابق ملک صلاح الدین کو انجمن اتحاد معذورین کا تاحیات صدر منتخب کیا گیا اس کے بعد سینئر نائب صدر پروفیسر ڈاکٹر محمد حنیف نائب صدر ڈاکٹر غلام مرتضیٰ سیکرٹری جنرل محمد علی رفیق چشتی جائنٹ سیکرٹری سید محمد محسن رضا سیکرٹری نشر و اشاعت حافظ محمد ادریس اور فنانس سیکرٹری طارق ڈوگری منتخب ہوئے ایگزیکٹو ممبران پروفیسر صبا شہزاد و پروفیسر مس تسلیم خان مسز شبانہ اور مسز یاسمین بشیر منتخب ہوئیں اس کے بعد ایک سپورٹس کمیٹی تشکیل دی گئی جس کا چیئرمین محمد علی رفیق چشتی کو منتخب کیا گیا۔

اتحاد جسمانی معذوراں فیصل آباد کا اجلاس، عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) اتحاد جسمانی معذوراں فیصل آباد (APD) کا اجلاس بمقام المصطفیٰ منزل سٹریٹ طارق روڈ محمد پورہ میں منعقد ہوا تلاوت کلام پاک کے بعد صدر صلاح الدین ملک نے اتحاد جسمانی معذورین کے اغراض و مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی اس اجلاس میں شرکت کرنے والے نئے ممبران کافی متاثر ہوئے اور ہر ایک نے اپنے اپنے شعبے میں معذورین کی خدمت کے عزم کا اظہار کیا جن میں سب سے قابل ستائش ڈاکٹر ظہیر محبوب نے حاضرین سے خطاب کے دوران کہا کہ وہ APD اور DPIP کے پلیٹ فارم پر کام کرتے ہوئے مستحق معذورین کا فری علاج کریں گے مختلف علاقوں سے شرکت کرنے والے ممبران ایک فیملی کی حیثیت سے اکٹھے ہوئے اور صلاح الدین ملک کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اپنی شبانہ روز محنت سے اتنا عظیم پلیٹ فارم تشکیل دیا جو کہ انسانیت خصوصاً معذورین کے مسائل حل کرنے میں پیش پیش ہے اس کے

ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نظام ختم کر کے مجسٹریسی نظام بحال کیا جائے: مولوی فقیر محمد

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) سٹیا ایٹ ٹاؤنز پبلک ویلفیئر سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری مولوی فقیر محمد نے وزیر اعظم پاکستان اور چیئرمین قومی تعمیر نو بیورو سے مطالبہ کیا ہے کہ عوامی مسائل جلد حل کرنے کے لئے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نظام ختم کر کے مجسٹریسی نظام بحال کیا جائے اور سستا انصاف مہیا کرنے کیلئے ضروری اقدامات بروئے کار لائے جائیں انہوں نے کہا کہ 14 اگست 2001ء سے ملک میں ضلعی حکومتی نظام نافذ ہے جو مکمل طور پر ناکام ہو چکا ہے جبکہ پاکستان میں 70 فیصد آبادی ان پڑھ ہے جہاں امریکہ کا نظام نہیں چل سکتا ضلعی حکومتوں میں گروپ بندی ہے اس غیر جانبداری سے مسائل حل نہیں ہوئے اور ڈی سی او ڈی ای او ڈی اور سرکاری افسران فیل ہو گئے ہیں فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی حل نہیں ہو سکے جبکہ غربت افلاس مہنگائی بے روزگاری بدامنی چوری ڈکیتی رہزنی وارداتوں کو روکنے میں ضلعی نظام ناکام رہا ہے۔

سیرت النبیؐ کے موضوع پر اصلاحی و تبلیغی پروگرام آج ہوگا

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) مدرسہ تہذیب المسلمات کلیم شہید کالونی نمبر 2 نگیاں والا روڈ بالمقابل مرضی پورہ کے زیر اہتمام سیرۃ النبیؐ کے موضوع پر ایک تبلیغی و اصلاحی پروگرام آج 15 مئی 12 ربیع الاول جمعرات کو صبح نو بجے سے لیکر دوپہر ایک بجے تک مدرسہ تہذیب المسلمات میں زیر صدارت حافظ عبدالمنان حاجی آباد والے منعقد ہو رہا ہے خالد محمود کے مطابق پروگرام سے مولانا ارشاد الحق اثری مولانا محمد نواز مولانا عبدالغفور حکیم ثناء اللہ ثاقب مولانا عبدالحئی انصاری حافظ عبدالرحمان آزاد و تبلیغی و اصلاحی بیان کریں گے۔

فیصل آباد: اتحاد جسمانی معذوراں کے اجلاس کا ایک منظر

عبداللہ ملک کی یاد میں تعزیتی ریفرنس

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) گذشتہ دنوں "تعزیتی ریفرنس کمیٹی" بسلسلہ عبداللہ ملک کے زیر انتظام آئی اے رحمن کی زیر صدارت ایک پر ہجوم تقریب چناب کلب میں منعقد ہوئی نقابت کے فرائض امینہ زمان نے نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے جن حضرات نے تقریب سے خطاب کیا ان میں حمید اختر آئی اے رحمان، افضل حسن رندھاوا، پروفیسر عصمت اللہ خان ڈاکٹر احسان الحق ڈاکٹر مقبول اختر شاہد امین ڈاکٹر قیصر محمود ڈاکٹر کوثر ملک شامل ہیں مقررین نے ان کی بھرپور مجاہدانہ صحافتی زندگی اور مشن پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ عبداللہ ملک کے ساتھ صحافت کا ایک عہد دفن ہو گیا۔

انتقال

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد شعبہ اینمل ری پروڈکشن کے اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر اعجاز احمد بارانی ایگریکلچرل یونیورسٹی راولپنڈی کے اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر محمد طارق ریسرچ آفیسر سیل ایگریکلچر انسٹی ٹیوٹ آف سوائل سائنس اینڈ انوائرمنٹل سائنسز اور ہیلتھ کیئر ڈیپارٹمنٹ جامعہ زرعیہ فیصل آباد کے محبوب الحق کے والد گرامی جو شب گذشتہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئے تھے انہیں آج بعد دوپہر قبرستان اکبر آباد جیل روڈ میں سپرد خاک کر دیا گیا نماز جنازہ میں مرحوم کے عزیز و اقارب اور مرحوم کے صاحبزادگان کے دوست احباب کی بھاری اکثریت نے شرکت کی۔

اتحاد وقت کی اہم ترین ضرورت ہے

13واں سالانہ میلاد مصطفیٰ اجتماع، بڑی تعداد میں عقیدت مندوں کی شرکت

دربار حضرت سخی سلطان باہوؒ پر عالمی تنظیم العارفین کے زیر اہتمام تیرہواں سالانہ اجتماع بسلسلہ میلاد مصطفیٰ منایا گیا جس میں بڑی تعداد میں عقیدت مندوں نے شرکت کی۔ اس نشست میں خصوصی خطاب حضرت علامہ صالح محمد سروری قادری نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام اور مسلمانوں کی محبت رسول ...

صاحبزادہ سلطان غلام میراں، صاحبزادہ پروفیسر سلطان الطاف علی، سردار جعفر خان بگٹی، سردار اسد خان بگٹی، ملک احمد لنگریال، حبیب ملک اور کرنل صادق سعید خان، جنرل محمد شریف، حاجی اکرم اعوان، آفتاب حبیب خان، نواب آصف خان سیال، ملک بابر اعجاز اعوان اور ملک منصور حسین ...

... کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ ظاہر اور باطن دونوں اعتبار سے ہماری تربیت ہو اور تربیت کا انفرادی ہونا چاہیے جو آج سے چودہ سال پہلے حضورؐ نے اختیار فرمایا اور یہ سب کچھ مرشد کامل کی مہربانی اور شفقت سے ہو سکتا ہے۔ اس

مکتوب گڑھ مہاراجہ
شیخ امتیاز احمد رحمانی

نشست کے مہمان خصوصی اخبار فروش فیڈریشن کے سیکرٹری جنرل نکا خان تھے۔

دوسری نشست میں بڑی تعداد میں علماء و مشائخ نے شرکت کی۔ اس محفل میں خصوصی خطاب علامہ قاری مشتاق احمد سلطانی آف گوجرانوالہ نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں اولیائے کاملین کی تعلیمات کو منظر عام پر لایا جائے اور عوام الناس کو حقیقت انسانیہ سے ...

خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ جب تک ہم عشق مصطفیٰ کی شمع اپنے دلوں میں فروزاں نہیں کریں گے، اس وقت تک کامیابی ناممکن ہے۔ شیخ القرآن حضرت علامہ مولانا عبدالتواب صدیقی نے اپنے خطاب میں اتحاد امت پر زور دیا اور کہا کہ ہم سب کو خوشی اس بات کی ہے کہ سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہوؒ کی بارگاہ اقدس سے سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی نے امت مسلمہ میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔

سید امیر خان نیازی جو سلطان العارفین کی فارسی کتب کے مترجم ہیں انہوں نے اپنے خطاب میں مرشد کامل کی ضرورت و اہمیت پر زور دیا۔ میلاد مصطفیٰ کی محفل کا صدارتی خطبہ سپریم کمانڈر صاحبزادہ سلطان محمد علی کے بھائی وائس سپریم کمانڈر، عالمی تنظیم العارفین صاحبزادہ احمد علی نے دیا۔ انہوں نے کہا ہنود و یہود کے ناپاک عزائم ہماری صحیح تربیت نہ ہونے اور اسلامی تعلیمات سے کنارہ کشی کی وجہ سے ...



دربار سلطان باہوؒ پر محفل میلاد مصطفیٰ سے سلطان محمد اصغر علی، قاری غلام رسول، سلطان احمد علی، صوفی اللہ دتہ قادری، عبدالتواب صدیقی خطاب کر رہے ہیں

علماء عوام کی کردار سازی کیلئے بھرپور کردار ادا کریں

چھوٹے چھوٹے مسائل کو بھلا کر دین اسلام کی ترویج کی طرف توجہ دی جائے

ایم این اے انعام الحق پراچہ کا مذہبی رہنماؤں، تاجروں اور طلبہ کے اجلاس سے خطاب

بھیرہ (نامہ نگار) شعور کی بیداری اور اعلیٰ معاشرتی اقدار کے فروغ سے ہی معاشرتی امن اور باہمی ایثار و مروت کی فضا قائم کی جا سکتی ہے۔ ہر صاحب بصیرت ...

دین کی ترویج کر کے فلاح انسانیت کا ... ثابت ہونا ہے اور یہ تب ہی ممکن ہے۔ جب ہم قرآن و سنت کے اصولوں کو انفرادی طور پر اپنا کر اجتماعی امن و سلامتی اور ...

آٹھ مسلح افراد کا زمیندار پر تشدد
جان سے مار دینے کی دھمکیاں

حاصل پور (نامہ نگار) رقبہ مستاجری پر لینے کا رنج آٹھ مسلح افراد کا زمیندار پر تشدد۔ جان سے مار دینے کی دھمکیاں۔ واقعات کے مطابق موضع جھنڈانی کے زمیندار ذوالفقار علی نے شاہ قریشی سے رقبہ مستاجری لیا ہوا تھا جبکہ محمد عارف خان ولد بہاول خان وغیرہ نے بھی حسن شاہ سے رقبہ مستاجری لیا ہوا تھا ان کو شاہ قریشی سے رقبہ مستاجری لینے کا رنج تھا۔ زمیندار ذوالفقار کو حسن شاہ کے ڈیرہ پر خان ولد عبدالخالق، محمد عارف وغیرہ نے دھمکیاں دیں کہ تم نے رقبہ مستاجری کیوں لیا ہے۔ زمیندار ...

... لئے اور وہاں سوٹوں سے مارنا شروع کر دیا اور زدوکوب کے علاوہ جان سے مار دینے کی دھمکیاں بھی دیں۔ لوگوں کے آ جانے سے ملزمان فرار ہو گئے۔ پولیس خیرپور ٹامیوالی نے مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی۔

پھلروان میں زخمی ہونے والے افراد کی صوبائی وزیر عامر سلطان چیمہ ایم این اے انعام الحق پراچہ اور تسنیم احمد قریشی نے عیادت کی

پھلروان (نامہ نگار) پھلروان میں جمعۃ المبارک کے روز ہونے والے فرقہ وارانہ تصادم کے نتیجہ میں اندھا دھند فائرنگ، لاٹھیوں، ڈنڈوں اور اینٹوں سے شدید زخمی ہونے والے افراد جو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال سرگودھا میں داخل ہیں کی عیادت کیلئے صوبائی وزیر ...

صوبائی وزیر چودھری عامر سلطان چیمہ نے زخمیوں کی عیادت کرتے ہوئے انہیں یقین دلایا کہ حکومت انہیں مالی امداد جلد فراہم کرے گی۔

رجسٹرڈ ڈیلروں کے علاوہ چاول اور کپاس کا بیج سٹور کرنے اور فروخت کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی

جھنگ (نامہ نگار) ضلع ناظم صاحبزادہ سلطان حمید نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 144 کے تحت ایک حکم نافذ کیا ہے۔ جس کی رو سے ضلع میں حکومت کی طرف سے مقرر کردہ اور منظور شدہ رجسٹرڈ ڈیلروں کے علاوہ کوئی شخص چاول اور کپاس کا بیج نہ تو سٹور کر سکتا ہے اور نہ ہی فروخت تاہم حکم میں مزید کہا گیا ہے کہ حکومت کی طرف سے مقرر کردہ افسران ڈیلروں کے کیش میمو، سٹاک اور دیگر امور کی چیکنگ بھی کر سکیں گے۔ یہ حکم فوری طور پر نافذ العمل ہو گا۔

قومی مرکز برائے بحالی مزدور اطفال کے زیر اہتمام تقریب کا انعقاد

سرگودھا (نامہ نگار) قومی مرکز برائے بحالی مزدور اطفال پاکستان بیت المال سرگودھا واقع A-77 سیٹلائٹ ٹاؤن میں ایک پروقار تقریب کا اہتمام کیا گیا جس کی صدارت صدر پریس کلب سجاد عباس نیازی نے کی اور مہمان گرامی میں ... ڈسٹرکٹ انچارج پاکستان بیت المال سرگودھا ... ویلفیئر آفیسر جاوید اقبال مشہور سماجی و سیاسی ...



بورے والا ایڈیشنل سیشن جج عرفان سعید کے اعزاز میں الوداعی تقریب سے ڈسٹرکٹ سیشن جج وہاڑی عبدالوحید خان، ایڈیشنل سیشن جج جام منظور احمد، عرفان سعید، ممبر پنجاب بار کونسل ملک نوشیر خان لنگڑیال، صدر بار محمد جاوید بٹ اور سیکرٹری رانا خادم حسین خطاب کر رہے ہیں

امن و امان کی صورتحال قرار رکھنے کیلئے شہریوں اور علماء کا تعاون ضروری ہے

شرپسند عناصر غلط فہمیاں پیدا کر کے شہر کا امن تباہ کرنا چاہتے ہیں

لاؤڈ سپیکر کے غلط استعمال سے پرہیز کیا جائے: ڈی پی او طارق مسعود یٰسین

سرگودھا (نمائندہ نوائے وقت) ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر سرگودھا طارق مسعود یٰسین نے کہا ہے کہ ضلع بھر میں امن و امان اور بھائی چارہ کی فضا کو قائم رکھنے کیلئے شہریوں کے ساتھ ساتھ علماء کرام کا تعاون وقت کی اہم ضرورت ہے اسلئے علماء کرام کو چاہئے کہ وہ فرقہ بندی اور مفادات سے بالاتر ہو کر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب کرنے والوں کے عزائم کو ناکام بنانے کیلئے پولیس اور انتظامیہ سے تعاون کریں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے اپنے دفتر میں علماء کرام کے ساتھ ایک میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ پھلروان میں پیدا ہونے والی مذہبی کشیدگی ... کہ ہمیں آپس میں الجھا کر بعض شرپسند عناصر اس شہر کا امن خراب کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ لیکن پولیس نے تمام مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کرام کے ...

تعاون سے امن کشیدگی کو پھیلنے سے بچا لیا ہے۔ انہوں نے علماء کرام سے اپیل کی کہ وہ قانون کے مطابق اپنی مذہبی سرگرمیوں کو جاری رکھیں تاکہ کسی قسم کا ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آ سکے۔ بالخصوص لاؤڈ سپیکر کا سرعام استعمال، اشتعال انگیز بینرز اور وال چاکنگ سے اجتناب کیا جائے کیونکہ ہمارا مذہب بھی اس بات کی تلقین کرتا ہے کہ ہمیں آپس میں بھائی چارے کی فضا قائم رکھ کر فرقہ پرستی سے بالاتر ہو کر دین اسلام کیلئے کام کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ پھلروان کے واقعہ میں ملوث افراد کے خلاف پولیس کسی قسم کی رعایت نہیں کر رہی ہے اور نہ ہی کسی کو شہر کا امن خراب کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ انہوں نے علماء کرام سے مطالبہ کیا کہ وہ جشن عید میلاد النبیؐ کے موقع پر امن اور بھائی چارے کی فضا کو قائم رکھنے کیلئے اپنا اپنا کردار ادا کریں۔

زمیندار کی قیمتی بھینسیں پراسرار بیماری کے باعث ہلاک

حیدرآباد تھل (نامہ نگار) حیدرآباد تھل میں زمیندار کی دو قیمتی بھینسیں پراسرار بیماری کے باعث ہلاک ہو گئیں جبکہ علاقہ بھر میں جانور منہ کھر کی بیماری کی زد میں آ گئے۔ کسانوں کو جانور بیمار ہونے کے باعث سخت پریشانی۔ تفصیلات کے مطابق گلی نمبر 13 حیدرآباد تھل کے راجہ عبدالمجید جنجوعہ کی دو قیمتی بھینسیں اچانک پراسرار بیماری کی زد میں آ کر ہلاک ہو گئیں۔ علاوہ ازیں اسی طرح بہت سے گرد و نواح کے دیہاتوں میں بڑی تعداد میں جانور منہ کھر کی بیماری کی زد میں تیزی سے آ رہے ہیں۔ ان جانوروں نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔ حکومت کی طرف سے وقت ویکسینیشن کے اعلان کے باوجود بھی محکمہ نے اس طرف تاحال کوئی توجہ نہ دی ہے اور یہ وبا تیزی سے پھیل رہی ہے۔ لوگوں نے حکام سے فوری نوٹس لینے کا مطالبہ کیا ہے۔

ملکی سالمیت کا تقاضا ہے کہ درگزر کی فضا پیدا کی جائے: خواجہ صادق

سرگودھا (نامہ نگار) حافظ خواجہ محمد صادق صدر متحدہ مجلس عمل پھلروان میں فرقہ وارانہ فسادات کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کی آپس میں لڑائی بہت بری حرکت ہے ملکی سالمیت کا تقاضا ہے کہ درگزر کی فضا پیدا کی جائے۔ حافظ محمد صادق نے ضلعی انتظامیہ سے کہا ہے کہ مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ دریں اثناء حافظ محمد صادق اور جمعیت علماء اسلام کے ممتاز راہنما شاہین مغل نے سول ہسپتال سرگودھا میں سانحہ پھلروان کے زخمیوں کی عیادت کی اور ان کی صحت یابی کیلئے دعا کی۔

موسم گرما میں پینے کے پانی کی عدم دستیابی، شہری پریشان

پریشان حال شہریوں نے حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ نواحی کالونی اور اندرون شہری محلوں میں فراہمی صحت مند پینے کا پانی اور نواحی آب سسٹم کو بہتر بنانے کے لیے ہنگامی اقدامات کیے جائیں تاکہ شہریوں کا ...

... کے متعلق طرح طرح کی سرگوشیاں ہو رہی ہیں۔ صارفین سے واٹر سپلائی کا کرایہ اور واٹر کنکشن کی فیس وصول کی جاتی ہے۔ اس آمدنی کو مبینہ طور پر ہیرا پھیری کرنے کی شکایات وصول کی جاتی ہیں۔ یہ حکام سے مخفی نہیں ...

... ہزارہ آبادی کیلئے نئی واٹر سپلائی منصوبہ تعمیر ہوا۔ عرصہ کے بعد ایک لاکھ آبادی کے بچے چک 9 فور واٹر سپلائی منصوبہ تعمیر ہوا جس پر 31 لاکھ روپے لاگت آئی تحصیل لیکن ناقص اور غلط منصوبہ بندی کی بنا پر یہ ...

مکتوب چشتیاں
یٰسین شاد پاکستانی

... ناکام ہو گیا۔ پانچ برس قبل چک 14 ایف ڈبلیو محبوب کالونی میں یکے بعد دیگرے واٹر سپلائی منصوبے تعمیر ہوئے۔ نہر فورڈواہ کے کئی مقامات پر ٹیوب ویل لگائے گئے لیکن ان میں سے کئی ٹیوب ویلوں کا پانی انسانی صحت کے لیے سودمند ثابت نہیں ہو سکا۔ ماضی اور حال میں یہ خیمے میں آیا کہ نواحی سیٹلائٹ ٹاؤن، چک 9 فورڈواہ اور دیہات سوختہ کے واٹر سپلائی سکیموں کے قیمتی ڈیزل انجن اور دوسری مشینری کے علاوہ پائپ سمیت سامان کو خرد برد کر لیا گیا جبکہ نئی واٹر سپلائی سکیم کا کلورینیشن پلانٹ، گیس سلنڈر اور دوسرا کئی قیمتی مشینری کا سامان بھی غائب ہو گیا لیکن آج تک غائب شدہ مشینری کا سامان کا سراغ نہیں لگ سکا۔ ملوث اہلکاروں کے خلاف کسی قسم کی تادیبی کارروائی نہیں کی گئی۔ ظاہر ہے کہ اس شعبہ کی اصلاح احوال ہونے کے بجائے مزید کرپشن اور لوٹ مار کا سلسلہ جاری ہونے کا سبب بنا ہوا ہے۔ یہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ واٹر سپلائی سکیموں کی مشینری کی مرمت کے نام پر ہزاروں لاکھوں روپے کے اخراجات کو ریکارڈ میں ظاہر کیا جا رہا ہے۔ جن پانچ سے غیر قانونی واٹر کنکشن دینے کا سلسلہ جاری ہے۔ پرائیویٹ سیکٹر میں ٹینکوں کے ذریعے پانی دینے کی آمدنی ...

مقامی فیکٹری نے سیم نالے میں بند بنا کر راستہ بنا لیا، مکینوں کا زبردست احتجاج

چنیوٹ (نامہ نگار) چنیوٹ گتہ کی فیکٹری کو راستہ بنانے کیلئے سیم نہر کی مٹی سے نئی نہر میں بند بنا دیا۔ علاقہ کے مکینوں کا زبردست احتجاج، ناظم یونین کونسل نے متعلقہ افراد کے خلاف ایس ڈی او کو اپیل کو فوری کارروائی کرنے کی ہدایت کر دی اور متعلقہ افراد کو دو روز کے اندر اندر اس ناجائز قبضہ کو ختم کرنے کا تحریری نوٹس بھجوا دیا۔ تفصیلات کے مطابق چنیوٹ شہر کا بڑا سیم نہر جس میں دور دراز کے علاقوں کا گندا پانی اکٹھا ہو کر چناب میں ...

جا رہا ہے فیصل آباد روڈ پر ... کو جانے والے بائی پاس موضع چکڑی والا کے قریب نئی فیکٹری بنانے والے نامعلوم افراد نے اپنی گتہ فیکٹری کو جانے کیلئے راستہ بنانے کی خاطر ناجائز اور غیر قانونی طور پر نہر کے کناروں کی مٹی سے ہی نہر میں بند باندھ کر پختہ راستہ بنا لیا۔ جس پر موضع چکڑی کے مکینوں کے علاقوں کے گندے پانی کی نکاسی اور اچانک سیلاب کی صورت میں زبردست خطرہ کے پیش نظر علاقہ کے یونین کونسل کے ناظم میاں شوکت عظیم کو صورتحال سے آگاہ کیا جنہوں نے فوری طور پر متعلقہ افراد کو ناجائز قبضہ ختم کر کے سیم نہر کے پانی کی بحالی کا نوٹس جاری کر دیا ہے۔



بورے والا تحصیل ناظم چودھری عثمان احمد وڑائچ، ایم پی اے ڈاکٹر نذیر احمد مسعود وڑائچ، تحصیل نائب ناظم رانا مظفر خاں تحصیل کونسل میں آنے والے بازی کشیدگی کے خاتمے کا اعلان کر رہے ہیں

رواں ماہ کے آخر میں محکمہ صحت میں بھرتی شروع ہو جائے گی

حکومت پنجاب نے بیروزگاری غربت اور جہالت کے خاتمے کا عہد کر رکھا ہے

بھرتیاں خالصتاً میرٹ کی بنیاد پر ہوں گی: صوبائی وزیر صحت ڈاکٹر طاہر علی جاوید

شکرگڑھ (نامہ نگار) منسٹری آف ہیلتھ مئی کے آخر میں بھرتی کے سلسلہ میں اخبارات میں اشتہار دے گی۔ جس میں آسامیوں کی تعداد اور نوعیت کی تفصیل درج ہو گی۔ حکومت پنجاب نے سپیشل بچوں کیلئے خصوصی مراعات کا پیکج ...

انہوں نے ایک جامع پلان تیار کیا ہے۔ محکمہ ہیلتھ کی خالی آسامیاں پر ہزاروں کی تعداد میں بھرتی ہو گی جو خالصتاً میرٹ کی بنیاد پر کی جائے گی۔ میڈیکل کالجز میں داخلے میرٹ کی بنیاد پر ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ ...

... صوبائی وزیر ... ڈاکٹر محمد سرور صادق اور محکمہ ہیلتھ کے حکام بھی موجود تھے۔ ڈاکٹر طاہر علی جاوید نے کہا کہ حکومت پنجاب نے عہد کیا ہے کہ بیروزگاری، غربت، جہالت کو ختم کیا جائے اور اس سلسلہ میں وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز ...

... کو خوبصورت بنانے کیلئے بھرپور اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ مریضوں کی سہولت کیلئے فری کیمپوں کا انعقاد بھی کیا جا رہا ہے۔

سرگودھا میں موٹر سائیکل چوروں کے گروہ کا انکشاف

سرگودھا (نامہ نگار) 96 جنوبی میں موٹر سائیکل چوروں کا گروہ کا انکشاف ہوا ہے تفصیل کے مطابق ملزم کو مبینہ طور ... کے قریب دوران چیکنگ 96 جنوبی کے ... جاوید اقبال کو موٹر سائیکل پر روکا جس کے کاغذات مشکوک ہونے پر موٹر سائیکل کو تھانہ صدر میں بند کر دیا گیا اور ...

رپورٹ آ گئی ہے کہ یہ نمبر ایک دین کو مصری خان نام کے نام پر رجسٹرڈ کیا گیا تھا اس کے علاوہ ... لیبارٹری نے بھی تصدیق کر دی ہے کہ موٹر سائیکل کے انجن اور چیسز نمبر کو ٹمپر کیا گیا ہے۔ پولیس تھانہ صدر کے سب انسپکٹر ... ملزمان کی گرفتاری کیلئے چھاپے مار رہے ہیں ... ملزم روپوش ہو گئے ہیں۔ ملزموں کی گرفتاری کے بعد سرگودھا میں موٹر سائیکل چوری کی وارداتوں میں کمی ہو گی ...

فرقہ وارانہ تصادم میں ملوث کسی ملزم سے رعایت نہیں برتی جائے گی

پولیس نے مزید 22 افراد کو گرفتار کر کے عدالت پیش کر دیا، جنہیں جیل بھیج دیا گیا ہے

تصادم کے دوران استعمال ہونے والے اسلحہ کی تلاش کا کام بھی جاری ہے

شہر میں امن و امان کی صورتحال کنٹرول میں ہے: اے ایس پی بھلوال ملک کامران

پھلروان (نامہ نگار) پھلروان میں فرقہ وارانہ کشیدگی اور خونریز تصادم کے نتیجہ میں پھلروان تھانہ میں درج مقدمات میں ملوث مبینہ مجموعی ملزمان 147 جن میں سے پہلے روز پولیس نے سات افراد کو گرفتار کر لیا تھا کے بعد اب ...

بائیکورٹ سے گرفتاری ہے جبکہ مقامی پولیس نے کونسلر راشد نواز کے بیٹے عبدالرؤف جو مبینہ طور پر کالعدم سپاہ صحابہ کا عہدیدار بھی تھا کا پانچ روز کیلئے دہشت گردی کی عدالت سے ریمانڈ حاصل کر لیا ہے۔ مقامی پولیس اور ...

پولیس نے چار جواریوں کو گرفتار کر کے جوئے پر لگی رقم برآمد کر لی

جھنگ (نامہ نگار) پولیس نے مخبری پر جوا کھیلتے ہوئے چار جواریوں کو رنگے ہاتھوں گرفتار کر کے داؤ پر لگی رقم قبضہ میں لے لی۔ تفصیلات کے مطابق پولیس کو مخبری ہوئی کہ گورنمنٹ اسلامیہ کالج کے گراؤنڈ میں 4 افراد بڑی بڑی رقمیں داؤ پر لگا کر بذریعہ کوڑی دانہ جوا کھیل رہے ہیں جنا پر اطلاع پر اسسٹنٹ سب انسپکٹر شفیق الرحمن نے مطلوبہ مقام پر فوری طور پر چھاپہ مار کر بذریعہ کوڑی دانہ جوا کھیلتے ہوئے نذیر احمد، فلک شیر، نیاز اور شکیل کو رنگے ہاتھوں قابو میں کر کے داؤ پر لگی 2170 روپے کی رقم اور کوڑی دانہ قبضہ پولیس میں لے کر ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا۔

طلبہ کیلئے پندرہ روزہ تفریحی اور تعلیمی ورکشاپ 17 مئی سے اسلام آباد میں شروع ہو گی

جھنگ (نامہ نگار) مرکزی آل ایس او میٹرک کے امتحانات ... کے بعد ... پندرہ روزہ "تفریحی اور تعلیمی ورکشاپ" 17 تا 31 مئی 2003ء، اسلام آباد میں منعقد کر رہی ہے۔ اس بات کا اعلان ... جھنگ ... حسن رضا ... نے ...

فروغ سے ہی معاشرتی امن اور باہمی ایثار و مروت کی فضا قائم کی جا سکتی ہے۔ ہر صاحب بصیرت خصوصاً علماء کرام پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ انسانوں کی کردار سازی کیلئے اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ ان خیالات کا اظہار پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرین کے رہنما رکن قومی اسمبلی شیخ انعام الحق پراچہ نے مذہبی تنظیموں کے رہنماؤں، تاجروں اور طلبہ کے وفود سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کے دوران کیا۔ انہوں نے بعض علاقوں میں مذہبی حوالے سے ہونے والے تصادم پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ ایسی صورتحال ہی قوموں کو ترقی سے دور رکھتی ہے۔ شیخ انعام الحق پراچہ ایم این اے نے کہا کہ چھوٹے چھوٹے اور فروعی مسائل کو ترک کر کے ہمیں اپنے آفاقی ... اور یہ تب ہی ممکن ہے۔ جب ہم قرآن و سنت کے اصولوں کو انفرادی طور پر اپنا کر اجتماعی امن و سلامتی اور ایثار و رواداری کی فضا قائم کریں۔ شیخ انعام الحق پراچہ ایم این اے نے تاجر برادری کو یقین دہانی کرائی کہ ان کے مسائل کے حل کیلئے وہ ہر سطح پر آواز اٹھائیں گے۔ انہوں نے ان سے اپیل کی کہ وہ معاشرہ سے غربت و افلاس کے خاتمہ اور عوام کو ملاوٹ سے پاک ارزاں نرخوں پر ضروریات زندگی کی فراہمی کو یقینی بنائیں۔ طلبہ وفد سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وہ معیاری تعلیم کے فروغ کیلئے بالخصوص قومی اسمبلی کے حلقہ این اے 64 میں بہتر اور اعلیٰ تعلیمی سہولیات کی فراہمی نیز بیروزگاری کے خاتمہ کیلئے عملی کوششیں کر رہے ہیں۔

مغربی و بھارتی ذرائع ابلاغ کو سوچے سمجھے منصوبے کے تحت عوام پر مسلط کیا جا رہا ہے۔ عبدالقدیر راہی

سیالکوٹ (نامہ نگار) ارباب اختیار سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مغربی اور بھارتی اقدار ذرائع ابلاغ کے ذریعے قوم پر مسلط کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جس کا مقصد قوم اور خصوصاً نوجوانوں کو کھیل تماشوں میں مصروف کر کے انہیں اصل مقاصد اور اہداف سے دور کرنا ہے۔ یہ بات جماعت اسلامی کے مقامی ذمہ داران کے ماہانہ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے امیر ضلع عبدالقدیر راہی نے کی۔ اجلاس میں ایک قرارداد میں ملک میں بدامنی، قتل و غارت گری، دہشت گردی، چوری ڈکیتی کی وارداتوں پر بھی تشویش کا اظہار کیا گیا ہے۔

شہری کو غیر قانونی حراست میں رکھنے پر تھانیدار کیخلاف مقدمہ درج کرنے کا حکم

سیالکوٹ (نامہ نگار) ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج چوہدری ظفر حسین نے تھانہ مراد پور کے ایک سب انسپکٹر یعقوب کے خلاف ایک شہری کو غیر قانونی طور پر حراست میں رکھنے کے الزام میں مقدمہ درج کرنے کا حکم دیدیا۔ تفصیلات کے مطابق ایک عورت ارشاد بی بی نے فاضل عدالت میں درخواست دی کہ مراد پور تھانہ پولیس نے اس کے بیٹے بابر حسین کو غیر قانونی طور پر حراست میں رکھا ہوا ہے۔ عدالت نے بیلف مقرر کیا۔ تاہم بیلف نے رپورٹ دی کہ محبوس کے خلاف اگرچہ ایف آئی آر درج ہے مگر وہ حراست میں لئے جانے کے بعد کی ہے جس پر عدالت نے محبوس کو آزاد کرتے ہوئے گذشتہ روز فریقین کے دلائل سننے کے بعد مذکورہ اے ایس آئی کے خلاف مقدمہ درج کرنے کا حکم دیدیا۔

پٹرول پمپ مالک سے غنڈہ گردی پر تھانیدار معطل

وزیر آباد (نامہ نگار) ایس ایس پی گوجرانوالہ سید مسعود عزیز نے تھانہ صدر کے سب انسپکٹر محمد صدیق وڑائچ کو مقامی پٹرول پمپ کے مالک کے ساتھ مبینہ غنڈہ گردی کرنے کے الزام میں معطل کر کے لائن حاضر کر دیا ہے علاوہ ازیں اے ایس پی وزیر آباد وقار احمد چوہان کو سات یوم کے اندر انکوائری مکمل کر کے رپورٹ کرنے کا حکم صادر کیا۔

گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول چک جھمرہ میں سالانہ تقریب تقسیم انعامات

چک جھمرہ (نامہ نگار) گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول چک جھمرہ میں سالانہ تقریب تقسیم انعامات منعقد ہوئی۔ تقریب کی صدارت سکول کے پرنسپل چوہدری محمد منیر نے کی جبکہ مہمان خصوصی تحصیل کونسل چک جھمرہ کے ناظم چوہدری فواد احمد چیمہ تھے۔ تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ نعت رسول مقبولؐ پروفیسر محمد خاں چشتی نے پیش کی۔ سکول کے پرنسپل نے میٹرک اور ہائر سیکنڈری سکولز کے نتائج پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ ان کا سکول فیصل آباد ڈویژن میں اپنی شاندار کارکردگی کے باعث نمایاں رہا ہے اور فیصل آباد کے متعدد کالجوں کے مقابلے میں گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول کے زیادہ طلبہ پاس ہوئے ہیں۔ مہمان خصوصی چوہدری فواد احمد چیمہ کے علاوہ ماہر امراض چشم ڈاکٹر محمد افضال چیمہ، یونین کونسل کے ناظم مقبول انصاری اور حاجی لطیف جاوید پوار نے سفیان علی، خاور شفقت اور طلبہ کو انعامات دیئے۔

تین سال قبل پولیس مقابلے میں جاں بحق ہونے والے شخص کے مقدمہ کی تفتیش کیلئے اے ایس پی کی زیر نگرانی تین رکنی پینل تشکیل دے دیا گیا

حیدر آباد ٹاؤن (نامہ نگار) نواحی فاطمہ جناح کالونی چک 71 شمالی میں تین سال قبل پولیس مقابلہ میں جاں بحق ہونے والے ایک شخص قربان عرف قربانہ بٹ کے مقدمہ قتل کی تفتیش کیلئے اے ایس پی کی نگرانی میں تین رکنی پینل تشکیل دے دیا گیا۔ جس کی منظوری کے بعد تفتیش شروع ہو جائے گی۔ گذشتہ روز مقدمہ قتل کا مبینہ ملزم تھانیدار بشیر باجوہ اور مدعی فریق ڈی پی او سرگودھا ڈاکٹر طارق مسعود یسین کے سامنے پیش ہوئے تو اس دوران ایک تفتیشی پولیس پینل تشکیل دینے پر اتفاق کیا گیا جس میں اے ایس پی بھلوال، ایس ایچ او کوٹ مومن اور سٹی سرگودھا شامل ہوں گے۔ اس کی منظوری ایڈیشنل آئی جی پنجاب دیں گے۔ یاد رہے کہ مقابلہ میں قربان بٹ اور پولیس کا کنسٹیبل عابد جاں بحق ہو گئے تھے۔ عدالت عالیہ کے حکم پر شہری کے قتل کا مقدمہ پولیس والوں کے خلاف درج ہوا تھا۔

بجلی بند رہے گی

☆☆☆ سیالکوٹ (نامہ نگار) 18 مئی کو چنی شیخاں فیڈر صبح 8 سے 12 بجے تک 17 مئی کو حبیب پورہ فیڈر صبح 9 سے 1 بجے تک۔ 18 مئی کو شادیوال فیڈر صبح 8 بجے سے 12 بجے تک۔ 19 مئی کو مسلم ٹاؤن فیڈر 9 بجے سے ایک بجے تک اور 21 مئی کو کوٹلی لوہاراں فیڈر صبح 9 بجے سے ایک بجے دوپہر تک بند رہیں گے۔

چوہدری نذیر احمد کی وفات پر تعزیتی اجلاس

سیالکوٹ (نامہ نگار) اخبار فروش یونین کے بانی چوہدری نذیر احمد کی رحلت پر گذشتہ روز ایک تعزیتی اجلاس ہوا۔ جس کی صدارت صدر نیوز پیپرز ایجنٹس کونسل محمد فاضل بختیار نے کی۔ اجلاس میں جنرل سیکرٹری نیوز پیپرز ایجنٹس کونسل منیر احمد بٹ، قاری محمد حنیف انصاری، ڈاکٹر ارشد احسان الٰہی، رشید احمد سندھو، حاجی سلیم تلکار، اشفاق نیاز، وسیم باری، ندیم باری، جمیل چوہدری، ہمایوں اقبال ملک، چوہدری صفدر، نبی احمد فراز، حاجی ارشد، نوید اختر عمیق، اشرف کمال، مرزا جمیل نے شرکت کی اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی۔ نیز ناظم یونین کونسل ہیڈ مرالہ ملک محمد خان، ایم یونس چوہدری، محبوب الٰہی، کونسلر چوہدری محمد اسلم گجر، چوہدری محمد مصطفیٰ، رانا محمد رفیق، چوہدری محمد زبیر، ذوالفقار علی بھنو، پرائیویٹ سکولز ایسوسی ایشن کے ذوالفقار شاہ، یونس قادری، اصغر باجوہ، نعیم مغل، چوہدری برکت علی، انور علی خان اور محمد اقبال بٹ نے بھی گہرے دکھ اور غم کا اظہار کیا ہے۔ دریں اثناء پریس کلب کوٹلی لوہاراں کے تعزیتی اجلاس میں بھی چوہدری نذیر احمد کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کیا گیا اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

صدر پریس کلب سجاد عباس نیازی نے کی اور مہمان گرامی میں خرم شہزاد ملک ڈسٹرکٹ انچارج پاکستان بیت المال سرگودھا سوشل ویلفیئر آفیسر جاوید اقبال مشہور سماجی و سیاسی شخصیت خالق داد وڑائچ تھے اس تقریب میں یوم مئی کی ... مزدوروں کے استحصال کے خاتمے پر زور دیا تقریب کے اختتام پر صدر تقریب سجاد عباس نیازی نے پاکستان بیت المال کی غریبوں کی مدد کی خدمت کی تعریف کی اور کہا کہ پاکستان بیت المال خرم شہزاد ملک کی قیادت میں ایک فعال ادارے کے طور پر کام کر رہا ہے آخر میں نمایاں پوزیشن لینے والے طلبہ میں انعامات تقسیم کئے گئے تقریب میں بچوں نے موقع کے حوالے سے خاکے پیش کئے۔

ڈیف اینڈ ڈمب ویلفیئر سوسائٹی کے زیر اہتمام آج تقریب ہو گی

سرگودھا (نامہ نگار) ڈیف اینڈ ڈمب ویلفیئر سوسائٹی سرگودھا کے صدر اشفاق گجر زیر انتظام عید میلادالنبی کے موقع پر 15 مئی بروز جمعرات کو ڈیف سوسائٹی کے دفتر زست پلازہ میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا ہے جس میں سرگودھا ڈویژن کے گونگے و بہرے افراد شرکت کریں گے اس تقریب کے مہمان خصوصی ممبر قومی اسمبلی تسنیم احمد قریشی ہوں گے۔

عملہ صفائی کی کمی کی وجہ سے جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں: کونسلر مرزا محمد امجد

سرگودھا (نامہ نگار) یونین کونسل 150/10 کے کونسلر مرزا محمد امجد نے کہا ہے کہ حلقہ میں صفائی کے انتظام کیلئے سینٹری ورکروں کی کمی کے باعث گندگی کے ڈھیر جگہ جگہ پڑے ہیں اور منتخب نمائندوں کو عوام کے سامنے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن حلقہ کی ضرورت کے مطابق سینٹری ورکروں کی ڈیوٹیاں لگائے انہوں نے کہا ہے کہ یونین کونسل 150/10 کی مختلف گلیوں میں سولنگ اور سیوریج کا مسئلہ ہے جن کا حل بہت ضروری ہے تحصیل ناظم ڈاکٹر لیاقت علی خان شہر کو خوبصورت بنانے کیلئے بہت کام کر رہے ہیں وہ ہمارے حلقہ کی طرف بھی توجہ فرمائے تاکہ مقامی رہائشیوں کی بھی داد رسی ہو سکے۔

گوجرہ پریس کلب کا اجلاس

گوجرہ (نامہ نگار) گوجرہ پریس کلب رجسٹرڈ کا ایک اجلاس ہوا جس میں ڈپٹی ڈائریکٹر ٹوبہ تعلقات عامہ و اطلاعات محمد عابد کیلئے صحتیابی کی دعا کی ہے۔ موصوف کو اچانک طبیعت خراب ہونے پر الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں داخل کیا گیا ہے۔

عید میلادالنبیؐ کے سلسلے میں تقریب کا انعقاد

گوجرہ (نامہ نگار) قائداعظم انٹر کالج حفیظ پارک میں جشن میلادالنبیؐ کے سلسلہ میں ایک تقریب پرنسپل کالج ہذا حافظ عبدالوحید کی صدارت میں منعقد ہوئی جس میں بچوں کو اعلیٰ تقریری نعت اور تلاوت کے معیار پر انعامات دیئے گئے۔

ایم این اے تسنیم احمد قریشی کی سرگودھا جیل میں قید سابق ایم این اے عبدالحمید سے اچانک ملاقات، خیریت دریافت کی

سرگودھا (نامہ نگار) سرگودھا سے پیپلز پارٹی کے ایم این اے تسنیم احمد قریشی کی ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا میں کرپشن کیس میں گرفتار سابق ایم این اے نیب سے سزا یافتہ عبدالحمید سے اچانک اس وقت ملاقات ہو گئی جب ایم این اے تسنیم احمد قریشی ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا میں قیدیوں سے ملاقات کر رہے تھے اس موقع پر تسنیم احمد قریشی نے عبدالحمید کی خیریت دریافت کی اور انہیں تسلی دی۔

پروفیسر رفیق 16 مئی کو سیالکوٹ میں خطاب کرینگے

سیالکوٹ (نامہ نگار) پروفیسر احمد رفیق اختر 16 مئی بروز جمعۃ المبارک تین بجے سہ پہر ٹاؤن ہال سوئی سکواڈ سیالکوٹ میں خطاب کریں گے۔

سرگودھا میں موٹر سائیکل چوروں کے گروہ کا انکشاف

سرگودھا (نامہ نگار) 96 جنوبی میں موٹر سائیکل چوروں کے گروہ کا انکشاف ہوا ہے تفصیل کے مطابق ... کے قریب دوران چیکنگ 96 جنوبی کے ندیم حسین اور جاوید اقبال کو موٹر سائیکل پر روکا جس کے کاغذات مشکوک ہونے پر موٹر سائیکل کو تھانہ صدر میں بند کر دیا گیا اور کاغذات کی جانچ پڑتال کرائی گئی اور منٹگمری ساہیوال سے رپورٹ آگئی ہے کہ یہ نمبر ایک وین کو مصری خان نام کے نام پر رجسٹرڈ کیا گیا تھا اس کے علاوہ لاہور لیبارٹری نے بھی تصدیق کر دی ہے کہ موٹر سائیکل کے انجن اور چیسز نمبر کو ٹمپر کیا گیا ہے پولیس تھانہ صدر کے سب انسپکٹر ... ملزم روپوش ہو گئے ہیں۔ ملزموں کی گرفتاری کے بعد سرگودھا میں موٹر سائیکل چوری کی وارداتوں میں کمی ہو گی اور اہم انکشاف کی توقع ہے ملزمان موٹر سائیکل چوری کر کے جعلی نمبر لگا کر فروخت کرنے کا دھندہ کرتے تھے۔

نوجوان کسی بھی جماعت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں

جرأتمند اور دلیر کارکنوں والی جماعتیں ہمیشہ زندہ رہتی ہیں: حافظ شاہد امین

گوجرہ (نامہ نگار) اہلحدیث یوتھ فورس پاکستان کے مرکزی صدر حافظ شاہد امین اور مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے رہنما علامہ عبدالرشید مجاہد نے کہا ہے کہ نوجوان کسی بھی جماعت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسلئے ہمیں نوجوانوں کو یونٹ سازی کے ذریعے ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنا چاہئے اور رابطہ مہم تیز کرنی چاہئے۔ اہلحدیث ایک تحریک کا نام ہے جس کا مقصد صرف قرآن و سنت کا نفاذ اور اللہ اس کے رسول کی اطاعت ہے۔ وہ گذشتہ روز جامع مسجد صدیقیہ میں اہلحدیث یوتھ فورس کے ڈویژنل اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ جس جماعت کے کارکنوں میں جرأت، بہادری اور دلیری ہو وہ جماعت ہمیشہ زندہ رہتی ہے۔ اہلحدیث یوتھ فورس کے کارکن مرکزی جمعیت اہلحدیث کے بازو ہیں۔ علامہ پروفیسر ساجد میر ہمارے قائد ہیں۔ ان پر کیچڑ اچھالنے والے جماعت کے دشمن ہیں۔ ہمیں کسی فورم پر اپنے قائدین اور جماعت کے خلاف تنقید نہیں کرنی چاہئے بلکہ احترام کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ اہلحدیث یوتھ فورس ملک کے نوجوانوں کی واحد منظم اور فعال تنظیم ہے۔ موجودہ حکومت نے نوجوان نسل کو عریانی اور فحاشی کے ذریعے تباہ کر دیا ہے۔ ہمیں منشیات، عریانی اور فحاشی کے خلاف جہاد کرنا ہو گا۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: ڈی سی او نسیم اختر کیانی ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی کے ایک اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں

محکمہ تعلیم پنجاب نے انگلش ٹیچرز بارے سپریم کورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا

جھنگ (نامہ نگار) محکمہ تعلیم حکومت پنجاب نے انگلش ٹیچرز کے سپریم کورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد کیلئے نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے۔ اس سلسلہ میں ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشنز (سیکنڈری ایجوکیشن) پنجاب کے جاری کردہ مراسلہ کے ذریعے تمام اضلاع کے ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ افسران تعلیم کو فیصلے کی کاپی فراہم کرتے ہوئے اس پر عملدرآمد کرنے کی ہدایت کی ہے۔ انگلش ٹیچرز ایسوسی ایشن پنجاب کے صدر حمید اللہ خان نیازی، جنرل سیکرٹری شہباز محمود، سینئر نائب صدر سرفراز علی، سیکرٹری اطلاعات اور دیگر رہنماؤں نے اس نوٹیفکیشن کے اجراء پر اظہار تشکر ادا کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ 1973ء کے آئین اور پنجاب سول سرونٹس رولز 1974ء کے مطابق انگلش ٹیچرز کا سروس سٹرکچر تشکیل دیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ کنٹریکٹ پر ظاہر کرنے والے بنیادی حقوق جو معطل تھے کو بحال کیا جائے۔

گھر سے باہر کھڑی کار چوری

جھنگ (نامہ نگار) نامعلوم چور گھر سے باہر کھڑی کار لے کر فرار ہو گئے۔ تفصیلات کے مطابق معروف سماجی شخصیت ماسٹر محمد حبیب نے اپنی گاڑی نمبری ایل ایچ ایکس 7175 اپنے گھر واقع محلہ چندا نوالہ جھنگ صدر کے باہر کھڑی کی اور مکان کے اندر چلا گیا۔ کچھ دیر کے بعد جب باہر آیا تو لاکھوں روپے مالیت کی گاڑی غائب تھی۔ پولیس نے مقدمہ درج کر لیا۔

جشن میلادالنبیؐ کا پیغام

شاہ پور صدر (نامہ نگار) شاہ پور شہر کی مرکزی جامع مسجد غوثیہ میں جشن عید میلادالنبیؐ کے سلسلہ میں جلسہ و جلوس کا پروگرام جاری ہے۔ یہ بات مولانا محمد یعقوب چیئرمین میلاد کمیٹی و منتظم مسجد نے بتائی۔ انہوں نے کہا کہ میلادالنبیؐ کے یہ پروگرام زیر سرپرستی پر طاہر حسین شاہ ہو رہے ہیں۔ 15 مئی کو مولانا صبغت اللہ، مولانا ظہور احمد اور دیگر علماء خطاب کریں گے اور جمعرات کو جلوس صبح 8 بجے شروع ہو گا۔ راستوں کو آرائشی محرابوں سے سجایا گیا ہے۔

آج سنی تحریک جھنگ کے زیر اہتمام عظیم الشان جلوس نکالا جائے گا

جھنگ (نامہ نگار) سنی تحریک جھنگ کے رہنما شہزاد حسن خان کی پریس ریلیز کے مطابق 12 ربیع الاول کو ٹھیک نو بجے صبح سنی تحریک کے زیر اہتمام تالاب کمیٹی سے جشن عید میلادالنبیؐ کے سلسلہ میں ایک عظیم الشان جلوس نکالا جائے گا جس کی قیادت صوفی محمد معظم نوشاہی مصطفوی نقشبندی اور سنی تحریک کے ضلعی سربراہ نصیر احمد مصطفائی کریں گے۔ اسی روز جامع مسجد نور اسلام سیلائٹ ٹاؤن سے بھی ایک جلوس زیر قیادت قاری انعام المصطفیٰ سیالوی نکالا جائے گا۔ اس کے علاوہ جشن عید میلادالنبیؐ کے سلسلہ میں 12 ربیع الاول کو پل دو آنہ پر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہو رہا ہے جس سے معروف علماء کرام خطاب کریں گے۔ مختلف چوک سے ہزاروں لوگ جلوس کی شکل میں جلسہ گاہ پہنچیں گے۔

بہاولنگر: ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو خالد مسعود رانا ریونیو افسران کے ماہانہ اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں

یبل کی ذریعے فراہم ... 17 مئی سے اسلام آباد میں شروع ہو گی

طلبہ کیلئے پندرہ روزہ تفریحی اور تعلیمی ورکشاپ 17 مئی سے اسلام آباد میں شروع ہو گی

جھنگ (نامہ نگار) مرکزی آئی ایس او ... پندرہ روزہ "پیام نور" تربیتی، تفریحی اور تعلیمی ورکشاپ 17 تا 31 مئی 2003ء اسلام آباد میں منعقد کر رہی ہے۔ اس بات کا اعلان یونٹ صدر جھنگ شیر حسن رضا عباس نے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا ہے کہ مذکورہ ورکشاپ میں آئی ایس او جھنگ شہر بھرپور شرکت کرے گی تاکہ نوجوان تربیت حاصل کر کے کردار سازی اور معاشرہ سازی میں اہم کردار ادا کر سکیں اور فروغ تنظیم میں بھی معاون ثابت ہوں۔ انہوں نے مزید کہا کہ آئی ایس او نوجوانوں کو فاسد ماحول سے پاک کر رہی ہے اور اصلاح معاشرہ میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

امت مسلمہ کو متحد ہو کر فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کرنی چاہئے: صاحبزادہ محمد قادری

جھنگ (نامہ نگار) سی بی آر کے چیئرمین سمیت سینکڑوں قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے کیونکہ قادیانیوں کی ہمدردیاں یہود و نصاریٰ کے ساتھ ہیں اور شاہ فیصل، ذوالفقار علی بھٹو کی وفات، سقوط ڈھاکہ کا ملال اور بغداد پر خوشیاں منانے والا یہ طبقہ جسد ملت پر کینسر ہے۔ ان خیالات کا اظہار انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پنجاب کے چیف آرگنائزر صاحبزادہ محمد قادری نے جامعہ مدینہ بنات الاسلام محلہ چندا نوالہ میں اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی گروہ کو امریکہ و برطانیہ کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے اور امریکہ کی طرف سے قادیانیوں کے حقوق کے تحفظ کا مطالبہ معنی خیز ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ امت مسلمہ کو متحد ہو کر اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔

جمعیت علمائے اسلام سرگودھا کی مجلس عاملہ کا اجلاس

سرگودھا (نامہ نگار) 13 مئی جمعیت علماء اسلام سرگودھا کی مجلس عاملہ کا اجلاس گذشتہ روز مولانا قاری محمد ایوب صدیقی نائب امیر جمعیت علماء اسلام سرگودھا کی صدارت میں مختلف امور کی تنظیم سازی 19 مئی کو علماء کنونشن اور اسلامی سیرت کانفرنس کے سلسلہ میں غور و خوض کیا گیا۔ 31 مئی کو قائد جمعیت مولانا سمیع الحق دوپہر 4 بجے پریس کانفرنس سے خطاب کریں گے۔

سرائیکی حقوق کی جدوجہد میں بڑی قربانیاں دی ہیں مگر کبھی سودے بازی نہیں کی: بیرسٹر تاج محمد خان لنگاہ

جھنگ (نامہ نگار) پاکستان کی تمام زبانوں کا احترام ہوں لیکن دوسری زبانوں کے ساتھ ساتھ سرائیکی زبان کو بھی اس کا جائز مقام ملنا چاہئے۔ یہ بات پاکستان سرائیکی پارٹی کے سربراہ بیرسٹر تاج محمد خان لنگاہ نے جھنگ میں ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ سرائیکی حقوق کی جدوجہد کے حوالے سے ہم نے بڑی قربانیاں دی ہیں مگر علاقہ کے حقوق کے حوالے سے ہم نے کبھی سودے بازی نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق سرائیکی علاقہ میں زیر تعلیم بچوں کو ان کی مادری زبان میں تعلیم دی جائے جبکہ بھرپور جدوجہد کرتے ہوئے ہم نے اسلامیہ یونیورسٹی میں سرائیکی زبان کا شعبہ قائم کروا دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ 1962ء سے سیاست کر رہا ہوں۔ اسی لحاظ سے لوگ مجھے سیاسی استاد کہتے ہیں۔ تاج محمد لنگاہ نے مزید کہا کہ ہم سب لوگ درمیانہ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ملک سے جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ چاہتے ہیں۔

بیوہ کی جھونپڑی کو آگ لگنے سے تمام عمر کی جمع پونجی جل کر خاکستر ہو گئی

جھنگ (نامہ نگار) تھانہ اٹھارہ ہزاری کے قصبہ منڈے سیر میں بیوہ کی جھونپڑی کو آگ لگا دی گئی۔ بیوہ کی ساری جمع پونجی جل کر خاکستر ہو گئی۔ تفصیلات کے مطابق منڈے سیر میں رہائش پذیر ایک بیوہ مسماۃ (ن) کا پڑوسیوں سے کسی بات پر معمولی جھگڑا ہوا جس کا بدلہ لینے کیلئے ایک اوباش ناصر اور اس کی بہن مسماۃ (و) نے رات کے وقت بیوہ کی جھونپڑی کو آگ لگا دی۔ لوگوں نے آگ بجھانے کی کوشش کی مگر ناکام رہے اور بیوہ کا سارا سامان جل گیا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ بیوہ کا اکلوتا بیٹا چند سال قبل ہیپاٹائٹس بی کا شکار ہو کر فوت ہو گیا تھا جس کے بعد وہ انتہائی کسمپرسی کی حالت میں زندگی گزار رہی تھی۔

صوبیدار (ر) غلام رسول کی وفات پر جماعت اسلامی کے راہنماؤں کا اظہار افسوس

سیالکوٹ (نامہ نگار) جماعت اسلامی کے بزرگ رکن صوبیدار (ر) غلام رسول کی وفات پر ضلعی امیر عبدالقدیر راہی، امیر شہر حافظ ظفر اقبال، ممبر پنجاب اسمبلی ارشد محمود بگو ایڈووکیٹ، شیخ عتیق الرحمن، چوہدری انور ایڈووکیٹ گھمبار، ملک محمد اکرام اور محمد ذوالفقار بٹ نے اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم پوری زندگی جماعت اسلامی کے ساتھ وابستہ رہے اور سید مودودی کے قافلے میں شامل ہو کر دین اسلام کے قیام کے لئے جدوجہد میں مصروف عمل رہے۔ جماعت اسلامی کے رہنماؤں نے مرحوم کی دعائے مغفرت کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔

منشیات کی لعنت ختم کرنے کیلئے ہر ممکن وسائل بروئے کار لائے جائیں گے۔ سید حسن رضا جعفری

شاہ پور صدر (نامہ نگار) منشیات کی لعنت کو ختم کرنے کیلئے سماجی اداروں اور مقامی سطح پر ہر ممکن وسائل بروئے کار لائے جائیں گے۔ شہریوں میں اس کے بارے میں شعور اجاگر کرنے کیلئے واک کا اہتمام بھی کیا گیا اور سیمینار بھی منعقد کئے جائیں گے۔ یہ بات اینٹی منشیات کمیٹی کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے ڈپٹی ڈسٹرکٹ ریونیو آفیسر و چیئرمین کمیٹی سید حسن رضا جعفری نے کہی۔ جس میں ڈی ایس پی شاہ پور، حاجی عبدالحفیظ ایم ایس، ڈاکٹر محمد شبیر ڈپٹی ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر، ڈاکٹر حافظ عبدالقادر جیل سپرنٹنڈنٹ رائے عارف، ممبران الحاج محمد جمیل درانی، اختر حسین ہاشمی، فضل عباس خان، طفیل شاہ، پیر و انور، مقبول احمد، رانا محمد اعظم نے شرکت کی۔ رفاہی تنظیموں کے ذریعے منشیات کے عادی افراد کے بارے میں سروے کیا جائے گا۔

بجلی بند رہے گی

جھنگ (نامہ نگار) اسسٹنٹ منیجر (آپریشن) فیصل سول لائن سب ڈویژن جھنگ کی اطلاع کے مطابق ٹرانسفارمرز کے جمپرز کی تبدیلی و دیگر ضروری مرمت کے سلسلہ میں 16 تا 19 مئی مختلف فیڈرز بند رہیں گے۔ پروگرام کے مطابق 16 اور 19 مئی کو مدینی اور 16 تا 18 مئی کو سول لائن فیڈرز صبح 9 بجے سے 3 بجے سہ پہر تک بند رہیں گے۔ اس دوران مذکورہ بالا فیڈرز سے ملحقہ علاقوں میں بجلی بند رہے گی۔

عوامی مفادات کو نظر انداز کرنے والے سیاستدان ملک بدر ہو چکے ہیں

صدر مشرف نے اقتدار عوامی نمائندوں کو منتقل کر کے شاندار روایت قائم کی ہے

حکومت زرعی شعبہ میں انقلابی اقدامات کر رہی ہے: صوبائی وزیر عامر سلطان چیمہ

عشر کی ادائیگی سے انسانی مسائل حل ہو سکتے ہیں: میاں خادم حسین صوبائی وزیر عشر و زکوٰۃ

ہارون آباد (نامہ نگار) صوبائی وزیر آبپاشی چوہدری عامر سلطان چیمہ نے کہا ہے کہ خدمت کی سیاست کرنے والے آج منتخب نمائندوں کی حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں جبکہ عوامی مفادات کو نظر انداز کرنے والے لیڈر ملک بدر ہو چکے ہیں۔ مسلم لیگ (ق) کی حکومت اپنے منشور اور انتخابی وعدوں کے مطابق عوامی بہتری کے اقدامات کر رہی ہے اور جنرل پرویز مشرف نے وعدے کے مطابق الیکشن کے بعد اقتدار عوامی نمائندوں کے حوالے کر کے شاندار روایت قائم کی ہے کیونکہ ماضی کے فوجی حکمرانوں نے اس سلسلہ میں ہمیشہ وعدہ خلافی کی۔ وزیراعلیٰ پنجاب اور ان کی ٹیم زراعت کے شعبہ پر خصوصی توجہ دے رہی ہے اور ضلع بہاولنگر کو تین ہزار کیوسک زیادہ نہری پانی دیا جائے گا جس سے وارہ بندی اور پانی کے دیگر مسائل حل ہوں گے۔ نہری نظام میں بھی انقلابی اصلاحات کی جائیں گی اور ایک بہت بڑا پراجیکٹ اس سلسلہ میں تیار کیا گیا ہے۔ صوبائی وزیر عشر و زکوٰۃ میاں خادم حسین وٹو نے کہا کہ اگر زکوٰۃ اور عشر صحیح معنوں میں دیا جائے تو عوامی مسائل حل ہو سکتے ہیں کیونکہ انسانوں کی فلاح اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پر عمل کرنے میں ہے اور زکوٰۃ اسلام کا چوتھا رکن ہے اور صاحب نصاب پر فرض ہے۔ مسلمان اپنے مقصد کو بھول کر مسائل میں گھر گئے ہیں۔ صوبائی وزیر تکمیل نعیم اللہ شاہانی نے کہا کہ ہارون آباد اور فورٹ عباس جیسے پسماندہ علاقوں میں سٹیڈیم تعمیر کئے جائیں گے اور پنجاب حکومت انقلابی اقدامات کر رہی ہے۔ سینئر چوہدری ظفر اقبال نے کہا کہ ہماری فیملی نے ہر دور میں سیاسی میدان میں اس پسماندہ علاقے کی بھرپور خدمت کی ہے اور آئندہ بھی یہ مشن جاری رکھا جائے گا کیونکہ یہی ہماری سیاست اور منشور ہے۔ ایل ایف او کا راگ الاپنے والے عوام کے ساتھ مخلص نہیں ہیں۔ ضلعی ناظم علی اکبر وینس نے کہا کہ زراعت کو ترقی دینے کیلئے حکومتی اقدامات قابل تعریف ہیں اور موجودہ حکومت علاقے میں پانی کی کمی دور کرے گی اور عملی اقدامات کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ تقریب سے تحصیل ناظم ملک عبدالحق اور ایم پی اے چوہدری عبداللہ وینس نے بھی خطاب کیا۔

پسرور: مفتی محمد جمیل احمد بدایونی، سید خدا حسین شاہ جامعہ نعیمیہ رضویہ میں تقریب سے خطاب کر رہے ہیں

... رعایت نہیں دی جائے گی جبکہ کسی بھی بیگناہ کے خلاف ہرگز کارروائی نہیں کی جائے گی۔ ... کونسل بھلوال کے کونسلر ... تنظیم کے سرپرست تھے نے اپنی ضمانت لاہور ...

سوہدرہ میں پیر بشیر خورشید کے عرس کے موقع پر منعقدہ امام اعظم کانفرنس میں حاجی فضل کریم ایم این اے ضلعی ناظم گوجرانوالہ فیاض چٹھہ اور دیگر سیاسی و دینی رہنما تقریر کر رہے ہیں

عید میلاد النبی ﷺ پر اتحاد بین المسلمین کا پرجوش مظاہرہ کیا جائیگا

سرائے عالمگیر میں دینی تنظیموں کے نمائندوں کا اجلاس: میلاد جلوس مرکزی جامعہ مسجد سے شروع ہوگا

سرائے عالمگیر (نامہ نگار) عید میلاد النبی ﷺ کی تیاریوں کے سلسلہ میں تحصیل سرائے عالمگیر کی تمام دینی تنظیمات و علماء، مشائخ طلبہ تنظیموں، تاجر تنظیموں و عمائدین کا مشترکہ اجلاس مرکزی دارالعلوم حنفیہ رضویہ جی ٹی روڈ سرائے عالمگیر میں زیر صدارت حضرت علامہ مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی منعقد ہوا۔ صدر مرکزی میلاد کمیٹی سرائے عالمگیر حاجی ذوالفقار احمد چودھری نے شرکاء اجلاس کو بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ 15 مئی بروز جمعرات صبح 8 بجے مرکزی جلوس عید میلاد النبی ﷺ زیر قیادت مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی مرکزی دارالعلوم حنفیہ رضویہ جی ٹی روڈ سے شروع ہوگا۔ دوران جلوس شرکاء درکار دو عالم میں درود و سلام کے نذرانے پیش کریں گے۔ انہوں نے کہا عید میلاد النبی ﷺ کے روحانیت نواز موقع پر شہر کو بھرپور طریقہ سے آرائش کرنے کا انتظام کیا گیا۔ اس سلسلہ میں میلاد کمیٹی نے متعدد کمیٹیاں قائم کر دی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جلوس جامع مسجد سے بسم اللہ مسجد جائے گا۔ وہاں سے واپسی پر چوک عظمت مصطفی ﷺ میں حسب روایات عظیم الشان میلاد النبی ﷺ کانفرنس منعقد ہوگی۔ علمائے کرام رحمت عالم کی سیرت طیبہ پر روشنی ڈالیں گے۔ جلوس مین بازار سے ہوتا ہوا چوک جی ٹی روڈ سے واپس مرکزی جامع مسجد میں اختتام پذیر ہوگا۔ اس موقع پر عظمت مصطفی کانفرنس منعقد ہوگی جس سے ممتاز روحانی شخصیت علامہ خان محمد خان حیدر چشتی آف اٹک خصوصی خطاب کریں گے۔ حاجی ذوالفقار احمد چودھری نے عوام سے کہا کہ وہ میلاد مصطفی کے عزت نواز جلوس میں باوضو شرکت کریں۔ علمائے کرام و مشائخ عظام نے اپنے خطابات میں میلاد کمیٹی کے ذمہ داران کو یقین دلایا کہ رحمت عالم کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ تعظیم و توقیر مصطفی اہل ایمان کو اپنی جانوں سے بھی عزیز تر ہے۔ فروغ ذکر رسول رحمت ﷺ ہماری متاع حیات ہے۔

انجمن امامیہ جہلم کے زیر اہتمام میلاد محفلیں

جہلم (نامہ نگار) میلاد کمیٹی مرکزی انجمن امامیہ جہلم کے زیر اہتمام جشن ولادت مصطفی ﷺ کے سلسلہ میں ترتیب دیئے گئے پروگرام کے مطابق 20 سہ پہر 4 بجے مرکزی امام بارگاہ میں جلسہ ہوگا جس سے قائد اہلسنت صاحبزادہ پیر سید آصف گیلانی خطاب کریں گے جبکہ 22 مئی 4 بجے سہ پہر امام بارگاہ میں زنانہ محفل میلاد ہوگی جس میں ذاکرات میلاد پڑھیں گی۔

خواتین کی محفل میلاد ہوئی

جہلم (نامہ نگار) چیئرمین دینی کمیٹی ابو طاہر خان کے گھر خواتین کی محفل میلاد ہوئی جس میں خواتین کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ محفل میں خواتین نے میلاد پڑھ کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں گلہائے عقیدت پیش کئے۔

سکول میں محفل قرآن خوانی ہوگی

وزیر آباد (نامہ نگار) نوشین جونیئر ماڈل سکول میں 12 ربیع الاول کو جشن یوم ولادت محمد مصطفی ﷺ انتہائی عقیدت و احترام اور تزک و احتشام سے منایا جائے گا۔ علی الصبح قرآن خوانی اور درود کی محافل منعقد ہوں گی۔ بعد ازاں طلبہ و طالبات میں عشق مصطفی ﷺ کے عنوان سے تقریری مقابلہ منعقد کروایا جائے گا۔ جس کی مہمان خصوصی تحصیل کونسل کی رکن مسز شاہین شکیل ملک ہوں گی جو نعتوں اور تقاریری مقابلے میں حصہ لینے والوں بچوں میں انعامات بھی تقسیم کریں گی۔

حضور اکرم ﷺ کی دنیا میں آمد سے جہالت کے اندھیرے چھٹ گئے

حکومت نظام اسلام کا فوری نفاذ عمل میں لائے: سرائے عالمگیر میں جلسہ میلاد مصطفی ﷺ

سرائے عالمگیر (نامہ نگار) سرائے عالمگیر انوار محمدی مسجد میں جشن عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں گزشتہ روز جلسہ میلاد مصطفی منعقد ہوا۔ جس میں مولانا محمد حنیف خطیب اعظم کالا گجراں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت کا دن مسلمانوں کا عظیم مذہبی تہوار ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری سے ظلمت و جہالت اور گمراہی کے اندھیروں میں ایسا اجالا ہوا ہے جس نے پوری دنیائے عالم کو رشد و ہدایت سے منور کر دیا۔ حافظ منور حسین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جشن عید میلاد النبی ﷺ کا دن ہر سال ربیع الاول کی 12 تاریخ کو عقیدت و محبت خوشی و مسرت ذوق و شوق اور جذبہ ایثار و قربانی کے ساتھ خصوصی اجتماعات اور دینی محفلوں کے انعقاد کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ مولانا منور حسین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ پاکستان میں نظام مصطفی کو نافذ کیا جائے۔ اس جلسے میں صدر میلاد کمیٹی حاجی ذوالفقار چودھری، سید امیر حسین شاہ، حافظ مولانا محمد اقبال، حافظ مولانا اعجاز بابر، حاجی بشیر احمد، حاجی عبدالغنی، کونسلر مزدور لیڈر چودھری محمد افضل، ممتاز صحافی چودھری یاسر سلطان، چودھری مریم سرور، صوبیدار غلام حسین، صوفی ظفر اقبال، مرزا امتیاز احمد، محمد اشرف فرنیچر والے صوفی غلام حسین کے علاوہ کثیر تعداد عوام نے شرکت کی۔

لالہ موسیٰ میں عید میلاد النبی ﷺ کا بڑا جلوس مرکزی چوک سے نکالا جائیگا

بازاروں کو جھنڈیوں سے سجادیا گیا: بہترین سجاوٹ پر انعامات دیئے جائیں گے: چراغاں بھی ہوگا

لالہ موسیٰ (نامہ نگار) 12 ربیع الاول کو پاکستان کے دوسرے شہروں کی طرح یہاں بھی عید میلاد النبی ﷺ کو شایان شان طریقہ سے منانے کیلئے تیاریاں مکمل ہو گئیں۔ گلیوں محلوں بازاروں کو رنگا رنگ دروازوں جھنڈیوں لائٹوں اور دوسری آرائشی چیزوں سے سجا دیا گیا مجلس اسلامیہ لالہ موسیٰ کے جنرل سیکرٹری میاں محمد اکبر منہاس کے مطابق شہر میں مرکزی چوک سے بڑا جلوس نکالا جائے گا جس میں مقامی سکولوں مذہبی مدرسوں کے طلبہ تاجر شہری اور دیہی عوام جوق در جوق شامل ہوں گے۔ جبکہ علما اور مشائخ مختلف مقامات پر دن کی مناسبت سے اس کی اہمیت بیان کریں گے اس ضمن میں انتظامیہ نے بھی فول پروف انتظامات کئے ہیں۔ جبکہ ایدھی اور بنیادی مرکز صحت کا عملہ بھی اس موقع پر موجود ہوگا۔ جبکہ رات کو شہر کو برقی روشنیوں سے منور کیا جائے گا بہترین سجاوٹ کرنے والوں کو مجلس اسلامیہ کی طرف سے انعامات عطا کئے جائیں گے۔

پرائز بانڈز کی قرعہ اندازی کل ہوگی

پسرور (نامہ نگار) رواں ماہ کی 15 تاریخ کو چودہ سو روپے مالیت کے پرائز بانڈز کی قرعہ اندازی عید میلاد النبی ﷺ کی چھٹی کے باعث 16 مئی کو فیصل آباد میں ہوگی جس کا پہلا انعام 20 لاکھ اور دوسرا انعام [illegible] لاکھ روپے کا ہوگا۔

ریل کار کا لالہ موسیٰ میں سٹاپ بحال

لالہ موسیٰ (نامہ نگار) ایم پی اے چودھری نوید اشرف کائرہ کی سربراہی میں لالہ موسیٰ کے شہریوں اور تاجران کے ایک وفد نے پاکستان ریلویز کے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ راولپنڈی سے ملاقات کر کے لاہور اور راولپنڈی کے درمیان چلنے والی ملک خرام ریل کار کے لالہ موسیٰ ریلوے سٹیشن پر سٹاپ کے خاتمہ سے تاجران طلبہ اور ملازمت پیشہ افراد کی مشکلات سے آگاہ کیا جس سے اتفاق کرتے ہوئے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ راولپنڈی نے ریل کار کے لالہ موسیٰ سٹاپ کو بحال کرتے ہوئے ایک ہفتہ کے اندر اس پر عمل درآمد کی یقین دہانی کرائی ہے۔

کریانہ سٹور سے 35 ہزار روپے کا سامان چوری

گجرات (نامہ نگار) نامعلوم چور ریلوے سٹیشن سے کریانہ کی دکان کے تالے توڑ کر 35 ہزار کا سامان چرا کر لے گئے تفصیل کے مطابق نامعلوم چور ریلوے سٹیشن پر قائم ندیم کریانہ سٹور کے تالے توڑ کر 35 ہزار کا سامان و نقدی چرا کر فرار ہو گئے۔

مسلم لیگ ن سرائے عالمگیر کے عہدیدار چودھری غلام فرید قومی اسمبلی کی رکن تہمینہ دولتانہ کے ساتھ

شہری پر تشدد کے الزام میں ایس ایچ او سمیت 5 افراد کیخلاف مقدمہ

اندراج کا حکم سیشن جج نارووال نے دیا: پولیس اہلکاروں پر جبس بیجا کا بھی الزام

نارووال (نامہ نگار) منصور احمد کوکب ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج نارووال کے حکم پر محمد اسلام کی درخواست پر تھانہ شاہ غریب کے ایس ایچ او محمد یوسف محمد انور سب انسپکٹر اے ایس آئی محمد رفیق اور ایک کانسٹیبل اور ایک شہری احمد کے خلاف تشدد کا نشانہ بنانے اور چھ ہزار روپے چھین لینے کے الزام میں مقدمہ درج کرنے کا حکم دیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق محمد اسلام نے درخواست میں کہا کہ مجھے ان ملزمان نے جاتے ہوئے زبردستی اپنی گاڑی میں ڈال لیا اور تین چار دن اپنے پاس رکھ کر تشدد کا نشانہ بنایا جس پر ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج نارووال نے میڈیکل رپورٹ کی روشنی میں ان افراد کے تحت مقدمہ درج کرنے کا حکم دیا۔

چودھری نے چوری کا الزام گھریلو ملازمہ اور اس کے کنبے پر لگادیا

انتقامی کارروائی کے طور پر ملازمہ نے مالک کیخلاف اپنے بچوں کے اغوا کا مقدمہ درج کرادیا

گجرات (نامہ نگار) شادی والے گھر میں زیورات چوری کرنے پر مالک نے ملازمین کے خلاف چوری کا جبکہ ملازمین کے ورثاء نے مالکان کے خلاف اغوا کا مقدمہ درج کروا دیا۔ تفصیل کے مطابق مرغزار کالونی کے رہائشی چودھری اکبر کی بیٹی کی شادی کی تقریب کے دوران مہمانوں کے 18 تولے سونے کے زیورات چوری ہو گئے۔ جس پر مالک نے گھریلو ملازمین شاہدہ پروین اور اس کے خاوند محمد خان بیٹوں [illegible] اور بیٹوں عمران کے خلاف مقدمہ درج کروا دیا جبکہ میاں بیوی شاہدہ اور محمد خان نے اپنے مالکوں چودھری اکبر اور اس کی بیوی [illegible] کے خلاف اپنے بچوں کو اغوا کرنے اور ان کو تشدد کا نشانہ بنانے پر ایک ہی تھانہ سول لائن میں مقدمہ درج کروا دیا۔

شکر گڑھ میں عدلیہ کے حکام اور وکلاء کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب سے سیشن جج منصور اکبر، سینئر سول جج شاہد چودھری، ایڈیشنل سیشن جج محمد نواز، صدر بار ایسوسی ایشن داؤد نیازی، امجد سلامت، ریاض خان اور خلیل چودھری خطاب کر رہے ہیں

گرلز سکول میں لاکھوں روپے کے عطیات سے ساؤنڈ سسٹم سے آراستہ ہال مکمل

جلال پور جٹاں کے سکول کو اپ گریڈ کرانے کا خیر مقدم: مزید کمرے تعمیر کرانے کی یقین دہانی

جلال پور جٹاں (نامہ نگار) میونسپل گرلز ماڈل ہائی سکول جلالپور جٹاں میں لاکھوں روپے کے عوامی عطیات سے تعمیر کردہ ساؤنڈ سسٹم پر مشتمل ایک شاندار ہال کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مہمان خصوصی چودھری شفاعت حسین نے کہا ہے کہ محدود کم وسائل کے باوجود وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کی ہدایت پر ضلع گجرات کو پنجاب کا ماڈل ضلع بنانے میں پوری صلاحیتیں صرف کر دیں گے۔ انہوں نے سکول کی پرنسپل محترمہ عفت آراء اور دیگر سٹاف کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ جنہوں نے سکول کو اپ گریڈ کرایا اور مختصر عرصہ میں وسیع عمارت تعمیر کر دی۔ انہوں نے پرنسپل کو چند سالوں سے مسلسل بورڈ میں نمایاں پوزیشن اور مختلف مواقع پر کیش ایوارڈ کا حصول پر مبارکباد دی نیز سکول کی تعمیر و ترقی میں حصہ لینے والی شخصیات کی مالی اخلاقی معاونت پر اظہار تشکر بھی کیا۔ میونسپل کے چیئرمین کے حوالے سے سکول کے ملحقہ قطعہ اراضی کو سکول میں شامل کرنے، مزید چند کمروں کی تعمیر اور سٹاف کی کمی کو اگلے مالی سال میں پورا کر دینے کا وعدہ کیا۔ تقریب کے صدر [illegible] نے خطاب میں کہا سکول و گورنمنٹ [illegible] کالج کو ضلع بھر میں ماڈل قرار دیں گے۔

لاہور (خبر نگار) ادارہ [illegible] کا اجلاس 24 مئی بروز ہفتہ [illegible] ضلع [illegible] میں ہوگا۔ [illegible] کی صدارت کریں گے۔

منڈی بہاؤالدین میں ترقیاتی سکیموں کی تکمیل سے چودھری برادران کے مخالفوں کا صفایا ہوگیا: تحصیل ناظم پھالیہ

پھالیہ (نامہ نگار) تحصیل ناظم پھالیہ چودھری شکیل گجر نے کہا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کو علم ہے کہ عوام کو کن کن چیزوں کی ضرورت ہے اس ضلع کے عوام گزشتہ پچپن سال سے تعمیر و ترقی کے منصوبوں کے پیاسے اور بھوکے ہیں چودھری برادران نے عوام کی بنیادی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے پچپن سالہ مسائل حل کرنے کا اعلان کر کے عوام اور اپنا گرویدہ بنا لیا ہے انہوں نے کہا کہ چودھری برادران نے منڈی بہاؤالدین اور اس کے عوام کی ترقی اور خوشحالی کے لئے اپنے دروازے کھول دیئے ہیں اور انشاء اللہ چودھری برادران فیضان جاری رہے گا اور اس کی وجہ سے چودھری برادران کے مخالفین کا مکمل صفایا ہو گیا ہے۔

ریلیف کے وعدے کے ساتھ ہی بجلی کا ریٹ بڑھا دیا گیا: جماعت اسلامی

نئے فیصلے سے عوام کی قوت خرید سخت متاثر ہوگی: پیداواری صنعتوں کو نقصان پہنچے گا

سیالکوٹ (نامہ نگار) بجلی کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ ایک دفعہ پھر مہنگائی کا طوفان برپا کر دے گا۔ جمالی حکومت نے اقتدار سنبھالتے ہوئے کہا تھا کہ وہ عوام کو ریلیف دیگی لیکن حکومت ہر اقدام اپنے کئے ہوئے وعدے کے برعکس کر رہی ہے۔ ان خیالات کا اظہار امیر جماعت اسلامی سیالکوٹ شہر و متحدہ مجلس عمل کے جنرل سیکرٹری حافظ ظفر اقبال و ممبر پنجاب اسمبلی ارشد محمود گجر ایڈووکیٹ نے بجلی کی قیمتوں میں اضافہ پر شدید رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ ایک طرف حکومت مہنگائی کم اور کنٹرول کرنے کا کہتی ہے تو دوسری طرف بجلی کی قیمتوں میں اضافہ کر کے عوام سے جینے کا حق چھین رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بجلی کی قیمتوں سے عوام کی قوت خرید بالکل ختم ہو کر رہ جائے گی۔ اور پیداواری صنعت کو زیادہ نقصان ہوگا۔ انہوں نے کہا اگر جمالی حکومت نے بجلی کی قیمتوں میں اضافہ کے فیصلے کو واپس نہ لیا تو عوام پر فاقوں کی نوبت آ جائے گی۔ انہوں نے کہا بجلی کے بلوں میں اضافہ ہونے کی وجہ سے عوام میں موجودہ حکومت کے خلاف نفرت پیدا ہوگی ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مہنگائی کے اس عمل کو کنٹرول کرنے کے لئے بجلی کی قیمتوں میں اضافہ کو واپس لیا جائے اور اپنے وعدوں کے مطابق عوام کو ریلیف دیں۔

انجمن محبان رسول ﷺ کے زیر اہتمام تقریری مقابلہ

سرائے عالمگیر (نامہ نگار) انجمن محبان رسول کے زیر اہتمام جشن عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر 16 مئی بروز جمعہ بعد نماز جمعہ مدنی جامع مسجد یا رسول اللہ لادیاں میں تقریری مقابلہ منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں نوجوان جشن عید میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر خطاب کریں گے۔ اول دوئم سوئم آنے والوں کو انجمن محبان رسول خصوصی انعامات دیں گے۔

تحصیل پسرور میں آٹھ کروڑ روپے کی سکیمیں مکمل

اگلے مالی سال میں تعمیر و ترقی پر 15 کروڑ خرچ ہونگے: 27 کلو میٹر سڑکوں کی تعمیر کی منظوری

پسرور (نامہ نگار) صوبائی ضلعی حکومتوں ممبران قومی و صوبائی اسمبلی اور تحصیل کونسل کے تعاون اور خصوصی فنڈز سے رواں مالی سال میں تحصیل پسرور میں آٹھ کروڑ روپے کے ترقیاتی منصوبے مکمل کئے گئے جبکہ آئندہ مالی سال میں تحصیل بھر کی ترقی کیلئے 15 کروڑ روپے کی خطیر رقم خرچ کی جائے گی ان خیالات کا اظہار تحصیل ناظم پسرور چودھری مقصود احمد نے اراکین تحصیل کونسل اور ناظمین سے خطاب کرتے ہوئے کیا انہوں نے بتایا کہ وزیر اعلیٰ کی خصوصی ہدایات اور صوبائی وزیر سید اختر حسین رضوی کے تعاون سے 27 کلو میٹر سڑکوں کی بھی منظوری ہو گئی ہے جن پر جلد کام شروع ہو جائے گا۔

گجرات میں میلاد مصطفی کانفرنس ہوگی

گجرات (نامہ نگار) جشن عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں 12 ربیع الاول کو جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد مراڑیاں شریف سے سالانہ جلوس میلاد صاحبزادہ پیر محمد افضل قادری کی زیر قیادت صبح 8 بجے شروع ہوگا۔ اور فوارہ چوک میں پہنچے گا جہاں میلاد مصطفی کانفرنس ہوگی جس کی صدارت پیر اسلم قادری کریں گے۔

جہلم میں تمام میلاد جلوس شاندار چوک پر مرکزی جلوس میں شامل ہونگے

میلاد چوک پر جلسہ ہوگا: ممتاز علماء کرام خطاب کریں گے: بازار سجادیئے گئے

جہلم (نامہ نگار) جہلم میں جشن ولادت رسول ﷺ مذہبی جوش و خروش سے منانے کی تیاریاں عروج پر پہنچ گئی۔ اہم چوکوں بازاروں اور دکانوں کو خوبصورت بینروں اور جھنڈیوں اسے سجایا جا رہا ہے 12 ربیع الاول شریف 9 بجے صبح مضافات اور جہلم شہر سے نکلنے والے جلوس شاندار چوک میں بڑے جلوس کی شکل میں راجہ بازار چاندنی چوک مین بازار سے ہوتا ہوا میلاد چوک (چوک اہلحدیث) مرکزی جلسے میں شامل ہوں گے۔ جہاں مقامی علماکرام کے علاوہ ممتاز مذہبی سکالر علامہ ڈاکٹر محمد آصف اشرف جلالی کا ہوگا جبکہ رات شاندار چوک میں میلاد کے مرکزی جلسہ سے ممتاز مذہبی و روحانی شخصیت صاحبزادہ پیر کبیر علی شاہ آف چورہ شریف خطاب کریں گے۔

لالہ موسیٰ شہر کے درمیان جی ٹی روڈ پر 26 کروڑ روپے سے فلائی اوور تعمیر ہوگا

فیڈرل گورنمنٹ ڈگری کالج کے قیام کا منصوبہ: مزید 1700 فون کنکشنوں کیلئے تاروں کی تنصیب مکمل

لالہ موسیٰ (نامہ نگار) نیشنل ہائی وے اتھارٹی 26 کروڑ روپے کی خطیر رقم سے شہر کے درمیان سے گزرنے والی جی ٹی روڈ پر محلہ وڈیچ اڈہ سے لیکر محلہ صادق آباد تک فلائی اوور (اوور ہیڈ برج) تعمیر کرے گی۔ اس امر کا انکشاف چودھری قمر زمان ایم این اے نے یہاں شہریوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ لالہ موسیٰ جی ٹی روڈ کے ساتھ سروس روڈز بھی تعمیر ہوں گے جبکہ سڑکوں کے کنارے بیٹھے خوانچہ فروشوں تھڑے والوں کو بعد ازاں سروس روڈ کے ساتھ ساتھ کھوکھا جات بنانے کی بھی اجازت نیشنل ہائی وے اتھارٹی دے گی۔ تاکہ محنت کش طبقہ کسی صورت متاثر نہ ہو انہوں نے مزید بتایا کہ وفاقی حکومت نے لالہ موسیٰ میں ایک فیڈرل گورنمنٹ ڈگری کالج کے اجرا کا فیصلہ کیا ہے جسکے لئے تحصیل میونسپل اتھارٹی کھاریاں نے عید گاہ روڈ پر واقع سابقہ میونسپل سکول کی عمارت اس مقصد کیلئے وقف کر دی ہے۔ ایم این اے نے مزید بتایا کہ لالہ موسیٰ شہر میں ٹیلی فون کنکشنوں کے حصول میں دشواری کے باعث 1700 کنکشنوں کے لئے تاریں بچھائی جا چکی ہیں جبکہ مزید 2 ہزار کنکشنوں کے اضافہ کیلئے محکمہ نے تمام ضروری سامان مہیا کر دیا ہے جسکی تکمیل پر لالہ موسیٰ کے ہر ضرورت مند کو فوری کنکشن مل جائے گا انہوں نے لوگوں کو یقین دلایا کہ وہ عوامی بھلائی کیلئے اپوزیشن میں رہتے ہوئے بھی اپنی تمام تر کوششیں جاری رکھیں گے۔

ناظم یونین کونسل موٹر سائیکل سوار ڈاکوؤں کی فائرنگ سے بال بال بچ گیا

سیالکوٹ (نامہ نگار) ناظم یونین کونسل [illegible] کے راجہ اقبال ڈاکوؤں کی فائرنگ سے بال بال بچ گیا۔ بتایا گیا ہے کہ راجہ محمد اقبال گزشتہ روز اپنی موٹر سائیکل پر سوار ہو کر نور پور سلطان سے اپنے گاؤں [illegible] جا رہا تھا کہ راستے میں موٹر سائیکل سوار تین ڈاکوؤں نے اسے رکنے کا اشارہ کیا مگر نہ رکنے پر ڈاکوؤں نے فائرنگ کر دی تاہم وہ بال بال بچ کر نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

ختم جہلم

پسرور (نامہ نگار) نمائندہ نوائے وقت پسرور حاجی شمس الدین بٹ کے جواں سال بھانجے احمد نسیم خواجہ کی رسم جہلم 16 مئی بروز جمعہ ظفر وال میں ادا کی جائے گی۔

تجاوزات ہٹانے کا شیڈول مرتب

گجرات (نامہ نگار) ضلع گجرات میں تجاوزات کو ہٹانے کیلئے ایک ہفتہ کا شیڈول مرتب کر لیا گیا اس دوران ٹی ایم اے نے واپڈا [illegible] کے سرکلر روڈ پر 40 سے زائد ناجائز کنکشن کاٹ دیئے۔

بلدیہ کی دکانوں کی نیلامی کا مطالبہ

گجرات (نامہ نگار) بلدیہ کچہری کے مکینوں نے ضلعی اور تحصیل انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ بلدیہ کچہری کی ملکیتی دکانوں کو فی الفور اوپن نیلامی پر کرایہ پر دیا جائے۔

تجاوزات ہٹانے کا شیڈول مرتب

گجرات (نامہ نگار) ضلع گجرات میں تجاوزات کو ہٹانے کیلئے ایک ہفتہ کا شیڈول مرتب کر لیا گیا اس دوران ٹی ایم اے نے ... پر 40 سے زائد ناجائز تجاوزات ہٹا دیے۔

بلدیہ کی دکانوں کی نیلامی کا مطالبہ

گجرات (نامہ نگار) بلدیہ کنجاہ کے مکینوں نے ضلعی اور تحصیل انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ بلدیہ کنجاہ کی ملکیتی دکانوں کو فی الفور اوپن نیلامی پر کرایہ پر دیا جائے۔

ڈاکوؤں کی فائرنگ سے بال بال بچ گیا۔ بتایا گیا ہے کہ رانا محمد اقبال گذشتہ روز اپنی موٹر سائیکل پر سوار ہو کر نور پور سلطان سے اپنے گاؤں کھیرے والی جا رہا تھا کہ راستے میں موٹر سائیکل سوار تین ڈاکوؤں نے اسے رکنے کا اشارہ کیا مگر نہ رکنے پر ڈاکوؤں نے فائرنگ کر دی تاہم وہ بال بال بچ کر نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

ختم چہلم

پسرور (نامہ نگار) نمائندہ نوائے وقت پسرور حاجی ظہیر الدین بٹ کے جواں سال بھانجے احمد نسیم خواجہ کی رسم چہلم 16 مئی بروز جمعہ ظفروال میں ادا کی جائے گی۔

جامعہ نعیمیہ العجیب پسرور کے سالانہ جلسہ سے مولانا سعید اللہ اسد، علامہ عقیل ظہیر اور مفتی ہدایت اللہ خطاب کر رہے ہیں

تحصیل کونسل اور ناظمین سے خطاب کرتے ہوئے کیا انہوں نے بتایا کہ وزیر اعلیٰ کی خصوصی ہدایات ...

گجرات میں میلاد مصطفیٰ کانفرنس ہو گی

گجرات (نامہ نگار) جشن عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں 12 ربیع الاول کو جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد مراڑیاں شریف سے سالانہ جلوس میلاد صاحبزادہ پیر محمد افضل قادری کی زیر قیادت صبح 8 بجے شروع ہو گا۔ اور فوارہ چوک میں پہنچے گا جہاں میلاد مصطفیٰ کانفرنس ہو گی جسکی صدارت پیر اسلم قادری کرینگے۔

منور شاہ مرحوم کی رسم دسواں

پسرور (نامہ نگار) پیر سید محمد یوسف شاہ جیلانی کے صاحبزادے اور دی نیشن کے نمائندہ پسرور سید کبیر شاہ کے بڑے بھائی سید منور علی شاہ مرحوم کی رسم دسواں 16 مئی بروز جمعہ سہ پہر 3 بجے ان کی رہائش گاہ سبل ... (تحصیل پسرور) میں ادا کی جائے گی۔

ٹینڈر برائے فراہمی متفرق کیمیکلز / پرزہ جات

ہیڈکوارٹرز پاکستان رینجرز (پنجاب) کو متفرق کیمیکلز اور متعلقہ اضافی پرزہ جات برائے واٹر ڈی سیلینیشن پلانٹ کیلئے ٹینڈر مطلوب ہے۔ جن کی تفصیل دفتر ہذا سے دفتری اوقات میں حاصل کی جاسکتی ہے۔ ٹینڈر کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

1- متعلقہ سٹور بہاول پور اور رحیم یار خان میں مہیا کرنا ہوگا۔
2- خواہشمند حضرات ٹینڈرز ہمراہ مکمل شرائط مبلغ =/3000 روپے ادائیگی (ناقابل واپسی) پر آرڈر نمبر ... ہیڈکوارٹرز پاکستان رینجرز (پنجاب) غازی روڈ لاہور سے حاصل کر سکتے ہیں۔
3- پاکستان رینجرز (پنجاب) کی رجسٹرڈ فرمیں 10% اور غیر رجسٹرڈ فرمیں 25% زر بیعانہ بحق ڈائریکٹر جنرل پاکستان رینجرز (پنجاب) بصورت پے آرڈر / بینک ڈرافٹ فارم کے ساتھ جمع کروائیں گی۔
4- تمام فرمیں اپنے ٹینڈر کوٹیشن میں جنرل سیلز ٹیکس کا نمبر درج کریں گی۔
5- تمام فرمیں کوٹیشن میں ریٹ بشمول سیلز ٹیکس اور دوسرے تمام ٹیکس وغیرہ درج کریں گی۔ بصورت دیگر ان کی کوٹیشن مسترد کر دی جائے گی۔
6- ٹینڈر مورخہ 22 مئی کو بوقت 11 بجے تک ہیڈکوارٹرز پاکستان رینجرز (پنجاب) غازی روڈ لاہور کینٹ کے گیٹ نمبر 1 پر رکھے گئے ٹینڈر بکس میں ڈالنے ہونگے اور اسی دن 12 بجے بولی دہندگان کی موجودگی میں کھولے جائیں گے۔
7- ڈائریکٹر جنرل پاکستان رینجرز (پنجاب) کو حق حاصل ہے کہ بلا اظہار وجوہ کے ایک یا تمام ٹینڈروں کو منظور یا مسترد کر دے۔

لیفٹیننٹ کرنل برائے ڈائریکٹر جنرل پاکستان رینجرز (پنجاب)

12-5-03 PID(L)2907-894

بحوالہ نوٹس اظہار وجوہ جو کہ مورخہ 10 فروری 2001ء کو روزنامہ دن میں شائع ہوا۔ مگر آپ اپنی ڈیوٹی پر حاضر نہ ہوئے اس کے بعد اظہار وجوہ کا دوسرا نوٹس جو کہ 5 فروری 2002ء کو روزنامہ نوائے وقت لاہور میں شائع ہوا جس میں پھر آپ کو ڈیوٹی پر حاضر ہو کر غیر حاضر رہنے / ملک سے بغیر اجازت باہر جانے اور دفتر سے حاصل کردہ رقم واپس نہ کرنے کی وجوہ بیان کرنے کا موقع دیا گیا تھا مگر آپ حسب سابق ڈیوٹی پر حاضر ہونے سے قاصر رہے اور نہ ہی اس نوٹس کا کوئی جواب دیا لہٰذا اب ڈائریکٹر جنرل ملٹری لینڈز اینڈ کنٹونمنٹس ڈیپارٹمنٹ، راولپنڈی کی ہدایت کے مطابق آپ کو یہ آخری موقع دیا جاتا ہے کہ اس اشتہار کی اشاعت کے 15 یوم کے اندر زیر دستخطی کے روبرو پیش ہو کر غیر حاضر رہنے، بغیر اجازت ملک سے باہر جانے اور دفتر سے حاصل کردہ رقم واپس نہ کرنے کی وجوہ بیان کریں۔

بصورت دیگر پاکستان کنٹونمنٹ سروسز رولز 1954 کی شق نمبر (VII)49 کے تحت آپ کے خلاف یک طرفہ انضباطی کارروائی عمل میں لائی جائے گی جو کہ ملازمت سے برخواستگی پر منتج ہو سکتی ہے اس نوٹس کو قطعی آخری تصور کیا جائے۔

المشتہر: نعیم ظفر خان، کینٹ ایگزیکٹو آفیسر کینٹ بورڈ آفس اوکاڑہ کنٹونمنٹ

PID (L) 2911

بین الاضلاعی گروہ کے ایک عورت سمیت 3 ملزمان گرفتار

ملزمان گن پوائنٹ پر قیمتی گاڑیاں چھین کر علاقہ غیر میں فروخت کرتے تھے

بورے والا (نامہ نگار) بورے والا پولیس نے ایک روز قبل ہونے والی مسلح کار ڈکیتی کی واردات کا سراغ لگا کر کار ڈکیتیوں کے بین الاضلاعی گروہ کے تین ملزمان جن میں ایک عورت بھی شامل ہے کو ڈرامائی انداز میں چھاپہ مار کر آتشیں اسلحہ سمیت گرفتار کر لیا جبکہ چھینی گئی کار کی برآمدگی کیلئے پولیس پارٹی علاقہ غیر روانہ ہو گئی۔ تفصیلات کے مطابق ٹیکسی سٹینڈ بورے والا سے دو افراد اور ایک عورت نے مسافروں کے روپ میں چک 227 ای بی جانے کے لئے کار بک کروائی اور گاؤں سے باہر ویرانے میں ڈرائیور غلام عباس ساکن بعقوب آباد بورے والا کو گن پوائنٹ پر گاڑی روکنے کا حکم دیا۔ ملزموں نے ڈرائیور کے کپڑوں سے اس کی مشکیں باندھ کر تشدد کیا اور کسی کی فصل میں پھینک کر ایک گھنٹے تک ایک مسلح ڈاکو پہرہ دیتا رہا بعد ازاں ملزمان گاڑی لے کر فرار ہو گئے۔ تھانہ صدر پولیس کے ایس ایچ او قاضی عبدالباسط نے ڈی ایس پی بورے والا چوہدری خالد پرویز کی ہدایت پر خفیہ ذرائع سے ملزموں کا سراغ لگا کر گزشتہ شب ایلیٹ فورس کی نفری کے ہمراہ موضع قصیل عارف والا میں ایک زیر تعمیر ہوئے کار ڈاکوؤں کے بین الاضلاعی گروہ کے ارکان غلام فرید عرف گونی محمد نواز اور ان کی شریک جرم مسماۃ ... بی بی عرف ... کو گرفتار کر کے آتشیں اسلحہ برآمد کر لیا۔ ملزموں نے اعتراف کیا کہ وہ ایک منظم گروہ کی صورت میں گن پوائنٹ پر قیمتی گاڑیاں چھین کر اوکاڑہ کے ایک ڈیلر کے ذریعہ علاقہ غیر میں فروخت کر دیتے ہیں۔ ملزم غلام فرید گونی کار ڈکیتی کے دس مختلف مقدمات میں اشتہاری بتایا جاتا ہے۔ چھینی گئی کار کی برآمدگی کے لئے پولیس پارٹی پشاور روانہ کر دی گئی ہے۔

پانی چوری کرنے والے 4 زمینداروں کے خلاف مقدمہ

بورے والا (نامہ نگار) تھانہ صدر پولیس ایس ڈی او انہار کی رپورٹ پر راجباہ 6/L میں شگاف ڈال کر پانی چوری کر کے اپنی فصلوں کو سیراب کرنے والے 4 زمینداروں محمد انور، محمد یونس، غلام رسول، محمد صدیق ساکن چک 511 ای بی کے خلاف مقدمہ درج کر کے کارروائی شروع کر دی ہے۔

منڈی بہاؤالدین: پی ڈی سی کے زیر اہتمام سیمینار سے ایم پی اے حمیدہ وحید الدین، ضلعی نائب ناظم حاجی امتیاز احمد رانجھا، ڈائریکٹر غلام مصطفیٰ بلوچ، یوسف ججوعہ و دیگر مقررین خطاب کر رہے ہیں

ڈکیتی کی نیت سے گھر میں داخل ہونے والے ڈاکوؤں نے خنجر مار کر خاتون خانہ کو شدید زخمی کر دیا

بورے والا (نامہ نگار) ڈکیتی کی نیت سے گھر میں داخل ہونے والے تین ڈاکوؤں نے مزاحمت پر خاتون خانہ کو خنجر مار کر شدید زخمی کر دیا خاتون کے شور مچانے پر ڈاکو فرار ہو گئے تفصیلات کے مطابق نواحی چک 287 ای بی کی رہائشی شریفاں بی بی جس کا خاوند محنت مزدوری کی خاطر بیرون ملک ...

روحانی محفلیں رزق، مال اور اولاد میں برکت کا باعث ہوتی ہیں

رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت رکھنے والے دنیا و آخرت میں سرخرو ہوتے ہیں: مقررین کا خطاب

جھنگ (نامہ نگار) حضور پاک ﷺ سے سچی محبت رکھنے والے دنیا و آخرت میں سرخرو رہتے ہیں۔ حضور کی محفلیں سجانے سے دل کی دنیا آباد ہوتی ہے۔ وقت کا اہم تقاضا ہے کہ گھر گھر روحانی محفلیں منعقد کی جائیں تاکہ رزق، مال اولاد میں برکت ہو۔ ان خیالات کا اظہار بزم المعصوم کے ... خیر الانام ﷺ میں سید محمد طارق شاہ، صوفی محمد علی تبسم، سرور عالمگیر، غلام مصطفیٰ بے زر، محمد وسیم ارشد شاہ اور حافظ محمد یوسف نے گلہائے نعت پیش کئے۔ مولانا محمد اعجاز عالمگیر نے اپنے خطاب میں کہا کہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے کفر و ضلالت پر ضرب کاری لگی۔ انسانیت کا احترام ...

ڈاکو موٹر سائیکل اور ہزاروں روپے چھین کر فرار ہو گئے

کسووال (نامہ نگار) ڈاکو تین مختلف وارداتوں میں نئی موٹر سائیکل، ہزاروں روپے کی نقدی لے کر رفوچکر ہو گئے۔ واقعات کے مطابق نواحی گاؤں 41 چودہ ایل کا اللہ رکھا بیوپاری 124 سیون ای آر سے گاؤں آ رہا تھا کہ راستے میں نامعلوم ڈاکوؤں نے ناکہ لگا کر 5200 روپے چھین لئے اور مزاحمت پر اس کی پٹائی کی۔ دوسری واردات میں طاہر سیل مین جو کہ گاڑی پر مختلف چوک میں اشیاء سپلائی کرتا ہے کو ...

ایکسین کی کھلی کچہری

کسووال (نامہ نگار) ... مطابق گزشتہ روز ایکسین واپڈا ... نے کسووال واپڈا کے دفتر میں کھلی کچہری لگائی جس میں صارفین کی شکایات سنی۔ زیادہ شکایات اوور بلنگ کی تھیں جس پر ایکسین نے موقع پر ہدایات جاری کیں۔

یوم مادر پر واک

ہوا کے دوش پر

محمد مصدق

دنیا بھر کی طرح پاکستان میں بھی یوم مادر بہت عزت و احترام سے منایا گیا۔ اس موقع پر مختلف تقاریب کے علاوہ ایک فائیو سٹار ہوٹل نے پیسٹری شاپ پر تین فیصد رعایت کا بھی اعلان کیا۔ معروف گلوکار ابرار الحق نے اس موقع پر ایک زبردست واک کا پروگرام بنایا اور اس کے دو روز بعد یوم مادر ہی کے حوالے سے ایک محفل موسیقی کا بھی اہتمام کیا ہے۔ اس موقع پر ابرار الحق نے بات چیت کرتے ہوئے بتایا قدرتی بات ہے کہ ہر انسان کو اپنی ماں سے بے حد پیار اور لگاؤ ہوتا ہے۔ بچپن میں تو ہر انسان مصیبت کی گھڑیوں میں ماں کو یاد کرتا ہے لیکن میں نے بڑے بڑے آدمیوں کو بھی دیکھا ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آئی تو انہوں نے اپنی ماں کو یاد کیا۔ دراصل ماں کا کردار بچے کی شخصیت بنانے میں کلیدی نوعیت کا ہوتا ہے۔ اس لئے نپولین بوناپارٹ نے کہا تھا کہ تم مجھے اچھی مائیں دو، میں تمہیں اچھی قوم دوں گا۔ ہر انسان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی ماں کا شکریہ ادا کرے خصوصاً ان مہربانیوں کا جب وہ ان مہربانیوں کو سمجھنے کی صلاحیت بھی نہیں رکھتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا شمار دنیا کے ان چند خوش قسمت ترین انسانوں میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی ماں کا شکریہ اس طرح سے ادا کیا ہے کہ لاکھوں ماؤں کو مستقل فائدہ پہنچتا رہے گا۔ دراصل صغریٰ ہسپتال کا آئیڈیا میرے ذہن میں آیا جب اس وقت مجھے ... عام ماؤں کو معمولی طبی امداد نہ ملنے کی وجہ سے موت کے منہ میں جاتے دیکھا۔ اب یہ بتانے کی تو کوئی ضرورت نہیں جب کسی گھرانے میں ماں کی کمی پیدا ہوتی ہے تو پوری فیملی کس طرح انتشار اور نفسا نفسی کا شکار ہوتی ہے۔ میں نے ایسی ہی عظیم ماؤں کیلئے جنہیں معاشرہ عام عورت کی حیثیت سے پہچانتا ہے۔ صغریٰ ہسپتال قائم کیا ہے تاکہ دور افتادہ علاقے میں بھی جدید ترین طبی سہولتیں میسر ہو سکیں اور ماؤں کی شرح اموات میں خاطر خواہ کمی ہو سکے۔ کیونکہ یہ عام مائیں ہی پاکستان کو مستقبل کے قائد، اقبال، نظامی اور عبدالقدیر جیسے انسان پیدا کر سکیں گی۔"

ماں سے محبت کے رشتے کو ذرائع ابلاغ سے مقبول کرنے میں ثانیہ سعید کا بہت ہاتھ ہے۔ ایک کمرشل کمپنی کے تعاون سے ثانیہ سعید ہفتہ وار "ماں" پروگرام پیش کرتی ہے۔ اس پروگرام میں نامور فنکار اپنی ماؤں کی یادوں کو تازہ کرتے ہیں اور ساتھ ہی ثانیہ سعید اپنی ٹیم کے ساتھ پاکستان کے چاروں صوبوں کے ان دور افتادہ علاقوں میں جا کر ناظرین کی ملاقات ان عظیم ماؤں سے کراتی ہے جو کسمپرسی کے باوجود ہمت اور عظمت کی نئی تاریخ رقم کر رہی ہیں۔ ثانیہ سعید سے شیریں پاشا کے ساتھ ملاقات ہوئی تو اس نے بتایا میرا پروگرام "ماں" پاکستان ہی میں نہیں بلکہ پاکستان سے باہر بھی بہت مقبول ہے اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ جب ہم کسی عظیم حوصلے کی مالک ماں کا انٹرویو نشر کرتے ہیں تو دوسرے ممالک سے ہمیں فون آتے ہیں کہ ہم اس عظیم ماں کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ پروگرام "ماں" نشر کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ بر سر روزگار بچوں کو احساس دلایا جا سکے کہ ان کی ماؤں نے انہیں کتنے دکھ جھیل کر جوان کیا ہے اور وہ بھی ان کا اسی طرح خیال رکھیں۔ جیسے وہ ان کا خیال رکھتی تھیں۔ دنیا کا عظیم ادب "ماں" کے موضوع پر مالا مال ہے علامہ اقبال کی تنظیم ماں ہو یا روسی ادیب کا ناول ماں سب کی اہمیت اپنی اپنی جگہ ہے یوم مادر کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ بچے اپنی ماؤں کے شکر گزار رہیں۔ ماں کے موضوع پر ایک شاہکار ایرانی نظم ہے جس کا خلاصہ یوں ہے "ایک نوجوان سے محبوبہ نے فرمائش کی کہ اپنی ماں کا کلیجہ لے آؤ اور مجھ سے شادی کر لے۔ نوجوان ماں کا کلیجہ لے کر محبوبہ کی طرف بھاگا آ رہا تھا تو ٹھوکر لگی تو ماں کے کلیجے سے آواز آئی "بیٹا چوٹ تو نہیں لگی"

دو نو عمر بچوں کو ہلاک کرنے والے ٹریکٹر ڈرائیور کو قید اور جرمانہ کی سزا

ملزم نے تیز رفتاری کے باعث سکول جاتے بچوں پر ٹریکٹر چڑھا دیا تھا جس سے وہ ہلاک ہو گئے تھے

بورے والا (نامہ نگار) ایڈیشنل ڈسٹرکٹ سیشن جج بورے والا نے ایک ٹریکٹر ٹرالے کے ڈرائیور کو سکول کو نو عمر بچوں کو ہلاک کرنے کے الزام میں دس دس سال قید اور تین تین لاکھ روپے جرمانہ کی سزا کا حکم سنایا ہے۔ استغاثہ کے مطابق تھانہ صدر پولیس بورے والا نے 1995ء میں نواحی چک 453 ای بی کے کونسلر نذیر محمد کے دو بچوں عمران، رابعہ صدف کو صبح سکول جاتے ہوئے ملتان روڈ بسم اللہ سوپ فیکٹری کے قریب ٹریکٹر ٹرالا محمد رمضان تیز رفتاری سے چلا رہا تھا بچے دیکر کچل دیا۔ جس سے رابعہ صدف موقع پر اور عمران ہسپتال میں دم توڑ گیا تھا جبکہ محمد لطیف اور احتشام زخمی ہو گئے تھے عدالت نے جرم ثابت ہونے پر ملزم کو مذکورہ بالا سزا سنائی اور جرمانہ کی رقم متوفیان کے ورثاء کو دینے کی ہدایت کی۔

بورے والا: تحصیل ناظم اور نائب ناظم کے درمیان جاری محاذ آرائی کا خاتمہ

ایم پی اے ڈاکٹر نذیر احمد مشوڈوگر اور نوشیر احمد خاں لنگڑیال نے صلح میں اہم کردار ادا کیا

شہر کی تعمیر و ترقی اور عوام کے مفادات کی خاطر مشترکہ جدوجہد جاری رکھنے کا عزم

بورے والا (نامہ نگار) تحصیل ناظم اور نائب ناظم کے مابین آٹھ ماہ سے جاری محاذ آرائی ختم کرنے اور شہر کی تعمیر و ترقی اور عوام کے مفادات کی خاطر مشترکہ جدوجہد کرنے کے عزم کا اعلان ... پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے شہر کی بھلائی اور تعمیر و ترقی کی خاطر تحصیل ناظم سے اختلافات ختم کر لئے ہیں اور آٹھ ماہ کی محاذ آرائی نے ...

بیچہ وطنی: صدر بار ایسوسی ایشن چوہدری سرور جاوید اور جنرل سیکرٹری رانا ندیم اصغر ایک تقریب سے خطاب کر رہے ہیں

750 عوامی فلاح کے ترقیاتی منصوبوں کو تیزی سے مکمل کیا جا رہا ہے

ضلعی حکومت اپنے بجٹ کا 70 فیصد تعلیم پر خرچ کر رہی ہے، صاحبزادہ سلطان حمید

جھنگ (نامہ نگار) ڈسٹرکٹ ناظم صاحبزادہ سلطان حمید نے کہا کہ ضلعی حکومت جھنگ نے 80 کروڑ روپے کے گرانقدر خزانے سے 750 عوامی فلاح کے ترقیاتی منصوبوں ... کہا کہ ضلعی حکومت قابل، مستحق اور محنتی طالب علموں کو وظائف بھی دے رہی ہے انہوں نے بتایا کہ گزشتہ سال 11 لاکھ روپے کے وظائف 70 فیصد نمبر حاصل کرنے والوں کو ... مستحق طالب علموں کو ...

پاکستان ریلوے

پاکستان ریلویز (ورکشاپس ڈویژن مغلپورہ)

نوٹس برائے بھرتی

پاکستان ریلوے ورکشاپس ڈویژن مغلپورہ میں موجودہ درج ذیل خالی آسامیوں پر بھرتی کیلئے درخواستیں مطلوب ہیں۔

نمبر شمار	نام آسامی بمعہ سکیل نمبر	تعداد آسامی	تعلیمی قابلیت اور اہلیت	اہلیت
1	معاون (سکیل نمبر 1)	500	میٹرک سیکنڈ ڈویژن	صرف ضلع لاہور کے سکونتی امیدوار نوٹ:- ضلع لاہور کے موزوں امیدوار نہ ملنے کی صورت میں دیگر اضلاع علاقہ جات کے امیدوار زیر غور لائے جا سکتے ہیں
2	وارڈ سرونٹ (سکیل نمبر 1)	2	پرائمری	ایضاً
3	چوکیدار (سکیل نمبر 1)	4	ایضاً	ایضاً
4	مالی (سکیل نمبر 1)	1	ایضاً	ایضاً
5	مرد معاون صفائی (سکیل نمبر 1)	1	ایضاً	ایضاً
6	گینگ مین (سکیل نمبر 2)	3	ایضاً	ایضاً
7	لوئر ڈویژن کلرک (سکیل نمبر 5)	23	میٹرک سیکنڈ بمعہ ٹائپنگ رفتار 30 الفاظ فی منٹ کمپیوٹر ٹریننگ میں سرٹیفکیٹ رکھنے والوں کو ترجیح دی جائیگی۔ ریلوے ملازمین کے بچوں کے کوٹہ کیلئے میٹرک تھرڈ ڈویژن بمعہ مندرجہ بالا قابلیت قابل قبول ہوگی	میرٹ=2 بلوچستان= 1 سندھ دیہاتی=2 قبائلی علاقہ جات=1 پنجاب=12 سندھ شہری=2 سرحد=3
8	ٹریسر (سکیل نمبر 5)	2	میٹرک سائنس مضامین بمعہ ڈرائیونگ پنجاب کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کا بی کلاس سرٹیفکیٹ یا گورنمنٹ سکول آف انجینئرنگ (سول یا مساوی منظور شدہ ٹیکنیکل سکول/کالج کا مساوی سرٹیفکیٹ)	میرٹ=1 پنجاب=1
9	ٹیلر پمپ ڈرائیور (سکیل نمبر 5)	1	پرائمری پاس اور ٹیلر پمپ چلانے کا سرٹیفکیٹ بمعہ تجربہ	پنجاب=1
10	ای سی جی اسسٹنٹ (سکیل نمبر 7)	1	میٹرک بمعہ کسی گورنمنٹ ہسپتال / ادارے کا ای سی جی اسسٹنٹ کا جاری کردہ سرٹیفکیٹ بمعہ تجربہ	پنجاب=1
11	ڈسپنسر (سکیل نمبر 7)	2	میٹرک کسی منظور شدہ سکول یا ادارے کا ڈسپنسنگ میں ٹریننگ اور پروفیشنسی سرٹیفکیٹ اور بطور کمپاؤنڈ میڈیکل	میرٹ=1 پنجاب=1

			تھرڈ ڈویژن بمعہ مندرجہ بالا قابلیت قابل قبول ہوگی	قبائلی علاقہ جات=1
8	ٹریسر (سکیل نمبر5)	2	میٹرک سائنس مضامین بمعہ ڈرائنگ پنجاب کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کا بی کلاس سرٹیفکیٹ یا گورنمنٹ سکول آف انجینئرنگ (سول یا مساوی منظور شدہ ٹیکنیکل سکول / کالج کا مساوی سرٹیفکیٹ)	میرٹ=1 پنجاب=1
9	ٹیلر پمپ ڈرائیور (سکیل نمبر5)	1	پرائمری پاس اور ٹیلر پمپ چلانے کا سرٹیفکیٹ بمعہ تجربہ	پنجاب=1
10	ای سی جی اسسٹنٹ (سکیل نمبر7)	1	میٹرک بمعہ کسی گورنمنٹ ہسپتال / ادارے کا ای سی جی اسسٹنٹ کا جاری کردہ سرٹیفکیٹ بمعہ تجربہ	پنجاب=1
11	ڈسپنسر (سکیل نمبر7)	2	میٹرک کسی منظور شدہ سکول یا ادارے کا ڈسپنسنگ میں ٹریننگ اور پروفیشنسی سرٹیفکیٹ اور بطور کمپاؤنڈ میڈیکل فیکلٹی کا رجسٹریشن سرٹیفکیٹ	میرٹ=1 پنجاب=1
12	الیکٹریشن (سکیل نمبر9)	3	ایف ایس سی پری انجینئرنگ بمعہ کسی تسلیم شدہ ٹیکنیکل کالج سے الیکٹریشن / الیکٹریکل کا سرٹیفکیٹ / ڈپلومہ جس کی مدت کم از کم 2 سال ہو	میرٹ=1 پنجاب=2
13	ڈیٹا انٹری آپریٹر (سکیل نمبر7)	27	(1) میٹرک سیکنڈ ڈویژن (2) کسی مستند کمپیوٹر (انسٹی ٹیوٹ سے کم از کم چھ ماہ کا کمپیوٹر آپریٹنگ میں سرٹیفکیٹ	میرٹ=3 بلوچستان=1 سندھ (دیہاتی)=3 قبائلی علاقہ جات=1 پنجاب=14 سندھ (شہری)=2 سرحد=3
14	سینئر ڈیٹا انٹری آپریٹر (سکیل نمبر10)	22	1۔ ایف اے / ایف ایس سی سیکنڈ ڈویژن یا مساوی قابلیت (2) کسی مستند ادارے میں بطور ڈیٹا انٹری آپریٹر / ورڈ پراسیسنگ کا ایک سالہ تجربہ کا سرٹیفکیٹ (3) کسی مستند ادارے / کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ سے کمپیوٹر آپریٹنگ میں ایک سالہ ڈپلومہ	میرٹ=2 بلوچستان=1 سندھ (دیہاتی)=2 قبائلی علاقہ جات=1 پنجاب=11 سندھ (شہری)=2 سرحد=2 آزاد کشمیر=1

کیٹگریز 1 تا 14 کے مخصوص کوٹہ جات کی تفصیل:۔

آئٹم نمبر	اوپن میرٹ	ریلوے ملازمین کے بیٹے	سابقہ فوجی	یتیم / بے سہارا	معذور	خواتین
1 تا 6' 8 تا 12	65%	20% بشمول 2% برائے سروس کے دوران فوت شدہ ملازمین کے بیٹے	10%	5%	-	-
7-3-14	58%	ایضاً	ایضاً	ایضاً	2%	5%

عمر کی حد: تمام کیٹگریز کیلئے عمر کی حد 18 تا 30 سال ہے جس میں گورنمنٹ کی طرف سے دی گئی 5 سال کی رعایتی مدت بھی شامل ہے۔ سابقہ فوجی ملازمین کو عمر میں 10 سال یا ان کی فوجی ملازمت جو بھی کم ہو گی کے مساوی عمر میں رعایت دی جائے گی۔

اہلیت: پاکستان بشمول شمالی اور قبائلی علاقہ جات' آزاد جموں و کشمیر کے امیدوار۔ تاہم آئٹم نمبر 7 لوئر ڈویژن کلرک' آئٹم نمبر 13 ڈیٹا انٹری آپریٹر اور آئٹم نمبر 14 سینئر ڈیٹا انٹری آپریٹر کیلئے خواتین امیدوار اپنے مخصوص کردہ کوٹہ کے علاوہ عمومی آسامیوں پر بھی درخواستیں دے سکتی ہیں۔

نوٹ: ریلوے ملازمین کے کوٹہ کیلئے ریلوے ملازمین کا صرف ایک بیٹا حقدار ہو گا۔ اس کوٹے کیلئے درخواست دہندہ کے والد کو -/20 روپے کے اسٹام پیپر پر حلفیہ بیان دینا ہو گا کہ اس سے پہلے اس کے کسی بیٹے نے ریلوے ملازم کے کوٹہ پر ملازمت حاصل نہیں کی۔ امیدواروں کو اپنے قومی شناختی کارڈ' ڈومیسائل سرٹیفکیٹ' کریکٹر سرٹیفکیٹ اور پاسپورٹ سائز کی دو عدد تصاویر پر تصدیق شدہ درخواست کے ساتھ منسلک کرنا ہونگی۔

درخواست دینے کا طریقہ: درخواستیں ریلوے کے مروجہ فارم پر جو کہ پاکستان ریلوے کے تمام بڑے اسٹیشنوں پر مبلغ ایک صد روپیہ کی ادائیگی پر دستیاب ہیں' دی جائیں۔ بھرتی ہر آسامی کے سامنے دیئے ہوئے علاقائی کوٹہ کے مطابق ہو گی۔ بھرتی سختی سے میرٹ پر ہو گی جو کہ ریلوے کے مروجہ طریقہ کار اور تحریری' عملی اور جسمانی / محکمانہ ٹیسٹ میں امیدوار کی کارکردگی کی بنیاد پر وضع کی جائے گی۔ درخواتوں کے ہمراہ تمام ضروری دستاویزات اور تصاویر جن کی تفصیل بھرتی کے درخواست فارم پر درج ہیں' منسلک کرنا لازمی ہے۔ ہر لحاظ سے مکمل درخواستیں زیر دستخطی کے پاس لازمی طور پر 30 مئی 2003ء تک بذریعہ رجسٹرڈ خط یا کسی کوریئر سروس کے ذریعے پہنچ جانی چاہئیں۔ جس لفافے میں درخواست بھجوائی جائے اس کے بائیں کونے پر آسامی جس کیلئے درخواست دی گئی ہے' اسکا نام واضح تحریر کیا جائے۔ درخواست ہر لحاظ سے مکمل ہونی چاہئے۔ نامکمل اور دیر سے آنے والی درخواستوں پر غور نہیں کیا جائے گا۔ کسی بھی قسم کی سفارش کروانے والے امیدوار کو بھی نااہل قرار دیدیا جائے گا۔

ریلوے انتظامیہ کو اختیار حاصل ہے کہ وہ آسامیوں کی تعداد میں ردوبدل کر سکے۔

حاضر ملازمین اپنی درخواستیں اپنے محکمے کی وساطت سے بھجوائیں۔ اہل امیدواروں کو اردو' انگریزی' ریاضی' اسلامیات اور مطالعہ پاکستان کا مجوزہ تحریری امتحان پاس کرنا ہو گا۔

لوئر ڈویژن کلرک' ڈیٹا انٹری آپریٹر اور سینئر ڈیٹا انٹری آپریٹر کی آسامیوں کے امیدواروں کو ٹائپنگ ٹیسٹ اور مجوزہ کمپیوٹر ٹیسٹ پاس کرنا ہو گا۔

اہل امیدواروں کو تحریری امتحان کیلئے بلاوے کے خطوط' ان کی درخواستوں میں درج ڈاک کے پتوں پر خطوط بھیج دیئے جائیں گے جس میں تحریری امتحان کی تاریخ اور وقت کا اندراج ہو گا۔

آمدورفت اور رہائش کیلئے کوئی خرچہ نہیں دیا جائے گا۔ منتخب امیدواروں کو جسمانی طور پر فٹ ہونے کا ڈاکٹری امتحان پاس کرنا ہو گا۔

(ملک محمد سعید خاور)

برائے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ ورکشاپس پاکستان ریلویز / مغلپورہ' لاہور

(890)

www.pakrail.com

کشیدگی کی فضا نے شہریوں کو بھی متاثر کیا اور رانا محمد مظفر خاں نے کشیدگی کا خاتمہ کر کے مثبت سوچ کا مظاہرہ کیا ہے۔ اپوزیشن کو بھی چاہئے کہ وہ بلاجواز کرپشن کے الزامات لگانے کی بجائے شہریوں کی بہتری کے لئے تحصیل کونسل کے ماحول کو بہتر بنائیں۔ انہوں نے تجویز دی کہ تحصیل کونسل کے سینئر بزرگ ارکان پر ایک کمیٹی تشکیل دیکر اختلافی معاملات کو ختم کریں۔ پریس کانفرنس میں موجود تحصیل کونسل کے ارکان میجر (ر) فرید احمد خاں، ... دوگر، طاہت لنگڑیال، سرفراز خاں، چودھری شفیق الرحمن نے تحصیل ناظم اور نائب ناظم کے مابین محاذ آرائی ختم کرنے کے اعلان کا زبردست خیر مقدم کیا۔ اس موقع پر ضلع اسمبلی کے ارکان ناظمین یونین کونسل ہمایوں ککلیل چیمہ، طارق محمود باجوہ، تحصیل میونسپل آفیسر سردار نصیر احمد اور ٹی ایم اے کے افسران واہلکاران بھی موجود تھے۔

... ناظم رانا محمد مظفر خاں کی قیادت میں تحصیل کونسل کے ارکان کی ایک بڑی تعداد نے تحصیل ناظم چودھری عثمان احمد وڑائچ کو غیر موثر بنانے اور ان کے خلاف عدم اعتماد کرنے کی کوششیں زور پکڑ گئیں۔ تحصیل کونسل کے اجلاسوں میں دھینگا مشتی اور ارکان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے ہارس ٹریڈنگ شروع ہو گئی تھی اور آٹھ ماہ سے تحصیل کونسل ساہیوال میں تعمیر وترقی کا عمل رک گیا تھا۔ محاذ آرائی نے ... کا رخ اختیار کر لیا تھا تاہم پیپلز پارٹی کے ضلعی جنرل سیکرٹری وممبر پنجاب بار کونسل ملک نوشیر احمد خاں لنگڑیال اور مسلم لیگ ن کے اوریوالہ شہر کے حلقہ سے منتخب ہونے والے رکن صوبائی اسمبلی ڈاکٹر نذیر احمد منوو گر کی کوششوں سے تحصیل نائب ناظم رانا محمد مظفر خاں کی تحصیل ناظم چودھری عثمان احمد وڑائچ سے صلح کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ تحصیل نائب ناظم نے ہنگامی ...

... کی شاہراہوں پر تیزی سے گامزن ہو سکے ان خیالات کا اظہار انہوں نے گذشتہ روز ضلع ساہیوال میں مختلف حلقوں کے وفود سے ملاقات کے دوران کیا۔ انہوں نے کہا کہ ضلعی حکومت بجٹ کا ستر فیصد تعلیم کی مد پر خرچ کر رہی ہے تاکہ افرادی قوت کو زیادہ سے زیادہ باشعور بنا کر ذمہ دار شہری بنایا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ ضلع میں خواتین کی شرح خواندگی کا تناسب بہت کم ہے اس تناسب کو بڑھانے کے لئے مختلف منصوبوں پر ضلعی حکومت عمل پیرا ہے۔ تعلیم بالغاں اینڈ ووکیشنل ایجوکیشن پروگرام کے تحت 124 سنٹر کام کر رہے ہیں اس کے علاوہ اجالا سنٹر سمیت دیگر پروگرام بھی خواتین کی تعلیم کے لئے شروع کئے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نئی نسل کو جدید تقاضوں کی تعلیم سے روشناس کرانے کے لئے کمپیوٹر کی تعلیم کی طرف بھی بھرپور توجہ دی جا رہی ہے اور زیادہ سے زیادہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کی تعلیم کے پھیلاؤ کے لئے تحصیلوں اور تعلیمی اداروں میں مختلف کمپیوٹر سنٹر کھولے گئے ہیں۔ انہوں نے

وظائف دینے کے لئے 20 لاکھ روپے سے زائد رقم مختص کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ضلعی حکومت صحت مند ماحول اور کھیلوں کے فروغ میں بھی گہری دلچسپی رکھتی ہے اور ضلعی حکومت سپورٹس کمپلیکس کی تعمیر کا کام جلد شروع کروائے گی اس ضمن میں جلد ٹینڈر طلب کئے جا رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ضلع میں سوئی گیس کی فراہمی کا کام تیزی سے جاری ہے اور دیہی علاقوں کو روشنی سے منور کرنے کے لئے بجلی کی فراہمی کے لئے بھی کروڑوں روپے کے فنڈز مختص کئے جا رہے ہیں تاکہ ہر قصبہ اور گاؤں روشن ہو سکے انہوں نے یہ بھی کہا کہ ضلع میں 17 بہت بڑے منصوبوں پر تیزی سے کام جاری ہے جو معیاری اور مقررہ وقت پر مکمل ہوں گے۔ ان منصوبوں میں گزرہ مبارک ... کشتیوں کا پل، چند لالیاں روڈ، شوگر بس سڑکوں کی تعمیر، کالج سطح کے اداروں میں تعلیمی سہولتیں مہیا کرنے ہیں ... ہائی پاس اور اسی قسم کے دیگر اہم منصوبے شامل ہیں۔



فوٹو: ضلع ناظم چودھری محمد اشفاق چک 718 گ ب کے گورنمنٹ ہائی سکول میں تعمیر کردہ کمروں کا افتتاح کر رہے ہیں

پاکستان اسلام کا ناقابل تسخیر قلعہ ہے' غلام احمد مانیکا

وزیراعظم جلد ہی پاکپتن کے لئے خصوصی پیکج کا اعلان کریں گے

ملکہ ہانس (نامہ نگار) سابق وفاقی وزیر میاں غلام محمد احمد خاں مانیکا نے کہا ہے کہ پاکستان قائداعظم کے خوابوں کی تعبیر ہے اور اسلام کا ناقابل تسخیر قلعہ ہے اور ہر پاکستانی جذبہ اسلام سے سرشار ہو کر جان ومال قربان کرنے کو تیار ہے۔ انہوں گذشتہ روز نوائے وقت سے ملکی سیاسی صورتحال پر بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ جمہوری حکومتی ڈھانچہ کو ڈھارس دیں اور ملک وقوم کے مفاد کی خاطر قائداعظم کے مجاہد اور وزیراعظم میر ظفر اللہ جمالی کا بھرپور ساتھ دیکر ایک باشعور اور زندہ قوم کا ثبوت دیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ وزیراعظم پاکستان قول کے سچے ہیں اور وہ جلد ہی پاکپتن کی ترقی وخوشحالی کے لئے دورہ کر کے علاقہ کی بہتری کے لئے جامع پیکج کا اعلان کرتے ہوئے سوئی گیس فراہمی کا سنگ بنیاد بھی رکھیں گے۔ انہوں نے واضح کیا کہ ہماری سیاست کا رخ ہمیشہ عوامی ترقیاتی اور فلاح بہبود کی ترجیحات پر مبنی ہوتا ہے اور یہی اقدامات عملی اعتبار سے خدمت خلق کا دستور کامل ہے اور ہمارے عزم کی منطق بھی ہے۔

زرعی اجناس کے گرتے ہوئے نرخوں نے کسانوں کی کمر توڑ دی

محتاط اندازے کے مطابق ضلع ساہیوال میں کاشتکاروں کو 20 کروڑ کے خسارے کا سامنا ہے

زرعی معیشت کو سنبھالا دینے کے لئے کھاد، بیج اور دیگر اشیاء کی قیمتوں میں کمی کی جائے، کسان راہنما

ساہیوال (نامہ نگار) کرم کش ادویات، کھاد، بیج اور آلات کاشت کاری کے بڑھتے ہوئے نرخوں اور زرعی اجناس کے گرتے ہوئے نرخوں نے زرعی شعبہ کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔ کاشتکاروں کے قرضوں اور دوسرے سرکاری واجبات کی وصولی کے لئے سرکاری افسران کاشتکاروں کی گرفتاری کے لئے چھاپے مار رہے ہیں اور کاشتکار اپنی فصلوں میں چھپتے پھر رہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار ضلع ساہیوال کے کاشتکاروں نے کیا جو اخباری نمائندوں سے بات چیت کر رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ صرف ضلع ساہیوال میں کاشتکاروں کو تقریباً بیس کروڑ روپے کے خسارے کا سامنا ہے۔ آلوؤں کے گرتے ہوئے نرخوں نے کاشتکاروں کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ اس وقت آلوؤں کے نرخ اس حد تک گر چکے ہیں کہ کاشتکاروں کے پیداواری لاگت کے اخراجات بھی پورے نہیں ہوئے۔ وفد کے سربراہ چودھری رحمت علی صدر انجمن کاشتکاران ضلع ساہیوال ملک محمد بنیامین صدر، سبزیات اور بیشوگروورز ایسوسی ایشن اور حاجی سیف الرحمن نے کہا کہ ملک کی زرعی معیشت کو سنبھالا دینے کے لئے کھاد بیج کرم کش ادویات اور زرعی آلات کے نرخوں میں کمی کی جائے اور آلوؤں کے نرخوں کو مستحکم کرنے کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں تاکہ ملک کی زرعی معیشت کو ہونے والے نقصان کا ازالہ ہو سکے۔

سید وارث شاہ کی یاد میں خصوصی تقریب 23 مئی کو منعقد ہوگی

ملکہ ہانس (نامہ نگار) پنجابی ادب کے امام سید وارث شاہ کی یاد میں 23 مئی کو خصوصی تقریب کا انعقاد ہو رہا ہے جس میں ملک بھر سے گلوکار و فنکار فن کا مظاہرہ کریں گے۔ انجمن وارث شاہ کے ترجمان کے مطابق اس تقریب میں ضلع ناظم امجد جوئیہ، ایم این اے میاں احمد رضا خاں، ایم پی اے چودھری ممتاز حسین، رانا عامر شہزاد تحصیل ناظم ساہیوال سمیت متعدد پنجابی ادب کے شائق شرکت کریں گے۔ جبکہ ملک رمضان شکوری، منظوری حسین ملنگ، عارف سلہری، محمد حسین، لبنیٰ گیلانی، اور سید رفعت گیلانی بانسری نواز ہیر کلام پیش کریں گے۔ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول میں تقریب کا آغاز بعد نماز عشاء آغاز ہو گا۔

ضلع سے باہر گندم سمگل کرتے ہوئے 2 ٹرک پکڑے گئے

پاکپتن (نامہ نگار) ضلع سے باہر گندم سمگل کرنے پر دو ٹرک پولیس نے قبضہ میں لے لئے۔ تفصیلات کے مطابق ایک ٹرک جس پر 4 سو بوری گندم لوڈ تھی اعظم کمیشن شاپ سے گاڑی نمبر 5851 ایل او ٹی کے ذریعے کالا شاہ کاکو پہنچائی جبکہ دوسرا ٹرک جس پر 5 سو بوری گندم لوڈ تھی وہ بھی کالا شاہ کاکو لے جا رہی پولیس نے گرفتار کر کے مقدمہ درج کر لیا۔

سوشل ویلفیئر سوسائٹی کے زیراہتمام محفل میلاد

بورے والا (نامہ نگار) سوشل ویلفیئر سوسائٹی مدینہ کالونی کے زیر اہتمام گزشتہ روز محفل میلادؐ منعقد ہوئی یونین کونسل 59 کی کونسلر زرینہ مقبول اور کونسلر نسرین اشرف مہمانان خصوصی تھیں۔ اس موقع پر خواتین نے نبی کریمؐ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

دلوں کا چین اللہ اور رسول کی یاد میں پوشیدہ ہے، حافظ محمد امین

پاکپتن (نامہ نگار) دعوت اسلامی پاکپتن کے امیر حافظ محمد امین نے کہا کہ امت مسلمہ کے موجودہ دور میں وقت کا تقاضا پیارے آقا کی اطاعت میں ہے۔ انہوں نے یہ بات بلدیہ ہال میں منعقدہ ایک تربیتی نشست سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ دلوں کا چین اور اطمینان اللہ اور رسول کی یاد میں پوشیدہ ہے۔

کسووال میں عید میلادالنبیؐ جوش وخروش سے منائی جائے گی

کسووال (نامہ نگار) کسووال میں عید میلادالنبیؐ مذہبی عقیدت اور جوش وخروش سے منائی جائے گی۔ اس دفعہ بھی حسب روایت مسجد ایاز نلہ منڈی کسووال اور بازاروں کو رنگارنگ جھنڈیوں سے سجایا جائے گا اور عید میلادالنبیؐ کے جلوس مختلف چوک 4 چودہ ایل، 3 چودہ ایل، انوار محمدیہ سے آئیں گے اور کسووال کی انجمن غلامان مصطفیٰ کسووال کے اراکین حاجی محمد فاروق، چودھری دلبر حسین، حاجی محمد رزاق، ماسٹر اصغر علی، شیخ محمد سرور، ان کا استقبال کریں گے۔

حضرت صوفی کرامت حسینؒ کے مزار پر آج محفل میلادالنبیؐ ہوگی

لاہور (پ ر) جشن عید میلادالنبی ﷺ کے سلسلے میں دربار اللہ ہو گوجرانوالہ میں زیر صدارت الحاج حضرت خواجہ لیاقت حسین سجادہ نشین آج 12 ربیع الاول (جمعرات) بعد نماز ظہر اور بعد نماز مغرب بمقام ونیاں ضلع گوجرانوالہ میں محافل میلادالنبی ﷺ کا اہتمام کیا گیا ہے جس میں ملک بھر سے معروف نعت خوان حضرات حضور نبی اکرم ﷺ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کریں گے۔ بعد ازاں ممتاز علماء کرام حضرت محمد مصطفیٰؐ کی تعلیمات وسیرت پر درس دیں گے۔ آخر میں الحاج حضرت خواجہ لیاقت حسین کی عالم اسلام، شہداء اسلام، مظلوم مسلمانوں اور حاضرین کیلئے خصوصی دعا کے بعد لنگر تقسیم ہو گا۔

ڈکیتی کے دوران مزاحمت پر ڈاکوؤں نے مالک مکان کو قتل کر دیا

پولیس کا ڈاکوؤں کا سراغ لگانے کا دعویٰ، نام فی الحال صیغہ راز میں رکھے جا رہے ہیں

میاں چنوں (نامہ نگار) میاں چنوں کے نواحی چک 15/126 ایل میں ڈکیتی کے دوران گولی مار کر مالک مکان کو ہلاک کرنے والے ڈاکوؤں کا سراغ مل گیا۔ ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا۔ ملزمان کے نام فی الحال صیغہ راز میں رکھے جا رہے ہیں۔ واقعات کے مطابق مذکورہ چک میں گذشتہ رات ڈاکوؤں نے رشید احمد ارائیں کے گھر ڈاکہ ڈالنے داخل ہوئے تو رشید احمد نے مزاحمت کی جس کی وجہ سے ڈاکوؤں نے اس کو گولی مار دی اور وہ ہلاک ہو گیا تھا۔ ملزمان فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ ڈی ایس پی میاں چنوں الطاف حسین وٹو نے بتایا کہ انہوں نے سراغ رساں کتوں کے ذریعہ ملزمان کو تلاش کر لیا ہے اور گرفتار بھی کر لیا چونکہ ابھی تمام ملزم گرفتار نہ ہوئے ہیں اس لئے ان کے نام صیغہ راز میں رکھے جا رہے ہیں۔ دوسری واردات چک نمبر 113-15 ایل میں رشید احمد سکھیرا کے گھر چوری بالجبر کرنے والے چھ افراد کے خلاف مقدمہ درج کر کے مدعی کی نشاندہی پر ملزمان کو بہت جلد گرفتار کر لیا جائے گا جبکہ مدعی رشید نے ملزمان کے نام اور سکونت کی نشاندہی کر دی ہے۔ ڈی ایس پی نے بتایا کہ راہزنی کی واردات کرنے والے ملزمان کا بھی بہت جلد قلع قمع کر دیا جائے گا۔

پانی کی کمی کے باعث کاشتکاروں کا احتجاج

موگہ کا سائز بڑا کرنے کا مطالبہ

پاکپتن (نامہ نگار) پانی کی کمی کے باعث کاشتکاروں کا شدید احتجاج۔ تفصیلات کے مطابق موضع کرتار پور، کندیاں دوالی کلیانہ کے رہائشی زمینداروں، رانا محمد حنیف، رانا عطاء اللہ، رانا محمد انور خاں، رانا غلام مصطفیٰ نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے ہمارے گاؤں کا موگہ درست طور پر کام نہیں کر رہا۔ یہ موگہ چھوٹا ہونے کے باعث فصلوں کو مناسب پانی مہیا نہیں ہو رہا جس سے عوام کو شدید پریشانی کا سامنا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس موگہ کو بڑا کیا جائے تاکہ کھیتوں کو آبپاشی کے لئے پانی مہیا ہو سکے۔

بعدالت جناب محمد ظفر اقبال گورائیہ صاحب سول جج / مجسٹریٹ درجہ اول گجرات۔ مقدمہ نمبر 47، رجوعہ 15-1-03 تنسیخ نکاح۔ عنوان قیصری بی بی دختر غلام نبی ...

(مہر عدالت) (دستخط حاکم) (882)

بعدالت جناب میاں طارق محمود صاحب سول جج / فیملی جج / رینٹ کنٹرولر مجسٹریٹ درجہ اول دیپالپور ضلع اوکاڑہ۔ مقدمہ نمبر 224/03 ...

(مہر عدالت) (دستخط حاکم) (881)

بعدالت جناب محمد ظفر اقبال گورائیہ صاحب سول جج / مجسٹریٹ درجہ اول گجرات۔ مقدمہ نمبر 808/8007 رجوعہ 1-1-02 خرچہ نان ونفقہ / تنسیخ نکاح ...

(مہر عدالت) (دستخط حاکم) (884)

پیش کیا۔

دو افراد نے اسے چک نمبر 12/42-ایل لیجانے کیلئے کہا اور

شہر شہر گاؤں گاؤں جشن میلاد النبی ﷺ عقیدت و احترام سے منایا جائیگا

ساہیوال (نامہ نگار) 12 ربیع الاول کو مذہبی جوش و جذبہ سے منانے کیلئے رنگا رنگ پروگرام وضع کئے گئے ہیں۔ پروگرام کے مطابق صبح نماز فجر کے ساتھ ملک کی ترقی و خوشحالی اور سلامتی کی دعاؤں سے شروع ہونگے۔ تحصیل کونسل آفس ساہیوال سے جلوس نکالا جائے گا جو ساہیوال شہر کے مختلف بازاروں سے ہوتا ہوا اسی جگہ آکر ختم ہو گا تحصیل ناظم رانا عامر شہزاد بچوں میں مٹھائی تقسیم کریں گے۔ بازاروں میں دودھ کی سبیلیں لگائی جائینگی۔ رات کے وقت عمارتوں پر چراغاں ہو گا۔ محافل میں نبی کریم ﷺ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا جائے گا۔

میاں چنوں (نامہ نگار) میاں چنوں میں عید میلاد النبی ﷺ عقیدت و احترام سے منائی جائیگی۔ سرور کونین کے نور سے اس روز دنیا منور ہوئی۔ اس خوشی کے موقع پر ایک بہت بڑے جلوس کا اہتمام کیا گیا ہے جلوس مرکزی جامع مسجد اہل سنت سے صبح ساتھ بجے نکالا جائے گا اور دیہات سے آئے ہوئے دیگر جلوسوں کے ہمراہ مسجد بازار، ریل بازار، تلمبہ روڈ، علامہ اقبال روڈ ملتان روڈ غلہ منڈی سے ہوتا ہوا مرکزی جامع مسجد آکر اختتام پذیر ہو گا۔ جلوس اونٹ، گھوڑوں، ٹریکٹر ٹرالیوں، بسوں، ٹرکوں پر مشتمل ہو گا۔

عارف والا (نامہ نگار) عارف والا میں جشن میلاد النبی ﷺ کی تیاریاں مکمل شہر کو دلہن کی طرح سجا دیا گیا۔ مرکزی اہلسنت جماعت کے صدر صوفی رشید احمد کی زیر قیادت جامع مسجد غلہ منڈی سے جلو نکالا جائے گا۔ جو شہر کے مختلف بازاروں سے ہوتا ہوا جناح چوک اختتام پذیر ہو گا۔ مقبول شیشہ۔ فریم جناح چوک پر پریس کلب عارف والا کے صدر محمد اکرم بٹ دودھ کی سبیل کا افتتاح کریں گے۔ شام کو جامع سلطانیہ سے پیر خلیل الرحمن کی زیر قیادت مشعل بردار جلوس نکالا جائے گا۔ سرکاری اور غیر سرکاری عمارات پر چراغاں کیا جائے گا۔ نواحی گاؤں 77/EB میکہ والا میں انجمن غلامان مصطفی کے زیر اہتمام جلوس نکالا جائے گا۔ جلوس کی قیادت مولانا پیر محمد حسین چشتی کریں گے۔

دیپال پور (نامہ نگار) جشن میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں 15 مئی بروز جمعرات صبح نو بجے بزم غلامان مصطفی کے زیر اہتمام جامع مسجد گیلانیاں سے عظیم الشان جلوس نکالا جائے گا جس میں انجمن طلبا اسلام، منہاج القرآن دعوت اسلامی، عاشقان رسول اور متعدد پرائیویٹ سکولز کے جلوس بھی شامل ہوں گے روانگی سے قبل تلاوت نعت رسم پرچم کشائی قومی ترانے اور دستار بندی کی تقریب ہو گی جلوس مختلف بازاروں سے گزرتا ہوا گیلانیہ مسجد جاکر اختتام پذیر ہو گا۔

بصیر پور (نامہ نگار) بصیر پور میں جشن میلاد النبی ﷺ عقیدت و احترام اور مذہبی جوش و خروش سے منایا جائے گا۔ نماز فجر کے بعد ملکی سلامتی ترقی و خوشحالی او امت مسلمہ کیلئے خصوصی دعائیں مانگی جائیں گی۔ جامعہ اکبریہ سعدیہ، دار العلوم حنفیہ فریدیہ، جامعہ فریدیہ نظامیہ، جامعہ صدیقیہ اور منظور اسلامک اکیڈمی سے جلوس نکالے جائیں گے جو مختلف راستوں سے ہو کر شہر کا چکر لگاتے ہوئے اپنے مقام آغاز پر ختم ہوں گے۔ جہاں علمائے کرام اپنی تقاریر میں حضور پاک ﷺ کی ولادت باسعادت اور حیات طیبہ پر روشنی ڈالیں گے۔ اس موقع پر جلوس کے شرکاء میں انعامات تقسیم کئے جائیں گے۔

نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے، چودھری محمد افضل

میاں چنوں (نامہ نگار) نبی کریم ﷺ تمام انسانوں کے لئے رحمت اللعالمین بن کر آئے، ہم آج بھی ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر دینا اور آخرت میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں ان خیالات کا اظہار تحصیل نائب ناظم چودھری محمد افضل ایڈووکیٹ نے ایک بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ آج اتحاد کی ضرورت ہے اتحاد اور یکجہتی کا مظاہرہ کر کے یہود و ہنود کی سازشوں کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عالم اسلام کے تمام مسلمان مظلوم ہیں ان نازک حالات میں اسلامی ممالک کو متحد ہو کر عالم اسلام کے خلاف تمام سازشوں کو ناکام بنانا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ کامیابی کا راز اسوہ حسنہ کی پیروی میں ہے۔

ریاض میں بم دھماکے، امریکہ اپنے ایجنٹ داخل کرنا چاہتا ہے

مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کی قراردادوں کے تناظر میں حل ہونا چاہئے، اظہر اقبال حسن

حویلی لکھا (نامہ نگار) جماعت اسلامی صوبہ پنجاب کے سیکرٹری جنرل اظہر اقبال حسن نے کہا کہ ایل ایف او کا معاملہ چودہ کروڑ عوام کا مشترکہ ہے جب تک یہ ختم نہیں ہوتا متحدہ مجلس عمل کے راہنما سکون سے نہیں بیٹھیں گے۔ جنرل مشرف کو اپنی وردی اتنی پیاری ہے کہ وہ شاید رات کو سوتے وقت بھی نہ اتارتے ہوں وہ متحدہ مجلس عمل حویلی لکھا کے صدر میاں رحمت اللہ وٹو کی رہائش گاہ پر سیرت کانفرنس میں صحافیوں سے گفتگو کر رہے تھے۔ اس موقع پر متحدہ مجلس عمل اوکاڑہ کے صدر ڈاکٹر لیاقت علی کوثر بھی موجود تھے انہوں نے کہا کہ سعودی حکومت میں امریکہ اپنے ایجنٹ داخل کرنا چاہتا ہے۔ سعودیہ میں بم دھماکے امریکہ کی اپنی کارروائی ہے وہ محض اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کیلئے یہ ڈرامہ رچا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کشمیر کا مسئلہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل ہونا چاہئے قبل ازیں انہوں نے سیرت کانفرنس سے اپنے خطاب میں کہا کہ اب پاکستانی عوام بھی اپنی طرز زندگی یورپی سٹائل پر گزار رہے ہیں۔ سیرت کانفرنس سے ڈاکٹر لیاقت علی کوثر ضلعی صدر مجلس عمل مولانا عبد العزیز نوری سرپرست متحدہ مجلس عمل حویلی میاں رحمت اللہ وٹو نے بھی خطاب کیا۔

9 دسمبر 2008ء

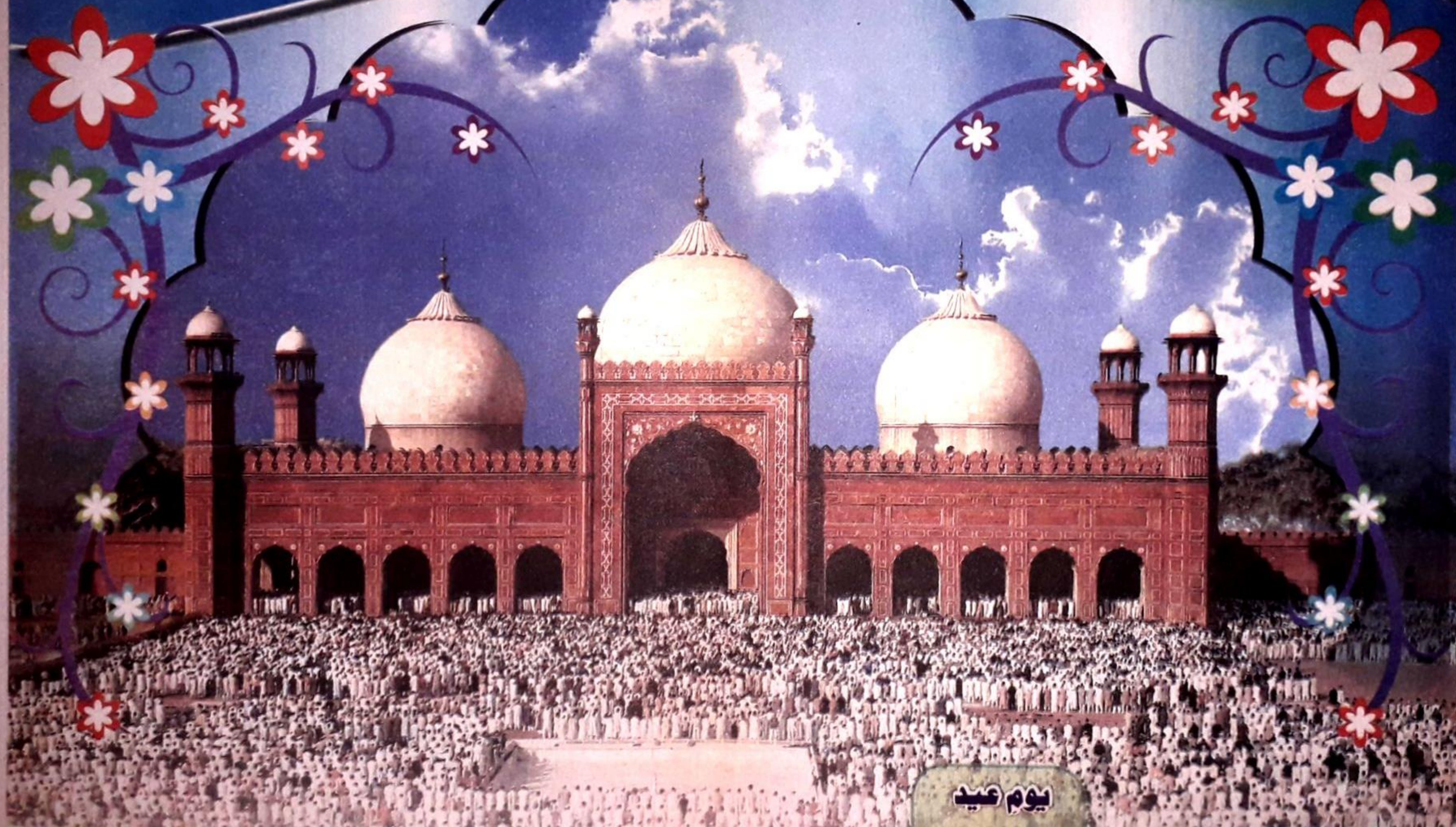
NAWA-I-WAQT

نوائے وقت

68 سال

SPECIAL EDITION

اشاعت خاص



مولانا سید عبدالخبیر آزاد

قربانی کا مقصد تقرب و رضائے الٰہی حاصل کرنا ہے۔ قربانی انبیاء علیہ السلام کی سنت ہے۔ قربانی ہر امت میں رائج رہی ہے۔ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند ارجمند حضرت ہابیل نے ایک دنبہ اللہ کی راہ میں قربان کیا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اپنے لخت جگر حضرت

☆ قربانی کی قبولیت اخلاص پر ہے۔

مسئلہ: جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اس کیلئے مستحب ہے کہ وہ جب ذی الحجہ کا چاند دیکھ لے تو اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے بلکہ قربانی کر کے کاٹ لے۔ مسئلہ: اگر کوئی آدمی اپنی واجب قربانی کر رہا ہو تو کسی میت کا ثواب پہنچانے کیلئے دوسری قربانی کرے تو یہ بھی جائز ہے اور اس کے گوشت سے خود کھانا یا دوسروں کو کھلانا تقسیم کرنا سب درست ہے۔ مسئلہ: بعض لوگ قربانی کرنے میں اپنے کنبہ

یوم عید

فضا کا پیرہن ہے اجلا اجلا عید کا دن ہے
چمن ہے زندگی کا مہکا مہکا عید کا دن ہے
نگاہیں مسکراتی ہیں
ہوائیں گیت گاتی ہیں
خوشی سے جھومتا ہے بوٹا بوٹا عید کا دن ہے
ہر اک جانب ہے شادابی
ہر اک چہرہ ہے مہتابی
گلوں کا رنگ بھی ہے نکھرا نکھرا عید کا دن ہے
لباسوں کے نظارے ہیں
رواں رنگوں کے دھارے ہیں

علامہ منیر احمد یوسفی

لفظ "قربان" عربی لغت کے اعتبار سے ہر اُس چیز کو کہا جاتا ہے جس کو کسی کے قرب کا ذریعہ بنایا جائے اور اصطلاح شرع میں اس ذبیحہ وغیرہ کو کہا جاتا ہے، جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کیا جائے۔ زمانہ قدیم میں قربانی کے قبول ہونے کی علامت یہ ہوتی تھی کہ سفید رنگ کی ایک آگ آسمان سے آتی اور قربانی کی چیز کو جلا دیتی اور اگر قربانی قبول نہ ہوتی تو

اس کو اجرت پر دینا، غرض اس سے منافع حاصل کرنا منع ہے۔ اگر اس نے اُون کاٹ لی یا دودھ دھو لیا تو اسے صدقہ کرے اور اگر شہر سوار ہوا یا اس پر کوئی چیز لادی تو اس کی وجہ سے جانور میں جو کچھ کمی آئی اتنی مقدار میں صدقہ کرے۔ قربانی کے لئے جانور خریدا تھا۔ قربانی کرنے سے پہلے اس کو بچہ پیدا ہوا تو بچہ بھی ذبح کر دیں۔ اگر بچہ کو بیچ دیا تو اس کے پیسے صدقہ کر دیں اگر بچہ نہ کیا اور اگلے سال قربانی کے لئے رکھ لیا اس کی قربانی نہیں کر سکتا کیونکہ یہ پچھلے سال والے جانور کا حصہ ہے جو باقی رہ گیا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، فتاویٰ

ذبح، ذبیحہ اور قربانی: گلے میں چند رگیں ہیں ان کے کاٹنے کو ذبح کہتے ہیں اور اس جانور کو جس کی رگیں کاٹی گئیں "ذبیحہ" کہتے ہیں۔

بعض جانور ذبح کئے جاتے ہیں، بعض نہیں۔ جو شرعاً ذبح نہیں کئے جاتے وہ بغیر ذبح کے حلال ہیں جیسے مچھلی اور ٹڈی (مکڑی) اور جو ذبح کئے جا سکتے ہیں وہ بغیر "ذکاۃ شرعی" حلال نہیں۔

ذبح سے جانور حلال ہونے کے لئے چند شرطیں: (۱)۔ ذبح کرنے والا عاقل ہو، (۲)۔ ذبح کرنے والا مسلمان ہو، (۳)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام کے

پیر محمد افضل قادری

قرآن مجید پارہ نمبر 30 سورہ کوثر، آیت نمبر 2 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "تو تم اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔"

مفسر قرآن حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت مبارکہ سے نماز عید اور قربانی کے واجب ہونے پر استدلال کیا ہے۔ چنانچہ وہ آیت بالا

کر جسم میں ڈال دینے کا حکم ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کی قربانی کے متعلق صحیح مسلم، سنن ابو داؤد اور مسند امام احمد میں "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مینڈھا کی قربانی کی اور عرض کیا۔

ترجمہ "اے اللہ! میری طرف سے میری آل کی طرف سے اور میری امت کی طرف سے قبول فرما۔"

جامع ترمذی و سنن ابو داؤد میں حضرت حنش رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ "میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو قربانیاں دیتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ

عید الاضحیٰ

مولانا سید عبدالخبیر آزاد

قربانی کا مقصد تقرب و رضائے الٰہی حاصل کرنا ہے۔ قربانی انبیاء علیہ السلام کی سنت ہے۔ قربانی ہر امت میں رائج رہی ہے۔ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند ارجمند حضرت ہابیل نے ایک دنبہ اللہ کی راہ میں قربان کیا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا حکم ہوا۔ یہ ایک امتحان تھا جس میں کامیابی کے بعد اللہ تعالیٰ نے بیٹے کے عوض دنبہ عطا فرمایا جسے قربان کیا گیا۔

شریعت اسلامیہ میں قربانی ہر ایسے مسلمان عاقل، بالغ، مقیم اور صاحب نصاب پر واجب ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کے برابر ضرورت سے زائد مال سامان رکھتا ہو۔

عیدالاضحیٰ کے دن غسل کرکے اور پاک وصاف لباس پہن کر عیدگاہ کو جاتے وقت راستہ میں تکبیرات تشریق قدرے بلند آواز سے پڑھنا اور واپسی پر راستہ تبدیل کرنا۔

نیت: میں نیت کرتا ہوں دو رکعت نماز عیدالاضحیٰ واجب کی مع زائد چھ تکبیروں کے پیچھے اس امام کے اللہ اکبر۔

طریقہ نماز: تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھے اور سبحانک اللھم پڑھے پھر ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے پھر دوسری مرتبہ ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے۔ پھر تیسری مرتبہ ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ باندھ لے اور امام کی قرات سنتا رہے۔ دوسری رکعت میں امام پہلے قرات پڑھے۔ مقتدی سنتا رہے قرات ختم ہونے پر رکوع سے پہلے تین زائد تکبیرات ادا کی جائیں گی۔ اس موقع پر امام چار مرتبہ تکبیرات اللہ اکبر کہے گا پہلے تین تکبیرات پر مقتدی امام کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دے جبکہ چوتھی تکبیر پر وہ ہاتھ اٹھائے بغیر رکوع میں چلا جائے۔ نماز عید کیلئے جماعت شرط ہے اسلئے اگر کوئی شخص جماعت میں شریک ہونے سے رہ گیا تو تنہا نماز عید نہیں پڑھ سکتا۔

عشرہ ذوالحجہ کی راتیں لیلۃ القدر کی طرح فضیلت رکھتی ہیں اور ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزہ کے برابر درجہ رکھتا ہے۔ 9 ذی الحجہ کے روزہ سے سال گذشتہ اور سال آئندہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ 10، 11، 12، 13 ذی الحجہ کا روزہ رکھنا منع ہے۔ عید کی رات بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہنا بڑی فضیلت ہے اور ثواب کا موجب ہے۔

☆..... سیدنا حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں۔

☆..... قربانی کے جانور کے خون کا قطرہ زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت حاصل کرلیتا ہے اور اس کے بدلے اللہ تعالیٰ پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

☆..... قربانی کے جانور کے ہر بال کے عوض ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

☆..... قربانی شعائر اسلام ہے۔

☆..... حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ قربانی تمہارے جد امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سنت ہے۔

☆..... سرکار دو عالمؐ نے فرمایا کہ جو شخص باوجود وسعت کے قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب تک نہ آئے۔

☆..... قربانی کی قبولیت اخلاص پر مبنی ہے۔

مسئلہ: جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اس کیلئے مستحب ہے کہ وہ جب ذی الحجہ کا چاند دیکھ لے تو اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے بلکہ قربانی کرکے کاٹ لے۔ مسئلہ: اگر کوئی آدمی اپنی واجب قربانی کر رہا ہو تو کسی میت کا ثواب پہنچانے کیلئے دوسری قربانی کرے تو یہ بھی جائز ہے اور اس کے گوشت سے خود کھانا یا دوسروں کو کھلانا تقسیم کرنا سب درست ہے۔ مسئلہ: بعض لوگ قربانی کرنے میں اپنے کنبہ کے افراد کی باری مقرر کر لیتے ہیں ایک سال ایک کی طرف سے دوسرے سال دوسرے کی طرف سے ایسا کرنا درست نہیں ہے بلکہ جس پر واجب ہے وہ اپنی علیحدہ علیحدہ قربانی کریں۔ مسئلہ: جس شخص پر قربانی واجب نہ تھی مگر اس نے قربانی کی نسبت سے کوئی جانور خرید لیا تو اب اس پر قربانی واجب ہو گئی۔ مسئلہ: اگر کوئی شخص یعنی صاحب نصاب نہ ہو قربانی کیلئے کوئی جانور خرید لے پھر اس جانور میں عیب پیدا ہو جائے تو وہ اس جانور کو ذبح کر سکتا ہے لیکن اگر صاحب نصاب ہے تو دوسرا جانور خریدنا ہوگا۔ مسئلہ: اگر غریب آدمی کا جانور گم ہو گیا تو اس کے ذمہ کچھ واجب نہیں۔ مسئلہ: اگر قربانی کے دن گزر گئے تو قربانی کی قیمت فقراء مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ مسئلہ: اگر میاں بیوی دونوں پر قربانی واجب ہو تو دونوں کو قربانی کرنا ضروری ہے۔ مسئلہ: قربانی کے جانور کی رسی، جھول وغیرہ سب چیزیں خیرات کر دینی چاہئیں۔ مسئلہ: اگر صبح سے قبل جانور کی اون کاٹ لی گئی ہو یا دودھ نکالا ہو تو ان کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔ مسئلہ: حاملہ جانور کی قربانی جائز ہے البتہ اگر حاملہ جانور بچہ دینے کے قریب ہو تو اس کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔ مسئلہ: اگر حاملہ جانور ذبح کرنے کے بعد بچہ زندہ نکلے تو اس کو بھی ذبح کر دے۔ مسئلہ: حصہ داران میں سے کسی حصہ دار کی غیر موجودگی میں دوسرے نے بغیر اس کی اجازت اور حکم کے قربانی کر دی تو یہ قربانی صحیح نہ ہوگی۔

دسویں ذی الحجہ سے بارہ ذی الحجہ کی عصر کے بعد تک قربانی کا وقت ہے ان تین دنوں میں جب چاہے قربانی کر سکتا ہے۔ مگر دسویں کے دن قربانی کرنا افضل ہے قربانی رات کو بھی ہو سکتی ہے مگر بہتر یہی ہے کہ دن کو کی جائے۔ جو لوگ شہر، قصبات میں رہتے ہیں وہ نماز عید کے بعد قربانی کریں۔ البتہ دیہات والے صبح صادق کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔ مسئلہ: جن مقامات پر نماز جمعہ و عیدین جائز ہے وہاں نماز عید سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں اگر کسی نے قربانی نماز عید سے پہلے کر دی تو اس کو دوبارہ قربانی کرنا پڑے گی البتہ جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی تو وہاں صبح صادق کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔

بکرا، بکری ایک سال۔ دنبہ، دنبی ایک سال۔ بھیڑ، مینڈھا ایک سال یا چھ ماہ بشرطیکہ سال والے کے برابر معلوم ہو۔ گائے، بھینس دو سال۔ اونٹ، اونٹنی پانچ سال۔ مقرر کردہ عمر سے زائد عمر کے جانور کی قربانی جائز ہے۔ کم عمر جانور کی قربانی جائز نہیں ہے۔ قربانی کے جانور کو چند روز پہلے پالنا افضل ہے۔ قربانی سے پہلے چھری کو خوب تیز کر لینا چاہئے۔ ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے۔ جانور کے ذبح کرنے کے بعد کھال اتارنے اور گوشت کے ٹکڑے کرنے میں جلدی نہ کرے جب تک کہ جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے۔

وہ جانور جس کے پیدائش ہی سے سینگ نہ ہوں۔ دیوانہ جو چارہ کھا لیتا ہو۔ خصی یا خارشی جو موٹا ہو۔ تہائی سے کم کان کٹا یا دم کٹی ہوئی۔ آنکھ ٹیڑھی ہو۔ وہ منافع جو قربانی کے جانور سے حاصل کرنا مکروہ ہے۔ اون کا کاٹنا۔ اس پر سوار ہونا۔ بوجھ لادنا۔ جانور کرایہ پر دینا دودھ سے نفع حاصل کرنا۔

اندھا۔ کانا۔ لنگڑا۔ بہت بیمار۔ بہت دبلا جس کی ہڈیوں میں مغز نہ رہا ہو۔ تہائی حصہ سے زیادہ کان کٹا ہوا ہو۔ تہائی حصہ سے زیادہ دم کٹی ہو یا چکی کٹی ہوئی ہو۔ تمام یا اکثر دانت گر گئے ہوں۔ سرے سے ہی دانت یا کان نہ ہوں۔ تھنوں کے سرے نہ ہوں۔ تھن دوائی وغیرہ سے خشک ہو چکے ہوں۔ جس بھیڑ، بکری کا ایک تھن نہ ہو۔ جس گائے بھینس، اونٹنی کے دو تھن نہ ہوں۔ سینگ جڑ سے اکھڑ گیا ہو۔

تمام حصہ داران گوشت حصہ برابر وزن کرکے تقسیم کریں، اندازہ سے تقسیم نہ کیا جائے۔ افضل یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کئے جائیں ایک حصہ اپنے اہل وعیال کیلئے دوسرا حصہ احباب ورشتہ داروں کیلئے تیسرا حصہ فقراء ومساکین کیلئے اور اگر کنبہ کے افراد زیادہ ہوں تو سارا گوشت گھر کھانے میں بھی مضائقہ نہیں ہے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ بھی کھایا جا سکتا ہے۔

قربانی کی کھال کے مستحق وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔ قربانی کی کھال بعینہ مستحق کو دے دی جائے یا اس کو بیچ کر اس کی قیمت دے دے۔ بہتر یہ ہے کہ دینی مدارس کے طلبا کو جو مہمانان رسول مقبولؐ ہیں ان کو دے اس میں دوہرا ثواب ہے۔ ایک صدقہ کرنے کا اور دوسرا اشاعت دین میں تعاون کرنے کا کیونکہ حضور اکرمؐ نے طالبان علم دین کی خاطر ومدارت کرنے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ قربانی کی کھال یا اس کی قیمت امام مسجد، خادم مسجد یا قصاب کو اجرت میں دینا جائز نہیں۔ مسئلہ: قربانی کی کھال مصلی یا مشک وغیرہ بنا کر اپنے استعمال میں لا سکتا ہے۔ البتہ اس کی قیمت کو خود استعمال کرنا جائز نہیں اور کسی کار خیر مثلاً تعمیر مسجد یا شفاخانہ وغیرہ میں بلا تملیک شرعی کے صرف کرنا جائز نہیں بلکہ کسی غریب کی تملیک کر دینا ضروری ہے۔

یوم عید

فضا کا پیرہن ہے اجلا اجلا عید کا دن ہے
چمن ہے زندگی کا مہکا مہکا عید کا دن ہے
نگاہیں مسکراتی ہیں
ہوائیں گیت گاتی ہیں
خوشی سے جھومتا ہے بوٹا بوٹا عید کا دن ہے
ہر اک جانب ہے شادابی
ہر اک چہرہ ہے مہتابی
گلوں کا رنگ بھی ہے نکھرا نکھرا عید کا دن ہے
لباسوں کے نظارے ہیں
رواں رنگوں کے دھارے ہیں
بنا خوشبو کا مسکن کوچہ کوچہ عید کا دن ہے

حفیظ تائب

مسائلِ قربانی

علامہ منیر احمد یوسفی

لفظ "قربان" عربی لغت کے اعتبار سے ہر اُس چیز کو کہا جاتا ہے، جس کو کسی کے قرب کا ذریعہ بنایا جائے اور اصطلاح شرع میں اس ذبیحہ وغیرہ کو کہا جاتا ہے، جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کیا جائے۔

زمانۂ قدیم میں قربانی کے قبول ہونے کی علامت یہ ہوتی تھی کہ سفید رنگ کی ایسی آگ آسمان سے آتی اور قربانی کی چیز کو جلا دیتی اور اگر قربانی قبول نہ ہوتی تو اس پر نہ آگ آتی اور نہ ہی اسے جلاتی، وہ چیز وہیں پڑی رہتی تھی۔ جیسا کہ قابیل اور ہابیل کی قربانی کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:۔

"جب کہ دونوں (قابیل اور ہابیل) نے قربانی دی پس ان دونوں میں سے ایک سے قبول کی گئی دوسرے سے قبول نہ کی گئی" (المائدہ: ۲۷)

غریبوں کے لئے قربانی کا ثواب: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا: "مجھے ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عید کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس اُمت کے لئے اس دن کو عید کیا ہے تو اس شخص نے عرض کیا، اگر میرے پاس کچھ نہ ہو مگر اونٹنی یا بکری تو کیا میں اس کی قربانی کروں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! (کیونکہ ایک ہی جانور ہے اس کو بھی ذبح کر دے گا تو کام کاج میں تکلیف ہوگی لہٰذا) اپنے سر کے بال کٹوا کر، ناخن تراش کر اور مونچھوں کے اور زیر ناف بال تراش (مونڈ) لیں اللہ (جل جلالہ) کے نزدیک تیری یہی قربانی ہے"۔ (تم مکمل قربانی کا ثواب حاصل کر سکتے ہو)۔ یعنی جو شخص جانور کی قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو، وہ بھی ذی الحجہ کا چاند طلوع ہونے کے بعد نہ تو حجامت بنوائے نہ ہی ناخن کاٹے اور نہ ہی غیر ضروری بال تراشے بلکہ عید کی نماز ادا کرنے کے بعد حجامت وغیرہ بنوائے، مونچھیں تراشے اور ناخن کاٹے تو اس کو بھی قربانی کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔ ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۹

قربانی کا وقت: حضرت جندب بن عبداللہؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں قربانی کے دن حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو ابھی آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہوئے ہی تھے یعنی نماز سے سلام پھیرا ہی تھا کہ قربانیوں کے گوشت دیکھے جو آپ ﷺ کے نماز سے فارغ ہونے سے پہلے کر دی گئی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جس نے نماز سے پہلے یا ہمارے نماز پڑھانے سے پہلے (جانور کو) ذبح کر لیا ہو تو وہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عید قربان کے دن نماز پڑھائی، خطبہ ارشاد فرمایا اور بعد ازیں قربانی کی اور فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی وہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے ابھی نہ کی ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام پر کرے۔ بخاری جلد ۲ ص ۱۳۲

ہر گھر والے پر قربانی: حضرت مخنفؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہم نبی کریم ﷺ کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے، عرفہ کا دن تھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے لوگو ہر گھر پر قربانی ہے اور ایک عتیرہ ہے" مشکوٰۃ ص ۱۲۹

ذبح سے پہلے قربانی کے جانور سے نفع حاصل کرنا: ذبح سے پہلے قربانی کے جانور کے بال اپنے کسی کام کے لئے کاٹ لینا یا اس کا دودھ دوہنا مکروہ وممنوع ہے اور قربانی کے جانور پر سوار ہونا، اس پر کوئی چیز لادنا یا اس کو اجرت پر دینا، غرض اس سے منافع حاصل کرنا منع ہے۔ اگر اس نے اون کاٹ لی یا دودھ دوہ لیا تو اسے صدقہ کرے اور اگر خود سوار ہوا یا اس پر کوئی چیز لادی تو اس کی وجہ سے جانور میں جو کچھ کمی آئی اتنی مقدار میں صدقہ کرے۔ قربانی کے لئے جانور خریدا تھا۔ قربانی کرنے سے پہلے اس کو بچہ پیدا ہوا تو بچہ بھی ذبح کر دیں۔ اگر بچہ کو بیچ دیا تو اس کے پیسے صدقہ کر دیں اگر کچھ نہ کیا اور اگلے سال قربانی کے لئے رکھ لیا اس کی قربانی نہیں کر سکتا کیونکہ یہ پچھلے سال والے جانور کا حصہ ہے جو باقی رہ گیا۔ (ماخوذ از بہار شریعت، فتاویٰ عالمگیری، ہدایہ شریف)۔

پسندیدہ جانور: ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ سینگ والا بکرا لایا جائے جو سیاہی میں چلے، سیاہی میں بیٹھے اور سیاہی میں دیکھے (یعنی کالے پاؤں، کالے پیٹ اور کالی آنکھوں والا) آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں (ایسا بکرا) حاضر کیا گیا۔ فرمایا: "اے عائشہ" رضی اللہ عنہا چھری لاؤ، پھر فرمایا اسے پتھر پر تیز کرلو (فرماتی ہیں، میں نے چھری کو) تیز کر لیا پھر آپ ﷺ نے چھری پکڑی۔ بکرے کو لٹایا اور اسے ذبح فرمایا (پھر یہ کلمات کہے) "اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے نام سے، اے اللہ (جل جلالک) اس (قربانی) کو (حضرت) محمد (مصطفیٰ ﷺ) اور (حضرت) محمد (مصطفیٰ ﷺ) کی آل اور (حضرت) محمد (ﷺ) کی امت کی طرف سے قبول فرما"۔ پھر کھانا کھایا"۔

قربانی کے جانور کی قسمیں: قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں: (۱)۔ گائے، (۲)۔ اونٹ اور (۳)۔ بکری۔ ان کی جتنی قسمیں ہیں، سب اس میں داخل ہیں یعنی نر اور مادہ، خصی اور غیر خصی سب کا ایک ہی حکم ہے۔ سب کی قربانی ہو سکتی ہے۔ گائے میں بھینس، سانڈھ اور بیل بھی شمار ہے۔ بکری میں بھیڑ، دنبہ، چھترا اور بکرا سب شامل ہیں۔

وہ جانور جن کی قربانی درست نہیں: حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: "رسول کریم ﷺ سے عرض کیا کہ کن جانوروں کی قربانی سے بچنا چاہئے تو آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا: کہ چار قسم کے جانور قربانی کے لئے درست نہیں ہیں۔ (۱)۔ لنگڑا، جس کا لنگ ظاہر ہو، (۲)۔ کانا، جس کا کانا پن ظاہر ہو، (۳)۔ بیمار، جس کی بیماری ظاہر ہو اور (۴)۔ ایسا لاغر جس کی ہڈیوں پر مغز نہ ہو (ہڈیوں کا پنجر)۔

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے، فرماتے ہیں: "رسول کریم ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم (قربانی کے جانور کی) آنکھ اور کان دیکھ لیں۔ نہ لمبائی میں چرے کان کی قربانی کریں نہ چوڑائی میں کٹے جانور کی قربانی کریں۔ (اس میں زیادہ کا اعتبار ہے، اگر آدھے سے کم چرا اور کٹا ہے تو قربانی ہو جائے گی)"۔

گائے اور اونٹ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "گائے سات کی طرف سے اور اونٹ بھی سات کی طرف سے ہے"۔

قربانی کن پر واجب ہے؟: جن پر قربانی واجب ہے وہ اہل ایمان درج ذیل ہیں: (۱)۔ مسلمان، (۲)۔ مالدار، (۳)۔ آزاد، (۴)۔ مقیم (مسافر اگر قربانی کرے تو تطوع یعنی نفل ہے)۔

قربانی کے دن: حضرت نافع علیہ الرحمہ سے روایت ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "عید قربان کے دن کے بعد قربانی دو دن اور ہے"۔

عیدِ قربان

پیر محمد افضل قادری

قرآن مجید پارہ نمبر 30 سورہ کوثر، آیت نمبر 2 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ "تو تم اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔"

مفسر قرآن حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت مبارکہ سے نماز عید اور قربانی کے واجب ہونے پر استدلال کیا ہے۔ چنانچہ وہ آیت بالا کے تحت تفسیر مظہری میں مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس جیسے صحابہ کے شاگردوں حضرت عکرمہ حضرت قتادہ اور حضرت عطاء رضی اللہ عنہم کی روایت بیان کرتے ہیں کہ وہ اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں: "یعنی تم قربانی کے روز اپنے رب کیلئے نماز عید پڑھو اور

نبی پاک ﷺ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی کی اور حضرت علیؓ کو وصیت فرمائی کہ میری طرف سے قربانی کرتے رہنا

بہترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔ (حدیث پاک)

روزنامہ
نوائے وقت
ملتان۔ لاہور۔ راولپنڈی / اسلام آباد۔ کراچی
منگل' 10 ذی الحج' 1429ھ' 9 دسمبر 2008ء
مسلسل اشاعت کے 68 سال

جماعت الدعوۃ کے دفاتر پر قبضہ

کیا ہم نے امریکہ و بھارت کا دباؤ قبول کر لیا؟

پاک فوج نے گزشتہ روز آپریشن کرکے مظفر آباد کے قریب شوائی نالہ پر واقع جماعت الدعوۃ کے مرکزی دفتر کا کنٹرول سنبھال لیا۔ پاک فوج کے آپریشن میں ہیلی کاپٹر بھی استعمال کئے گئے اور فائرنگ کا تبادلہ بھی ہوا۔

بھارتی ٹی وی سے نشر ہونے والی اس رپورٹ کے بعد کہ امریکہ اور بھارت نے پاکستان کو 48 گھنٹے کے اندر لشکر طیبہ کے خلاف کارروائی اور بھارت کو مطلوب افراد کی گرفتاری کی ڈیڈ لائن دی ہے' مظفر آباد میں پاک فوج کی طرف سے ایک مذہبی' تبلیغی اور رفاہی تنظیم جماعت الدعوۃ کے مرکز پر جارحانہ کارروائی کے ذریعے قبضہ اور اب تک کی اطلاعات کے مطابق 8 افراد کی گرفتاری ان حکومتی دعوؤں کی نفی ہے کہ حکومت پاکستان امریکہ یا بھارت کا دباؤ قبول نہیں کریگی اور بھارتی و امریکی حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں بشمول کنڈولیزا رائس کے ان بیانات کے برعکس ہے کہ پاکستان کو 16 دسمبر کی ڈیڈ لائن نہیں دی گئی ہے' البتہ دورہ اسلام آباد کے موقع پر امریکی وزیر خارجہ کنڈولیزا رائس نے ممبئی دھماکوں کا الزام لشکر طیبہ پر عائد کرتے ہوئے جن گرفتاریوں کا مطالبہ کیا تھا' ان کا آغاز ہو گیا ہے اور عملاً حکومت پاکستان اور فوج کی قیادت نے یہ الزام قبول کر لیا ہے کہ ممبئی حملوں کیلئے پاکستان کی سرزمین استعمال ہوئی ہے اور اب "نان سٹیٹ ایکٹرز" کی گرفتاری حکومت پاکستان کی ذمہ داری ہے۔

جماعت الدعوۃ اگرچہ لشکر طیبہ پر پابندی کے بعد وجود میں آئی لیکن آج تک اس پر دہشت گردی درکنار' جہاد کشمیر میں شرکت کا "الزام" بھی نہیں لگا۔ 2005ء میں آزاد کشمیر میں جو تباہ کن زلزلہ آیا' اس میں جن تنظیموں نے سب سے زیادہ رفاہی کام کیا اور متاثرہ خاندانوں کی بحالی اور تعمیر نو میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا' ان میں دیگر مذہبی تنظیموں سمیت جماعت الدعوۃ اور کالعدم لشکر طیبہ پیش پیش تھیں' ان دونوں جماعتوں کی کارکردگی کا اعتراف اقوام متحدہ سمیت عالمی اداروں نے کیا بلکہ یہاں تک کہا گیا کہ اگر ان تنظیموں سے وابستہ کارکن بروقت کارروائی نہ کرتے تو جانی و مالی نقصان کہیں زیادہ ہوتا جبکہ حکومت پاکستان اور عالمی ادارے دو دن بعد ہی متاثرین کی امداد کو پہنچ سکے۔

ممبئی حملوں کے فوری بعد بھارت نے جہاد کشمیر میں سابقہ کارروائی کی بناء پر لشکر طیبہ کو ملوث کیا تاکہ ایک تیر سے دو شکار کئے جائیں۔ ایک طرف تو پاکستان کو دباؤ میں لا کر جہاد کشمیر کو بھی دہشت گردی کی زد میں لایا جائے' دوسری طرف لشکر طیبہ جیسی تنظیموں میں ملوث کرکے کشمیری عوام کی حالیہ جدوجہد کو جو پرامن ہے اور جس نے بھارت کو بے بس کر رکھ دیا ہے' دہشت گردی کے کھاتے میں ڈال دیا جائے تاکہ بارک اوبامہ برسر اقتدار آنے کے بعد مسئلہ کشمیر حل کرنے کی جو بات کر رہے ہیں' وہ عملی شکل اختیار نہ کر سکے۔ یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ ممبئی حملوں کے فوری بعد حکومت پاکستان بھارت کے اندرونی گروہوں کی اس کارروائی یا پاکستان کے خلاف انتہا پسند ہندو تنظیموں کی سازش کو عالمی سطح پر بے نقاب کرنے اور جارحانہ سفارتی مہم کے ذریعے بھارتی ریشہ دوانیوں اور منفی پروپیگنڈے کا توڑ کرنے کے بجائے معذرت خواہی پر اتر آئی جس کا بھارت نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور امریکہ اور اسرائیل کو ساتھ ملا کر اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل میں لگ گیا۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ لشکر طیبہ پر حکومت پاکستان پابندی عائد کر چکی ہے اور جماعت الدعوۃ بھی کسی ایسی قابل اعتراض سرگرمی میں ملوث نہیں رہی کہ اس کو مطعون کیا جا سکے۔ اس کے باوجود حکومت پاکستان کی طرف سے مظفر آباد جیسے جہاد اور آزاد کشمیر کے بیس کیمپ میں ایک ایسی تنظیم کے ہیڈ کوارٹر پر قبضہ جو آج بھی متاثرین زلزلہ اور مقبوضہ جموں و کشمیر میں بھارتی فوج سے تنگ آکر ہجرت کرنے والے مسلمانوں کی امداد میں مصروف ہے اور ہزاروں خاندانوں کی کفالت کر رہی ہے۔ ناقابل فہم اور پاکستانی مؤقف کی نفی ہے۔

ایک طرف بھارت سرجیکل سٹرائیک کی دھمکی دے رہا ہے اور اس کے وزیر خارجہ صدر زرداری کو کی جانے والی فون کال سے مکر گئے ہیں' دوسری طرف وہ امریکہ کے ذریعے دباؤ بڑھا رہا ہے اور نو منتخب صدر بارک اوبامہ نے یہ تک کہہ دیا ہے کہ بھارت کو اپنے دفاع کا حق حاصل ہے' جس کا مطلب ہے کہ امریکی عہدیدار دونوں ممالک کو جنگ کی طرف دھکیل رہے ہیں' مگر حکومت دباؤ سے نکلنے کیلئے جنرل پرویز مشرف کی طرح بھارتی مطالبات ماننے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے جس سے شاید جنگ نہ تو رک سکے' لیکن مسئلہ کشمیر ایک بار پھر پس پشت ڈال دیا جائے گا اور بھارت کا یہ حق تسلیم کر لیا جائے گا کہ وہ جب بھی ضرورت محسوس کرے' پاکستان سے دو افراد طلب کر سکے' جن پر وہاں کسی کارروائی میں ملوث پائے جانے کا الزام ہو۔ پاکستان نے مظفر آباد میں کارروائی کرکے ممبئی حملوں کی بلا اپنے سر لے لی ہے' جس کے تباہ کن اثرات مرتب ہوں گے اور امریکہ و بھارت کی یہ مشترکہ خواہش پوری ہوتی نظر آ رہی ہے کہ افغانستان کی طرح بھارت میں قیام امن بھی پاکستان کی ذمہ داری ہے۔

مشیر داخلہ رحمان ملک نے کہا ہے کہ ثبوت ملنے پر کسی پاکستانی کو بھارت کے حوالے نہیں کیا جائے گا کیونکہ حوالگی مجرمان کا کوئی معاہدہ موجود نہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کسی ثبوت کے بغیر محض الزام تراشی پر اپنے ہی شہریوں کی گرفتاری اور اپنی ہی دینی و رفاہی تنظیموں کے خلاف کارروائی کا کیا جواز ہے جبکہ نیوز ویک اور دیگر امریکی اخبارات و جرائد بھارتی ریاستی اداروں کے حوالے سے یہ واضح کر چکے ہیں کہ ممبئی حملوں کے حوالے سے انہیں اب تک کوئی ایسے شواہد نہیں ملے کہ اس میں پاکستان یا کوئی دوسرا ملک ملوث ہے۔ یہ بھارتی خفیہ ایجنسیوں اور مقامی اداروں کی نالائقی' نااہلی اور ناکامی ہے جس کا خمیازہ بھارت کو خود بھگتنا چاہئے اگر وہ تمام اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کا جینا دوبھر کر دے گا اور فوج کا کام اپنے ہی شہریوں اور آبادیوں کو کچلنا رہ جائے گا تو ایسے واقعات تسلسل سے ہوں گے اور ہر موقع پر بھارت ہمسایوں کو مطعون کرکے خطے میں جنگ کے خطرات پیدا کرتا رہے گا۔ بہتر یہی ہے کہ حکومت آگ کے اس کھیل میں شریک نہ ہو' قبائلی علاقوں میں کارروائی کا نتیجہ پورا ملک بھگت رہا ہے۔ اگر ہم جہاد کشمیر کو کمزور کرنے کی کارروائی میں حصہ دار بن گئے اور امریکہ و بھارت کا دباؤ قبول کر لیا تو نہ صرف ہمارے ایٹمی اثاثے خطرے میں پڑ سکتے ہیں' بلکہ اگلا وار آئی ایس آئی پر ہو گا لہٰذا حکومت اپنی پالیسی تبدیل کرے اور اس بات پر قائم رہے کہ بھارت پہلے ثبوت پیش کرے اور بلوچستان و قبائلی علاقوں میں اپنی کارروائیاں بند کرے' پھر کوئی بات ہو گی۔ آخر میریٹ ہوٹل اور پشاور کے بم دھماکوں کو امریکہ نے ایشو کیوں نہیں بنایا اور اتنا شور کیوں نہیں اٹھا' صرف اس لئے کہ یہ ایک نیوکلیئر اسلامی ریاست کے خلاف کارروائی تھی جبکہ اب ہندو ریاست نشانہ بنی ہے۔

خطبہ حج عالم اسلام کیلئے مشعل راہ

مفتی اعظم سعودی عرب شیخ عبدالعزیز آل شیخ نے خطبہ حج میں کہا ہے کہ دشمنان اسلام امت مسلمہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے ان کے مادی وسائل پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اسلام امن و اعتدال کا دین ہے' دہشت گردی اور انتہا پسندی کی دین میں کوئی گنجائش نہیں' آج مالیاتی بحران سود کی وجہ سے آیا' مسلمان الگ معاشی نظام بنائیں۔

دنیا کی ایک چوتھائی آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ 57 ممالک میں سے اکثر بے انتہا وسائل سے مالا مال ہیں۔ اس کے باوجود مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا ہے۔ جب دنیا میں ہر طرف امریکہ یلغار کئے ہوئے ہے' مفتی اعظم کا خطبہ نہایت دانشمندانہ اور جرأت مندانہ ہے۔ خطبہ میں مفتی صاحب نے مسلمانوں کو کفار کی سازشوں سے آگاہ کیا ہے اور ساتھ ہی اپنا آپ منوانے کیلئے ایک راہ بھی دکھا دی ہے۔

مسلمان ممالک کے وسائل مسلمانوں کے ہی کام آئیں تو اس میں کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان اپنا کھویا ہوا مقام حاصل نہ کر سکیں۔ اس کیلئے مسلمانوں کو متحد ہونے کی ضرورت ہے جس کیلئے او آئی سی کے نام سے ایک پلیٹ فارم موجود ہے۔ عراق اور افغانستان پر امریکہ قبضہ کر چکا ہے' ایران پر اس کی نظر ہے' شام کو ڈرایا جا رہا ہے' پاکستان پر حملے کئے جا رہے ہیں' فلسطین پر ظلم امریکہ کی آشیرباد سے ہو رہا ہے۔ صدر بش کروسیڈ کے نام پر مسلمانوں کو تباہ کر دینا چاہتا ہے' آج ہم اکثر درآمدات مغرب سے کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے پاس وسائل کے ساتھ ساتھ ہر میدان کے ماہرین کی بہتات ہے' ضرورت صرف یکجا کرنے کی ہے۔ او آئی سی فعال ہو جائے' اسلامی ممالک کو مزید متحد کرے' اسلامی ممالک کے سربراہان ذرا سی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے او آئی سی کو مضبوط و مؤثر بنانے کیلئے اپنا کردار ادا کریں تو مفتی اعظم کی تجاویز کو عملی جامہ پہنایا جا سکتا ہے۔ اس کیلئے اسلامی ممالک کے معاملات طے کرنے کیلئے او آئی سی اپنی امن فوج تشکیل دے۔ مشترکہ بنکنگ سسٹم اور یورپی طرز پر مشترکہ کرنسی جاری کی جائے۔ سود جسے اسلام نے اللہ کے خلاف جنگ قرار دیتا ہے' اس سے چھٹکارہ عالم اسلام کی مشترکہ بنکنگ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

عید کے موقع پر صحت و صفائی

عیدالاضحیٰ سنت ابراہیمی پر عمل پیرا مسلمانوں کا ایک قابل احترام اور مقدس تہوار ہے۔ عید کے یہ تین دن اگرچہ خوشی منانے کیلئے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کیلئے خوشی کے دنوں کا بھی ایک اعلیٰ معیار قائم کیا ہے اور خوشی کے ان دنوں کو چند شرائط کا پابند بنانے کا حکم دیا ہے۔

خوشی کے ان مواقع پر معاشرے کے غریب' کمزور' کم وسائل والے' یتیم بے آسرا' بیوہ خواتین اور معذور افراد کو فراموش نہ کیا جائے۔ انہیں اجتماعی خوشیوں میں شریک کیا جائے۔

عیدالاضحیٰ کے مبارک موقع پر معاشرے کے صاحب استطاعت لوگ قربانی کا فریضہ ادا کرتے ہیں اور ہر قربانی کرنے والے کا فرض ہے کہ اس کی دی ہوئی قربانی۔ کسی طور بھی ناگوار اور ناپسندیدہ اثرات مرتب نہ کرے۔

قربانی دیئے گئے جانور کی تمام باقیات اور فضلہ کو بڑی احتیاط اور صفائی سے ٹھکانے لگایا جائے۔ بلکہ آس پاس موجود کسی بھی مناسب شخص سے کہا جا سکتا ہے کہ انہیں کسی قریبی ڈسٹ بن میں پھینک دیں۔ یا خود ہی یہ تکلیف کر لی جائے۔ اگر انتڑیاں اوجھڑیاں اور خون آلود چھیچھڑے برسر عام سڑک پر پڑے رہیں گے تو ان سے نہ صرف ماحول کی آلودگی میں اضافہ ہو گا بلکہ ان پر مکھیوں' مچھروں کی بھی پرورش ہو گی جو کھانے پینے کی اشیاء کو آلودہ کریں گے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ان اشیاء کو کارپوریشن یا بلدیہ کے مقرر کردہ پوائنٹ پر پھینک دیا جائے اور ضلعی حکومت کے کارندے انہیں بروقت اٹھا لیں۔ عیدالاضحیٰ تین روز تک جاری رہنے والا تہوار ہے۔

اللہ تعالیٰ کو صفائی اور حسن پسند ہے۔ اگلے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے انتہا نفاست اور صفائی پسند تھے۔ اس لئے اس مقدس تہوار پر ہر مسلمان کو چاہئے کہ زیادہ سے زیادہ معاشرتی ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے گلی محلے اور گھروں کے بیرونی حصوں کو کسی طور پر بھی آلودہ نہ ہونے دیں اور صفائی کا خصوصی خیال رکھیں۔ عید سعید پر ضلعی حکومت کے اکثر ملازمین چھٹی پر ہوں گے' اس لئے صفائی ستھرائی کا زیادہ تر کام ہمیں خود اپنے ہاتھ سے کرنا ہے' آج پنجاب میں اچھی ایڈمنسٹریشن ہے' شہباز شریف کی طرف سے معمولی معمولی کوتاہیوں کا نوٹس لینے سے معاملات بہت بہتر ہوئے ہیں۔

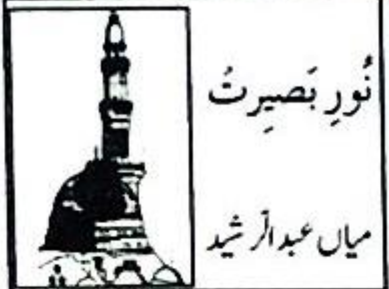
یقیناً ضلعی حکومتوں نے بھی عید کے معاملات کنٹرول کرنے کیلئے خصوصی انتظامات کئے ہوں گے' اگر نہیں کئے تو ابھی سے کر لے۔ ضلعی حکومت کے ذمہ دار حکام کو یہ بھی چاہئے کہ عید کے تین دنوں میں صفائی کے عملہ کی خصوصی ڈیوٹیاں لگائی جائیں اور شہر میں گند اور آلودگی کو نہ پھیلنے دیا جائے اور ہر جگہ سے قربانی کی باقیات کو جلد سے جلد اٹھا کر دور دراز مقام پر بنائے گئے ڈپوؤں میں انہیں منتقل کر دیا جائے۔ ضلعی حکومت ہر حلقہ کے کونسلر کو بھی اس بات کا پابند بنائے کہ اس حلقہ میں صفائی کرنے والے ان کی نگرانی میں کام کرتے رہیں۔

قائداعظم نے فرمایا
ایمان' اتحاد' تنظیم

اب ہم سب پاکستانی ہیں۔ نہ بلوچی' نہ پٹھان' نہ سندھی نہ بنگالی' نہ پنجابی۔ ہمیں پاکستانی اور صرف پاکستانی کہلوانے پر فخر ہونا چاہئے۔
کوئٹہ میونسپلٹی کی استقبالیہ میں 15 جون 1948ء

فرمودۂ اقبالؒ

نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری
رہا صوفی' گئی روشن ضمیری
خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ
نہیں ممکن امیری بے فقیری
(بال جبریل)



نورِ بصیرت
میاں عبدالرشید

عیدالاضحیٰ

سیدنا ابراہیمؑ اپنے پہلونٹی کے بیٹے کو جو انکے بڑھاپے کی اولاد تھا۔ اللہ تعالیٰ کے اشارہ پر اسکی راہ میں قربان کرنے پر تیار ہو گئے' بیٹے کو زمین پر لٹا دیا۔ چھری ہاتھ میں لے لی اور بیٹے کی گردن پر چلا دی۔ اللہ تعالیٰ نے قربانی قبول فرمائی' جان بخش دی۔

انعام اس طرح دیا کہ قربانی کو حج کے مناسک میں رکھ دیا۔ لاکھوں فرزندان توحید ہر سال منیٰ میں اسی جگہ اور کروڑوں مسلمان اپنے اپنے گھروں میں جانوروں کی قربانی پیش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے عہد استوار کرتے ہیں کہ وقت آنے پر ہم اپنے بیٹوں کی قربانی پیش کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔

پیغمبروں کے خواب سچ ہوتے ہیں۔ عام لوگوں کے خوابوں کی یہ حیثیت نہیں۔ شریعت محمدیؐ میں انسانی قربانی ممنوع ہے اور یہ مسلمہ اصول ہے کہ اگر کسی کا کوئی روحانی مشاہدہ شریعت کیخلاف ہو' تو اسے فوراً مسترد کر دینا چاہئے۔ شریعت محمدیؐ میں قربانی کی صورت جہاد ہے۔ پہلے آسمانی صحیفوں میں آنجناب کا مذکور نبی الجہاد کے لقب سے ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ مسلمانوں پر جہاد قیامت تک کیلئے فرض کر دیا گیا ہے۔ نیز فرمایا' جس شخص نے جہاد میں حصہ نہیں لیا یا اسکے دل میں جہاد میں حصہ لینے کی خواہش پیدا نہیں ہوئی' وہ منافق ہے۔ الحمدللہ۔ آج بھی بیشتر مسلمان جہاد کیلئے بے تاب ہیں اور شہادت کیلئے تڑپ رہے ہیں اور ہمارا یہی وہ جذبہ ہے جس سے غیر مسلم خائف ہیں۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قربانی کا گوشت یا لہو نہیں پہنچتا' مگر تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے' یعنی اللہ پاک اس جذبہ کی قدر فرماتے ہیں جس کے تحت قربانی پیش کی جاتی ہے' اس لئے قربانی پیش کرتے وقت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا پیش نظر رکھنی چاہئے۔ دکھاوے وغیرہ کا خیال نہیں آنا چاہئے۔ اس سے بھی ضروری بات یہ ہے کہ قربانی کا جانور حلال کمائی سے خریدا جائے' تبھی اسے قبولیت ہو گی۔ حرام کمائی غلاظت ہے۔ اس سے خریدی ہوئی چیز بھی غلیظ ہے۔ غلیظ تحفہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں پیش کرنا ان کی ناخوشنودی کا باعث بنتا ہے۔ بطور رشوت جانور لیکر انہیں قربانی کیلئے پیش کرنا بڑی احمقانہ جسارت ہے۔ پیسے نہیں ہیں' تو نہ دے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کے حالات سے پوری طرح باخبر ہیں۔ حدیث شریف کیمطابق جو شخص نیک کام کی نیت رکھتا ہے' مگر وسائل نہ ہونے کے باعث اسے کر نہیں سکتا' وہ بھی ثواب کا حقدار قرار پاتا ہے۔

آج کل ہمارے نفس بہت موٹے اور سرکش ہو چکے ہیں۔ ہمیں اپنی نفسانی خواہشات کی قربانی پیش کرنا بھی سیکھنا چاہئے۔ یہ جو ہماری ہوس زر اور ہوس اقتدار اور عیش و عشرت کی حد سے بڑھی ہوئی ہے۔ ان کی وجہ سے ہماری شخصیتیں مسخ ہو چکی ہیں۔ ہمارا معاشرہ شر و فساد سے بھر چکا ہے۔ اور وطن عزیز پر دشمنوں نے یلغار کر دی ہے۔ ہر پیغمبر نے یہی کہا "میرا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔"

سرِ راہے

بھارتی وزیر خارجہ پرنب مکھرجی نے کہا ہے کہ پاکستان جعلی کال کی بنیاد پر کارروائی کر سکتا ہے' زرداری کو فون نہیں کیا' پاکستان صورتحال کو الجھانے کی کوشش کر رہا ہے۔

کاش مکھرجی کی جگہ رانی مکھرجی ہوتی تو ہم اسکی یہ مکاریاں' عیاریاں بسر و چشم قبول کر لیتے' مکھر یہ تو مگرمچھ جی ہیں' اس سے بھلا ہم کیسے بیر رکھ سکتے ہیں؟ ادھر پاکستان میں یہ عالم ہے کہ بھارتی حملے کے بارے میں حکمران اگرچہ عین الیقین تک نہیں پہنچے مگر حق الیقین تک سمجھ چکے ہیں کہ کہاں کہاں بھارت ہٹ کر سکتا ہے۔ جعلی کال کو پاکستان کی طرف سے حملے کا بہانہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ شاطر "جعلی کال" ہی کو حملے کا ذریعہ بنانا چاہتا ہے۔ ہمارے ہاں چونکہ بھارت سے رومانس کا یہ عالم ہے کہ فون پروٹوکول کے بغیر بھی بھارت سے رودو رسم ہوتی رہی ہے اسلئے مکھرجی اس بات سے نہیں مکر سکتے کہ اگلی طرف سے دھمکی آمیز فون نہیں کیا گیا۔ بندہ چاہے مکھرجی ہو جائے' رانی مکھرجی بہاری میں ایک جیسے ہوتے ہیں' اسلئے دونوں جب بھی اپنے شکار پر وار کرتے ہیں' چھپ کر کرتے ہیں۔ کسی زمانے میں ہمارے ایک حکمران بالی ووڈ کی گڑیاؤں کے بڑے شوقین تھے' پھر کیا ہوا کہ نہ تخت رہا' نہ راج رہا اور نہ ہی وہ طاقت رہی جو کمانڈو میں پائی جاتی ہے۔ اب وہ ماڑی موٹی گالف کھیلتے اور غالب کا یہ شعر پڑھتے ہیں

ہارا زمانے نے اسد اللہ خاں تمہیں
وہ ولولے کہاں وہ جوانی کدھر گئی

مکھرجی! ہمارے زرداری ہمارے مرد حر ہیں کہیں کسی فون کے چکر میں پڑتے پڑتے انکے بیٹھے نہ چڑھ جاتا' فوج جعلی ہو یا اصلی' اس سے پیغام تو مل ہی جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

بالی ووڈ کے مشہور اداکار شاہ رخ نے کہا ہے' ممبئی پر دہشت گردوں کے حملے غیر اسلامی ہیں' مسلمان ہوں قرآن پڑھا ہے' حملوں کی وجہ سے شدید غمزدہ ہوں' عید نہیں مناؤں گا۔

عید نہ منانا بھی اسلامی نہیں' کشمیریوں پر روزانہ حملے کرنا بھی غیر اسلامی ہے' ہندو بیوی سے شادی کرنا بھی غیر اسلامی ہے۔ شاہ رخ خیر سے مسلمان ہیں' قرآن بھی پڑھ رکھا ہے' اس لئے انکی باتوں پر ضرور توجہ دینی چاہئے۔ اگر موصوف یہ کہتے ہیں ممبئی دھماکے غیر اسلامی تھے تو اس کا مطلب ہے کہ ان کو ثبوت مل گیا ہے کہ یہ حملے کسی مسلمان نے نہیں کئے' بلکہ یہ غیر مسلموں کی کارروائی ہے' اس لئے بلاشبہ یہ غیر اسلامی ہیں' خدا جانے شاہ رخ نے گیتا کو قرآن سمجھ کر پڑھ لیا ہو اور کہہ دیا ہو کہ قرآن میں کہیں یہ بات موجود نہیں کہ جہاد کرنیوالے جنت میں جائیں گے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ یہ جو پوری دنیا میں جہاد کے ذریعے اسلام پھیلا ہے' سب ناجائز تھا اور رسول اللہؐ نے خود جہاد میں حصہ لیا' نعوذ باللہ ناجائز تھا؟ شاہ رخ بے چارے کی ساری مارکیٹ کا دارومدار یہ ثابت کرنے پر ہے کہ وہ روشن خیال آزاد رو مسلمان ہیں' اگر وہ انتہا پسند مسلمان ہوتے تو ہندو ناری سے شادی کیوں کرتے؟ شاہ رخ مرتد مسلمان کی اعلیٰ کیٹیگری میں شامل ہوتے ہیں' اس لئے فکر نہ کریں' بالی ووڈ میں انہیں کام ملتا رہے گا۔

☆☆☆☆☆☆

وزارت مذہبی امور نے اعلان کیا ہے کہ حاجیوں کو واپسی پر آب زمزم نہیں ملے گا' وہ جو انہوں نے پانچ پانچ ریال زائد آب زمزم کیلئے جمع کرائے ہیں' وہ بھی واپس نہ ہوں گے۔

شارٹ کٹ عزیز نے جو خزانہ بھر کر خالی کر دیا تھا' اب اس کو دوبارہ بھرنے کیلئے وزارت حج نے یہ نہایت اچھا قدم اٹھایا کہ حاجیوں کے پانچ پانچ ریال قومی خزانے میں جمع کرا دیئے جائیں اور انہیں زمزم بھی نہ دیا جائے۔ وزارت مذہبی امور کی یہ اعلیٰ ترین حسن کارکردگی تاریخ حجاج میں یاد رکھی جائیگی' اس سے پہلے جس سہولت سے اس نے حجاج کو روانہ کیا' وہ بھی یاد رکھا جائیگا' کہیں ایسا تو نہیں کہ وزارت مذہبی امور بھی امریکی پالیسی پر چل رہی ہے کہ حاجیوں کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

آب زمزم تو حاجی کے پاس حج کرنے کی سند ہوتا ہے' اگر وہ واپس آکر کسی کو ایک گھونٹ زمزم بھی نہ پلا سکے گا تو لوگ اسے کراچی کا حاجی قرار دیں گے اور نہ ہی وہ اپنے نام کیساتھ الحاج کی ڈگری لکھ سکے گا۔ ویسے ہمارا مشورہ ہے کہ جو لوگ پکے نمازی ہیں' وہ بھی اپنے نام کیساتھ نمازی لکھا کریں۔ آخر وزارت مذہبی امور کیوں اتنے دانشمندانہ قدم اٹھاتی ہے' کیا اسے گوارا نہیں کہ اللہ کے مقدس کنوئیں کے مبارک پانی میں سے کچھ مقدار حاجی کو ساتھ لے جانے کیلئے مل جائے یا اسے بھی پی آئی اے والی بیماری لگ گئی ہے کہ کسی حاجی کو سہولت نہ ملے' وہ اپنی مرضی سے دو تین لٹر آب زمزم بھی ساتھ نہ لے جا سکے۔

☆☆☆☆☆☆

عوامی مسلم لیگ کے سربراہ نے کہا ہے' آئی ایس آئی ملک کی آنکھ اور کان ہے۔

شیخ صاحب شیخ نہ ہوتے اور پھر سیاستدان نہ ہوتے' تو شاعر ہوتے۔ وہ بڑی اچھی تشبیہیں اور استعارے استعمال کرکے اپنا کام چلا لیتے ہیں۔ ویسے بھی میڈیا نے سوال کر کرکے انہیں اچھا خاصا میڈیا مین بنا دیا ہے۔ اب چونکہ وہ اقتدار میں نہیں [illegible] بھی ہاتھ سے گیا۔ آجکل وہ میڈیا کو دعا دیں کہ اس نے انہیں کسی نہ کسی طرح زندہ رکھا ہوا ہے اور سیاست کی پٹڑی پر اب بھی ریل چلا رہے ہیں۔ انکے بیان کو اگر بغور دیکھا جائے تو آئی ایس آئی تو آئی ایس آئی کا کان ہے اور ایک آنکھ گویا اسے یکطرفہ نظر آتا ہے اور سنائی دیتا ہے۔ بہرحال شیخ صاحب نے آئی ایس آئی کا ایک کان ایک آنکھ بچا کر [illegible] کی ہے' اس کا مطلب ہے آئی ایس آئی دوسرا کان دوسری آنکھ سابق وزراء اور دیگر سابق اعلیٰ عہدیداروں پر بھی رکھ سکتی ہیں۔ شیخ صاحب نے اپنی ایک الگ مسلم لیگ بنا کر خود کو فائدہ پہنچایا اور نہ ہی دوسری مسلم لیگوں کو نقصان پہنچایا۔ بہرحال اللہ انہیں سلامت رکھے' وہ ہماری مخصوص سیاست کی رونق ہیں' امید ہے کہ وہ اقتدار میں ہوں نہ ہوں انکی [illegible] رہے گی۔

"التجا عرض تمنا میں کروں یا نہ کروں" ...... (آخری قسط)
سردار محمد اسلم سکھیرا

قومی سلامتی کو اندرونی اور بیرونی خطرات...... حل کیا ہے؟

ہو اس سے چھوٹی پارٹیوں اور آزاد امیدواروں کی بلیک میلنگ بھی ختم ہو جائیگی۔ 3۔ ملکی مفاد کی خاطر وزیر

بھارتی ٹینک اور اسلحہ صوبہ سرحد کے علاقوں میں کیسے آیا کیا طالبان ٹینک بھی بنا سکتے تھے اس طرح

...کرنے کو جانی و مالی نقصان کہیں زیادہ ہوتا ہے جبکہ حکومت پاکستان اور عالمی ادارے دو دن بعد ہی متاثرین کی امداد کو پہنچ سکے۔
ممبئی حملوں کے فوری بعد بھارت نے جہاد کشمیر

...کی طرح بھارتی مطالبات ماننے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے جس سے شاید جنگ نہ تو رک سکے لیکن مسئلہ کشمیر ایک بار پھر پس پشت ڈال دیا جائے گا اور بھارت کا یہ حق تسلیم کر لیا جائے گا کہ وہ جب

...57 ممالک میں سے اکثر بے انتہا وسائل سے مالا مال ہیں۔ اس کے باوجود مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا ہے۔ جب دنیا میں ہر طرف امریکہ یلغار کئے ہوئے ہے۔ "مفتی اعظم کا خطبہ

...نہ سندھی نہ بنگالی نہ پنجابی۔ بس پاکستانی اور صرف پاکستانی کہلوانے پر فخر ہونا چاہئے۔
کوئٹہ میونسپلٹی کی استقبالیہ میں 15 جون 1948ء

...کی روشن ضمیری
خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ
نہیں ممکن امیری بے فقیری
(بال جبریل)

...اقتدار اور عیش و عشرت کی حد سے بڑھی ہوئی ہے۔ ان کی وجہ سے ہماری شخصیتیں مسخ ہو چکی ہیں۔ ہمارا معاشرہ شر و فساد سے بھر چکا ہے۔ اور وطن عزیز پر دشمنوں نے یلغار کر دی ہے۔ ہر پیغمبر نے یہی کہا۔ "میرا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔"

...تھا؟ شاہ رخ نے جاوے کی ساری مارکیٹ کا دارومدار یہ ثابت کرنے پر ہے کہ وہ روشن خیال آزاد رو مسلمان ہیں اگر وہ انتہا پسند مسلمان ہوتے تو ہندو ناری سے شادی کیوں کرتے؟ شاہ رخ مرتد مسلمان کی اعلیٰ

...فائدہ پہنچایا اور نہ ہی دوسری مسلم لیگوں کو نقصان پہنچایا۔ بہرحال اللہ انہیں سلامت رکھے وہ ہماری مخصوص سیاست کی رونق ہیں امید ہے کہ وہ اقتدار میں ہوں نہ ہوں انکی تلی بجتی رہے گی۔

قومی سلامتی کو اندرونی اور بیرونی خطرات...... حل کیا ہے؟

فکر و خیال
لیفٹیننٹ جنرل (ر) عبدالقیوم
general.qayyum@gmail.com

بش کے زیر قیادت تیل کے کاروبار سے وابستہ امریکی "نیو کان ز" کی مشرق وسطیٰ اور وسطی ایشیا کے توانائی کے ذخائر پر قبضے کیلئے عراق اور افغانستان پر یلغار امریکہ کی حالیہ تاریخ کے بدترین فیصلوں میں سے ایک تھا۔ بش کی حکومت کے عاقبت نااندیش صلاح کاروں نے یہ سوچا کہ عراق میں صدام کی فوج اور افغانستان میں طالبان کی حکومت ختم کرنے کے فوراً بعد یہ ملک امریکہ کی ریاستوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔ جس سے امریکہ سمیت مغرب کو تیل اور گیس کے انمول خزانے تو مل ہی سکیں گے لیکن اس سے بھی بڑھ کر بش ڈک چینی اور دوسرے کاروباری امریکی ری پبلکنز کی تیل و گیس کی کمپنیوں کے وارے نیارے ہو جائیں گے۔ اس سیاسی "سٹریٹیجک بلنڈر" کی وجہ سے امریکہ پوری دنیا میں بدنام ہو گیا اور کھربوں ڈالر کا مقروض بھی۔ اب جبکہ امریکہ کو اسکی اندرونی معاشی بدانتظامی نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور عراق و افغانستان میں دور دور تک بھی کامیابی کے آثار موجود نہیں تو امریکی ڈیموکریٹک اور ری پبلکن پارٹیوں کی سیاسی قیادت بوکھلا گئی ہے۔ امریکی عوام کو بھی بش کی خود کش قومی حکمت عملیوں کا مکمل ادراک ہو چکا ہے اس لئے سیاہ فام بارک اوباما اب امریکہ کے "سفید گھر" کا مکین ہوگا۔ امریکہ میں معاشی بدحالی اس حد تک پھیل چکی ہے کہ اوباما حکومت کو شاید ہی اپنی سرحدوں سے باہر دوسروں کے معاملات میں مداخلت کا موقع مل سکے گا امریکہ نے پولینڈ میں اپنے میزائل نصب کر کے روس کو بھی ناراض کیا ہوا ہے جبکہ جارجیا میں امریکی مداخلت اور جوابی روسی حملے نے اس مسئلے کو اور بھی گھمبیر بنا دیا ہے۔ چین کی بڑھتی ہوئی معاشی طاقت اور ایران کی ایٹمی صلاحیت کے متوقع حصول کی وجہ سے امریکہ بہت خائف ہے۔ امریکہ مخالف "ہوا" اب اتنی شدت سے چل چکی ہے کہ افغانستان کے کٹھ پتلی صدر بھی افغانستان سے امریکی اور اتحادی افواج کی واپسی کا ٹائم ٹیبل مانگنے کی جرأت کر رہے ہیں۔

بوکھلاہٹ کے شکار امریکہ نے افغانستان کے کمبل کو اتار پھینکنے کی خاطر بہت سے اتحادیوں کے علاوہ اسرائیل اور ہندوستان کو بھی مسلمانوں کے مفادات کیخلاف استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ ممبئی میں بھارت کے پانچ ستار ہوٹلوں اور وہاں موجود یہودی مرکز پر دہشت گردوں کے حملوں کا مدعا بھی شاید یہی ہے کہ بھارت اور اسرائیل کو بڑے پیمانے پر مسلمانوں کیخلاف عراق، افغانستان اور پاکستان میں لگائی گئی آگ کے شعلوں کو بھڑکانے میں علی الاعلان استعمال کیا جائے۔ ہندوستان میں موجود بہت ساری ہندو انتہا پسند تنظیمیں بھی یہی کچھ چاہتی ہیں اس لئے مسلمانوں کے قتل عام میں ملوث بھارتی فوج کے ملٹری انٹیلی جنس کے ایک کرنل کو حراست میں لینے کے بعد جب کچھ انگلیاں ہندو تنظیموں پر اٹھیں تو انہوں نے انکوائری کرنیوالے پولیس کے سینئر افسر کو ممبئی حملوں میں سب سے پہلے مروا دیا اور ساتھ ہی ہندو انتہا پسندوں نے فوری طور پر ان حملوں میں پاکستان کے ملوث ہونے کی خبریں دینا شروع کر دیں۔ اس پراپیگنڈے کا مقصد ایک طرف تو حکومت پاکستان اور ہماری سراغرساں ایجنسیوں کو بدنام کرنا ہے اور دوسری طرف یہ یقین کرنا ہے کہ اگلے چند مہینوں میں ہونے والے بھارت کے قومی انتخابات میں کانگرس کی بجائے بی جے پی اقتدار میں آسکے وہی بی جے پی جس نے پانچ سو سالہ پرانی بابری مسجد کو تباہ کیا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ پاکستان کی ایجنسی آئی ایس آئی کو ختم کر دینا چاہئے۔ ایل کے ایڈوانی کے 2002ء کے دورۂ اسرائیل اور پھر اسرائیل سیکورٹی فورس اور کمانڈوز کی کشمیر، افغانستان اور ممبئی یہودی سنٹر میں خفیہ موجودگی پاکستان مخالف ہندو اسرائیل ملی بھگت کو ثابت کرنے کیلئے کافی ہے۔

قارئین اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کیا ان مشکل ترین حالات میں پاکستانی قیادت ثابت قدمی سے اپنے قومی مفادات کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپنے ریاستی اہداف کی طرف گامزن ہے کہ نہیں؟ ہمیں دکھ سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایسا ہوتا نظر نہیں آرہا۔ 18 فروری کے صاف شفاف قومی انتخابات کے بعد عوام کی توقعات یہ تھیں کہ نمائندہ عوامی حکومت کے حلف اٹھانے کے فوراً بعد نئی قیادت نہایت دلیری اور بہترین حکمت اور سیاسی بصیرت سے کام لیتے ہوئے ملکی معاملات میں امریکی مداخلت کو فوراً ختم کر دیگی اور سی آئی اے اور ایف بی آئی کے ایجنٹ پاکستانی سرزمین سے باہر نکال دیئے جائیں گے۔ بہترین عدلیہ کا نظام بحال کر دیا جائیگا اور غیر آئینی طور پر نکالے گئے سارے ججز انصاف کی کرسیوں پر پھر باعزت بیٹھ جائیں گے۔ مغربی سرحدوں سے افواج پاکستان کا انخلاء شروع ہو جائیگا سیاسی بصیرت رکھنے والے ہمارے سیاسی قائدین قبائلیوں کیساتھ بیٹھ کر مسائل کو سیاسی انداز میں حل کر لیں گے۔ ملک میں امن وامان ہو گا حکمرانی میں بہتری آئیگی بینکار وزیراعظم کے ہاتھوں تباہ شدہ معیشت قابل منتخب اور موزوں سیاسی نمائندوں اور معاشی ماہرین کے ہاتھوں میں نہ صرف بہتر ہو جائیگی بلکہ فوری طور پر بھوک اور افلاس سے بے حال پاکستانی عوام اس عمل سے مستفیض ہونا بھی شروع ہو جائیگی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ منتخب قیادت پورے انصاف کیساتھ یونین کونسل کے ناظم سے لیکر ملک کے وزراء، وزیراعظم اور صدر تک ہر فرد کا کڑا احتساب کرے گی تاکہ ماضی میں کئے گئے پاکستان دشمن اقدامات کو کوئی بھی مستقبل میں دہرانے کی جرأت نہ کر سکے۔ قارئین! آپ سوچیں کہ کیا ان عوامی خواہشوں میں سے کسی ایک کی تعبیر کی معمولی سی جھلک بھی آپکے سامنے آئی ہے اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے۔ بہرحال تمام سیاسی جماعتوں کی قیادت اس بات پر ضرور مبارک کی مستحق ہے کہ انہوں نے صدر، وزیراعظم اور سپیکر کے انتخابات بہترین جمہوری انداز میں کئے مرکز اور صوبوں میں حکومتیں بھی خوش اسلوبی سے بنیں لیڈر آف اپوزیشن کا بطور چیئرمین پبلک اکاؤنٹ کمیٹی انتخاب پیپلز پارٹی کی حکومت کا احسن قدم ہے لیکن ہم نے سوچنا یہ ہے کہ کیا صرف صدر، وزیراعظم، ساتھ وزراء اور چیئرمین پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کے انتخابات سے ہمارے گھمبیر مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے یا ملکی خوشحالی اس وقت ممکن ہو گی جب یہ حضرات اپنے آپکو ان عہدوں کا اہل ثابت کرتے ہوئے نہایت دیانتداری اور انصاف پسندی سے ملکی معاملات کو چلانا بھی شروع کر دینگے۔

امریکہ کے نو منتخب صدر نے حلف اٹھانے سے پہلے ہی اپنا سارا دھیان ملکی معاشی مسائل پر مرکوز کیا ہوا ہے اس کو پتہ ہے کہ اگر معاشی ابتری پر وقت کے ضیاع کے بغیر قابو نہ پایا گیا تو حلف لینے کے بعد حالات قابو سے باہر ہو سکتے ہیں چونکہ اس کو پتہ ہے کہ "A stitch in time saves nine" یعنی اگر وقت پر ایک ٹانکہ لگایا تو بعد میں نو لگانے پڑیں گے اب ہم اپنے معاملات کا تجزیہ کرتے ہیں۔

پچھلی حکومت کے اقتدار چھوڑنے کے بعد ڈنگ ٹپاؤ عبوری حکومت نے سب سے پہلے معاشی تباہی کی بنیاد رکھی اور وکلاء کی تحریک کے دباؤ کا شکار مشرف حکومت نے جو اہم معاشی فیصلے التوا میں ڈالے ہوئے تھے ان پر بھی عمل نہیں کیا بلکہ بہت سی بے قاعدگیاں بھی خود کر ماریں اسکے بعد 18 فروری کے انتخابات ہوئے جنکے بعد غیر ملکی سرمائے کے ذخائر گرنا شروع ہوئے سٹاک ایکسچینج بیٹھنے لگی روپے کی قدر میں کمی ہونے لگی تجارتی خسارہ اور بڑھا اور مہنگائی کا جن بوتل سے باہر آگیا تو نئی سیاسی قیادت اندوہناک معاشی بدحالی کے انجام سے مکمل بے نیاز وکیلوں کے ساتھ جھوٹے لارے لپے اور سیاسی جوڑ توڑ میں مصروف رہی خزانہ سمیت بہت سی وزارتیں بنتی اور ٹوٹتی رہیں بغیر سوچے سمجھے وزیر اور سیکرٹری بدلتے رہے معیشت سے متعلق طرح طرح کے نقصاندہ بیان آتے رہے کہ کسی کو اس بات کا شعور نہیں تھا کہ جس معاشی گڑھے کی طرف ملک کو دھکیلا جارہا ہے ان سے ہماری آنے والی نسلیں بھی مشکل سے نکل پائیں گی۔ آئی ایم ایف کے چند ارب ڈالر حاصل کر کے بغلیں بجانے والوں کو شائد اس کا پتہ نہیں کہ صرف ڈالر اکٹھے کرنے سے نہیں بلکہ زرعی اور صنعتی پیداوار بڑھانے سے ہی معیشت مضبوط ہو گی اور یہ تب ممکن ہو گا جب ہم توانائی کے معاملات کو حل کرینگے اور اخراجات پر کنٹرول کرینگے ان کاموں میں کامیابی صرف اور صرف اچھی حکمرانی سے ہی ممکن ہے اور اچھی حکمرانی کی کنجی کڑے احتساب اور بہترین عدل کے نظام میں پنہاں ہے کل جماعتی کانفرنس صرف اس وقت کامیاب ہو گی جب ہم اپنے ملک کی خاطر اپنے ذاتی مالی و سیاسی مفادات کی قربانی دینا سیکھیں گے ہماری سیاسی قیادت امریکہ اور بھارت کے آگے جتنی بھی اپنی معصومیت کی صفائیاں پیش کرتی رہے انہوں نے وہی کچھ کرنا ہے جس کا منصوبہ انہوں نے پہلے سے تیار کیا ہوا ہے ان مشکل ترین حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے ملکی سیاسی قیادت کو مندرجہ ذیل اقدامات کے متعلق سوچنا پڑے گا۔

1۔ جسٹس افتخار چودھری کو فوراً بحال کر کے ان سے عدلیہ کی تنظیم نو کا کہا جائے جس میں حکومت مکمل تعاون کرے سول جج سے سپریم کورٹ کے جج تک انقلابی عدالتی نظام وضع کیا جائے۔

2۔ قوم اور مسلم لیگ ن کا یہ مطالبہ پورا ہونے کے بعد ن لیگ پیپلز پارٹی کیساتھ ملکر مرکزی حکومت بنائیں کابینہ 20 قابل ترین منتخب سیاسی لیڈروں پر مبنی ہو اس سے چھوٹی پارٹیوں اور آزاد امیدواروں کی بلیک میلنگ بھی ختم ہو جائیگی۔ 3۔ ملکی مفاد کی خاطر وزیر اعظم انتہائی قابل مضبوط رگوں والا ایک دیانتدار اور خود آزاد فیصلے کرنے والا تگڑا سیاستدان ہو خواہ اس کا تعلق کسی بھی اتحادی سیاسی جماعت سے ہو۔

4۔ احتساب کا بہترین نظام وضع ہو اور انصاف پر مبنی سب کا کڑا احتساب ہو۔ 5۔ قبائلیوں کیساتھ امن معاہدہ ہو قائداعظم کے وعدے کیمطابق ان کا اپنا نظام بحال کیا جائے اور مغربی سرحدوں سے آہستہ آہستہ افواج کا انخلا ہو جائے اور FC اور لیوی فرائض سنبھال لے۔ 6۔ سی آئی اے اور ایف بی آئی کے سارے ایجنٹ ملک سے فارغ کر دیئے جائیں ہماری بندرگاہوں سے افغانستان جانے کیلئے ٹرانزٹ ٹریڈ میں ہم صرف ان اشیا کی اجازت دیں جن کے ہم دوطرفہ معاہدوں کی وجہ سے پابند ہیں۔ اوباما انتظامیہ کو ہماری سیاسی قیادت اعتماد میں لیکر بتائے کہ موجودہ صورت حال ہمارے ملک کی سلامتی کیلئے سخت ترین خطرہ ہے اور امریکہ کیلئے بھی نقصان دہ ہے۔

7۔ امریکہ اور مغربی یورپ کے علاوہ روس، چین، افغانستان، ایران اور وسط ایشیائی ریاستوں سے تعلقات مزید بہتر بنائے جائیں۔

8۔ ہندوستان پر واضح کر دیا جائے کہ ہم انکے ساتھ تجارت کرنے، ویزا آسان کرنے انکو وسطی ایشیائی ریاستوں میں جانے کیلئے زمینی راستے دینے اور سیاحت کی سہولتیں فراہم کرنے کو تیار ہیں بشرطیکہ آپ کشمیر کے مسئلے کا سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق حل کیلئے ایک ایسا ٹائم فریم دے دیں جس سے پاکستان اور کشمیری مطمئن ہوں اور یہ مسئلہ 14 اگست 2010ء تک حل کر لیا جائے۔ پاکستانیوں کو ہندوستان کے حوالے کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

جس جا میں ضمیر کا سودا ہو دوستو
قائم رہو حسینؓ کے انکار کی طرح

"التجا عرض تمنا میں کروں یا نہ کروں"......(آخری قسط)

سردار محمد اسلم سکھیرا

بھارتی ٹینک اور اسلحہ صوبہ سرحد کے علاقوں میں کیسے آیا کیا طالبان ٹینک بھی بنا سکتے تھے اس طرح بلوچستان میں بھارت نہیں تو کون اسلحہ سپلائی کر رہا ہے۔ کراچی میں موٹا بھاؤ کارات کھولنے سے بھارت کے را کے ایجنٹ بمعہ اسلحہ کراچی میں دو محلے آباد نہیں ہوئے جنہوں نے محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت پر ہنگامہ آرائی سندھ کے باسیوں نے نہیں کی تھی وہ بھارت کے را کے ایجنٹ ہی تھے جنہوں نے بینک لوٹے۔

حالیہ کراچی کے فسادات میں بھی بھارتی را کے ایجنٹ ملوث ہیں۔ پاکستان کو چاروں طرف سے انتشار پھیلا کر اپنا مقصد حل کرنے کی کوشش کون کر رہا ہے۔ کشمیر میں سیز فائر لائن پر سونیا گاندھی کس غرض سے پہنچی تھیں اور مقبوضہ کشمیر میں تازہ دم بھارتی فوج بھی پہنچ چکی ہے اور آج کی خبر ہے کہ سیز فائر لائن پر گولہ باری بھی ہوئی۔ سونیا گاندھی کے بیان سے بھی ظاہر ہے کہ پاکستان سے بدلہ لیں گے مکرجی بھی بار بار کہہ رہا ہے کہ بدلہ لیں گے۔

مغربی پریس میں جو پاکستان کا نیا نقشہ جاری کیا ہے اس میں صوبہ سرحد اور بلوچستان کو پاکستان کے نقشہ میں شامل نہیں کیا گیا۔ ادھر امریکہ میں 20 جنوری کو اوبامہ کی نئی حکومت آنے والی ہے۔ مسٹر اوبامہ نے صحیح کہا کہ چارج لینے سے پہلے بقیہ ساٹھ دنوں میں نہ جانے موجودہ امریکی حکومت کیا نیا منظرنامہ پیش کرے۔ کیا امریکی نئی حکومت آنے سے پہلے ساؤتھ ایشیاء کو میدان جنگ بنانے کے ارادے تو نہیں ہیں۔ نوائے وقت کی ہیڈ لائن ہے کہ وزیر خارجہ بھارت نے بیان دیا ہے کہ پاکستان میں تربیتی کیمپوں پر حملہ سمیت تمام آپشن موجود ہیں۔

بین الاقوامی اور بھارتی سازشیں عروج پر ہیں لیکن اس واقعے سے ایک خوشی کا پہلو بھی نکلا ہے اور وہ یہ ہے کہ پاکستان کی تمام پارٹیوں نے یکجا ہو کر کہا ہے کہ بھارتی جارحیت کا مقابلہ کرنے کے لئے ہم سب ایک ہیں اور اس ایک point پر سب متفق ہیں کہ بھارتی جارحیت کا منہ توڑ جواب دیا جائے۔ ادھر تمام جہادی قوتوں بشمول طالبان نے کہا کہ وہ پاکستانی فوج کے شانہ بشانہ بھارتی جارحیت کا مقابلہ کریں گے۔

پاکستان کی حکومت نے بھی نیٹو فورسز کو متنبہ کیا ہے کہ افغانستان بارڈر سے فوج ہٹا کر بھارت کے ساتھ بارڈر پر فوج تعینات کی جائے گی اور افغانستان کی طرف سے بھارتی یلغار طالبان اور جہادی قوتیں مقابلہ کریں گی جو قوتیں پاکستانی فوج کے ساتھ اس وقت دست و گریبان ہیں وہ پاکستانی فوج کے ساتھ مل کر بھارتی جارحیت کا مقابلہ کریں گی کچھ فوجی ریٹائرڈ جرنلوں کا خیال ہے کہ 1965ء اور 1971ء کی جنگ سے یہ جنگ مختلف ہو گی اور فوجیں چڑھائی نہیں کریں گی۔ بھارت کے فارن منسٹر کے بیان سے کہ وہ جہادی قوتوں جو پاکستان میں ہیں ان پر حملہ کریں گی، سے ظاہر ہوتا ہے کہ جیسے امریکی جہاز پاکستانی علاقہ میں میزائل گرا رہے ہیں۔ اس طرح کی کارروائی بھارتی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کیا بھارتی یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستانی حکومت بھارتیوں سے بھی وہ رویہ رکھے گی جو امریکیوں سے رکھ رہی ہے تو وہ احمقوں کی جنت میں رہ رہے ہیں۔ زرداری صاحب کتنا ہی صلح کل رویہ رکھیں، اگر لاہور پر بم یا میزائل گرائے گئے تو بھارت کا کوئی شہر بھی پاکستانی میزائلوں سے نہیں بچ سکے گا ہم تو ڈوبے ہیں صنم، تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔ "جب ایک دفعہ بٹن دبا دیا جائے تو ضروری نہیں اس پر کنٹرول رہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایٹمی اسلحہ بھی استعمال ہو، اگر ایٹمی اسلحہ استعمال ہوا تو کون رہے گا دیکھنے کیلئے کون فاتح ہے اور کون مفتوح ہے۔ میں اپنے سابقہ مضامین میں کئی دفعہ لکھ چکا ہوں کہ مغرب کی خواہش ہے تیسری جنگ عظیم ایشیا میں ہو اور مغرب کو اس دفعہ محفوظ رکھا جائے۔

بھارت کا خیال ہے کہ جیسے امریکہ پاکستانی قبائلی علاقوں میں کارروائی کر رہا ہے' اسی طرح کی کارروائی بھارت بھی کر سکتا ہے اور پاکستانی حکومت ان کیساتھ بھی وہی رویہ اختیار کریگی جو امریکہ کیساتھ رکھ رہی ہے تو وہ احمقوں کی جنت میں رہ رہے ہیں

بھارت کے لیڈروں کو سوچنا چاہئے۔

قفس میں رہ کر چمن کہنے سے نہ ڈر ہمدم
گری ہے جس پہ کل بجلی وہ میرا آشیاں کیوں ہو

بہتر یہ ہے دونوں ملکوں کے لیڈروں کو ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہئے تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے اور اشتعال انگیزی کے اثرات دونوں ملکوں پر ہوں گے کسی نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ اگر ایٹمی جنگ شروع ہو جائے تو اس کے بعد کون دیکھنے والا ہو گا کہ فاتح کون ہے اور مفتوح کون ہے؟

ایشیا کی تباہی کے ذمہ دار ایشیا کے لیڈر ہی ہوں گے۔ دونوں طرف کے لیڈروں کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ایشیا کے ملکوں نے آپ کو لیڈر اس لئے نہیں بنایا کہ آپ ایشیا کے ملکوں کو ہی تباہ کریں۔ تخریب کار انتہا پسند ہندو تنظیمیں بھی ہیں اور ہو سکتا ہے کہ انتہا پسند پاکستان میں بھی ہوں لیکن پاکستان کی انتہا پسند تنظیمیں ان لوگوں کو قتل کریں جنہوں نے بھارتی انتہا پسند تنظیموں کی سمجھوتہ ایکسپریس پر کارروائی کرنیوالے کرنل اور اسکے ساتھیوں کو گرفتار کرنے والی ٹیم اور اسکے ریکارڈ کو ختم کرنا مطلوب ہو۔

بھارتی پاکستانی لیڈروں اور بھارتی پاکستانی دانشوروں اور بھارتی پاکستانی عسکری قیادت کو ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیے کہ ایٹمی جنگ کی صورت میں ایشیا تباہ ہو جائے گا نہ کوئی فاتح ہو گا اور نہ کوئی مفتوح blame game کو ختم کر کے ٹھنڈے دل سے مسئلہ کا حل سوچیں۔ تو نے میری بھینس کو ڈنڈا کیوں مارا کو چھوڑ دیں۔ جیو اور جینے دو کی پالیسی اختیار کریں تاکہ جنگ کے ہولناک اثرات سے دونوں ملک بچ سکیں۔ تخریب کاری پوری دنیا میں ہو رہی ہے تخریب کاری ختم کرنا تو ضرور ہونا چاہیے لیکن تخریب کاروں کے کہنے سے خود ملک تباہ کر دینا کوئی دانش مندی کا تصور نہیں ہو گی۔ اگر ہوش مندی کا دامن چھوڑ دیں گے تو لوگوں کو کہنا پڑے گا

مجھ کو تو ہوش نہیں تم کو خبر ہو شاید
لوگ کہتے ہیں کہ تو نے مجھے برباد کیا

ممبئی سے ایک سو کلو میٹر مشرق کی طرف

تلخ نوائی
محمد اظہار الحق
izhar48@gmail.com

ظلم کر رہے ہیں وہ اور مجرم ہیں وہ جو پاکستان کی نئی نسل کو شیواجی کے بارے میں نہیں بتاتے۔ ہندو کی نفسیات اور ہندو کے طریق واردات کو سمجھنے کے لئے اس سے بہتر کون سا ذریعہ ہے؟

ممبئی میں جو کچھ ہوا اس کی ذمہ داری بغیر کسی ثبوت کے بلکہ بغیر کسی تحقیق کے پاکستان پر ڈالنا کوئی نئی بات نہیں لیکن افسوس اگر نوے فیصد طالبعلم ان سکولوں میں ہونگے جن میں چھتیں ہیں نہ استاد اور دس فیصد طالبعلم ان سکولوں میں پڑھیں گے جن کے نصاب کیمبرج اور آکسفورڈ میں تیار کئے جاتے ہیں تو ہندو کی نفسیات سے کون آگاہ ہو گا! جس بمبئی کے واقعہ کی ذمہ داری پاکستان پر ڈالنے کیلئے بھارت بازو سر پر رکھے رونے کی اداکاری کر رہا ہے۔ اسی ممبئی سے ایک سو کلو میٹر مشرق کی طرف شیو نیری کے مقام پر شیواجی 1627ء میں پیدا ہوا۔ اسکے باپ شاہ جی نے ایک نوجوان لڑکی تکا بائی سے شادی کر کے پہلی بیوی جیجا بائی سے عملاً علیحدگی اختیار کر لی۔ شیواجی، جیجا بائی کے پاس تھا۔ اسکی پرورش کی ذمہ داری اسکے باپ نے ایک کٹر ہندو سردار دواجی پر ڈالی جس نے شیواجی کو بھیس بدلنے سے لیکر شب خون مارنے تک ہر فریب دہی سکھائی اور مسلم دشمنی اسکی رگ رگ میں بٹھا دی۔ سولہ سال کی عمر میں شیواجی نے ڈاکوؤں کے جتھوں میں شرکت شروع کر دی اور بدمعاشی سے ہوتا ہوا قلعوں کو فتح کرنے لگا۔ بیجاپور کے سلطان عادل شاہ کو اس نے لکھا کہ جہاں پناہ یہ سب کچھ ہیں۔ آپکے غلام کی حیثیت میں کر رہا ہوں اور باج گزار ہوں لیکن ساتھ ہی شیواجی نے اپنی مہر بطور حاکم استعمال کرنا شروع کی۔ عادل شاہ نے اسکے باپ کو قید کر لیا۔ شیواجی سات سال دبک کر بیٹھا رہا۔ پھر ایک وقت آیا کہ شیواجی نے مغل علاقوں پر حملے شروع کر دیئے۔ شہزادہ اورنگ زیب دکن کا گورنر تھا۔ مغل فوجیں اس کو ختم کرنے کے قریب تھیں کہ اس نے پھر پینترا بدلا اور شہزادے کی خدمت میں ایلچی بھیج کر اپنی غلامی کا یقین دلایا اور تنگزیب تخت نشینی کی جنگ میں پھنسا ہوا تھا (آنے والے دور کی تھی جو مغل سلطنت کو نگل گئی) اس نے اسے معاف تو کیا لیکن جانتا تھا کہ یہ بد خصلت قابل اعتبار نہیں ہے۔ ایک موقع پر اورنگزیب نے اسکے بارے میں کہا کہ "یہ پہاڑی چوہا مغل سلطنت کے کناروں پر منہ مارتا رہے گا"۔ ایک بار اس نے شیواجی کے بارے میں اپنے افسروں کو خبردار کیا کہ ـــــ "یہ سنگ زدہ انتظار کر رہا ہے"۔

سنگ زدہ انتظار کرتا رہا اور پھر ایک ریاست قائم کر لی۔ اب بیجاپور کے سلطان عادل شاہ کو احساس ہوا کہ پانی سر سے گزرنے لگا ہے اس نے اپنے نامور جرنیل افضل خان کو اسکی سرکوبی کیلئے بھیجا۔ افضل خان نے اسکی فوج اور نو مولود ریاست کے پرخچے اڑا دیئے اور شیواجی پرتاب گڑھ کے قلعے کی طرف پسپا ہو گیا۔ یہاں سے اس نے افضل خان کو پیغام بھیجا کہ افضل خان جیسے جرنیل کے سامنے آخر اسکی کیا حیثیت ہے۔ وہ ہتھیار ڈالنا چاہتا ہے لیکن اسے یقین تو دلایا جائے کہ اسے معاف کر دیا جائیگا۔ افسوس! افضل خان اسکی عاجزی کے جال میں آگیا۔ یہ ہے وہ نکتہ جو پاکستان کی نئی نسل کیلئے سمجھنا لازم ہے۔ اگر وہ یہ نہ سمجھ پائے کہ ہندو مکار ہے اور اگر انہیں یہ معلوم نہیں کہ بغل میں چھری منہ میں رام رام کا محاورہ بنانے والے الو کے پٹھے نہیں تھے، تو وہ ہمیشہ ہندوؤں کے فریب میں آتے رہیں گے! مسلمان دھوکہ نہیں دیتا لیکن اسے دھوکہ کھانا بھی تو نہیں چاہئے!

افضل خان کی خوش بختی اور خلوص دیکھیے کہ اس نے یقین دلانے کیلئے شیواجی کو معاف کر دیا جائیگا، ایک ایلچی بھیجا اور وہ ایلچی گوپی ناتھ نامی برہمن تھا شیواجی نے گوپی ناتھ کو یقین دلایا کہ وہ جو کچھ کر رہا ہے ہندو دھرم کیلئے کر رہا ہے۔ گوپی ناتھ کو اس نے تحائف سے لاد دیا جاگیر میں ایک گھوڑا عطا کیا اور دونوں نے بھوانی دیوی کی قسم کھا کر ایک دوسرے کا ساتھ دینے کا قول قرار کیا گوپی ناتھ نے واپس جا کر اپنے آقا افضل خان کو بتایا کہ شیواجی تو خوف کے مارے کانپ رہا ہے اگر جرنیل اسے شرف ملاقات بخشے تو وہ زیر احسان ہو جائیگا۔ سادہ دل افضل خان مان گیا شیواجی نے ایک پہاڑی کے دامن میں تقریب ملاقات کا اہتمام کیا اس نے جنگل کاٹ کر ایسا راستہ بنایا جو اس کی مرضی کا تھا ایک دستہ اس نے جائے ملاقات کے نزدیک چھپایا اور ایک فوج افضل خان کے مستقر کے قریب خفیہ طور پر رکھی۔ گوپی ناتھ کے اصرار پر افضل خان پالکی میں آیا اسکے پاس تلوار تھی لیکن وہ مطمئن تھا ساتھ صرف ایک باڈی گارڈ تھا سید بندہ، جو ایک نامور شمشیر زن تھا۔

افضل خان نے دیکھا سامنے سے شیواجی آرہا تھا جھکتا کورنش بجالاتا چہرے پر خوف کے آثار۔ بظاہر غیر مسلح ایک مسلح باڈی گارڈ پیچھے کچھ فاصلے پر۔ افضل خان کو نہیں معلوم تھا کہ شیواجی کی پگڑی کے نیچے سر پر فولادی ٹوپی ہے۔ کھلے سوتی چغے کے نیچے زرہ ہے۔ آستین میں خنجر ہے اور بند مٹھی میں رسوائے زمانہ لوہے کا پنجہ ہے جو مرہٹوں کا خاص ہتھیار تھا اور انگوٹھیوں سے بندھا ہوا ہوتا تھا شیواجی دست بستہ نیچے میں داخل ہوا تو افضل خان اسے ملنے کیلئے آگے بڑھا دونوں کے باڈی گارڈ فاصلے پر کھڑے تھے لمبا تڑنگا افضل خان اور پست قد شیواجی۔ بالکل اسی طرح جیسے ایوب خان اور شاستری تھے افضل خان شیواجی سے بغل گیر ہوا شیواجی نے مٹھی کھولی اور مہلک فولادی پنجہ خان کے پیٹ میں گھونپ دیا۔ افضل خان بڑبڑا کر پیچھے ہٹا "دھوکہ" اسکے منہ سے نکلا اس نے تلوار سونت لی تھی لیکن تلوار کی ضرب اس زرہ پر کام نہ کر سکی جو شیواجی نے چغے کے نیچے پہنی ہوئی تھی۔ اس شیواجی نے آستین میں چھپا ہوا خنجر نکالا اور پے در پے خان پر وار کئے۔ سید بندہ آگے بڑھا تو شیواجی اور اسکے باڈی گارڈ دونوں نے اسے مار دیا پڑاؤ سے توپوں کے چلنے کی آواز آئی۔ یہ خفیہ اشارہ تھا مرہٹہ فوج افضل خان کے بے خبر کیمپ پر پل پڑی اور اسے تہس نہس کر دیا۔

پاکستان افضل خان ہے اور بھارت شیواجی ہے۔ آپ ایٹمی ہتھیاروں سے اسے ہلاک کریں گے جو جنگ کریگا لیکن ہندو تو جنگ نہیں کرتے۔ ہندو تو خوف سے تھر تھر کانپتا ہے۔ کورنش بجالاتا ہے۔ آپ کے گھٹنوں کو چھوتا ہے پاؤں کے تلوے چاٹتا ہے۔ پھر جب آپ کو لوٹا جاتا ہے تو وہ بند مٹھی کھول کر فولادی پنجہ گھونپتا ہے اور آستین سے خنجر نکالتا ہے۔ پھر وہ سفارت کاری کے میدان میں اتنی چابکدستی دکھاتا ہے اور اس قدر بلند آواز سے آہ و فغاں کرتا ہے اور یوں سسکارے بھرتا ہے کہ دنیا اسے مظلوم اور آپکو ظالم سمجھتی ہے۔ لیکن چڑیاں کھیت چگ چکی ہوتی ہیں۔ ضمیر جعفری نے افضل خان کا افسوس یوں بیان کیا ـــ

سچ کہتا تھا افضل خان
تری پورہ تا راجستان
مر گیا ہندو میں انسان

عوام کو عید قرباں مبارک



azharmajoka@yahoo.com

پاکستانی عوام اس سال عید قربان ایسے موقع پر منا رہے ہیں جب عالمی سطح پر مالیاتی بحران اور دہشت گردی کے بادل چھائے ہوئے ہیں اور بھارت دشمنی کے بڑھتے ہوئے سائے کئی خطرات اور خدشات کو جنم دے رہے ہیں۔ قومی سطح پر بھی آئے روز بم دھماکوں مہنگائی و لوڈشیڈنگ کے عذاب نے عوام سے مذہبی و قومی تہواروں کی خوشیاں بھی چھین لی ہیں کہنے کو تو یہ عید بقر اعید کہلاتی ہے لیکن آئے روز کی قربانیوں سے اب عوام خود قربانی کے جانوروں کے رہ گئے ہیں۔ یوں بھی بڑھتی ہوئی مہنگائی نے بہت سے قربانی کے جانوروں کو قصائی کی چھری سے بچا رکھا ہے جب سے پاکستانی عوام آئی ایم ایف کی چھری تلے آئے ہیں بکرے کی ماؤں نے بھی غالباً خیر منانا شروع کر دی ہے اور اب عوامی بکرے سال کے سال ذبح ہونے کی بجائے سارا سال ہی ذبح ہوں گے اور صورتحال "وہی ذبح کرے ہے وہی لے ثواب بھی الٹا" والی رہے گی۔

دیسی اور ولایتی بکروں سے لیکر حکومتی اور سیاسی و اپوزیشن بکروں کی منڈیاں لگی ہیں جبکہ بقر عید کے موقع پر سب سے اہم مسئلہ بکرے کی تلاش ہی ہوتا ہے اچھے اور تگڑے بکرے کے ملنے کی خواہش تو سبھی کرتے ہیں لیکن اس کیلئے خریدار کی قوت برداشت کے ساتھ ساتھ قوت خرید کا ہونا بھی ضروری ہے۔ ایسے میں کچھ اس طرح کی صورتحال بھی نظر آتی ہے کہ خریدار اپنی خرید کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور کہیں خریدار کو دیکھ کر فروخت ہونے والی جنس شرمندہ شرمندہ نظر آتی ہے۔ قربانی کا مقصد محض قربانی کے جانور کو قربان کرنا ہی نہیں بلکہ اپنی خواہشات کی قربانی اور دوسروں کو خوشیوں میں شریک کرنا بھی ہے۔ جب سے ہم نے قربانی کے مفہوم کو اپنی خواہشات اور مفادات کے تابع کر لیا ہے اس وقت سے قربانی کا مفہوم بھی اور سے اور ہوتا جا رہا ہے اب قربانی کا گوشت دوسروں تک پہنچانے کی بجائے ڈیپ فریزروں کی زینت بنتا ہے۔ قربانی سنت ابراہیم کی بجائے سٹیٹس سمبل نہیں بننی چاہئے۔ اللہ کی رضا کیلئے اپنی پیاری سی پیاری شے اور اپنی خواہشات کو قربان کرنا ہی قربانی کی اصل روح ہے ہم ہر سال نہایت جوش و خروش اور جذبے سے یہ تہوار مناتے ہیں لیکن اس کے ثمرات حاصل نہیں کر پاتے آج کے

دن بھی بہت سے لوگ اچھے لباس اور اچھے کھانوں کی سج دھج اور خوشبو کے منتظر رہیں گے اور بہت سے گھروں میں کئی دنوں کیلئے کھانوں کا سٹاک جمع ہو جائے گا کئی دوست رائیں مفادات کے حصول کیلئے اوھر سے اوھر پہنچائی جائیں گی اور مختلف چٹخارے دار ذائقوں میں ہم زندگی کے کئی تلخ ذائقوں کو بھول جائیں گے۔ آج کا دن تو بھولنے کا نہیں بلکہ بہت کچھ یاد کرنے کا ہے۔ کئی عہد و پیمان کرنے کا ہے۔ کیا سنت ابراہیمی کی پیروی میں جانوروں کی قربانی کر کے ہم اپنے فرض سے عہدہ برا ہو گئے ہیں کیا ہم نے اپنے گرد پھیلے ہوئے مفادات کے بتوں کو پاش پاش کیا ہے اپنے ذاتی مفادات کو قومی مفادات کیلئے قربان کیا ہے۔ لسانی گروہی اور صوبائی مصلحتوں کو بالائے طاق رکھا ہے۔ کیا دنیا کی پہلی ایٹمی اسلامی طاقت ہونے کے باوجود ہم اتنے کمزور ہیں کہ ہمیں اپنے معاملات کیلئے امریکہ بہادر کی آشیرباد چاہئے۔ ایک خود مختار ملک ہونے کے باوجود بھارت ہماری خود مختاری کو چیلنج کر رہا ہے۔ آج ہمیں ایک مضبوط اور خود مختار ملک بننے کیلئے اپنے اپنے مفادات قربان کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ دسمبر کا مہینہ ہمیں بہت سے پچھتاوے یاد دلاتا ہے بہت سے سانحات کی یادیں اس سے وابستہ ہیں۔ بے نظیر بھٹو کی جان کی قربانی جمہوریت کے احیاء اور بقاء کیلئے تھی بہت سے دیگر کارکنوں کی کاوشیں اور جان کے نذرانے ملک میں ایک ایسے نظام کے قیام کیلئے تھے جہاں لوگوں کو روٹی کپڑا اور مکان کے فکر سے آزادی نصیب ہو۔ جہاں لوگوں کو امن اور انصاف ملے اور جہاں کوئی غریب بھوکا نہ سوئے۔ کسی گھر میں صف ماتم نہ بچھے کوئی حالات سے گھبرا کر خودکشی پر مجبور نہ ہو۔ کوئی اپنے بچوں کو مہنگائی کے ڈر سے ایدھی ہوم نہ پہنچائے اور کہیں معاشی ناہمواریوں اور گھریلو جھگڑوں کی بناء پر بیوی بچوں کو زندہ جلانے کے واقعات رونما نہ ہوں۔ ایک ایسا ملک جہاں عوام غیر ملکی آقاؤں اور حکمرانوں کی ذاتی خواہشات پر قربان نہ ہوں بلکہ عید قربان کی صحیح لذتوں اور خوشیوں سے ہمکنار ہو سکیں۔ بڑی عید کی چھوٹی خوشیاں سب کی دہلیز تک پہنچیں اور جہاں نمکین عید کے نمکین ذائقوں میں زندگی کی تلخ اور منہ کا ذائقہ خراب کر دینے والی گرم خبروں کی تمازت اور آنچ کی شدت شامل نہ ہو خدا کرے آپ سب کو ایسی کئی عیدیں مبارک اور نصیب ہوں (آمین)

جذبہ قربانی یا قربانی



ہم دونوں باتیں کرتے جا رہے تھے وہ اس بات پر نالاں تھا کہ ہم میں جذبہ ماند پڑتا جا رہا ہے اور دکھاوا زیادہ آتا جا رہا ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ مسلمانوں کی اکثریت فرسودہ عقائد اور اندھی جاہلیت کے حصار میں قید ہے۔ وہ اپنے وطن کی حالت پر اشکبار تھا اور اہل سیاست کی بازی گری پر نوحہ کناں۔ اس کا خیال تھا۔ اعتدال انتہاء پسندی سے افضل ہے اور وہ اپنے مذہبی رہنماؤں کے دوغلے کردار سے شاکی تھا۔ بات ایک دوسرے کی خیر و عافیت معلوم کرنے کے بعد بچوں کے مستقبل سے ہوتی ہوئی گلی محلے کے مسائل زیر بحث لانے کی بعد ملکی اور پھر بین الاقوامی سیاست تک جا پہنچی۔ جب کہیں سے بھی اطمینان کا جھونکا نہ آیا اور ہر طرف اصلاح کی ضرورت محسوس ہوئی تو وجہ اسے مذہب سے دوری قرار دیا گیا۔

وہ میرا دوست عرصے بعد ملا تھا۔ تفصیل اس ملاقات کی کچھ یوں تھی میں شہر میں ٹریفک جام ہونے کی وجہ سے مین روڈ سے پھنسی ہوئی ٹریفک سے کسی طرح نکل کر قسمت آزمائی کیلئے نزدیک کی گلی میں نکل آیا۔ شائد کہ یہاں سے کوئی راستہ نکل آئے کیونکہ موجودہ صورتحال میں ڈیڑھ گھنٹے سے زائد دورانیے کے دوران میرے حواس شل ہو چکے تھے۔ ٹینشن سے دماغ کی رگیں پھٹنے کو تھیں میں نے گاڑی ٹریفک کے ہجوم میں سے نکال کر ایک طرف گلی میں لگائی اور کچھ تازہ دم ہونے اور اپنے حواس بحال کرنے کو رکا۔ اچانک گلی کے نکڑ میں ایک چہرہ شناسا نظر آیا۔ گھر کے گیٹ پر نیم پلیٹ پڑھتے ہی آشنائی کا پہلو نکلا ابھی میں وہ یادیں ہی ذہن میں لانے کی کوشش کر رہا تھا جب گورنمنٹ کالج مظفر گڑھ میں زمانہ طالب علمی کے دوران وہ میرا روم میٹ ہوا کرتا تھا۔ ایف اے کرنے کے بعد وہ ایسا غائب ہوا کہ پھر کبھی ملاقات نہ ہوئی۔ نہ اس نے رابطہ رکھا اور نہ ہی مجھے اس کی خبر ملی عرصے بعد یوں اچانک ملنا اچھا لگا۔ اس نے مجھے گھر میں بیٹھنے کی دعوت دینے کی بجائے میرے ساتھ بیٹھ گیا اور کہا کہ قریبی ریسٹورنٹ میں چل کے چائے پیتے ہیں۔ راستے میں وہ باتیں کرتا رہا اس معاشرتی بے حسی کی۔ وہ کڑھتا رہا تعلیمی پسماندگی پہ۔ وہ رونا روتا رہا ظاہر داری کا۔ اس نے کہا مجھے لگتا ہے اس افراتفری کے دوران میں اپنے گھونسلے سے گرا ہوا اکلوتا پرندہ ہوں جس کے پر کاٹ دیئے گئے ہیں اور جو اپنی ڈار سے بچھڑ گیا ہو۔ ہجوم میں تنہا ہوں اور ہر طرف گولیوں کی سنسناہٹ اور بموں کے دھماکوں کے باوجود ایک سناٹا ہے۔ ہماری ہنسی کھوکھلی اور دل میں غم کے پہاڑ سر اٹھائے کھڑے ہیں۔

عید کی آمد کا سن کر جسم سن ہو جاتا ہے اور تفکرات گھیر لیتے ہیں کہ عید کے اخراجات کیسے پورے کریں گے۔ ہمارے حکمران وہ پیڑ ہیں جن کا سایہ ہے نہ پھول اور نہ پھل، ہماری عبادتیں ریاکاری سے لیس ہیں۔ میں نے کہا یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ کس کس بات کا رونا روؤ گے چھوڑو یہ باتیں اور بتاؤ اتنا عرصہ کہاں رہے۔ وہ بولا میں ملک سے باہر محنت مزدوری کرنے چلا گیا تھا۔ میں نے دیار غیر میں دس برس گزارے اور زر مبادلہ یہاں اپنے گھر اپنے والدین اور بھائیوں کو بھیجتا رہا انہوں نے اس سے کاروبار شروع کر دیا۔ ہمارا گھرانہ چند سالوں میں خوشحال نظر آنے لگا کیونکہ غربت صدیوں سے ہماری ہمرکاب تھی۔ اس لئے میں نے اس سے پیچھا چھڑانے کیلئے اپنی رفتار بڑھا دی کہ اسے پیچھے چھوڑ دیں۔ لوگوں کو بھی اپنی حیثیت سے آگاہ کرتا تھا۔ اس لئے اپنی حیثیت سے بڑھ کر اخراجات کئے۔ مجھے مسلسل اپنے گھر والوں کی خوشحالی کی اطلاع ملتی رہی اور میں جی لگا کے کام میں جتا رہا۔ جب دس برس بعد میری واپسی ہوئی تو میں خوش تھا کہ میں نے اتنے پیسے بھیجے ہیں جن سے میرے گھر والوں کی لیاقت سے میرا کاروبار سیٹ ہو چکا ہے۔ اب مجھے مزید محنت یہاں نہیں اپنے ملک میں کرنی چاہیے۔ یہاں پہنچا تو پتہ چلا کہ ہماری خوشحالی اس لکڑی کی مانند تھی جو بظاہر مضبوط مگر اندر سے دیمک لگنے سے کھوکھلی ہو چکی ہو۔ مجھے بتایا گیا کہ کاروبار میں خسارہ ہو گیا ہے اور اپنا بھرم قائم رکھنے کیلئے اور ظاہر داری برقرار رکھنے کیلئے کچھ مقروض بھی ہو چکے ہیں۔ انہیں میرے واپس آنے کی خوشی نہ ہوئی کہ آمدنی کا ایک واضح ذریعہ بند ہو گیا تھا۔ اس دوران میری شادی ہو گئی اور دو بچے بھی ہو گئے۔ پیٹ کا ایندھن گھنے اور بیوی بچوں کی خوشحالی کی خاطر مجھے ایک بار پھر واپس سعودیہ جانا پڑا۔ اب کی بار میں نے ساری رقم اپنی بیوی کے نام پر بھیجی۔ کیونکہ بھائیوں سے علیحدگی ہو چکی تھی اور والدین اللہ کو پیارے ہو گئے تھے۔ تعلیم ادھوری چھوڑ گیا تھا اور سعودیہ میں بھی پہلے جیسے حالات نہ رہے تھے۔ وہاں انڈین بنگلہ دیشی اور فلپائنی لیبر ہماری نسبت سستی مل جاتی تھی۔ پھر بھی میں نے دن رات ایک کیا۔ خوب محنت کی اور اس دوران کچھ زرعی رقبہ بھی خرید لیا واپس آیا تو میرے بنک اکاؤنٹ میں پاکستانی خزانے کی طرح کچھ بھی نہ بچا تھا سب کچھ گھریلو آسائش میں لگ چکا تھا۔ البتہ جو کچھ وہاں اپنے پاس تھا اس سے ٹریکٹر وغیرہ لے کر کاشتکاری شروع کی اور اب اسی سے گزر بسر ہے۔ میں سبزیاں کاشت کرتا ہوں اور منڈی میں بیچتا ہوں۔ رقبہ تھوڑا ہے الحمد اللہ گزر بسر ٹھیک طرح سے ہو جاتی ہے۔

میں نے کہا کہ اچھا دوست پھر ملیں گے۔ عید سر پر ہے اور میں نے ابھی بکرا بھی لینا ہے۔ تم نے تو لے لیا ہوگا۔ بولا میں نے فیصلہ کیا ہے اس بار بکرا نہیں لوں گا اس بکرے کی قیمت کے برابر رقم غریبوں میں تقسیم کر دوں گا بلکہ ہمارے پاس سواری ہے میرے ساتھ چلے چلو ایدھی سنٹر میں دے آتے ہیں۔ میں نے کہا کہ خیرات، زکوٰۃ علیحدہ چیز ہے اور سنت ابراہیمی کی پیروی میں بکرے کی قربانی کرنا علیحدہ۔ کہنے لگا اسی بات پر میرے گھر والے بیوی بچے ناراض ہیں میری بیوی کا کہنا ہے کہ محلے میں بغیر قربانی کے کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔ بچے بکرے کی رسی پکڑ کر محلے میں گھمانے اور اپنی امارت کا رعب جھاڑنے سے محروم ہو رہے ہیں۔ اسی لیے میں نے تمہیں گھر میں چائے کیلئے نہیں بٹھایا کہ آج ہی اس معاملے پر خاصی بک بک ہو چکی ہے۔ سنت ابراہیمی قربانی کے جذبے کو زندہ کرنے کا نام اپنی پیاری چیز راہ خدا میں خرچ کرنے کا نام ہے۔ بکرا ذبح کرنا تو ایک علامت ہے۔ میں تھوڑی سی بغاوت کا مرتکب ہو رہا ہوں۔ زندگی بغاوت کے بغیر اس موسم کی مانند ہے جو محروم بہار ہو اور بغاوت بغیر صداقت کے ایسی ہے جیسے بے آب و گیاہ صحرا میں بہار۔ قربانی کا سارا گوشت فریزر کی نذر ہو جاتا ہے اور کھال کسی مسجد کے مولوی کی خاطر اسے دے دی جاتی ہے۔ بڑا احسان غریبوں کو دینے کا کہنے کے باوجود گوشت کے ناپسندیدہ حصے کی چند ہڈیاں اور بوٹیاں دے دی جاتی ہیں۔ قربانی ہم لوگوں کے دکھاوے کی خاطر کرتے ہیں ایک رسم ادا کرتے ہیں جو سنت ابراہیمی کم اور اپنی امارت کا اعلان زیادہ۔ جتنا بڑا اور مہنگا بکرا ہوگا اسی قدر محلے میں دھوم مچے گی۔ یار تم میرے ساتھ چلو ہم ایدھی سنٹر پہنچے۔ وہ وہاں کا ریگولر ڈونر تھا۔ کئی نظریں امید اور آس میں اس کی طرف اٹھیں اور اس نے اپنا دامن خالی کر دیا۔ اس نے مجھے بھی ترغیب دی میں نے کہا میں مولوی صاحب سے پوچھوں گا اور ویسے بھی مجھ میں بیوی بچوں سے مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں۔ اور دیسے محلے میں بھی منہ دکھانا ہے۔

قربانی کے بکرے کی بکری کے نام وصیت



میری پیاری نرگسی آنکھوں والی نرگس عرف بکری جب سے تم سے جدا ہوا ہوں تب سے میری حالت بہت ہی خراب ہے۔ نہ گھاس کھانے کو جی چاہتا ہے نہ دل، میرا نیا مالک بڑا ہی شوقین مزاج ہے۔ اس نے جیسے ہی مجھ کو تم سے جدا کیا تب سے میرے پیروں میں جھانجریں ڈال رکھی ہیں۔ تم کو معلوم ہی ہے کہ مجھے یہ جھانجریں کتنی اچھی لگتی تھیں لیکن تمہارے بغیر مجھے ان جھانجروں کی آوازیں اتنی بری لگتی ہیں کہ دل کرتا ہے کہ ہر وقت اپنے نئے مالکان کو ٹکریں مارتا رہوں۔ چونکہ میرا تعلق خاندانی قسم سے ہے اس لئے ان کا لحاظ کرتا رہتا ہوں۔ کل کی بات ہے کہ نئے مالک کے بچوں نے میرے سفید بالوں پر مہندی لگانی شروع کر دی۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ میں مہندی کو بہت پسند کرتا ہوں افسوس یہ ہے کہ تمہاری جدائی نے میرے تمام شوق ختم کر دیئے ہیں۔ کل رات کو کیبل پر نئی انڈین فلم بھی لگی ہوئی تھی۔ لیکن میں تم سے دور ہونے کے بعد اتنا رنجیدہ تھا کہ میں نے ایک بار بھی آنکھ اٹھا کر ٹی وی کی طرف نہیں دیکھا۔

مجھے معلوم ہے کہ عیدالاضحی کے موقع پر میرا مالک مجھے ذبح کر کے تمام ہفتے مزے مزے کے کھانے بنائے گا۔ کھال کی ڈھولک بنے گی۔ میرے پائے اور سری کو آگ میں ڈال کر شکل بگاڑ دی جائے گی۔ گوشت کو فریج میں سٹاک کر لیا جائیگا اور غریبوں کے ہاتھ کچھ بھی نہیں آئے گا اس لیے میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ

☆ میرے مرنے کے بعد اکیلی گھر سے باہر نہ نکلنا کہ زمانہ بڑا خراب ہے۔ اگر کوئی تم کو سیر کے بہانے گھر سے باہر لے جانے کی کوشش کرے تو صاف صاف انکار کر دینا کیونکہ مسلمانوں کو ذی الحج میں بکروں اور بکریوں پر بہت غصہ آتا ہے۔

☆ میری زندگی ختم ہونے کے بعد تم انڈین گانے اور فلمیں دیکھنے کا بائیکاٹ کر دینا کہ اس نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ ہمارا ازلی دشمن ہے۔ حتیٰ کہ تم نے اپنے موبائل کی رنگ ٹون پر جو بھارتی گانا سیٹ کیا ہوا ہے اس کو ہٹا کر کوئی نصرت فتح علی خان کی قوالی کو سیٹ کر لو۔

☆ اپنے موبائل سے ہمسائے کے بکرے کو فضول ایس ایم ایس نہ کرنا کیونکہ مہنگائی کے برے حالات کیلئے تمہارے پاس کچھ رقم کا ہونا ضروری ہے۔

☆ محلے کے قصاب کو جہاں دیکھنا اس کو دور سے پیار سے اپنے پیر اٹھا کر سلام کرنا، تاکہ وہ تمہاری زندگی ختم کرنے میں جلدی نہ کرے۔

☆ سردیوں کا موسم ہے اس لئے خیال کرنا کہ جب بھی رات ہو تو اپنے ان پر گرم شال وغیرہ ضرور اوڑھ لینا۔

☆ اپنی صحت کا خاص خیال رکھنا کہ اگر خدانخواستہ تمہاری صحت خراب ہو گئی تو یہ گوشت خور انسان فوراً تمہاری زندگی ختم کرنے کے درپے ہو جائیں گے۔

☆ کبھی بھی اکیلی ہمسایوں کے بکرے کے پاس مت جانا وہ سگریٹ نوشی کرتا ہے اور کہیں تم کو سگریٹ نوشی کی عادت نہ پڑ جائے۔

☆ اچھے ہاتھوں سے خیرات ضرور دیتی رہنا تاکہ کسی قصائی کی بری نظر تم پر نہ پڑے۔

☆ رات کو دیر تک ٹی وی دیکھنے کی عادت ترک کر دینا اب اپنی آخرت کی فکر کرو اور زیادہ تر اللہ اللہ کیا کرو۔

☆ اپنی آرائش و زیبائش کے لئے بیوٹی پارلر مت جانا کہ وہاں پر جس طرح کی حجامت بنائی جاتی ہے اس سے شکل و صورت مزید بگڑ جاتی ہے۔

☆ اپنے مالک کے آگے ان دونوں ضد نہ کرنا ورنہ یہ تم کو ذبح کر کے تمہارا گوشت ہڑپ کر لے گا۔

☆ عید کے موقع پر نئے کپڑوں کی ضد نہ کرنا۔ باغ میں کھلے ہوئے پھولوں پر بری نظر نہ رکھنا اور چھوٹے بچوں کو ٹکریں نہ مارنا۔ یہ تمام احتیاطیں تمہاری زندگی کو مزید طویل کر دیں گی۔

☆ اگر کبھی ایک وقت تم کو کھانا نہ ملے تو لفافہ وغیرہ ہی سے لے تو ماضی کی طرح شور نہ ڈالنے لگ جانا۔ اس طرح تمہاری زندگی کو کم سے کم خطرات لاحق ہوں گے۔

☆ صبح سویرے اٹھتے ہی اپنے مالک کو پیار کرنا۔ وہ پھر تو اس کو دیکھتے ہی بے چین ہو جایا کرنا اور رات کو سونے سے پہلے اس کیلئے دعا کرنا۔

☆ جیسے ہی تمہیں میرے ذبح ہونے کی خبر ملے تو بے وجہ شور نہ کرنا کیونکہ میں نے سنا ہے کہ جس دن سے میں تم سے جدا ہوا ہوں تم نے رو رو کر اپنا برا حال کر لیا ہے۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ تمہاری آنکھیں مجھے کتنی پسند ہیں۔ اگر رو رو کر ان آنکھوں میں موتیا اتر آیا تو باغوں میں لگے ہوئے موتیے کے پھول کون کھائے گا؟

☆ ویسے میں نے تو یہ بھی سنا ہے کہ میرے آنے کے بعد تمہاری صحت بہت بہتر ہو گئی ہے۔ لیکن میں کسی کا اعتبار نہیں کیا جبکہ میرا وزن تمہاری جدائی سے کم ہو گیا ہے اور مجھے شک ہے کہ میں شوگر اور بلڈ پریشر کا مریض بھی ہو گیا ہوں۔ میں کسی سے زمانے کی بے وفائی کا شکوہ کیا کروں مجھے تو اپنوں کے رویئے دکھ دے رہے ہیں۔

☆ کل رات کو میرے لئے بہت ہی شاندار کھانا آیا تھا لیکن میں نے اس لئے نہیں کھایا کہ کہیں تم کو پتہ نہ چل جائے کہ میں اچھے اچھے کھانے کھا رہا ہوں اور تم کو باسی گھاس مل رہا ہے۔ تمہارے عشق میں تمام رات آنسو بہائے اور اب صبح اٹھتے ہی تم کو یہ وصیت نامہ تحریر کر رہا ہوں۔

☆ ابھی تم سے مزید دل کی باتیں کرنا تھیں۔ باہر والے گھر میں قصاب نے اونٹ پر چھری رکھ دی۔ شاید وہ بعد میں بھی تم سے مستقل جدا ہو جاؤں گا۔ تم اپنا خیال کرنا سردی بڑھ رہی ہے اور چھریاں اٹھائے ایک نہ دیکھی کی جانب لئے گرا ہے میرا دل دھڑک رہا ہے۔ نبضیں ڈوب رہی ہیں اور تم کو خدا کے حوالے کرتا ہوں۔

تمہارا اپنا سفید بکرا

☆☆☆☆

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا ہے ـــــ

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

عشق کا جہاں بھی عجیب ہے۔ محبت پیار الفت عشق دیوانگی یہ سب کام عشق کی لیبارٹری میں تیار ہوتے ہیں۔ عشق کسی فریب کا محتاج نہیں۔ نہ کسی حدود و قیود کو قبول کرتا ہے۔ محبت نے ہمیشہ محبت کیلئے دروازے کھولے ہیں۔ محبت محبت کی منتظر رہتی ہے۔ حسن یوسف ہو کہ آتش نمرود گوہ طور ہو کہ فغاں تاب قوسین اور دنی کا مرحلہ محبت نے ہمیشہ محبت کو سہارے تسکین دی ہے۔ عشق خولو صدق خلیل علیہ السلام کی صورت میں ہو یا ... یعقوب کی صورت میں

پینتالیس فٹ بلند اور تیس فٹ چوڑی دیوار بنائی گئی۔ کفار کی وحشت کا یہ عالم تھا کہ مذکورہ پیمائش والا گڑھا بھرنے کے لئے چالیس دن لکڑیاں اکٹھی کی گئیں۔ اس دوران اگر کوئی عورت بیمار ہو جاتی تو نذر مانتی کہ اگر صحت یاب ہو جائے تو ابراہیم علیہ السلام کو بھسم کرنے کے لئے آگ کے الاؤ میں لکڑیاں کا گٹھا ڈالے گی۔ آگ لگا دی گئی۔ آگ بھڑکنے لگی۔ اس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ آگ کے انگاروں کی بلندی کا یہ عالم تھا کہ روئے زمین پر ایسی آگ کبھی نہیں دیکھی گئی۔ آگ کی کوسوں دور تپش کی وجہ سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا مسئلہ تھا۔ چنانچہ اس کام کے لئے ایک منجنیق تیار کی گئی۔ "نمرود" نام کے بدبخت نے جو قوم اکرام سے اور روئے

سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

قربانی کا تصور ہر قوم میں موجود ہے صرف اسے مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے۔ نسروان' بلیدان' نذر بھینٹ تورات اور انجیل میں قربانی کا ثبوت ملتا ہے۔ حضرت یعقوبؑ' حضرت موسیٰؑ' حضرت سلیمانؑ نے بھی اپنے اپنے وقتوں میں قربانی دی زمانہ قدیم میں قربانی کے قبول ہونے کی علامت یہ ہوتی تھی کہ سفید رنگ کی بے دھوئیں آگ آسمان سے آتی اور قربانی کی چیز کو جلا دیتی تھی اور جو قربانی مقبول نہ ہوتی اس پر آگ نہ آتی تھی۔ قربانیوں کی قبولیت کی بنیاد سچائی اور تقویٰ پر تھی اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ قربانی اور عمل پرہیزگاروں کا قبول فرماتا ہے۔

فلسفہ قربانی

قربانی حضرت ابراہیمؑ کے جس عظیم الشان عمل کی یادگار ہے اس کا دل و دماغ میں استحضار کیا جائے اور اس حقیقت کو سوچا جائے کہ یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کے حکم کی تکمیل اور اس کی رضا جوئی کیلئے تھا اور یہ جذبہ ہو ...

خود بھی کھائیں اور تنگدست محتاج کو بھی دیں (الحج) (۵) ہر امت کیلئے ہم نے قربانی کا ایک قاعدہ مقرر کر دیا ہے تاکہ (اس امت کے) لوگ ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو بخشے ہیں پس تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے اور اس کے تم مطیع فرمان ہو (الحج)

احادیث مبارک میں فرمان نبویؐ ہے

(۱) تمہاری قربانی کے جانور قیامت کے دن تمہاری سواریاں ہوں گی (جو پل صراط سے پار لے جائیں گی) (۲) قربانی کے ایام میں کوئی (نفلی عبادت) اتنی پسند نہیں جتنا قربانی کا خون ہے (مشکوٰۃ شریف) (۳) قربانی سنت ابراہیمؑ ہے تمہارے لئے قربانی کے ہر بال کے بدلے اجر ہے (ترمذی) (۴) جو شخص مالدار ہو کر قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے (ابن ماجہ) (۵) 9 ذوالحج کا روزہ

دنبہ چھترا (سال بھر کا معلوم ہو)

قربانی جائز نہیں

بے کار تھن والا اندھا کانا لنگڑا بہت بیمار بہت زیادہ دبلا پتلا تہائی سے زیادہ کان یا دم کٹا جس کے اکثر دانت گر گئے ہوں سینگ جڑ سے اکھڑ گئے ہوں شہر میں عید نماز سے قبل قربانی کرنے پر ایک قربانی سب گھر والوں کی طرف سے جس جانور میں نر اور مادہ دونوں کی علامات ہوں وہ خنثیٰ ہے اس کی قربانی جائز نہیں۔

مکروہات قربانی

قربانی کے جانور کی اون کاٹنا اس پر سوار ہونا اس پر بوجھ رکھنا اس کو کرایہ پر دینا اس کے دودھ سے نفع حاصل کرنا گوشت یا کھال مزدوری کے عوض دینا

قربانی کے لائق جانور

قرونِ اول کے اکابر کی عید



غریب و سادہ و رنگیں ہے داستان حرم
نہایت اس کی حسینؓ ابتدا ہے اسماعیلؑ

ہماری عیدیں ملت کے مسرت عشق جشن اور شادمانی کے تہوار ہیں۔ عیدالاضحیٰ دسویں ذی الحج کی تقریب سعید ہے اور عیدالفطر رمضان مقدس کے اختتام کی عید مبارک ہے۔ مندرجہ ذیل سطور میں ہمیں ان کیفیات اور حقائق سے آگاہی حاصل ہو گی جن سے ہمارے اکابر کو نبرد آزما ہونا پڑا اور ہمارے لئے روشن راہیں متعین کرنے کی نشاندہی ہوئی۔ یہ تہوار منانے کے انداز اور قرینے بڑے دلپذیر اور دلدوز تھے۔ حضور سرور کائنات رحمت العالمین کی راتیں تو ہمیشہ عبادت و ریاضت میں گزرتی تھیں لیکن عید سے کئی روز قبل آپ کا اکثر وقت شب خیزی' عبادت اور امت کی نجات کی دعاؤں میں کٹتا تھا۔ عید کی صبح آپؐ جلد غسل کر کے عید نماز کی امامت کے لئے مناسب تیاری فرماتے۔ حضورؐ کی دختر اطہر حضرت خاتون جنتؓ اس تیاری میں آپ کی معاونت فرماتیں۔ صاف ستھرے دھلے ہوئے کپڑوں کے شکن اور سلوٹیں دور فرماتیں' عطریات آپ کو مہیا فرماتیں۔ اس طرح موزوں لباس زیب تن کرتے (لیکن پھر بیتا نہیں) انبیاء کا یہ سردار اپنے خالق کے سامنے سربسجود ہونے کے لئے عیدگاہ کی طرف قدم بڑھاتا۔ اس شہنشاہ کی طرفین اہل جنت کے جوانوں کے لئے دو سرداروں (حضرات حسنینؓ) نے ڈھاپ لی تھیں۔ جب یہ خانوادۂ رسالت کا یہ نورانی قافلہ رواں تھا تو راہ میں ایک

فرمایا اگر انسان خلافت قبول کرتا ہے لیکن مزدوری کو عار سمجھتا ہے تو وہ خلافت کا استحقاق بھی کھو بیٹھتا ہے۔ حضرت عمرؓ بھی اپنے جلیل القدر پیشرووں کی طرح شب بیدار تھے اور مقدس تہواروں کی تقاریب کے مواقع پر تو ان کی شب بیداری کرب و درد میں بدل جاتی تھی۔ اسلام کے ماضی حسین میں چونکہ نمازوں میں امامت کے فرائض بھی سربراہان مملکت ادا فرمایا کرتے تھے عید قرباں کی ایک مبارک صبح نماز عید پڑھانے کا وقت ختم ہو رہا تھا لیکن خلیفۃ المسلمین حضرت عمرؓ ابھی تک اپنے سونے والے کمرے سے باہر تشریف نہ لائے اور کمرے کے اندر سے ان کی آہ و بکا کی صدائیں برابر سنائی دے رہی تھیں۔ لوگ پریشان ہو گئے اور انہیں امیر المومنین کی زندگی کی فکر لاحق ہو گئی۔ لوگوں نے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ باہر نکلے۔ آنکھیں اشکبار اور چہرہ بھی تھا مضطرب۔ بہرحال لوگوں کو آپ نے تسلی دی اور فرمایا "پیارے بھائیو! شب دروز کے گزشتہ اعمال پر جب میں نے نگاہ ڈالی تو مجھے دھڑکا ہوا کہ اگر کبھی انصاف کرنے میں مجھ سے کوتاہی ہوئی ہے تو قیامت کے روز میں حبیب کبریا رسول رحمت کو میں کیسے منہ دکھا سکوں گا۔ اس خوفناک احساس نے مجھے دبوچ لیا۔ اسی وجہ سے ہی رات

اسلاف کے ان پاکیزہ جذبوں کا مظہر تھے۔ آزادی کے بعد جب قائداعظمؒ پاکستان کے سربراہ تھے۔ عید سے چند روز قبل ایک رات انہیں پشاور کی صدارتی اقامت گاہ میں قیام پذیر ہونا پڑا۔ نصف شب کے وقت رہائشی کمرہ سے ٹھک ٹھک کی آواز وقفے وقفے سے آنے لگی۔ پولیس کی متعین گارڈ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور کمرے کے ارد گرد پولیس عملہ کی دوڑیں لگ گئیں لیکن وہ سخت پریشان تھے۔ آخر کچھ دیر بعد ایک سپاہی نے کمرے کی ایک کھڑکی کے کونے سے جہاں سے پردے کا کپڑا اٹھا ہوا تھا اندر جھانکا تو وہ دنگ رہ گیا کہ قائداعظمؒ اپنے تنگ کپڑے اور بوٹ پہنے ہوئے لکڑی کے فرش پر بڑے قرینے سے چل رہے ہیں اور کمرے کے اندر ایک چھوٹی کارنس یا شیلف پر کچھ دیر ٹھہرتے ہیں اور ایک کھلی کتاب پڑھتے ہیں اور اسے پڑھ کر پھر گھومنے لگتے ہیں اور چند قدم چل کر پھر اس کتاب پر آ کر پھر جھک جاتے ہیں اور پھر اسے پڑھ کر پیچھے قدموں سے پھر چلنا شروع کر دیتے ہیں اور اس طرح جب وہ چلتے تھے تو ان کے بوٹ کی رگڑ سے لکڑی کے فرش پر ٹھک ٹھک کی آواز پیدا ہوتی تھی۔ یہ عجیب و غریب منظر دیکھ کر پولیس کے دم میں دم آیا اور پریشانی سے انہیں نجات ملی۔ (قائداعظمؒ کے زیر مطالعہ قرآن مقدس تھا جس کی آیت پڑھ کر آپ چلنا شروع کر دیتے اور آیت مبارکہ کی روشنی میں اپنے دل و دماغ کو مستفیض کرتے۔ یہ تھے بانی پاکستان قائداعظمؒ جنہیں کتاب اللہ سے اتنی محبت تھی اور اسی راہنمائی میں انہوں نے مسلمانوں کی عظیم الشان ریاست کی بنیاد رکھی تھی ... قائداعظمؒ بھی اپنے اسلاف کے طور طریقے

محمد جہانزیب اسلم

عشق خو د صدق خلیل علیہ السلام کی صورت میں ہو یا صبر حسینؓ کی صورت میں صبر یعقوبؑ کی صورت میں تمام تکلیفات کو برضا و رغبت برداشت کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار ہوتا ہے۔ نہ آتش نمرود اس کی حرارت چھین سکی اور نہ ہی یزید کی شقاوت قلبی اس کے عزم کو متزلزل کر سکی ہے۔ سہولتوں کے سامان دونوں جگہ ہو سکتے ہیں امتحان خلیل علیہ السلام کے وقت بھی اور امتحان سیدنا امام حسینؓ کے وقت بھی لیکن عشق نے کسی سہولت کو قبول کیا ہے۔ رعایتیں تو ہوس طلب کرتی ہے۔ عشق کی منزل ان پستیوں سے بہت بلند ہے۔ عشق امتحان گاہ محبت سے سرفراز ہو کر نکلتا ہے تو کونین کی عظمتیں اس بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتی ہیں۔ تکبر خودسری کی آگ میں جلتا ہوا نمرود لوگوں کو شرک کی دعوت دے کر حکمرانی کے نشہ میں چور اپنی حکومت کو دوام بخشنے کیلئے موجودہ حکمرانوں کی طرح معصوم لوگوں اور بچوں کو قتل کرانے والا حکمرانی کا نشہ بھی عجب ہے۔

حضرت علیؓ کا قول ہے جب انسان کی موت آتی ہے تو عقل ماند ہی ہو جاتی ہے۔ نمرود مجادلے اور مناظرے بھی مغلوب ہو گیا۔ ڈائیلاگ میں شکست کھا گیا اس کے پاس کوئی حجت نہ رہی۔ جسے اپنی قوت اور بادشاہی پر پیش کر سکا۔ چنانچہ اس نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا فیصلہ کر لیا۔ ادھر شہنشاہ افلاک نے نمرود کو ہی جلانے کا فیصلہ کیا۔ نمرود شہنشاہ عداوت و نفرت نے حکم دیا "ایک عمارت بنوا پھر اسے بھڑکتی آگ میں ڈال دو" (صافات: 87-89)۔ قوم کے لوگ بولے ان کو جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو اگر تمہیں کرنا ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے حکم امر کر دیا "اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی والی ابراہیم علیہ السلام پر۔ انہوں نے اس کا (ابراہیم علیہ السلام کا) برا چاہا تو ہم نے انہیں سب سے بڑھ کر زیاں کار کر دیا"۔

قوم کو اس عظیم منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایک ماہ دس دن لگ گئے۔ آگ جلانے کے لئے ... سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا مسئلہ تھا۔ چنانچہ اس کام کے لئے ایک منجنیق تیار کی گئی۔

"نمرن" ہم کے بدبخت نے جو قوم اکروے اور روئے زمین پر پہلا شخص تھا جس نے ایک نبی معصوم ابراہیم علیہ السلام کی دشمنی میں منجنیق تیار کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین کے اندر دھنسا دیا اور قیامت تک تسلسل کے ساتھ زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔ ابراہیم علیہ السلام کی مشکیں کس دیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا عشق اب بھی حاوی تھا وصال کے اس مرحلہ پر بھی منزل پانے کے لئے بے قرار تھا عشق نے ہر نمرود میں گلزار کو دیکھ لیا تھا۔ لا الہ الا انت سبحانک لک الحمد ولک الملک لا شریک لک" کے کلمات ادا فرمائے۔ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا گیا۔ اس وقت آپ کی زبان مبارک پر "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" جاری ہوا۔ امام بخاریؒ نے فرمایا گرگٹ کو مار ڈالو کیونکہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے جلائی جانے والی آگ پر پھونکیں مارتا تھا۔ سیدہ عائشہؓ ان کو مار دیا کرتی تھیں۔ حیرت صد حیرت کا مقام ہے کہ ایک جانور پرندہ محبت اور نفرت کے تحت سزا یا انعام کا حقدار ہے اور اشرف المخلوقات جو دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آج کے جدید تہذیب یافتہ دور کا نام دے کر مٹانے کی کوشش اور ناپاک جسارت کر رہے ہیں۔ آج کے حکمران خود ساختہ نمرود کے پیروکاروں کو نہیں چھوڑ رہے۔ مختلف حیلے بہانے سے حکومت کو دوام بخشنے کیلئے خود ساختہ نمرود بنے بیٹھے ہیں۔ کبھی عدلیہ کا قتل کبھی مساجد کی بے حرمتی کبھی شعائر اللہ کی توہین نمرود کے واقعہ سے سبق سیکھیں۔ نمرود کے انجام سے عبرت پکڑیں۔ جس کے ناک میں مچھر گھس گیا اور خود اپنے سر پر جوتے لگواتا ہوا اپنی سلگائی ہوئی آتش میں چلا گیا۔ لال مسجد کو خون رنگ سے لال کرنے اور خون کی ہولی کھیلنے کے بعد آج تک روئے زمین پر کہیں امن نہیں اللہ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے۔ ہمیں صراط مستقیم نصیب فرمائے۔ آمین۔

آگ ہے ابراہیم ہے اور آتش نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے

تحریر: چودھری محمد سلیم شاہد

قربانی حضرت ابراہیم کے جس عظیم الشان عمل کی یادگار ہے اس کا دل و دماغ میں استحضار کیا جائے اور اس حقیقت کو سوچا جائے کہ یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور اس کی رضا جوئی کیلئے تھا اور یہ جذبہ ہونا چاہئے کہ اگر بیٹے ہی کو ذبح کرنے کا حکم باقی رہتا تو ہم خوشی اس کی تعمیل کرتے۔ قربانی کی اصل روح اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی محبت میں اپنی تمام نفسانی خواہشات کو قربان کر دے اگر کوئی شخص جانور کی قربانی تو بڑے شوق سے کرتا ہے مگر خواہش نفس اور گناہوں کو نہیں چھوڑتا تو اگرچہ واجب تو اس کے ذمہ سے ساقط ہو گیا مگر قربانی کی حقیقی روح سے محروم رہا۔ حضرت ابراہیم نے صرف ایک جانور کی قربانی نہیں کی بلکہ پوری زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ کی اطاعت میں گزارا۔ جان و مال، ماں باپ وطن لخت جگر غرض سب کچھ اللہ کے راستے میں قربان فرمایا۔ ہمیں بھی اپنے اندر یہی جذبہ پیدا کرنا چاہئے۔ گوشت کے ایک حصہ کی غرباء و مساکین میں تقسیم اجتماعیت اور بھائی چارے کی فضا کو فروغ ہے۔ لفظ قربانی انسانی مذہبی جذبات اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اور اس کی تشریح و تفسیر اہل ایمان کو ایک عظیم عمل کی جانب راغب کرتی ہے جس کے ذریعے اسے قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے۔

فضیلت

قربانی کا بنیادی مقصد اللہ کی خوشنودی کے سوا اور کچھ نہیں قربانی نہ فضول خرچی ہے اور نہ ہی اقتصادی نقصان کا سبب ہے بلکہ اللہ کی خوشنودی کے حصول اور ہمہ وقت اس کی خاطر جان و مال قربان کرنے کا درس ہے۔ اسلام میں قربانی عید الاضحی کے دن عبادت کی نیت سے جانور کے ذبح کرنے کا نام ہے۔ آنحضور ﷺ کی ذات مقدسہ میں مدینہ میں دس سال قیام فرمایا اور ہر سال قربانی فرماتے رہے۔ قربانی فرض نہیں بلکہ سنت مؤکدہ ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے

(۱) اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کیا کرو (۲) خدا کے ہاں قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا تمہاری پرہیزگاری اس کے ہاں شرف قبولیت پاتی ہے (۳) کہہ دیجئے اے پیغمبر میری قربانی میری زندگی اور میری موت (خالصتاً) تمام جہانوں کے پروردگار کیلئے ہے (۴) اور چند مقرر دنوں میں ان جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے تمہیں بخشے ہیں

قربانی کے ایام میں کوئی (نفلی عبادت) اتنی پسند نہیں جتنا قربانی کا خون ہے (مشکوٰۃ شریف) (۳) قربانی سنت ابراہیمی ہے تمہارے لئے قربانی کے ہر بال کے بدلے اجر ہے (ترمذی) (۴) جو شخص مالدار ہو کر قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے (ابن ماجہ) (۵) 9 ذوالحج کا روزہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہے (مسلم) (۶) جس شخص نے خوش دلی سے طالب ثواب ہو کر قربانی کی تو اس کیلئے وہ قربانی آتش جہنم سے حجاب ہو گی (۷) اے فاطمہؓ کھڑی ہو جاؤ اپنی قربانی کے پاس کیونکہ اس کے خون کے پہلے قطرہ کی وجہ سے تمہارے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جائیں (۸) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قربانی کے دن انسان کا کوئی عمل خدا کے نزدیک قربانی کرنے سے زیادہ پیارا نہیں ہے اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگ، بال اور کھروں سمیت آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت حاصل کر لیتا ہے لہٰذا اسے خوش دلی سے کرو (۹) حضور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر کوئی فقیر ہو اور قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو تو کیا کرے تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ نماز عید کے بعد گھر میں دو رکعت نفل پڑھیں ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ الکوثر تین بار پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس کے اونٹ کی قربانی کا ثواب عطا فرمائے گا۔

ایام تشریق

حاجی منیٰ میں قربانی کرتے ہیں یہ سلسلہ تین دن (دس تا بارہ ذوالحجہ) جاری رہتا ہے ان دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں

قربانی کی شرائط

(۱) مسلمان ہو غیر مسلم پر قربانی نہیں (۲) مقیم ہو مسافر پر قربانی واجب نہیں (۳) عاقل ہو مجنون پر قربانی واجب نہیں (۴) صاحب نصاب ہو مسکین پر قربانی واجب نہیں (صاحب زکوٰۃ ہونا شرط نہیں ہے) (۵) آزاد ہو غلام پر قربانی واجب نہیں (۶) بالغ ہو نابالغ بچہ پر قربانی واجب نہیں

قربانی کے جانور کی شرعی عمر

اونٹ 5 سال گائے بھینس 2 سال بکری بکرا ایک سال

مکروہات قربانی

قربانی کے جانور کی اون کاٹنا اس پر سوار ہونا اس پر بوجھ رکھنا اس کو کرایہ پر دینا اس کے دودھ سے نفع حاصل کرنا گوشت یا کھال مزدوری کے عوض دینا۔

قربانی کے لائق جانور

پیدائشی سینگ نہ ہوں دیوانہ جانور جو چارہ کھا لیتا ہو خارشی جو موٹا ہو خصی جس کے کان میں سوراخ ہو یا شگاف ہو تھوڑا سا کان کٹا ہوا ہو آنکھ ٹیڑھی ہو جس کی اون کٹ گئی ہے۔

قربانی کی اقسام

قربانی کی دو قسمیں ہیں

(۱) ھدی یہ قربانی حجاج حضرات منیٰ میں کرتے ہیں

(۲) اضحیہ: اس قربانی کو کہتے ہیں جو تمام صاحب استطاعت مسلمان پوری دنیا میں کرتے ہیں۔

اگر قربانی کا جانور گم ہو جائے یا چوری ہو جائے اور اب دوسرا جانور خرید لیا جائے اس کے بعد پہلا جانور بھی مل جائے تو غنی کو اختیار ہے کہ دونوں میں سے ایک کی قربانی کرے اور فقیر دونوں کی قربانی کرے۔

قربانی کے ایام

قربانی صرف تین دن کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرے دنوں میں قربانی نہیں۔ قربانی کے دن ذوالحجہ کی 10ویں، 11ویں اور بارہویں ہیں۔ ان میں جب چاہے قربانی کر سکتا ہے البتہ پہلے دن قربانی کرنا افضل ہے۔

قربانی کرنے کا مسنون طریقہ

جانور کو بائیں پہلو پر قبلہ رخ لٹائیں اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتے ہوئے تیز چھری سے ذبح کر دیں اس کی چاروں رگیں کاٹ دیں (حلقوم، مری، تین چار ان کے گرد دو رگیں ہیں جنہیں "ودجین" کہتے ہیں) اور تول کر سات برابر حصے کریں۔

گوشت قربانی کی تقسیم

قربانی گوشت کے تین حصے کئے جاتے ہیں ایک اللہ کیلئے دوسرا عزیز و اقارب دوست احباب کیلئے اور تیسرا غرباء اور مساکین کیلئے ہوتا ہے تاکہ عید کی خوشی میں پورا اسلامی معاشرہ شریک ہو سکے اور امت جسد واحد کی شکل اختیار کر سکے۔

چاند رات سے عید تک خط نہ بنوانا، ناخن نہ ترشوانا مستحب ہے جسے قربانی کی استطاعت نہ ہو اگر وہ بھی ایسا کرے تو اسے بھی بافضل خدا قربانی کا ثواب عطا ہو گا۔

پروفیسر ایم اے قدوس

فرماتیں۔ اس طرح موزوں لباس زیب تن کرتے (لیکن بھڑکیلا نہیں) انبیاء کا یہ سردار اپنے خالق کے سامنے سربسجود ہونے کے لئے عیدگاہ کی طرف قدم بڑھاتا۔ اس شہنشاہ کی طرفین اہل جنت کے جوانوں کے لئے دو سرداروں (حضرات حسنینؓ) نے رکاب تھامی تھیں۔ جب یہ خانوادۂ رسالت کا یہ نورانی قافلہ رواں تھا تو راہ میں ایک خزاں رسیدہ دل کے سوکھے تنے سے ٹیک لگائے فرسودہ چہرے اور اشکبار آنکھوں سے ایک مغموم لڑکا رہگیروں کو دیکھ رہا تھا۔ جب رحمت عالم اپنے نواسوں کی انگلیاں تھامے اس بچے کے پاس گزرنے لگے تو حضور کی نگاہیں اس آزردہ چہرہ پر پڑیں۔ وہ جو دنیا کے ہر مقہور اور مصیبت زدہ انسان کا غمگسار تھا وہ کیسے اس غمزدہ لڑکے سے آنکھیں چرا سکتا تھا۔ آپ اس لڑکے کے قریب پہنچے۔ سر پر ہاتھ رکھا اسے پیار کیا اور اس غمزدگی کی وجہ پوچھی۔ بچے کی ہچکی بندھ گئی اور سسکیاں بھر کر یہ کہنے لگا کہ میرا باپ مر چکا ہے کوئی بڑا بھائی نہیں ہے۔ کاش اگر آج میرا باپ زندہ ہوتا تو آج میں بھی اسکے ہمراہ نئے کپڑے پہن کر عید نماز پڑھنے جا رہا ہوتا۔ سردار دو جہاںؐ نے بچے کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا اور پھر اسے شانہ اقدس پر بٹھا کر واپس گھر لوٹ گئے۔ یتیم بچے کی خوش نصیبی دیکھیں کہ وہ بے یار و مددگار لڑکا ازل سے ابد تک کے انسانوں میں سب سے عظیم انسان کے کندھوں پر سوار تھا جبکہ اسکے نواسے ان کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ گھر پہنچ کر آپؐ نے خاتون جنتؓ سے فرمایا کہ وہ جلد اس بچے کو نہلا کر حسنؓ کے کپڑے پہنائے۔ بچہ جلد تیار ہو گیا اسے پھر کندھے پر بٹھالیا اور شہزادوں کے ہاتھ پکڑ کر ڈگ بھرتے عیدگاہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ شرف و توقیر انسانیت کا یہ منفرد منظر دیکھ کر ہر کوئی حیرت زدہ ہو گیا۔ عید منانے کے یہی حسین انداز اور دکھی انسانیت سے ہمدردی اور ترفع کی تڑپ قرون اولیٰ کے مسلمانوں اور بالخصوص خلفائے راشدین اور صحابہ کرامؓ کے دلوں میں بھی موجود تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ عید سے چند روز قبل عید کے مصارف بڑھ جانے کے پیش نظر اپنی مزدوری کے اوقات بڑھا لیا کرتے تھے کیونکہ گھر کے اخراجات کے لئے قلیل وظیفہ ملا کرتا تھا۔ عید سے ایک روز قبل علی الصبح وہ مزدوری کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ بازار میں ایک معذور بوڑھی نے لنگڑی بکری پکڑی ہوئی تھی اور مزدور مزدوری کی رٹ لگا رکھی تھی۔ حضرت صدیقؓ آگے بڑھے اور مزدوری کرنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ بکری کے مالک نے آپ کو پہچانتے ہوئے کہا "مجھے تو مزدور کی ضرورت ہے اور آپ مزدوروں کے سردار ہیں۔ آپ نے بکری کی رسی ہاتھ میں تھام لی اور فرمایا میں کم سے کم مزدوری لینے کو تیار ہوں کیونکہ عید قریب آ گئی ہے۔ مزید کبریا رسول رحمت کو میں کیسے منہ دکھا سکوں گا۔ اس خوفناک احساس نے مجھے رنجیدہ کیا۔ اسی رنجیدگی کی رات

پھر پریشان رہا۔ پل بھر کے لئے آنکھ لگی تو ایک سفید کپڑوں میں ملبوس نورانی چہرہ والے بزرگ نے مجھے مسکراتے ہوئے فرمایا "عمرؓ! کیوں پریشان ہوتے ہو رسول اللہ تو آپ کے عدل و انصاف کے کارناموں سے بے حد خوش ہیں۔ آپ بالیقین فردوس بریں میں ان سے بغلگیر ہو گے۔ جھٹ کر آنکھ کھلی تو پہلی سی کیفیت پھر طاری ہو گئی۔ بھائیو! آپ سب میرے لئے دعا کریں کہ خالق لم یزل مجھے عدل کی رسی کو استقامت سے پکڑنے کی طاقت عطا فرمائے۔ پھر مجمع کے ہمراہ آپ جلد نماز پڑھنے کے لئے چل پڑے۔ حضرت عمر ثانی نے بھی اپنے عظیم متقدین کے نقوش قدم چلنے میں سعادت مندی سمجھتے اور ایک مذہبی تقریب میں ریاضت و عبادت میں زیادہ سرگرمی سے منسلک ہو جاتے۔ ایک عید پر جب آپ کی زوجہ نے بچوں کے لئے نئے کپڑوں کا مطالبہ کیا تو فرمایا "بھلی مانس! میں مسلمانوں کے خزانے (بیت المال) کا امین ہوں اپنی ذاتی اور خانگی ضرورت کے لئے اگر ایک درہم بھی لونگا تو قومی مجرم ہونگا اور قیامت کے روز میرا سخت مواخذہ ہو گا۔ اگر عید کے اجتماع میں کسی ایک شخص کو وہ بوسیدہ کپڑوں میں ملبوس دیکھوں گا تو مجھے سخت ندامت ہو گی اور میں خالق کائنات اور رسول اللہ کی نظروں میں گر جاؤنگا اس لئے آپ پرانے کپڑوں کی مرمت کر کے اور انہیں صاف ستھرا دھو کر بچوں کو پہنا دیں وہ خوشی خوشی پہن لیں گے کیونکہ انکی رگوں میں میرا خون گردش کرتا ہے اور وہ مجھے روزانہ اپنے گھر کی ڈیوڑھی میں اور اس کے باہر بھی چھپڑ کھلا کرتے دیکھتے ہیں اور قارئین کرام یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ مسلمانوں کی خوشحالی کا وہ دور تھا جب دمشق کے مخیر حضرات زکوٰۃ دینے کے لئے اشرفیوں سے بھری تھیلیاں لے کر نکلتے اور زکوٰۃ لینے والا کوئی ہاتھ دکھائی نہ دیتا اور آج کی خوشحالی اور روٹی کپڑے مکان کے نعرے سب فریب اور بھلاوے سنائی دیتے ہیں۔ آج وطن عزیز میں بھی ہم عیدیں مناتے ہیں اور عید منانے میں اکثر مسلمانوں میں قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا وہی جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔ ہمارے اکثر زعماء بھی اسی دیرینہ کشش کا اظہار کرتے ہیں۔ قائد اعظمؒ بھی (قائد اعظمؒ) ... ہم سے اگر مطالعہ قرآن مقدس کی کسی آیت پر آپ کو جامع کر دیتے اور آیت کریمہ کی روشنی میں اپنے دل و دماغ کو منور کرتے۔ یہ تھے ہمارے محبوب قائد اعظمؒ جنہیں کتاب اللہ سے اتنی گہری رغبت تھی۔ انکی راہنمائی میں انہوں نے مسلمانوں کی یہ عظیم الشان ریاست کی بنیاد رکھی تھی۔ اس واقعہ کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قائد اعظمؒ بھی اپنے اسلاف کے طور طریقے نہیں بھولے تھے اور اسلامی تقریبات پر انہی درخشندہ روایات کو اپنا کر ہی کامرانیوں سے ہمکنار ہوا جا سکتا ہے۔ قائد اعظمؒ نماز عید پڑھنے کے لئے جب مسجد میں جاتے تو عام لوگوں کو پتہ نہیں ہوتا تھا کہ وہ وہاں جا کر صف آراء ہو گئے۔ چند رفقاء ان کے ہمراہ ہوتے تھے اور راستہ میں کہیں بھی جلوس اور باڈی گارڈز کے حلقہ کے گھیرے نہیں ہوتے تھے مسجد میں پہنچ کر کہیں پچھلی صف میں بیٹھ جاتے اور نماز ادا کرتے۔ نماز کے بعد اگر کوئی آپ کا فدائی آپ کو پہچان کر انکی طرف بڑھتا اور علیک سلیک کرنے کی کوشش کرتا تو آپ حتی الامکان اس سے گریز فرماتے کیونکہ انکی صالحانہ سوچ میں یہ مجمع کے تمام افراد کا حق تھا اور اس طرح اگر سب مسلمان پلٹ پڑتے تو یہ بڑی وقت ہوتا اور قائد اعظمؒ بہت سے قومی نوعیت کے امور کی انجام دہی نہ ہونے سے دگر گوں ہو جاتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے مسلمان کی زندگی کے ہر لمحہ کا دور قومی امانت ہے۔ اسے خدمت خلق قومی اور اسلامی امور کی ترویج اور عبادت کے لئے وقف کر دینا چاہیے۔ نماز کے بعد آپ ہائش گاہ پر واپس تشریف لاتے تو اپنے احباب سے ملتے اور گھر کے ملازمین میں عیدی تقسیم فرماتے جو کپڑوں کے تھانوں، نئے سوئے ہوئے کپڑوں اور لفافوں میں بند کرنسی پر مشتمل ہوتی تھی۔ عیدی لینے جب بعد ازاں ایک کم عمر لڑکے کو ساتھ لے کر آیا تو آپ نے اس لڑکے کے سر پر ہاتھ رکھا اور تبسم سے کہا "اے چراغ! تیرا باپ معصوم بھی تعلیم سے بے بہرہ رہے گا اور اس کا مستقبل بھی ایسے باپ دادا کی طرح تاریک رہے گا۔ آپ ہمارے زعماء میں یہ احساس بھی کم کم ہے اور یہ گویا کہ کا خواب بن چکا ہے۔ شرف انسانیت اس حد تک دھندلا چکا ہے کہ ہم اپنے مذہبی فرائض انجام دینے میں بھی یہ احساس کھو چکے ہیں۔ عید قربان پر بھی ہم بکروں دنبوں کے گوشت سے اپنے فریج اور فریزر تو بھر لیتے ہیں اور چھچھڑے انتڑیاں حاصل کر لیتے ہیں۔ قربانی کا گوشت اور پیٹ کھا کر جب ہم زرق برق لباس میں اپنے بچوں کے ہمراہ خوش گپیاں کرتے اور چہلتے ہوئے شہر کی سڑکوں پر ٹہل رہے ہوتے تو سڑکوں کے کنارے کوڑا کرکٹ کے ڈھیروں سے نحیف و نزار بچے روٹیوں کے سوکھے ٹکڑے اور چوسی ہوئی ہڈیاں چن کر ہمارا منہ چڑا رہے ہوتے ہیں۔

٭٭٭

جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام

تحریر: غازی عبدالرحمٰن قاسمی

معمار کعبہ، موحد اعظم، مشہور بت شکن، جد الانبیا حضرت سیدنا ابراہیم وہ جلیل القدر پیغمبر ہیں کہ جنہوں نے بچپن سے ہی توحید کا ڈنکا بجا دیا تھا کفر و شرک کے ایوانوں میں کہرام برپا کیا بڑے بڑے مشرکوں کو لاجواب و مبہوت کیا۔ اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے بڑی سے بڑی قربانی دی کہیں خاندان سے ٹکر لی اور کہیں ارباب اقتدار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر توحید کا پرچار کیا بالآخر مشرکین و مادہ پرستوں نے آپ کو آگ میں ڈال دیا اور آپ بے خوف و خطر آتش نمرود میں کود پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو داد تحسین دیتے ہوئے فرمایا "واذ ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمھن" "جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند کلمات کے ساتھ آزمایا پس ابراہیم نے ان کو پورا کر دیا (سورۃ بقرہ)

حضرت ابراہیم کی زندگی کا جب مطالعہ کرتے ہیں تو دو عجیب پہلو سامنے آتے ہیں کہ جب آپ بیٹے تھے تو باپ کو قربان کیا (یعنی باپ سے جدائی اختیار کی یہ بھی ایک بہت بڑی قربانی ہے) اور جب باپ بنے تو بیٹے کو قربان کیا۔ دوستوں کے ہجوم میں تبلیغ کرنا یہ کوئی مشکل کام نہیں کمال تو یہ ہے کہ دشمنوں کے نرغے میں تبلیغ کی جائے۔ حضرت خلیل اللہ نے دشمنان دین کی موجودگی میں تبلیغ کی جس وقت کوئی حمایتی نہیں تھا۔ آپ نے جس ماحول میں آنکھ کھولی اس میں کفر و شرک کی حکمرانی تھی پوری قوم ضلالت کی تاریک راہوں میں بھٹک رہی تھی خود اپنا والد آزر بت پرستی کے ساتھ بت ساز اور بت فروش بھی تھا۔ آپ نے اپنے تبلیغی مشن کا آغاز اپنے گھر سے کیا اپنے باپ کو دعوت فکر دیتے ہوئے کہا کہ "اے

میرے ابا جان بے جان چیزوں کو کیوں پوجتے ہیں جو دیکھ نہیں سکتے سن نہیں سکتے اور نہ آپ کے کچھ کام آ سکتے ہیں آپ شیطان کے بہکاوے میں مت آیئے گا وہ تو رحمان کا نافرمان ہے اگر آپ یونہی شیطان کے بہکاوے میں آ کر ان بے جان مورتیوں کو پوجتے رہے تو مجھے خوف ہے کہ کہیں رحمان کا عذاب نہ آپ پر آ جائے اور آپ شیطان کے ساتھیوں میں سے ہو جائیں (سورۃ مریم)

اس دعوت تبلیغ کا جو آپ کے والد نے جواب دیا وہ بھی قرآن میں موجود ہے آزر نے بڑے سخت اور درشت لہجے میں جواب دیا کہ "اے ابراہیم تو میرے معبودوں سے پھرا ہوا ہے اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھ کو سنگسار کر دوں گا اور ایک مدت تک مجھ سے دور ہو جا" چنانچہ آپ دین کی بقا اور سربلندی کیلئے باپ سے جدا ہو گئے۔ جب آزر نے آپ کی دعوت کو قبول نہ کیا تو آپ نے اپنی قوم کو خطاب کیا کہ یہ مجسمے کیا ہیں جن کو تم لئے بیٹھے ہو؟ انہوں نے آگے سے جواب دیا کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو ان کی پوجا کرتے ہوئے پایا آپ نے فرمایا تم اور تمہارے آباؤ اجداد کھلی گمراہی میں ہیں شرک کی تردید اور توحید کی تائید میں آپ نے کئی دلائل دیئے لیکن قوم کی سمجھ میں بات نہ آئی۔ اس دوران قوم کا ایک میلہ آ گیا آپ کو بھی دعوت دی گئی لیکن آپ نے معذرت کر لی تمام قوم کاہن، مذہب پیشوا، نمرود سب شراب و کباب میں مصروف ہو گئے تو آپ

ان کے بت خانے میں گئے اور ان سب کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا اور بڑے دیوتا کو چھوڑ دیا جب قوم واپس آئی تو اس صورت حال کو دیکھا تو غصے سے بے قابو ہو گئی۔ ابراہیم کو گرفتار کر کے سب کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ کہنے لگے اے ابراہیم کیا ہمارے دیوتاؤں کے ساتھ یہ سلوک تو نے کیا ہے؟ ابراہیم نے جواب دیا کہ اس بڑے نے کیا ہے یہ تمہارے دیوتا اگر بولتے ہوں تو ان سے پوچھ لو۔ انہوں نے اپنے سمجھ بوجھ کے گھوڑے دوڑائے اور کہنے لگے کہ اے ابراہیم تو اچھی طرح جانتا ہے کہ یہ بول نہیں سکتے آپ نے فرمایا کہ تم پر افسوس ہے کہ تم ان معبودان باطلہ کو اللہ کے سوا پوجتے ہو جو نفع و نقصان کے مالک نہیں ہے۔ آپ کی اس وعظ و نصیحت کا یہ اثر ہونا چاہئے تھا کہ تمام قوم اپنے باطل عقیدہ سے تائب ہو کر ملت حنفی کو اختیار کر لیتی اور کج روی چھوڑ کر راہ مستقیم پر آ جاتی لیکن دلوں کی کجی، نفوس کی سرکشی، متمردانہ ذہنیت اور باطنی خباثت نے وہ دانت نے اس جانب نہ آنے دیا ان کے کان موجود تھے لیکن حق کی آواز کیلئے بہرے تھے۔ پتلیاں آنکھوں کے حلقوں میں زندہ انسانوں کی طرح حرکت ضرور کرتی تھیں مگر حق کی بصارت سے محروم تھیں، زبان گویا ضرور تھی لیکن کلمہ حق کے اعتبار سے گنگ تھی۔

نمرود کو جب اس سارے واقعے کا علم ہوا تو اس نے ابراہیم کو اپنے دربار میں بلوایا اور گفتگو شروع ہو گئی۔ نمرود نے کہا اے ابراہیم تو اپنے باپ دادا کے دین کی مخالفت کیوں کرتا ہے؟ اور مجھ کو رب کیوں نہیں تسلیم کرتا؟ آپ نے جواب دیا کہ وحدہ لاشریک رب کا پرستار ہوں اس کے علاوہ کسی کو رب نہیں مانتا نمرود نے کہا اپنے رب کا کوئی ایسا وصف بیان کرو جس کی قدرت مجھ میں نہ ہو؟ آپ نے فرمایا کہ میرا رب تو موت و حیات کا مالک ہے موت و حیات کی حقیقت سے ناآشنا نمرود کہنے لگا کہ میں بھی موت و حیات کا مالک ہوں یہ کہہ کر اسی وقت بے قصور شخص کو قتل کروا دیا اور قتل کے سزا یافتہ مجرم کو جیل سے رہا کروا دیا۔ ابراہیم سمجھ گئے کہ یہ موت و حیات کی حقیقت سے ناآشنا ہے اور اس طرح قوم کو مغالطہ دینا چاہتا ہے آپ نے اور یہی دلیل پیش کی کہ میرا رب تو وہ جو سورج کو مشرق سے لاتا ہے اور مغرب کی طرف لے جاتا ہے اگر تو بھی اپنے آپ کو خدا کہتا ہے تو سورج کو مغرب سے نکال اور مشرق میں غروب کر اس دلیل کو سن کر نمرود لاجواب اور مبہوت ہو گیا۔

حکمرانوں اور بادشاہوں کا شیوہ رہا ہے کہ جب دلیل کے میدان میں شکست کھا جاتے ہیں تو اپنی بات زور بازو منوانا چاہتے ہیں کئی روز تک آگ جلائی گئی اور آپ کو یہ پیشکش کی گئی کہ توحید چھوڑ دو یا پھر اس جلتی ہوئی آگ میں کود جاؤ تو آپ نے اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے آگ میں چھلانگ لگا دی اسی وقت خالق کائنات نے آپ کو حکم دیا کہ ابراہیم کیلئے ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جا۔

وطن کی محبت بڑی چیز ہوتی ہے جس کے ساتھ بچپن کی شوخیاں، لڑکپن کی یادیں، جوانی کی رعنائیاں وابستہ ہوتی ہیں جب آپ نے دیکھا کہ قوم آپ کی بات سننے کو تیار نہیں ہے تو آپ نے اس مقام سے ہجرت کی۔ مختلف مقامات پر تبلیغ کرتے ہوئے فلسطین پہنچے اور پھر مصر گئے۔ زندگی اپنی منزلیں طے کر رہی تھی مگر آپ اولاد کی نعمت سے محروم تھے بالآخر 87 سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت اسماعیلؑ عطا کئے لیکن ساتھ یہ حکم دے دیا کہ ہاجرہ اور اسماعیلؑ کو مکہ کی بے آب و گیاہ بنجر وادی میں چھوڑ آؤ بڑھاپے اور پیری کی تمناؤں کے مرکز، راتوں اور دنوں کی دعاؤں کے ثمر اور نور نظر فرزند کو حکم الٰہی کی تعمیل میں ایک بے آب و گیاہ جنگل میں چھوڑتے ہیں۔ اولاد جب سن بلوغت کو پہنچتی ہے تو والدین کے دل میں عجیب لہریں کروٹ لیتی ہیں۔ حضرت اسماعیلؑ جب اس عمر کو پہنچے تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا کہ بیٹے کو میری راہ میں قربان کر دو۔ چنانچہ اس امتحان میں بھی آپ کامیاب ہو گئے مناسک حج پر آپ نظر دوڑائیں بیت اللہ کا طواف، صفاء مروہ کی سعی، شیطان کو کنکر مارنا، میدان عرفات کی حاضری، منیٰ کی قربانی سارے مناسک حج حضرت ابراہیم اور آپ کے خاندان کی یادگار ہیں۔ اللہ نے مناسک حج کو حضرت ابراہیم اور آپ کی وفا شعار بیوی اور فرماں بردار بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے نام سے منسوب فرمایا ہے۔ قیامت تک آنے والے حجاج اور زائرین انہی کی تقلید کرتے ہوئے مناسک حج ادا کرتے رہیں گے۔ یہ اعزاز و اکرام حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اللہ تعالیٰ کی توحید، اعلاء کلمۃ اللہ اور اللہ کے نام کو سربلند کرنے کے صلہ میں اور بے پناہ قربانیوں کی وجہ سے عطا کیا گیا ہے۔

آج عید قرباں ہے

بانگ صحراء — عمران علی اعوان

آج عید قرباں ہے۔ مسلمان نماز عید کی ادائیگی کے بعد سنت ابراہیمی کو پورا کرنے میں مصروف ہو جائیں گے۔ ذوالحج کا چاند نظر آنے کے بعد بکر منڈیوں کی ویرانی دیکھ کر یہ تاثر قائم ہو گیا تھا کہ مہنگائی نے ہم سے عید کی خوشیاں چھین لی ہیں۔ لوگوں میں اس قدر استطاعت نہیں رہی کہ وہ قربانی کے مہنگے جانور خریدیں۔ نہ جانے یہ تاثر کیسے قائم ہو جاتا ہے حالانکہ کوئی گلی محلہ یا کوچہ ایسا نہیں جہاں قربانی کے جانور کی آواز نہ آ رہی ہو؟ کہیں بکرے بندھے نظر آتے ہیں تو کہیں بڑے جانوروں کا رش نظر آتا ہے۔ عید نزدیک آتے ہی ہم سب تیاریوں میں لگ جاتے ہیں۔ آج بھی لوگ بکرے خریدنے میں لگے ہوئے ہیں اور ہر کوئی کی کوشش ہے کہ قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔ دوسری طرف غریب، یتیم اور چھوٹے چھوٹے معصوم بچے بھی ہیں۔ قربان گاہ کے نزدیک وہ اس انتظار میں ہیں کہ کب قربانی ہو اور ہمیں گوشت ملے لیکن لگ رہا ہے کہ انہیں گوشت مشکل سے ہی ملے گا۔ قربانی کا مقصد تو یہ ہے کہ سب سے اچھا گوشت ان غریب اور یتیم بچوں کو دیں جن کی طاقت نہیں ہے کہ وہ قربانی کر سکیں۔ بعض لوگ تو ان ننھے منے بچوں پر یہ احسان کرتے ہیں کہ ہم نے تمہیں گوشت دیا ہے۔ اس کے علاوہ بعض جگہوں پر دکھاوے کی بھی قربانیاں ہوتی ہیں۔ ان کی صرف یہ کوشش ہوتی ہے کہ لوگ کہیں کہ یہ بڑا امیر آدمی ہے۔ اس نے بہت سی قربانیاں کی ہیں لیکن ان معصوم بچوں اور غریبوں کو یہ پتہ نہیں ہے کہ ان کی قربانی سے اپنے ہی فریج بھر لئے جائیں گے۔ ہم زیادہ دور نہیں جاتے ہمارے اردگرد پڑوس میں اتنے زیادہ غریب لوگ رہتے ہیں جن کا خدا تعالیٰ کے سوا کوئی آسرا نہیں اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں۔ ہم یہ سب کچھ دیتے ہوئے بھی ذرہ بھر بھی خیال نہیں رکھتے اگر کوئی ضلع کا حاکم اور کوئی اعلیٰ افسر ہمیں کہے کہ تم آم کی دس پیٹیاں یا پھر دس کلو گوشت میرے گھر بھیج دو تو ہم ایک گھنٹے کے اندر اندر وہاں پہنچا دیں گے اور صاحب بہادر کو خوش کرنے کے لئے خود وہ چیزیں لے کر آئیں گے لیکن اگر کوئی یتیم یا غریب شخص ہم سے ایک روپیہ مانگ لے تو ہم انکار کر دیتے ہیں اور اسے کہتے ہیں کہ میرے پاس نہیں ہے بلکہ صرف یہ ہے کہ بے چارہ فقیر تو فقیر ہی ہے لیکن صاحب بہادر سے اس نے کئی کام لینے ہیں اور اپنے نمبر بھی بنانے ہیں اور اپنا نام بھی۔ تاکہ صاحب بہادر اور دوسرے دوست یہ کہیں کہ یہ بہت امیر آدمی ہے۔ ہمارے ہاں ایک ایسے صاحب بھی ہیں جو کہ قل خوانی یا پھر کسی اور دینی محفل میں غریب عوام اور یتیموں کو بلوانے کی بجائے بیوروکریٹس اور سیاستدانوں کو بلواتے ہیں اور ان بیوروکریٹس اور سیاستدانوں کو منرل واٹر کی بوتلیں اور مرغ وغیرہ پیش کئے جاتے ہیں۔ لیکن ان غریبوں یتیموں کو دال روٹی بھی نہیں دی جاتی جن کا حق ہے۔ وہ بیوروکریٹس اور سیاستدانوں کو اس لئے بلاتے ہیں تاکہ اخبارات میں تشہیر ہو اور ان کا نام ہو۔

ایسی ہی عملی تصویر عید قربان کے موقع پر نظر آتی ہے۔ حالانکہ حکم ہے کہ قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ اول تو لوگ اس پر عمل کم ہی کرتے ہیں اگر کوئی کرتا بھی ہے تو سارا عمدہ گوشت اپنے حصے میں رکھ لیتا ہے۔ غریب بے چاروں کو وہی ناقص گوشت نصیب ہوتا ہے ایسے میں تو قربانی کے مقاصد فوت ہو کر رہ جاتے ہیں۔ کاش ہمارے لوگ عید قربان کے اصل تقاضوں کے مطابق ہی سنت ابراہیمی ادا کریں۔ اسی میں عید کی اصل خوشی ہے۔

نوائے وقت
NAWA-I-WAQT
68 سال
9 دسمبر 2008
SPECIAL EDITION
اشاعت خاص

روحِ قربانی

مفتی محمد طاہر مکی حنفی

عیدیں اسلام میں دو ہیں، ایک عید الفطر دوسری عیدالاضحیٰ، عیدالاضحیٰ قربانی کی عید کہلاتی ہے، اور قربانی کے حکم کو اللہ رب العزت نے قرآن میں "منسکا" کہا ہے جسکا مطلب یہ ہیکہ یہ حکم فقط تمہارے لئے نہیں بلکہ پچھلی سب امتوں پر یہ حکم لگایا گیا تھا، قربانی شعائر اسلام میں سے ایک ہے، شعائر ان خاص عبادات واحکامات کا نام ہے جو دین اسلام کی علامات سمجھی جاتی ہیں قربانی بھی انہیں میں سے ایک ہے کہ اسکی پابندی لازم ہے، ہر چیز کی ایک روح ہوتی ہے ایک صورت ہوتی ہے اور ہر چیز کی روح حاصل کرنے کیلئے اسکی صورت کو اختیار کرنا ضروری ہوتا ہے، جیسے نماز کی صورت نیت باندھنا رکوع وسجود کرنا مگر اسکی روح اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا اور عبدیت وبندگی کا اظہار کرنا، اگر نماز کی ہیئت اختیار نہ کی جائے تو بندگی کی یہ خاص صورت بھی حاصل نہ ہوگی، اسی طرح قربانی کی بھی ایک روح ہے اور ایک صورت ہے، تو صورت تو یہ ہیکہ جانور ذبح کرنا مگر روح وہ ہے جو اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ "اللہ کے پاس اس قربانی کا گوشت وخون نہیں پہنچتا اور نہ وہ مقصود قربانی ہے بلکہ اصل مقصد اسپر اللہ کا نام لینا اور اسکے حکم کی اخلاص کیساتھ بجاآوری کرنا" مطلب ایک انسان ہے اس نے یہ باور کرانے کیلئے کہ میں بہت پیسے والا ہوں ایک لاکھ روپے کی بکری ذبح کرونگا، اور دوسرا ہے غریب مگر اسکے پاس پیسوں کی قلت ہے اس نے دو ہزار کی بکری لیکر خاموشی کیساتھ ذبح کردی تو اصل روح وثواب اس نے کمایا اور لاکھ کی قربانی کرنے والے نے فقط صورت کمائی روح سے محروم رہ گیا کہ اسکے آگے دکھلاوا مقصود تھا، اور

اللہ نے قرآن میں فرمایا ہیکہ "تم خیر کامل کبھی حاصل نہ کرسکو گے جبتک تم اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو گے" اور مال محبوب چیز ہے، مال میں بھی جانور زیادہ عزیز ہوتا ہے کیونکہ جاندار ہونے کی وجہ سے اس سے زیادہ محبت ہوتی ہے کہ بے جان چیز ضائع ہو جائے اسکا اتنا غم نہیں ہوتا جتنا جاندار چیز کے ضائع ہونیکا غم رہتا ہے کہ مین اس جیسا پھر نہیں ملتا، اور مال تو ایسی چیز ہے کہ فنا ہو کر ہی نفع پہنچاتا ہے جیسے کسی کے پاس ایک کروڑ رکھا ہوا

ہے تو بیکار ہے اس سے نفع نہیں مل سکتا مگر جب اسے خرچ کرکے کاروبار میں لگائیں تو پیسا بڑھنے لگتا ہے، تو جب دنیا کا نفع اسکو خرچ کئے بنا نہیں مل سکتا تو "رضائے الٰہی" جو اعلیٰ ترین نفع ہے وہ محبوب چیز خرچ کئے بنا کیسے حاصل ہو سکتا ہے، اور محبوبات کیا ہیں جان، مال، عزت، آبرو، وغیرہ، جنت تو ایمان کے بدلے ملیگی اعمال تو ایمان کی شناخت ہیں، روح وجسم لازم وملزوم ہیں روح جسم کے بنا اور جسم روح کے بنا بیکار ہے، قربانی کی اصل روح تقویٰ ہے، جیسے اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ "مشرق ومغرب کی جانب منہ کرلینا نیکی نہیں، ہاں نیکی یہ ہیکہ اللہ اور قیامت کے دن اور ملائکہ اور نبیوں پر ایمان لائے" مطلب اصل چیز اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری ہے، اصل قربانی تو یہ تھی کہ عاشق خود اپنی جان اللہ کے حضور پیش کرتا مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت دیکھئے کہ اسکو یہ گوارا نہ ہوا اس لئے حکم دیا کہ تم جانور ذبح کردو ہم یہی سمجھیں گے کہ تم نے خود اپنے آپ کو قربان کردیا، چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کو حکم

ہوا کہ اپنے اکلوتے معصوم پیارے بچے کو ذبح کردو تو انسان کو خود قربان ہونا آسان لگتا ہے بنسبت بچے کو قربان کرنے کے مگر حکم الٰہی پر تاخیر نہ کی اور حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کو خواب بتایا دونوں حکم الٰہی کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے تیار ہوگئے کہ جبریل امین آن پہنچے اور جنت کا مینڈھا پیش کیا کہ اللہ نے قربانی بھی قبول فرمالی اور محسنین میں نام لکھدیا، اسوقت سے آج تک اسی جذبے کے تحت مسلمان قربانی کرتے آرہے ہیں، کتنی بابرکت ہے قربانی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ اپنی قربانی کے پاس اٹھکر جاؤ اور اسکے پاس (بوقت قربانی) حاضر رہو کیونکہ تمہارا کیا ہوا ہر گناہ قربانی کے جانور کا پہلا قطرہ زمین پر گرتے ہی معاف ہو جاتا ہے قربانی کرنے والے کو جانور کے ہر بال کے عوض دس نیکیاں ملتی اور دس گناہ معاف ہوتے اور دس درجے بلند ہوتے ہیں، اور قربانی کرنے والا اپنے جانور پر سوار ہوکر پل صراط جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز جہنم کے اوپر سے جنت کو جانیکا راستہ ہے، گزرے گا، قربانی میں اچھا جانور دیکھ کر قربان کرنا چاہئے، جس پر صدقہ فطر واجب ہے اسپر قربانی واجب ہے اور قربانی فقط اپنی طرف سے واجب ہوتی ہے، ذوالحجہ کی دسویں تاریخ سے بارہویں تاریخ کی مغرب سے پہلے تک جب چاہے قربانی کرسکتا ہے مگر پہلے دن اور دن میں قربانی کرنا افضل ہے، گاؤں میں جہاں عید نہ ہوتی ہو وہاں بعد نماز فجر عید کے دن قربانی کرنا جائز ہے، قربانی میں بکری بکرا، بھیڑ دنبہ، گائے، بیل بھینس، بھینسا، اونٹ اونٹنی، بس ان جانوروں کی قربانی ہوسکتی ہے باقی کی نہیں، بکری دنبہ وغیرہ ایک سال کا ہو تو قربانی درست ہے دو دانت ہونا نشانی تو ہے مگر لازمی نہیں اس لئے اگر گھر کی پلی ہوئی بکری ہو ایک سال پورا ہوگیا مگر دو دانت نہیں ہوئی تو اسکی قربانی ہو جائیگی، ہاں چھ ماہ کا دنبہ بھیڑ اگر اتنا فربہ موٹا ہو کہ سال بھر کے دنبوں میں کھڑا کیا جائے تو فرق نہ معلوم ہو اسکی قربانی بھی درست ہے، گائے بیل بھینس دو سال اور اونٹ پانچ سال کا ہونا چاہئے قربانی میں، جو جانور اندھا یا کانا ہو یا ایک آنکھ کی ایک تہائی سے زائد نظر جاتی رہی ہو اسکی قربانی درست نہیں، جس جانور کی دُم یا کان ایک تہائی سے زائد کٹ چکی ہو اس کی قربانی درست نہیں ایسے ہی

سینگ اگر جڑ سے اکھڑ گیا ہو تو اسکی بھی قربانی نہ ہوگی، اور جو جانور اتنا لنگڑا ہو کہ چوتھا پاؤں زمین پر رکھتا ہی نہ ہو تو اسکی بھی قربانی درست نہیں ہاں اگر چوتھا پاؤں زمین پر رکھتا تو ہو مگر لنگڑا کر چلتا ہے تو اسکی قربانی ہو جائے گی، بانجھ جانور کی قربانی بھی درست ہے خواہ ازل سے بانجھ ہو یا بعد میں ہوا، بکری کی زبان کٹ گئی تو اسکی قربانی درست جبکہ گائے وغیرہ کی اگر زبان کٹ گئی تو قربانی نہ ہوگی کہ بکری ہونٹوں سے اور گائے وغیرہ زبان سے چارہ کھاتی ہے، بکری کے ایک تھن اور گائے یا اونٹنی کے دو تھن سوکھ گئے ہوں اور باقی سے دودھ آتا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں۔ افضل یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کئے جائیں، ایک فقیروں کیلئے ایک اپنے لئے ایک اپنے رشتہ داروں کیلئے، قربانی کی کھال اپنے استعمال مثلاً مصلے یا موزہ بنوانا جائز ہے مگر بیچکر پیسے استعمال میں لانا جائز نہیں، اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے اگر خود نہ کرنا جانتا ہو تو اس کے آگے جا کر کھڑا ہو جائے، قصائی کو کھال یا چربی اوجڑی مزدوری میں نہ دے بلکہ مزدوری اپنے پاس سے الگ دے، سارا گوشت خود کھالے یا صدقہ کردے دونوں جائز ہے۔ فواللہ اعلم بالصواب

فضیلت ماہ ذوالحجہ

پیر محمد تبسم بشیر اویسی

اللہ تعالیٰ نے دن مہینے اور سال اس لئے بنائے کہ انسان اپنے معاملات زندگی اور تفکرات آخروی کا حساب وکتاب رکھ سکے۔ تخلیق میں تمام دن، مہینے اور سال برابر ہیں مگر فضیلت کے اعتبار سے بعض دنوں کو دنوں پر بعض مہینوں کو مہینوں پر اور بعض سالوں کو سالوں پر فضیلت دی گئی ہے۔

اسلامی سال کا بارہواں مہینہ ذوالحجہ ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ ظاہر ہے کہ اس ماہ میں لوگ حج کرتے ہیں اور اس کے پہلا عشرہ کا نام قرآن مجید میں "ایام معلومات" رکھا ہے یہ دن اللہ کریم کو بہت پیارے ہیں۔ اس کی پہلی تاریخ کو خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزاہرہؓ کا نکاح سیدنا حضرت شیر خدا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ ہوا۔ اس کی آٹھویں تاریخ کو یوم ترویہ کہتے ہیں۔ کیوں کہ حجاج اس دن اپنے اونٹوں کو پانی سے خوب سیراب کرتے تھے۔ تاکہ عرفہ کے روز تک ان کو پیاس نہ لگے۔ یا اس لئے اس کو یوم ترویہ (سوچ بچار) کہتے ہیں کہ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آٹھویں ذی الحجہ کو رات کے وقت خواب میں دیکھا تھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے حکم دیتا ہے کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر۔ تو آپ نے صبح سوچا اور غور کیا کہ آیا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے۔ اس لئے اس کو یوم ترویہ کہتے ہیں۔ ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو عرفہ کہتے ہیں۔ کیونکہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام جب نویں تاریخ کی رات وہی خواب دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ خواب خدا

تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اسی دن حج کا فریضہ سرانجام دیا جاتا ہے اور دسویں تاریخ کو یوم نحر کہتے ہیں کیونکہ اسی روز سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی صورت پیدا ہوئی اور اسی دن عام مسلمان قربانیاں ادا کرتے ہیں۔ اس کے بعد گیارہویں، بارہویں، تیرہویں کے دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں اور اس ماہ کی بارہویں کو حضور سراپا نور شافع یوم النشور ﷺ نے سیدنا حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ سے بھائی چارہ قائم کیا تھا۔

ذوالحجہ کا مہینہ ان چار برکت اور حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے اس مبارک مہینہ میں کثرت نوافل، روزے، تلاوت قرآن، تسبیح وتہلیل، تکبیر وتقدیس اور صدقات وخیرات وغیرہ اعمال کا بہت بڑا ثواب ہے اور بالخصوص اس کے پہلے دس دنوں کی اتنی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عشرہ کی دس راتوں کی قسم یاد فرمائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے قسم ہے مجھے فجر کی عید قربان کی اور دس راتوں کی جو ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں اور قسم ہے جفت اور طاق کی جو رمضان مبارک کی آخری راتیں ہیں اور قسم ہے اپنے حبیب ﷺ کے معراج کی رات کی۔ (سورۃ الفجر 30)

اس قسم سے پتہ چلتا ہے کہ عشرہ ذی الحجہ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ اسی طرح کی فضیلت سے کتب احادیث لبریز ہیں۔ چند مبارک حدیثیں پیش خدمت ہیں۔ سیدہ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول خدا حبیب کبریا ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت عشرہ ذی الحجہ داخل ہو جائے اور بعض آدمی قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں تو چاہئے کہ بال اور جسم سے کسی چیز کو مس نہ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ بال نہ کترائے اور نہ ناخن اتروائے اور

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص ذی الحجہ کا چاند دیکھ لے اور قربانی کا ارادہ ہو تو نہ بال منڈائے اور نہ ناخن ترشوائے۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ 127)

ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کے پہلے نو دن روزہ رکھنا بڑا ثواب ہے۔ ام المومنین سیدہ حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں۔ چار چیزوں کو نبی کریم ﷺ نہیں چھوڑتے تھے عاشورہ کا روزہ اور (ذوالحجہ) کے دس دن یعنی پہلے نو دن کا روزہ اور ہر ماہ کے تین دن کا روزہ۔ نماز فجر سے قبل دو رکعتیں۔ (مشکوٰۃ 180) حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ میں عشرہ ذی الحجہ کی راتوں میں ایک بصرہ کے قبرستان میں تھا۔ تو میں نے ایک قبر سے نور کی شعائیں نکلتی دیکھیں۔ یہ دیکھ کر میں بڑا حیران ہوا۔ اتنے میں آواز آئی اے سفیان ثوری! اگر تو نے بھی نو دن ذی الحجہ کے روزے رکھے تو تیری قبر سے بھی اسی طرح نور نکلے گا۔ (نزہۃ المجالس جلد 1 صفحہ 144) سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ عہد رسالت میں ایک شخص سماع غنا۔ (گانا بجانا) کو دوست رکھتا تھا مگر جب ذی الحجہ کا چاند نظر آجاتا تو روزے رکھنا شروع کر دیتا محبوب کبریا ﷺ نے اس شخص کو بلا کر پوچھا کہ تو کس وجہ سے ان دنوں کا روزہ رکھتا ہے! اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ دن حج کے دنوں میں سے ہیں۔ مجھے یہ بات پسند آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے حاجیوں میں شریک فرمائے۔

سید الانبیاء والمرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تجھے ہر دن کے روزے کے بدلہ میں ایک سو مسلمان غلاموں کو آزاد کرنے اور سو اونٹ کے صدقہ کرنے اور سو گھوڑے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے کا ثواب ملے گا اور یوم ترویہ کے روزے کے بدلے ایک ہزار غلام آزاد کرنے اور ایک ہزار اونٹ صدقہ کرنے اور ایک ہزار گھوڑوں کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے کا ثواب ملے گا اور عرفہ کے روزے کے بدلے میں دو ہزار غلاموں کو آزاد کرنے اور دو ہزار اونٹ کے صدقہ کرنے اور دو ہزار گھوڑوں کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے کا ثواب ملے گا۔ ایک سال گزشتہ اور سال آئندہ کے روزوں کا ثواب بھی ملے گا۔ (غنیۃ الطالبین جلد 2 صفحہ 25)

ان دنوں میں عرفہ کا دن بڑا معظم دن ہے کہ عرفہ کا روزہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے مگر یہ غیر محرم کے حق میں ہے اور محرم عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے تاکہ مناسک حج ادا کرنے میں سستی نہ ہو۔ (ماثبت من السنۃ صفحہ 179)

یوں تو ذوالحجہ کا سارا عشرہ ہی نور علیٰ نور ہے اور اس میں ہر نیک عمل کا ثواب بہت ملتا ہے۔ مگر دسویں ذوالحجہ کا دن سب سے زیادہ معظم ہے۔ خدائے بزرگ وبرتر نے اس دن کی فجر کی قسم کھائی ہے۔ والفجر مجھے فجر عید قربان کی قسم۔ اس دن میں ہر ایک نیک عمل بڑی فضیلت رکھتا ہے۔ مگر اس روز سب سے زیادہ محبوب عمل قربانی کرنا ہے۔ محبوب رب العالمین ﷺ فرماتے ہیں کہ: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ یہ قربانیاں کیسی ہیں۔ فرمایا تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمیں اس میں کیا ثواب ملے گا؟ فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملے گی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ صوف میں کیا ثواب ہے۔ فرمایا صوف کے ہر بال میں ایک نیکی ملے گی۔

قربانی کے جانور

حافظ عبدالوہاب روپڑی

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طرح ذوالحجہ کے عشرہ اول کی فضیلت بھی احادیث میں بہت آئی ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس قدر اللہ عزوجل کو نیک کام ان دنوں (عشرہ ذوالحجہ) میں پسند ہے باقی دنوں میں پسند نہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا بھی (اتنا پسند) نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، البتہ وہ شخص جو اپنا

قربانی میں کوئی جانور ذبح نہ کرو اگر ایسا جانور میسر نہ ہو تو کھیرا چھترا ذبح کرو۔ [باب الاضحیہ ج ۲ ص ۱۵۵] جذعہ من الضان، بھیڑ کا چھترا یا دنبہ ہے جو ایک سال کا ہو۔ یعنی بھیڑ کا کھیرا مینڈھا وہ ہے جو پورے ایک سال کا ہو۔ مجمع البحار (جو علماء حنفیہ میں مسلم ہے) [ج ۱ ص ۱۸۱] اور بذل المجہود شرح ابوداود میں ہے کہ جذعہ وہ ہے جو پورے ایک سال کا ہو۔ [ج ۴ ص ۷۱] اسی طرح فتح الباری میں حافظؒ نے جمہور کا مسلک یہی بتایا ہے۔ [پارہ ۲۳] لیکن بکری کی جنس سے کھیرا جانور قربانی کرنا بالکل ہی ناجائز ہے نبی کریم ﷺ نے صرف حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ کو اس لیے اجازت دی تھی کہ اس نے اپنی قربانی نماز

بارہ میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی قربانی کرو۔ [ابن ماجہ ص ۲۲۷]

قربانی کا جانور متعین کرنے کے بعد اس کو فروخت کرنا یا اس کا تبادلہ کرنا ناجائز ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک عمدہ جانور (بھیڑ یا بکری) مکہ مکرمہ بھیجنے کا ارادہ کیا، بعد ازاں انہوں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ میں اس قربانی کو فروخت کر کے اونٹ خرید لوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں" اسی کو ذبح کرو۔ [مسند احمد]

جانور کو بائیں جانب لٹانا احسن طریقہ ہے، چنانچہ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ جملہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے اور تمام مسلمانوں کا اس پر عمل ہے کہ قربانی کے جانور کو بائیں کروٹ لٹانا چاہیے کیونکہ ذبح کرنے والا آسانی سے چھری کو دائیں ہاتھ میں اور ذبیحہ کا سر ہاتھ سے پکڑ سکتا ہے۔ [نووی] ذبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم ذبح کرو تو بطریق احسن ذبح کرو اور اپنی چھری کو تیز کرلو اور جانور کو آرام دو۔ [نسائی باب حسن الذبح

نزدیک ایک دن ہے، ہر سہ اقوال سے ارجح قول یہی ہے کہ یوم عید کے علاوہ تین دن قربانی جائز ہے اور جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ، امام شافعیؒ کا قول ارقام فرماتے ہیں کہ قربانی کا آخری وقت یوم النحر اور ایام تشریق ہیں اور یہی مذہب حضرت علی، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت عبداللہ بن عباس، (رضی اللہ عنہم) عطاء، حسن بصری، عمر بن عبدالعزیز، فقیہ اہل شام سلیمان بن موسیٰ اسدی، مکحول، داود ظاہری کا ہے۔ حافظ ابن قیم ارقام فرماتے ہیں کہ: خلاصہ یہ ہے کہ بقول حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قربانی کا وقت یوم عید اور تین دن بعد ہے

تاریخی پس منظر

مولانا حسین احمد اعوان

تاریخ ادیان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر تہوار کسی اہم ترین واقعہ کی یاد میں منایا جاتا ہے پھر اگر کوئی دن کسی عظیم تاریخ واقعہ کی حیثیت سے تہوار قرار دیا جا سکتا ہے تو پھر امت مسلمہ کے لئے دس ذی الحجہ عید قربان کا دن واقعی ایک عظیم دینی، اسلامی اور مذہبی قرار دیا جا سکتا ہے۔ جس میں امت مسلمہ کے مورث اعلیٰ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ نے خواب میں اشارہ پاکر اپنے پیارے نور نظر لخت جگر حضرت اسماعیلؑ کے گلے پر چھری اور کامل انقیاد ورضا، تسلیم واطاعت الٰہیہ

شہر اور بستی میں تقریبات نمازوں کی، قربانی کی اس روح پرور وجد انگیز یادگار کو باقی رکھا ہم یہ عید قربان کا تہوار ہر سال اسی خوشی میں ہی مناتے ہیں۔ لفظ "قربان" اللہ تعالیٰ کے حضور کسی چیز کا پیش کرنا ہے۔ قربانی وہ چیز ہے کہ جس سے کہ رب العزت کا قرب حاصل ہو۔ مشہور محقق بزرگ حضرت امام ابوبکر حصاصؒ فرماتے ہیں کہ قربانی ہر وہ نیک عمل ہے جس کے ذریعے خدائے لم یزل کی رحمت ورافت سے قرب کا

سب کچھ آپ کے کہنے سے کیا ہے۔ یہ قربانی ان کی آزمائش اور امتحان تھا۔ چنانچہ قرآن پاک پارہ نمبر 4 سورۃ المائدہ میں شرح وبسط کے ساتھ بیان کرتا ہے انبیائے سابقہ میں بھی قربانی کا رواج رہا ہے۔ قرآن پاک سورۃ آل عمران آیت 83 میں اہل کتاب کی ایک تقریر کا حوالہ ان الفاظ میں پیش کرتا ہے ترجمہ: وہ ایسے لوگ ہیں کہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا تھا کہ ہم کسی پیغمبر پر اعتقاد نہ لائیں کہ جب تک

کتنا ہی غلط ہو لیکن اس کا رواج تقریباً عام رہا ہے۔ قربانی کا تصور یہودی، غیر یہودی مذاہب میں بنیادی رہا ہے۔ عیسائیت نے بھی اسے ختم نہ کیا بلکہ تھوڑے سے تغیر وتبدل کے بعد اختیار کئے رکھا۔ بحوالہ انسائیکلو پیڈیا سیرت طیبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ حضرت ابراہیمؑ حضرت ابراہیمؑ کی ساری زندگی امتحانات ابتلا اور آزمائشوں میں گزری، کبھی قوم کو دعوت حق اور دعوت توحید سے روشناس کرا رہے ہیں اور اس کے قوم کی طرف سے آندھی کی طرح آنے والے مصائب رنج والم کو خندہ پیشانی سے برداشت کر رہے ہیں اور کبھی انہیں سنگین سے سنگین دھمکیوں سے دوچار کر رہے ہیں اور کبھی ایوان کفر میں توحید خداوندی کے برملا اظہار کرنے پر آتش نمرود میں ڈالے جا رہے ہیں۔ کبھی رب ذوالجلال کی رضا اور خوشنودی کی خاطر ہجرت فرما

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس قدر اللہ عزوجل کو نیک کام ان دنوں (عشرہ ذوالحجہ) میں پسند ہے باقی دنوں میں پسند نہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا بھی (اتنا پسند) نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، البتہ وہ شخص جو اپنا مال وجان لے کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلا اور اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لایا (یعنی شہید ہوگیا اور اس کا مال لوٹ لیا گیا) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے قربانی کے دن خون بہانے سے زیادہ کوئی پسندیدہ عمل نہیں کیا۔ بلاشبہ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت آئے گا، قربانی کا خون گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک عالی مقام پر گرتا ہے تم دل کی خوشی سے قربانی کرو۔

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہوجا اور اپنی قربانی کے پاس چلی جا اس کے خون کے پہلے قطرے کے گرتے ہی تیرے سب گناہ معاف ہو جائیں گے (بزار) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہ کھڑی ہوجا اور اپنی قربانی کے پاس چلی جا اس کے گرنے والے خون کے پہلے قطرے کے ذریعے تجھے ہر گناہ سے بخشش مل جائے گی اور اس کے خون اور گوشت کو لایا جائے گا اور ستر (۷۰) گناہ کر کے تیرے ترازو میں رکھ دیا جائے۔

صحیح مسلم میں ہے: دو دانت والے جانور کے سوا

بذل المجہود شرح ابوداود میں ہے کہ جذعہ وہ ہے جو پورے ایک سال کا ہو۔ [ج ۳ص ۷۱] اسی طرح فتح الباری میں حافظؒ نے جمہور کا مسلک یہی بتایا ہے۔ [پارہ:۲۳] لیکن بکری کی جنس سے کھیرا جانور قربانی کرنا بالکل ہی ناجائز ہے نبی کریم ﷺ نے صرف حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو اس لیے اجازت دی تھی کہ اس نے اپنی قربانی نماز سے پہلے ذبح کر دی تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو بکری کا گوشت ہے قربانی قبول نہیں تو حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میرے پاس بکری کا کھیرا پٹھورا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا ذبح کرو۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں ارقام فرماتے ہیں کہ یعنی کھیرا جانور مطلقاً جائز نہیں بھیڑ کی جنس سے ہو یا کسی اور جنس (اونٹ، گائے، بکری) سے تعلق رکھتا ہو۔ [فتح الباری مطبع ہندی ج ۱۰ص ۱۲]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار قسم کے جانور قربانی کے قابل نہیں، ۱۔ لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو، ۲۔ اندھا کانا جس کا اندھا کانا پن ظاہر ہو، ۳۔ بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو، ۴۔ لاغر کمزور جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔ جس کا سینگ ٹوٹا ہو، سینگ کی ٹوپی اتر گئی ہو، کان کٹا ہو، کان چرے ہوئے ہوں یا کان میں سوراخ ہو، یہ جانور بھی قربانی کا خریدنے یا متعین کرنے کے بعد اگر عیب لگ جائے تو البتہ گنجائش ہے، جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے، حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نے قربانی کے لیے ایک مینڈھا خریدا پھر بھیڑیا اس کے سرین اور کان کاٹ کر لے گیا تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس

اور تمام مسلمانوں کا اس پر عمل ہے کہ قربانی کے جانور کو بائیں کروٹ لٹانا چاہیے کیونکہ ذبح کرنے والا آسانی سے چھری کو دائیں ہاتھ میں اور ذبیحہ کا سر ہاتھ سے پکڑ سکتا ہے۔ [نووی] ذبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم ذبح کرو تو بطریق احسن ذبح کرو اور اپنی چھری کو تیز کرلو اور جانور کو آرام دو۔ [نسائی باب حسن الذبح ج ۲ص ۲۰۶] بہتر ہے قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سینگدار، کالے اور سفید دو مینڈھوں کی قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ [نسائی ج ۲ص ۲۰۷، ابن ماجہ ص ۲۲۸] اگر کسی دوسرے شخص سے قربانی ذبح کرائے تب بھی جائز ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ اونٹوں کو خود ذبح کیا اور کچھ اونٹوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذبح کیا۔ [نسائی ص ۲۰۷ جلد دوم]

(۸) قربانی کتنے دن تک جائز ہے؟: امت محمدیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ قربانی کا وقت عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد شروع ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت سے ظاہر ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جس نے نماز عید سے پہلے ذبح کیا اس نے اپنے کھانے پینے کے لیے ذبح کیا اور جس نے نماز عید کے بعد ذبح کیا اس نے اپنی قربانی پورے طور پر ادا کی اور مسلمانوں کے طریقے کے مطابق عمل کیا۔ (صحیح بخاری ج ۱ص ۱۳۲، مشکوٰۃ ج ۱ص ۱۲۶)

لیکن اس میں اختلاف ہے کہ قربانی کا آخری وقت کیا ہے؟ جمہور کے نزدیک یوم العید وایام التشریق (یعنی چار دن) امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ، اور امام احمدؒ کے ایک قول میں تین دن بمعہ یوم عید اور بعض کے

مذہب حضرت علی، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت عبداللہ بن عباس، (رضی اللہ عنہم) عطاء، حسن بصری، عمر بن عبدالعزیز، فقیہ اہل شام سلیمان بن موسیٰ اسدی، بقول داود ظاہری کا ہے۔ حافظ ابن قیم ارقام فرماتے ہیں کہ: خلاصہ یہ ہے کہ بقول حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قربانی کا وقت یوم عید اور تین دن بعد ہے اہل بصرہ کے امام حسن، اہل مکہ کے امام عطاء بن ابی رباح، اہل شام کے امام اوزاعی اور فقہاء اہلحدیث کے امام شافعی کا یہی مذہب ہے اور ابن منذر نے بھی اسی کو پسند کیا ہے۔ [زادالمعاد لابن قیم ج ۱ص ۲۴۶] کتاب الاختیارات میں امام ابن تیمیہ رقم طراز ہیں: قربانی کا آخری وقت ایام تشریق کا آخری دن ہے۔ امام شوکانی نے نیل الاوطار ج ۴ ص ۳۵۹ اور علامہ ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر ج ۳ص ۵۳ میں اس مسلک کی تائید کی ہے اور اس کو جملہ اقوال سے ارجح بتایا ہے۔

دیا جاسکتا ہے تو پھر امت مسلمہ کے لئے دس ذی الحجہ عید قربان کا دن واقعی ایک عظیم دینی اسلامی اور مذہبی قرار دیا جاسکتا ہے، جس میں امت مسلمہ کے مونس اور مورث اعلیٰ سیدابراہیم خلیل اللہ نے خواب میں اشارہ پاکر اپنے پیارے نور نظر لخت جگر حضرت اسماعیل کے گلے پر چھری اور کامل انقیاد ورضا، تسلیم واطاعت الٰہیہ کا وہ بے مثال اور عدیم النظیر ثبوت پیش کیا کہ تاریخ انسانی جس کا ثبوت پیش کرنے سے قاصر ہے۔ چنانچہ خدائے بزرگ وبرتر نے عشق ومحبت آزمائش اور قربانی کے اس کڑے امتحان میں حضرت ابراہیم کو کامرانی سے بہرہ ور فرمایا۔ حضرت اسماعیل کو سلامت رکھا اور آپ کی جگہ ایک جانور کی قربانی قبول فرما کر آپ کو ذبیح اللہ کے لقب سے نوازا۔ اس عظیم امتحان وآزمائش کے صلے میں رب ذوالجلال نے آپ کی اس پیاری جانفزا، روح پرور اور فکر انگیز ادا کی نقل کو تا قیامت امت مسلمہ کے لئے رسم عاشق قرار دیا۔ ہر اسلامی گاؤں قریہ قصبہ

تہوار ہر سال اسی خوشی میں ہی مناتے ہیں۔ لفظ "قربان" اللہ تعالیٰ کے حضور کسی چیز کا پیش کرنا ہے۔ قربانی وہ چیز ہے کہ جس سے کہ رب العزت کا قرب حاصل ہو۔ مشہور محقق بزرگ حضرت امام ابوبکر حصاصؒ فرماتے ہیں کہ قربانی ہر وہ نیک عمل ہے جس کے ذریعے خدائے لم یزل کی رحمت ورافت سے قرب کا مقصد حاصل ہو مگر ہمارے ہاں "قربان" کا لفظ اکثر و بیشتر ذبیحہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ صمدیت میں بصد عجز و نیاز خلوص نیت سے قربانی پیش کی جاتی۔ لہٰذا اسے حرف عام میں "عید قربان" کہا جاتا ہے۔ قربانی کا آغاز تاریخ کے آئینے میں۔۔۔ کسی حلال جانور کو اللہ رب العزت کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لئے ذبح کرنا سیدنا حضرت آدم کے زمانہ ہی سے شروع ہوگیا تھا۔ سب سے پہلے حضرت آدم کے دو بیٹوں نے قربانی پیش کی تھی قرآن حکیم کی اس آیت مقدسہ ومطہرہ کے آخری حصہ میں بیان کیا گیا ہے کہ قربانی واقعی انبیاء اور رسل عظام کی صداقت کی دلیل ٹھہرائی گئی تھی۔ چنانچہ تورات میں مرقوم ہے کہ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ اپنی مبارک زندگی میں بار بار قربانی کرتے تھے۔ قوم یہود میں بھی قربانی کا تصور بدرجہ اتم موجود تھا۔ چنانچہ قوم یہود اپنے اہل وعیال کی عافیت، سلامتی، خوشحالی اور بلندی درجات کے لئے قربانی دیا کرتی تھی۔ بحوالہ خروج: 2۔23۔ تورات میں مرقوم ہے کہ ایسا ہی نزدیک آیا کہ اے خداوند کریم حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل اور اسرائیل کے خدا آج کے دن معلوم ہو جائے گا کہ تو اسرائیل کا خدا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں نے یہ

سورۃ المائدہ میں شرح وبسط کے ساتھ بیان کرتا ہے انبیائے سابقہ میں بھی قربانی کا رواج رہا ہے۔ قرآن پاک سورۃ آل عمران آیت 83 میں اہل کتاب کی ایک تقریر کا حوالہ ان الفاظ میں پیش کرتا ہے ترجمہ: وہ ایسے لوگ ہیں کہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا تھا کہ ہم کسی پیغمبر پر اعتقاد نہ لائیں کہ جب تک ہمارے سامنے معجزہ نذر ونیاز خداوندی کا ظاہر نہ کرے کہ اس کو آگ کھا جائے تو آپ فرما دیجئے گا کہ بالیقین مجھ سے قبل بہت سے دلائل و براہین لے کر آئے تھے اور یہ معجزہ تھا جس کے بارے میں تم کہہ رہے ہو سو تم نے کیوں قتل کیا تھا اگر تم سچے ہو حوالہ قرآن آیت 83 سورۃ آل عمران تب خداوند کی طرف سے آگ نازل ہوئی اور اس نے سوختنی قربانی لکڑیوں اور پتھروں کو اور پانی کو جلایا بحوالہ سلاطین 18-27-8 اور اسی طرح تواریخ میں بھی ہے کہ جب حضرت سلیمان دعا مانگ چکے تو آسمان سے آگ اتری سوختنی قربانی اور ذبیحوں کو کھا گئی اور وہ گھر خداوند کریم کے جلال سے لبریز ہوگیا بحوالہ تاریخ 7-1۔

مندرجہ بالا حوالاجات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ شریعت محمدیہ سے قبل دوسری شریعتوں اور ادیان کے ماننے والے اس پر عمل پیرا رہے۔ قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ ان پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہے ترجمہ: جتنے اہل شرائع گزرے ہیں ان میں سے ہم نے ہر امت کے لئے قربانی دینا مقرر کر رکھا تھا القرآن پارہ 17 سورۃ الحج۔ مندرجہ بالا حوالہ جات کے ساتھ ساتھ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں انسائیکلو پیڈیا کا حوالہ بھی سپرد قلم کر دیا جائے ترجمہ انگریزی سے اردو: قربانی کا طریقہ مختلف اقوام میں خواہ

الم کو خندہ پیشانی سے برداشت کر رہے ہیں اور کبھی انہیں سنگین سے سنگین دھمکیوں سے دوچار کر رہے ہیں اور کبھی ایوان کفر میں توحید خداوندی کے برملا اظہار کرنے پر آتش نمرود میں ڈالے جا رہے ہیں۔ کبھی رب ذوالجلال کی رضا اور خوشنودی کی خاطر ہجرت فرما رہے ہیں اور کبھی حضرت ہاجرہ اہلیہ اور سیدنا حضرت اسماعیلؑ بیٹے کو بے آب وگیاہ لق ودق گرم ترین صحرا میں رب العالمین کی رضا کے لئے چھوڑ رہے ہیں۔ آخرکار عزیز بیٹے کی قربانی کا مرحلہ آتا ہے اور بیٹا بھی وہ عالم پیری میں التجاؤں کے بعد ملا ہے اور ابھی خوب چلنے پھرنے کے قابل ہی ہوا ہے والد گرامی کے ہاتھ بٹانے کی عمر کو پہنچ چکا ہے بس اس وقت خواب میں ذات باری کا اشارہ پاکر فی الفور بارگاہ ایزدی میں اسے قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل تھی محو تماشائے لب بام ابھی

جناب حضرت ابراہیم نے رب ذوالجلال کی رضا کے لئے عزیز واقارب، وطن، اولاد، جان کی قربانی دے کر امت مسلمہ کے لئے ایک عظیم درخشاں اور شاندار مثال قائم کر دی ہے تاکہ امت مسلمہ امامت اور سیادت وقیادت کے منصب عالیہ پر فائز اور متمکن ہو سکے۔ انہی مقاصد کے حصول کے لئے اہل اسلام کو ہر سال قربانی دینے کی عملی مشق کرائی جاتی ہے تاکہ امت مسلمہ دنیاوی سیاست وقیادت کے ساتھ ساتھ آخرت کی دائمی اور ابدی سعادت سے بھی بہرہ ور ہو۔ دین اسلام کی پوری تاریخ شاہد ہے کہ امت مسلمہ کو جب کامیابی وکامرانی نصیب ہوئی ہے تو انہی قربانیوں کے صدقے ہی میں نصیب ہوئی ہے۔

سماجی اور معاشی قربانی کا جذبہ

افتخار محمود

بلاشبہ عیدالاضحیٰ مسلمانوں کا یوم مسرت اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کی یادگار ہے جب وہ اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کے نام پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے مگر اس سال یہ عید اپنے دامن میں عالم اسلام کے لئے ابتلاء وآزمائش کا وافر سامان لے کر آئی ہے۔ فلسطینی مسلمان صیہونی جارحیت وتوسیع پسندی بلکہ دہشت وبربریت کا شکار ہیں۔ کشمیر میں مسلمانوں کا خون انتہائی ارزاں ہو کر رہ گیا ہے۔ پورے عالم اسلام میں خصوصاً پاکستان میں دہشت گردی کے نام پر آگ وخون کا شیطانی کھیل جاری ہے اور ظالم اور جابر یہودی اور ہندو اپنے آقاؤں کی ہلاشیری پر بے گناہ انسانوں کو تہہ تیغ کئے جا رہے ہیں۔

کشمیری مسلمان آج بھی اپنے بنیادی حقوق سے محروم ہیں۔ ان پر بھارتی حکمرانوں نے جبراً تسلط جما رکھا ہے کشمیری مسلمانوں کی آزادی کے لئے عالمی سطح پر اٹھنے والی آوازیں مسلسل صدا بصحرا ثابت ہو رہی ہے۔ پوری دنیا ان کے پیدائشی حقوق سلب کئے جانے کی حقیقت معلوم ہونے کے باوجود بے بس نظر آ رہی ہے۔

کشمیر کے علاوہ بھارت میں مسلم اقلیت جس زبوں حالی کا شکار ہے وہ بھی ایک معلوم حقیقت ہے۔ انہیں ہندوؤں کا ہر فسادات کے نام پر شہید کیا جا رہا ہے۔ سیکولرازم کی دعوے دار بھارتی حکومت اقلیتوں کے جان ومال کے تحفظ میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے۔

اس روح فرسا حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ آج شہادت نظام اسلام کے نام پر مسلمان ہی مسلمان کا خون بہانے میں مصروف عمل ہیں۔ جب کہ اسلام میں کلمہ طیبہ پڑھنے والے کا قتل ممنوع قرار دیا گیا ہے اور اس کے قاتل کے لئے جہنم کی وعید ہے۔

افغانستان اور عراق میں امریکی جارحیت کے نتیجے میں لاکھوں مسلمانوں کو گھربار چھوڑنا پڑا اور وہ دوسرے ممالک میں پناہ لینے پر مجبور ہیں ان کی حالت زار کا تصور بھی درد دل رکھنے والے ہر انسان کے لئے دل خراش اور جگر تراش ہونا چاہئے۔

عید کے موقع پر ہم ابتلاء وآزمائش کے سمندر میں کیوں کھڑے ہیں؟ وہ صرف اس لئے کہ ہم میں نہ صرف دین بلکہ دنیا کی بھلائی کے لئے بھی سماجی اور معاشی قربانی کا جذبہ موجود نہیں۔ شاید اسی لئے ہم دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں۔

قربانی کیا ہے؟ قربانی کا فلسفہ ان الفاظ سے اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے جو ذبح کے وقت ہر قربانی دینے والے مسلمان کی زبان سے اس طرح ادا ہوتے ہیں۔

میں نے اپنا رخ اس کی طرف پھیر دیا ہے جس نے آسمان اور زمین کو تخلیق کیا۔ میں ٹھیک اسی طریقے کا پیرو ہوں۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ تھا میں خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرانے والوں میں سے نہیں ہوں۔ میری نماز میری قربانی میری زندگی اور میری موت سب کچھ اللہ پروردگار عالم کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اس کا مجھے حکم قبول ہوا اور میں خدا کے فرماں بردار بندوں میں سے ہوں خدایا یہ تیرا ہی دیا ہوا مال ہے اور تیرے ہی لئے حاضر ہے۔ بسم اللہ، اللہ اکبر، اللہ اکبر"

قربانی کا یہ تصور کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ اللہ تعالیٰ کے نام پر اپنی قیمتی سے قیمتی متاع سے دست کش ہونے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ مسلمانوں کے لئے ہر دور میں بہت بڑا سہارا ثابت ہوا ہے۔ اور اس تصور کے سہارے انہوں نے بڑی سے بڑی قربانیاں دی ہیں اور بڑے بڑے جانگداز صدموں کو برداشت کیا ہے۔ عیدالاضحیٰ ایک مذہبی تہوار ہی نہیں بلکہ عیدالاضحیٰ سے ہمیں یہ پیغام ملتا ہے کہ دنیا میں اپنی اجتماعیت اور ملت واحدہ کا نقش ابھارو اور حق کی راہ میں کسی قربانی سے بھی دریغ نہ کرو۔

عید کی خوشیاں مناتے ہوئے ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہماری اپنی صفوں میں اسلامی اور پاکستانی قومیت کی بجائے علاقائیت اور لسانیت کے فتنے پیدا نہ ہونے پائیں تاکہ کوئی مفاد پرست اپنے مقاصد کے لئے ہمارے داخلی اتحاد واستحکام کو گزند نہ پہنچا سکے۔

پاکستانی قوم کا ہر فرد اگر قربانی پر غور کرے اور معاشی اور سماجی قربانی کے اس جذبے کو جس کا اظہار عید پر ہوتا ہے اپنی روح میں سمونے کی کوشش کرے تو خود غرضی اور مفاد پرستی کے دور میں عزم ویقین اور اتحاد وتعاون کی نئی شمعیں فروزاں ہو سکتی ہیں۔ اقوام کی ترقی اور عروج ان کے افراد کی جرات وشجاعت اور صبر واستقامت پر منحصر ہوتا ہے جس قوم نے ہندوؤں اور انگریزوں کی دوہری مخالفت کے باوجود اپنے ناکافی وسائل سے اپنا الگ وطن تشکیل کر لیا اس کے لئے ایک موجودہ وطن کو ناقابل شکست بنا دینا کوئی مشکل امر نہیں۔ آیئے آج ہم اللہ رب العزت کے ساتھ اس عہد کی تجدید کریں کہ ہم اسلام کے احکامات کی پابندی کریں گے اللہ رب العزت نے جن باتوں کا حکم دیا ہے انہیں بجا لائیں گے اور جن باتوں سے منع فرمایا ان سے اجتناب کریں گے۔"

یوں تو ہر مسلمان کو یہ عہد رب العزت کے ساتھ ہر وقت کرتے رہنا چاہیے اور اس کی ذات سے نیکی کے ارتکاب اور برائی سے اجتناب کی توفیق مانگتے رہنا چاہیے اور اس کی ذات سے نیکی کے ارتکاب اور برائی سے اجتناب کی توفیق مانگتے رہنا چاہیے لیکن اگر اسلامی تہواروں کے مواقع پر ہم انفرادی اور اجتماعی طور پر اللہ رب العزت کے ساتھ اس عہد کی پورے اخلاص کے ساتھ تجدید کرتے رہا کریں اور اپنی کمزوریوں کا محاسبہ کر کے انہیں دور کرنے کی کوشش کرتے رہا کریں تو ہم میں سے ہر ایک کے کردار میں اسلامی اوصاف پیدا ہو جائیں گی اور اس طرح ایک اسلامی معاشرے کے قیام کی راہ خود بخود ہموار ہو جائے گی وہ قوم جو قربانی اور اجتماعیت جیسے عظیم فلسفہ کی حامل اور ایثار وخلوص کی درخشاں روایات کی امین ہو اس کے لئے کچھ مشکل نہیں۔ ضرورت صرف خود کو نئے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے منظم کرنے کی ہے اللہ رب العزت ہمیں توفیق عطا فرمائے (آمین)

معاشرتی رویے

سلیم ناز

قربانی کے جانوروں کی خریداری بہت ہی مشکل کام ہے۔ قربانی کے جانوروں کو اس لحاظ سے پرکھنا کہ آیا یہ قربانی کے لائق بھی ہے یا نہیں۔ ہر خریدار کے بس کی بات نہیں۔ کیونکہ منڈی کے ماحول میں سانس لینا دوبھر ہوتا ہے۔ جانور پسند آ جائے تو نرخ طے کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہو جاتا ہے۔

چوک منظور آباد ملتان میں لگنے والی عارضی منڈی میں قربانی کے جانور فروخت کرنے والا بہت پریشان نظر آ رہا تھا۔ اس کا کہنا تھا شہر سے باہر جانور بیچنے لے جائیں تو خریدار کم کم ہی آتے ہیں یہاں آتے ہیں تو ٹریفک کے مسائل کے ساتھ ساتھ جانوروں کو ایک جگہ جمع رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس نے بتایا کہ ہم نے ایک مکان کرایہ پر لے رکھا ہے جہاں ہم رات کو قربانی کے جانوروں کو باندھتے ہیں اور دن میں کھول کر فروخت کرنے چل پڑتے ہیں۔

منڈی میں موجود ایک اور مالک جس کا تعلق ملتان کے نواحی گاؤں سے تھا اس کو شکایت تھی کہ خریدار مال دیکھ کر ریٹ نہیں لگاتے بس وہ گھر سے جو ریٹ سوچ کر آتے ہیں اسی پر ضد کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اب آپ خود بتائیں کہ 20 کلو کا بکرا یا بکری بھلا چار پانچ ہزار میں کیسے مل سکتا ہے۔ اگر آپ مارکیٹ میں فروخت ہونے والے گوشت کے ریٹ کے مطابق تول کر بھی لیں تو تب بھی یہ ریٹ نہیں بنتا۔

دوسری طرف خریدار شکایت کر رہے تھے کہ جانوروں کو بیسن ملا پانی پلا کر لے آتے ہیں جس کی وجہ سے جانوروں کا پیٹ پھول جاتا ہے جب گھر لے کر جاتے ہیں تو صبح جانور کی حالت دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں کہ یہ رات والا ہی جانور ہے کیونکہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہمارے سامنے ہوتا ہے۔

یہ درست ہے کسی دور میں بقر عید ایثار وقربانی کے لازوال جذبوں کے ساتھ منائی جاتی تھی آج یہ جذبہ کم کم نظر آتا ہے۔ سنت ابراہیمی کی تکمیل میں ہر مسلمان اپنی استطاعت کے مطابق تیاریاں تو کرتا ہے لیکن طبقاتی کشمکش کے اثرات یہاں بھی نمایاں نظر آنے لگتے ہیں اس وجہ سے قربانی محض ایک رسم بن گئی ہے جس کو پورا کرنے کے لئے مختلف طبقات ان دنوں بڑے فعال نظر آتے ہیں۔

بقر عید کا چاند نظر آتے ہی گھاس اور جانوروں کے چارے کی دکانوں پر رونقیں بڑھ جاتی ہیں۔ چھریاں کانٹے تیز کرنے والے بھی خاصے مصروف نظر آتے ہیں۔ گھاس فروش اللہ بخش کا کہنا تھا چونکہ ان دنوں گھاس چارہ کی مانگ میں اضافہ ہو جاتا ہے جبکہ پیچھے سے سپلائی کا سلسلہ بڑھنے کے ساتھ ساتھ نرخ بھی بڑھ جاتے ہیں۔ ویسے بھی سال میں یہ چند دن ہی تو ہمارے ہوتے ہیں۔ اسی طرح چھریاں کانٹے تیز کرنے والی دکانوں پر خاص رش ہوتا ہے۔ قصابوں کے ساتھ ساتھ عام لوگ بھی چھریاں تیز کرواتے ہیں کیونکہ انہیں بھی تکہ بوٹی بنانے کے لئے تیز دھار والی چھری کی ضرورت ہوتی ہے۔ بقر عید آمد دراصل بہت سے طبقوں کے لئے حصول روزگار کے مواقع بھی پیدا کرتی ہے۔ بقر عید سے قبل قربانی کے جانور فروخت کرنے والوں کی چاندی ہوتی ہے تو عید کے تین روز کئی قصابوں کی پانچوں انگلیاں اور سر کڑاہی میں ہوتا ہے انہیں تو فرصت نہیں ملتی۔ صاحب استطاعت کئی لوگ تو پہلے سے ہی بکنگ کرا لیتے ہیں۔ اس موقع پر پیشہ ور قصابوں کے ساتھ کئی موسمی قصائی بھی فصلی بٹیروں کی طرح گلی کوچوں میں نظر آتے ہیں۔ پیشہ ور قصابوں نے پہلے، دوسرے اور تیسرے روز چھوٹے جانور ذبح کرنے کے الگ الگ نرخ مقرر کر رکھے ہوتے ہیں پہلے روز ایک ہزار سے پندرہ سو روپے، دوسرے روز آٹھ سو سے ایک ہزار اور تیسرے روز پانچ سو سے آٹھ سو روپے معاوضہ طلب کرتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں "موسمی قصابوں" کے نرخ قدرے کم ہوتے ہیں لیکن وہ ناتجربہ کار ہونے کے باعث گوشت بھی صحیح طریقے سے نہیں بناتے۔

اس لئے ماہرین طب اس بات پر شدت سے زور دیتے ہیں کہ گوشت کو پکانے سے پہلے اچھی طرح دھو لینا چاہئے کیونکہ قصاب چھریوں اور اپنے کپڑوں کے حوالے میں صفائی کا خاص خیال نہیں رکھتے نہ ان کی چھریاں صاف ہوتی ہیں نہ ہی لباس۔ جانوروں کو ذبح کرنے سے گوشت بنانے تک کئی جراثیم قربانی کے گوشت میں داخل ہونے کے خدشات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ قصاب گوشت بناتے ہوئے ہڈیوں کے ذرات کا بھی خیال نہیں رکھتے۔ جو گوشت کے ساتھ معدے میں جا کر صحت کے مسائل پیدا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عید کے فوراً بعد ہسپتالوں اور کلینکس پر مریضوں کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

بقر عید کے روز قیمہ بنانے والے اور سری پائے بھوننے والی عارضی دکانیں بھی جگہ جگہ قائم ہو جاتی ہیں۔ قربانی کا گوشت اور قیمہ بحق فریزر ضبط کرنے کے رجحان نے قربانی کا اصل مفہوم ختم کر کے رکھ دیا ہے۔ مستحق لوگوں کو یہی شکایت رہتی ہے کہ ماضی کی نسبت لوگ اب قربانی کا گوشت برائے نام تقسیم کرتے ہیں اگر تقسیم بھی کیا جاتا ہے تو وہ ہڈیاں، چھیچھڑے اور ناکارہ گوشت ہوتا ہے جو غریبوں اور فقیروں کے حصے میں آتا ہے حالانکہ قربانی کے گوشت کا ایک حصہ رشتہ داروں، دوسرا حصہ غریبوں اور مساکین اور تیسرا حصہ اپنے پاس رکھنے کا حکم ہے لیکن بعض لوگ خوشگوار تعلقات قائم اور افسران بالا کو خوش رکھنے کے لئے اعلیٰ قسم کا گوشت انہیں بھوا کر سمجھتے ہیں کہ قربانی کا مقصد پا لیا ہے۔ غریبوں کو شکایت ہے کہ جب سے گھروں میں "ٹھنڈی مشینیں" (فریزر) آئی ہیں۔ لوگ گوشت تقسیم کرنے کی بجائے ان ٹھنڈی مشینوں میں محفوظ کر لیتے ہیں۔

بہر حال عید قربان قریب آ رہی ہے قربانی کا مقصد خالق کائنات کی خوشنودی اور قربت حاصل کا ذریعہ اور اس عزم ویقین کا اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کل کائنات کا مالک ہے وہی رازق ہے۔ ہمارے پاس دیا ہوا سب کچھ اسی کا ہے۔ کاش مسلمان قربانی کے اصل مفہوم کو سمجھیں اور اس کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کربستہ ہو جائیں کاش